

019-44108

COLLECTED 1995

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

دین و زبانتی که خطای خاص جمیع حالات و معجزات از ابوالبشر آمد تا ختم الانبیاء و شد حضرت احسین علیهم السلام از روی آیات قرآنی و احادیث نبوی و ائمه و روایات دیگر که در کتب معتبره و شیخ و مفوضات صحیح و علل و شواهدین یافته شده

الحمد لله

جلد دوم

از تالیفات نفیث زبده علماء السوء عرفا سوزنده آتش جهان مصطفوی مولی ابو الحسن صاحب جلال و کرامت  
صاحب خزانة لای محمدا ابو الحسن صاحب قریه کنونی مولی حسن صاحب بیرون میرزا بدیع الله شریف از غفران

مطبع محمد افشاری طبع در وقت  
در نایب و لشکر حسن رونقی یا

Checked  
1987



اطلاع۔ اس طبع میں ہر علم فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ دار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی نہرت مطول ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جو حکیمانہ دلائل سے شائقان اہل حالات کتب کے علوم فراہم کئے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے نثریل بیچ کے تین صفحہ جو سادے ہیں انہیں بعض کتب تواریخ انبیاء و رسل وغیرہ اردو و فارسی کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب وجود کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب تواریخ احوال انبیاء و رسل اردو  
قصص الانبیاء۔ موسومہ روضۃ الاصفیاء۔ از  
مولوی محمد طاہر صاحب۔

ترجمہ فقط مغازی الرسول موسومہ بخاری اصدقہ  
ترجمہ فتوح الشام۔ و فتوح المصر یکجائی۔  
ترجمہ فتوح العجم سلسلہ بہ غزوہ عرب۔

تواریخ انبیاء و اولیاء فارسی  
خرنیتہ الاصفیاء۔ اسمین احوال انبیاء و مرسلین و کتب  
کبار و صحابہ کرام ہر جلد پر بار اولیاء و اللہ سالک  
و مجذوب خاندانہ حضرات قادریہ و شتیہ و سہروردیہ  
اور حنفیہ خاندانہ ہیں تفصوات مرتبہ فردی  
فردی سب کا ذکر ہے بڑی جامع کتاب و درجہ میں

ایضاً۔ خرد۔  
عجائب القصص۔ جس کا کتاب ذکر حالات انبیاء و  
اولیاء میں مرتبہ مولوی فخر الدین۔ دو جلد میں۔  
اجلہ بین حالات آفرینش نور محمدی سے تاقصہ  
اسکندریہ قیوس۔  
بچل۔ میں تلامذہ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم۔  
تاریخ حبیب آلہ۔ احوال حضرت از ولادت تا وفات  
مصنف مولوی غنایت احمد۔

۱ جلد۔ چار خرن احوال انبیاء و ائمہ و صحابہ کبار  
و سائر اولیاء۔

۲ جلد۔ پانچ خرن خرن از مال شیخ ادبہم احوال  
شائق شاہ لاہوری۔  
وقائع شاہ معین الدین چشتی اسمین مختص احوال  
حضرت حسن بھری شہم الاجمیری بہت بساطت کے  
ساتھ لکھا ہے مؤلفہ ششی بابو لال۔

روضۃ الصفا۔ بڑی عمدہ کتاب متداول ہر مائتہ  
سیع سیرہ کے سات جلد میں مصنفہ اخوند میر ش  
ہروسی۔

فتوحات و اقدی۔ علیہ الرحمہ کا ترجمہ از دو چار حصہ  
۱ حصہ میں مغازی الرسول۔  
۲ حصہ میں فتوح الشام۔  
۳ حصہ میں فتوح المصر۔  
۴ حصہ میں فتوح العجم۔

یہ مجموعہ کتاب عربی میں مصنفہ حضرت واقدی تھا  
جس کا ترجمہ اردو میں بشارت سلیم علم فہم فرمایا۔  
مترجمہ مولوی بشارت علی خان و سید محمدی حسین۔

۲۶۰۵۴	داخلہ نمبر
۸	فن نمبر
۷۷	نمبر نمبر







# فہرست فوائد و بیانات تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء جلد دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	بیان نسب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۴۶	بیان شہادت قریش
۳	فائدہ در بیان بعض حالات اجداد	۴۸	بیان اولاد ولید ابن مغیرہ
	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۵۰	فضیلت صدیق اکبر
۶	بیان خواب عبد المطلب	۵۳	بیان ہجرت اولی جانب حبشہ
۹	فائدہ خضر چاہ زغرم	"	احوال ابو خدیفہ
۲۰	وفات ثویبہ	۵۲	تقسیم سرزمین
"	دیدن عباس ابولہب را در خواب	"	بیان ہجرت حبشہ و عنایت نجاشی بادشاہ
"	ذکر حکیمہ سعدیہ	۵۵	اسلام امیر حمزہ
۲۳	ذکر شوق صدر مبارک تفصیل	۵۶	اسلام عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ
۲۶	وفات آمنہ خاتون	۵۹	بیان شکستگی عہد نامہ
"	تحقیق اسلام ابوبن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۵۹	وفات ابوطالب
۲۷	وفات عبد المطلب	"	وفات خدیجہ کبریٰ
"	سفر تجارت	۶۱	دعوت قبیلہ بنی بکر
۲۹	فائدہ عدم شکر کعبہ	۶۵	قصہ مردے از مجاہد
"	بیان خلف الفضول	۶۴	ذکر سراج و ملاقات با انبیاء دیگر کیفیات و معانی
۳۲	مہر و کلح خدیجہ کبریٰ رضی		بشت و دوزخ وغیرہ
"	تحقیق ولیمہ	۸۲	تعیین اوقات نماز
۳۴	اسباب خرابی بیت اللہ شریف	۸۵	بیان تفسیر آیه وئی اقلدی
۳۵	ظہور نور وحی	۸۶	بیان بعض عجائبات آسمان اول
۳۶	بیان بردن خدیجہ کبریٰ حضرت را ز درقہ	۸۸	بیان تصرف جن و شیاطین
"	بیان حال نجات در قہ بن نوفل	۹۰	بیان عجائبات آسمان دوم و سوم و چہارم
۳۷	طریق نوحہ صوفیہ	۹۲	بیان عجائبات آسمان پنجم و ششم
۳۹	اقسام وحی و کیفیت نزول آن	۹۳	بیان عجائبات آسمان ہفتم و سدرہ المنتقی
۴۲	بیان اختلاف در تاریخ نزول وحی	۹۷	بیان اختلافات در سال و ماہ تاریخ معراج شریف
"	قصہ اسلام ابوبکر صدیق رضی	۱۰۶	قصہ وعظ مصعب ابن عمر
۴۵	پوشیدگی حضرت در شعب	۱۱۳	قصہ سحر ضرار
۴۶	احوال ابولہب کافر	۱۱۴	حال آبادی مدینہ



صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۱۱۹	وقائع سال اول هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم	۱۶۲	قتل طلحه
"	تعمیر مسجد مدینه	"	بهاوری ابو وجانه
۲۱	بیان طول و عرض منبر شریف	۱۶۵	شهادت جد الله ابن زبیر و ابن سکین امیر مکه و حبیب بن عقیله
"	بنای محراب	۱۶۶	شهادت نضر ابن انصیر
"	فضائل مسجد مدینه	۱۶۷	قتل ابی ابن خلف
"	فرضیت نماز چهارگانی	۱۸۶	حرمت ششام
۱۲۲	رواکی زبیر ابن حارثه	"	بیان اختلاف ماهیت شراب
"	اسلام سلمان فارسی	"	تحقیق اهل حدیث در باب شراب
"	عقد مواخات	"	بیان حرمت بنگ
"	زفاف حضرت عائشه صدیقہ	۱۸۶	بیان حرمت نان پادو
"	شروع صیغه اذان	"	وقائع سال چهارم هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم
۱۲۵	وفات اسعد و غیره از سال اول	"	وفات عبید الله ابن عثمان و فاطمه بنت اسد
"	وقائع سال دوم هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم	"	تولد امام حسین رح
"	شروع جہاد	"	مکاح ام سلمه
۱۲۶	بیان تعلیم طریقه جہاد	۱۸۹	غزوہ بدر و غصه
۱۴۱	بیان اسرار مقتولان بدر	"	قصه شتر جابر رضی الله عنه
۱۴۸	آرامشگی لشکر اسلام	"	استحباب مکاح با زن باکره
"	ذکر قتل شعیبه و عقبه و ولید	"	وقائع سال پنجم هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم
"	ذکر قتل ابوجبل ملعون	۱۹۵	قصه افک حضرت عائشه رضی الله عنه
۱۵۳	رواکی زبیر ابن حارثه برائے بشارت فتح	۲۰۱	ذکر سلیمان
"	شوره در باب السار	۲۰۳	احوال نظیر
"	ربانی ابو العباس	۲۱۴	وقائع سال ششم هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم
۱۵۴	آمد حضرت زینب	"	غزوہ شعبان
۱۵۶	سریه غالب ابن عبد الله لثقی	۲۱۸	بیان برابا و غیره
۱۵۸	قتل کعب	۲۲۱	سجده زیارتی آب
"	سریه محمد ابن سلمه	۲۲۲	قصه بیعت رضوان
۱۶۰	وقائع سال سوم هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم	۲۲۳	بیعت غالبان حضرت عثمان
"	غزوہ بخران	۲۲۴	سنت بودن بیعت مهنیه
"	مکاح حضرت حفصه و ام کلثوم و زینب	"	حاصل شراکط و صلح حدیبیه
"	تولد امام حسن علیہ السلام	"	دایس کردن ابو بنی



صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۲۳۴	ذکر موس مبارک -	۲۳۴	آدم زبانه مجازین
۲۳۵	بیان استباحه گناه	۲۳۸	بیان فتح مجاح مومنه و کافره
۲۳۶	ذکر قتل دختر حمزه	۲۳۸	حال نزول سوره انفصا
۲۳۷	سریه خالد ابن ولید	۲۳۹	ذکر ابو جندل و غیره بهادران
۲۳۸	فراری سلیم و غیره	۲۴۰	بیان اختلاف در کتابت لفظ عبد الله
۲۳۹	فتح غزوه خنین	۲۴۱	اختلاف در مدت مصالحه با کفار
۲۴۰	آمد ملائک	۲۴۲	بیان فضائل بقیه الضوان
۲۴۱	غزوه او طاس	۲۴۳	قصه صلوة الاستسقا
۲۴۲	اسیری شمر بنث حلیه	۲۴۴	عذرات افطار صوم
۲۴۳	سریه طفیل	۲۴۵	وقائع سال نهم هجرت حضرت صلی الله علیه وسلم
۲۴۴	غزوه طائف	۲۴۶	بیان چاه آرائش
۲۴۵	شکایت و عهد انصار	۲۴۷	معجزه ردائش
۲۴۶	قصه ابن روداس	۲۴۸	زفات حضرت صفیه
۲۴۷	دلیل اول حرمت شتم	۲۴۹	اسلام ابوهریره
۲۴۸	دلیل دوم و سوم و چهارم	۲۵۰	قصه لیلۃ القدر
۲۴۹	احادیث اهل بیت در حرمت شتم	۲۵۱	زفات ام حبیبه
۲۵۰	مکاح حضرت از فاطمه کلانیه	۲۵۲	بیان سرایا مجازین
۲۵۱	وقائع سال نهم هجرت حضرت صلی الله علیه وسلم	۲۵۳	فضیلت حضرت جعفر طیار
۲۵۲	سریه ابن بشر ابن سفیان	۲۵۴	مکاح عماره
۲۵۳	سریه عیینه ابن حصین	۲۵۵	وقائع سال ششم هجرت حضرت صلی الله علیه وسلم
۲۵۴	سریه خاله	۲۵۶	بیان اسلام خالد ابن ولید
۲۵۵	سریه عباد	۲۵۷	بیان حاضری ابوسفیان
۲۵۶	سریه عبد الله	۲۵۸	نزول کریمه در شان حضرت بلال
۲۵۷	بیان غزوه تبوک	۲۵۹	اسلام عکرمه
۲۵۸	آمد و فدی اسیه	۲۶۰	قتل حویرت
۲۵۹	بیان اختزال النساء	۲۶۱	قتل مقبس بن صبا
۲۶۰	تعریف حدیث مرسل	۲۶۲	اسلام پسر ابن اسود
۲۶۱	وفات نجاشی	۲۶۳	اسلام صفوان
۲۶۲	وفات کلثوم	۲۶۴	قتل حارث بن ملاحله
۲۶۳	ضمان بلال ابن امیه		



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۶	وقائع سال ہجرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۳۴۳	احوال حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
"	سید خالد	"	احوال حضرت زینب رضی اللہ عنہا
"	سید علی مرتضیٰ	"	احوال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
"	گرفتاری دختر حاتم	۳۴۵	احوال و فضائل زید
"	ظہور ذی الحلیفہ در زمان آخر	۳۴۶	احوال حضرت صفیہ
"	آمد و فدا بن حارث	۳۴۷	احوال یحیٰ
"	سید جبریل	۳۵۰	ذکر سرداری
۳۰۱	تحقیق لفظ مباہلہ	"	تفصیل ازواج
"	بیان حجتہ الوداع	۳۵۱	بیان حرمت اموات المؤمنین
۳۰۲	ذکر تلبیہ	"	بیان غیرت و رشک ازواج مطہرات
۳۰۳	معاودت علی مرتضیٰ	۳۵۳	اختلاف در فضیلت نبیابین حضرت عائشہ و خدیجہ کبریٰ
"	بیان جمع بین الصلواتین	۳۵۴	احوال اولاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
"	بیان حرمت نوحہ و غیرہ مع دیگر احکام	۳۵۵	اثبات کسوف
۳۰۴	تقسیم موسے مبارک	"	ابطال قاعدہ اہل نخم
۳۰۵	بیان اختلاف صحابہ	۳۵۶	ذکریات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۳۰۶	تولد محمد ابن ابی بکر	۳۵۷	ذکر ہلاکت عقبہ
۳۰۷	اخبار آنحضرت از وفات خود	۳۵۹	بیان وجہ لقب بتول و زہرا
۳۱۰	تشریف حضرت جبریل علیہ السلام	۳۶۰	نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
"	وقائع سال یازدہم ہجرت صلی اللہ علیہ وسلم	۳۶۲	قصہ ارادہ نکاح علی مرتضیٰ باغوار
"	وعایر اے اموات الفیج	۳۶۰	فضائل امامت حضرت صدیق اکبر
۳۱۵	بیان اختلاف در یوم حقوق مرض	۳۶۲	احوال حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ
"	فائدہ بیان اشکال در یوم وفات	"	وجہ لقب امیر المؤمنین
۳۱۶	بیان وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۳۶۳	اجرا رخصت زنا بر ابو جحیمہ
"	رفع شبہہ	۳۶۸	احوال حضرت عثمان ذی النورین
۳۱۸	بیان اختلاف در دفن و غیرہ	۳۸۴	احوال و فضائل حضرت علی مرتضیٰ
۳۲۴	فوائد در و دشرفین	۳۸۵	وجہ بودن لقب حضرت شکیل کشا
۳۳۲	مواضع در و خواندن	۳۸۶	وجہ لقب تراب
۳۳۴	توضیح در مرض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۳۸۷	قصہ شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ
۳۳۹	توضیح احوال خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا	۳۹۰	سوانح عجیبہ شہادت حضرت امیر المؤمنین
۳۴۱	احوال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۳۹۱	توضیح در بیان عمر و عات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹۲	توضیح مضامین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	۴۹۰	احوال دوزخ و بہشت
"	توضیح مولیٰ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	۴۹۱	توجیح شدن موت
۴۰۵	توضیح در بیان اصحاب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بند شدن دروازه جنت و نار
۴۰۶	احوال و فضائل اولیس قرنی رحمہ اللہ	"	بیان بہشت و دوزخ مختصراً
"	سرور بقا و دلغ برص	"	فضائل منازل بہشت مطابق آیات قرآنیہ
۴۰۸	شہادت حضرت اولیس قرنی	"	بیان فضیلت زوہر برہر بہشت
"	دعائے حضرت اولیس قرنی بحق حضرت عمر و علی	"	بیان حور بہشت
"	توضیح در بیان معجزات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	۴۹۳	بیان خدام بہشت
۴۵۸	قصیدہ ثقیبہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بیان راکب بہشت
۴۶۲	بیان عبادت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بیان ملاقات احباب بہشت
"	بیان فضائل غیر مشہورہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بیان قد و قامت اہل بہشت
"	بیان شفاعت کبرے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بیان دیدار آنہی جل شانہ بر درجہ
۴۶۴	بیان حال قیامت اجمالاً	۴۹۴	بیان انکار و توبہ حضرت حق از روافض و معتزلہ
"	توجیہ قول جلال الدین سیوطی	۴۹۶	بیان وقار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
۴۶۶	بیان آثار قیامت کبرے	"	بیان چہرہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
"	بیان و جمال علیہ اللغۃ	۵۰۰	ذکر شہادت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
۴۶۸	بیان تشریف آوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۵۰۹	حال خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
"	بیان خروج یاجوج و ماجوج	۵۲۳	شمار معاویہ و درملوک
۴۶۹	بیان مقابلہ نصاریٰ	۵۲۹	بیان حرہ
۴۸۰	بیان امام مہدی علیہ السلام	۵۵۵	احوال ابن زیاد
"	بیان حدوث دخان	۵۵۸	ذکر حجاج طاف الم
۴۸۶	شمار دمان زیر عرش	"	حال عبدالملک بن مروان
۴۸۶	حساب دواب و انعام	۵۵۹	حال عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ
۴۸۹	بیان ملاحظہ نامہ اعمال بندگان	"	بیان سبب بودن تکلیک
"	بیان حال میزان	۵۶۱	بیان اسما و حالات دوازده امام مشہور تفصیل
"	بیان حال تل صراط		
"	بیان عبور بریل صراط		
۴۹۰	بیان عرض کوثر		
"	بیان کشادگی فضاے بہشت		
"	بیان انبیاء علیہم السلام		



RARE BOOK  
NOT TO BE ISSUED

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

درین روز کتاب برکت خطی جامع جمیع حالات معجزات از ابوالبرکات آدم ناخدا تم الامانیاد شمس حضرت حسین علی الهدی و  
از روی آیات قرآنی و احادیث نبوی و اقوال اولیاد که در کتب سیر و تواریخ و لغت و کتب صحیحین و سایر کتب معتبره یافته شده

سیمی

أخوال النبي  
فخرج الأوصياء

جہانم

زنا لیلیف منیع زبدۂ علم الاسود عرفا سوخته آتش جمال مصطفوی الهی ابو الحسن صاحب جوم کاکورده  
تقیه خیابانی محمد ابو الحسن صاحب تحریک یزدی محمد صاحب پادشاه مبارک الله العالی بنامه نصف علم

مطبعه منشور الكشور الحسنه مطبعه و نفوسه  
در نان نانو الكشور الحسنه مطبعه و نفوسه





داخه نمبر	۲۶۰۵۲
فین نمبر	۸ ز
کتاب نمبر	۷۶



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة على رسوله محمد وآله واصحابه وازواجه وجميع  
 شتمه در احوال جناب رسالت مآب مستغنى از انقاب حضرت سرور كائنات اول مخلوقات  
 برتات افضل موجودات خاتم الانبياء والمرسلين شفيع المذنبين والعاصيين بقصود الطالبيين  
 مطلوب العاشقين جيب الدارين محبوب الثابتين احمد محبتي محمد مصطفى صلى الله عليه وعلى آله  
 اصحابه وسلم نسب شريف اهل تحقيق في اسطر ح كهاجر كه ابو القاسم محمد بن عبد الله بن شيبه  
 الحمد ابو الحارث عبد المطلب بن عمر والملقب بهاشم بن مخيرة عبد مناف بفتح الهمزة الكافى بابي عبد الشمس  
 ويقال له القمر ايضا لكثرة احسن والجمال بن قضى بضم القاف وفتح الصاد المهملة وتشديد التختانية  
 بصيغة التصغير ويقال له زيد ويزيد ولقب بالجمع بن كلاب بكسر الكاف العربي اسمه الحكيم او غزوة  
 بن مرة بضم الميم وتشديد الراء المهملة بن كعب بفتح الكاف وسكون العين المهملة لوشي بضم اللام و  
 فتح الواو وتشديد التختانية بن غالب بفتح الغين المعجمة وكسر اللام بن قهر بكسر الفاء وسكون الهاء  
 لقب بقرش عند البعض بن مالك بن نضر بن فطح النون وسكون الضاد المعجمة لقب بقرش عند  
 بن كنانة بكسر الكاف وفتح النون لقبه قرش عند البعض بن خزيمه بضم الخاء المعجمة وفتح الزاير المنقطعة







یہ بھی متبع و مرجع شریعت ابراہیم علیہ السلام تھے اور الیاس کی اولاد مشہورہ میں مدکرہ میں کہ انھوں نے اپنے آبا و اجداد کی بزرگی و شرافت بوجہ کمال حاصل کی و لہذا اُنسی بہ اور ہا و ہوز مدکرہ میں بنا بر مبالغہ ہو کما ہو متعارف فی العرب اور اُنسے خرمیم ہو سکے یہ بھی سردار قوم تھے اور متبع ملت خنفسیہ اُنسے کما نہ ہو سکے موصوف بصفت حسنہ خصوصاً صفت سخاوت و وسعت اخلاق اس مرتبہ تھی کہ اوقات تنگدستی میں بھی بذل و ایثار میں دریغ نہ کرتے تھے آخر حیات میں انھوں نے اولاد کو وصیتیں بہت فرمائیں از انجملہ یہ بھی تاکید فرمائی کہ دوز محمدی صلعم کو ارحام ظاہرہ میں انتقال کرنے رہو اُنکی اولاد مشہورہ سے نضر بن کنیت اُنکی ابو نضر ہی روایت ہے کہ نضر بن کنانہ ایک روز سوتے تھے کسی نے پکارا یا نضر تجھ کو ہتھیار دیا گیا درمیان ملک ظاہری اور عرت سردی کی نضر نے کہا کلا یا رب قد اضررت ما یقبی الا بد بعضی اہل تاریخ لقب انکا قریش بیان کرتے ہیں اور وجہ تسمیہ میں کئی توہمیں لکھتے ہیں اول یہ کہ قریش ایک جانور بزرگ ہر دریا میں کہ وہ پھیلیاں کھایا کرتا ہو اور اسکو کوئی نہیں کھاتا ج طرح صراح میں ہر سوجب نضر نے اکثر قوم عرب پر استیلا پایا تب انکو قریش کہنے لگے دوسرے قریش ما خود و قریش سے اور قریش بمعنی قریش ہی نضر کا یہ دستور تھا کہ جب ایام حج میں خلق کثیر جمع ہوتی تو بحیث خلین فقرا و مساکین کو تلاش کر کے کچھ دیا کرتے تھے اس سبب سے قریش کہلائے قیصر سے یہ کہ قریش مشتق ہر قریش بمعنی سب سے اور نضر کا یہ دستور تھا کہ اپنی قوم کو اکثر بنا بر تجارت بھیجا کرتے تھے لہذا اُنسی بقریش چوتھے قریش بمعنی جمع کردن و فراہم گردانیدن آیا و نضر نے اپنی اولاد کو عربین جمع کیا اسلیئے قریش کہلائے و ہذا الوجه صحیح جدا روایت ہے کہ وقت وفات نضر نے اپنی اولاد کو جمع کر کے اکثر نصائح فرمائے اور مالک کو و بیعہ کیا اور مالک نے وقت وفات فہر کو فصلیح کر کے قوم کا سردار گردانا اور نہر نے غالب اپنے بیٹے کو وصی کیا اور غالب بمعنی شدت و سختی اور مرجع جمع آیا ہو اور غالب نے کوئی کو مرجع و لجا سے قوم وقت وفات قرار دیا اور لوی نے کعب کو کہہ اپنے وقت میں بڑے سردار و مرجع جمع امور تھے اور اُنکی اولاد میں ممرہ نامور ہو سکے کہ ہر وجہ قریش کو جمع کر کے نصیحت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میری اولاد سے پیغمبر آخر الزمان پیدا ہو گا اُنکی متابعت کرنا اور ایمان لانا تمہر واجب ہے یہ بات میں نے اپنے آبا و اجداد سے سنی ہے اور تمکو وصیت کرتا ہوں کہ نطفہ زکیہ نبویہ کو ارحام ظاہرہ میں تفویض کرو اور انکا یہ دستور تھا کہ سال قحط میں فقرا و مساکین کو کھانا کھلاتے تھے اور وقت وفات اولاد کو جمع کر کے انواع و جہ سے بنا بر

رحمت

رحمت

رحمت

رحمت

رحمت

رحمت

رحمت

رحمت



از احوال کلاب

از احوال قصی

۴۰  
وقت استیلا  
بر احوال قصی

از احوال حسان

۴۱  
وقت استیلا  
بر احوال حسان

از احوال حسان

صانت نور محمدی وصایا کیے اور کلاب کو دیعہ گروانا اور کلاب بمعنی ہمد گرد خصوصیت کرنے کے آیا ہر  
یہ سب مع ہو کلاب کی وکلب بالفتح بمعنی سگ ہو اور عروا اس سے معنی کثرت کے ہیں اور داب عرب تھا  
کہ اس قسم کے نام اولاد کے جسطرح کلاب نے سباع واسطے تخلیف و تحذیر دشمنوں کے رکھتے تھے اور  
نام فلاموں کے نامہ زروق و رباح واسطے محبت اپنی کے رکھے تھے جب کہ وفات قریب پہنچی تو  
قصی نے اپنی بیٹی کو سردار کیا اور قصی تھنیر قصی کہ از رو لغت بمعنی بعید ہو اور وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ بعد وفات  
مع اپنی نان مسامہ فاطمہ کے بلاد قضاہ حد و دشام میں اقامت پذیر ہوئے اور وطن سے دور پرچے  
اور چونکہ ان کے سبب سے قریش بعد از پریشانی مکہ میں مجتمع ہوئے اس جہت سے مجمع کہلائے  
دارالندوہ انھیں کا تھا یا ہو اسی مکان میں قریش کے اشتراک جمع ہو کر مشورت کرتے تھے  
چنانچہ یہ بات جناب سالت پناہ کے وقت تک باقی تھی اور دارالندوہ بمعنی مجلس قوم و جانچ ہر  
اور ندوہ از رو لغت بمعنی سخن گفتنی دندی و نادیدہ بمعنی مجلس روایت ہو کہ قصی نے ایک روز  
اپنے اہل بیت کو جمع کر کے تقویٰ اور برہیزگاری کی وصیت فرمائی اور غضب آنہی سے ڈرایا  
بعد اسکے ہر ایک بیٹے کو ایک ایک کام پر معین کیا چنانکہ عبدالدار کو علم داری اور درباری کعبہ کی  
عنایت کی اور ضیافت اور مهمانی حاجیان ام القری کے تفویض کی اور نقابت دیالت و امارت  
وسر داری عبدمنان سے متعلق کر دی ان کے چار بیٹے ہوئے ہاشم جو عبد اللہ اور عبد الشمس  
جد بنی اُمیہ اور نوفل جد جہیر بن مطعم و مطاب جد علی امام شافعی ہیں روضۃ الاحباب میں ہو کہ  
ہاشم اور عبد الشمس تو ام پیدا ہوئے تھے اور دونوں کی پشتیں ملی ہوئیں تھیں تلوار سے جدا کی گئیں  
کہ وہی تلوار دونوں میں رہی چنانچہ حضرت صلیم بن اور ابوسفیان میں اور علی مرتضیٰ اور عادیہ  
اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور زید علیہ السلام متعلقہ ہیں ظاہر ہوئی وقت وفات عبد مناف نے  
سر داری قوم ہاشم کو سپرد کی وجہ تسمیہ ہاشم یہ کہ ہشم بمعنی نان ریزہ کردن آیا ہو انکا دستور تھا  
کہ قحط کے دنوں میں دیار شام میں روٹیاں اونٹوں پر لا کر لاتے اور دو اونٹ ذبح کر کے پکاتے  
اور خشک روٹیوں سے شریہ بنا کر لوگوں کو کھلاتے تھے اول عرب میں طریقہ ضیافت انھیں نے  
جاری کیا ہو اور سخاوت انکی ضرب المثل ہو انکی پیشانی سے نور محمدی چمکتا تھا نام انکا عمر العلیٰ ہو  
اور ہاشم لقب آخر عمر میں مسماہ سنی بخاریہ بنت عمر بخاری سے مدینے میں نکاح کیا کہ اُن سے عبد المطلب  
پیدا ہوئے تب ہاشم جانب شام تشریف فرما ہوئے اور بتمام غزہ یا غزہ کہ متعلقات و شوق سے ہو  
وفات پائی اور وقت نزع اپنے بھائی مطلب سے وصیت کی کہ کمان اسمعیل و علم زرارہ کلید خانہ کعبہ شریف



حال السب

لڑکے کو جسکا نام شیبہ ہو عنایت کرنا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہاشم نے قبل ولادت عبد المطلب کے وفات پائی اور وقت رحلت جو ان تھے تین بیٹے موجود تھے ایک اسد پدر مادر علی مرتضیٰ دوم فضیلہ سوم صیفی اور بعد وفات ہاشم عبد المطلب پیدا ہوئے نام انکا شیبہ اس سبب سے ہوا کہ انکے سر میں سب سفید بال تھے یا ایک بال سفید تھا اور بعد بلوغ بسبب کثرت محامد شیبہ الحمد کہلائے اور عبد المطلب کہلانے کی وجہ جمہور کے نزدیک یہ ہو کہ ایک شخص قوم قریش کا بعد وفات ہاشم مدینے میں آیا اور اسنے ایک لڑکے کو تیر چلائے دیکھا اور وہ کہتا تھا انا ابن ہاشم جب وہ شخص مکے میں آیا تو اسنے حرم کعبے میں مطلب بن مناف سے ملاقات کر کے کہا جو کچھ دیکھا اور سنا تھا مطلب اسی مقام سے اونٹ پر سوار ہو کر مدینے میں پہونچا اور شیبہ الحمد کو بلا اطلاع انکی مان کے لے چلا جو نہ شیبہ جامہ کنہ پہنے ہوئے تھے تو جو کوئی راہ میں مطلب سے پوچھتا یہ کون ہو وہ کہتے کہ میرا غلام ہے جو جب مکے میں پہونچے تو پوشاک نفیس پہنا کے مجلس قوم میں لائے اور حال مفصل بیان کیا اسدن سے شیبہ عبد المطلب کہلائے اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ بعد وفات ہاشم شیبہ کو مطلب نے پرورش کیا اور دستور تھا کہ جو کوئی کسی یتیم کو پرورش کرتا تھا وہ یتیم اسکا غلام کہلاتا تھا اس سبب سے عبد المطلب کہلائے والا خلافت بین الروین ورجل الدار میں ہے کہ عبد المطلب کے بارہ بیٹے ہوئے اور چھ بیٹیاں ہوئیں عبد اللہ و ابو طالب و زبیر و عتبہ الکعبہ چار پسر اور سماء بیضا و واثمہ و ہرہ و عاتکہ چار دختر سماء فاطمہ بنت عمر خزیمہ اور حمزہ شہداء و مقوم و حجل و یحیٰم الجیم علی الحار الموحده اور بالعکس کہ اسکو عبد و اس و غیر بھی کہتے ہیں اور سماء صفیہ دختر بن سماء ہالہ بنت و سب ابن عبد مناف و عیال و ضرار و قثم سماء ثیلہ بنت حباب سے اور حارث و ابولہب جسکا نام عبد الغری تھا اور سماء اروی سماء صفیہ باقیہ بنت جناب سے کہ انکی المویہا در روضۃ الاحباب میں اروی کو سقیہ عبد اللہ لکھا ہے اور ابولہب جسکا نام عبد اقی یا عبد الغری تھا بلطن لیتی بنت ہاجر سے شمار کیا ہے اور عید اقی کو تیر ہوان بیٹا لکھا ہے اور ہے کہ حارث پسر عبد المطلب سب سے بڑا تھا یہی شخص حفر چاہ زمزم میں عبد المطلب کا شریک تھا اسی کے بیٹے ابوسفیان و غیرہ و نوفل تھے سو ابوسفیان و نوفل ایمان لائے تھے اور یہ ابوسفیان غیر پر معاویہ ہیں اور ان لوگوں میں سے ضرار و قثم و حجل کے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور بعضوں کے نزدیک قثم حارث کا بھائی مادر می تھا صغریٰ میں مر گیا تھا ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قبل پیدا ہونے عبد اللہ پدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن عبد المطلب نے خواب دیکھا کہ میری پشت سے ایک بچہ نوری نکلی کہ اس میں چار طرف میں ہیں



ایک طرف جانب آسمان چلی اور دوسری طرف جانب مین اور تیسری طرف سمت مشرق اور چوتھی جانب مغرب اور وہ زنجیر ایسی تابان و روشن و پر نور ہو کہ نگاہ کو تاب اُسکی رویت کی نہیں ہو پھر وہ زنجیر ایسی بڑھی کہ برابر ایک درخت کے سر سبز و شاداب ہو گئی اور ہر طرح کے میوے لگے اُسین نظر آئے اُسکے سائے مین دو شخص مہیب صورت کشیدہ قامت کھڑے ہوئے دیکھ پر مین نے اُنسے پوچھا تم کون ہو ایک نے کہا ہم نوح نبی اللہ علیہ السلام مین دوسرے نے کہا مین ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہوں اور کہا ہم اسیلے آئے مین کہ اس درخت کے سائے مین آرام لیں اور مردہ ہو گیا اسی عبدالمطلب اس خواب سے پھر مین خواب سے اُٹھ کر خوفناک و ترسناک باہر گیا اور قریش کے کاہنوں سے اُسکی تعبیر پوچھی کاہنوں نے کہا کہ اسی عبدالمطلب تیرے صلب سے ایسا شخص پیدا ہوگا کہ جس پر تمام اہل آسمان و اہل ارض ایمان لائینگے اور باعث رحمت ایک قوم اور سب خرابی دوسری قوم کا ہوگا بالجمہ بعد وقوع اس واقعے کے عبدالمطلب نے مسماۃ فاطمہ مخزومیہ بنت عمر بن حایہ مخزومی سے نکاح کیا اُنسے عبد اللہ والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم پیدا ہوئے عبدالمطلب نے جانا کہ یہ لڑکا خواب والا ہو لیکن جو پوتا حکم بیٹے کا رکھتا ہو ظہور اُس خواب کا پشت عبد اللہ سے ہوا اور جب عبد اللہ جوان ہوئے تو قطع نظر از پاکی طینت بڑے زور آور پہلوان تیر انداز از بس خلیق و کریم و مجمع صفات کمالات و حسنات ہوئے اُنکے حسن و جمال کا ایسا شہرہ ہوا کہ صنا وید قریش سے ہر ایک شخص آرزو رکھتا تھا کہ اپنی بیٹی کا عقد نکاح اُنسے کر دے اور چونکہ نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ کی پیشانی سے چمکتا تھا اہل کتاب اس نشان اور دیگر علامات سے جانتے تھے کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم انھیں کے صلب سے ظاہر ہونگے اس سبب سے وہ لوگ عبد اللہ سے عداوت مانتے اور اکثر اوقات اُنکے مارنے کو اطراف کے مین آتے اور بشاہدہ امور غریبہ و شواہد عجیبہ نامراد و ناکام پھر جاتے اور قبل اس خواب کے جب حکومت و پیشوائی اہل مکہ عبدالمطلب کو بعد فوت مطلب اُنکے چچا کے پلوچی تو ایک دن فناء کعبے مین سوئے تھے ایک شخص نے خواب مین حکم دیا کہ چاہ زمرزم کو کھود اور زمرزم صلب شامت ظلم و فساد قوم جریم کے فاسد ہو گیا تھا یعنی عمر و بن حارث سردار قوم جریم نے حجر اسود کو رکھ کعبے سے جدا کر کے مع ہر دو غزال کعبہ جنگو اسفند یا رناری نے بطور بدیہ بھیجے تھے اور کئی ہتیار کہ بیت اللہ مین تھے چاہ زمرزم مین کہہ کر نشان زمرزم شاد یا تھا اس سبب سے عبدالمطلب مقام زمرزم سے واقف نہ تھے کہ اُن کمان پر دوسری مرتبہ پھر خواب دیکھا



کوئی کہتا ہے کہ زمزم ذخیرہ شیخ اعظم یعنی اسماعیل بن جبریل بیدار ہوئے تو زیادہ تر حیران ہوئے پھر سو رہے  
 کہنے والے نے کہا کہ مابین سرگین اور خون جس جگہ کو اپنی منقار سے سوراخ کرے اور اس کے مقابل دو بیت  
 سترخ رنگ رکھے ہوئے نظر پڑیں ناچار دوسرے دن بیت الحرام میں گئے اور مترصد علامات مرئیہ ہو کر بیٹھے  
 اتفاقاً کئی مشرک ایک حُزورہ ٹیلہ کو چاک کے پاس فرج کرتے تھے وقتاً بہ وقت سے نکل کر بھاگے اور چشمہ  
 زمزم کے پاس پہنچے اور آساف و مایہ کے سامنے کڑی جگہ دونوں منصوب تھے دونوں نے اسکو فرج کیا  
 اور خون اسکا انہر ملا اور گوشت و پوست خود لے گئے اور خون و سرگین و مین چھوڑ گئے اسی وقت ایک کو آ  
 آیا اس نے اپنی منقار سے وہاں سوراخ کیا تب عبدالمطلب نے خیال کیا کہ یہ میرے خواب کی علامتیں نظر پڑیں  
 اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا اسکی حقیقت و ماہیت یہ ہی بالجملہ امارات و علامات اُس خواب کے  
 بغضایت غیبی عبدالمطلب پر بخوبی ظاہر ہو تو عبدالمطلب جد رسول اللہ کا عزم مصمم حفر زمزم پر ہو گیا اور  
 ارادہ کیا کہ زمزم کو صاف کرین قریش مانع ہوئے عبدالمطلب مع اپنے بیٹے حارث کے بہر مقابلہ آئے  
 اللہ تعالیٰ نے انکو غالب اور منصور کیا کہ زمزم کو ایسا صاف کیا کہ پانی ٹھکا اور برسی نام آوری ہوئی  
 اسوقت عبدالمطلب نے یون نذر کی کہ اگر میرے دُش بیٹے ہوں تو ایک کوراہ خدا میں قربان کرونگا  
 اللہ نے دُش بیٹے غنایت فرمائے جب سب جوان ہوئے ایک است عبدالمطلب خائف کعبہ پاس سوتے تھے  
 خواب میں دیکھا کہ گویہ کہتا ہوں نذر وفا کر عبدالمطلب ترسان لوزان بیدار ہوئے اور وفائے نذرین  
 متاثر تب ایک بکری فرج کر کے فقر کو کھلائے پھر خواب میں دیکھا کہ نذر ادا کر اور قربانی کر بزرگ تر  
 اس سے عبدالمطلب نے گائے حلال کی پھر تیسری بار خواب دیکھا کہ قربانی کر بزرگ تر تب اونٹ  
 سخر کیا پھر خواب میں دیکھا کہ قربانی کر بزرگ تر اس سے عبدالمطلب نے پوچھا کہ اس سے زیادہ کیا ہو  
 جواب ملا کہ ایک بیٹا فرج کر اس بات سے عبدالمطلب بہت ڈرے اور غمناک ہوئے اور اپنے بیٹوں کو  
 جمع کر کے صورت حال ظاہر فرمائی بیٹوں نے کہا کہ ہم حاضر ہیں عبدالمطلب اس اطاعت سے بہت  
 راضی ہوئے اور واسطے تسکین خاطر کے قرعہ ڈالا کہ جسکا نام نکلے اسکو قربانی کرین قرعہ عبد اللہ کے نام  
 نکلا عبدالمطلب تعجیر ہوئے لیکن ناچار پھری لیکر عبد اللہ کا ہاتھ پکڑ قربان گاہ میں لائے چونکہ عبد اللہ بہت  
 خوبصورت تھے قریش مانع آئے اور بعد رداور کہ سبیل نامے ایک کاہنہ کے پاس گئے اس نے کہا آدمی کی  
 دیت تمہارے یہاں دُش اونٹ ہیں سو ایک طرف عبد اللہ کو رکھو اور دوسری طرف دُش اونٹ  
 تب قرعہ ڈالو اور اسی طرح کر دیہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکلے چنانچہ اسی طرح عبدالمطلب نے قرعہ ڈالا  
 یعنی دس اونٹ کہ عرب میں دیت انسان مقرر تھے علاحدہ کیے اور قرعہ ڈالا عبد اللہ ہی کا نام نکلا تب



دس اونٹ اور زیادہ فرمائے پھر بھی عبد اللہ کا نام نکلا یہاں تک کہ دس مرتبہ قرعہ ڈالا تو ہوا ونٹوں کی  
نوبت پہنچی آخر گیارہواں قرعہ اونٹوں کے نام نکلا کہ عبد المطلب نے بعض عبد اللہ انکو نذر خدا میں  
قرمان کیا اس عرصہ میں عمر عبد اللہ کی پچیس برس بقولے تیس برس کی تھی اس سبب سے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ انا ابن الذبیحین یعنی عبد اللہ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام فائدہ  
دور اسلام میں شارع نے سوا ونٹ کہ فدیہ عبد اللہ تھا خون بہا انسان کا مقرر فرمایا فائدہ قریش  
اس سبب سے چاہہ زفرم کے صاف کرنے سے مانع ہوئے تھے کہ قریب مقام زفرم کے دو بت یعنی  
آسان و نائلہ رکھے تھے اس سبب سے چاہہ زفرم کے کھودنے سے ناراض تھے روضۃ الاحباب میں لکھا ہو  
کہ جس رات میں عبد اللہ پیدا ہوئے ہیں اہل کتاب نے جانا کہ پیغمبر آخر الزمان کی ولادت قریب ہو اور  
سبب سکا یہ ہوا کہ ایک جامعہ صوفی سفید ملبوس حضرت یحییٰ پیغمبر کا کہ انکو کافرون نے شہید کیا تھا  
خون آلودہ اُنکے پاس تھا اور مضمون کتب سماویہ سے جانتے تھے کہ جب وہ جامعہ بار و گرجوں تازہ  
سرخ ہو جائے اور چند قطرے خون کے اُس میں سے ٹپکین تو یہ علامت قرب تولد پیغمبر آخر زمان ہے کی اور  
سو اُس رات میں اُس جامے میں یہ نشان ظاہر ہوا تھا اور اسی سبب سے ہمیشہ عبد اللہ سے دشمنی رکھتے  
اور عبد اللہ شکار دوست تھے چنانچہ ایک دن عبد اللہ شکار کو گئے وہاں نوٹے آدمی اہل کتاب کے  
تلواریں زہر آلودہ کھینچے ہوئے جانب شام سے اُنکے قتل کے ارادے پر آئے وہب بن مناف بھی  
اُس جنگل میں دوسری طرف سکا کھیلے تھے اُنھوں نے دیکھ کر چاہا کہ میں اعانت کروں دفعۃً چند سوار  
البت گھوڑوں پر یا شتر سوار کہ جنگ اس عالم کے لوگوں سے کچھ بھی مشابہت نہ تھی غیب سے ظاہر ہوا  
یعنی فرشتے تھے کہ آسمان سے اُترے اور اُس گروہ بے شکوہ کو عبد اللہ سے دفع کیا سب ہلاک ہوئے  
ایک بھی نہ بچا وہب بن مناف نے اُسی دم سے چاہا کہ مسامحہ آمینہ بعد ہمزہ و کسریم و لون ہنقوہ  
اپنی بیٹی کو عبد اللہ سے عقد کروں سو اپنے گھر میں آکر اپنے اقارب سے مشورہ کیا سب لوگوں کی  
راے مطابق ہوئی تب مسامحہ برہ بنت ام حبیبہ بنت برہ بنت قلابہ بنت امیہ بنت دب بنت  
لیلیٰ بنت عوف والدہ آمنہ زوجہ وہب بن زہرہ بن کلاب بن مرہ نے عبد المطلب کو پیغام بھیجا  
وہ اس تلاش ہی میں تھے کہ اگر کوئی عورت عقیقہ با حسب و نسب نظر پڑے تو عبد اللہ کا  
عقد کروں جب آمنہ بنت وہب کو بعضات حمیدہ موصوفہ پایا بلاتامل راضی ہوئے کہ باہم خطبے کا  
طریق قائم ہو گیا بعد چند سے شعب ابیطالب میں عقد سے فراغت حاصل ہوئی اہل سیر کے  
نزدیک شب جمعہ اوسط ایام تشریق میں قریب حجرۃ الوسطی نوبت تقاربت پہنچی تو نور محمدی



صلی اللہ علیہ وسلم کہ پیشانی عبد اللہ میں چمکے ہاتھ منتقل ہو یعنی آمنہ حاملہ ہوئیں اسی سبب سے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ یوم جمعہ کو لیلۃ القدر سے افضل جانتے ہیں کیونکہ جو خیرات اور برکات اہل عالم پر اس رات میں نازل ہوئیں کسی اور رات میں تا دو رقیامت نازل نہونگی اس سال میں کافرون نے حج جمادی الثانی میں ادا کیا تھا کیونکہ طائفہ کفار جب حج بھول جاتے تھے تو تقدیم و تاخیر کا لحاظ نہ رکھتے تھے سو اسے ذی الحجہ کے تھے اور کہتے تھے روایت ہے کہ اس رات فرشتوں کو حکم ہوا کہ تمام عالم کو منور کریں رضوان کو ارشاد ہوا کہ دروازے بہشت کے کھول کر مشام جبروت و لاہوت کو معطر کرے مالک کو ارشاد ہوا کہ آتش دوزخ کو آج کی رات ٹھنڈا کر دے اور تخت شیطان کہ بین السماء والارض ہوا پر معلق تھا الٹ دیا گیا و مردود چالیس شبہ روز قبل بوقییس پر بجا لت اضطراب و ادیا کرتا رہا پھر ایک فرشتے نے اُسکو دریا میں غوطہ دیا پھر منہ کا لالیا تو فریت البیس نے سبب پوچھا وہ مردود بولا کہ خرابی ہوئی ہماری تمہاری جو بھی نہوئی تھی آج کی رات آمنہ زوجہ عبد اللہ نو بیغہ آخر الزمان علیہ السلام سے منور ہوئیں یہ ایسا شخص ہو گا کہ اسکے باعث سے عبادت لات و منات و عترتی و ہبل کی بالکل توقوت ہو جائیگی یہ مورتن سب تو ہی جائینگے جملہ ادیان منسوخ ہونگے شرک و کفر و زنا کاری و قمار بازی و خراج لاری کو منع کر دیا جو نہ مانیکا اُسے سزا دیگا ہماری آمد و رفت آسمان پر نہوگی جب قصد کریگے فرشتے انکار ہی پھیکینگے پس علم کما نیت و غیب کوئی یک فلم نہ رہیگا تمام عالم عدل و انصاف سے معمور ہو جائیگا تمام روئے زمین مساجد ہو کر عبادت حق سے آباد ہوگی افعال نیک کا روز بروز کمال بد باتون کا ہر دم وال ہو گا روایت ہے کہ جس رات میں نور محمدی نے بطن پاک آمنہ کو منور کیا اور پھر رسالت کا آفتاب برج حمل میں در آیا اسکے صبح کو جہان کے بیت منہ کے بل گرے شیاطین صعو و فلک سے بند کیے گئے پادشا ہوں کے تخت الٹ گئے حضرت احدیت سے ارشاد ہوا کہ اے مالک ارض و سما آج تمام عالم کو نور محبوب سے منور کر دینا سچ کوئی گھر نہ تھا جو نورانی ہوا کوئی جانور نہ تھا جو گویائی میں نہ آیا مشرق سے مغرب تک خوش و طیبور نے خوشیاں کیں اور شادیاں جہر و تی و لاہوتی خوب بکے روایت ہے کہ بعد نکاح و قبل زفاف ایک روز عبد اللہ مسماۃ رقیقہ بنت نوفل کی طرف کہ بضم ا و مہملہ و فتح قافین بصیغہ تصغیر ہو و بردا تے قتیلہ کہ بضم قاف و فتح ثناء فوقیہ و بردا تے فاطمہ شامیہ و بردا تے ختمیہ صبح خا و معجزہ سکون ثناء و ثناء و فتح عین مہملہ یعنی فاطمہ کہ نسب بقبیلہ ختم تھی ہو کر نکلے وہ از خود رفتہ ہو کر بولی سو اونٹ دنگی اگر تو میرے ساتھ



نزدیکی کر اور سید اکما مان عبد اللہ نے فرمایا کہ یہ بات بلا نکاح نہیں ہوگی اسنے امر کر کیا عبد اللہ نے  
 بہانہ کیا کہ گھر ہو کر آتا ہوں بعد اسکے گھر آکر اپنی بی بی سے ہم بستر ہوے اور وہ نور جسکے چوٹ سے  
 شیشہ دل عورتوں کے چور چور تھے آمنہ کے پیٹ میں پہونچا صحیح کو عبد اللہ اُس عورت کے پاس گئے  
 اور کہا کہ اگر نکاح کر تو میں راضی ہوں یہ عورت بھی بڑی کاہنہ حسینہ و فسیحہ متمولہ صاحب عصمت  
 و عفت و ناکتہ تھی اُسنے کہا کہ میں بدکار نہیں ہوں لیکن میں نے نور محمدی کو تیری پیشانی میں  
 چکمتا دیکھ کر چاہا تھا کہ بطرح ہو میں اسکو لون خدا نے نہ چاہا اب مجھکو کچھ غرض نہیں اے عبد اللہ  
 سچ بتا تو کس عورت کے ساتھ سو یا عبد اللہ نے احوال کہا اُسنے کہا اے عبد اللہ اپنی بی بی کو خبر کر  
 کہ تو نے اپنے پیٹ میں بہترین اہل زمین کو اٹھایا ہو اسکی محافظت کرنا ضرور ہو اور بعض کہتے ہیں  
 کہ یہ عورت ام قتال و زحفہ ابن نوفل کی بہن تھی اُسنے اپنے باپ سے آنحضرت کا حال سنا تھا  
 کہ نبی اسماعیل سے ہونگے سو اُسنے نور محمدی پیشانی عبد اللہ میں دیکھ کر خواہش کی اور بعض کہتے ہیں  
 کہ نام اُس عورت کا جسے خواہش دصال عبد اللہ سے کی تھی لیلیٰ عذو یہ تھا اور وجہ تطبیق روایات  
 یہ ہو کہ ان سب عورتوں نے خواہش کی تھی ہر ایک راوی نے جو اسکو پہونچا روایت کیا ایک  
 روایت ہو کہ اکثر عورتیں قریش کی کہ نور محمدی کی چمک سے عاشق جمال عبد اللہ تھیں کثرت  
 غم و اندوہ سے بیمار ہو گئیں اور انہیں سے دوسو لڑکیاں اسی غم و درد میں مر گئیں روایت ہو کہ  
 ان دنوں قحط و خشاک نسالی کے سبب سے قریش پر بڑی سختی تھی سو آنحضرت کی برکت سے  
 خوب مینہ برسا اور تمام عالم سرسبز ہو گیا اور سارے حیوانات اور نباتات پر ایک نو عجیب چھا گیا  
 بلکہ اسی خوشی سے نام اس سال کا سنۃ الفتح والابتناج رکھا گیا ابو نعیم نے حضرت عباس سے  
 روایت کی ہو کہ اس رات میں اہل قریش کے دواب اور مویشی نے قدرت نطق پا کر  
 خوشی میں چکار چکا کر کہا کہ قسم ہو پروردگار کی آمنہ کے پیٹ میں خدا کا رسول ہو  
 تمام دنیا کا امام اور سارے خاندانوں کا چراغ اور عمدہ نبوت کا ستراج روایت صحیحہ ہو  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پورے نو مہینے نہ زیادہ نہ کم مان کے پیٹ میں رہے اور  
 جیسا کہ عورتوں کی عادت ہو کہ حمل کے دنوں میں بد مزگی طبیعت اور ناخوشی خاطر رکھتی ہو  
 سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو اس قسم کے عوارض سے کوئی بھی  
 عارضہ نہ تھا بلکہ وہ فساد مایا کرتی تھیں کہ حمل کے دنوں میں مجھے یہ بھی معلوم ہوا  
 کہ میں حمل سے ہوں اور حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں میں کچھ سوئی کچھ جاگتی تھی



کہ ایک آواز میرے کان میں آئی کہ تو حمل سے ہو اور تیرے حمل میں بہترین خلایق ہو  
 اُس وقت سے میں نے جانا کہ حمل سے ہوں اور مدت حمل تک بہر مہینے آسمان سے یہ آواز  
 آتی تھی کہ اے آمنہ تجھے مبارک ہو کہ ابوالقاسم کے طور کا دن آپہنچا بالجملہ بعد نو مہینے کے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس از طلوع صبح صادق و پیش از طلوع آفتاب بارہویں ربیع الاول  
 بقول اشہر روز دوشنبہ بالاتفاق سراسے محمد ابن یوسف نزار میں مخون و مسرور مستقیل  
 قبلہ دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے پیدا ہوئے اسی  
 شب میں حرمین شریفین کے لوگ اب تک مولد پڑھتے ہیں اور آداب اور مناسک بجا لگاتے  
 اور اہل مکہ اب تک زیارت مقام مولد شریف کرتے ہیں اور اس مقام کو تبرک جانتے ہیں  
 اور وہ سراسے ایک کوچے میں واقع ہو کہ اُسکو رفاق المولد کہتے ہیں اور وہ کوچہ ایک  
 شعب میں ہو کہ مشہور شعب بنی ہاشم ہو اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ولادت شریفے رمضان  
 مبارک میں واقع ہوئی ہو اور دلیل اُسکی یہ بیان کرتے ہیں کہ علق نطفہ محمدیہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم رحم آمنہ میں شب عرفہ یا وسط ایام تشریق میں ہوا اور مدت حمل نو مہینے پوری تھی  
 پس ماہ رمضان ماہ ولادت پڑتا ہو سو قطبیق اس قول میں اور قول اشہر میں یہ ہو کہ کفار  
 اشہر حرام میں تقدیم و تاخیر کرتے تھے اس صورت میں جائز ہو کہ سال ولادت حضرت میں  
 کافرون نے حج جادوی الثانی میں کیا ہو اس تقدیر پر نو مہینے پورے ربیع الاول میں ہو تین  
 کذافی روضۃ الاحباب فائدہ از روئے تحقیق شیخ جلال الدین سیوطی کے واضح ہو کہ سب  
 سترہ رسول پیدائشی مخون میں آدم و نوح و سام و شیت و ادریس و صالح و ہود و یوسف و موسیٰ  
 و شعیب و موسیٰ و اسماعیل و زکریا و عیسیٰ علیہ السلام و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین چنانچہ  
 صاحب در مختار نے سائل شتی اجلہ اخیر میں لکھا ہو اور کتب معتبرہ سے واضح ہو کہ جس دن  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اُس دن واقعہ اصحاب قیل سے چالیس یا پچیس یا پچہن دن  
 گزرے تھے اور نو شیردان پادشاہ تھا اور اسکی سلطنت پر بالیس برس گزر چکے تھے اور  
 آٹھ سو باسی برس سکندر رومی کو مرے ہوئے تھے اور چھ ہزار تین سو اکا دن برس قمری  
 اور دو سو آٹھیس روز ہبوط آدم علیہ السلام کو ہو چکے تھے اور اہل حساب کے نزدیک بیسویں  
 یا اٹھائیسویں شہور رومیہ سے تھی اور کتر حوین دے ماہ شہور فرس سے اور جس رات  
 حضرت پیدا ہوئے نو شیردان کا محل زلزلے میں آیا اور چوہا کنگرے کے گر پڑے یہ اشارہ

کے بعد وہ دن ہے  
 کہ بدقت طلوع  
 غنیمت تھا و غنیمت  
 بنی حنین پر  
 مسکون نا  
 دے سہیلہ  
 آنحضرت میں  
 بنی امیہ کو  
 بکلیت میں داخل  
 فرما اور  
 وہاں پر  
 متول ہو کہ  
 وہاں پر  
 ہی واقع ہو  
 ۱۲



اسطوت ہو کہ اُسکی اولاد میں چودہ آدمیوں کی پادشاہی رہی اور یہ معاملہ ہوا کہ آنشکہہ فارس جو ہزار برس سے جلتا تھا ٹھنڈا ہو گیا اور ساوہ کا دریا جو پڑے زور شور سے جاری تھا سوکھ گیا اور رودخانہ سادہ میں جو ہزار برس سے سوکھا پڑا تھا پانی جاری ہو گیا اس میں یہ اشارہ ہو کہ آتش پرستوں کا بازار سرد اور کفر کے دریا خشک ہونگے اور دریا اسلام جاری رہینگے بالجمہ اس واقعہ سے نوشیروان گھبرا یا اور بہت دنوں تک خائف رہا مگر اس حال کو کسی سے بیان نہیں کیا یہاں تک کہ قاضی القضاۃ فارسیوں نے جسکو موبدان کہتے تھے یہ خواب دیکھا کہ شتر تند سرکش عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہیں یہاں تک کہ وہ جلع سے گزر گئے اور بلاد میں پھیل پڑے موبدان نے تعبیر کی کہ عرب کے ملک میں حادثہ برپا ہو گا جس سے عجم کا ملک مغلوب ہو جائے پس نوشیروان ایسے ایسے واقعات سے پریشان ہوا اور اُس نے نعمان ابن المنذر کو لکھا کہ کوئی نجومی ایسا میرے پاس بھیجے کہ اُس سے ان واقعات کا حال دریافت کروں نعمان نے عبدالمسیح ابن عمرو غسانی کو بھیجا کہ نوشیروان نے کیفیت واقعات سے مطلع کر کے کشف حقیقت چاہی اُس نے کہا یہ سب واقعات دلالت حدوث حادثہ پر کرتے ہیں مگر تعین وقت حادثہ سے میرا مومن سلج جواب دیکھتا ہے اور یہ سلج وہ شخص تھا جو ایام میل عرم پیدا ہوا عمر اُسکی چھ سو برس کی تھی اور بڑا اکا بن شاطر اپنے علم میں ماہر تھا اور بہت ترکیب اُسکی قدرت حق کی عجوبہ تھی کہ تمام جسم میں جوڑ بند تھے قدرت نشست و برخاست نہ رکھتا تھا مگر جب غضب میں آتا تو ہوا میں پھرتا اور بیٹھتا اور اعضا میں ہڈی نہ تھی سوائے استخوان مجسمہ کے اور کنارے ہاتھ اور انگلیوں کے گویا ایک سلج گوشت کی تھی جسوقت چاہتے کہ اُسکو کسی مقام پر لیجا یں تو لپیٹ لیتے تھے جیسے کپڑی کو پیٹتے ہیں اور نہ اُسکے سر تھا نہ گردن نہ سینہ پر کتا جب کوئی غیب کی بات پوچھنا چاہتا اُسکو ہلاتا جیسے مشک دھو غ ہلاتے ہیں تب اس میں دم پڑتا اور جواب دیتا وہب ابن نبہ سے روایت ہے کہ ایک جن سلج کا آشنا تھا وہ خبریں آئندہ بتلا یا کرتا تھا اور یہ وہ جن تھا جسے طور سینا پر اللہ صاحب کلام جو موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا تھا سنا تھا انحضرتؐ نے عبدالمسیح کو سلج کے پاس بھیجا جسوقت رسول کسری سلج کے شہر میں آیا تو اُسکو سکرات موت میں پایا وقت ملاقات بعد عرض سلام جانب کسری سے ابلاغ پیام کیا سلج نے جواب نہ دیا عبدالمسیح نے سلج کو بلایا اور چند بیتین مشتمل احوال کسری اور اُسکے سوال کی پڑھیں سلج نے

جب ان میتوں کو سنا جنبش کی اور کہا عبدالمسیح آیا ہو۔ بجانب سطح سوار اور پشتروا ماندہ رہنا کہ  
 بہ تحقیق سطح قریب اُسکے ہو کہ قبر میں داخل ہو بھیجا ہو۔ چھوٹا ملک بنی ساسان یعنی نو شیروان نے  
 بسبب اضطراب و ترزلزل ایوان اور گرہٹنے کنگرون کے اور نہ تھکے آتشکدہ فارس کے اور خواب قاضی  
 موبدان کی کہ اونٹ سرکش عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہیں یہاں تک کہ دجلے سے باہر اتر گئے اور  
 بلاد فارس میں منتشر ہوئے اور عبدالمسیح میں کہتا ہوں اذ انطرت التلاوة و بعث صاحب الہراوة  
 وفاز وادی السادة وغارت بحیرة سادة و خدمت نیران فارس لم یکن بابل للفرس مقاماً  
 ولا ان شام سطح منایا ملک منہ ملک و ملکات علی عدد الشرفات ثم کیون نہات و ہنات و  
 کل ما ہوا آت حاصل یہ کہ جسوقت ظاہر ہو تلامذت یعنی جسوقت قرآن خوانی ہوگی اور  
 لاٹھی والا یعنی محمد رسول اللہ صلعم پیغمبر ہوگا اور دریاے سادہ میں پانی جاری ہوگا اور سادہ کا دریا  
 خشک ہو جائیگا اور فارس کا آتشکدہ ٹھنڈا ہوگا نہ رہیگا بابل فارس میں کا مقام اور نہ شام  
 سطح کا خوابگا یعنی اُسوقت سطح اپنی زندگی میں نہوگا سلطنت عجم تمام ہو صرف چودہ آدمی سلطنت  
 تخت نشین ہوں اور عبدالمسیح جو کچھ ہونے والا ہو ظاہر ہوگا اور واقعات اس زمانہ کے افسانہ ہونگے  
 چنانچہ یہ کلام کے مرگیا اور عبدالمسیح نے یہ جواب کسریٰ سے بیان کیا کہ چودہ آدمی بعد دکنگرہ پادشاہت  
 کرینگے اسکو مدت مدید درکار ہو لیکن تقدیر سے غافل تھا چنانچہ عرصہ قلیل میں ریاست اُسکی برہم گئی  
 اور دس دس چار برس میں مر گئے اور چار شخصوں کی دولت تا خلافت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے رہی  
 خلافت خلیفہ ثالث میں وہ بھی جاتی رہی بالکل جو باتیں سطح نے کہیں تھیں وہ سب رفع ہوئیں اور  
 یزدجرد کا ملک سال سی و یک ہجری میں بسرگردی سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فتح ہوا اور یزدجرد  
 آخر خلافت حضرت عثمان میں ایک سیابان کے ہاتھ سے جنگ مرو میں مارا گیا پھر انہیں کوئی پادشاہ نہوا  
 محققین اہل تاریخ فرماتے ہیں کہ بعد سطح کے کوئی کاہن رست گوناہر نہیں ہوا اور عبد اللہ ابن عمرو ابن  
 عاص سے روایت ہے کہ اہل شام میں ایک درویش عیص نام اکثر کہا کرتا تھا کہ احوال مکہ تم میں  
 ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکے مطیع عرب و عجم ہونگے اور قریب تر ہونے والا ہو چنانچہ جب کوئی مکہ میں پیدا ہوا  
 وہ درویش اُسکا حال پوچھتا حتیٰ کہ آنجناب صلعم پیدا ہوئے تو عبدالمطلب نے اُسکو اکا و کیا اسنے کہا یہ  
 وہی لڑکا ہے تجھے اُسکا نام کیا رکھا عبدالمطلب نے کہا محمد نام ہو کہنے لگا اُسکی تین علامتیں مجھ کو معلوم ہیں  
 ایک سبب گذشتہ میں ستارہ اُسکا طالع ہوا اور دوسرے دو شنبہ کو پیدا ہوا تیسرے محمد نام ہوا اور فاطمہ علیہا  
 بنت عبد اللہ مادر عثمان ابن ابی العاص کہتے ہیں کہ تولد حضرت صلعم کے وقت میں بھی اُنہ کے پاس جو تھا



سو مجھ کو ایک نور ایسا نظر پڑا جس سے تمام گھر روشن ہو گیا اور ستارے آسمانی ایسے نزدیک آ گئے کہ مجھے گمان ہوا کہ آمنہ پر یا مجھ پر کر نیکی تھا یہ وہ نور جلا جسکی تجلی سے طور پر موسیٰ عمران گراہوش سے دور رہا۔ دور اسکو نہ سمجھنا کہ ہر آنکھوں کے حضور بد پس یہ واجب ہے کہ تم حسب حدیث مشہورہ جب تلک ذکر کرتے اسکے رب محفل روشن بد صلوات اُس پر ہو تاکہ رہے دل روشن بد اور حاکم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شہر مکہ میں ایک یہودی تاجر رہتا تھا اُس نے قریش سے کہا رات کو ایک رکھا تم میں پیدا ہوا ہے قریش نے کہا ہوا کہ خبر نہیں بولا ہے شہم ہوا ہے اور اُس کے ماہین دونوں شانوں کے بال مجتمع ہیں جس طرح گھوڑے کی رگین تب قریش یہودی کو لیکر دروازہ آمنہ پر آئے اور حضرت صلعم کو دیکھا تو وہ علامت پائی گئی اور یہودی یہوش ہو کر گرا اور بے تحاشا کہ اٹھا واللہ نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہوئی اور عبدالرحمن ابن عوفؓ اپنی والدہ سماتہ شفا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کتنی تھیں کہ جس رات آمنہ کو دروزہ ہوا ہے میں قابلہ آمنہ تھی جب کہ حضرت صلعم میرے ہاتھوں پر بطن مادر سے لے تو میں نے سنا کوئی کتا ہے پر حکم رکبک اور شرق سے غرب تک ایک روشنی ایسی ہو گئی کہ میں نے بعضے قلعے روم اپنی آنکھوں سے دیکھے اور آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میرے درو شروع ہوا تو میں نے ایک آواز سنی اور درو گئی پھر میں نے دیکھا کہ ایک پیالہ سفید شربت سے بھرا ہوا رکھا میں سمجھی دودھ ہے اور میں پیاسی تھی سو میں نے اُسکو پیاکر دل کو اطمینان ہوا اور تحقیق محدثین اہل تاریخ کی یہ ہے کہ آمنہ شب تولد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم میں تنہا تھیں اسی سبب سے ترسان و ہراسان ہوئیں کہ غیب سے ایک طائفہ ملکوت نے نزول کیا تب اطمینان ہوا اس روایت میں اور روایت موجودگی فاطمہ ثقفیہ اور شفا مادر عبدالرحمن میں تعارض واقع ہوتا ہے کاتب الحرمین کے نزدیک تعارض ہو سکتا ہے اس طرح کہ جب دروزہ پیدا ہوا تو آمنہ اکیلی تھیں اور وہ اول شب تھی اور او آخر شب میں یعنی ہنگام طلوع صبح ظہور السور و صلعم جملہ دوست و اقارب بیدار نبی فسی حاضر ہوئے تھے اور بھی آمنہ فرماتی ہیں کہ حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم جس وقت پیدا ہوئے اُسی دم سجدے میں گئے اور انگشت شہادت جانب آسمان اٹھائی میں کہتا ہوں کہ یہ دعا فرمائی تھی واسطے نجات امت مرحومہ کے آمنہ فرماتی ہیں کہ بعد کے ایک سفید ابر آیا اُس نے آنجناب کو اپنے پیچ میں چھپا لیا اور میرے کان میں آواز آئی کہ گویندہ کتا ہے اسکو مشرق و مغرب میں پھر الاذنیان کہ سب مخلوق بری و بکری اور تمام ملائک ارضی و سماوی و جن و بشر و وحوش و طیور و شجر و حجر اسکے نام سے واقف و آگاہ ہو جاوین اور بخوبی پہچان رکھیں اور ابو البشر حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق اور حضرت شیت علیہ السلام کی معرفت اور شیخ الانبیاء حضرت نوح

علیہ السلام کی شہادت اور ابراہیم کی نجات اور اسمعیل کی زبان اور اسحق کی رضا اور صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت اور لوط کی حکمت اور یعقوب کا بشرے اور موسیٰ کی شدت اور یوسف کا صبر اور یونس کی طاعت اور یونس کا جہاد اور داؤد کی آواز اور دانیال کا جوشہ اور الیاس کا وقار اور یحییٰ کی عصمت اور عیسیٰ کا زہد عطا کر دیا۔ بحر اخلاق امتیاز میں غوطہ دو آمنہ فرماتی ہیں کہ جب یہ آواز سن چکی تو ابراہیم کھل گیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پیچیدہ پارچہ سبز میں پائے گئے کہ مثل چشمہ اُس حریر سے بانی ٹپکتا تھا اور کہنے والا کہتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاکم ہوئے تمام دنیا پر تمامی خلق اُنکے مطیع ہوگی اور سو مبارک ماہ چار دہم نظر آیا اور بوسے مشک اذفرنے داغ کو معطر کر دیا اور تین شخص نظر آئے ایک کے ہاتھ تین ابرویں فقرہ اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت نمرود سبز اور تیسرے کے ہاتھ میں حریر سفید ایک نے انگشتی نکالی اور سأت مرتبہ دھوکہ دیا کہ تین جگہ کر دی اور اپنی گود میں ایک ساعت رکھ کر میری گود میں دیا اور عبدالمطلب سے منقول ہے کہ میں بشب ولادت آنحضرت صلعم مجاورت کعبہ میں مصروف تھا جب نصف شب گزری تو کعبہ مقام ابراہیم پر سجدہ میں گرا اور درو دیوار سے آواز آتی تھی

اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمدان المصطفیٰ الان فطر فی ربی من انجاس الاصلنام وارحاس المشرکین یعنی اللہ بزرگ ہے جو پروردگار محمد مصطفیٰ کا ہوا اب اُس نے مجھے پاک کر دیا نجاست بتوں اور خبیثات مشرکوں سے اور آواز غیب سے آئی کہ خدا کے کعبہ کے مقبول ہوا اور مسکن محمد کا گرد آگیا اور میں نے آنکھ سے دیکھا کہ مورتیں جو گرد کعبہ رکھی تھیں پارہ پارہ ہو گئیں اور زبیل نامے بت جو سب میں بڑا تھا آوندھے منہ زمین پر گرا پڑا تھا اور غیب سے ندا ہوئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آمنہ سے پیدا ہوئے اور صحاب رحمۃ آیا یہ احوال مشاہدہ کر کے عبدالمطلب جانب خانہ آمنہ متوجہ ہوئے تو تمام گھر نوز سے بھر انظر آیا عبدالمطلب نے آمنہ کو دیکھا تو نوز تابان مصطفیٰ پیشانی آمنہ پر نظر نہ آیا عبدالمطلب نے پوچھا اسی آمنہ وہ نوز کمان گیا فرمایا میں نے بیٹا جنما ہے عبدالمطلب نے متشوق تمام کہا یہاں جلد لاکہ میں اُس سے مشرف ہوں آمنہ بولیں کہ توقف کیجیے اسوقت آپ اُس کو دیکھ نہیں سکتے کیونکہ جسوقت حضرت پیدا ہوئے تو ایک شخص آیا کہ قد و قامت اُس کا خرے کے درخت کے برابر تھا اُس نے کہا اس لڑکے کو باہر نہ نکالنا اور تین دن تک کسی آدمی کو نہ دکھلانا اس سبب سے میں مجبور ہوں تب عبدالمطلب نے شمشیر برہنہ کر کے کہا کہ میں تجھ کو مار دوں گا یا آپ کو ہلاک کروں گا نہیں تو جلد میرے فرزند کو دکھلانا چار آمنہ نے وہ مکان جس میں حضرت محمد مصطفیٰ



صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے بتلایا فوراً عبدالمطلب اُسی طرف چلے گئے تو دیکھا کہ ایک مرد  
 بانگوکت و حشمت و باہمیت و جلالت و شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑا ہی اُسے فرمایا  
 اے عبدالمطلب تو کہاں آیا عبدالمطلب نے کہا میں اپنے نور البصر کو دیکھنا چاہتا ہوں  
 فرمایا اے عبدالمطلب جب تک ملائک سموات اور ارض اُسکی زیارت سے مشرف نہو لینگے  
 تب تک کسی بشر کو اجازت نہوگی کہ وہ دیکھے اس کلام کے سنتے ہوئے عبدالمطلب کانپ گئے  
 اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور کانپتے ہوئے باہر کو بھاگے اور قصد کیا کہ اس معاملہ سے  
 قریش کو اطلاع کروں مگر طاقت بیان باقی نہ رہی محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے  
 لکھا ہے کہ ان دفون عبد اللہ والد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی موضع ابوتنا  
 اور درج الدرین مولانا اصیل الدین محدث لکھتے ہیں کہ بعد معاملہ نکاح و زفات آمنہ  
 عبدالمطلب نے عبد اللہ کو بنا بر تجارت جانب شام روانہ کیا تھا جب وہاں سے معاودت کی  
 تو مدینہ منورہ میں بیمار ہوئے اور متوقع ہوئے بنی نجار میں جب قافلہ جانب مکہ منظم  
 روانہ ہو کر ابواہن پہونچا تو عبد اللہ نے وفات پائی عمر اُنکی پچیس برس خواہ بانیس  
 برس کی ہوئے دار النابغہ یا دار النائمہ میں مدفون ہوئے اور مدارج النبوة میں ہے کہ  
 عبد اللہ اور آمنہ سے سوائے حضرت کے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور محمد ابن اسحاق کے  
 نزدیک وقت فوت عبد اللہ آنحضرت صلعم شکم مادر میں تھے اور بعضے کہتے ہیں گو دین نئے  
 اٹھا بیس مہینے یا سات مہینے کے اور بعضے دو ماہ کہتے ہیں اور یہ قول اصح اقوال سے ہے  
 اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ عبد اللہ نے وفات پائی تو فرشتوں نے کہا اے  
 معبود بحق محمد تیرا پیغمبر یتیم ہوا ارشاد ہوا کہ میں حافظ اور نصیر اور کفیل اُسکا ہوں تم  
 اُسپر صلوٰۃ و سلام بھیجا کرو اور دعا کیا کرو بالجملة جب عبدالمطلب نے حضرت صلعم کو دیکھا  
 تو نہایت مسرور ہوئے اور بیت اللہ میں لے گئے اور پناہ خدا میں سوچ دیا اور محمد  
 نام رکھا اور دروازہ کعبہ پر کھڑے ہو کر شکر خدا ادا کیا بعد اُسکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کو بہ حفاظت تمام آمنہ کے پاس لائے اور محافظت کے واسطے نہایت تاکید کر دی  
 اور کہا اے آمنہ آگاہ ہو کہ میرے اس فرزند سعادت مند کی شان عظیم ہوگی اور اُسکو  
 مرتبہ بلند عنایت ہوگا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ فائدہ پوشیدہ نہ رہے  
 کہ محمد اشہر اسما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور اصل میں یہ لفظ بعینہ اسم مفعول

از باب تفصیل ہو اور تکریر و تکرار اس کا خاصہ ہے پس محمد بنی ستودہ مکرر و بسیار و دلنعم باقیل سے  
مقام تو محمود و نامت محمد بنیسان مقامی و نامی کہ دارد و مطالع المسرات میں لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ  
و ہزار برس پیش از خلقت خلق ہی نام حضرت کا رکھا تھا کہ یہی نام عبدالمطلب کی زبان سے  
نکلا بعض قریش نے پوچھا کہ تمہارے آبا و اجداد میں یہ نام کسی کا نہیں ہوا ہے تنہا کیلئے یہ نام  
رکھا عبدالمطلب نے کہا میں نے یہ نام اس واسطے تجویز کیا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی تعریف کرے اور  
اہل زمین اُسکی ستائش میں مصروف ہوں کہ ذاتی فرزع الحسنات اور مواہب لدنیہ میں لکھا ہے  
کہ آمنہ نے ایام حل میں خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہوا انت حاملہ بسیدۃ الامۃ فاذا وضعت  
نصیبہ محمدؐ اور اللہ صاحب نے چار جگہ اپنے کلام میں اسی نام سے یاد فرمایا ہے چنانکہ و محمد

الارسل اور ماکان محمد اباحد من رجا لکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور الذین  
اتبعوا ما نزل علی محمدؐ اور محمد رسول اللہ و الذین معہ اور ذکر شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
کتب سابقہ اور السنہ انبیاء گذشتہ میں باسم محمد و احمد بیشتر تھا اور اس نام کو اور احمد کو  
اللہ صاحب نے ایسا پوشیدہ رکھا تھا کہ کوئی شخص قبل حضرت کے اس نام سے نام نہ  
نہیں ہوا لیکن احمد پس بالاتفاق کوئی اس نام کا مستے نہیں ہوا باقی رہا محمد سو یہ بھی ایسا ہی  
حتی کہ جب زمانہ ظہور نبوت احمدی قریب تر ہو چکا اور علماء و توریت و انجیل اور کاہنوں اور  
نجومیوں نے اس مژدہ جان فرما سے لوگوں کو مسرور کیا تو بعضوں نے اپنے بیٹوں کے نام  
محمد رکھے اس آرزو سے کہ یہ نبی آخر الزمان ہوں اور عجائب حکمت آئینہ سے یہ ہو کہ انہیں سے  
کسی نے بھولے سے بھی دعویٰ نبوت نہ کیا کہ باعث القیاس و اشتباہ واقع ہوتا حافظ ابن  
حجر اور سخاوی نے قریب پندرہ آدمیوں کے جنکے نام محمد رکھے گئے تھے بیان کیے ہیں  
محمد ابن عدی ابن ربیعہ قسیمی سعدی محمد ابن اخیمہ اوسیی بصیفہ تصغیر و ہر دو مملہ و محمد ابن اسامہ  
و محمد ابن البراء بکری و محمد ابن حارث و محمد ابن حرمان یحمری و محمد ابن حرمان جعفی و محمد  
ابن خزاعی سلمی و محمد ابن خوبی ہمدانی و محمد ابن سفیان و محمد ابن یحمد اردی و محمد ابن یزید  
و محمد ابن الاسدی و محمد ابن القصصی اور قاضی عیاض نے محمد ابن سلمہ انصاری کو بھی  
انہیں میں شمار کیا ہے اور غرائب قدرت حق سے یہ ہو کہ یہ نام پاک یعنی احمد و محمد بعضے اوراق  
و شمار پر بچھ قدرت لوگوں نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ انکے قصص و حکایات قاضی عیاض نے  
شفا میں اور قطلانی نے مواہب لدنیہ میں نقل فرمائے ہیں جسکو ملاحظہ کرنا منظور ہو ملاحظہ کر



اور عبد اللہ نورزی کہتے ہیں کہ غرہ جب سنہ اٹھ سو چوبترین ایک سو پچھتر کی کاپیدار ہو تو اسکی پیشانی پر محمد رسول اللہ قلم قدرت سے لکھا تھا میں نے اسکو بچشم خود دیکھا اور صاحب فتح المتعال فرماتے ہیں کہ سنہ ایک ہزار چھبیس میں فقیر نے بلدہ فاس میں ایک پتھر ایک عورت کے پاس دیکھا تو اسکی ایک جانب میں بقلم قدرت بخط سیاہ لا الہ الا اللہ لکھا تھا اور دوسرے پہلو میں محمد رسول اللہ سو میں نے اس عورت سے لینا چاہا اور دو وزن اسکے سونا دیتا رہا اسنے نہ دیا اور حدیث شریف میں آیا ہو کہ اللہ جل شانہ اس شخص کو دوزخ میں نہ ڈالینگے جس کا نام محمد یا احمد اگرچہ اس حدیث کو صاحب مقاصد حسنہ اور مصنف سفر السعادت نے ضعیف کر دیا ہو مگر کچھ مذہبی امید ہو کہ اگر کوئی ایمان دار اس عقیدے سے نام رکھے تو عجب نہیں کہ آتش دوزخ سے محفوظ رہے اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے گھر میں تین نام ہوں محمد و احمد و عبد اللہ تنگی اس گھر میں نہیں آئیگی اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص میری محبت کے واسطے اپنے بیٹے کا نام میرے نام پر رکھے قیامت کے دن وہ اپنے بیٹے کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو بندہ مومن اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے جب اسکو بلاوے اور کہے ای محمد تمام حاملان عرش اس کے جواب میں کہیں لبیک یا ولی اللہ پھر کہیں خوشخبری ہو تجکو ای ولی اللہ کے ہماری عبادت و طاعت میں تو شامل ہو اور اجر ہماری بندگی کا اللہ تجکو کرامت فرمائے گا کذا فی الرکن الثانی من المعارج پس کاتب الحروف کے نزدیک اس نام سے نامزد ہونا موجب فضیلت دنیا و آخرت ہے مگر تسمیہ باسم و کسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی محمد ابو القاسم افراد یا جمعا میں اختلاف واقع ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بخوار مطلق قائل ہیں اور بعض افراد قائل بجواز ہیں اور جمعا منع فرماتے ہیں لہذا مذہب الرافعی اور بعض کہتے ہیں کہ کسبت افراد یا جمعا مکروہ ہے صرف باسم محمد جائز ہے اور ملاعباد لیکنی حاشیہ صدر امین لکھتے ہیں کہ نام مبارک رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم بضمیمہ اعنی محمد بولنا چاہیے اور غیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بفتح میم لینا چاہیے اللہ اعلم بحقیقۃ الحال الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ القصبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم بطون سے عالم قلوب تک شریف لائے تو اول سات دن آمنہ نے دودھ پلایا پھر ابو لمب کی لونڈی ثویبہ نے اور یہ ثویبہ وہ ہے جس نے آنحضرت کے پیدا ہونے کی بشارت ابو لمب کو پہونچائی کہ تیرے بھائی عبد اللہ کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے اسی وقت ابو لمب نے اسکو اس بشارت کے محلے و انعام میں آرا دیکھا اور یہ کہہ پا کہ

تو جا کر دودھ پلاتا بسنے دودھ پلایا اور حمزہ ابن عبد المطلب اور ابو سلمہ عبد اللہ ابن عبد الاسد  
مخزومی اور عبد اللہ جحش انسی نے بھی اُسی کا دودھ پیا اور اُس عرصہ میں لڑکا ثویبہ کا مسروح نام تھا  
اگرچہ ثویبہ کے اسلام میں اختلاف ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی تعظیم کرتے تھے اور مدینہ  
منورہ سے اکثر اُسکے واسطے الغام اور پوشاک اور خلعت بھیجتے رہے ہیں اور ثویبہ نے سنہ آٹھ ہجری میں  
خیبر کی واقعہ کے بعد وفات پائی اغلب یہ ہے کہ محبت آنحضرت سے منفرت اُسکی ہوئی ہو اور حضرت  
عباس ابن عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی ابو لمب کو دیکھا کہ بد حالت میں گرفتار ہو  
میں نے اُس سے حال پوچھا اُس نے کہا دو شنبہ کی رات کو عذاب میں رفاہیت ہوتی ہو اور باقی ہمیشہ  
عذاب میں مبتلا رہتا ہوں حضرت عباس نے کہا اسکا کیا سبب ہے اُس نے جواب دیا کہ جب پیدا ہوئے  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ثویبہ نے مجھ کو بشارت دی سو میں نے اُس خبر کے صلے میں اُسکو آزاد کیا  
اور وہ رات دو شنبہ کی تھی اور سچ بخاری میں بھی اسکا اشارہ ہے اس مقام سے معلوم ہوا کہ جو کوئی  
بروز ولادت آنجناب اطہار فرحت و مسرور کا کرے تو ثواب پاوے بعد اُسکے حلیمہ سعدیہ بنت  
ابی ذویب کے دودھ سے پرورش ہوئی اسکا قصہ اسطرح سے ہے کہ طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم وغیرہ  
محدثین نے حلیمہ سے روایت کی ہے کہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں قبیلہ بنی سعد ابن بکر کی عورتوں کے  
ساتھ جو شیر خوار لڑکوں کی تلاش میں نکلی تھیں کے میں آئی تو اس سال بڑا قحط پڑا تھا اور  
میرے پاس ایک گدھی تھی کہ لاغری سے چل نہ سکتی تھی اور ایک اونٹنی تھی جو ایک قطرہ بھی  
دودھ نہ دیتی تھی اور میرا لڑکا اور خاوند میرے ساتھ تھے اور تنگدستی کا یہ مرتبہ تھا کہ فاقون کے مالے  
نہ رات کو نیند آتی اور نہ دن کو کل پڑتی جب قوم کی عورتیں کے میں پہنچیں تو سب نے اپنی خاطر خواہ  
اچھے اچھے مالداروں کے لڑکے دودھ پلانے کے واسطے لیے کہ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اور کوئی لڑکا باقی نہ رہا سو بھی اس سبب سے کہ آنحضرت یتیم تھے کسی نے قبول نہ کیا ناچار میں نے  
اپنے خاوند سے مشورہ کیا کہ مجھے کمال شرم آتی ہے کہ گدھے سے خالی پھر جاؤں اور کوئی لڑکا اپنے  
ساتھ نہ لیجاؤں اب تحسن یہ ہے کہ اس یتیم کو لے لوں سو بعد اس مشورہ کے میں آمنہ کے پاس گئی  
اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک سفید کپڑے میں پلٹے ہوئے سوتے ہیں اور  
تنفس جاری ہے یعنی آپ سانس لیتے تھے اور یہ عادت محمود ہو اور جو حضوں نے خراٹا کر کے تعبیر کیا ہے  
یہ صحیح نہیں ہے آپ کبھی خراٹا نہ لیتے تھے کیونکہ خراٹا ایک آواز نا پسند ہو اور خدا تعالیٰ نے سب باتوں سے آپ کو نرفہ  
کیا تھا یہ تقریر ہے مولانا ولی اللہ محدث دہلوی والد حضرت استاد والا استاد مولانا مقتدر صاحب عبد الغنی محدث قدس سرہ

نکات ثویبہ

دو شنبہ کی رات

بروز ولادت



اور بن مبارک سے مشک کی بو ایسی آتی ہو کہ سارا مکان مہک رہا ہو سو میرا دل انکی صورت پر فرقتہ ہو گیا کہ میں آہستہ آہستہ پاس گئی اور سینہ مبارک پر میں نے اپنا ہاتھ رکھا تو جھپ حضرت نے آنکھیں کھلیں اور دیکھ کر متعجب ہوئے میں نے بہت پیار سے دونوں آنکھیں چومیں اور گود میں لیکر پستان راستہ منہ میں دی کہ حضرت نے دودھ پیا پھر میں نے پستان چپ دینی جا ہی حضرت نے منہ میں نہ لی اور آزارمان رضاعت ایک ہی پستان کے شیر پر رہے دوسری پستان کو کبھی منہ بھی نہ لگایا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ وجہ اسکی یہ تھی کہ حق تعالیٰ نے ابتدا سے اسحضرت پر عدالت اور انصاف کا وصف کھول دیا تھا پس آپ نے دودھ پینے میں بھی سر رشتہ عدالت و انصاف ہاتھ سے نہ دیا ایک پستان کا دودھ آپ پیا کرتے اور دوسری کا اپنے بھائی رضاعی کے واسطے چھوڑ دیتے بعد اُسکے حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت کو گود میں لیکر اپنے فرد گاہ پر آئی اور اپنے خاوند کو دکھایا وہ بھی دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور میری اوٹنی لاغری اور فاقہ کشی سے ایک قطرہ بھی دودھ نہ دیتی تھی سو وہ دودھ سے سیراب ہو گئی اور تھن اُسکے بھر گئے پھر میرے خاوند نے دو ہکر آپ پیا اور مجھ کو پلایا کہ تکلیف فاقہ کشی کی اُس سے دفع ہوئی اور رات کو نیند بھر تو صبح میرے خاوند نے کہا اے حلیمہ یہ لڑکا تجھے مبارک ہو کہ اسکا تشریف لانا ہمارے لیے مبارک ہو آخر شش چند روز کے بعد حلیمہ آمنے رخصت ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے گود میں بٹھلا لیا اس مرکب میں ایسی طاقت آگئی کہ سب مرکبوں سے آگے جاتا تھا حلیمہ کہتی ہیں کہ چپے راست سے مجھے آواز آتی تھی کہ اے حلیمہ اب تو غنی ہو گئی اور جس منزل پر اوترتی تھی وہ منزل سہ سہرا اور تر و تازہ ہو جاتی تھی حالانکہ قحط کے سبب سے سبزی کا نام بھی نہ تھا جب اپنے گھر پہنچی تو ایک عجیب روغن اور آبادی ہو گئی اور طرفہ یہ تھا کہ ہر چیز میں برکت پائی جاتی تھی بکریاں بہت بہت سا دودھ دیتیں کہ اور لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جس چراگاہ میں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں تم بھی اپنی بکریاں اُسی جگہ چرایا کرو اسی طرح سے اور انواع انواع طرح کی برکتیں برکت قدم مبارک سے ہوئیں کہ بیان انکا تفصیل وار مشکل ہو پھر جب آنحضرت کو طاقت گفتار ہوئی تو حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا کہ اکثر آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوا کرتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین و سبحان اللہ بکرۃ داصیلا اور کبھوں کپڑوں پر بول و غائلے نہ فرماتے تھے اور بول و غایط کا ایک وقت معین تھا اور جب طاقت رفتار ہوئی تو آپ خرامان خرامان گھر کے دروازہ پر جاتے

اور اکثر وہاں لڑکے کھیلنے نظر آتے تو آنحضرت انہیں شامل نہوتے بلکہ انکو کھیلنے سے منع فرماتے اور کہتے کہ تمکو ہولعب کے واسطے پیدا نہیں کیا ہوا اور آپ کا نشوونما و سطح چڑھا کہ ایک مہینے میں اتنا پڑھتے جتنا اور لڑکے سال بھر میں اور روزانہ اور چلنا اور دھنا اور لڑکوں کی طرح آپ کی عادت میں نہ تھا اور کوئی چیز بائیں ہاتھ سے نہ لیتے تھے اور جو چیز ہاتھ سے لیتے اُسپر ہاتھ رکھتے بسم اللہ فرماتے حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں کبھوں آنحضرت کو اپنے پاس سے الگ نہونے دیتی مگر ایک دن غافل ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بہن رضاعی مسماۃ شیماء کے ساتھ دھوپ میں باہر چلے گئے میں دعوت دیتی تھی تو شیماء کے ساتھ پایا میں نے خفا ہو کر شیماء سے کہا کہ تو ایسی گرمی اور دھوپ میں کہاں لے گئی تھی اُسے کہا کہ انکو کچھ دھوپ سے مضر نہ تھی انکے ساتھ بادل کا ایک ٹکڑا سایہ کر رہا تھا فائدہ قبیلہ بنی سعد بن بکر عرب میں اُربس فصیح و بلیغ تھا اور پانی خوش اور ہوا اُس مقام میں نہایت صاف تھی اس سبب سے مکے کے لوگ اپنی اولاد کو وہاں کی عورتوں سے دودھ پلاتے اور اسی طرح سے اُنکے سپرد کرتے تھے ولہذا سال میں دو مرتبہ یعنی فصل بہار و خریف میں اُس قبیلہ کی عورتیں حرم شریف میں آتیں اور بچوں کو لیتا تیں اور جب عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین یا چار برس کی ہوئی تو معاملہ شوق صدر و غسل قلب اطہر پیش آیا کہ ایک دن آنجناب نے حلیمہ سے فرمایا میرے بھائی دن میں کہاں جاتے ہیں جو نظر نہیں آتے حلیمہ نے کہا بکریان چرانے جاتے ہیں فرمایا ہکو بھی اُنکے ہمراہ کر دے اُسے بنا برسر در خاطر آنجناب علی الصباح نہتے ہاتھ دھو لاشانہ بالون میں کر پو شاک بدل سرمہ لگا اپنے بیٹوں کے ساتھ کیا اور واسطے رفع نظر بد کے ایک بار مہر سلیمانی کا بھی گلے میں ڈالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الفور گلے سے نکال کر پھینک دیا اور فرمایا میرا حافظ اللہ ہو مگر عصا ہاتھ میں لیکر بھائیوں کے ہمراہ چلے گئے اور بکریان چرایا کیے دیکھو کہ ضرور پسر حلیمہ افغان و خیران رہتا چلاتا آیا کہ اسی اما دوڑ میرے بھائی محمد یا یہ کہا کہ بھائی محمد کی خبر ہے قریب ہو کہ تو اُسکو زندہ نہ پائے کام تمام ہو جائے حلیمہ نے کہا کیا ہوا اُسے کہا محمد ایک مقام پر کھڑے تھے دو شخص آئے انکو اٹھائے لگے پھر ٹٹا کر پیٹ چاک کیا آگے کا حال نہیں جانتا حلیمہ پریشان ہو کر مع اپنے شوہر کے دوڑیں پہاڑ پر گئیں تو دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و سالم بیٹھے ہوئے جانب آسمان دیکھتے ہیں اللہ ازنگ چہرہ متغیر حلیمہ کو دیکھ کر

بزرگوار



بسم فرمایا حلیہ نے بوسہ لیکر کہا میں تم پر خدا کیا معاملہ فرمایا دو یا تین شخص لباس سفید آئے  
 ایک کے ہاتھ میں چاندی کی چھری دوسرے کے پاس طاس زمردی برف سے پُر انھوں نے  
 مجھے اٹھایا اور پہاڑ پر لائے ایک نے نہایت مہربانی سے لٹا کر میرا سینہ تاننا چاک کیا  
 پر مجھے درد نہ معلوم ہوا پھر پیٹ میں ہاتھ ڈال رو دے نکالے اور برف کے پانی سے دھو کر  
 رکھ دیے دوسرے نے دل نکال کر چاک کیا اور نقطہ سیاہ خون آلودہ نکال کر ڈال دیا اور  
 کہا ہذا خط الشیطان ہنک یا حبیب اللہ اور ایمان الحق و عرفان حق و ایقان صادق کہ اُس کے ہاتھ میں  
 میرے دل میں بھرے پھر اسی مقام میں رکھ دیا اور ایک انگوٹھی نور کی نکال کر دل چھری  
 سو میرا دل حکمت و نبوت کے نور سے پُر ہو گیا اور ایسی خشکی و تازگی دل میں سما گئی کہ ہر  
 جوڑ بند میں اثر باقی ہو دلم خزانہ اسرار بود دست قضا بد درش بہ بست و کھدیش  
 بہ دلستانی داد و پھر اسی شخص نے اپنے ہاتھ سے میرا سینہ برابر کر دیا صرف ایک خط بار یک  
 سینہ سے تاننا باقی رہا پھر مجھے چھوڑ پر واز کر گئے خط موسینہ سے تاننا جو ہو  
 مشک سیاہ بد رشتہ جان سے ہر شیرازہ مکتوب آہ بد یا رخ حور یہ ہر گیسوے مشکین سیاہ  
 یا مصلیٰ پر رکھا سبھی ہر سبحان اللہ بد جسکے ہر دانے سے داناے جہان ہر آگاہ بد یا شب  
 تار میں ہر وادی امین کی راہ بد اُس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے  
 اُس زخم کا نشان شکم مبارک پر دیکھا تو ایک نشان لکھا بار یک خط سا تھا ہ بال  
 آئینہ تن پر نہیں واللہ مگر بد خط بار یک ہو اک سینہ نوزانی پر بد کیون نہوسینہ سیمست  
 بہار دیگر بد سایہ سنبل جنت ہر بروے کوثر بد خط مشکین بہ سر سینہ نوز کیے بد آب  
 آئینہ میں یا موجہ عنبر کیے بد سینہ پر حضرت موسیٰ کی پڑی شب کو نگاہ بد نہ ملی اُنکو بھی اس  
 وادی امین کی راہ بد جادہ راہ سے جبریل گرتھے آگاہ بد بوسے دیکھو یہ ہر خس پوش  
 تہ خط سیاہ بد رہنمائی کو یہاں خضر دل حق جو ہو بد کیا ہو اس سینہ کا میدان جو مقام ہو ہو بد  
 جب حضرت تمام احوال فرما چکے حلیہ نے گود میں لیکر گھر پہنچا یا وہاں لوگوں نے کہا اُنکو کاہن کے  
 پاس بچلو تاکہ یہ حال دریافت ہو حضرت نے فرمایا کچھ اندیشہ نہ کرو الحمد للہ میں صحیح سالم ہوں  
 ہا الجملہ اُن لوگوں نے جن کا سایہ ٹھہرایا اور مصر ہوے کہ ضرر و ضرور کاہن پاس بچلو حلیہ کو  
 کچھ بن نہ پڑی ناگزیر کاہن کے پاس لیگئیں اور سرگذشت کہ چلین اُس نے کہا یہ اُنکا اپنا  
 حال آپ ہی کہے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالتفصیل ظاہر کیا کاہن نے گود کو حضرت کو

سے  
 ج  
 تھا  
 نصا  
 تھے  
 سون  
 علیہ وسلم  
 کے  
 کیا  
 کی  
 کہنے  
 مگر  
 امین  
 دودھ  
 ج  
 بچ  
 ب  
 سل  
 بیان  
 کے  
 میں  
 کہ  
 رو  
 یا اور  
 دو  
 کہانی  
 کہنے  
 کے  
 لے  
 دیکھ

گلے سے لگایا اور سینے سے بزور چمکایا اور باواز بلند پکارا اسے اہل عرب اسکو مار داور مجھے  
 بھی اسی کے ساتھ قتل کر دجو نہ مارو گے تو جوان ہو کر تمھارے دین کو باطل اور عالموں کو جاہل  
 اور ایسے خدا کی طرف بکلیگا جسکو تم پہچانتے جانتے نہو گے اور ایسے دین کی دعوت کریگا جسے تم  
 مانتے نہو گے تب حلیمہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن سے لیلیکا کہا تو دیوانہ ہو جو میں ایسا جانتی  
 زہمار تیرے پاس نہ لاتی تو البتہ سزاوار تمل ہی پھر حضرت کو گھر لائیں حلیمہ کہتی ہیں کہ جب  
 یہ واقعہ عجیب ظاہر ہوا تو میرے شوہر نے کہا اسکو عبد المطلب کے پاس پہونچانا چاہیے ایسا نہو  
 کہ آسیب نقصان کسی طرح کا پہونچ جائے سو میں حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 لیکر جانب کہ منظمہ وانہ ہوئی وقت شب میں نے سنا کوئی کہہ رہا ہو کہ نبی سعد سے خیر و برکت جاتی ہو  
 بطیار کہ خوش ہوں شاد دیا نے بجاوین کہ انکی زینت پھر آئی وہ ہمیشہ حفظ و امان میں  
 رہیگا جب کہ متصل مکے کے پہونچی تو دروازہ حرم پر جاے محفوظ خیال کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 بٹھلا دیا اور خود برائے قضاے حاجت بشری ایک جانب لگ گئی جب فارغ ہو کر واپس آئی  
 تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ ملے ہر چند چپ راست پیش و پس تلاش کیا کسی طرف نشان نہ ملا  
 اور جس کسی سے میں نے پوچھا اُسے بھی لاعلمی ظاہر کی حیران و پریشان سر اسیمہ و گریان احمدہ  
 دو اولاد ہیکار رہی تھی یکا یک ایک بوڑھا پھوس آدمی لاٹھی ہاتھ میں لیے ہوئے آیا اُسے  
 پوچھا کیا حال ہو کیوں روتی ہو میں نے سرگذشت بیان کی اُسے کہا میں تجھے ایک بزرگ کے  
 پاس لیچوں وہ تیرے گمشدہ کو ہم پہونچا بیگا چنانچہ وہ مجھے ہبل نامے بُت کے پاس لیگیا اُسے  
 سات بار طواف کیا اور نہایت منت و ساجت و الحاج و زاری سے کہا کہ محمد ابن عبد اللہ کا نشان  
 بتلا سو وہ بُت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سُنتے ہی آوندھے منھ گر پڑا اور جتنی موتیں  
 اُسکے گرد تھیں وہ بھی سب زمین پر گرین اور اندر سے آواز آئی کہ اے پیر دیہان سے دور ہو محمد صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کا نام یہاں نہ لے دی ہمارا خراب کرنے والا و فضاحت رسوا کرنے والا ہو سو وہ بوڑھا  
 ڈرتا چلاتا ہانپتا کانپتا باہر آیا لاٹھی ہاتھ سے گرنی بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا کہا اے حلیمہ  
 تیرے بیٹے کا حافظہ خدا ہی ہرگز اُسکو ضائع نہ کریگا اگرچہ حلیمہ کو اس تقریر سے فی الجملہ تسکین  
 و طماننت ہوئی لیکن یہ سوچی کہ اس راز سر بستہ کو کھولنا اور معاملہ نفقہ کو ظاہر کر دینا بلکہ عبد المطلب  
 جب حضرت صلعم کو آگاہ کرنا واجب لازم ہو چنانچہ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں ناچار ہو کر خبر کرنے عبد المطلب کے  
 پاس گئی اور معاملہ گزشتہ واقعہ پیش آمدہ بیان کیا عبد المطلب سنے نہایت مضطرب و پریشان





مقرر ہوا ہوئے اصل ہر القصہ بعد رخصت ہو جانے حلیمہ سعدیہ کے مسماۃ پر کہ مشہور ام امین حبشیہ  
 کنیز عبداللہ کہ حضرت صلعم کو میراث والدین پہنچی تھیں ہوا داری و خدمت گزار سی میں مصروف ہوئیں  
 وہ فرمائی ہیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھونکھ دپاس کی شکایت کرتے کبھوں نہیں سنا  
 بلکہ جب صبح ہوتی تھوڑا پانی نوش فرماتے تھے پھر دوپہر کو میں کھانے کو کہتی تو فرماتے مجھے حاجت  
 نہیں ہے جب چھ برس و بروایت سات برس کے ہوئے تو آمنہ والدہ حضرت مع ام امین آنجناب  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو جانب مدینہ یا سکینہ لیکھیں اور قبیلہ بنی عدی میں اپنے ماموں کے گھر ایک مہینے کا  
 مقیم رہیں اس اثنا میں یہود مدینہ شواہد علامات سے پہچانتے اور کہتے کہ نبی موعود آخر الزمان ہی ہیں  
 پھر بعد ایک ماہ کے آمنہ جانب مکہ معظمہ تشریف لیچیں اور موضع ابو امین جو کہ ماہین مکہ و مدینہ واقع ہو  
 مقام کیا اسی جگہ انکی وفات ہوئی اور وہیں مدفون ہوئیں اور بعض عالموں نے قبر انکی ام القری  
 میں لکھی ہو اور جمع بین الروایتیں یہ ہو کہ اول ابو امین دفن کیا تھا بعد اسکے مکہ معظمہ میں لاکر دفن کیا ہو  
 فائدہ مقدمین کو عدم اسلام ابوین رسول اللہ صلعم بین یقین واثق ہو اور متاخرین میں ابن حجر  
 اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کا بھی یہی مسلک ہو گو بعض متاخرین اہل حدیث نے اسلام ابوین  
 رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم بلا جہت آباء و امہات کا اسلام حضرت آدم علیہ السلام تک ثابت کیا ہو  
 اور اثبات اسلام کے تین طریق بیان کیے ہیں اول یہ کہ والدین آنحضرت دین ابراہیم خلیل اللہ  
 علیہ السلام پر تھے وہ سترایہ کہ دونوں زمانہ فترت میں تھے نہ زمانہ نبوت میں یعنی انکو کسی نبی کی  
 دعوت نہیں پہنچی تب سترایہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دونوں کو زندہ کیا  
 کہ اسلام لائے چنانکہ حدیث شریف میں آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے سوال کیا کہ  
 انکی زندہ کر دے میرے مان باپ کو سو اللہ نے زندہ کیا اور دونوں مسلمان ہوئے اگرچہ حادث  
 صحیحہ میں تصریح اسکی خلاف ہو اور اس حدیث کو ضعیف بھی کہتے ہیں لیکن تصحیح و تحسین حدیث حیا  
 محققین نے فرمائی ہو کہ کئی طرح سے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ حدیث احیاء ان احادیث سے جسکو  
 متقدمین محدثین نے روایت کیا ہو متاخر ہو اور یہ علم کو یا متقدمین سے پوشیدہ و مستور تھا کہ متاخرین  
 اللہ نے کھولا وہ اس شخص برحمتہ من یشاء من فضلہ اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اس بات میں  
 رسالے لکھے ہیں اور مخالفین کو جواب دیے ہیں کہ افعال المتحقق اللہ دہلوی فی شرح مشکوٰۃ القرض  
 ام امین بعد وفات آمنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں لائیں اور عبدالطلب حضرت کی  
 تربیت و پرورش میں مصروف ہوئے اور اپنے سب لڑکوں سے زیادہ دوست رکھتے تھے ایک مرتبہ

یہ روایت  
 صحیحہ ہے  
 کہ ام امین  
 نے حضرت  
 کو بہت  
 دوست رکھا  
 تھا

وفات انکی

یہ روایت  
 صحیحہ ہے  
 کہ ام امین  
 نے حضرت  
 کو بہت  
 دوست رکھا  
 تھا



عبدالطلب کو سفر یمن کا اتفاق پڑا اور قریش بھی ہمراہ گئے تھے جب وہاں سے واپس آئے تو قریش پر قحط مستولی تھا اور وہ قحط ایسا طولانی ہوا کہ کئی برس تک رہا آخر عبدالطلب کو غیب سے آواز آئی کہ محمد صلعم سے استسقا کر اور عبدالطلب حضرت صلعم کو اپنے کندھوں پر چڑھا کر پہاڑ پر لے گئے اور دعا کرانی اُسی وقت پانی برساکہ قحط و خشک سالی جاتی رہی جب حضرت صلعم آٹھ برس دو ماہ دس روز کے ہوئے و بروایتیہ آمنہ کی وفات سے دو برس گزرے تو عبدالطلب نے وفات پائی عمر آنکی ایک سو بیس برس کی ہوئی اور اسی سال میں نوشیر دان و حاتم نے وفات پائی اور بیٹا نوشیر دان کا ہر مزباد شاہ ہوا ام ایمن سے روایت ہے کہ جب جنازہ عبدالطلب ماہر نکلا تو آنجناب جنازے کے پیچھے روتے ہوئے جاتے تھے بالکل بعد وفات عبدالطلب کے ابو طالب عم آنحضرت صلعم خدمت میں مصروف ہوئے اور ابو طالب نے یہ نعمت غیر مترقبہ قرعہ ڈال کے حاصل کی تھی اور حضرت بھی بطیب خاطر قبول فرمایا اور ابو طالب کمال محبت کرتے ہمیشہ اپنے پاس رکھتے ایک دم جدا نہ کرتے تھے اور اشعار آپ کی مدح میں کہا کرتے اور بخوبی جانتے تھے کہ نبی موعود یہی ہیں ابن عساکر اپنی تاریخ میں غرقہ بضم العین المہملہ و سکون الراء المہملہ و ضم الفاء و اہمال الطاء سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابو طالب کے زمانہ گفتگو میں داخل ہوا تو وہاں قحط سالی تھی قریش کے لوگوں نے کہ عبدالطلب کے زمانے میں شاید قحط کا پڑنا اور حضرت سرور کائنات کی دعائے نیک کا برسنا و کیم چکے تھے ابو طالب سے کہا کہ تم اپنے بھتیجے سے پانی کے واسطے دعا کرو سو ابو طالب گھر نکلے اور اطفال قریش کا ہجوم انکے ساتھ ہوا انہیں ایک لڑکا ایسا نورانی تھا کہ بطرح آفتاب اسکو ابو طالب نے اٹھا کر اسکی پیٹھ دیوار گچے سے لگا دی اُسے انگلی سے آسمان کی جانب اشارہ کیا تو چاروں طرف سے بادل گھرا آیا اور پانی برسنے لگا اور ایسا برساکہ جنگل بھر گئے حالانکہ پیشتر نشان بار کا نہ تھا اور جب عمر صلی اللہ علیہ وسلم کی نو برس کی ہوئی تو حضرت اسرافیل علیہ السلام ملازمت میں حاضر رہنے لگے تین برس رہے پھر حضرت جبریل اُتیل بر سر بطریق ملازمت پوشیدہ رہے اور جب بارہ برس کی عمر ہوئی بلکہ دو مہینے دس یوم زمانہ تو ابو طالب نے شام کا سفر کیا حضرت اقدس بھی ہمراہ تھے راہ میں جب شہر بصری پر پہونچے تو بصری کے چھ میل اسطرف موضع کفر میں ایک صوفی تھا اسمین ابو داس بضم العین المہملہ ملقب ببحیر الفتح باء موحده و کسر حاء مہملہ و سکون یاء مخفیہ کہ اسکو جرجیس الفتح جیم و سکون راء مہملہ و باء ساکنہ بھی کہتے تھے اور وہ درویش زاہد نصرانی تھا اور مدت دراز سے قیام پذیر اسی سبب سے وہ قریہ دیرہ بحر المشوق تھا اُسے جب علامات مندرجہ کتب آسمانی

وفات عبدالطلب

جب قحط ہوا ابو طالب نے قرعہ ڈال کر غیب سے آواز آئی کہ محمد صلعم سے استسقا کر اور ابو طالب نے یہ نعمت غیر مترقبہ حاصل کی تھی اور حضرت بھی بطیب خاطر قبول فرمایا اور ابو طالب کمال محبت کرتے ہمیشہ اپنے پاس رکھتے ایک دم جدا نہ کرتے تھے اور اشعار آپ کی مدح میں کہا کرتے اور بخوبی جانتے تھے کہ نبی موعود یہی ہیں ابن عساکر اپنی تاریخ میں غرقہ بضم العین المہملہ و سکون الراء المہملہ و ضم الفاء و اہمال الطاء سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابو طالب کے زمانہ گفتگو میں داخل ہوا تو وہاں قحط سالی تھی قریش کے لوگوں نے کہ عبدالطلب کے زمانے میں شاید قحط کا پڑنا اور حضرت سرور کائنات کی دعائے نیک کا برسنا و کیم چکے تھے ابو طالب سے کہا کہ تم اپنے بھتیجے سے پانی کے واسطے دعا کرو سو ابو طالب گھر نکلے اور اطفال قریش کا ہجوم انکے ساتھ ہوا انہیں ایک لڑکا ایسا نورانی تھا کہ بطرح آفتاب اسکو ابو طالب نے اٹھا کر اسکی پیٹھ دیوار گچے سے لگا دی اُسے انگلی سے آسمان کی جانب اشارہ کیا تو چاروں طرف سے بادل گھرا آیا اور پانی برسنے لگا اور ایسا برساکہ جنگل بھر گئے حالانکہ پیشتر نشان بار کا نہ تھا اور جب عمر صلی اللہ علیہ وسلم کی نو برس کی ہوئی تو حضرت اسرافیل علیہ السلام ملازمت میں حاضر رہنے لگے تین برس رہے پھر حضرت جبریل اُتیل بر سر بطریق ملازمت پوشیدہ رہے اور جب بارہ برس کی عمر ہوئی بلکہ دو مہینے دس یوم زمانہ تو ابو طالب نے شام کا سفر کیا حضرت اقدس بھی ہمراہ تھے راہ میں جب شہر بصری پر پہونچے تو بصری کے چھ میل اسطرف موضع کفر میں ایک صوفی تھا اسمین ابو داس بضم العین المہملہ ملقب ببحیر الفتح باء موحده و کسر حاء مہملہ و سکون یاء مخفیہ کہ اسکو جرجیس الفتح جیم و سکون راء مہملہ و باء ساکنہ بھی کہتے تھے اور وہ درویش زاہد نصرانی تھا اور مدت دراز سے قیام پذیر اسی سبب سے وہ قریہ دیرہ بحر المشوق تھا اُسے جب علامات مندرجہ کتب آسمانی

منجانب

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی پہچانا اور زیادہ تر تائید علامات و شواہد یہ ہوئی کہ اُس نے ایک ابر کا ٹکڑا سایہ کیے ہوئے قافلے پر دیکھا تو یقین حاصل ہوا کہ اس قافلے میں پیغمبر آخر الزمان تشریف فرما ہیں اور مدت سے اُنکا منظر تھا ہر ایک قافلے کو تاکتا رہتا تھا اسیلئے تمام قافلے کی دعوت کی چنانچہ ابوطالب مع اہل قافلہ روانہ گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رخت کے نیچے چھوڑ گئے اُس دم وہ ابر جو سایہ بان تھا اُسی رخت پر ٹھہر گیا قافلے کے ساتھ یہ گیا بکرا اُن لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے ساتھیوں میں کوئی شخص فرد و گاہ پر گیا ہے ابوطالب نے کہا ہاں اور اُسی وقت آنجناب کو طلب کیا تو وہ ابر سایہ کیے ہوئے چلا آیا بحیرہ نے بخوبی پہچان کے ابوطالب پر تاکید کر دی کہ انکو شام میں ہرگز نہ لیجانا یہود اُنکے دشمن ہیں لہذا ابوطالب نے مال تجارت بصری میں فروخت کیا اور پلٹ آئے روایت کہ بحیرہ نے حضرت کو سوکھی روٹی اور خرے دیئے تھے اور ترمذی نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ موٹی روٹی اور روغن تین ہمراہ کر دیا اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ بحیرہ نے دست مبارک پکڑ کے کہا کہ یہ شخص رسول اللہ علیہ السلام ہے اہل قافلے نے کہا تو نے کس طرح جانا اُس نے کہا کہ جب تم لوگ مابین دو پہاڑوں سے نکل کر بیان آئے تو ہر ایک شجر و حجر انکو سجدہ کرتا تھا اور یہ دو وزن سجدہ نہیں کرتے مگر پیغمبر کو یہ روایت ہے ابو موسیٰ اشعری کی افرض ابوطالب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف یہود روانہ کر دیا اور حسدین اکبر رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی قافلے میں تھے حضرت کے ہمراہ گئے اور ترمذی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ اس عرصہ میں سات آدمی روم کے رہنے والے حضرت کو ڈھونڈتے ہوئے آئے تھے بحیرہ نے اُسے کہا تم کیوں آئے اُنھوں نے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان ان دونوں باہر نکلنے والا ہے اُسکی تلاش میں پھرتے ہیں کہ اگر مل جائے تو قتل کریں بحیرہ نے کہا کہ جو امر خدا نے مقدر کیا ہے اُسکو تغیر دے سکتے ہو بولے نہیں بحیرہ نے کہا کہ اسیکا ایمان لاؤ اور بیعت کرو کہ وہ بیشک نبی ہے عالی رتبہ تم ہرگز اُسکو ضرر نہ پہنچا سکو گے روایت ہے کہ بحیرہ نے ابوطالب سے علامہ ہو کے پوچھا کہ یہ لوگ تمہارا کون ہیں ابوطالب نے کہا کہ میرا بیٹا ہے کہا خاٹ اسکے والدین زندہ نہ ہوئے ابوطالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے کیا یہ سچ ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کے کہا تمکولات وغری کی قسم مجھے خبر دے کہ تمہارے مابین دونوں شانوں کے اس شکل کا نشان ہے فرمایا واللہ میرے نزدیک بدتر لات وغیرہ سے کوئی چیز نہیں ہے اُسکی قسم مجھے نہ دے بحیرہ نے کہا تمکو قسم خدا کی ہے سچ کو فرمایا جیسا نشان



میرزا حسن علی

میرزا حسن علی

تو چاہتا ہو وہ تو بلا شک ہو بھرا نے کہا اشد انکے رسول اللہ حقاً سر قدم مبارک کو لوسہ یا  
 فائدہ ہاں تحقیق کے نزدیک سحر اُبت پرست نہ تھا مگر اُسے امتحانات و غرتے کی قسم دلائی تھی ناچکہ  
 پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ غلطی میں تشریف لائے اور سترہ برس کے ہوئے تو زیر خواہ عبد  
 ابن عبد المطلب بامید میں جانب ملک میں باجارت ابی طالب لے گئے انکو بھی اکثر خوارق  
 عادات نظر آئے اور جب بیس برس کے ہوئے تو ظہور ملا کہ اور واقعات عجیبہ دیکھے گئے کہ  
 تواریخ کتب حدیث میں موجود ہیں اسی سال میں خلف الفضول واقع ہوا اور صورت یہ ہوئی  
 کہ زبیدہ یمنی نے اپنا اسباب عاص ابن ذائل کے ہاتھ بیچ کیا عاص نے قیمت نہ دی زبیدہ نے  
 کوہ بوقیس پر چڑھ کے عاص کے ظلم کی شکایت میں ایک شعر پڑھا اسپر قریش جمع ہوئے اور  
 دار الندوہ میں اس بات پر عہد ہوا کہ ظالم کا ظلم دفع کریں زیر بن عبد المطلب اس میں سرغنہ ہو  
 بعد اُسکے ایک گروہ عبداللہ ابن جدعان کی حویلی میں متفق ہوئے اختلاف کیا اور کہا ہذا  
 خلف الفضول مجلس اول میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ فرما تھے لیکن عہد و پیمان میں  
 کسی کے شریک نہ تھے اور جب عمر شریف بیس برس سے تجاوز ہوئی تو حضرت نے کوہ اجیاد میں  
 کہ بفتح ہمزہ و سکون جیم و فتح تختانیہ و شیبانی شروع کی اور جو کچھ مزدوری میں ملتا مسکینوں کو  
 عنایت کرتے اور جب پچیس برس کے ہوئے تو ابو طالب پر اخلاص غالب آیا پر ایک دن اپنا  
 حال کہہ کر متمس ہوئے کہ قریش کا قافلہ بقصد تجارت جانب شام روانہ ہوتا ہو اور سنا گیا ہو کہ  
 خدیجہ بنت خویلد کو ایک شخص امین کی احتیاج ہو اگر اسکا مال آپ لیجائیں تو بہکوشاں نفع ہو  
 دفعۃً خدیجہ نے یہ حال سنا اور نہایت آرزو سے کہلا بھیجا کہ اگر حضرت راضی ہوں تو میں دو چاند  
 اجرت دینے پر حاضر ہوں ابو طالب نے قبول کیا اور خدیجہ نے بے مال اجرت بھیج دی ہو حضرت صلعم  
 بہر اسی میسرہ ظلام خدیجہ جانب شام روانہ ہوئے جب شہر بصری میں پہنچے تو ایک درخت خشک کے نیچے  
 اترے وہاں نسطور اور ویش نصرانی رہتا تھا اُس نے دیکھ کر کہا کہ اس درخت کے نیچے سوا بے پیغمبر کے  
 کوئی نہیں اترتا لہذا حضرت کے پاس حاضر ہو کے اسم شریف دریافت کر کے کہنے لگا کہ تم خاتم النبیین ہو  
 اور میسرہ سے خوارق عادات سنکر کہا کہ میں اس پیغمبر کے نظار میں تھا الحمد للہ کہ زیارت نصیب ہوئی  
 ای میسرہ تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اسے ہرگز جدا نہو نا اور شام میں نہ لیجانا کہ یہود انکے دشمن ہیں  
 کیونکہ یہ پیغمبر آخر الزمان ہیں میسرہ نے کہا کہ میں نے شدت حرارت میں انپر دمرغ سایہ کرتے ہوئے  
 دیکھے ہیں اور زیر قدم سے پانی جاری ہوتا ہو اور ایک آدمی کے لائق کھانا تنو آدمی انکی برکت سے

کھاتے ہیں اُسے کہا سب رست ہو چنانچہ میسرہ نے اسباب تجارت میں فروخت کر ایا سہ چند فن پاپا  
 اور بعضے اس معاملے کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت صلح کی عمر چوبیس برس نومینے چھ روز کی ہوئی  
 اور امانت و دیانت آپ کی عالم میں شائع ہوئی اور قوم قریش آپ کو محمد امین کہنے لگے تو خدیجہ کبریٰ کو  
 خواہش ہوئی کہ حضرت کو اپنا اسباب تجارت دی کر بھیجیں اس بات کا پیغام بھیجا حضرت صلح نے  
 بمشورہ ابیطالب قبول کیا کہ خدیجہ نے میسرہ غلام اور خولثیہ اپنے رشتہ دار کو ہمراہ رکاب جناب  
 رسالت آب صلح کر کے جانب شام روانہ کیا یہ معاملہ دو مہینے چوبیس دن قبل نکاح سے ہوا ہوا بالجمہ  
 جب حضرت صلح نے بصری میں اسباب فروخت کیا اور مرہجت فرمائی اور قریب حرم مکہ نہفت فرما ہوا  
 تو اس وقت گرمی کی شدت تھی اور ایک اونٹ پر حضرت خاتم المرسلین ہوا تھے دوسرے پر خنیمہ و میسرہ  
 اور خدیجہ الکبریٰ مع چند عورات قریش بالاسے بام بیٹھی ہوئیں راہ کے مسافروں کو غرنے لگے کئی تھیں  
 دفعہ حضرت محبوب رب العالمین اونٹ پر سوار نظر آئے تو خدیجہ نے دیکھا کہ دوسرے دو حقیقت وہ  
 دونوں فرشتے تھے اپنے پردوں سے سر مبارک پر سایہ کیے ہوئے چلے آتے تھے اور میسرہ و خنیمہ دھوپ میں  
 تھے خدیجہ متحیر ہوئیں اور عورتیں تعجب یہاں تک کہ میسرہ و خنیمہ خدیجہ کے پاس پہنچے اول خدیجہ نے  
 خیر و عافیت انکی بوجھ کر حضرت کا احوال پوچھا اور سایہ کی حقیقت کا سوال کیا ان دونوں نے  
 دستور راہب کا کلام بیان کر کے جو کچھ خوارق عادات دیکھے تھے بیان کیے بتو الماغل میں ہو کہ  
 جب حضرت صلح میسرہ جانب شام سے اسباب لیکر آئے خدیجہ نے اُسکو فروخت کیا اور دو نانا لڑکھایا  
 اجرت بھی حضرت کو دونی دی اور اجرت چار اونٹ جو ان تھی بالجمہ جب خدیجہ نے حضرت کا حال  
 اُسی وقت خدیجہ عاشق ہوئیں اور انکے دل نے چاہا کہ حضرت کے نکاح میں آؤں اگرچہ سیکڑوں  
 ہزاروں شریفوں اور بڑے بڑے امیروں نے انکے ساتھ خواہش ازدواج کی تھی اس سبب سے  
 کہ خدیجہ شرافت و نجابت میں نہایت ممتاز اور دولت عزت سے قریشیوں سے فراز تھیں مگر خدیجہ نے  
 سب کو جواب صاف دیا تھا بلکہ فرمایا تھا کہ مجھ کو خواہش نکاح نہیں ہو لیکن خداوند تعالیٰ نے انکو  
 حضرت کی محبت میں ایسا مشغوف کر دیا کہ بلا تامل مسماۃ نفیسہ بنت منیہ کو بلا کر کہا تو حضرت کے  
 حضور میں حاضر ہو کے دریافت کر کہ آپ کا میلان جانب نکاح ہو یا نہیں ہو وہ عورت حضرت کے  
 پاس آئی اور اُسے مافی الضمیر بتا دیا کہ حضرت نے فرمایا نکاح کا ساز و سامان ہمارے پاس نہیں ہے  
 وہ بولی اگر کوئی عورت اپنے قوم کی شریف و مالدار ایسی ملے کہ سامان نکاح کے بھی کفالت کرے تب تو مجھ  
 عذر نہیں ہے حضرت نے فرمایا ایسی عورت کہاں ہو اُسے کہا خدیجہ بنت خویلد آپ کی تنہا رکھتی ہو اور

۷۷  
 خدیجہ کی بیوی  
 حضرت صلح سے  
 نہایت دوستی  
 رہتی تھی



اور چاہتی ہو کہ نکاح کروں اور اسنے مجھ کو استعزا جابھیجا ہر حضرت نے فرمایا مضائقہ نہیں چنانچہ نفیسہ خدیجہ کے پاس یہ فردہ لیگئی خدیجہ ممنون ہوئیں اور بعضے کہتے ہیں یسرہ غلام خدیجہ نے اس مہم کو سر انجام کیا ہر دو تقدیر حب خدیجہ نے جانا کہ حضرت کو نکاح سے انکار نہیں ہو تو عمر و ابن اسد اپنے چچا کو کہ سبب مر جانے خولید کے وارث تھا طالب کیا اور حال گذشتہ سے اطلاع بخشی اور بعض کے نزدیک ورقہ ابن نوفل چچا زاد بھائی اپنے کو بھی بلایا تھا الفرض دونوں راضی ہوئے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعمام سے احوال کہا وہ بھی راضی ہوئے چنانچہ حمزہ و عباس ابوطالب وغیرہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو کر خدیجہ الکبریٰ کے گھر گئے پھر وساء قریش کے سامنے ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم ذریعۃ سمیع و ضیعی تعدد و غفر مضر

و جعلنا حقنۃ مینہ و سواس حرمة و جعل لنا بیتا محجوجا و حرما آمنا و جعلنا الحکام علی الناس ثم ان ابن ابی ہذام بن عبد اللہ لا یوزن بہ رجل الاربع و ان کان فی المال قل فان المال ظل و اکل

و امر حائل و محمد من قد عرفتم قرابتہ و قد خطب خدیجہ بنت خولید و بذل الناس الصدق ما اجلہ و عاجلہ من مالی و ہو اللہ بعد ہذا کہ بنا عظیم و خطر جلیل حاصل یہ کہ حمہ و سپاس اس خدا کو جو جسے تمکو اولاد ابراہیم و دانہ ہمیل سے گردانا اور نسبت نشو و نما ہمارا اصل مضر و جد بنایا اور اپنے گھر و حرم کا نگہبان کیا اور صنادید عرب و ادب کا مقتدا و پیشوا کیا اور بعد حمد میرا محتجا محمد ابن عبد اللہ وہ شخص ہو کہ اس کے ہموزن کوئی مخلوق خدا نہیں ہو سکتا بلکہ اگر موازنہ کیا جائے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ارجح نکلیں اگرچہ کیسہ مال اسکا مشہور بقابت ہو لیکن مال کا اعتبار نہیں یہ تو سایہ ہو معرض زوال میں اور محمد وہ ہو جسکی قرابت تمکو معلوم ہو حالانکہ اسنے خواہش کی ہو خدیجہ بنت خولید کی اور اسکو نکاح میں لانا ہو بعض مہر جسکا ثوبل و تعجل میرے مال سے متعلق ہو اور قسم خدا کی ہو محمد کو بعد اس معاملے کے مرتبہ عظیم ہو گا بعد اسکے ورقہ ابن نوفل نے یہ خطبہ پڑھا الحمد للہ الذی جعلنا

کما ذکرتم فضلنا علی ما عدت فتنن سادۃ العرب قادتہم و انتم اہل ذلک کلمہ لا ینکر العرب العشرۃ و فضلکم ولا یرد احد من الناس فخرکم و شرفکم و انافی ہذا الامر راغبون حاصل یہ کہ حمہ و سپاس اس خدا کو جو جسے ہمکو ان فضائل میں گردانا جو تمنے بیان کئے ہیں ہم سردار عرب ہیں او تم ان کمالات کے اہل ہو کوئی آدمی اور کوئی فردا فردا قبائل و عشائر عرب سے تمہارے فضل کا منکر نہیں ہو اور نہ کوئی متعسف تمہاری شرافت کو رد کرتا ہو اور حقیقتہً مجھ کو قبول اس خطبہ میں رغبت ہو اتنے بعد اسکے ابوطالب نے کہا اور ورقہ میں چاہتا ہوں کہ عمر بن عبد العزیز تیرا شریک ہو سو عمر و ابن اسد نے ہا اہو گروہ قریش تم کو گواہ ہو

یہ خطبہ  
ابن ابی ہذام  
نے پڑھا  
اور اس کے  
بعد حضرت  
محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم نے  
یہ خطبہ پڑھا





مگر شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے عمر خدیجہ چالیس برس کی وقت نکاح لکھی ہو وہو الصبیح اور باقی  
 حال النکاح احوال زوجات مطہرات میں لکھا جائیگا ایک فضیلت اس مقام پر قابل بیان ہو کہ بعد نکاح  
 حضرت جبریل نے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ صاحب خدیجہ کو سلام کہتے ہیں حضرت نے  
 فرمایا اے خدیجہ یہ جبریل امین ہیں تیرے رب کا سلام تجھ کو کہتے ہیں خدیجہ نے کہا ان اللہ ہو السلام و  
 علیہ السلام و علی جبریل السلام و علیک یا رسول السلام رحمۃ اللہ وبرکاتہ من سمع السلام الا الشیطان اور  
 جب عمر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شقیش برس کی ہوئی تو قریش نے بنا کعبہ و لقبولے تعمیر کعبہ  
 شروع کی اور چاہا کہ مسقت کریں کیونکہ قبل خرابی چار دیواری تھی اور طول یعنی بلندی مقدار قد آدم  
 اسی عرصہ میں اتفاقہ ایک کشتی کہ روم سے براہ دریا جانی تھی تباہ ہوئی اہل کشتی میں ایک آدمی باقوم  
 نام کاریمساری میں استاد بچہ کا رہتا وہ مع اپنی قوم کے جدہ میں بقیعہ ہوا قریش نے یہ خبر سنی ولید  
 ابن مغیرہ نے جدہ میں جا کر کشتی کی لکڑی خرید کی اور باقوم معمار کو حرم میں لایا اور تعمیر کعبہ میں کمر دیا  
 اور خمار کش کی کہ مطابق بنا برابر اہم علیہ سلام بنانا بدین شرط کہ اجزاء دیوار میں کسی طرح کا غلط نہ ہو  
 باقوم نے کہا یہ بات حیران کن سے خارج ہو دو باتیں اختیار کرو یا تو اجازت دو کہ پتھر و مٹی ملا کے بنایا جائے  
 یا مقدار بیت سے کچھ کم کیا جائے سو قریش نے شق ثانی اختیار کی اور موضع حجر کو بیت سے قطع کیا اسی موضع کو  
 اب حجر اور بھی حلیم بولتے ہیں بعد اسکے چاروں کن قبائل قریش میں تقسیم ہوئے اور تعمیر شروع ہوئی اور سب مل کر  
 پتھر لانے لگے حضرت صلعم بھی پتھر لانے میں شریک ہوئے یہاں تک کہ دیوار میں تیار ہوئیں اور آستانہ حرم  
 بلند کیا گیا تاکہ سیل آب سے بیت اللہ محفوظ رہے اور بلا اذن بواب کوئی جانہ سکے جب حجر الاسود رکھنے کی  
 نوبت آئی تو بطون قریش یعنی بنو ہاشم و بنو اُمیہ و بنو مخزوم و بنو زہرہ و غیر ہم میں مخالفت پیدا ہوئی بلکہ بنو اُمیہ  
 اتفاق کیا اسپر کہ جب تک ہم لوگ قتل نہ ہونگے ہرگز دوسرے قبیلہ کو وضع حجر میں دخل نہ دینگے چنانچہ اسی  
 سبب لقباس عمد کا عقد الم قرار پایا جب یہ فساد ظاہر ہوا تو ولید ابن المغیرہ نے سب لوگوں کو منع کر کے  
 یہ قرار دیا کہ جو کوئی شخص باب بنی شیبہ سے اول آئے وہی اس قضیہ میں حکم ہو اسی کے حکم پر عمل کرو چنانچہ  
 حضرت خاتم المرسلین محبوب عالمین اول باب بنی شیبہ سے تشریف لائے سب لوگ آنجناب کو دیکھ کر خوش ہوئے  
 اور متمسک ہوئے کہ اس قضیہ میں جو کچھ آنجناب ارشاد فرماویں منظور ہو حضرت صلعم نے اپنی چادر دوش مبارک سے  
 لیکر زمین پر بچھائی اور ید بڑھائے حجر اسود کو اٹھا کر چادر میں کھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص  
 چاروں گوشہ چادر کے پکڑ کر اٹھائے اور دیوار حجر تک لائے تاکہ سعادت و برکت سے کوئی قبیلہ محروم نہ رہے  
 بعد ازان سب لوگ مجھے حجر اسود رکھنے میں کمال کریں قریش نے قبول کیا اور قبیلہ ابن ربیعہ و بنو زہرہ و بنو خدیفہ

ابن المغیرہ و قیس بن عری بنہ چاروں کو نے چادر کے پکڑے اور اٹھا کر موضع مہود تک لیکے تب حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے حجر کو اٹھا کر موضع حجر میں رکھ دیا اور جبکہ بطون قریش اسپر راضی ہوئے  
اسی عرصہ میں یہ ہوا کہ بیت اللہ کے اندر ایک کنواں تھا اس میں سے ایک سانپ بہت بڑا وقت طلوع آفتاب  
دیوار پر بیٹھتا تھا اور سب لوگ اس کو دیکھ کر خوف کھاتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ایک دن  
عقاب نے اس کو اٹھا لیا کہ سب لوگوں کا خوف جاتا رہا فائدہ بیت اللہ کی خرابی کے دو سبب ہوئیں بیان  
کرتے ہیں بعضہ کہتے ہیں کہ بیت اللہ میں ایک کنواں تھا کہ حکام ماضیہ نے چند زیور مع ابوہریرہ ملا مکمل  
ہوا ہر اس میں دفن کیے تھے چند اوباشوں نے اس کو کھود کر نکال لیا اس سبب سے ایک نوع کا زلزلہ جاری ہوا  
بیت اللہ میں واقع ہوا بلکہ قریب لاندہ ام ہو گیا اور بعضہ کہتے ہیں کہ سیل آب سے بنا کہ کعبہ میں صورت  
خرابی پیدا ہو گئی تھی اور جمع بنی القولین یوں ہو سکتی ہے کہ اول اوباشان قریش نے کعبہ مخفی کھودا پھر  
سیل آب آیا کہ انھیں دونوں سیبوں سے بیت اللہ قریب لاندہ ام ہو گیا تھا کہ قریش نے پھر بنا یا  
بالجملہ اسی سال سے امارات خیر و برکت ام القریٰ میں ظاہر ہونے لگے اور لوگ نبوت روشن ہو چکے اور  
انبار راہبین کا تبین کا ظہور شروع ہوا کہ وقت بعثت نبی قریب تر آیا پس زید بن عمرو ابن نفیل  
دورقہ ابن نوفل و عثمان ابن الحویرث و عبد اللہ ابن حبش ملکہ قوم قریش کو بت پرستی پر لعن طعن کرنے لگے  
اور دین قویم ابراہیم علیہ السلام کی طالب میں گئے سے نکلے اور غیر شہرون میں متفرق ہوئے چنانچہ زید بن  
عمرو سے اطراف شام میں ایک عالم توریت ملاقی ہوا اُس سے زید نے طریقہ عبادت پوچھا اُس نے کہا جس  
شہر سے تو آیا ہو اُسی شہر میں خاتم المرسلین سول رب العالمین جلد تر مبعوث ہونے والا ہے اُسی کے ہاتھ پر  
دین ابراہیم از سر نو عروج بکریگا پھر زید ابن عمرو اُسی مقام سے کہ شاید ارض بلقا سے تھا پھر اگر بلاد  
نعم میں دشمنوں کے پاس سے مار گیا اور دورقہ ابن نوفل نصرانی ہوا اور کتابین بنی اسرائیل کی پڑھ کر صفات  
خاتم المرسلین سے بخوبی آگاہ ہوا اور اُس نے جانا کہ یہ نبی جلد تر مکہ میں ظاہر ہوتا ہے اور اسی انتظار میں  
عمرانی بسر کرتا اور حدیجہ گبری سے پوچھا کرتا وہ حضرت کے صفات بیان کرتیں تو دورقہ جب حضرت کو  
دیکھتا بطلقت معلومات چہرہ مبارک پر لبوہ دیا کرتا اور کہتا لایب تمھیں پیغمبر آخر الزمان ہو گے چنانچہ  
ابتداء نبوت تک شخص نہ رہا پھر مر گیا بعضہ اُس کے ایمان کے قائل ہیں اور بعضہ تردید و توقف  
کرتے ہیں لیکن میرے نزدیک تصدیق حضرت صلعم میں شبہ نہیں ہے اس واسطے کہ انجناب فرماتے ہیں  
رایت بورقہ ابن نوفل جنتہ او جنتین پس اگر مومن نہ تھا تو بہشت اُس کے واسطے کیسی اور عثمان ابن  
الحویرث روم میں جا کر نصرانی ہوا اور عبد اللہ ابن حبش اول اسلام لایا پھر حبش میں جا کر مرتد ہو گیا اور

اسی طرح  
بیت اللہ

حاشیہ  
چنانچہ  
بکرم  
وین



حالت ارتداد میں ہوا اور اسی سال میں بروایت حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئے اور جب حضرت ادریسؑ برس کے ہوئے تو آپ کو نور نظر آنے لگا اور غیب کی آوازیں سننے لگے دل میں شوق گوشہ گزینی و خلوت نشینی کا پیدا ہوا کہ وہ حرا پر تشریف لیجاتے اور بیت اللہ کو دیکھا کرتے اور ذکر حق میں مشغول رہتے فسادہ یہ پہاڑ جسکو حرا کہتے ہیں بکسر حا و بفتح را مہلتین بروزن کتاب ہر تین میل کے سے واقع ہے اسی کو جبل ثور بولتے ہیں اسی میں ایک غار ہے چار دروے کا لنبیا اور ایک دروے اور تہائی دروے کا چوڑا وہاں سے کعبہ نظر آتا ہے اسیلے وہ مقام پسند پڑا تھا اور ابن حجر عسقلانی شیعہ صحیح بخاری میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں تشریف ابراہیمی تھے وہ صبح اور جو لوگ قائل ہیں کہ بعد حضرت کسی دین سے مطلق نہ تھا اسکا مطلب یہ تھا کہ حکم عقل و احسان کا رہند تھے خواہ بالہام خواہ برویا صالحہ و ہو المختار بظاہر قولہ تعالیٰ و کذلک ادعینا الیک و حاسن امرنا ما کنتم تدری ما الکتاب ولا الایمان اور میل امام غزالی اس مسئلہ میں جانب توقف ہے اور عبادت میں اختلاف ہے بعضے بفکر قائل و بعضے بذکر مائل و ہو الصبیح لان الذکر اعلیٰ من الفکر اور اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ نے کوئی مایاکی جاہلیت کی اختیار نہیں کی بلکہ جمیع صنائع و کبائر سے معصوم تھے انقض خلوت سے یہ نوبت پہنچی کہ شجر و حجر سے وقت ملاقات آواز اسلام علیک یا رسول اللہ آنے لگی چنانچہ حضرت فرماتے تھے کہ میں پہچانتا ہوں ایک پتھر کو یکے میں جو مجھ کو قبل نبوت سلام کرتا تھا اور سفر السعادت میں ہے کہ نزول وحی سے پہلے صرف آواز آتی تھی کہ یا محمدؐ گونیدہ نظر نہ آتا تھا اور سات برس و نور نظر آیا کہ میں آنجناب مسرور رہتے تھے اور جب عمر تشریف چالیس برس کی ہوئی خواہ ایک دن زیادہ تو نور وحی کا شروع ہوا اور بقول صحیح ظہور اس نور کا تاریخ ہشتم خواہ ستوم ربیع الاول یوم ووشنبہ تھا اور سنہ اکتالیس عام الفیل صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اول طامات وحی میں دیاے صالح ہو گیا کہ جو کچھ رات کو حضرت خواب دیکھتے صبح کو بعینہ ظاہر ہوتا ہے اس کے خلوت پسند آئی تو غار ثور میں چند روز کا کھانا لے کے تشریف لیجاتے اور تسبیح و تہلیل و حمد ثنائیں مشغول رہتے جب کھانا صرف ہو جاتا تو حضرت خدیجہ کے پاس آتے اور دواریاں قیام کر کے پھر دہن تشریف لیجاتے تھے مدت قاست غار ایک مہینے سے کم ہوتی تھی مگر بسبیل ذرت انقض اس عرصہ میں ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جسم مبارک دھونے کو غار سے نکلے دفعۃً حضرت جبلؑ میں ہو اس میں آواز دی اے محمدؐ حضرت نے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا پھر دوسری مرتبہ آواز دی حضرت صلعم تحریر فرماتے ہائیں دیکھنے لگے تو ایک شخص نورانی مثل آفتاب روشن تاج نورانی بر سر و حائے سبز و بر تشریف لائے اور اور ایک مگر احرار کا ہاتھ میں دیکر کہا پڑھو حضرت نے فرمایا میں پڑھتا نہیں ہوں پھر انھوں نے اپنی بغل میں

حضرت کو خوب دبا یا کہ عرق لگیا اور کہا کہ پڑھو حضرت نے کہا میں پڑھانہیں ہوں پھر اُس بزرگ نے اُسی طرح کیا غرض کہ تین مرتبہ بقدر طاقت آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھا پھر اقرء باسم ربک الذی خلق بالعلم پڑھایا اور ایک روایت ہے کہ اول تمود و سبلہ کہلا کے یہ آیتیں پڑھائیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد ہو گئیں چنانچہ تفسیر واحدی میں ہے کہ اول تعلیم جبریل یہ ہوئی کہ یا محمد استغفر باللہ ثم قل بسم اللہ اور ایک روایت ہے کہ بتلیم آیات مذکورہ حضرت جبریل نے اپنا پیر زمین پر مارا کہ ایک چشمہ نکل آیا پھر استنجا کر کے مضغہ و استنشاق کیا اور مضغہ دھویا پھر ماتھے پر تین تین تہہ دھو کے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح وضو کرنا سکھایا کیونکہ ایسے افعال میں تعلیم فعلی زیادہ تر مفید ہوتی ہے بعد اسکے حضرت جبریل نے ایک چلو پانی لیکر دے مبارک چھینٹا دیا اور خود آگے بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقدار کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا وضو کرنا اور نماز کا پڑھنا اس طرح سے ہوتا ہے جو صحیح ہے کہ یہ روایت بعد نزول سورہ فاتحہ صحیح ہے بالجملة حضرت جبریل بعد تعلیم آیات خود جانب آسمان چلے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دولت خانے کو روانہ ہوئے راہ میں ہر درخت اور پتھر سے آواز آتی تھی اسلام علیک یا رسول اللہ اور حضرت کادل کا پتا تھا اُسی حالت میں داخل دولت سرا ہوئے اور حضرت خدیجہ کبریٰ سے فرمایا زملونی زملونی یعنی مجھے چھپاؤ مجھے چھپاؤ حضرت خدیجہ نے بالا پٹن اٹھایا اور ٹھنڈا پانی چھڑکا جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کا خون ہے حضرت خدیجہ نے کہا خدائے تعالیٰ کے صانع نہ کرے گا اور آپ کے صفات حمیدہ بیان کر کے کہا کہ تم غریبوں کی مدد کرتے ہو اور محتاجوں سے سلوک اور ایسے کاموں میں جن سے حق کی تائید ہو اعانت کرتے ہو پھر تم مستحق رحمت الہی ہو غضب الہی پھر آپ کو پاس ورقہ ابن نوفل ابن عبد الغری کہ برادر عم زاد اُن کے تھے لگائیں وہ کتب سابقہ پڑھے تھے اُن سے حال بیان کیا ورقہ نے حضرت سے کہا اے میرے بھائی کے تنے کیا دیکھا آپ نے تمام کیفیت بیان کی ورقہ نے کہا یہ ناموس اکبر تھا جسکو عربی میں جبریل کہتے ہیں یہی فرشتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا تم اس امت کے پیغمبر ہو کاش میں جوان ہوتا اُن دنوں میں جب کفار انھیں نکالینگے آپ نے پوچھا کہ یہ لوگ مجھے نکالینگے ورقہ نے کہا ہاں ایسے ہی لوگوں کے کافر دشمن ہوتے ہیں اور تم وہ پیغمبر ہو جنکی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے آپ صلاخون نہ فرمائیں بلکہ خوش ہوں پھر انھیں دنوں میں ورقہ نے انتقال کیا فائدہ حضرت خدیجہ نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ورقہ کا حال پوچھا کیا فرماتے ہیں آپ پورے حق میں کہ اس نے آپ کی تصدیق کی تھی مگر زمانہ ظہور نبوت اور اتباع احکام اُسکو نصیب نہ ہوا فرمایا اُسکو میں نے سفید کپڑے پہنے دیکھا ہے اگر نجات اُسکی نہوتی اور مسلمانوں میں محسوب نہ ہوتا



تو سفید کپڑے پہنے نظر نہ آتا اس حدیث سے ظاہر ہو کہ اگر کوئی شخص کسی مرد مسلمان کو سفید کپڑے پہنے خواب میں دیکھے تو یہ دلیل ہے  
 اس کے نجات کی اللہ بخیر اس لئے اللہ سبحانہ لہاں اللہ بخیر تمہارا لہاں اللہ علیہ السلام فائدہ جسطرح درتہ ابن نوفل نے مائتہ نبوت سے  
 بیشتر ایمان لائے تھے اسی طرح حبیب بن حارثہ ایمان لائے تھے چنانچہ سید ابن کرب الحجیری کہ دو برس قبل از نبوت ایمان لایا ہے  
 اسی نے اول کعبہ کو لباس پہنا یا ہوا تو قیس ابن سعدہ امدادی حکیم العرب کی عمرات سو برس کی ہوئی اور زید ابن نفیل ابن عم  
 حضرت عمر ابن خطاب اور امیہ بن الصلت شاعر و بحرار حبیب فطرا و غیرہ قبل ظهور نبوت ایمان لائے تھے فائدہ نبوت  
 اور رسالت محض عنایت نبوت تھی ہر اس میں کسب کلاما دخل نہیں کوئی یہ نہ سمجھے کہ ریاضت و مجاہدے کا نتیجہ ہی فائدہ اس  
 معاملہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کمال درست و واضح ہوا اور ظاہر ہو کہ حقائق امور کی معرفت تادمہ انکو حاصل تھی اور اگرچہ  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت اور حضرت جبریل علیہ السلام کے ہونے میں شک و شبہ نہ تھا مگر حضرت خدیجہ نے اپنی  
 رائے کے موافق و رتہ ابن نوفل کے پاس کالیجا نامناسب جانا تاکہ آنجناب کو عین یقین حاصل اور جو حقیقت حاصل  
 گزارش کر میں تو بیان نہو سکتا کیونکہ حالات کتب سابقہ انکو معلوم نہ تھے فائدہ و رتہ ابن نوفل نے جو حضرت کو برادر زادہ کہا  
 سو یہ از دوسے عرف و محاورے عرب کے تھا اور عبد اللہ کے ہم عمر بھی تھے فائدہ اس قصہ میں کئی نکتے ہیں اول یہ کہ  
 بنی آدم کی تربیت تعلیم میں طریق ترویج جاری ہو خصوصاً ایسے با عظیم کے اٹھانے میں تدریج و اجبات سے ہو کیونکہ اگر اول  
 قیام میں حضرت پر وحی قرآن نازل فرماتے تو اسکا تحمل دشوار تھا لہذا اول خواب میں علوم جزئیہ کی تعلیم شروع فرمائی  
 تاکہ آہستہ آہستہ علوم عالم غیب سے خوگر ہوں پھر بحالت بیداری و ہوشیاری خلوت کی محبت دل میں ڈالی کہ زن و فرزند کے  
 علائق سے علاحدہ ہوئے اور عالم غیب سے توجہ کلی ہم ہونچا اور ایک کان مخیا باطن سے بلایا کہ وہاں جنس بشر سے کوئی نہو تاکہ  
 برقت نزول وحی کسی کو گمان تلقین نہ ملد دل میں گدے سے پھر وقت نزول وحی ایک صدمہ سخت قلب پر ڈالا کہ تو ہم تلمیس اور قصص  
 پیدا نہو اور اس سے پہلے حضرت جبریل کو یہ ارشاد ہو کہ تم حضرت پر نود ہوا کرو اور تسلی دیا کرو تاکہ بفتقہ شریعت بار نبوت سے  
 گھبرانہ جائیں دوسرا یہ کہ تاثیر روح حضرت جبریل ہلانے چھلانے سے روح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی کامل ہوئی کہ آنجناب  
 طاقت قرأت حاصل ہو گئی اسی کو طریق توجہ کہتے ہیں اور یہ چار طرح پر اصحاب طریقت میں جاری ہے اول تاثیر الکاسی مثلاً ایک شخص  
 عطر کا کے مجلس میں آئے اور اسکی خوشبو سے اہل مجلس سفید ہوں سو یہ اتفاقاً کسی وقت تک رہتا ہے جب تک کہ شخص مجلس میں ہو لہذا  
 یہ قسم حقانیت تاثیر میں ہر دوسری تاثیر بقائی مثلاً کوئی شخص تیل اور بتی ایک کورے میں کھ کے لایے دوسرا شخص کہ آگ  
 لیے بیٹھا ہو اسکو روشن کر دے کہ چراغ تیار ہو جائے سو یہ تاثیر فی الجملہ قوی ہے کہ کعبہ محبت بھی اسکا اثر باقی رہتا ہے لیکن ہر سے تند  
 وغیرہ سے نکل ہو جاتا ہو اور ایسی صورت میں نفس کو تہذیب کامل حاصل نہیں ہوتی جسطرح بلا رغب و فیلہ شہاء النفس صلاح نہیں کر  
 سکتا تیسری تاثیر اصلاحی مثلاً کسی مہیا یا چاہ سے پانی لیکے کسی خزانے میں جمع کریں اور فوراً جو شخص تک رسدہ بخوبی صاف کریں اور پانی کو  
 اسی او سے جاری کریں کہ فوراً جو شخص و خروش سے چھوٹنے لگے تو اثر اسکا بہ نسبت تاثیرات بالا کے قوی تر ہو اور اصلاح نفس تہذیب

تفسیر احوال و احوال الدنیا جلد دوم

بھی ہوتی ہیں لیکن بقدر قدرت و مسافت راہ بقدر دریا و چاہ باہین ہرگز خزانے پر کوئی انت آجائے تو نقصان میں نہ آسکتا  
 جو کچھ تاثیر انجادی کہ مرشد کامل اپنی روح پر کمال کو مسترشد کی روح سے ایسا سلاکہ کہ مرشد کی روح کا کمال مسترشد کی روح میں  
 مل کر شیر و شکر ہو جاوے اور یہ صورت انواع تاثیر میں بھی تر ہو اور ہمیں دونوں وحید و احد ہو جاتی ہیں باہر حاجت استفادے کی  
 نہیں ہوتی سو اس قسم کی تاثیر نادر الوقوع ہو مگر اولیاء است مصطفیہ سے یہ بھی واقع ہوئی ہے یا کجما کہ تاثیر حضرت جبریل علیہ السلام  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا کہ حضرت جبریل نے اپنی روح لطیف کو مسامات بدن حضرت کے جسم لطیف میں داخل کر  
 روح عالی سے جو تاثیر و شکل کر دیا کہ ایک حالت عجیب بشریت و ملکیت کی پیدا ہوئی کہ بیان میں نہیں آسکتی بیشتر یہ کہ در وقت ابن زول نے  
 حضرت کی تشفی کر کے نزول ہی پر گواہی دی اور حضرت جبریل کو پہچان لیا اور خود نصرت و اعانت پہنچا ہوا مگر خدا نے اسکو جلد اس  
 عالم سے اٹھایا تاکہ کسی کو گمان نہ ہو کہ اسنے قصص و اہل شریع سابقہ سے مطلع کیا ہو اور یہ بھی منظور ہو کہ کسی اہل کتاب کے بحث سے  
 نصرت آنحضرت نہ ہو بہر نوع استقلال رہے جو کچھ اول ایسا کلام اسان جبریل سے ارشاد کیا کہ اس سے وعدہ فرمایا محض ہونے کا جانا رہے  
 یعنی فرمایا اقرو باسم ربک الذی خلق الانسان من علق و ربک الاکرم الذی علم بالقلم ما لم یعلم یعنی پڑھ اپنے رب کا کلام  
 اسی کے نام سے اور اسی کی مدد سے اس واسطے کہ آدمی کلام قدیم کو اپنے نفس کے زور سے پڑھ نہیں سکتا اور اگر اس بات کا وعدہ ہو کہ  
 ہمارا پڑھنا حادث ہے اور یہ کلام قدیم تو خیال کر دو اسی پروردگار نے پیدا کیا ہے ہر شیا کو بصورت اپنے اسم کے پھر وہی کلام قدیم کو  
 بصورت حروف تصور کر کے اول خیال میں ڈالنا پھر زبان پر جاری کرنا ایسا کیونکہ خلقت اشیا اسی دتیرے پر ہو کہ اسکا قدیم کو  
 بصورت جلد و یکے ظاہر کیا ہو اور جو یہ بل ہو کہ کلام قدیم مرتبہ عزت میں ہو اور آدمی مرتبہ ذلت میں تو اسی چیز عزیز کو مقام  
 ذلیل میں آتا رہنا بصیرت تو ملاحظہ کر دو کہ انسان کو خون بہتہ سے پیدا کیا اور کسی عرق بخشی کہ اس طرح کا حامل ہو اور جسٹھ کھلے  
 افعال آئینہ نظر ہوتے ہیں اور روح لطیف کو جسم شریف سے ایسا رابطہ دیا ہو کہ لطافت روحیہ اپنے مقام پر ہو اور کثافت جسمیہ اپنے مقام پر  
 اور یہ ایسا ایک سادہ و سنجیدہ ذیل سے ظاہر فرمایا ہے کہ عند الشروع العقل خون بہتہ ذلیل ہے پھر کیا تعجب ہو کہ اپنے کلام قدیم کو بالفاظ قدیمہ  
 جمع کر کے قوت تخیل اور آلات لطفیہ میں القاء فرمائیں اور کلام کو اسی لطافت پر بلا تفریق قائم رکھیں اور چونکہ جناب سالک مابہ خیال  
 بہت متشکل معلوم ہوتا تھا کہ کہیں سطح پڑھ سکو نہ لگا لگا دیکھ فرمائی کہ پڑھو تمہارا پروردگار بزرگرم کہ اسکو امی کا عالم کر دینا اور  
 جاہل کا عقل بنا دینا سہل ہو کیونکہ امی کو مانع علم بھی ہو کہ اسباب تحصیل اپنی پاس نہیں رکھتا اور یہ مانع تمام افراد انسانیت  
 بہ نسبت بعض علوم کے موجود ہے یا این ہمدہ کہ ہم اپنے کرم سے ان علوم کو بعض محاققات کے ذریعے سے پہنچا دیتا ہے چنانچہ  
 علم کہ جو چیز میں جو اس عقل سے دریافت نہ کر سکتے تھے ہو کھینے سے معلوم کر لیتے ہیں جسطح احوال فردن گذشتہ کیفیات سینین ضمیمہ  
 و حالات انبیاء و اولیاء اور اس مکتبہ کا بڑا فائدہ یہ ہو کہ اول حضرت مسلم کو ارشاد ہو کہ اپنے ثواب نفس کے واسطے قرآن پڑھو  
 پھر اور دن کو پوچھا دیکھو کہ نبی کو تبلیغ ضرور ہو جسطح مستکو قرأت واسطے ثواب کے ضرور ہو اور نبی تبلیغ نہ فرماوے تو  
 اوست کو توبہ میں نہ ہو پس خدا اسکو کرم کو یہ منظور ہو کہ آنحضرت اپنی امت کو بقدر استعداد ان کے کارخانہ الہییت سے مطلع فرماوے



اور یہ واسطے قلم تعلیم کریں جس طرح عادت سلاطین جاری ہو کہ اپنی رعایا کو اور نوکر و کج مافی الضمیر سے بواسطے قلم اطلاع دیتے ہیں اور بالموافقہ کتر کہتے ہیں مثلاً محل کے لوگوں کے نام و قدر و نظارت سے دریافت ہوتے ہیں اور تعداد اکثرت قلم بنیومات سے اور شمار ملازمین یا بموجب مقرری قلم دفتر بخشی گری سے و حالات متحققین اور وجوہ خیرات و دفتر صدارت سے اور عرض و طول بلا دشواری قلم دفتر تقسیم سے و شمار جاگیر و خاصہ قلم دفتر وزارت سے و تعداد و قیدیان و مجوسان قلم دفتر اطلاق و تعداد خزائن قلم دفتر سرسامانی سے دریافت ہوتے ہیں فائدہ یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ باوصف آدمی ہونے کے آنحضرت کو پڑھنے کا حکم ہوا تو یہ تکلیف والا لایطاق ہو کہ واسطے کہ یہ حکم تکلیفی نہیں ہے بلکہ حکم ماقانی ہے جس طرح بچوں کو مکتب میں لیا جاتا ہے اس واسطے کہ پڑھنا حالانکہ وہ قرأت نہیں جانتا تو یہ طلب ہوتا دیکھا ہوتا ہے کہ میں پڑھوں تو اسکو سن کے آمادہ پڑھنے پر ہو نہ یہ کہ خواہ مخواہ پڑھ اور لفظ اقرار و اسی طرح پانچوں صورتوں کے قلم داخل قرآن ہیں کیونکہ ان سے آنحضرت کو مخاطب فرماتے ہیں جس طرح اور اوامروں و نواہی سے سو فی فطین بطور سرنامہ فرمان و خطوط میں جیسے باید شناخت و بداندیشہ باشند ہذا ما حقہ استاذ الاستاذ فی التفسیر القصصہ اسی عرصہ میں ایک دن حضرت جبریل پھر میں آسمان زمین ایک کرسی پر ملحق بیٹھے ہوئے دیکھ پڑے تو آنجناب گھبرائے اور فرمایا زلمونی زلمونی جس طرح قصہ غارین واقع ہوا اور وحی ہوئی یا ایہا المدثر قم فانذرنی اے کافران میں بیٹھے کھڑا ہو مجھ پر سننا بعض کہتے ہیں کہ نبوت آنجناب رسالت پر مقدم تھی کیونکہ اہل حدیث کے نزدیک رسالت کے واسطے تبلیغ و انداز ضروری ہو تو تکمیل نفس و تعلیم و تلقین کے لیے سورہ اقرآن نازل ہوا اور تبلیغ و انداز کے واسطے سورہ مدثر ازل نبوت ہی دوسرے رسالت فائدہ حضرت جبریل علیہ السلام کامر تب اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے کہ روح القدس و روح الامین انکا خطاب ہے سب پیغمبروں کے پاس وحی لائے اور اللہ کے وکیل رہے انھیں کام ہے ہر شے اے کا پہچانا عابدوں کی امداد کرنا کافروں کو ہلاک کرنا فتح و شکست ظاہر کرنا انکا احسان آدمی پر زیادہ ہے مگر فیضیت مطلقہ نہیں بلکہ بالخصوص بلا خطہ کار ہائے نافع نوع انسانی کیونکہ حضرت اسرافیل اطلاع کنونات لوح محفوظ میں و قرب و منزلت میں پیش قدم بلکہ حضرت جبریل و میکائیل و عزرائیل پر حکم فرمان دینا فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ نزول وحی حضرت صلعم پر کئی طرح سے ہوتا تھا ایک یہ کہ حضرت صلعم ہی زمین پر کھڑے تھے کہ میں یہ بات ابتدا میں تھی یعنی جو خواب دیکھے اُسکا ظہور فی الفور ہو گیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت ہے اول ما بدی بہ رسول اللہ صلعم من الوحی انہ یدیا الصالحۃ فی النوم فکان لایری رویا الا جاءحت مثل فلق الصبح دوسرے یہ کہ حضرت جبریل علیہ السلام قلب آنجناب پر حکم الہی القا کرتے اور خود ظاہر نہ ہوتے اور نہ آنجناب کوئی آواز سننے لکھا قال اللہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک اور اسی کو لغت کہتے ہیں تیسرے حضرت جبریل بصورت مرد متشہل ہو کر آتے اور حکم خدا پر ظہر کر سنا تے اور بیشتر و اکثر بصورت و جنبہ کلی تشرف لاتے تھے چنانکہ بعض اصحاب نے گا گا آنکو دیکھا ہے بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ رویت جبریل حالت

انزال وحی میں موجب فقدان و زوال بصارت ہو چنانکہ حضرت ابن عباس کو یہ معاملہ واقع ہو کر انھوں نے  
ایک دفعہ حضرت صلعم کے پاس ایک شخص کو دیکھا جب وہ چلا گیا تو پوچھا یہ کون تھا حضرت نے فرمایا کیا تو نے دیکھا یا  
کہا ہاں فرمایا جبریل تھے اب تیری آنکھوں کی کوروشنی جاتی رہی مگر برکت صحبت آنجناب صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم اسکا آخر عمر میں  
وہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اگرچہ میری بصارت ظاہری زائل ہو گئی ہو لیکن زبان و قلب میں روشنی ہے  
ہذا ما خففہ سماء الاستاذ قدس اللہ سرہ العزیز اور شیخ عبدالحق شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلعم  
جسے جبریل کو سواے پیغمبر کے دیکھا اسکی بیانی جاتی رہی اور بیانی تیری بھی جانے والی ہے لیکن وہ روزنات  
پھر عجائیگی کہتے ہیں کہ جب ابن عباس مرے اور انکو کفن میں سپٹا تو ایک جانور سفید آیا اور کفن میں قابو  
ہر چند لوگوں نے تلاش کیا نہ ملا تب عکرمہ مولیٰ ابن عباس نے کہا کیا احمق ہو یہ بیانی اسکی تھی جسکا پیغمبر نے  
وعدہ فرمایا تھا اور جب انکو محل میں رکھا تو ایک آواز غیب سے آئی یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک اذیتہ فرماتا  
اور جو کوئی شبہ کرے کہ اور صحابہ نے بھی حضرت جبریل کو دیکھا تھا کچھوں بصورت اعرابی اور کچھوں بصورت  
وحیہ کلبی جیسا جلال الدین سیوطی نے تحقیق کیا ہے کہ حضرت عائشہ اور ابی بن کعب اور عبد الرحمن بن عوف  
اور باض ابن سارہ وغیرہ نے بھی دیکھا ہے اور ابی داؤد نے ابو جعفر سے روایت کی ہے کہ مناجات جبریل کی  
پیغمبر خدا کے ساتھ ابو بکر صدیق نے سنی ہے پھر انکی بصارت کیوں نہ زائل ہوئی تو رفع اسکا یون ہوتا ہے کہ وہ  
وقت نزول وحی نہ تھا اس سبب سے وہ ال بصر نہو بعض علماء فرماتے ہیں کہ تعلیل حضرت صلعم کی عام نہ تھی  
بلکہ خاص ابن عباس کے واسطے تھی کیونکہ یہ حضرت صغیر تھے امور غیبیہ کے دیکھنے کی برداشت نہ رکھتے تھے لہذا  
صد مہ شد بدہو سچی جب تک قوت معارض رہی بیانی بھی رہی اور جب سن کا انحطاط ہوا اس صدمہ نے تاثیر کی  
لیکن یہ توجیہ رکیک ہے صحیح یہ ہے کہ برکت خدمت حضرت صلعم کی معارض صدمہ ہوئی اور آخر عمر میں اسی برکت سے  
جب آنکھیں ابن عباس کی محسوسات ظاہری سے بند ہو گئیں تو صور خیالیہ اعیان مثالیہ سے مشغول ہو گئیں اور  
شیخ عبدالحق محقق دہلوی شرح میں فرماتے ہیں کہ اور صحابہ نے حضرت جبریل کو عالم ناسوت میں دیکھا تھا اور  
حضرت ابن عباس نے عالم ملکوت میں اس سبب سے زوال بصارت ہو گیا اور علامہ ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت  
ابن عباس نے جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ایک بار بصورت وحیہ کلبی دیکھا تھا چنانچہ سیوطی نے جمع الجوامع میں  
لکھا ہے کہ فرمایا ابن عباس نے ایک مرتبہ گداز میں پیغمبر خدا پر بارچہ سفید پہنے اور حضرت صلعم وحیہ کلبی سے  
راز کہہ رہے تھے اور وہ جبریل تھے سو جبریل نے حضرت سے کہا یہ ابن عباس ہے اگر سلام کرتا ہے تو ہم جواب دیتے  
تھے کہ پڑے خوب غفیلین اور بعد اسکے پندگی اولاد اسکی پڑے سیاہ اور جب چڑھ گئے جبریل آسمان پر تو حضرت صلعم  
میری طرف پھرے اور فرمایا کہنے منع کیا تجکو سلام سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ باتیں کر رہے تھے



وحیہ کبھی سے میں نے نہ کر وہ جانا کہ باز نکھوں آکھوں اُس سے فرمایا حضرت صلعم نے وہ جبرئیل تھے روایت کیا اسکو  
ابن عساکر اور ترمذی نے کہا کہ یہ قصہ دوبار ہو اُنکا ذانی جامع لاصول اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ عالم نشین  
دیکھا تھا دوسری مرتبہ عالم ملکوت میں اور روایت ثانیہ موجب فقدا ان بصارت ہوئی اور تشریح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ  
سبب تمثیل جبرئیل علیہ السلام بصورت بشر بنا بہ استیناس و ایتلاف تھا اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ ہر گاہ افادہ و استفادہ  
مناسبت و جنسیت شرط ہو تو جب کبھوں بشریت حضرت صلعم کی ملکیت جبرئیل علیہ السلام پر غالب آتی تھی تب  
جبرئیل لباس بشر ظاہر ہوتے تھے اور ہر گاہ کہ ملکیت جبرئیل بشریت آنجناب پر غالب آتی تھی تو حضرت  
صلعم اللہ علیہ وسلم وجود بشریہ سے غائب ہو کر غیبت ملکوت میں جاتے رہتے تھے اور صورت اولی وحی کی گواہ  
بشارت ہوتی تھی اور صورت ثانیہ بوعید و نذارت ہذا ما حقہ استاوی محمد حسن علی الماشی الحدیث رحمۃ اللہ علیہ  
اور مواب لہ نہ میں ہر کہ وحیہ کبھی نہایت حسین و جمیل و خوش اندام تھے حتیٰ کہ جب سفر سے پلٹ کر آتے  
تو عورتیں یگانہ و بیگانہ آنکھوں دیکھنے آتی تھیں جن کتابوں کہ اسی مناسبت سے حضرت جبرئیل علیہ السلام  
اکثر بصورت وحیہ کبھی تشریف لاتے تھے کہ حسن صوری موجب مسرت و فرح روح انسانی کا ہر جو تھی طرح  
وحی کی یہ تھی کہ ایک آواز مانند آواز جرس مبارک میں سنائی دیتی تھی کہ سوائے آنجناب صلعم کے اور  
کسی کو الفاظ و معانی اُسکے مفہوم نہ ہوتے تھے اسی قسم میں جبین مبارک پر پینا آتا تھا اور مرکب بیٹھ جاتا تھا  
چنانچہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور ترین ایام زمستان میں وحی آتی تھی  
تب بھی جبین میں آنجناب سے قطرات عرق ٹپکتے تھے اور ہنگام نزول وحی اگر آنجناب گھوڑے یا اونٹ پر  
سوار ہوتے تھے تو وہ جانور گر پڑتا تھا مگر مادہ شتر خاصہ آنحضرت کہ غضب و قضا و نام رکھتی تھی ہاتھ و پیر شاہ  
ختم کر لیتی تھی اور افتادگی سے محفوظ رہتی تھی اور اس بات کی اُسکو عادت ہو گئی تھی اور اگر کسی کی ان پر  
محتمل ہوتے تھے تو اُسکے ٹوٹ جانے کا خوف ہوتا تھا اور چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا تھا اور نفس شریف بلند ہوتا تھا  
کہ دور سے آواز سننی جاتی تھی کہ اُدھر استاد الاساذ فی تفسیر و تحت قولہ تعالیٰ انا سلقی علیک قولا تقبلاد  
بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ ایک مرتبہ آنجناب صلعم زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی رائے پر سر رکھے بیٹھے تھے دفعۃً  
وحی آئی تو اُنکی رائے گرائی سے ٹوٹنے لگی اور جب سورہ مائدہ نازل ہوئی تو آنجناب ناقہ پر سوار تھے قریب تھا  
کہ اُسکا بازو ٹوٹ جائے اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ مطلق وحی کہ نزول میں حضرت پر ایک نوع کی شدت ہوتی تھی  
اور رنگ چہرہ کا متغیر ہو جاتا تھا کچھ مصلحتہ الجرس کی تخصیص نہیں تھی کما اشارہ البعد تعالیٰ شانہ انا سلقی  
علیک قولا تقبلاد یا چون طرح یہ تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت اصلہ تشریف لاتے تھے اور  
حکم خدا بیان کرتے تھے چنانکہ سورہ النجم میں فرماتے ہیں ولقد راہ نزلة اُخری عند سدرۃ المنتہ عند





اگاہ کرنا باخفا ہو جس طرح سے ہو خواہ یہ کلام یا بہ کتابت یا برسالت یا بشارت اور گما ہے  
لفظ وحی سے معنی اسم مفعول کے قصد کرتے ہیں چنانکہ خلق سے مخلوق اور یہ کلام الہی ہو جو کہ انبیاء  
ہوتا ہو سو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی وحی ہوئی اور انبیاء سابقین پر بتوزیع قائم رہ  
تاریخ و ماہ نزول وحی میں اختلاف ہو محمد اسحق فرماتے ہیں کہ نزول وحی رمضان شریف میں ہو  
اور اسوقت چھ ہزار تینست برس پہلے آدم علیہ السلام سے گزرے تھے اور جامع الاصول میں یہ بیان  
اختلاف تصحیح کی ہو کہ نزول وحی تاریخ سوم خواہ ہشتم ربیع الاول ہو اور عمرہ و جناب کی اکتالیسین  
تھی اور سبجہ المحافل میں ہو کہ جبریل علیہ السلام اول بروز شنبہ وقت شب تشریف لائے اور یکشنبہ کو بھی  
بھر بروز شنبہ تاریخ ہشتم یا دہم ربیع الاول مخاطب بالرسالہ کر گئے اور اسوقت قتل کسری سے سات  
گزرے تھے القصہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار کیا کہ میں پیغمبر خدا و خاتم الانبیاء  
ہوں سو اول حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مشرف بایمان ہوئیں بعد ازاں اسی دن آخر وقت  
یا دوسرے روز اول وقت حضرت امیر المومنین عیوب المسلمین علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ  
ایمان لائے چنانچہ آنجناب فرماتے ہیں صلیت مع النبی قبل الناس بعد اسکے زید ابن جابر نے پھر  
حضرت امیر المومنین امام التقیین بالتحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بعضے کہتے ہیں کہ حبسوت حضرت  
محبوب العالمین کو حرا سے تشریف لائے اور احوال وحی بیان فرمایا اسی وقت خدیجہ الکبریٰ ایمان لائیں  
قد ذہبت الیہ جماعة من الصحابة والتابعین اور بعضے کہتے ہیں کہ اول علی مرتضیٰ ایمان لائے اور بعضوں  
نزدیک سب سے پہلے درقہ ابن نوفل ایمان لایا اور شیخ ابن الصلاح کے نزدیک احوط یہ ہو کہ طائفہ عورتوں  
اول خدیجہ ایمان لائیں اور گروہ اطفال سے اول علی مرتضیٰ اور جو انون میں ابوبکر صدیق اور مولیٰ میں زید  
ابن حارثہ اور غلاموں میں بلال حبشی رضی اللہ عنہم اجماع میں اور ابن عبد البر نے دعویٰ کیا ہو کہ بالاتفاق  
ثابت ہو کہ اول علی ابن ابیطالب ایمان لائے ہیں لیکن کچھ فرس و خوف والد سے چھاتے تھے اور صدیق اکبر  
نور بالاکمال و مرد ظاہر ہو یا اور دلیل انکی یہ ہو کہ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے باپ  
وہ فرماتے تھے کہ صدیق اکبر مجھے چار باتوں میں سابق میں ایک افشاء اسلام میں دوسرے ہجرت میں  
تیسرے مصاحبت غار میں چوتھے اقامت صلوٰۃ میں اور میں براہ خوف اطہار اسلام و ادائے صلوٰۃ میں خفا کر تھا  
اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ کریمہ سورہ احقاف حتی اذا بلغ اشدر و بلغ العربین شان ابوبکر میں  
مازل ہوئی ہو اور قصہ اسکایہ ہو کہ جب صدیق اکبر کی عمر بیس برس کی ہوئی تو ہجراہ حضرت رسالت مآب صلی  
اللہ علیہ وسلم قصد تجارت جانب شام گئے اور ایک مقام پر درخت بیری کے نیچے نزول فرما ہوئے اسکے قریب ایک درویش کبابی

بیان آنجناب تاریخ  
نزل وحی

نزل وحی





مشرکوں سے تب تو حضرت نے کھلا کھلی دعوت اسلام شروع کی یہاں تک کہ سورہ شعراء میں ارشاد ہوا اور اندر  
 عشر تک الا قربین وخفض جناح لمن ابتغى من المؤمنین غیری ورسنا اپنے قریب شیعہ داروں کو اور جھکا بازو اپنے  
 ایمان والوں کے لیے جو میری پیروی کریں جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلعم نے تمامی قریش کو پکار کر سنایا اور  
 اپنے چچا و چچو بھی و بیٹی سے فرمایا اللہ کے یہاں اپنی فکر کرو میں تمہارا خدا کے یہاں کچھ نہیں کر سکتا جب کہ دعوت  
 اسلام آشکارا ہوئی تو ولید بن مغیرہ و عاص بن زائل و ابو زبیرہ الاسود بن المطلب السدی و بن عبد نفوت و حارث  
 بن قیس بن غنطہ شرارت و خباثت باطنی سے بدگوئی کرنے لگے کہ ایک دن میں اللہ نے پانچوں کو جو حقیقت پہنچائی  
 تھی کئی بیاریوں میں مبتلا کر کے داخل جہنم کیا اور بھٹے کہتے ہیں عاص و ولید بعد ہجرت مرے ہیں اسی عرصہ میں یہ  
 معاملہ ہوا کہ ایک دن قاص چند آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھنے کعبہ میں گئے تو مشرک اگر مانع ہوئے ایک مشرک کو  
 انھوں نے قتل کیا یہی خون اول اسلام میں ہوا یہی ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ اول چالیس آدمی مسلمان ہوئے پھر تو  
 عورت و مرد و جاننا سلام دوڑے اور دین اسلام کا اظہار ہوئے لگا قریش نے تعرض ہو تو قتل کیا مگر جب حضرت صلعم کی  
 زبان مبارک پر بتوں کی نگویش ظاہر ہوئی تب دیر پا ایذا ہوئے اور آپس میں یہ عہد باندھا کہ جو شخص اسلام لاوے گئے رو  
 ہو مطالبہ دیگر نبی ہاشم سوائے ابی لب کے حضرت رسالت پناہ کے حامی و معین ظاہری ہو گئے ایک روز اشرف قریش  
 جمیع ہو کر ابو طالب پر چڑھ آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا بھتیجا ہمارے ٹھکانہ کو برکتا ہے اور ہمارے آبا و اجداد کو عیب لگاتا ہے  
 اور ہمارے دین کو باطل جانتا ہے اسکو منع کرو و سلیکے کہ تم بھی اسی دین میں جو حسین ہم ہیں ابو طالب نے ملائمت و حلم سے  
 سمجھا دیا اسی طرح دو تین تبہ جمع ہو کر آئے پھر ایک در عمارہ ابن ولید بن مغیرہ کو لا کر کہا یہ شخص محمد کا عوض ہے ابو طالب نے  
 کہا سبحان اللہ چہ نسبت خاک ابا عالم پاک مجھ کو ہرگز منظور نہیں تب کانز لوگ لڑائی پرستعد ہو ابو طالب نے بنی ہاشم  
 و بنو عبد شمس و بنی نوفل کو اعانت کے واسطے طلب کیا سو پشٹائے ابی لب مرد و سب بنی ہاشم و بنی مطلب حاضر ہوئے  
 و بنی عبد شمس و بنی نوفل نے آئے مگر رفتہ فرد ہو گیا فائدہ اسی باعث سے بنی مطلب و بنی القریٰ میں داخل ہیں بخاری میں  
 جب سیل ابن مطعم سے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نے سهم ذوی القریٰ تقسیم کیا تو میں نے اور عثمان ابن عفان نے کہا  
 یا رسول اللہ ہم بنی مطلب بہت و بزرگی میں برابر ہیں انکو آپ نے حصہ دیا اور ہم کو نہ دیا فرمایا مطلب کی اولاد  
 و ہاشم کی ایک ہی چیز جو حاصل اس مقام کا یہ ہے کہ عبد مناف کے چار بیٹے ہاشم مطلب عبد شمس نوفل و سب جیسے  
 و عبد شمس سے عثمان رضی اللہ عنہما ہیں میں ہر گاہ حضرت صلعم نے خیبر کا پانچواں حصہ بنی ہاشم و مطلب کو دیا اور عبد شمس  
 و نوفل کی اولاد کو نہ دیا تب ان دونوں نے اتنا س کیا کہ یا رسول اللہ بنی ہاشم کی شرفیت کے ہم قائل ہیں لیکن کیا سب  
 کہ مطلب کی اولاد کو آپ نے حصہ دیا اور ہم کو نہ دیا اگر ارادہ برادری ہو تو ہم اور وہ برابر ہیں اسوقت حضرت صلعم نے فرمایا  
 انا بنو ہاشم و بنو مطلب شجر واحد و شجر ہین احبا بعدہ خلاصہ یہ کہ ان دونوں کی اولاد کبھی جدا نہیں رہی پنج و غم و رحمت

بہشتی

و کفر و اسلام میں شریک ہی انکی خصوصیت کا یہ سبب ہو پس امام شافعی رحمہ اللہ سے بنو المطلب کو آل میں داخل جانتے ہیں القصہ موافق فرمان اندر عشرت تک الاقرین حضرت صالح کو صفا چلوہ فرما ہوئے اور اپنے اقارب کو نام لیکر آواز دی اکثر سردار آئے اور بعض نے آدمی بھیجا خبر کو پھر حضرت نے فرمایا ایہ اہل قریش اگر میں تم سے کہوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے نیچے ہو اور تم پیر غارت کا ارادہ رکھتا ہو تو میرا کہنا سچ جانو یا جھوٹ سب بولے ہم سچ جانینگے اسلئے کہ ہم نے آپ کو کبھوں جھوٹا کہتے نہیں سنا بعد اسکے حضرت نے فرمایا ایہ قریش میں تم کو خدا کا رسد داتا ہوں سو میرا کہنا مانو ابو لیب جچا آپ کا جسے پھر مارے تھے بولا تباک سائر الیوم الہذا جمعنا لینی تو ہلاک ہو جو حواسی و اسٹو نے جھوٹا لایا تھا حضرت نے تحمل کیا پر اللہ نے جواب دیا تب یعنی ٹوٹ جائیو دونوں ہاتھ ابی لیب کے اور ہلاک ہوا نام اس درود کا عبد الغری تھا اگر سب چک چہرے کے عبد المطلب نے ابو لیب کہا تھا کہ یہی عنوان دورخی ہونے کا پڑا اور لیب جینی شعلہ آتش ہو اور یہ درود مجر و موت و اہل جہنم ہوا اور مراد دونوں ہاتھوں سے عقاد و عمل ہو یہ دونوں ٹوٹے تو ہلاک ہوا اور ارم جمیل اسکی عورت تھی نہایت شہمن تھی اسنے حضرت کی راہ میں بول کے کانٹے بچھائے تاکہ آمد و رفت میں تکلیف ہو وہ بھی بڑی خرابی سے مری اور طبع جہنم ہوئی اور خدا نے اسی کو حاکم المطلب فرمایا ہو یعنی مکہ می اٹھانے والی سببغت کے سو یہ کٹری کا گٹھ اپنے سر پر لایا کرتی تھی لہذا حاکم المطلب ہو گیا اور بعد نزول سورہ تبہ یہ ایک دن ایک پتھر ایک مسجد حرام میں کہ آپ اور حضرت ابوبکر وہاں بیٹھے تھے آئی خدا نے اسکی آنکھوں کو آگے دیکھنے سے اندھا کر دیا حضرت ابوبکر کو دیکھا اسنے کہا میں نے سنا ہو کہ محمد نے میری جو کبھی ہو اگر میں انکو پائی تو یہ پتھر سے مارنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں وہ ہمسایہ بن تھا ایک ابو لیب اور دوسرا عقبہ بن معیط کہ یہ دونوں کو بر جمع کر کے راستے میں بچھاتے تھے کہ حضرت کو چلنے میں تکلیف ہو اور حلم آنحضرت یہ تھا کہ جب حضرت بائیں گئے تو فرماتے کہ ایسی عیبت نہان یہ کیا ہمسایگی ہو اور گوہر گواہ سے ایٹ ف کر دیتے اور قریش کا یہ حال تھا کہ جو کوئی شخص کے ہیں کہیں سے آتا تو اس سے کہتے کہ محمد کی بات نہ مانو ورنہ فتنے میں پڑو گے اور کبھوں کہتے کہ یہ شخص ساحر ہے یا کہتے کہ شاعر ہے یا کہتے کہ کبھوں کہتے کہ جنون ہے چنانچہ ایک تہہ یہ اتفاق ہو کہ ولید ابن مغیرہ بڑا قابل اور سن تھا قریش سے کہنے لگا کہ موسم حج قریب ہے قبا میں عرب اطراف و جوانب سے سنت کر یارت بیت اللہ کو آئینگے اور وادہ یافتہ نبوت محمد ابن عبد اللہ بخوبی سن چکے ہیں لاریہ لوگ ایمان لائینگے ایسی کوئی بات تجویر کرنا چاہیے جس میں انکے دل پر پھر جائیں مگر ایک ہی بات تجویر کر دو کہ پھر اس میں اختلاف نہ پڑے روستا قریش نے کہا کہ ایہ عبد الشمس تھی مگر کہ ولید نے کہا تم لوگ اول تجویر کر دو پھر میں بھی اپنی عقل کے موافق بتلاؤ مگنا تب کسی نے کہا کہ محمد کو کاہن کہنا چاہیے اسنے کہا واللہ میں نے بہت کاہن دیکھے اس میں وہاں کلام ہرگز کاہنوں کے سجع و زمر سے نہایت نہیں کہتا کیونکہ کاہن کبھوں سچ کہتا ہو کبھوں جھوٹا اور محمد کے کلام میں کبھوں کہتے نہیں ہوتا اگر یہ تجویر کر دے تو عرب کے لوگ جھوٹا بتلاؤ گے تب بولے کہ جنون ہی کہیں

ابو لیب

ابو لیب

ابو لیب

ابو لیب

ابو لیب

ابو لیب

ابو لیب

ابو لیب

ابو لیب

ابو لیب

ابو لیب

ابو لیب



ولید نے کہا واللہ جنوں کی کوئی بات اُس میں نہیں پاتا ہوں میں نے بہت مجنون دیکھے ہیں اور ظاہر ہے کہ ہر ایک مجنون کے عقل و عطا و فصاحت پر نہیں ہوتے اور اکثر کلام کا جابجا بیجا خط و بے ربط ہوتا ہے اور محض کلام سر حکمت و وعظ ہی پھر اور لوگ بولے کہ ہم شاعر کہینگے ولید نے کہا شاعر بھی نہیں ہے میں نے عبد بن اللہ بن الصلت اور دیگر شعرائے تقدس کے اشعار سنے اور خود بھی شعر شاعری میں خوب ماہر ہوں اُس کا کلام اصلاً شعر سے مناسبت نہیں لگتا اور نہ اُس کو سلیقہ شعر گوئی کا ہر تب کہنے لگے کہ ساحر کہنا چاہیے ولید نے کہا ساحر لوگ میں نے بہت دیکھے وہ ہرگز ساحر نہیں ہے اس واسطے کہ کلمات شعر کے عمل اور بے معنی ہوتے ہیں اور ساحر ہمیشہ اپنے شعر سے کسب مال دنیوی کرتا ہے اور یہ کلام پرانے معنی ہے اور محمد کو پروردگار مال اصلاً نہیں بعد از بیان ان ہفتوں کے مائل میں جاتا رہا اور ترش و ہو کر خاموش ہو اب قریش گھبرائے اور کہنے لگے کہ تو ہی بتلا کہ کیا کہیں ولید بولا واللہ جو کلام محمد علیہ السلام بولتے ہیں اُس میں ایک عجیب حلاوت و فصاحت و قبول و نوبہ ہے کسی کلام میں نہیں پاتا ہوں اور وہ خود بذات خاص ایسا نہیں جس کو کوئی نہ پہچانے نہ کوئی نسب میں سے افضل یعنی عبد المطلب کا تو ہوا اور فصاحت بیانیہ و حلاوت لسانیہ میں اپنا نظیر نہیں لکھتا پھر جوابات تم تجویز کر کے کہو گے وہ بات بعد از ملاقات جیہی ٹھہری مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ سحر بابل ہے کہ محمد کو بسند صحیح کہیں سے پہنچا ہے اور سحر بابل درائے انواع سحر کے ہر دلیل قوی اُسکی سحر ہونے پر یہ ہے کہ اُنکے کلام میں ایک تصرف ظاہر ہے یعنی باب بیٹوں جو روخصم میں جدائی پڑ جاتی ہے اس حیثیت سے فی الجملہ سحر سے شائبہ لگتا ہے اگرچہ کچھ کہا جاتا ہے تو ساحر ہی کو اگرچہ بھی مفید ہو گا غرض کہ اسی پر سب لوگ خوش ہو کر متفق ہوئے اور شہر میں منادی کر دادی کہ اب محمد کو ساحر کہا کر اور کوئی شخص شاعر و مجنون کا بن کہے پھر موم حرمین جو کوئی شخص اُنکے پاس آتا اُس سے بھی کہتے ہی ولید کے حال میں سورہ مدثر میں ارشاد ہوتا ہے واللہ قدر فقتل کیف ثم فقتل کیف قدر فقتل کیف ثم فقتل کیف بدر الاسحر یوثر ان بذالاقول البشر یعنی اُسے سوچ کیا اور دل میں ٹھہرایا سو مارا جانیو کیسا ٹھہرایا پھر مارا جانیو کیسا ٹھہرایا پھر نگاہ کی پھر تیوری چڑھائی اور ٹھہر تھوٹا یا پھر پیٹھ دی اور غور کیا پھر بولا اور نہیں یہ جادو ہے چلا آتا اور نہیں یہ کہا ہے آدمی کا سبب اتفاق ہے کہ ولید بن مغیرہ کے عناد کا سبب یہ واقع ہوا کہ ایک دن ولید مسجد مکہ میں بیٹھا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس مسجد میں تشریف فرما تھے کہ سورہ حم السجدہ نازل ہوا آنحضرت نے اُس کو یاد از بند حب عادت پڑھا تو ولید نے بھی کان نہ لکھ کر سنا آنحضرت نے دیکھا کہ یہ شخص بھی سنتا ہے لہذا دوبارہ آنحضرت نے پڑھا اُسے مائل کیے اپنی قوم سے کہا کہ انصاف یہ ہے کہ میں نے آج جو کچھ محمد سے سنا ہے وہ ہرگز کلام آدمی کا نہیں ہے اور نہ کلام جن کا اسی لیے اس کلام میں وہ حلاوت ہے کہ کسی کلام میں نہیں ہے اور یہ کلام غالب ہے کہ سب پر غالب آوے اور کچھوں کسی سے مغلوب نہ ہو پھر جب اُس مجلس سے اٹھا تو یہ خبر ابو جہل کو پہنچی کہ آج ولید کلام محمد پر فریفتہ ہوا ہے سو وہ مردود و بعض رئیسوں کو ساتھ لیکر ولید کے گھر گیا اور بولا تجھے سخت تعجب ہے شاید تو دین محمد پر مائل ہو ہے اور تجھ کو بھی رغبت اُس کھانے کی جو ابو بکر اُسکے لیے پکا کر لاتا ہے ہوئی ہے ولید اس بات پر نہایت برآشتہ ہوا اور کہنے لگا کہ تو میرا عیش و تنم جانتا ہے محمد اور

پس ابو قحافہ ابتک میرے دروازے کے فقیر کے برابر بھی نہیں ہیں پس مجھ کو اُنکے کھانے کی کیا پرواہی ابو جہل نے کہا کہ اگر یہ حال ہو تو مسجد میں چل کر قائل قریش کو بلو اور درباب محمد مشورہ کرو لید مسجد میں آیا اور تمام قبائل قریش و سردار اس قوم کے جمع ہوئے ابو جہل ابو لہب ابوسفیان و فہر بن الحارث و امیہ بن خلف و عاص ابن ابی سہب و لید متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ سخت مشکل پریش ہو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ نبوت کرتے ہیں اور جو کلام پڑھتے ہیں اُسکو خدا کلام بتلانے ہیں اور موسم حج قریب ہی آدمی بہت آویں گے اب کچھ تجویز کرنا چاہیے کہ اسی سے یہ مشورہ ہو اجوا و پر بیان کیا گیا پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ولید و دو حقیقت قرآن و نزول قرآن سے واقف ہو اور باوصف اس فہمید کے ابطال حقیقت میں ساعی ہوا اور ترقی کر کے اعلائے مرتبہ کفر میں کہ کفر عنان و منصب الہی میں ہو چکا گیا تو اسکی شان میں نازل ہوا سائر بقعہ صعد و انصی اب اُسے چڑھا و نگاہی چڑھائی صعود و نام ہو ایک سیدھے پہاڑ کا جو دوزخ میں ہے حدیث شریف وارد ہے کہ ارتفاع اُسکا چپاس برس کی راہ ہے کا فر معاند کو فرشتے ہو کل اُسپر لیجا کر تکلیف دینگے اور حالت اُس پہاڑ کی سوزش میں یہ ہے کہ جب ہاتھ اُسپر رکھینگے ہاتھ پھل جاگیا ہو پھر اُسی لمحہ درست ہو جائیگا اسی طرح سے بیرون کی حالت ہوگی غرض اسی مشقت سے فرشتے زنجیر و ن میں کئے پہاڑ پر لیجا بیٹینگے پھر وہاں سے نیچے ڈالینگے اور ہمیشہ اسی طرح کی آفت برسیگی اور ولید کو اس عذاب سے اُنکے مختصر فرمایا کہ وہ اپنی حرکت فکر یہ میں درجہ بدرجہ مطالب سے مساوی پر صعود کرتا تھا اور قرب حق سے بعید ہو کر نیچے آتا تھا اور دریائے جہل میں کب قدیم میں غوطہ کھاتا تھا اور حق پر نہیں ٹھہرتا تھا واضح ہو کہ اس کا فرشدید العناد سے بہت اولاد کو رہی لیکن بہت آدمی مشہور ہیں ولید ابن ابی اسلمہ خالد بن ابی اسلمہ عمارہ ابن ابی اسلمہ ہشام ابن ابی اسلمہ عاص ابن ابی اسلمہ قیس ابن ابی اسلمہ عبد الشمس ابن ابی اسلمہ سوچا شخص انہیں سے مشرف باسلام ہوئے ولید و خالد و عمارہ و ہشام اور تین شخص کافر رہے کہ افاق استاد للاستاذ فی تفسیر و لیکن عمارہ کا اسلام ثابت نہیں ہوتا از اجماع خالد نے ایسے ایسے جہاد فرمائے کہ منصب میرا لامرائی اُسکو حضور آن حضرت سے عنایت ہوا اور بعد آنحضرت خلافت خلیفہ اول میں بھی اسی منصب پر بحال ہے اور آن حضرت نے اُنکو سیف اللہ خطابے یا تھا اور فتح شام و عراق انہیں کے ہاتھ سے ہوئی اور بیشتر مہم مدین انہیں نے سر انجام کی ہو اور ولید ابن ابی اسلمہ کو ولید مردود نے کے میں قید کیا تھا کہ آنحضرت کے پاس ہجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی خلاصی کے واسطے نماز صبح میں قنوت فرماتے تھے اور باوازا بلند کہتے تھے اللہم انج الولید بن ابی اسلمہ و عاص ابن ابی ربیعہ و سلمہ ابن ہشام و اُتضعفین من المؤمنین یتان تک کہ یہ لوگ اُن ظالموں کے ہاتھ سے رہا ہو کر فیض باب محبت مبارک ہوئے اور اس کا فر کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی سب طرح کا دیا تھا یعنی مال زراعت اور مال ہواشی اور مال تجارت کہ ان تین قسم کے مال سے جو کچھ حاصل ہوتا ہو ہر خرچ سے

سیدہ زینب

عیان الزمر



زیادہ ہو رہتا ہے بخلاف اور مالوں کے اور قابلیت اور بیاقت شعر و سخن و تبحر و کمال ہر فن اللہ نے عنایت کیا تھا کہ اسی سبب سے یہ جاننے قریش کہلاتا تھا اور باوصف ان امور کے ایسا ناشکر گزار تھا کہ کبھوں کلمہ شکر زبان پر نہ لایا اور سولے بت پرستی اور عبادت لات مغربی کے کسی کام میں مصروف نہوا آخر کار یہ نوبت پہنچی کہ بی در پی نقصان مال و جاہ لاحق ہونے لگا کہ فقیر ہو کر مراد آخرت میں گنبدہ و نزع بنا اور ان شبہات و اہیہ کو اللہ جل شانہ نے رفع کیا ہے کہ سورہ واریات میں ارشاد ہوتا ہے کہ لک مال الہدین من قبلہم من رسول الا قالوا ساحرا و مجنون اتوا صواب بل ہم قوم طاغون یعنی اسی طرح ان سے پہلے رسول آیا ہے کہ اس کا جادو گر ہو یا دیوانہ آیا یہی کہ مرے ہیں ایک دوسرے کو کوئی نہیں یہ یہ لوگ شریر ہیں اور سورہ طور میں فرماتے ہیں فذکر فہانت بنعمۃ ربک بکاہن و لا مجنون ام یقولون شاعر تر یصن ربیب المنون قل تر یصو افانی معکم من المتر یصین یعنی اب تو سمجھا کہ تورب کے فضل سے یہ یون و الانین نہ دیوانہ کیا کہتے ہیں یہ شاعر ہی ہم راہ دیکھتے ہیں اسپر گردش زمانہ کی تو کہ تم راہ دیکھو کہ میں بھی ساتھ تھا رسے راہ دیکھتا ہوں روایت صحیح ہے کہ عروہ ابن زبیر نے عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص سے پوچھا کہ مجھ کو خبر دے اس سخت تکلیف سے جو آنحضرت کو قریش سے پہنچی تھی اسے کہا کہ ایک دن قریش کعبے میں تھے اور میں بھی وہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہنے لگے کہ واللہ میں نے کبھوں ایسا صبر نہیں کیا جیسا آپ کرتے ہیں یعنی جو کچھ محمد چاہتا ہے ہو اور ہمارے باپ دادا کو کہتا ہے اور ہمارے دین کو برا جانتا ہے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور طواف کعبے میں مشغول ہوئے تو اُن سے طواف میں قریش پر بھی گزر ہوا قریش نے ایک بات ایسی سخت کہی کہ آنحضرت کا چہرہ مبارک میں نے متغیر دیکھا پھر دوسرے اور تیسرے طواف میں بھی اسی طرح بولے تیسری مرتبہ آنحضرت نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے اہل قریش سنو کان لگا کر کہ میں تم پر فح لایا ہوں اگر میرا کلام نہیں سننے اور میری متابعت نہیں کرتے تو میری کی طرح فح کروں گا اور بخوبی مطلع ہو کہ میری لڑائی میں سب برباد و خراب ہو گے اس کلام کے سنتے ہی آواز سب کی بند ہوئی اور بدن میں لرزہ پڑا آخر تملق اور چا پلوسی سے پیش آئے دوسرے دن پھر جمع ہوئے تو میں موجود تھا پھر آنحضرت تشریف لائے اور طواف میں مشغول ہوئے یکایک بلوہ کر کے سب کا فر آنحضرت پر گنٹوں کی طرح دوڑے اور کہنے لگے تو ہی ہمارے حق میں اور ہمارے ٹھاکروں کے حق میں بد زبانیاں کرتا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ وہ میں ہی ہوں تب ایک کافر نے کنارہ چادر پکڑا اور گردن مبارک کے آواز کر کھینچنے لگا کہ آنحضرت کا دم بند ہونے لگا ابو بکر صدیق یہ حال دیکھتے تھے وہ دوڑے اور کافروں سے

آنحضرت کو چھوڑا یا وہ لوگ صدیق سے لپٹ گئے اور مارنے لگے کہ حضرت صدیق بیہوش ہو گئے اور آپ کے سر کے بال ٹوٹ گئے اور بڑی چوٹ آئی تب بنو تمیم نے چھوڑا یا جب تھوڑی دیر میں ہوش آیا تو کہنے لگے اقتلون رجلاً ان يقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم یعنی تم ایسے شخص کو قتل کیا جانتے ہو جو کہتا ہو کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس خدا کی نشانیاں لایا ہے صلیح بخاری میں ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ کافر عقبہ ابن معیط تھا اور اس تکلیف میں آنحضرت کو غش آگیا تھا اور حضرت صدیق نے حالت بیہوشی میں چھوڑا یا جو محققین فرماتے ہیں کہ مومن آل فرعون سے حضرت صدیق اکبر افضل تھے کیونکہ آنے زبان ہی سے حضرت موسیٰ کی خدمت کی تھی اور حضرت ابوبکر نے زبان اور ہاتھ سے کی اور قول اور فعل سے نصرت کی اس سبب حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ان مقدموں میں حضرت امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے قائل تھے اور عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے نزدیک نماز پڑھتے تھے اور ابو جہل ملعون مع ایک جماعت قریش کے بیٹھا تھا اسنے کہا کھینچو کیا کر رہا ہو کوئی ایسا ہو کہ فلائی جگہ سے اونٹ کا شکنبہ یعنی اوجھ اٹھا لائے اور جب یہ مرد نماز کے سجدے میں جانے تو اس کے شانوں پر رکھ دے عقبہ علیہ اللعنة گیا اور اونٹ کا شکنبہ اٹھا لایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے اُسے دونوں شانوں کے بیچ پیٹھ پر وہ اوجھ رکھ دیا آنحضرت سجدہ میں رہ گئے اور سر مبارک سجدہ کے لیے نہ اٹھا یا قریش ہسنے لگے ما انکے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو خبر ہوئی وہ تشریف لائیں آنحضرت سجدے میں تھے انھوں نے وہ دایا کی دفع کی کہ کافروں کو ملامت فرمائی جب آنحضرت نماز سے فانی ہوئے تو بنظر بے حرمتی نماز کے دعا بد فرمائی کہ اللہم علیک بقریش اسی طرح تین مرتبہ عاکی پھر نام لیکر کہا اللہم علیک بابائی ابن ہشام و عقبہ ابن ربیعہ و شیبہ ابن ربیعہ و ولید ابن عقبہ و امیہ ابن خلف و عقبہ ابن ابی معیط و عمارہ ابن الولید و اہ اشجیان عن عقبہ اللہ ابن مسعود پس عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واللہ جس کسی کا نام حضرت نے دعا میں لیا تھا وہ جنگ بدر میں مارا گیا اور امیہ بن خلف ناخلف آنجناب کے دست نصرت سے زخمی ہو کر کے میں آیا اور مر گیا فائدہ عمارہ ابن ولید کے نام میں شک ہو کر گفت مشارق الانوار کے نزدیک یہی شخص تھا جسکو راوی بھول گیا مگر اس قول پر توفیق نہیں کیونکہ موت عمارہ حبش میں لگتے ہیں شاید کوئی اور کافر تھا جسکا نام حضرت نے لیا مگر راوی بھول گیا ابن اسحق فرماتے ہیں کہ جب قریش کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی طرح بدعت ہوئی تو باہم یہ عہد پیمان کیا کہ جو کوئی مسلمان بے قوم و قبیلہ و دراندازہ و عاجز ہو اسکو ایزادین چنانچہ عمارہ ابن یاسر رضی اللہ عنہ والدین و ہشیرہ کی تکلیف تصدیق میں مشغول ہوئے بلکہ ایک دن گرم ہیت پر ٹہرے ہوئے مارتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا صبر یا ایل یا سرخان موعلم الجنة آخر کار ابو جہل مردود نے یا سر و ہشیرہ

بنی تمیم

یہی بنو تمیم کے ہیں  
کہ انھوں نے انھیں  
پیشانی کی اور  
دوسرے کے لئے  
فلان شخص نے  
یہ لکھا ہے  
یعنی یا ایل یا سرخان



یوسف المسین الہمامہ و کسر المیم و تشدید التختانیۃ زوجہ یا سر کو مارتے مارتے مار ڈالا کہ ابتداء سے اسلام میں درجہ شہادت  
انھیں کو نصیب ہوا یہ سیدہ خنجر باط معقہ ابو جہش تھیں۔ یہاں جین و لیں کے ساتھ حبش کو تشریف لے گئیں تھیں جب پانچ  
مرا جت کی تو اس دود نے ہلاک کیا و بروائے قبل پر بیٹھا مارا لعنہ اللہ علیہ و علی من تبعہ اور سو اسے اُنکے بلال رحمہ کو  
ایسی ایسی کھنٹیں دیتے تھے کہ بیان میں نہیں لے سکتیں یعنی حضرت بلال عاشق خدا سے ذوالجلال امیہ بن خلف  
سکا کہ ظلال سکھام تھے اور پوشیدہ دیویر ایمان سے آراستہ و لباس یقین سے پیراستہ ہو چکے تھے اور عبادت حق  
حسب فرمودہ رسول رب حق کیا کرتے تھے جسے جسے یہ خبر ابن خلف یا خلف کو پہنچی اُسے اپنی خدمت سے الگ کیا  
اور کلید خزانہ و بت خانہ دوسرے غلام کو دی اور بلال سے پوچھنے لگا تم کسی پرستش کرتے ہو فرمایا خدا سے بے غش و غیبت  
اُسے کہا اس عبادت کو چھوڑ نہیں تو مارا جاوے گا فرمایا یہ تو ہرگز نہ ہو گا تب وہ کافراں کے گروہ گیا اور وضع تعذیب  
و تادیب باتفاق اسے شیطان ادیب اپنے کے یوں نکالی کہ غلاموں سے حکم دیا کہ صبح کو دن چڑھتے ہی بول کے  
کھانٹے بلال کے بدن میں چھو یا کر واد جب آفتاب خوب گرم ہو تو اُنکو دھوپ میں چت لٹا کر از سر تا پا گرم پتھر رکھا کہ تڑپ  
ہل نہ سکیں اور گرد آگ جلادیا کہ وہ خوب جلیں اور جب شام ہوتا تھا پیر باندہ اندھیری کو ٹھہری میں قید رکھوا اور  
باری باری تازیانے مار کر اور صبح تک یہی کام کیا کہ وہ اسی طرح ایک گزری مگر حضرت بلال بکا بکا راحا راحا کہتا  
یعنی محبوب میرا ایک ہی چنانچہ ایک مرتبہ وقت شب حضرت صدیق اکبرؓ اُس مکان کی طرف گذرے تو اس ملعون کے گھر سے آواز  
نالاہ زاری کان میں آئی پوچھا اس گھر میں کیا ہوتا ہے لوگوں نے بیان کیا جو حال تھا صدیق اکبرؓ کو نہایت سنج ہو اور صبح کے وقت  
اُسے گھر میں تشریف لے گئے اور نصیحت فرمائی کہ خدا سے ڈر اور ظلم ناحق نہ کر کیونکہ اُسے سچا دین قبول کیا ہے اُس کو غنیمت جان اور بیش  
آیا کہ راجحان کہ آخرت میں کام لے گا اور سختی قیامت سے بچا دے گا اُسے جواب دیا کہ آخرت کہاں ہے اور کیونکر معلوم ہو کہ آخرت  
سچا ہے اور اگر بالفرض آخرت بھی ہو تو مجھ کو دنیا میں کس چیز کی کمی ہے جو آخرت کی نعمتوں پر کہ محض وہی خیالی ہیں و رفیقہ ہوں مگر اب ہم  
حضرت صدیق اکبرؓ نے بہت نرمی سے پتھر سمجھا یا کہ میرا کہاں اور اس بچہ پر ظلم نہ کرتے بس کمخت نے جل کر کہا کہ اگر آپ کا دل گھٹا ہے  
تو اسکو خرید کر بھیجے حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا اچھا اسے عوض میں جو تو طلب کرے میں نے کو طیار ہوں اُسے کہا کہ تم اسکو خرید کر سکر  
اور اگر منظور ہو تو اپنا غلام نسطاس وہی کہ وہ لیسق و کارگر بھی ہے اور دھنیر کی جمع بھی رکھتا ہے مجھ کو دو اور اس غلام کو لو  
حضرت صدیق راضی ہو اور اللہ کی رضامندی کے واسطے نسطاس کو دیا اور بلال کو لیا بلکہ جالیس و قیہ اور اس پر یادہ کیا و جب حضرت بلال  
کو لیکر چلے تو وہ کافر بنستا اور کہتا تھا کہ شیخ با و صف و طانت زیر کی اس مقام پر دھوکا کھا گیا میں تو بلال کو ایک انق  
بدلے بھی نہ لیتا کہ درم کا چھٹواں حصہ ہی بلکہ نفٹ بھی پسند نہ کرتا یہ کلام سنکر حضرت صدیق نے فرمایا کہ اے بے وقوف  
اس غلام کا رتبہ ایسا ہے کہ اگر تمام من کی یادداشت کے عوض میں تو چیتا تو میں خرید کر پھر بلال رضی اللہ عنہ کو بھیج  
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کیا اور تمام حوال گزشتہ عرض کیا اور کہا آپ گواہ رہیے کہ اللہ کی رضامندی

بلال رحمہ  
سوال حضرت

کے واسطے انکو میں نے آزاد کیا آنحضرت بہت خوش ہوئے اور حضرت بلال فارغ البال ہوئے حضرت کی خدمت میں بہت سے گئے اور سعادت دارین حاصل کی مخفی نہ رہے کہ مکہ معظمہ میں ہر شخص بیسویں میں بڑے مالدار تھے ایک حضرت صدیق اکبر اور دوسرا امیر ابن خلف انکفر سوانہ دونوں کا معاملہ صرف مال میں مختلف ہوا امیہ بارہ غلام لیے اور ہر ایک کو تربیت کر کے ایک ایک کام میں لگایا کسی کو کھیتی زراعت میں کسی کو بیویوں کی حفاظت میں کسی کو قیمتی اموال کی تجارت میں کسی کو کاغذ عمارت میں کہ اس قدر بہت مال بکثرت جمع ہو گیا بالانہم فقیر و محتاج کو بھولے سے بھی ایک جنبہ دیتا اور اگر کوئی غلام کسی کو کچھ دیتا تو فوراً ناراض ہوتا بلکہ عمدہ سے معزول کر دیتا اور جب کوئی نصیحت کرتا اور آخرت کا ذکر لاتا تو کہتا اول آخرت کہاں ہے اور اگر بالفرض ہو تو مجھ کو کیا احتیاج ہے اور حضرت صدیق اکبر نے ابتداء اسلام سے کہ مسلمانوں کی نہایت ضعیفی کا وقت تھا اپنے مال کو اللہ صاحب کی رضا مندی کے واسطے حضرت صلعم کے مصارف میں اور مسلمانوں کے چھڑانے میں اور دوسرے نیک کاموں میں صرف کر کے ذخیرہ آخرت کا جمع کیا تھا چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے معاملے میں ظاہر ہوا کہ حضرت بلال ابن ابی بکر کی ابو عبد اللہ اور حضرت نزدیک ابو عبد الرحمن اور ان کے بیٹوں کے نزدیک ابو عبد اللہ اکرم اور بعض کے نزدیک ابو عامر و والدہ انکی طمانہ بفتح الطاء و المہملہ و یاء یاء و انھیں کے ہاتھ سے امیہ بن خلف جمعی غزوہ بدر میں مارا گیا اور حضرت بلال سخت گندم گون طویل القامت کثیر الشعر تھے سال بس چھ مچری خوش بین وفات پائی عمر شریف ہزار تیسے ساٹھ برس کی کسرے زائد و بردار تے شتر برس کی ہوئی خضائل انکے اکثر ہیں اور بس ہوانگی خضایت میں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ سابقین چار ہیں میں سابق عرب ہوں اور بلال سابق حبشہ اور صہیب سابق اہل مدینہ سابق فرس اور بھی فرمایا کہ بلال کو میں نے اپنے گے بہشت میں دیکھا ہے انقصہ سی طرح کے سات نفر غلام و کنیز اور بھی بتلائے بلاتھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کافروں سے خرید کر کے آزاد کیا اور انجملہ عام ابن فہیرہ تھے کہ حضرت صدیق نے بعض ایک مظل سونے کے بنی جدمان سے مول لیکر آزاد کیا اور بروز ہجرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب تھے دروزیر مہر و شہید ہوئے بڑے اولیاء و ان میں تھے از انجملہ زہیرہ تھیں کہ بڑی ایمان داری سے کافروں کی تکلیف دہی میں بسر کرتی تھیں جب انکو حضرت صدیق اکبر نے مول لیکر آزاد کیا تو انھیں جاتی رہیں بالکون نے طعنہ دے کر کہا کہ شہ لالت وغری دیکھ لیا فرمایا یہ سب جھوٹ ہے ہرگز لالت وغری کو طاقت دفع و ضرب کی نہیں ہے سو اسے خدا کے سوا اللہ نے ہی وقت صحت عطا کی از انجملہ انھیں میں سے مہدیہ اور انکی بیٹی ہے کہ یہ دونوں ایک عورت بنی عبد الدار انکی لونڈیاں تھیں اور وہ عورت انکو نہایت ایزادیتی تھی حضرت ابو بکر خبر پانے کے پاس گئے اور نصیحت فرمائی اور کہا کہ جو قیمت ہو مجھے لے اسنے بہت قیمت مانگی انجانب بلال انکے رعایت فرمائی اور ان دونوں سے فرمایا کہ خوش خیری ہو تمکو میں نے مول لیکر آزاد کر دیا اٹھو چلو وہ دونوں آنا بیسی تھیں کہنے لگیں ہم نے ایک ایک اسکاناک کھایا ہے اور ہر کام نہ چھوڑتے تھے حضرت صدیق نے آفرین کی اور اجازت دی از انجملہ ایک عورت بنی مہول کی لونڈی تھی یہ بھی ایک فرقہ بنی عدی کا جو حضرت عمر اسوقت تک اسلام نہ لائے تھے اس لونڈی کو اسلام لانے کے سبب سخت اذیت دیتے تھے یہاں تک کہ حضرت صدیق اکبر کو خبر ہوئی اسکو بھی خرید کر کے آزاد کر دیا از انجملہ ابو عبیدہ کو بھی خرید کر کے آزاد کیا اور دوسرے



چونکہ کور ہوئے اور بہت بردون کو آزار دیا کیونکہ قصہ جب اکثر مال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صرف ہوا تو ابو جہل نے کہا اب اسے ابو بکر ان لوگوں کے آزار کرنے سے کیا فائدہ ہوگا اگرچہ لاکھ حسبت غلام لیکر آزار کرتے تو وقت پر معین ہو دیتا۔  
 پوتے حضرت صدیق اکبر نے فرمایا اتنا ارید ما ارید پھر یہ آیت قرآن میں نازل ہوئی فاما من علی القی وصدق بالحسنی  
 حسینسر اللیسری یعنی سوچنے دیا اور ڈر رکھا اور سچ جانا بھلی بات کو تو اسکو ہم سچ ہی ہو چکا دینگے آسانی میں اور یہ بھی  
 نازل ہوئی واما لاحد عندہ من نعمت تجربی الا ابتغادہ ربہ لا علی وحقیر رضی یعنی او کسی کا نہیں سپر احسان جبکہ بدلا دے  
 مگر ضماندی اپنے پروردگار کی جو سب سے اوپر اور آگے وہ راضی ہوگا اس تمام سے کہا ہی دلیل فضیلت حضرت صدیق اکبر کی ہے  
 ابی ہر کہ اس سورہ میں اللہ صاحب نے ابو بکر صدیق کو اتنی فرمایا اور سورہ ہجرات میں ارشاد ہوا ہوان اگرکم عند اللہ انفسکم  
 دونوں آیتوں کے ملائے سے حاصل ہوا کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک اس امت میں افضل اکرم ابو بکر صدیق ہیں انقصہ جب حضرت  
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اکثر مال ایسے نیک کاموں میں صرف ہو گیا تو اب چالیس ہزار درہم سرمایہ رہا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر  
 دیا گیا مسلمانوں پر بارشاد رسول صرف کر بیٹھے کہ ہمیں چھ ہزار درہم باقی رہے اسکو سفر ہجرت و تعمیر مسجد نبوی وغیرہ میں صرف کیا  
 اسی باعث سے آنجناب فرماتے تھے کہ جیسا ابو بکر کے مال نے جھکوا فائدہ بخشا ایسا کسی کے مال نے فائدہ نہیں دیا کیونکہ مال  
 خدیجہ الکبریٰ وابطال عبد المطلب جب حضرت کا حضرت کی خاص دریا اور صلہ رحم و ہمانوں کی ضیافت و محتاجوں کی امداد میں  
 صرف ہوا تھا اور اب ابی بکر شکست اسلام اعانت خلاصی اہل اسلام میں خرچ ہوا سو ان دونوں صرف میں فرق ہیں جب سب مال صرف ہو گیا  
 تو ایک در حضرت صدیق اکبر کے کارہ بننے حضور میں آئے حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا کہ ابو بکر تو بڑا مالدار تھا اسکا کیا حال ہو گیا  
 فرمایا کہ اسے سب مال اپنا چھپ کر دیا جبریل نے کہا اللہ صاحب ابو بکر کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ اس سبکی و محتاجی میں مجھی مجھے  
 راضی ہے حضرت صدیق اکبر یہ کلام شکر و حمد میں آئے کہ بخود ہو اور بار بار فرماتے تھے اناعن ابی راض اناعن ابی راض اسی کا اشارہ ہے  
 ورسول رضی اللہ عنہ جب کافروں نے صحابہ اصغیر کا زیادہ ظلم کیا تو حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ جب تک چلا جاؤ وہاں کا سلطان و عادل ہے  
 وہ خاطر داری پاسداری سے پیش آؤ دیکھا سوہ جہاں خیم نبوت میں گیارہ یا بارہ دروازے چارو تین پوشیدہ و دانہ ہو حضرت عثمان و  
 رقیہ بنت رسول اللہ و زبیر بن العوام و عبد اللہ ابن مسعود و عبد الرحمن ابن عوف و مصعب ابن عمیر و ابو سلمہ ابن عبد اللہ و اسامہ بن زید و جندبہ  
 و عثمان ابن ملعون و عامر بن ربیعہ و ثعلبہ بن النکی و خاٹم بن عمر و سہیل بن بیضا و ابو خدیفہ ابن ربیعہ قرشی و شہاب بنت سہیل ابن جهم  
 و جندبہ النکی مشہور یہ کہ ابو خدیفہ کا نام شام ہر دو قبیلین بنو ہاشم بن عبد مناف و بنو عبد مناف و بنو عبد مناف و بنو عبد مناف و بنو عبد مناف  
 ہر چوتن باترین برس کی پہلی جب یہ لوگ حبشہ میں پہنچے تو او آخر رمضان سال ہجرت میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ مشرکوں سے صلح ہو گئی تو  
 ہماجرین نے جہنم کا طوطی حبشہ فرمائی اور مال میں قریب بم القری آگئے وہاں ایک فائدہ ملا اسے خبر کو غلط کہنا چاہا ہماجرین باہر  
 داخل ہوئے پھر عثمان ابن ملعون جو ارمین بن غیرہ میں اور ابو سلمہ بن برہہ بنت عبد المطلب ابی راض میں ہرگز اگر عبد اللہ ابن مسعود  
 ابی راض و حضرت سید البراء بن مہاجر حاضر ہو چکے دوسری مرتبہ بعد تمحل ایدار قریش جانب حبشہ گئے اور ابی راض و اصحاب بھی ہمارہ ہو

منہ  
 حبشہ

منہ  
 حبشہ

چنانچہ جعفر ابن ابیطالب بھی انھیں میں تھے و روایات صحیح ثابت ہے کہ ابی باجہا جرجین انسی نفر سے زیادہ مرتھے اور گیارہ عورت قرشیہ اور سات اور  
سوا کرکون کے اور جو حبشہ میں پیدا ہوئے علاوہ فائدہ لیا اور ہجرت ہو کر سکے جو سکری جانب مدینہ منورہ ہوئی اور یہ حکم باقی ہو جب اس کے  
معنی پائے جائیں یعنی قرار الدین عجز تھا و مستشرقین طہرین اہل علم فرماتے ہیں کہ سیر میں کی دو قسم ہے ایک بہت دشواری طلب پس یہ جھڑپ  
ایک نکلنا دار حرب کے کہ اقامت باقی ہو دشواری خروج ارض عبت سے اگر اس کے ارادہ کی قدرت تو تیس سے خروج اس میں سے جہان خرام زیادہ ہو  
اس واسطے کہ طلب حلال مسلمان پر فرض ہے جو تھے قرار ایدارے مدنی سے لکھنے دی اسکی خصلت دی ہے جسطح حضرت موسیٰ کے حال سے خبر دی ہے خروج  
حایفہ قیر یا تھوچ خروج بلا و جسکی ہونا موافق ہے چنانچہ قصہ عنین سے ظاہر ہے مگر دیا و طاعون اس حکم سے تھنے ہو لقیام الدلیل غنیہ چھوٹیں  
خروج نجات لفظ مال و اسباب و طلب و قسم ہے طلب دین طلب دنیا طلب دین تو قسم ہے ایک طلب عبرت کمال اللہ تعالیٰ و لم یسر فی الارض  
فیظروا و اوامر سفر حج تیس سفر جہاد چوتھے سفر طلب معاش یا تھوچ سفر تجارت چھوٹیں سفر بنا طلب علم ساتویں سفر بنا بر زیارت باطنی سفر  
اٹھویں سفر بنا بریل بندی کے نوٹیں سفر بنا بر زیارت اخوان الغرض حضرت مہاجرین حبشہ میں باہن و اماں گذران کرنے لگے یہ خبر قریش کے کہ کوہن  
تھیں نے روایت ابن اسحق جبرہ عمارہ بن علیہ عمر و ابن طلحہ سمی کو باہر آیا و تھف روانہ کیا تاکہ مسلمانوں کو وہاں سے نکلوا دیں اور نزدیک لکھن  
بہیہ المخلع کے بجائے عمارہ عبد اللہ ابن بیہہ ہوا و بعض کے نزدیک تینوں شخص گئے تھے اور صحیح یہ ہے کہ ایک با عبد اللہ ہمراہ عمر گیا دوسری باہر  
عمارہ گیا اور دین مر گیا یعنی ایک عورت سے تھم ہو کہ نجاشی نے سحر کر کے مراد اولی التقیرین جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو اول نجاشی کو  
سجدہ کیا اور مخالف قریش پیش کیے اور وزیروں کو رشوت دی کر اپنا معین گردانا پھر منیت و سماعت التماس کرنے لگے کہ ہمارے نبی اعمام اپنا  
وطن قدیم چھوڑ کر یہاں آئے ہیں اور عقیدہ انکا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ظلام کہتے ہیں کہ عقیدہ پادشاہ کے بھی خلاف ہے سو انکو  
ہمارے ساتھ کر دیجیے نجاشی پادشاہ اگرچہ اسوقت مکہ نصرانی تھا مگر اس تقریر سے از بسن ماراض ہوا اور نہایت غصہ غضب میں آیا اور  
ہوا کہ میری شان کے یا مہر نہایت خلاف ہے کہ جو لوگ سپر پاس پناہ پکڑیں انکو میں شمنوں کے سپرد کروں پھر مسلمانوں کو طلب کیا و سب  
حاضر ہوئے اور سلام علیک بجا لاکر مجلس پادشاہ میں رونق افروز ہو اہل دربار نے لفظ سلام سنکر کہ تمام لوگوں نے خلاف آداب کیا اور  
حسب ستور اس بار علی شان کے کسطح سجدہ کیا جعفر ابن ابیطالب نے فرمایا کہ ہم لوگ سو اپنے پروردگار حق تعالیٰ کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے  
اور نہ ہم کسی کو اس لائق جانتے ہیں ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نصیحت ہے کہ سو آج کہ وہ موجود حق ہو اور کسی کو سجدہ کرنا  
گناہ عظیم ہے بعد ازاں اپنے دین مقبول اسلام کے اکثر احکام بیان کیے اور کفار قریش کی شرارتیں اور خباثتیں ظاہر فرمائیں کہ ان لوگوں نے  
سطح کی کھینچیں مانون کو دی ہیں کہ بیان انکا دشوار ہے اور ہکونی الحال ان کافروں سے طاقت مقابلہ نہیں ہے بلکہ اسی وجہ سے تمھارے  
شہر میں بھگال آئے ہیں اور تمکو عادل و منصف سمجھتے ہیں نجاشی نے یہ کام سنکر بہت خوف کھایا اور کہا اگر جعفر ابن ابیطالب جو کچھ کلام الہی  
تمھارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اس میں سے کچھ ماننے کو چھوڑو تاکہ ان کی کسلی حقیقت آگاہ ہو جن چنانچہ جعفر ابن ابیطالب  
رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کا شروع پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم فیض رحمۃ ربک غبدہ ذکر یا اوتادی ربہ نداء اخفیا قال رب انی  
ہیں العظم منی و متعل الراس شیبا و لم کن بدعا مکہ بشقیاء و انی خفت الموالی من ورائی و کانت امر لئی عاقر قریب لی من

جنگ

جنگ

جنگ



لذک بلایا شری فی رشتہ بنی آل یعقوب جہل رب ضیاع یعنی یہ مذکور ہے تیرے رب کی مہر کا اپنے بندے کے یہاں چھپا کر اپنے رب کو چھپی  
 چکار بولا اویس میرے رب بڑھی ہو گئیں ہدیان اور ذکیہ نکلی سر بڑھاپے کی اور تجھے مانگ کر اسی رب میں محروم نہیں ہوا اور بنی ہاشم  
 بھائی بندوں کے اپنے پیچھے اور عورت سیری باخبر ہو خوش محکوم اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کے اور  
 کر اسکو اور بنی ہاشم نے اپنی صاحب کلام سے رونے لگا کہ اتنا اسکے ڈار ہی ہے اہل رب ہا تجھے جو نبی بنے کہا واللہ یہ کلام اور نوریت کا کلام  
 ایک ہی مقام کا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بان سے ہلکو اسی طرح ہو چکا ہے جھگو کسی طرح شہدہ شک نہیں ہو میں گو ای تینا ہوں کہ محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم رسول حق ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے نہیں کی خبر دی تھی ہمارے لفظ جنس ہر کیا قریش نے پس کیا اور عمرو عاص و عمارہ سے صاف جواب دیا کہ  
 واللہ میں مسلمانوں کو تمہارے سپرد نہ کر دینگا اور جو امویہ بادشاہت مجھے متعلق نہوتے تو میں حاضر ہو کے کفش برداری سے سرفرازی حاصل کرتا اور  
 بالفصل پوشیدہ ایمان لایا اور مسلمانوں سے کہا میں عیسیٰ ہی ہوں کوئی خراہم ہو گا کافروں نے کہا کہ یوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بڑا کہتے ہیں نبی نبی  
 اہل اسلام سے پوچھا جنہوں نے بیابا لے کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حق میں کہتے ہیں کہ وہ خدا کے بندے تھے اور یہ کہہ کر مریم کے پیٹ سے  
 پیدا ہوئے بغیر باپ کے اور غیر والا تھے میں نبی نبی نے کہا انجیل میں صفت عیسیٰ اسی طرح مندرج ہے تو صادق ہوا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے مردود ہو  
 اور خانہ خاں سے واپس چلا آیا اور اسلام میں ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مدینہ کو روئے تو نبی نبی نے کہا کہ وہ خدا کے بندے تھے اور یہ کہہ کر مریم کے پیٹ سے  
 پیدا ہوئے بغیر باپ کے اور سات نفر قید رہے اور چوبیس غزوہ بدر میں حاضر ہو کر اولیاء کا ہوا جو بنی ہاشم کے ہوتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مدینہ کو روئے تو نبی نبی نے کہا کہ وہ خدا کے بندے تھے اور یہ کہہ کر مریم کے پیٹ سے  
 شریف لاکر حضور اقدس میں قدمیں ہو کر آیت ہو کہ جب دوسری تہہ اٹھائی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب ابن الدغنه  
 سر در قیلہ فارغ ہو کر انعام سے واپس لایا اور اپنی پناہ میں کھانا کھا کر مدغنه اہل لغت کے نزدیک بعض اہل مدغنه میں مجھے مدغنه بد لون ہو ہو ہوا شہور  
 اور قلعہ شریعہ بنی میں شریعہ دال ہلاک دوسرے میں مجھے نون غنہ اور نام سکاحات ابن دیدا اور غنہ بعض مالک ہو اور دغنه نام اسکی ماں کا ہو  
 اور قلعہ فتح قاف مخفیہ رکھتا ایک قیلہ کے قبائل صر سے اور برک انعام دفع باوجود سکون اور مہلک دغنه میں مجھے مدغنه ایک مضع ہو  
 یا نبی نیل الم تقری سے جانب میں اور بعض نے کہے مہلک دغنه میں مجھے بھی چڑھا ہوا انحضرت ابن دغنه نے حضرت صدیق اکبر کو اپنی پناہ میں لیا اور  
 مکہ کے مکان پر پہنچا کے حال ناہ وہی کاشترقا قریش سے بیان کیا انھوں نے کہا کہ میں شرط میں منظور ہو کہ یہ قرآن کو گھر سے باہر لانا اور بلند نہ کرنا  
 کیونکہ اسکو مسکین کے ہمارے لوگے بالے فر لیتے ہوتے ہیں حضرت صدیق نے چند ذرا سیاسی کیا پھر روئے صحن خانیہ میں بیٹائی اور نماز تہجد پڑھا  
 اور نمازوں میں قرآن مجید باور بلند پڑھنا شروع کیا اور عادت حضرت صدیق کی تھی کہ جب قرآن شریف پڑھتے تو بے اختیار روئے تھے  
 ہر سکی عورتیں اور لڑکے مجتمع ہو سنے لگے کافروں نے ابن الدغنه سے کہا بھیا آئے حضرت صدیق سے کہا کہ آپ غلط عہد کرتے ہیں میں  
 تمام نہ رہی انجانب فرما کہ مجھے سو اذکارے اور کسی کی پناہ میں بنا بھی منظور نہیں ہو وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا اور حضرت صدیق اکبر باہر غلا  
 محفوظ رہے یعنی شریعہ صحیح بخاری میں ہے کہ اول مسجد اسلام میں یہ ہو کہ جسکو صدیق اکبر نے تعمیر کیا جس سال ششم نبوت کا آیا تو حضرت  
 امیر حمزہ ابن عبد المطلب ایمان لائے لقب انکا شہداء اور اسکا شہداء بھی آیا ہو حضرت بیٹے شجاع و بہاد و غیور قوی جوان تھے والدہ انکی والدہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھیں نام انکا لہنت ہو تھا اور معامدا انکا یہ ہوا کہ ایک دن ابو جہل ملعون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

میں

لجہ بے ادبانیہ کلام کیا حضرت نے از رو حکم نہایت تحمل فرمایا مگر عبداللہ بن جراحان کی لوثی نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے کہدیا کہ حضرت اُسی وقت  
 تھکے آئے تھے اور طوائف کو بکرتے تھے سنتے ہی غصے میں بھرے بی جہل کے پاگئے اور اس دُور سے کہاں کے سر پڑی کہ کس لعلون کا پھٹ گیا اور کہا  
 تو معتول تو مجھ کو گالی دیتا ہے لاکہ میں کسے دین میں جن اور اُسی وقت حضور قدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہو کر آنحضرت نہایت خوش ہو اور اب بنی امیہ  
 اہل اسلام حضرت کے ہمراہ ہو اور اُسی وقت آنحضرت اب رجم کے گھر میں منع صحابہ باصفا تشریف فرما تھے اور سب پوشیدہ ہتے تھے اور قریش میں دو شخص  
 شکرہ دار تھے اکابر اہل بن ہشام دوسرے عمر بن خطاب حضرت نے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر بن الخطاب یا ابو جہل بن ہشام  
 حضرت عمر کے حق میں عاقبول ہوئی کہ دوسرے دن اسلام آ اور صورت اُسی یوں ظاہر ہوئی کہ جب تیرا اکلم و ماتقبل دین میں دن احمد صمد جنم و انتہام  
 وار دون نائل ہو اتوا ابو جہل عیسیٰ ایک جمع میں حسین حضرت عمر بھی تھے متصل جانہ کعبہ کے گھر سے ہو کے کہا کہ جو کوئی محمد کا سر کاٹ لاؤ میں کس کو تلوٹ  
 اور چالیں ہی اور درجہ دن حضرت عمر نے کہا کہ میں کیا کر سکتا ہوں ابو جہل نے لات وغری کی قسم کھائی کہ اور کبھی میں جا کے ہل کو گواہ کیا عمر بن قسطل  
 روانہ ہو راہ میں ایک شخص نعیم بن عبداللہ بن النجاشی ملاقات ہوئی وہ مسلمان اُٹھوں پوچھا کہاں جاتے ہو عمر نے کہا محمد کے قتل کو نعیم نے کہا  
 بنی ہاشم سے کس طرح جو گے عمر نے کہا شاید تو نے تبدیل میں کیا ہو اگر ایسا ہو تو پہلے تجھی پر یا صحف کر دن نعیم نے کہا کہ میں ابائی دین پر چون اور بت  
 یہ کھی کہ حضرت ابراہیم و احمیل کے دین پر چون اور ظاہر میں معلوم ہو کہ ابائی دشمنین کے دین پر ہیں پھر دنوں باہم مل کر چلے موضع الطبع میں انھیں  
 بکری فرج کرنے پر مستعد تھا جب اسے بکری کے پیر باندھے تو بکری نے کہا یا آل فرج امریچ جل فصیح بلسان فصیح یہ کلمہ الی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و  
 محمد رسول اللہ یعنی ان فرج کرنے والے ایک کام کی بات ہو ایک فصیح زبان فصیح مکتوبلاتا ہو طرف کو اسی لا الہ الا اللہ الخ کے اوجھ بخاری میں ہو کہ حضرت عمر  
 کہتے ہیں کہ اکمل میں ایک تجانے میں تھا اور شکر کس کے لیے قربانی کی بکری پیٹا میں یہ آواز آئی یا علیخ امریچ جل فصیح بقول لا الہ الا اللہ یعنی اے  
 شخص کام کی بات ہو ایک فصیح کہتا ہو لا الہ الا اللہ و لوگ یہ آواز سن کے بھاگیں پھر اراد دوسرے دن پھر بنی دہی اور اُسی انھیں دنوں معلوم ہو کہ محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم طرف لا الہ الا اللہ کے دعوت فرماتے ہیں یہ خبر پیش از یوم سلام معلوم ہو تا ہی با کھلا اس بکری کو ذبح نہ چھوڑ دیا اور عمر نے کہا و اعجاب  
 مستحق کل سہمی کھر کو جلد رناتھا پھر کے بڑھے کہ سعد بن ابی قاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے عمر کہاں کا ارادہ تو کیا محمد کو مارنا چھتا ہوں سعد نے کہا  
 اگلی قوم سے کس طرح نجات ملیگی عمر نے بلو ارمیان سے کھینچی اور سعد بھی مقابل ہو کر تیرا کہا یہ مجھ رافع ہو سعد زبان بدل کے کہا کہ اولیٰ نبی ہیں فاطمہ  
 خواہ آئندہ و رہنوی اپنے سہیل کو جو اسلام لگے ہیں قتل کر لو پھر اور کو دیکھنا عمر نے کہا کس طرح معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہو ہیں مگر ابن قاص نے فرمایا کہ  
 تمہارا ہاتھ کا ذبیحہ کھائینگے عمر طیش کھا کے اپنی ہر کے گھر کو پھر کے اُسی وقت انکے گھر میں تات بن الارث صحابی تھے اور سورہ طہ کے انھیں دنوں عمر  
 نائل ہوئی تھی سعید فاطمہ کو پڑھا رہے تھے او کیو اور دروازے کے بندھے عمر نے کان لگا کر سننا اور آواز دی خواہ وہ مکان ہی تھا جب صحابی صحیح چھپے ہے  
 اگر پوچھا کیا پڑھتے تھے انھوں نے کہا باتیں کہتے تھے پھر عمر نے ایک بکری فرج کی اور گوشت اسکا بھون کر میں اور بہنوں کو کھانے کو دیا انھوں نے  
 نہ کھایا عمر نے جاننا کہ سعد کی بات درست ہو اور غصے ہو کے بس کو ایسا مارا کہ سر اور منہ خون آلود ہو گیا اور بہنوں کو بھی مارا تب انھوں نے  
 تے تاب ہو کے کہا چاہو مارے مگر نہ کرنا وہم و فہم پر ایمان لا چکے ہیں ابو پیغمبر برحق ہیں عمر نے دین اسلام میں انکو ضبط پایا اور بس کے سر و زخم کو  
 خون آلودہ کچھ کر جم کیا اور انکے ہونٹے تھوڑی دیر کے بعد کما جو تم پڑھتے تھے میرے پاس لاؤ تب اس صحیفہ کو جس میں سورہ طہ تھے نکالا

خلاصہ  
 حضرت عمر



عمر بن خطاب کہ ہاتھ میں لیکر پڑھیں انکی بن نے کہا تم نجاست شرک سے آلودہ ہو و لا یسلو الا المطہران یعنی نہیں چھوئے ہیں اسکو مگر پاکیزہ کو  
تب عمر نے غسل کیا حتیٰ کہ بن نے لکھا ہر کہ عمر نے سورہ طہ ہاتھ میں لیکر شروع سے پڑھا جب بیان تک پہنچ کر لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر  
تو بے طاقت ہو گئے اور کہا کہ جس حد اکا یہ کلام ہر کسی پرستش میں تصحیر کرنا تصحیر کا اسم لانا لا الہ الا اللہ اسمہ لان محمد رسول اللہ اسے  
جناب صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہوئے ہاتھ اور فرمانے کے کہ میں نے سنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہم ابدل اسلام بالی الکلم الحسن  
وہم ابن الخطاب غلام اللہ یا عمر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے جاؤ جناب رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر حمزہ بن عبد المطلب کے گھر میں جلوہ افروز ہیں فائدہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے  
زمانہ جاہلیت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہ کے حق میں کوئی بات نازیبا نہیں کی اور نہ کسی طرح کی نیرادی یا کلمہ حضرت عمر رضی  
اللہ عنہم قدم بوسی حضرت امیر حمزہ کے گھر پر آئے اور آواز دی کسی صحابی نے فوکان در سے حضرت عمر کو سلیح دیکھا اور کہا کہ عمر مسلح آتے ہیں سب نے کہا انکو دیکھنا  
سن شمر عمر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا روانہ کھول دو لاگو فرم کر کہ میں تو مبارک لاشاد و چشم بادشاه اور جو قصہ شمر کے میں تو اللہ  
انھیں کی ملوار سے قتل کرو گا چنانچہ دروازہ کھول دیا تو حضرت سلیمان بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ وسلم باہر نکل گئے اور بول گئے کہ عمر کو خوب دیا یا  
کہ منہ نہ اٹھا بلکہ گایا اور فرمایا عمر بن خطاب اللہ اگر بہت خیر یا جو تو خیر ہو الا حیثا نہ پھر نکلا عمر رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ میں اسلام  
لائے آیا ہوں اور بدلتا ہوں اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور پکارا اے اللہ لا الہ الا اللہ انک رسول اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر  
یا اوز بلند فرمایا اور سب مسلمانوں نے تکبیر کی اور بہت خوش ہو کر حضرت عمر نے پوچھا کہ سب مسلمان ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ تیسے خالیس کا عدد  
پورا ہوا ہے حضرت عمر نے کہا رسول اللہ کفار و ملوثات غری کی علانیہ کرتے ہیں ہم لوگ خدا کا واحد لا شریک کی عبادت کیوں پوشیدہ کریں  
اور حق تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر نکلیں اپنی طرف امیر المؤمنین ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ بائیں طرف سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اوپر پیش  
اسد اللہ غالب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب سید العرب اعظم اور ان کے امیر المؤمنین عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہم مسلح و تیار اور ترجیح  
دیگر اچھی سید ابراہیم رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جانب بیت اللہ شریف توجہ ہو اُسوقت مشرکین قریش نے انھیں خطاب حج میں بھیجے تھے  
وفتہ حضرت عمر خوش و غلط نظر لائے تو مشرکوں نے پوچھا تمہارے پیچھے کیا ہو فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگر کسی نے اپنے تمام سے بخشش و حرکت کی  
میشک تو تیغ ہو گا چنانچہ کفار ناہنجار کعبہ سے نکل کے چلے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا فرمائی اسی دن  
حق تعالیٰ یا ایہا النبی سیک اللہ من اتباعک من المؤمنین افرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے علیہ اسلام شروع ہو اچھ بجاری میں عبد اللہ  
ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے ہمارا انکار غرضہ از اسلام یعنی ہم جیشہ باعزت سب سے جب اسلام لائے عمر فرما کہ اسلام کا غلبہ ہو لو کفار و مشرکین  
جا کا کہ جرت کا اوصاف جیشہ ہوا تو یہ شور کیا کہ سب کے اتفاق کر کے حضرت چوڑ کریں مگر ابوطالب کے خوف سے قیاد نہ پائے تھے آخر کار  
ابوطالب کہنے لگے کہ اب ہم تم سے لڑیں گے ورنہ محمد کو جو لے کر ابوطالب قبول کیا اگر تم کو لیکر بنی ہاشم و بنی مطلب و اصحاب ایک گھنائی میں  
یا اپنے احاطہ میں پوشیدہ ہو اور حفاظت بننے لگے کفار نے بلور تی طبع کی اور یکوش کی کہ بنی ہاشم کو بنی مطلب سے کوئی سلوک کریں بلکہ شہنشاہ  
اور دو گلوں کو منہ کر دیا لال لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بھیجیں اور ایک غلام نہ قطع طاعنے کا کہ کفر خاں کعبہ میں آج رہیں کیا کا بل اسکا منہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
نے حضور و اصحاب  
کو بلایا

ابن مکرّم تھا اس کے ساتھ شل ہو گئے یہاں منقبت ہو اور اقلیہ جاث بھی اسی سال میں واقع ہوا اور جاث ایک قلعہ ہے جس کے مالک اوس تھے اُن سے  
 خرب سے لڑائی ہوئی یہ لڑائی آخری تھی پھر آٹھویں برس نبوت میں مابین فارس و روم خرق پر لڑائی ہوئی فارسی مجوسی تھے اور رومی نصاری  
 اہل اسلام فتح نصاریٰ چاہتے تھے اور قریش مجوسیوں کی سفیر لئی کہ فارس و روم غالب ہو گا فرخوش ہو مسلمان بخیرہ اور کافر کھنسنے لگے کہ  
 آج ہمارے جانی تھا اس کے بعد ان کا غلبہ ہو گیا کل ہر غلبہ ہو گئے خدا تعالیٰ نے یہ نیت نازل فرمائی اَلْمَغِیْثَةُ لِرُومٍ فِی اَوَّلِیِّ الْاَرْضِ دس مہینے بعد  
 علیہم غلبہ دونوں فی موضع سنین للہ الا میں قبل دس مہینے بعد دیکھ لیں اَلْمَغِیْثَةُ لِرُومٍ فِی اَوَّلِیِّ الْاَرْضِ دس مہینے بعد دیکھ لیں اَلْمَغِیْثَةُ لِرُومٍ فِی اَوَّلِیِّ الْاَرْضِ  
 ملک میں اور وہ بعد اس کے غالب ہو گئے کئی برس میں اللہ کے ہاتھ میں ہر کام پہلے او پھیلے اور اسی دن خوش ہو گئے مسلمان اللہ کی مدد و مدد کرے  
 جس کی طبع اور وہی جو برکت رحم والا اور حضرت نے مسلمانوں کی تسلی کی حضرت صدیق اکبر قوی دل کے چوکے اور کہنے لگے خوش ہو روم غالب ہو گا  
 فارس پر ہمارے نبی نے خبر دی ہو ابی بن خلف نے تکلیف کی اور دس اونٹ کی شرط ہوئی اور تین برس کا وعدہ ہوا یہ جو اکیلے اُس وقت تک خیر تھا  
 چنانچہ قصہ حضرت ابی بکر نے حضرت صلح سے کہا آپ فرمایا کہ بعض تین سے نو تک ہوتا تو تم جا کے مدت یاد کرو اور تعداد اونٹوں کی بھی بڑھاؤ حضرت  
 صدیق اکبر پھر شریف لائے اور اُس کا فر سے کہا کہ لو اونٹ کی شرط ہو اور مدت نو برس کی اُسے قبول کی چنانچہ اس معاملے سے ساتویں برس غزوہ حد  
 باغزوہ بدر میں پھر روم و فارس میں تقابلا ہو اور وہ کم غلبہ ہوئی ہو اخیر یہاں پہنچی اہل اسلام خوش ہو اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
 شرط کے اونٹ ابی بن خلف کے داروں سے لیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے آپ نے ایرش کیا کہ خیرات کرو فائدہ داروں سے  
 اونٹ لینے کی یہ جب ہوئی کہ ابی بن خلف غزوہ حد سے مجروح ہو گیا اور کیا جب روم کا غلبہ معلوم ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُس کے  
 داروں سے اونٹ لیے اور چونکہ ابی بن خلف نے یارین خیال کہ شاید ابوبکر کے سکین چلے جائیں بابت شرط ایک نفل بالمال طلب کیا تھا انھوں نے  
 عبد اللہ اپنے بیٹے کو کفالت میں چھوڑا تھا اس وقت فتح پانے رومیوں کے انکو بھی کفالت سے نکال لیا اس قصہ سے حضرت امام عظیم داماد محمد کا لیا  
 کہ عقود فاسد شل ہو اور آخر ہ مابین مسلمان و کافر کے دار الحرب میں دہشت و آفتابوں میں برس نبوت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اہل کے  
 محاصرہ کے اور عہد نامہ تو لکھا اور اس کے اُڑنے کی صورت نکلی کہ ہشام ابن عرقامی وزیر بن ابی امیہ مخزومی اور والدہ سکی مسماۃ عاتکہ  
 بنت عبد المطلب و عظم ابن عدی زوفی اور ابو البحری بن ہشام اور شعبہ ابن اسود اسدی باپچون سردار قریش رات کو ایک جگہ جمع ہوئے اور  
 تجویز ہوئی کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب پر تکلیف بہت ہے حیمت مقتضی نہیں کہ وہ لوگ اس طرح سے تکلیف پائیں اور ہم راحت میں بسر کریں  
 اب اس عہد نامہ کو شکست کرنا واجب ہو غرض کہ باپچون شخص باقیمیمہ ہو کہ صبح کے وقت عہد نامہ چاک کرینگے جب صبح ہوئی تو وزیر بن ابی امیہ  
 بیت اللہ شریف میں آیا اور طواف کر کے کہنے لگا کہ اسی اہل مکہ ہم ہمیشہ دشنام لکھا نا کھائیں اور بنو ہاشم ہلاک ہوں والدین یہاں بیٹھو تنکا  
 جب تک کہ عہد نامہ توڑا جائیگا ابو جہل نے کہا واللہ تو کاذب ہو کہوں یہ عہد نامہ تو بیگانہ سود نے کہا اس ابو جہل تو پڑا کاذب ہو  
 ہم راضی تھے اس صحیفہ پر وقت لکھا جاتا تھا پھر عظم ابن عدی نے کہا کہ تم دونوں سچے ہو جو شخص کہہ اور بات کہتا ہو وہ جھوٹا ہے ہم  
 اس قول و قرار اور عہد نامہ سے سیرا بہت پس منعم ابن عدی نے وہ عہد نامہ دیکر کہا تو تمام عہد نامہ کپڑوں نے کھایا تھا حاضر اللہ کا  
 نام باقی تھا اُسے چاک کر ڈالا ابو جہل نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ مشورہ رات کو ہوا ہو اب قریش میں خصومت اور نزاع پڑی

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں



قائدہ قبل اس معرکہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے از روئے دجی ابوطالب سے فرمایا تھا کہ اس صحیفہ میں سو اسے نام اللہ کے اور جو باتیں ظلم و جور کی لکھی ہیں کچھ بھی باقی نہ رہیں گی کیہڑے کھا جائیگے چنانچہ جس دن وہ پانچون سہ در کعبہ میں آئے ہیں اتفاقاً ابوطالب بھی کچھ آستانہ اپنے ساتھ لیکر گھاٹی سے باہر نکلتے اور کعبہ میں آکر بیٹھے اور فرمانے لگے کہ اے قوم قریش! یہ صحیفہ تمہاری ہر کہنے لگے تمہاری ہی ابوطالب نے کہا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے از روئے دجی خبر کہی ہے کہ سو اسے نام خدا اور جو کچھ ہے اس عہد نامے میں نہ رہیگا پس اُس صحیفے کو دیکھو اگر یہ قول انکا سچ ہے تو مضمون صحیفے سے درگزر کرو اور جو جھوٹ نکلتے تو البتہ انکو تمہارے سپرد کرونگا ساری قوم نے کہا کہ یہ بات تمہیں حق مضفانہ فرمائی ہے چنانچہ عہد نامہ کھولا گیا تو خیر خبر صادق کی صادق نکلی اور کافر شرمندہ ہوئے مگر ابوجہل اور اُسکے قوابع اُسی عہد پر رہے ابوطالب انکے حق میں بددعا فرما کر چلے آئے انقض ان پانچون سہ دروں نے وہ عہد توڑا اور مطعم ابن عدی نے عہد نامہ چاک کیا اور بنو ہاشم و بنو مطلب حصار سے باہر نکلے قریش دیکھ کر رہ گئے اس عہد میں عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انچاس برس کی تھی پھر بیسویں برس بعد گذرنے نو مہینے اکیس دن ابوطالب نے وفات پائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت غم ہوا پھر بعد تین دن کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انتقال جنت فرمایا آنحضرت کو دو گودہ لال ہوا کہ عام الحزن اس سال کا نام فرمایا عمر ابوطالب کی ستاشی برس کی ہوئی اور حضرت خدیجہ کی پینسٹھ برس کی بعد نکاح کے پچیس برس زندہ رہے پچیس برس میں سعید ابن مسیب سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کو مرض موت لاحق تھا حضرت صلتم شریف لائے ابوجہل و عبد اللہ ابن ابی امیہ دونوں کافر وہاں حاضر تھے حضرت نے فرمایا اے محمد! لا الہ الا اللہ کہہ کر ہاتھ اسی روز قیامت شفاعت کرو دن ابوطالب نے کہا اے محمد! اگر قریش کا خوف نہ ہوتا کہ وہ یہ طعنہ دینے لگتے کہ موت کے خوف سے کلمہ محمد پڑھتا تو میں بلاتامل اسکو پڑھتا اور تمکو خوش کر دیتا اور اس حالت میں ابوجہل و عبد اللہ ابوطالب کو روکتے تھے کہ اے ابوطالب تو عبدالمطلب کے دین سے بدلیگا روایت ہے کہ ابوطالب نے کچھ شعر اس مضمون کہ اُسوقت پڑھے کہ اے صدق رسول اللہ اور حق ہونا دین اسلام کا ظاہر ہوتا تھا اور یہ بھی نکلتا تھا کہ مجھکو اگر خوف طعنہ زنی قریش کا نہ ہوتا تو اول میں بھی دین کو قبول کرتا اب کا فر چلائے کہ اے ابوطالب دین آباؤی سے تو بچ کر گیا ابوطالب نے کہا مہین میں دین آباؤی پر مڑتا ہوں خلاصہ یہ کہ آخر وقت ابوجہل وغیرہ کے روکنے سے مجھ سے نکلا اعلیٰ تلہ عبدالمطلب اُسوقت حضرت نے فرمایا میں بخشتا ہوں اگر منع نہ کیا گیا چنانکہ بعد موت انکی حضرت نے استغفار کیا اصحاب نے بھی اپنے آبا و اجداد کے لیے استغفار کرنا شروع کیا اُسپر یہ آیت اُتری سورہ توبہ میں اَمَّا الْاِنۡفِیۡ وَالدِّیۡنَ اَمۡنُوۡا اَنۡ یَّسْتَغۡفِرَ الْمُشۡرِکِیۡنَ وَلَوْ کَاۡنُوۡا اَوَّلِیۡ قُرۡلٰنِیۡ سَنۡ یَّعۡزِیۡزُ اَلۡحٰجِیۡمَ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اَلَا یَاۡتِیۡکُمۡ اَنَّہٗ یَاۡتِیۡکُمۡ بِہٖۡ سُوۡرَۃٍ فَاِذَا تَوَۡسَّوۡا عَلَیۡہَا فَاَنۡصُرُوۡا بِہَا اَیۡمٰنَکُمۡ وَتَعۡلَمُوۡا اَنَّہٗ سَوۡۤاۤءٌ مَّا یُکۡفِیۡکُمۡ ہُوَ اَنۡ تَعۡلَمُوۡا اَنَّہٗ سَوۡۤاۤءٌ مَّا یُکۡفِیۡکُمۡ ہُوَ اَنۡ تَعۡلَمُوۡا اَنَّہٗ سَوۡۤاۤءٌ مَّا یُکۡفِیۡکُمۡ ہُوَ اَنۡ تَعۡلَمُوۡا اَنَّہٗ سَوۡۤاۤءٌ

اُسکو قتل کرین کیونکہ اہل عرب کہتے تھے کہ ابوطالب کی حمایت جب نہ رہی تو مار ڈالا چنانکہ ابوسفیان و ابو جہل و  
نضر بن حارث و امیہ و ابی پسران غلف و عقبہ بن معیط و عمرو بن عاص و اشود بن نجہری ابوطالب کے پاس  
اگر کہنے لگے کہ تو ہمارا بزرگ ہو اور محمدؐ نے ہمارے بتوں کو ایذا دی ہے بہتر ہے کہ اُسکو فہاش کر دیا جائے اور  
ہمارے ٹھکانے کا ذکر نہ کیا کرے ابوطالب نے حضرت کو بلوایا اور کہا یہ لوگ تمہاری قوم و عہد زاد بھائی ہیں  
فرمایا کیا چاہتے ہیں حاضرین بولے کہ تم ہمارے بتوں کو چھوڑ دو اور ہم تم کو اور تمہارے خدا کو چھوڑ دیں ابوطالب  
بولے کہ یہ بات تو انصاف کی ہے قبول کرو فرمایا پھر کہ جب انھوں نے مکر کر فرمایا اگر میں ایسا کروں تو تمھو کو تم  
ایک کلمہ دو کہ ابوجہل نے کہا قسم تیرے باپ کی دین کی اور تم بھی دو مانند لکے اور کہو وہ بات فرمایا تم کہو لا الہ الا  
وہ سب مکر گئے ابوطالب نے کہا اور کچھ کہو فرمایا اگر لا دین آفتاب اور رکھیں میرے ہاتھ پر نہ کہوں مگر یہ اور صحیح ہیں  
عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے کہا ابو محمد ابوطالب چچا تمہارا ہمارے واسطے قریش سے اُڑتا تھا  
اور تمہاری حمایت میں ہی دافرجا لاتا تھا سو تم بھی کچھ اُسکو نفع پہنچاؤ گے فرمایا وہ مضحک آتش میں ہے کہ دونوں  
مخنوں تک پہنچنا جو جہنم و مانع جوش مارتا ہے اور جو میں نہ تو تو وہ درک اسفل و نرغ میں ہوتا سیلی نے  
لکھا ہے کہ حکمت اس عذاب میں یہ ہے کہ ابوطالب باوجود محبت آنحضرتؐ ملت آبائی پر قائم رہے اس واسطے قدحون پر  
عذاب مسلط کیا کہ انھیں سے ملت آبائی پر ثابت رہی تھی فائدہ مضحک آب غلیل کہ زمین مناک میں جمع ہوا  
شمال تک ہو گیا کہ اُس سے بالکل اور روایات سے یہی نبوت ابیطالب ملت آبائی پر واضح ہے الا بعض اہل تاریخ نے  
ایمان اُنکا نقل کیا ہے چنانکہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ اسلم عند الموت اور ایک روایت ہے کہ جب فات ابیطالب  
قریب ہوئی تو عباس ابن عبدالمطلب نے دیکھا دونوں لب ابوطالب کے ہلتے تھے سو لگائے دونوں کان اُسکی طرف  
اور کہا یا ابن اخي واللہ لقد قال اخي الکلمۃ التي امرتہ یعنی امی بیٹے میرے بھائی کے قسم خدا کی کھا میرے بھائی نے  
اُس کلمہ کو جو بتایا تھا میں نے کما فی الدلائل لیکن اہل تحقیق اس قول کی تضعیف کرتے ہیں اور ظاہر یہ قول اول  
کلام کے جو صحیحین سے لکھا گیا ہے خلاف ہے اور شیعہ کہتے ہیں کہ ابوطالب مسلمان تھے اور حشویہ کہتے ہیں کہ وہ کافر  
و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اعانت و حمایت و محبت و شفقت و رعایت و طرف داری و جان نثاری و خاطر داری حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوطالب کی طرف سے جو ہونیں ہیں کتب سیر میں بفضل مذکور ہیں اور جو کچھ وقت نزاع روح کے ابوطالب نے  
صدق حضرت صلعمؐ پر شہادت پڑھے ہیں وہ بھی کتابوں میں مذکور ہیں پس انکے ایمان لانے دلانے کے باب میں گفتگو کرنا  
نزدیک ضرور نہیں کیونکہ کچھ محب نہیں ہے کہ حضرت صلعمؐ نے جبرط اپنے والدین کو زندہ کر کے ایماندار فرمایا اس طرح اپنے  
چچا کو بھی بعد موت مسلمان کیا ہو جیسا محمدؐ و شیخ سعد نے جمع میں ام المہاجرین سے اور سبع مسائل میں جمع سے نقل کیا ہے  
کہ بعد مہاجر کے حضرت نے والدین ابوطالب کو بخشایا اور اللہ نے اُنکو زندہ کیا کہ تینوں مسلمان ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے

ابو جہل نے  
ابوطالب کو  
مکھڑا کر دیا

ابو جہل نے  
ابوطالب کو  
مکھڑا کر دیا



اور متاخرین محدثین کو الدین کے ایمان لانے میں تردد و تہین ہو اور اسے اس کے ممکن ہو کہ دل ابوطالب کا فرمایا جان سے  
 یہ برکت حضرت صلعم منور ہو اور ظاہر میں بخوت کھارایا جان نہ لائے ہوں القصہ بعد وفات ابوطالب کے قریش نے تکلیفین  
 و ایذا میں دینی شروع کیں کہ ہرگز ابوطالب کی زندگی میں ایسی نوبت نہ پہنچی تھی جیسا سچہ ایک دن کسی کافر نے حضرت پر  
 مٹی ڈالی آپ نے صبر کیا اور اپنی بیٹی کے گھر تشریف لیگے اُسے دعویٰ اور روئے لگی حضرت نے فرمایا صبر کر اللہ تعالیٰ آپ کے  
 شر سے مجھے محفوظ رکھیں گا جب تک ابوطالب زندہ رہے کسی نے ایسا نہیں کیا بعد اُس کے ابوطالب تھوڑے دنوں حمایت پر مستوج  
 ہوا تھا آخر کار کافروں میں ملائعہ اتفاق ہو کہ سب تکلیف دینے والے جو ابھی میں تھے اور کوئی اُمین سے مسلمان نہ ہوا انکو حکم  
 ابن ابی العاص سو بھی مضطرب ہو کر قائد یہ سب ایذا میں حضرت اٹھاتے تھے اسلئے کہ مقام صبر جسکے مامور تھے حاصل ہو  
 کما ورد و صبر کما صبر لولاہم فرم یعنی من الانبیاء و الرسل بالجملہ بعد وفات ابیطالب کے کئی طرح سے حضرت نے دعوت اسلام فرمائی  
 پر کسی نے قبول نہ کی بلکہ ایذا دیتے رہے ناچار انجناب یایوس ہو کر مست ہوئے کہ اب بیکانوں کو دعوت کرو گنا چنانچہ  
 وفات ابیطالب سے تین مہینے بعد قبیلہ بنی بکر میں تشریف لیا کہ دعوت اسلام فرمائی انھوں نے ٹھہرنے نہ دیا تب قبیلہ قحطان میں گئے  
 وہ بھی بشارت پیش آئے پھر جانب طائف تھے مع زید ابن حارثہ تشریف لیگے اُس عرصہ میں بنی تقیف میں تین سردار تھے  
 عبد البلیل و ستود و حبیب یہ تینوں عمر و ابن عمر کے بیٹے تھے انکو اور جملہ اشراف اس قوم کو دعوت فرمائی ہر ایک بدسلوکی سے  
 پیش کر اقامت کے بھی وارد نہ ہوئے ایسی ایذا میں انھوں نے پہنچائیں کہ حضرت کے نزدیک وہ دن یوم احد سے زیادہ تھا صحیحین میں  
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی عنہا روایت ہے کہ میں نے حضرت سے پوچھا یا حضرت یوم احد سے بھی کوئی دن سخت آپ پر گزرا فرمایا سخت ترین ایام  
 یوم عقبہ تھا جب میں نے ابن عبد ربیع بن کلال کو دعوت کی اُس نے قبول نہ کی سو میں بخیدہ ہو کر چلا اور ہوش میں نہ آیا مگر اس کان میں  
 میرے حواس درست ہو جب موضع قرن الثعالب میں پہنچا اور وہاں میں نے جانب آسمان سر اٹھایا تو ایک ٹکڑا بکرا بھیجے گیا کہ  
 نظر آید وہاں سے حضرت جبریل نے کہا اچھا اللہ نے تمھاری قوم کے حالات دیکھ کر ملک الجبال کو بھیجا ہے جو چاہو حکم فرماؤ جبکہ  
 ملک الجبال نے سلام کر کے کہا اگر حکم ہو تو کافروں پر بڑھا دوں اُن دنوں پہاڑوں کو جھکے درمیان کہہ رہی میں نے کہا مجھے منظور نہیں تو میں  
 امید رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ انکی پیٹھ سے ایسی اولاد پیدا کرے جو طرہ خدا کی عبادت کریں اور لاشریک کہ مجھ میں سچا اللہ کیا ہی صبر تھا  
 کہ باوجود ایسی تکلیفات شاقہ کے اپنا کرم نہ چھوڑا مطلب ارسلا لک لارحمۃ للعالمین ایسی جگہ سے ظاہر ہو اور عقدا الرسول خیر خواہ  
 و دشمنان اس مقام سے حل ہوتا ہو تو اس رخ سے ظاہر ہو کہ سرداران بنی تقیف نے بڑی بڑی شرائط کیں ہیں یعنی اگر کون اور شہر ان کو  
 ہتھیکا رو یا انھوں نے نہایت بے ادبی کی اور کالیان دین اور پتھر دن سے حضرت کی ایڑیاں زخمی کر ڈالیں مگر آپ نے انکے واسطے بدو عا  
 نہ فرمائی اللہ صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد سید الصابریں امام الکائمین علامہ قسطلانی موصوفہ لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت سید المرسلین  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن طائف میں رہے بعد اُس کے جانب کمدانہ ہو پھر تھے وقت آپ کو نہایت وحشت تھی اور زید ابن حارثہ  
 اس میں ہمارا کہ کتاب تھے شمارا وہ میں ایک باغ عقبہ شیبہ میں رہا کہ کمالا امین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے عقبہ شیبہ میں جو دہ تھے

نکاح

قبول فرمایا

نکاح فرمایا





کافر کو مذاہب ناریہ بالاتفاق مومن میں اختلاف ہو ملک اس ابی سلی و ابو یوسف و محمد کہتے ہیں جس طرح مسلمان کی دسویں کو  
جنت میں ثواب ملے گا اسی طرح جن کو بھی قاصی اور صاحب کشف کا مختاری قول ہو اور ضحاک کہتے ہیں کہ جن بہشت میں  
کھائیں گے پین گے مختار کشف کا یہ ہو اور بعض کہتے ہیں جس طرح آدمی نعمت سے لذت پائے گا وہ تسبیح و ذکر سے پائے گا اور بعض  
کہتے ہیں بہشت میں جن جائے گے گرد گھونٹیں گے اور امام عظم فرماتے ہیں کہ اگر لوگ نہ ہو گا ایمان فقط اگر سے بچا و گیا اور اہل شہر کہتے ہیں کہ  
کئی دن حضرت صلعم نے مقام مذکور میں اقامت فرمائی پھر عازم مکہ ہو کر یزید بن حارثہ نے عرض کیا کہ یا حضرت جن لوگوں نے  
اچھوٹا نکالا ہے انھیں میں آپ تشریف لے جاتے ہیں فرمایا یا امیر نہو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا خاطر جمع رکھو بالجمہ کہ مبارک کے  
قریب جا کر ایک یا دو قریش کے پاس بطلب جواب وادہ فرمایا اور بلا تامل اس وجہ سے داخل نہوے کہ شاید اہل مکہ  
حائف کے حالات سنا کر ہانڈا نکلے پیش آویں سو کئی شہرک نے جو اقبال نہ کیا مگر طعم ابن عدی نے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کہے ہیں آئے اور طواف فرمایا اور حجر اسود کو چومایا اور دو رکعت ادا کر کے دعا مانگی کہ یا سبب یا سبب کہ اگر ایسی قوم ایمان لائے  
جو تیرے دین صادق کی مدد کرے بعد اس کے باعانت ظاہری طعم ابن عدی کے اپنی منزل خاص میں جاوہ فرما ہوے اور طعم ابن  
اپنے توابع و لواحق کے مشغول بحرست و حمایت ہو اور لوگوں کو بنا برتباعت میں اسلام بلانے لگا اور ابولہب کے پیچھے لگا ہوا  
جاتا اور کہتا کہ طعم جھوٹا ہے اپنے دین آباؤی سے برگشتہ ہے پھر اسی سال میں طفیل بن عمرو دوسی کہ اشرف قوم تھا حاضر ہو  
مسلمان ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت کروں لیکن کوئی نشان ایسا ہو کہ اسے سبب قوم میں  
صورت امتیاز پیدا ہو جا حضرت صلعم نے دعا فرمائی اللہ نے ایک نور مانند چرخ دونوں گھوٹوں کے بیچ میں روشن کیا تب طفیل دوسی  
جانب قوم روانہ ہوا پھر اس کے دل میں گدڑا کہ شاید اس علامت کو مردم قوم کوئی بیماری بھیجیں اور یہ کہنے لگیں کہ اسلام لانے سے اس  
مرض میں مبتلا ہو اور ہانڈا دعا مانگی کہ یا آئی یہ نشان خیر ہو جائے خداوند مجھے اس نذر کو اسے تازمانہ میں روشن کیا کہ تمچو طفیل تا بان ہو پھر  
اس نشان کے قوم میں داخل ہوا اور دعوت اسلام شروع کی چند نفر ایمان لائے کہ طفیل راض ہو کر حضرت صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا  
یا رسول اللہ قوم سرالاق اہلک ہو آپ عافروین کہ ہلاک ہو جا حضرت نے کہا یا آئی قوم میں مستقیم اختیار کرے اور طفیل سے  
ارشاد کیا کہ تو قوم میں کہاں فتی و نرمی سر کر کہ طفیل خست ہو اس کی کبت سے شتر یا انسی خاندان کے گول ایمان لائے اور بعد فتح خیبر  
قبل فتح داخل مدینہ ہوے اور جب تین مہینے دخول مکہ پر گزر گئے تو نوے نفر جن ہننے والے شہر نصیب میں بنیوی مع توابع باہر ملازمت  
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں مکہ حاضر ہوے از انجملہ وابعہ مزاج بنی حضرت صلعم سے اگر عرض کیا یا رسول اللہ جنات ملازمت کو حاضر بنی وقت  
اذن پاویں قدمبوس ہوں فرمایا شعب بن جحون میں جمع ہوں اگر یہاں آئیے تو شہر کے لوگ دینے چاہنے روہنے اسی مقام میں سب جنات کو  
جمع کیا اور بعد از صلوة عشاء مع عبداللہ بن مسعود بنی تشریف لیگے تو جناب صلعم نے ایک فتح دیکھی حضرت نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو  
شعب جحون کے دروازہ کھڑا کر دیا اور ایک خط محیطہ دروازے کے گرد کھینچ دیا اور فرمایا اسی میں قائم رہو اور خود حضرت داخل درہ کوہ ہوے  
اور جنات نے بشوق و میلار از در حاکم کیا حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے جنات کو دیکھا بعض بصورت اگر سے بعض بصورت غلط

اور بعض بصورت غلط  
اور بعض بصورت غلط  
اور بعض بصورت غلط  
اور بعض بصورت غلط

یعنی فرقہ جنت کہ متصل بصرہ رہتے ہیں اور سب برہنہ سر و برہنہ پا اور سیاہ رنگ تھے اور ایک پارچہ سفید بطور رنگ بنا بر سر عورت باندھے ہوئے تھے اسی طرح اس فرقہ کے لوگ بصرہ مختلفہ تھے انکی تلقین میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ لوگ رخصت ہونے کو ہوئے تو کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کچھ توشہ تبرکاً عنایت ہو فرمایا تم کو ایسا توشہ دیتا ہوں کہ تمہاری اولاد اور اولاد وغیرہ کے بھی کام آوے یعنی جس جگہ بڑی خالی یا بیشک شتر و بز و گوسفند و سرگین کا دھوکا دے اور انکے شہ پے وہ تمہاری اور تمہارے دو اب کی غذا ہو اور اُس میں خالق کبریا ایسی لذت عطا فرمائے گا کہ اور مالکات و مشروبات میں حاصل نہوگی یعنی استخوان غذا تمہاری اور سرگین وغیرہ غذا دو اب کی تب جنات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بنی آدم ان اشیاء کو آلودہ نجاست کرینگے تو ہم کو انکے کھانے میں نفرت پیدا ہوگی فرمایا میں انکو منع کروں گا پھر کوئی ان چیزوں کو نجاست سے آلودہ نہ کرے گا بعد اُس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشیاء مذکورہ سے استنبی منع فرمایا سبحان اللہ کیا معجزہ ہر کہ جو تہون خالی ہوتی ہر اُس میں گوشت پیدا ہو جاتا ہو اور سرگین میں دانہ پھر اُسی عرصہ میں ایک خون قوم جن میں ہو گیا کہ سب قوم نے برضا و رغبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مقرر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم خدا کے فیصلہ کر دیا کہ سب قوم راضی ہوئی اور حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بارہ ہزار جن بر روایت چھ لاکھ رہنے والے خبریہ مہول جزا پہاڑ میں جسکو اب جبل نور کہتے ہیں جمع ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف لے گئے اور تمام شب اُسی جگہ مقیم رہے وقت صبح اصحاب رسول اللہ نے آثار و امارات دیکھے اور جو کچھ از قسم اسباب و آلات چھوڑ گئے تھے ملاحظہ کیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی دکھلائے کہ قصہ صحیح مسلم میں موجود ہر اسی طرح احادیث صحیحہ سے حاضر ہونا جنات کا کئی مرتبہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اور تحقیقات امور دینیہ کی کرنا بخوبی ثابت ہوا اصلاً جائے شک شبہ نہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نے میں قوم رط کو دیکھ کر ڈرتے تھے اور پوچھتے تھے کہ یہ کیا جن ہیں تو گوں کو تعجب ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ تو آدمی ہیں تب خوف جاتا اور نہ یہی جانتے تھے کہ یہ جنات ہیں اور کچھ شک نہیں ہوا کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرح عالم انسان پر عجوت برسات دینوت تھے اسی طرح جنات پر تھے اور از رو حدیث صحیح متواتر ثابت ہے کہ جب حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الرحمن علم القرآن فرقہ جنت پر ملاوت فرمائی تو اس قوم نے نہایت آداب و سستی اور کرم فیہی الابرار کہا انکے زبان شکر عرض کرنے لگے کہ اسی پروردگار ہم کی نعمت کے ساتھ ناشکری نہیں کرتے قائدہ اول مرتبہ فرقہ جنات کے حاضر ہونے کا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ سبب تھا کہ جب آنجناب بنی ہوئے تو آدمی کا شور تمام عالم میں پڑ گیا اور شیاطین جنات کا جانا قطعاً آسمان کا اور اخبار فیکہ مستناکان کا بندہ ہوا وہاں جا پرارے تھے اور بجا خبر انکاری آئے ابلیس و قواہج اسکے جن پلویس کن نصب اضلال و ضلال پر مامور تھے ذلیل و خوار و مجبور ہوئے اور اپنے حیلون و مکرون سے بے بس اور بیکار ہوئے تو باہم یہ شورت و صلاح کی کہ تمام دنیا میں گھوم کر خبر لو اور دیکھو کہ زمین پر کون خبر ظاہر ہوئی ہر جگہ ہلکو ممانعت ہوئی ہے اگر کچھ بھی معلوم ہو جائے تو صورت امکان اُسکا تذکرہ کرنا چنانچہ شیاطین اور جنات نے دنیا میں پھر ناشروع کیا اور انجاء لہم فرج قبلہ بنو صیوان کے عمدہ قبائل سے ہر شہر نصیب کر کے اپنے والد ادوی تہا رہے



پھر سے ہوسے وادی خلجین واروہوسے اور وہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن پڑھنا سن کر یقین لائے کہ یہ کلام محمد نظام ملک علیکم کی طرف سے آتا ہو اسی کی ہر شکاری ہو رہی ہو تاکہ اسکو کوئی چرنے نہ پائے پھر اپنی قوم میں جا کر یہ حال کہا اور مع جاعہ کر کے حضور جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر ایمان لائے اور بلا تامل بہ آواز بلند سدا دی کر دی کہ اب قوم جنات عمدہ خبر سانی اور سفارت سے معزول ہوا اور غلط بیکار کیا گیا اور پھر پیر و لو العزم خاتم المرسلین پیدا ہوا سب جگہ ان کی پیروی کرو اور قدس ہو ہی جانے چنانچہ اکثر جنات نے جو عرب کے جزیر میں رہتے تھے یہی وتیرہ اختیار کیا کہ خود حاضر ہو کر ایمان لائے تھے کہ اکثر حکایات بطریق تو کتب حدیث میں منقول و مذکور ہیں از جملہ صحیح بخاری غیرہ میں حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے ہون کے پاس بیٹھا تھا اسوقت ایک شخص گائے کا بچہ لایا اور نذر کے واسطے فرج کیا ایک بت کے پیٹ سے آواز بہت سخت نکلی کہ یہی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی اور ہر ایک خاص عام نے اس آواز کو سنا وہ بتا تھا یا علیج امیر کج رجل یصبح بقول لا الہ الا اللہ یعنی نہ نور آرمی ایک کام کی بات ہو ایک شخص بیکار کرتا ہو لا الہ الا اللہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جتنے لوگ وہاں تھے سب بھاگے لیکن میں کھڑا رہا کہ دیکھوں یہ آواز کس کی ہے چنانچہ میں نے دوسری اور تیسری بار بھی وہی آواز سنی مجھ کو نہایت حیرانی ہوئی سو کچھ مدت نہ گزری تھی کہ نبوت حضرت کی خبر سنی اور سنا کہ لا الہ الا اللہ کی تلقین فرماتے ہیں وہ اسی طرح ایک بوڑھے آدمی سے مجاہد روایت کرتے ہیں کہ وہ بتا تھا ایک دن میں ایک گائے کے لیے جاتا تھا و نعت میں نے ایک آواز سنی کہ یا الذی یقول فی صبح رجل یصبح ان لا الہ الا اللہ یعنی ای ذریع بات ابھی کھلی ہو ایک شخص بیکار کرتا ہو کہ لا الہ الا اللہ خبر میں نے میں نے کیا وہاں سنا ایک غیر مبعوث ہوئے ہیں وہ فرماتے ہیں یہ کلمہ فائدہ فرج یعنی قبلہ الفتح اور معنی ہوتا تھا یا علیج امیر کج بلکہ یہی نے سواد بن قارب سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے کہ امام جالبیہ میں ایک جن میرا تھا کہ اخبار آئندہ سے وہ اطلاع دیتا تھا اور بھی کون سے کہتا تھا اور نہ زیادہ لیتا تھا ایک مرتبہ رات کو سوتا تھا وہی جن آیا اور کہنے لگا اٹھ اور سجا کر کھجکھو عقل جو ایک نبی نبی بن غالب کی اولاد میں ہوا ہو اور چند شعر پڑھے حال سکایا کہ ہماری قوم کے سردار کے کو جاتے ہیں ایمان لانے تو بھی ہر مسلمان ہو سوا کہتا ہو کہ میں چونک پڑا اور تمام شب شوش رہا پھر دوسری اور تیسری رات کو بھی یہ معاملہ گذرنا تب محبت اسلام کی یہی دل میں پیدا ہوئی اور میں سامان سفر کر کے حضرت کی حضور میں حاضر ہوا اپنے دیکھتے ہوئے فرمایا احباب ای سواد بن قارب مجھے معلوم ہے جن باعث سے تو ایمان لے لیا یا رسول اللہ میں نے چند بتیں دیکھیں کہ میں کسی ہیں اول انکو سن لیجیے چنانچہ سواد نے قصیدہ بانئہ پڑھا جسکا آخر شعر یہ ہوسے وکن شفیعا یوم لا فو شفاعۃ ہوساک پھر عن سواد بن قارب اپنے ہوا شفیع میرا سدن کہ نوگا کوئی تھا تیرے سوا کوئی کام نہ لے والا سواد بن قارب سے از جملہ امام احمد نے جابر سے اور ابو نعیم نے ضمیر سے روایت کی ہو کہ اول خبر نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اسطرح ہوئی کہ ایک عورت مذنیہ کسی جن پر عاشق تھی وہ جن رات کو اس کے پاس آتا تھا اور اکثر زینہ جانور کی صورت دیوار پر آٹھ صاحب عورت کیلی ہو جاتی آدمی کی صورت اس کے پاس آتا اور صحبت کرتا وہ چند روز بتا یا بعد اس کے ایک وز صاحب تہر دیوار پر آٹھ عورت نے چچا ملا اور کہا اتر آؤ کیوں نہیں آیا اسے کہا کہ اب ہمارے تھکے جدائی ہوئی اس لیے کہ میں ایک

پیغمبر پر ہوا ہو کہ سنہ زکوہ حرام کیا ہو اور یہی نے بطریق ارسال امام زین العابدین سے روایت کیا ہو اور حضرت عثمان نے اسی طرح کا ماجرا شام میں دیکھا تھا چنانچہ ابو نعیم نے اسے نقل کیا ہو کہ وہ کہتے تھے کہ ہم ایک تبہ جانب ملک شام گئے تھے اسطون ایک عورت کا سر برآوردہ فن کہانت میں مشغول تھی ہم بھی اس کے پاس گئے اور اپنے سفر کا حال اچھا کر کے کیا ہو گا اسنے کہا اب مجھے کچھ معلوم نہیں ہوتا وہ جن جس سے کہ مجھے ملاقات تھی اور اخبار اسنے وہی اطلاع کرتا تھا ایک دن میرے دروازے پر آکر کہہ گیا کہ ہم غصت ہوتے ہیں میں نے سبب پوچھا اسنے کہا ظاہر ہے محمد اور یا حکم جسکے مقابلے کی طاقت نہیں اور چلا گیا پھر آریا از انجلا حسن بن شامین وغیرہ محدثین نے کتاب میں حارت سے روایت کی ہو کہ وہ کہتا تھا مجھے ایک جن سے آشنائی تھی اخبار غیبیہ کہا کرتا تھا ایک دن آیا میں نے پوچھا خبر آسمانی ہے اسنے حسرت سے میری طرف دیکھا کہ انا محمد بنی سو عود کئے ہیں پیدا ہوئے ہیں ساتھ کتاب کے بتاتے ہیں اللہ کی طرف اور انکی بات کوئی نہیں سنتا وہ اب کہتا ہو کہ میں نے کہا تو کیا کہہ رہا ہو کہتا تھا وہ دنوں میں میری بات سمجھ گیا کہ اکر چلا گیا چند روز کے بعد حضرت کی پیغمبری میں نے سنی از انجلا فاکسی نے تاریخ ملی میں عامر بن ربیع سے اور ابو نعیم نے ہن عباس سے روایت کی ہو کہ ایک دن جبل بقیع میں ایک جن نے سخت وار سے چند اشعار دین اسلام کی سچو میں پڑے اور یہ بھی مضمون تھا کہ اہل اسلام کو جلد تکرار اور پھر نکالنا چاہیے اور یہ بات پرستی پرستو جاری رکھنا لازم ہو کفار میں مضمون سے بہت غوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ دیکھو تمہارے قتل و شہ و مد کے لئے کا حکم غیب سے بھی یا مسلمانوں کو بہت رنج ہوا حضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضرت نے فرمایا تم غلبہ طریح رکھو یہ آواز کہ شیطان کی ہو کہ نام اسکا شعر ہو اسکو قریب تر اللہ عز و جل کا یہ سسرون حضرت نے خبر دی کہ آج ایک یونچ نام مسلمان ہوا اور دین اسکا نام عبد اللہ رکھا اسنے مجھے کہا کہ اگر حکم ہو تو شعر کو قتل کروں سو میں نے اجازت دی انشاء اللہ تعالیٰ آج شعر جنم واصل ہو گا مسلمانوں کو خوشی ہوئی شام کے وقت اسی پہاڑ سے ایک آواز بہت مہیب سخت سنی کہ کوئی کہتا ہو میں ہوں جسے قتل کیا شعر کہ جبکہ کسرشی کی اسنے اور غرور کیا اور جھوٹا جانا حق کو اور راہ ڈالی بری واسطے دشنام دہی ہمارے نبی پاک کے از انجلا بن سعد نے کتاب شرف المصطفیٰ میں جندل بن غلبہ سے روایت کی ہو کہ جندل رضی اللہ عنہ نے حضرت سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک جن دوست تھا غیب کی خبریں پہونچا یا کرتا تھا ایک رات مضطرب آیا اور مجھے سوتے سے جگایا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کو کہہ دیا ہوا انجلا اس قسم کے قصے میں بیان کھد تو انکو کہو نہ میں اور بعض اسمین سے نہایت صحیح تفسیر عزیزی میں استاد الانانہ نے کہے ہیں جسکا دل چاہے تفسیر سورہ میں ملاحظہ کوے فقر کے نزدیک اگر قصص اور حکایات اس قسم کی کوئی لکھنا چاہے تو ایک کتاب میں جو جاگیلی اور بعض جنات کہ جو اسوقت تک اسلام سے شرف منوبے تھے وہ مسلمانوں کے ذریعے سے سلام اور تحیہ اور اپنی حاجری اور فرماں برداری خدمت حضرت ابن کمالا بھیجتے چنانچہ ابن سعد نے جمع بن قیس اوی سے روایت کی ہو کہ جب کہتے تھے کہ ہم چار آدمی حج کو چلے راہ میں ایک جنگل میں کالوا ہوا اسنے آواز دی کہ اے سوا جب تو محمد بنی کی خدمت میں پہونچے تو دیر اسلام اور تحیہ پہونچا نا او کہنا کہ ہم سب یہاں کے جنات تھائے دین کے صلح ہیں اسی طرح وصیت کی تھی ہر کو صیے بن مریم نے اور ابن عساکر نے مرواس بن قیس سے روایت کی ہو کہ ایک دن مجلس رسول اللہ میں کاہوں کا چہرہ زکوہ تھا لوگ نقل کرتے تھے کہ یہ کارخانہ کہانت بظہور نبوت اور نزول جوی بالکل موقوف ہو گیا ہوا









اور برہم و درہم کروینا بدن اور روح انسانی کا از روے لوازم خلقت جنہ کے ہونے کسی اور سبب سے پس اگر یہ دونو صفتیں علم و عمل کی سبب  
 اس سبب کہ لیجا تین تو جن اپنی جنیت سے خارج ہو جاتا اور مقتضائے حکم عزل خدمت سفارت و وکالت کا یمنین ہو بلکہ غرض  
 معزول کرنے سے یہی ہو کہ بنی آدم اسے رجوع نہ لائیں اور اپنے مہات میں مد و بچا ہین اگر اگر انکو قدرت بھی ہو چنانچہ اسی عزل کا یہ  
 قائمہ ہوا کہ انھوں آدمی اپنے فربسے بچو یعنی ورطہ پاکت میں گرفتار ہوں اور ظاہر ہو کہ ہر ایک فرد کی افراد بنی آدم سے منظور  
 اور یہ مقتضائے حکمت اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جو لوگ جنات سے ایان لائے وہ خود ایک معزول سمجھے اور اپنی آوازوں سے آدمیوں کو  
 مطلع کروا یا خصوصاً ہر عہد کے جنات کا یہی احوال ہوا اور جو لوگ ایان نہ لائے وہ عزل خدمت سے راضی نہ ہوے اور آدمیوں کو  
 مطلع کرتے بہت کہ ہم اپنی خدمت پر بحال ہیں سو وہ چار فتنے ہیں اول کفار جن کہ بے پردہ مخالف ہوئے اور شککشتائی اور غریب دانی  
 ہوتے آدمیوں کو جتاتے رہتے چنانچہ ہر فردوں اور بت پرستوں کے معبود کہ باوجود منع ہوتے اور فتنہ آسمان سے احوال بنی آدم پر  
 مصروف ہیں اور دعوت شرک کیا کرتے ہیں دوسرا فرقہ منافقین کہ اہل اسلام میں داخل ہو کر مکر و فریب سے اپنے نام ہر گون کے نام پر  
 رکھ کر سر بکھلاتے ہیں اور دعوات ولایت غیبی و شککشتائی سے پردہ اپنی الوہیت ظاہر کرتے ہیں اور کوئی بات لو ازم شرک و  
 بت پرستی سے اٹھا نہیں رکھتے اور بعض آدمی جاہل اور کثر عوام کا انعام نہیں ہوتا چنانچہ شیخ سعد و وزیر خان و سرور بابلی  
 وغیرہ ہندوستان میں مشہور ہیں تیسرا فرقہ فاسق جن کہ ٹھگون کی طرح آدمیوں کو ایذا نہیں دیتے ہیں اور نمودار و بدایا لیتے ہیں چنانچہ  
 فرقہ جنات میں عجیب ہو کہ جو بیکبر بعضی احوال بنی آدم میں جو سخت و کبر و غیرت و مناعت نامہ رکھتے تھے کہتے ہیں اور ان احوال کو طریق  
 نفوذ سمات اور بھی اذہب اور تغیر صورت وغیرہ امور خار قہ عادت تعلیم کرتے ہیں اور اسی وسیلہ امضیہ سے بنی آدم کو گمراہ ہو چکا  
 یہ چاروں فرقہ قاسطین میں معدود ہیں کہ دین اسلام اور متابعت قرآن سے خارج ہیں گو ظاہر بعضے کے کہ گمراہی ہیں پوشیدہ ہر  
 کہ تقسیم خود ان لوگوں کی زبان سے ثابت ہو گا ہونی سورۃ النجم و انما اتينا النبیون و ما اتانا القاسطون فمن انکم فاولک حرقا و اشد  
 و اما القاسطون فکانوا اجمعتم خطیا یعنی اور یہ کہ کوئی ہم میں حکم بردارین اور کوئی بے انصاف سو جو حکم میں آئے سو انھوں نے  
 اٹکی نیک راہ اور جو بے انصاف ہیں وہ ہوسے و دوزخ کا ایندھن اس جگہ اگر کوئی لمحہ یوقوت کہے کہ خلقت جن خود آگ سے ہو  
 آسکو آگ کیا ضرر کر گی اس لیے کہ کوئی شرابے جنس سے ضرر نہیں پاتی تو جواب یہ ہو کہ آگ اگر یہ مادہ جنات ہو مگر صورت  
 ترکیب اور مزاج اور دیگر ہر سو آتش اس صورت اور مزاج کی منافی پڑ گی اور وہی کلفت اور عذاب کا سبب ہو گا چنانچہ  
 مشہور ہو کہ ایک ظریف نے باسے ہی لمحہ کے جواب میں ایک پتھر کھینچ کر مارا وہ جلنے لگا ظریف نے کہا تو جنس زمین سے ہو  
 اور پتھر بھی زمین سے ہوا ہے تبھکو کس طرح تکلیف ہو گی اسی طرح جن کو تکلیف ہو گی و اسے اسکے اکثر تجربہ کیا گیا ہو کہ معز او ی  
 مزاج کو آگ اور آفتاب سے زیادہ تر ضرر پہونچتا ہو بخلاف بعضی مزاج کے کہ آسکو عشر عشر اشکات نہیں ہوتا بلکہ بعضی مزاج  
 قرب دریا اور عوا سوسے کمال ہی اضمحلال ہوتا ہو کہ معز او ی مزاج کو اصل انہیں ہوتا پس معلوم ہوا کہ آتش سبب  
 تفرق اجزا اور اقلے رطوبات واقع ہوتی ہو اور تحلیل ترکیب اور ابطال مزاج کر دیتی ہو اور خروج و مرکب کا جو رنج





اعظیم مجالس میں نے جواب سلام دیا پھر انھوں نے مجھے انعام الہی سے بشارت سنائی اسوقت ایک مرکب کھڑا ہوا  
 دیکھا گریس سے اونچا پھر سے نیچا آدمی کا ساتھ ہاتھی کے سے کان اونٹ کی سی گردن گھوڑے کی سی ایال خیر کا سا  
 سینہ شہر کے سے پٹھے گائے کے سے بیروں چم چم ہوئے تھے ساتھ مانند یاقوت سرخ چمکتا تھا اگر اسکی مانند موتی شفاف  
 و رنگ بھجورق سفید و صاف اور اسکے دو ہر تھے رانوں کو پروں سے ڈھکے رکھتا تھا اور جب کھولتا تھا مشرق سے  
 مغرب تک پھیلتے تھے اور جب سمیٹتا پہلو کے برابر ہو جاتے تھے اور ایک زین ہشتی اسپر بندھا ہوا تھا اور پیشانی پر کھلا  
 ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر جبریل نے رکاب اور پیکائیل نے عنان براق پکڑی اور سوار کرایا اور جانے لگا  
 اقصیٰ لیچلے روایت ہے کہ اسی ہزار فرشتے واہنی اور اسی قدر بائیں طرف تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور عرش سے  
 شمعیں روشن تھیں روایت ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم دونوں بائیں گھنچے تھے حضرت جبریل نے کہا یا حبیب اللہ  
 بائیں و صیلی رکھو یہ امور ہو جانے ہر اس مقام کو جاتا ہے کہ حضرت نے بائیں و صیلی فرمائیں وہ ایسا جلد چلا کہ  
 حضرت نے فرمایا ان ترکھما سارت وان حرکتھا طارت جب بائیں چھوڑیں تو زمین کو نہایت طر کرنا تھا اور جب چھوڑتا  
 تو آڑے لگتا تھا اور حضرت جبریل نے یہ وصیت کی کہ ای محمد اگر راہ میں کوئی بچہ سے تو التفات نہ فرمانا اور جواب دینا  
 اور میں آگے چلتا ہوں بیت المقدس میں ملو گا القصد سرور عالم فرماتے ہیں کہ جب میں تھوڑی سی راہ چلا کسی نے  
 واہنی طرف سے آواز دی یا محمد لا تحمل فانک اخطات الطريق یعنی ای محمد جلدی نہ کر تو راہ بھولا ہو ٹھہر تو میں رہ رہی کر دوں  
 میں ملقت نہوا پھر بائیں طرف سے ہی آواز آئی مگر میں نے التفات نہ کیا اسوقت ایک عورت انواع لباس سے  
 آراستہ سامنے آئی اور بولی ای محمد تھوڑا ٹھہرو تو کچھ بھید سے کہوں میں نظر نہ ڈالی اور براق کو جلد ہانکا اور جبریل سے  
 اٹکا حال پوچھا کہا اول و اعی یہود تھا اگر آپ جواب دیتے تو بعد آپ کے است آپ کی یہودی ہو جاتی اور دوسرا داعی  
 نصاریٰ تھا اگر اسکا جواب دیتے تو نصرائی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا مٹی اگر آپ اسکی طرف توجہ فرماتے تو تمام است  
 آخرت کو چھوڑ کر دنیا اختیار کرتی روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے بعد اسکے ایک پتھر دیکھا اسمیں سورخ باریک تھا  
 اس سے پانی نکلتا تھا پھر وہ پانی سورخ میں اٹھا جائے کا قصد کرتا تھا لیکن نہیں جاسکتا تھا جبریل نے کہا اسکی  
 مثال تمہد ہو اور سورخ زبان اور پانی نشان سخن اسمیں یہ اشارت ہے کہ جو بد بات تمہد سے نکلی پھر بعد پیشانی ہٹ  
 نہیں سکتی پھر فرمایا تین شخص آگے آئے ایک بوڑھا ایک جوان ایک کمل یعنی دو سو سو میں نے جوان کی طرف  
 دیکھا اور کمل و بوڑھے کو نہ دیکھا جبریل نے کہا یا رسول اللہ اصیت بہ مطلب رسیدی یعنی دولت و بخت پر پہنچنے  
 نظر نہ فرمائی عاقبت کو اختیار کیا بہت خوب کیا دولت دنیا کی بے اعتبار ہے اور بخت ناپائیدار ہے اور عاقبت کو  
 قرار ہے خوشخبری ہو اگر عاقبت تمہاری است کے نزدیک بہتر ہوگی پھر فرمایا دو پیالے آگے لائے ایک میں دودھ  
 ایک میں شراب دودھ کو میں نے اختیار کیا اور اسمیں سے کچھ پیا جبریل نے کہا آپ نے راہ تلالی مستقیم اپنی





اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جو سپاس اُس خدا کو جس نے مجھ کو کلمہ اپنا کہا اور روح اپنی فرمایا اور جو آدم سے پر پیدا کیا اور مان کے بیٹے میں کتاب اپنی سکھائی اور کج حکمت کا جو توریت انجیل زبور میں مخفی ہو مجھ کو دیا اور میرے دم میں تاثیر دی کہ جب مٹی سے صورت مرغ بنا کر دم بھونکوں جان پڑ جائے اور میرے ہاتھ میں شفا رکھی کہ میرے چھوئے سے ہڈی کے ٹکڑے کوڑھی لے لنگر لے اچھے ہوتے تھے اور مجھ کو آسمان پر لاکر سب آلائش سے بچایا اور میری مان کو اور مجھ کو شہنشاہ بنایا میں رکھا خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سب انبیاء محکمہ کی بانی سے فارغ ہوئے میں نے بھی حمد الہی اور ثناء بوشاہی شروع کی اور کہا جو سپاس اُس خدا کو جس نے مجھ کو تمام عالم کا رحمت لکھا اور مجمع خلایق کی ہدایت مامور فرمایا اور ہر ایک کے واسطے بشیر و نذیر کیا اور قرآن حسین ہر چیز کا بیان ہو مجھ پر اتارا اور میری امت کو بہترین اہم فرمایا اور سب کے لیے مجھے وسط و عدل کیا اول و آخر صفت میری بیان کی سینہ میرا کھول دیا خطرات دل و دھڑ میرے نام کو بلند کی بخشی مجھ کو فاتح و خاتم کہا اور سپاس خاص اُس جناب کبریا کو جو جس نے تمام زمین کے میدان کو میرے واسطے مسجد کیا اور تمام خاک کو حکم پانی کا دیا اور فتوحات برپا و غنائیم کی مجھ کو راست فرمائی اور خواتیم سورہ بقرہ سے مکرم کیا اور سب مثنائی یعنی سورہ فاتحہ از زانی فرمایا اور مجھ کو علم توحید اور بیان قرآن کا بہت آسان کیا اُمّ الملائک میری مدد کو بھیجے اور قیامت تک دروازہ توبہ کا میری امت کے لیے کھلا رکھا اور حوض کوثر مجھے دیا ہر پیغمبر کی دعا قبول تھی مجھ کو گناہ کبیرہ کی شفاعت میں ذخیرہ قبولیت دعا کا عنایت کیا اور بعض روایت میں صفائے کمال اور ثواب جاہ و جلال حضرت الہی کے جو حضرت رسالت پناہی نے تخصیص فرمائے ہیں زیادہ لکھے ہیں بالکل حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب میں یہ دج کر چکا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور انبیا کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ہذا افضلکم محمد ابھر پیغمبروں نے مجھے کہا اے محمد حق تعالیٰ نے آج کی رات تم کو وہ شرف دیا ہو کہ صلا انبیاء الامین و آخرین کو نصیب نہیں ہوا اور یہ درجہ کسی نے نہیں پایا اب لازم ہو کہ جہاں تک ہو سکے امت کے واسطے تخفیف و رفاہت طلب کیجو پھر جبرئیل نے ہاتھ پکڑا اور منہ پر لائے وہ ایک سنگ منسلق مابین آسمان و بیت المقدس جو ابوبکر ابن عربی شرح مؤطا مالک میں لکھتے ہیں کہ یہ پتھر عجوبہ قدرت الہی سے ہو غبار و گرد آلود دریاں سجیت المقدس کے بے سہارے معلق اوپر ہیں ہر کسی طرف سے اُس کو علاقہ نہیں اُس کو وہ مٹھرائے ہو جس نے آسمان کو روکا ہر زمین گرنے سے اُس میں اوپر کی طرف جانب جنوب نشان قدم خاتم النبیین صلعم کا ہو جب سوار ہوئے تھے براق پر اور وہ جھکا تھا بنا بر تعظیم اور دوسری طرف اُس کے فرشتوں کی انگلیوں کا نشان ہو کہ انھوں نے جھکتے ہوئے تمام بیا تھا اور میری طبیعت میں لکھا ہوا تھا ثنی صخرۃ بیت المقدس لیلۃ الاسراء وان ذلک الاثر موجود الی الان اور اسی موافق حافظ شمس الدین ناصر الدین دمشقی نے بھی معراج نامہ میں فرمایا ہو اذ فتح المتعال میں لکھا ہوا قدرت عظیم اتر قدم بقیۃ الصخر الشریفۃ بالبیت المقدس والناس یطمونہ ویرکونہ یعنی میں نے دیکھا پتھر اُس میں نشان تھا آپ کے

قدم مبارک کا صفحہ شریف میں بیچ بیت المقدس کے اور آدمی تعظیم کرتے تھے اسکی اور تبرک سمجھتے تھے اسکو باجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروایت صحیحہ براق پر سوار ہو کے معراج کے راستے سے آسمان پر گئے اور جبریل علیہ السلام ہمراہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب معراج سے آگے بڑھا تو ایک دریا فاضلہ بام و دو سو برس کی راہ کا گہرا تہا میں خلق نظر آیا ایک قطرہ اس دریا کا زمین پر نہیں گر تا اور رنگ اسکا بسبب عمت کے نیلا ہوا اور اسکے عکس سے آسمان نیلا نظر آتا ہر پھر وہاں سے فرما ہوا پر پہونچا وہاں سے فلک پر وہ ایک دریا ہوا آسمان پر کھینچا ہوا دامن اسکا سر پر وہ کے مانند زمین میں ہوا اور ہر آسمان کا ایسا ہی ایک فلک ہوتا ہے مسمین تیرا کرتے ہیں کا قال اللہ وکل فی فلک سیجون یعنی تیرے ہیں تارے فلک میں پھر فرمان آئی ہونچا تو فلک میری نگین کے لیے حرکت ووری سے ٹھہرا قدم اس کے سر پر رکھ کر آگے چلا باب کھینچا آسمان دنیا پر پہونچا وہاں اسکا اسمعیل نامے فرشتہ مع بارہ ہزار فرشتوں کے تھا اور وہ دروازہ ایک دانہ یاقوت سرخ کا ہوا ہر وارد کا قفل لگا تھا تب جبریل نے پکارا اسمعیل نے آواز بلند کیا کون پکارا تا ہر جبریل نے کہا میں ہوں جبریل سے چوچا تیرے ساتھ کون ہر کہا محمد رسول اللہ کہا کہا انکو بلایا ہر کہا ہاں اسمعیل نے کہا کیا خوب ہی آئے اور کیا ہی اچھا آتا آئیے بیچ تو اب اسمعیل کی یہ ہر سجان الملک الاعلیٰ سجان الاعلیٰ سجان الاعلیٰ سجان الاعلیٰ کہتے تھے روایت ہو کہ یہ آسمان زمر و مہر کا ہر نام اسکا رقیقا عجائب اسکے جو حضرت نے ملاحظہ کیے ہیں وہ علاحدہ بطور فائدہ لکھے جائینگے باجمہ دروازہ کھولا گیا تو حضرت صلعم داخل ہوئے حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے نبی تعلیم جبریل سلام و تحیہ او کیا آدم علیہ السلام نے نہایت شگفتگی سے جواب دیا و یونکر کیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح الحمد للہ الذی اکرمک وجعلک من تسلی اور شیخ حضرت آدم کی یہ تھی سجان اکلیل اور جل سجان الواسع الغنی سجان اللہ و محمد سجان الغنی و محمد متعظرا پھر دروازے دیکھے ایک داہنی طرف دو سرا بائیں طرف کہ حضرت آدم جب داہنی طرف دیکھتے تھے ہنستے تھے اور جب بائیں طرف دیکھتے تھے روتے تھے حضرت فرماتے ہیں میں نے جبریل سے ہتھسار کیا کہ اگر یہ دشمنی کیسی ہر جبریل نے کہا دروازہ آرواح نیک اولاد آدم کی بہشت میں جاتی ہر اس سے خوش ہیں اور بائیں سے ارواح بد و فح کو جاتی ہیں اس سے بچ ہر فائدہ حضرت آدم علیہ السلام آسمان اول پر اس جیسے ملے کہ اول انبیاء و سہن اور اول کو اول سے نسبت ظاہر ہر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آسمان دوم پر پہونچا تو اسکو نہایت نورانی پایا اور ایک روایت ہو کہ یہ آسمان زرخ کا ہوا اور نام اسکا قیدوم ہوا اور وہاں اسکا اسمرفیل و ولکھ فرشتے اسکے مطیع ہیں جبریل نے بڑھ کر دروازہ کھولا تو اسی دربان نے کہا کون ہر جبریل نے کہا میں ہوں اور میرے ساتھ محمد ہیں اسنے کہا محمد پیدا ہوا ہے جبریل نے کہا ہاں دربانوں نے کہا الحمد للہ خوش آمدی بعض روایت میں ہر کہ حضرت نے فرمایا شیخ اسمرفیل دربان آسمان دوم کی یہ ہر سجان اللہ کما سیج اللہ مسبح و محمد اللہ کما محمد حامد اولاد اللہ کما ملل اللہ ملل و اللہ اکبر اکبر اللہ اکبر اور یہی شیخ اسکے بعض کی ہر حضرت نے فرمایا کہ جب آگے بڑھا تو دو جوان ملے سبکی و عسبی اور بد و فح و خالی بھائی ہیں کہ انکو تعلیم جبریل سلام کیا میں نے انھوں نے جواب دیا

آسمان و زمین

ملفوظات میرزا علی





اسان کے  
آیات ہوں  
اسان کے  
ملاقات موسیٰ

آسمان پر آیا نام اسکا البیانیقون دربان اسکا سقراطیل ہر شیعہ اسکی قدوس قدوس بلالارباب سبحان ربی الانبی الا عظیم کو  
قدوس ب اللہ اللہ والروح اور پانچ لاکھ فرشتے اسکے تابع ہیں اسے خوشخبری کر محق کی سنائی بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ اس آسمان پر  
حضرت ہارون علیہ السلام نے اور بعض روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا باجملہ حضرت ہارون  
نے بھی حرا کہا اور دعا سے خبر کی فائدہ چونکہ حضرت موسیٰ سے آپ کو خصوصیت تامہ نوح و غیرہ کی تھی اس سبب سے قریب تر تھے اور حضرت  
موسیٰ سبب تہ کلیمی کے حضرت ہارون کے بالاتر تھے چروان کے عجائبات ملاحظہ فرمائے آسمان ششم پر گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ  
روایت ہے کہ فرمایا حضرت مسلم نے کہ دربان اسکا روحانیل جو اسے میں نے سلام کیا اسے جواب دیا اور دعا کی کہ بارک اللہ فی حقک  
زادنی کراکات نورک فیک میں نے کہا آمین اور چھ لاکھ فرشتے اسکے تابع تھے شیعہ اسکی یہ تھی سبحان اللہ الکریم سبحان اللہ الخیر  
سبحان اللہ من فی السموات ومن فی الارضین بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ فرمایا بعد اسکے آگے بڑھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات  
ہوئی انکو میں نے تعلیم جبریل سلام کیا انھوں نے جواب دیا اور غلبہ ہوئے اور پشانی پر بوسہ دیکر کہا الحمد للہ الذی رانی وجہک تجر  
کراست انہی سے خوشخبری دی اور کہا آج کی رات امت کو نہ بھولیو اور جو کچھ خدمت امت پر فرض ہوا اس میں تخفیف مانگیو اور شیعہ انکی  
میں نے یسعی سبحان اللہ سیدی من ریشا و فضیل من ریشا و وہو الغفور الرحیم نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا جب آگے بڑھا تو موسیٰ روئے  
لگے کسی نے سبب روئے کا پوچھا کہا میں روتا ہوں اسپر کہ ایک لڑکا میرے بعد ہی ہوا خواہ یوں کہا کہ ایک جوان کو نبی کیا اور کیا  
میرے پیچھے اور داخل ہوگی امت اسکی بہشت میں زیادہ میری امت سے اور ایک روایت ہے کہ موسیٰ نے کہا تمکو یہ گمان تھا کہ تمکو  
اولاد آدم میں فضیلت ہو حالانکہ یہ جوان فاضل ترین اولاد ہوا اور فضیلت انکو میری ذات پر ہے اس میں ہا کہ نہیں ہے لیکن امت انکی  
میری امت سے افضل ہے اور روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے سنائیں نے کہ موسیٰ علیہ السلام کہتے تھے اگر تمہارے فضلہ بزرگ کیا اسکو تو  
اور فضیلت دلی اسکو سب پر کہا میں نے اوجہ جبریل موسیٰ کیسے عتاب کرتا ہوں کہ اسکی گناہ پروردگار پر تیری بزرگی کے سبب سے کہا میں نے  
چھر چھڑ بولتا ہوں اپنے رب پر کہ افسوس تعالیٰ نے اسکو معاف کیا ہوا اب تک اسکو یہ گمان تھا کہ میں سب نبیوں میں بزرگتر ہوں اب جا  
اسنے کہ آپ سب سے افضل ہیں اسپر شکایت ہو فائدہ رونا حضرت موسیٰ کا حسد سے نہ تھا معاذ اللہ اس لیے کہ پیغمبر لوگ حسد سے  
پاک ہیں بلکہ انکو اپنی امت پر انھوں نے ایک دین ایک امت تک انکو سمجھا تا رہا اور معجزات ظاہر دکھاتا رہا لیکن ایمان کامل نہ لائے  
اور جو ایمان لائے تو بہت کم بہت میں بھی کم جائینگے اور محمد کی تھوڑی عمر میں مینار لوگ ایمان لائے اور قیامت تک انکی  
تو بہت میں بھی زیادہ جائینگے اور جو معاذ اللہ حسد سے ہوتا تو بار بار حضرت علی علیہ السلام سے معاف نہ کر کے پچاس وقت کی نماز پانچ  
وقت تک کیونکر تخفیف کرواتے اور یہ جو حضرت مسلم کو لڑکا فرمایا سو خود بالہ حقارت کی راہ سے نہیں ہے بلکہ کبیر سن جوان کو لڑکا  
بولتے ہیں اور اس کلام میں گویا تعریف فرمائی ہے کہ باوجود کم عمری ایسا تہ بندہ حال کیا کہ سب پیغمبروں سے افضل ہوے فائدہ  
حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جو آسمان ششم پر گئے اس میں کہتے ہیں کہ صحیفہ فضل کر امت سید المرسلین و نیکہ بزرگی امت عالی  
ہمت کو مجلس ملا علی بن باحسن وجہ کھول کر پر طبعین دوسرے یہ کہ مقدرہ تخفیف و قات نماز میں حضرت مسلم سے التماس میں



اور جناب کو حضرت رب الارباب میں بھیجیں اگر حضرت موسیٰ دور ہوتے تو آمد و رفت میں تکلیف ہوتی باکمال بعد ملاحظہ عجائبات  
 آسمان ششم آسمان ہفت ترشہ رفیع لیکنے فرمایا حضرت صلعم نے کہ یہ آسمان پانچویں کی راہ ہو اور ہر ایک آسمان کے بیچ میں اتنا ہی  
 فزوت تھا کہ آسمان جو ہر عقیدہ یا نور تابان سے بنا ہوا نام اسکا اسکا قائل ہو دربان اسکا و حائیل نام رکھتا ہے تو اربع اس کے ساتھ لاکھ ہیں  
 تسبیح اسکی یہ تھی سبحان الذی بسط السموات فوقہما سبحان الذی طحا الارض ففرشہما سبحان الذی اطلع الکواکب ادرہما سبحان الذی  
 اشیء البجبال فہما یاسو اسکو میں نے سلام کیا اُس نے جواب دیا اور خوشخبری کرامت کی سنائی اور بعد حائیلہ عجائبات اس آسمان کے جبل  
 مجکوائے لیکنے اوپر کیے میں نے ستر ہزار پردے آگے پھر ستر ہزار حجاب سونے کے پھر ستر ہزار حجاب ابرق کے پھر ستر ہزار حجاب  
 یاقوت مسخ کے پھر ستر ہزار عظمت کے اور ہر حجاب میں پانچویں کی راہ کا فرق تھا پھر ستر ہزار حجاب نور کے پھر ستر ہزار بانی کے  
 طے کے پھر داخل ہوا جب سلطانی میں پھر ہو پنا حجب قربت میں پھر حجب عظمت میں پھر حجب کبریا میں پھر حجب ملکوت میں پھر  
 جلال میں پھر حجب عزت میں پھر حجب فروانیت میں پھر سایہ سدرۃ المنتہی میں ہو پنا یعنی درخت حیرت کے پاس یہ درخت  
 پے سرے کا بلند درخت ہو اور اس کے ہر ایسے جس طرح حجر کے شکر حجب میں ایک مکان ہے جس کے شکر بڑے بڑے ہوتے ہیں اور  
 ایسے جیسے ہاتھی کے کان اور جڑ اس درخت کی ششم آسمان میں ہو اور وہی درخت نیچے اوپر میں حد ہو کہ نیچے کے لوگ اور میں  
 پہنچتے اور اوپر کے نیچے نہیں آتے اور اس پر فرشتے چار ہتے ہیں جس طرح پروانہ اور اس کثرت سے ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی شے  
 نہیں کر سکتا اور اسی کے بیچ میں مقام حضرت جبریل علیہ السلام کا ہو اور سدرۃ المنتہی اس سبب سے کہلاتا ہے کہ علوم خلق خدا  
 وہیں تک پہنچتا ہے آگے نہیں جاتا اور سوائے حضرت صلعم کوئی اس سے آگے نہیں گیا اسی کے پاس بہشت ہو اور بعض کہتے ہیں  
 کہ جو تخت سے فوق کو بٹاتا ہو وہاں نہیں ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ارواح شہیدوں کی وہاں تک پہنچتی ہے اور وہ انکی ارواح  
 سیکہ منتہی ہو اور وہ ہتھمہ اسکی بہ سدرہ موقوف علم شارع پر ہو وہ ایک درخت ہے کہ سیرک سوار اس کے سایہ میں تشریں اور  
 ایک پتہ اسکا سا بان ہو تمام خلق پر اور کہا میں عباس نے کہ سدرہ ایک درخت ہے ہر اسکا زرخ کا اور شاخیں مروارید کی جڑ  
 شاخوں تک پچاس ہزار برس کی راہ ہو باجمہ ایک پھل اسکا توڑ کر جبریل نے حضرت صلعم کو دیا نہایت خوشبودار و با مزہ تھا حضرت  
 صلعم نے فرمایا کہ اس درخت کی جڑ میں چار نمایاں دھبے ہیں وہ ظاہر و پوشیدہ جبریل نے کہا پوشیدہ نہ میں سلسبیل کو نہیں کہ بہشت کے  
 جاتی ہیں اور وہ ظاہر جبریل مصری و فرات کو فدا کیا ہے کہ کو نیامین جاتی ہیں میں کہتا ہوں اس سے یہ مراد ہے کہ اگر اس عالم کے  
 بانی کو اس جہان کے بانی سے مشابہت دین تو نیل مصر و فرات کو فدا کیا پانی ان ندوں کا نونہ ہے یا حقیقت میں فرات و مصر کو انے  
 مدد ہوتی ہو کہ کھو نظر نہیں آتا اور روایت مسلم میں ہے کہ چار نہرین دنیا کی بہشت سے ہیں نیل فرات و نیل و نیل اور طریق جمع  
 یہ کہ جبر سدرہ کی بہشت میں ہے پھر جب نہرین اس سے نکلیں تو بہشت سے ہو میں اور چوشریک نام راوی نے کہا ہے کہ آسمان چھ  
 حضرت کو وہ نہرین نظر آئیں اور حضرت جبریل نے کہا نیل مصر و فرات کو فدا میں سوید امیر کا کمال شہدائے ان ندوں کے تھا اور وہ  
 ان کے اور تہی نظر آئیں ہر فرمایا حضرت صلعم نے تم رفع الی البیت المعمور یعنی پھر آگیا ایک طرف بیت المعمور کے پھر فرشتوں کا کچھ

آسمان

درخت حیرت

آسمان سدرہ

آسمان

کہر لٹا اٹھنے بھڑکتا ہوا اور مقابل کعبہ معظمہ منہم آسمان پر رکھا ہوا کہ اگر گرسے زمین پر تو کعبہ پر گرسے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کیسے لگائے بیت المعمور سے بیٹھے تھے اور بعض روایت میں ہے کہ دروازہ بہشت پر جلوہ فرماتے کرسی پر حضرت نے فرمایا میں نے ان کو گواہ کیا انھوں نے جواب دیکر صاف فرمایا اور فرمایا انھوں نے آج کی رات اس کو یاد رکھو اور جان تک ہو سکے تخفیف طلب کیجیو اور یہ بیچ بیچ بیٹھے

سبحان من لا یصف الواضفون عظمتہ و شہادۃ حمان من جمعت الرقاب و زلت اللعوب بعد اس کے حضرت نے صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت و صیت فرمائی کہ انھوں نے ایک بہ ہر کہ او محمد زین بہشت کی ایک وقابل زراعت ہو اپنی است سے فرماؤ کہ اس میں میں بدشت ہو وہاں خواجہ عالم نے پوچھا کہ کس طرح ہو وہاں فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے کہنے سے قائمہ آسمان ہنرم حضرت ابراہیم اس سے کہ یہ آسمان برزخ حقیقی میان عالم خرب شہادت ہو اور حضرت ابراہیم خلیل میں اور آنجناب حبیب ربوبین ہو کہ بیت المعمور کے پاس تین پیالے لائے گئے ایک میں شراب دوسرے میں دودھ تیسرے میں شہد حضرت محمد نے کسی قدر شہد پیا اور شراب کو نہ پیا اور دودھ کو اختیار کیا جسطرح پہلے دودھ پیا تھا حضرت جبریل نے کہا دودھ پیدائشی دین اسلام کی صورت ہے چہرہ پر میں نے پانی کی است اور بعض روایات میں چار پیالے لکھے ہیں ایک زانجل بانی کا تھا مگر حضرت صلعم نے دودھ کو اختیار کیا تب فرشتوں نے آفرین کیا اور کہا اگر آپ پانی اختیار کرتے تو است آپ کی عرق آب ہو جاتی اور جو شہد لیتے تو لذت دنیا میں گرفتار ہو جاتی اور اگر شراب لیتے تو شہادہ ہو جاتی دودھ کے اختیار کرنے میں آفت و بلا ہے سچی لیکن چونکہ خوراد و در آنجناب چھوڑ دیا اس سے حضور گناہ اتنی بہت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے کہا اب شیرانی ماندہ پی لون جبریل نے کہا تقدیر نہیں الہی حضرت نے بہت تاسف کیا تھا اختیار کراد و دھ کا قافل ہو و باب اختیار است علم و ہدایت کو کہ اسلام عبادت اس سے ہے کیونکہ عرب کو دودھ میں نہایت منفعت ہو اور وہ محبوبین انبیاء و ائمہ کو کوئی دودھ پینا خواب میں دیکھے تو موافق اہل دین صحیحہ کے تعبیر کی حصول علم و حکمت ہے کیونکہ منفعت علم عالم بجاں نیا و آخرت ہو بالجمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے مقام سے سدرہ بر لایا اور مجھے حضرت کیا میں نے کہا اس وقت مجھے کیوں تنہا چھوڑا ہو کہ یا رسول اللہ مجھے پہناتے آگے بڑھنے کی طاقت نہیں ہو و اسناد الالہ مقام معلوم میں یہاں تک آپ کے ساتھ خواب آپ تشریف لے جائیے خواجہ عالم نے فرمایا اٹھ کر کیا تمہاری ساتھ رہنے کا اور کہا تمہارا ہاتھ جاکلک لی اللہ عظیم کہ سوا سے بیان ٹھہرتے ہو یہ مگر حضرت نے جبریل کا ہاتھ پکڑا اور ایک قدم اپنی جانب کو کھینچا جبریل نہایت خوف ہو چھوڑ دیا اور رونے لگا اور کہا یا رسول اللہ مجھ کو سب مقام پر پہنچاؤ و اگر ایک انگلی کے برابر کے بڑھو گا تو جلال کی پائی سے مل جاؤ گے ہو جاون کو نور و انوار لا حرقہ تب حضرت نے دست مبارک سے اشارہ کیا اور ان کے مقام پر کہ اپنے بریں کی راہ وہاں سے تھا پہنچا یا اور ایک بیت پر کہ فرمایا جب سدرہ سے آگے بڑھاؤ جبریل نے کہا آپ آگے چلے میں نے کہا تم چلو کہ یا محمد تقدیر فانی کہ علی اللہ یعنی سو میں آگے بڑھاؤ جبریل پیچھے چلے پھر پہنچا یا جھکو جاب نہایت تک اور اس کو لایا اور آرائی کہ کون چہرہ کا میں ہوں جبریل اور سب ساتھ محمد بن خرقہ نے جاب کے اندر سے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر جاب کے پر سے آواز آئی صدق عبدی انا اکبر انا اکبر پھر فرشتے نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر جاب کے پر سے آواز آئی صدق عبدی انا اللہ لا الہ الا اللہ پھر فرشتے نے کہا اشلان محمد رسول اللہ





جب کبھی حضرت صلعم کو رنج ہوتا تھا تو نماز شروع کر دیتے تھے نقل ہے کہ جب حضرت رحمۃ اللعالمین عرض علی کے بیٹے پہنچے تو خوف لاحق ہوا اسی دم ایک قطرہ شیریں بامزہ دین مبارک میں گر کر اہل علم اولین و آخرین کشف ہو گیا روایت ہے کہ فرمایا حضرت فاطمہ علیہا السلام نے کہ میں نے ایک روز حضرت سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا کیا کلام فرمائے ارشاد کیا کہ اللہ نے میری امت کی چند شکایتیں فرمائیں ایک یہ کہ میں رزق و روزی بندگان کا ضامن ہوں اور تیری امت اس ضمانت پر اعما و نہیں کرتی دوسرے یہ کہ تیری امت کے واسطے میں نے جنت بنائی ہو مگر وہ غبت اسطون نہیں کرتی تیسرے وہ رخ کے دشمنوں کے واسطے بنا ہوا اور امت تیری سامعی اسی میں جانے کی ہے جو تھے خلوت میں گناہ کرتی ہو اور مجھے نہیں شرماتی اور بدرون سے بخوات لا امت ڈرتی ہو پانچویں میں گل کا کام اُسے آج نہیں لیتا اور وہ برسوں و مہینوں و مفتون کا رزق مجھے طلب کرتی ہے چھٹے میں روزی اسکی دوسرے کو نہیں دیتا اور وہ میری عبادت و طاعت خیر کو دیتی ہے پینے ریا کے طور پر طاعت کرتی ہے اور غیر کو میری عبادت میں شریک کرتی ہے ساتویں تیری امت خیر سے عزت چاہتی ہے حالانکہ عزت دینے والا میں ہوں آٹھویں نصحت میں دیتا ہوں شکر اور کا کرتی ہے نوین میں انکی نافرمانی کی شکایت اپنے فرشتوں سے نہیں کرتا اور امت تیری انکے رنج و بلا میں لوگوں سے میری شکایت کرتی ہے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ سخنان پوشیدہ معراج سے کوئی بات ارشاد ہو فرمایا کہ اللہ نے کہا اے محمد امت سابقہ جو گناہ کرتی تھی عذاب نازل کرنا تھا اور جو یہ امت گناہ کرتی ہے تو پروردہ و التا ہوں روایت ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے محمد تیری امت دو قسم ہے طبع و عاصی مطیعوں کی طاعت میری رضا ہے اور عاصیوں کی معصیت قضا ہے پھر جو میری رضا ہے ہو مقبول ہے کہ مقتضائے کرم ہی ہے اور جو میری قضا ہے ہوہ لائق عفو ہو کہ یہی مقتضائے رحمت ہے ان عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ صاحب ہے کہا اے محمد کچھ سندھا کر عنایت کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آئی تو میرے مطلب آگاہ ہو فرمایا تفصیلات امت سے نگین رہتا ہے سو تفصیلات فرائض میں تو شفیع ہو اور تفصیلات ضمن میں میں شفیع ہوں اور بعض ثقات نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ مجھے وحی ہوئی اے محمد تمہیں اور تیری امت میں کئی شرطیں ہیں اول جو کوئی اطاعت کرے گا اسے روزہ روزہ کا اور بقدر استطاعت اس سے اطاعت چاہو گناہ لائق ہے اور جزا اسکی کرم کے موافق دو گنا دوسرے جو کوئی گناہ سے تو بکرے کا قبول کرو گناہ سے ہفت اذام پر نہ کرے ونگا اگر چھ گناہ سے ملوث ہو گئے او ایک مشغول بہ طاعت تو عضو طبع کے طفیل سے سب کو بخشو گناہ چوتھے میں دل کو دیکھتا ہوں اگر گناہ کرے پشیمان ہوتا ہے تو عفو کرتا ہوں پانچویں جب میرا بندہ گناہ پر اصرار نہیں کرتا اور نادم ہوتا ہے تو اسکو درود بیماری دیتا ہوں تاکہ قارہ گناہ ہو جائے چھٹے افعال تیری امت کا شمار افضل کرتا ہوں نہ عدل اگر طاعت زیادہ ہوتی ہے تو اسکی جزا دیتا ہوں اور جو معصیت زیادہ ہوتی ہے تو اسکی ظلم کرنے والے پر مکتا ہوں ساتویں تیری امت کا حساب کرم سے کرو گناہ اور گناہ انکے اپنے فضل سے بخشو گناہ و جنت میں رحم سے لیجاؤ گناہ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو پانچ پیغام میرے پہنچاؤ و پہنچاؤ اگر تم کسی کو سبب حسان کرنے کے دوست رکھو تو مجھی کو دوست رکھو کہیں کہ میں



نہ بہت احسان کیے ہیں دوسرا اگر کسی سے خوف کرو تو مجھی سے کرو کہ میں زیادہ اُسے قدرت رکھتا ہوں تیسرا اگر کسی سے امید رکھو کہ وہ کو بہنچینگے تو مجھی سے امید وار ہو کہ مراد میں دینے والا میں ہوں اور حاجات بر لانے والا میں ہوں اگر دعا مانگو تو مجھی سے مانگو اور جزا التجار کو تو مجھی سے کرو چوتھا اگر کسی سے شرم رکھو جھانکے میں تو بہتر ہو کہ مجھے رکھو کہ جسے جھانکاری ہوتی ہو اور مجھے فاداری یا بچوان اگر کسی کی خدمت کرو جان و مال سے تو بہتر ہو کہ مال کو میری راہ میں صرف کرو اور جان و تن کو میری خدمت میں حاضر کرو کہ میں خلف و کذب سے منزه اور غرض و طمع سے تبرہ ہوں حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا میں نے اللہ کو اچھی صورت میں اور مجھے حق تعالیٰ نے پوچھا کس بات میں ملائکہ ملاوا علی کے جھلکے میں نے کہا اُنہی تو عالم ہر سو رکھی اللہ تعالیٰ نے شبلی اپنی درمیان دونوں شانوں میرے کے کہ پایا میں نے اتر حمت و راحت کا درمیان دونوں پستان اپنی کے پھر جو کچھ آسمان وزمین میں مغیبات سے تکمل گیا پھر پوچھا مجھے اے محمد کچھ جانتا ہو فرشتے کیا کہتے ہیں میں نے کہا کفارات یعنی عبادات میں کلام کرتے ہیں فرمایا کیا ہیں کفارات میں نے کہا الکفارات باغ الوضوء فی المکارہ و الہشی بالاقدام الی الجماعات و انتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ یعنی پوشیدہ کرنے والی گناہوں کی تین چیزیں ہیں پہونچانا پانی وضو کا مقامات وضو میں وقت سرواٹھ اندھن کے اور جاننا پیداوار واسطے جماعت نمازوں کے اور انتظار نماز کرنا بعد اسے نماز کے جو کوئی ان تین چیزوں پر قیام کرے زندگانی اُسکی بوجہ حسن بسر ہو اور اس عالم ناپائیدار سے نیکنامی کے ساتھ عالم پائیدار کو جائے اور گناہوں سے پاک رہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب عضوین لکھتین خواجہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کف کفایت اُنہی سے شرف ہوا اور علم مغیبات ارض و سماوی منکشف ہو گئے تو حضرت حق نے پوچھا فیم یقیمتم الملائکۃ اعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا فی الکفارات والنہیات واللہ ربّات و التملکات حق تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد پھر فرشتوں کو خطاب ہوا کہ اے ملائکہ تم نے حلال ملکات کو پایا پوچھو اس سے جو مشکل ہو اسرا فیل نے پوچھا یا محمد کیا ہیں کفارات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شایع النہی و الخ فرمایا حق نے سچ کہا ہے تو اے محمد صلعم پھر میکائیل علیہ السلام نے پوچھا کیا ہیں درجات یعنی جس سے بندوں کے درجے بلند ہوتے ہیں فرمایا اطعام الطعام و انشاء السلام و الصلوۃ باللیل و الناس ینام یعنی کھانا کھانا اور سلام ظاہر کرنا اور رات میں نماز تہجد پڑھنا کہ لوگ سوتے ہوں حق تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد پھر جبریل علیہ السلام نے پوچھا کیا ہیں نجات دینے والی چیزیں عذاب اُنہی سے کیا ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حشیدۃ اللہ فی البستر و العلانیۃ و انقصہ فی الفقر و الغنا و انقصہ فی الغضب و الرضا یعنی ڈرنا اللہ سے پوشیدہ و ظاہر و میانہ روی و روشی و تو لگری میں اور راستی غضب و خوشی میں یا یہ معنی ہیں کہ ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرنا اور نیکی و فراخی میں رخصا مند رہنا اور غصہ میں حد سے تجاوز نہ کرنا فرمایا حق تعالیٰ نے صدقت یا محمد پھر عزرائیل نے پوچھا کیا ہیں ملکات یا محمد فرمایا حضرت حق نے شیخ مطابق و ہوا شیخ و انجاب اللہ بنفسہ یعنی بخلی

انعام کی گئی کہ جو کلمہ اسے نقل کرے شیطان کے کہے پر چلنا اور ہوائے نفس کی پیروی کرنا اور اپنے نفس کو نیک عقائد  
 کے تابع بنانے والی ہے فرمایا حضرت یحییٰ علیہ السلام کہ جو چار لاکھ چار ہزار برس سے ان چاروں سکون میں یہ چاروں فرشتے  
 گفتگو کر رہے تھے اور جواب نہیں جانتے تھے شب معراج میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے خاطر جمعی ہوئی جبکہ جواب یا  
 بعض اہل بیت سے یہ وجہ بھی معراج کی لکھی ہو لیکن لایعنیٰ کہ کیونکہ اصل وجہ طاقات حبیب تھی اور سب ادبیات ہیں بالجمہ جب  
 حضرت محبوب رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم عرش مجید پر پہنچے تو ارشاد ہوا کہ ثنا کی میری تب حضرت علی  
 کہنا التحیات اللہ والصلوات والطیبات حق تعالیٰ نے فرمایا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر حضرت معلم نے  
 کہا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین جب ملائکہ ملکوت نے یہ رتبہ ملاحظہ کیا تو اکبار کی سب بجا آگئے اشہد ان لا الہ الا اللہ  
 واشہد ان محمد عبیدہ ورسولہ اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا التحیات آخر تک کہنا گویا حضور بادشاہ میں کورنش و تہنیت  
 اور خداوند تعالیٰ کا السلام علیک تا آخر فرمایا جیسے بادشاہ اپنے مقرب کا سلام بہ مہربانی و توقیر لیتے ہیں پھر آنجناب کا السلام  
 علینا آخر تک کہنا اب اس پر جیسے عالی ہمت مقرران بادشاہی بوقت توجہ نسبت بخود اور ان کو یاد فرماتے ہیں تاکہ وہ بھی  
 مشمول مراحم ہوں اور ملائکہ کا اشہد ان لا الہ الا اللہ کہنا گویا بادشاہ کی اور اس مقرب کی تعریف ہو اور قعود نماز میں پڑھنا  
 اسی واسطے مقرر ہوا کہ حال معراج یا دوسرے کوئی قعود جملہ صورتوں سے زیادہ دلالت توقیر پر کرتا ہے نقل ہے کہ جب  
 خداوند عالم نے قلم کو پیدا کیا تو فرمایا لکھ قلم نے کہا کیا لکھوں فرمایا لا الہ الا اللہ چار ہزار برس میں قلم نے یہ کلمہ لکھا پھر فرمایا  
 لکھ قلم نے عرض کیا کیا لکھوں ارشاد ہوا محمد رسول اللہ چار ہزار برس میں قلم نے یہ اسم مبارک لکھا پھر فرمایا لا الہ الا اللہ  
 یہ کون ہے جس کا نام نامی تیرے اسم گرامی کے پاس لکھا ہے خطاب ہوا کہ یہ اسم محمد عربی نبی آخر الزمان کا ہے قلم کو عشق پیدا  
 ہوا اور بے اختیار بول اٹھا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حق تعالیٰ نے آنجناب کی نیابت کر کے جواتین  
 فرمایا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین پھر وہ سلام وجواب امانت رکھا گیا شب معراج میں آنجناب کو پہنچایا اور  
 جواب اپنا آپ کی زبان سے کہلایا اسی واسطے سلام سنت ہے اور جواب فرض اور اس میں اشارت ہے کہ سلام قلم کا اللہ  
 تعالیٰ نے صنایع نہیں کیا ہم امیدوار ہیں کہ صلوٰۃ و سلامات ہماری کہ آج ہم آنجناب معلم پر بھیجتے ہیں فدائے قیامت  
 آگے پہنچاؤ گے اور سبب مغفرت سبب است و باعث رفع درجات کر گیا اگر کوئی سہرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 عباد الصالحین کو معراج میں یاد فرمایا وہ گنگاؤں کو یاد کیا تو جواب یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا السلام علینا اسمین گنگاؤں کا  
 شمول ہے اور عباد الصالحین کو علیحدہ کیا ہے اور ان کو اول نظر غریب پروری یاد کیا ہے کیونکہ کہ نعمتی کرامت گنگاؤں کی نہ  
 بھلا سکے چاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور مراجعت کا حکم ہوا چنانچہ حضرت سید المرسلین جیسو سے قلم مقصود  
 تشریف لائے تھے اسی طرح مقام جبریل علیہ السلام تک پہنچے حضرت جبریل نے انہیں کیا مبارک ہوا آپ بہترین  
 خلایق ہیں مثب اللہ نے آپ کو ایسے مقام پر پہنچایا کہ کسی مخلوق آدمی کو نصیب نہیں ہوا اور نہ کوئی فرشتہ مقرب



حضرت کو بہشت میں لے گئے تو وہاں کے لوگ اکثر فقیر و درویش نظر آئے پھر دوزخ دیکھی تو وہاں منکب و جبار و ظالم و باکبار دیکھ کر پڑ پڑ کر عزرائیل سے طاقات ہوئی اُن سے سفارش است کے واسطے فرمائی کہ قبض روح میں تکلیف نہ دینا پھر وہاں سے جہنم حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا پچاس وقت کی نماز بخاری است سے ادا ہو سکیگی است علیہ تخفیف کرنا چاہیے کہ حضرت اُن سے پھرے اور درخواست تخفیف کی چالیس وقت کی نماز میں پھر حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور فرمایا دس وقت کی تخفیف ہوئی پھر حضرت موسیٰ نے کہا ابھی است سے ادا ہو سکیگی لہذا حضرت جنتہ للعالمین پھر تشریف لے گئے تو دس وقت کی اور تخفیف ہوئی جب پھر حضرت موسیٰ کے پاس آئے اُنھوں نے پھر واپس بھیجا کہ آنحضرت پھر تشریف لے گئے تو دس وقت کی اور کم ہوئی باکھلا یا پچوین بار میں پانچ وقت کی نماز باقی رہی تب پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مبالغہ کیا تھا مگر شفیع الامام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب بار بار و بار بار بے نیاز میں عرض کرنے سے شرم آتی ہو اب میں اس پر اضافی ہوا اسی وقت حضرت عزت جل جلالہ سے خطاب ہوا کہ امیر محمد ایک ایک وقت کی نماز دس دن کے برابر قبول کرو گا کہ پچاس ہو جائیں تب آپ صوفیہ میں لکھا ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صورتیں تھیں بشری ملکی حق کا قال اللہ انا انما بشر شکم وقال علیہ السلام انی است کا جب کم است عند ربی ہو یعنی یوسفین ولی مع اللہ وقت لا یعنی قیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اور حق جل علی نے ہر ایک صورت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا یا صورت بشری کلمات مکررہ بطرح قل ہو اللہ احد اور صورت ملکی سے بحرون مغرودہ چون کہ بعض حق اور بصورت حق بہم فادھی الی العبدہ ما ادھی اور ذلیل صورت ثالثہ ہر ایک یہ ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من رانی فقد رانی الحق اتھمل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ جبریل علیہ السلام ام ہانی بنت ابیطالب کے گھر تشریف لائے حضرت عمار کی روایت میں تین ساعت اس سفر میں گذرے اور وہ ابن منبہ و ابن ابی نعیم کے قول پر چار آریاں لکھتے ہیں کہ حضرت نے وقت معاہدہ صحرا سے ذی طوی میں جبریل سے فرمایا کہ قریش اس واقعہ کی انکار کرینگے کہا کچھ ڈنہیں ابو بکر تصدیق کر گیا اول اور وہ ہی صدیق اس مقام سے مفہوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر کو اللہ تعالیٰ نے یہ سبالات دکھائے تھے چنانچہ مواہب صوفیہ میں ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امیر سب اول جلال کبریا میں سے مستوحش تھا جبکہ واز ابو بکر کی آئی قف یا محمد قان ربک یصلی تباطمینان ہوا اور اللہ نے فرمایا اسی واسطے واز ابو بکر کی سنائی کہ وہ تیرا دوست ہوا انتہی اور مرا و صلوة سے اس جگہ رحمت خدا ہوا ام ہانی سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات میں گھر میں تھے صبح ہوئی تو ارشاد کیا کہ جبریل رات کو مجھے بیت المقدس میں لے گئے وہاں سے افلاک پر اور قبل صبح پھیلے ام ہانی کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ اس راز کو مسکروں کے روبرو نہ کہنا وہ جل کر زنی کرینگے فرمایا اللہ ام ہانی میں کہو گا حضرت عباس سے روایت ہو کہ صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موضع حجرین جلو فرماتے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کہ ابوجہل لعین آیا اور زور سے تسمیر و محک بولا کہ یہ کیا استفادہ کیا فرمایا ان رات کو میں نے سنا کہ اسے کہا کہ ان کا حضرت نے با تفصیل  
 سراج کا حال فرمایا کہ رات کو گئے صبح کو پھر آئے بھلا اور دن سے بھی بیان کرو گے فرمایا ان سے کہ ابوجہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 آواز دی وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رو بہ و حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی تقریر تفصیلی کو اعادہ کیا آنحضرت نے فرمایا  
 بیٹے اور اہل بیت بعد اسکے ابوجہل نادانی سے مع جا عہدی کعب لوی ابوبکر صدیق کے پاس گیا اور تمام احوال حضرت کی زبانی بیان کیا  
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ حضرت نے فرمایا ہے سب سچ ہے ہر سورتفاوت نہیں خدا کی قدرت سے بعید نہیں دیکھو جبریل  
 علیہ السلام آسمان ہنرمند کے اوپر سے آئے ہیں اور پھر چلے ہیں وہ مرد و مشر مند ہر بعد اسکے بعض قریش نے جب کہ بیت المقدس  
 دیکھ چکے تھے وہ نشانیاں پوچھنے لگے حضرت نے اعانت عالم الغیب ایسے ٹھیک نشان بتلائے کہ رہنے والا وہاں کا بھی بیان کرے  
 اور بیت ابو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد قصبی کے صفات بیان کرنے میں کچھ شبہ پڑا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے پڑ  
 بیت المقدس کو لاکر عقیل بن اریطالب کے گھر کے متصل سامنے رکھ دیا تھا پھر قریش نے پوچھا کہ قافلہ راہ میں ہیں کسی کو دیکھا  
 فرمایا آئیں روحا کے اندر ایک قافلہ پر گیا اور اونٹ کھو گیا تھا اسے ڈھونڈتے تھے اور منزل پر بانی کا پیا لایا تھا کہ تھامین نے  
 اسکا پانی بیا جب وہ تلاش کر کے آئے تو پیا لایا سیاہی پر مایا جب وہ آوین سب پوچھ لینا اور فرمایا کہ جب پہنچا میں ذی مروین ایک  
 قافلہ پر تو دو مرد ایک اونٹ پر سوار تھے اسکا اونٹ میرے برائے کو دیکھ کر بھڑک اٹھا ایک آدمی گر پڑا اسکا ہاتھ ٹوٹ گیا جب وہ پوچھ پچا  
 پھر قریش نے کہا ہمارے گھر کا قافلہ کہاں دیکھا تھا فواید تنبیہ میں اور جتنا ان کے پاس اسباب تھا اور جتنے قافلے میں آدمی تھے  
 ایک ایک نام تمام بیان کیا اور کہا دو اونٹ خاکستری رنگ تھے خط طغراء سے تھے وہ دونوں آگے آگے قافلے کے تھے  
 اور فرمایا یہ قافلہ برسوں وقت طلوع آفتاب آہنگا پھر وہ لوگ حضرت کے پاس سے گئے اور کہا وہ اللہ بقدر قصہ عجیب ثابتہ یعنی قسم  
 خدا کی مجھ نے بیان کی ٹھیک بات مگر اب میں ہنر ل میں پیچ و تاب کھاتے اور کہتے کہ جہانک ہو سکے سب باتوں کو تحقیق کرنا  
 ضروری کوئی بات تو خلاف تکلیف کی اسی کو ذریعہ تکذیب کرینگے چنانچہ روز بروز عود بعض منکر فرج کے وقت گھر سے نکل آہ میں بیٹھے اور  
 طلوع شمس کے منتظر رہے اور قافلہ کو آنے لگے اور اپنے ٹھکانوں کے نام لیکر دعا مانگنے لگے کہ قافلہ آوے اتنے میں کسی نے کہا کہ وہ قافلہ  
 آیا ہے آنکھ اسکا دیکھا تو قافلہ چلا آیا ہے جب پہنچ گیا تو وہ باتیں پوچھیں جو حضرت نے فرمائی تھیں سب درست نکلیں قریش  
 منہموم ہوئے اور اپنی شرارت سے کہنے لگے ہذا صحیحین روایت ہو کہ جن وز معراج کے سفر سے حضرت تشریف لائے علی الصباح  
 جبریل علیہ السلام آئے صبح سے عشاء تک پانچ وقت کی نماز میں السلیلین و جمہور صحابہ کے ساتھ اول وقت بہ امتداد کی دوسری  
 دن پھر نماز کے آخر وقت آئے اور اسی طرح آخر وقت بہ امتداد نماز پڑھی تب حضرت معلّم کو اول و آخر وقت ہر نماز کا معلوم ہوا  
 اور ہر نماز میں سوائے مغرب کے دو دو رکعت فرض ہوئیں تھیں پھر یعنی نمازوں میں دو رکعت اور شکر انکی زیادہ ہوئیں اسی  
 واسطے سفر میں قصر کا حکم آیا اور چونکہ مغرب میں تین رکعت فرض ہوئیں تھیں انکو سفر میں بہ دستور رکھا یعنی ظہر و عصر و عشاء کی  
 دو رکعتیں پھر نماز میں فرض ہو اور جب کوئی مقیم مسافر کا مقتدی ہو تو مسافر دو رکعتیں پڑھ کر سلام دے اور مقیم اپنی نماز

فصل اوقات نماز



بہارِ نبوی

پوری کرے لیکن نماز میں سولے رکوع و سجود کے کچھ حصہ نہ چاہیے کہ ان فی الذرا لکھتا رہا فائدہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ  
تفسیر کریمہ فی فتنہ فکان قاب قوسین او ادنیٰ میں فرماتے ہیں کہ دنیٰ یعنی نزدیک ہوئے محصل علم اپنے پروردگار سے یکلیف  
فتنہ پس اٹھایا حجاب کو اور حضرت اس حجاب کے اندر گئے پھر اس حجاب کو بدستور چھوڑ دیا وہاں کسی ملک مقرب کی گنجائش تھی  
اور حضرت کو پھر کسی نے نہیں دیکھا اور حضرت نے حجاب بے نہایت طرے حتیٰ کان میں اکھٹے محبوب قاب قوسین یعنی یہاں تک  
کہ فرق تھا درمیان حبیب و محبوب کے بقدر وقوس کے کہ ان فی تاج الذکورین اور شرح تصرف میں لکھا ہے کہ جب حضرت نبی کریم  
جبریل سے جدا ہوئے تو سات اور مقام طرے کیے کہ جبریل ول مقام سے بھی خبر نہ تھے پس اس کریمہ کے معنی شکل میں اور بعض ارباب  
حال نے لکھا ہے کہ قوسین سے مراد جاجین ہیں یعنی دونوں ابرو سے زیادہ قرب ہوا اور ادنیٰ عبارت ہے کہ آنکھ کی سیاہی پھری  
سے یعنی قرب حضرت کا جناب آبی میں ایسا تھا جس طرح قرب و ابرو کا باہم لگنا اس سے بھی نزدیک تر تھے جس طرح سپیدی  
آنکھ کی سیاہی سے ملتی ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا ترک نفسہ فی السماء فتدلی اور ترک قلبہ فی سدرہ المنتہی و ترک و حجاب  
قوسین او ادنیٰ فقہی اسرور یعنی چھوڑ اپنے نفس کو آسمانوں پر پھراگے بڑھے اور چھوڑا دل مٹھ کر سدرہ المنتہی پر اور چھوڑا  
روح کو قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام پر باقی رہا سرسکا اور پروگاڑا سکا تو کہا نفس کمان ہو دل و رول نے کہا کمان ہو  
روح اور کمان روح نے کہاں ہو سرور کہا سر نے کہاں ہو دوست فرمایا خدا نے اس نفس تیرے واسطے نعمت ہے اور مغفرت اور دل  
واسطے تیرے عشق و محبت ہے اور دل روح تجھ کو بزرگی و نزدیکی ہے اور دل سر تیرے واسطے ہوں اور قوس تیرے واسطے ہے خدا کی طرف اور دل  
یہ اس واسطے کہا تاکہ حضرت کا قرب دریافت ہو اور تفسیر تیسرے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا تفسیر میں کریمہ مذکور کہ  
فرق تھا درمیان دونوں کے برابر وہاں یعنی قوسین یعنی ذرا چین اور ذراع کو قوس اس لیے کہتے ہیں کہ قیاس کیا جاتا ہے اس سے  
مذہب بلکہ وہاں سے بھی فرق کم تھا بیش تھا کوئی ملائے والا اور منع کرنے والا قرب و بعد میں مگر و نظر سے خدا کی طرف یعنی ایسے  
بلے ہوتے خدا سے تھے جس طرح دنیا میں وزیر اور امرا بادشاہوں سے کان ملائے بائیں کیا کرتے ہیں اور بوجہ حسن نوری رحمۃ اللہ علیہ  
کسی نے منی دینی فتنہ کی کہ پوچھے فرمایا امین جبریل گنجائش نہیں پھر فوری کی کیا حقیقت ہے اور کون ہے نوری جو انکشاف کیا  
سرکار پھر کمان دینی نبی کے پیچھے ہوتا ہے وہاں نجد کمان اور تکی مکان میں ہوتا ہے مکان کا وہاں کیا اسکان اور فکان عبارت  
نمانہ سے ہر زمانہ وہاں کمان اور قاب اشارہ مقدار کا ہے اور مقدار کا وہاں کیا شمار ہے اور قوسین کنایہ ہر مثال کا اور مثال کا وہاں  
کیا خیال اور اوکھ ہے ہر شک کا شک خود وہاں محدود ہے اور ادنیٰ مبالغہ ہے و نو میں یعنی نزدیک تر میان نزدیک تر کی کیا گفتگو  
یہ مقام اظہار و بیان سے دور ہے اور علم جمیع خلایق کا اس آیت کی تفسیر میں معترف بہ قصور ہے اور بعض تفسیر اس آیت کی یوں  
کرتے ہیں کہ دنیٰ عجب لہنی کیا پروردگار کے پاس حالت عبودیت میں فتنہ فدا اور آیا وہاں سے مرتبہ فروانیت میں دنیٰ کہ  
کہ کارہنے والا فتنہ لکھتا دنیٰ قریش فتنہ عیشی دنیٰ عجاہ فتنہ لکھتا دنیٰ مشاہد یعنی آیا وہاں سے فرشتہ غم کو کرجانی دفعہ قرشی تھا  
آتی دفعہ قرشی ہوا گیا عجاہ اور آیا مشاہد و دنیٰ طالب فتنہ لکھتا دنیٰ واصل یعنی کیا طالب و آیا مطلب کو پہنچ کر دنیٰ و مدد الرحمن

فقدتلی و مدح ارحم یعنی کیا تو اسکے ساتھ شفقت تھی اور آیا تو اسکے ساتھ رحمت تھی دلی افتقار افتدلی افتقار یعنی کیا حالت فقر تھی  
اور آیا فقر تھی کہ دنی مناد یافتلی سنا جی یعنی کیا نہ کرتا ہو ایسے یا نجات پا کر دنی مادہ یافتلی مدح یعنی کیا مدح کرتا اور آیا مدح  
دنی شاکر افتدلی شکر یعنی کیا شکر کرتا ہو اور آیا شکر ہو کر اور حکمت ذکر تو سین میں یہ کہ جب اہل عرب باہم عہد بند تھے تھے  
اور چاہتے تھے کہ پھر وہ عہد نہ ٹوٹے تو دونوں عہد بند مٹنے والے اپنی کانین لاتے اور کمانوں کو ملاتے اور ایک فہنی کمانوں کا قبضہ  
پکڑتے اور ایک کھینچ کر تیر چلاتے اس بات سے کہ عہد ہو جاتا پھر کوئی اس عہد سے ہرگز نہ پھرتا تھا جو رضا اسکی دہ رضا اسکی پڑت کر کے  
اشارہ ہو کہ خداے تعالیٰ کو حضرت سے اس قدر قرب و محبت ہو کہ قبول ہو رسول اللہ کا وہ قبول ہو خدا کا اور جو مردود ہو رسول خدا  
وہ مردود ہو خدا کا چنانچہ کام مجید میں کئی جگہ واقع ہو اور بعض اہل تفسیر نسبت دنی کی ہر ای منی جبریل من الارض  
یعنی تروکیت جبریل میں سے یعنی آسمان سے زمین پر یافتلی ای فاسرسل الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی پیام الہی حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کو پہنچایا تو وہ پیغام برحق ہوا مہراج کی راہ کا فکان قرب ہما قبا تو سین ای قدر ذرا عین یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اور  
جناب کریمین برابر دو گوشہ کان کے قرب تھا اور بعض کہتے ہیں ثمودی یعنی نزدیک ہو حضرت سرور کائنات خداے عزوجل سے فکرت  
پس سجدہ کیا خداوند رب العزت کو اور سجدہ عبادت ہو حصول قرب سے حدیث میں آیا ہے اقرب الیون العبدین ربہ ان کیون  
ساجد یعنی بندہ کو سجدہ کرنے کے سببے خدا کے نزدیک قرب حاصل ہوتا ہے کہ انی الزاہری اور بعض کہتے ہیں دنی اشارہ ہو حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس کے مقام کا اور فکرت اشارہ ہو مقام غیبی اور قبا تو سین اشارہ ہو مقام روح سے اور آواز نے  
اشارہ ہو سر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان چار مقام پر ذات اور دل و روح اور سر ایک اپنے مطلب کو پہنچنے مثلاً ذات طہر کی  
مقام خدمت میں اور دل مقام محبت میں اور روح مقاب قرب میں اور سر مقام شاہد میں قائمہ در بیان بعض عجاہات  
جو حضرت سرور کائنات نے آسمان اول پر عائد فرمائے از اجلہ یہ کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک گروہ فرشتوں کا  
نظر آیا صغیر ہاڈ سے اور سر جھکائے ادب سے کھڑے ہوئے یہ سبج پرستے تھے شہج قدوس ربنا لکنا لکنا والروح میں نے جبریل  
پوچھا کہ عبادت ان فرشتوں کی یہی ہے جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں جبرن سے آسمان بنا ہر اس ن سے قیامت تک انکی  
عبادت ہی ہے جنت تعالیٰ سے آپ بھی سوال کیجیے تو یہ طریقہ آپ کی امت پر بھی لازم ہو سو میں نے خدا سے دعا کی اسی وقت یہ عبادت  
بخش فرمائی کہ قیام نماز میں فرض ہوا انسان مسلمان کو واجب ہو کہ قیام کو نماز میں خوب ادا کرے اور تہمد اسکا یاد رکھے پھر  
حضرت نے پوچھا ای جبریل یہ فرشتے شمار میں کتنے ہونگے جبریل نے کہا تعداد انکی سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں و انیاقم  
ربک الا ہو یعنی نہیں جانتا نہ خدا کے لشکر کو مگر وہی خدا بعد اسکے حضرت آدم ابو البشر علیہ السلام سے ملاقات کر کے گے  
تشریف لیچے تو ایک غسفیہ عظیم الشان نظر آیا کہ ایک پیر اسکا عرش تک و اس تحت الشری تک و ایک بازو شرق میں دوسرا  
مغرب میں اور سر باقوت کا پر نور کے لگائے و طیفہ اسکا محمد خدا حضرت نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ کون ہے انھوں نے کہا  
یہ ملائکہ ہاں یہ وہ فرشتے ہیں کہ جب ات آفر ہوئی ہے تو یہ فرشتے پر اپنے جبار کرتا ہو بنجان الملک القدوس البکر

فقدتلی و مدح ارحم

بیان بعض عجاہات آسمان اول



الشَّعَالُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ سَوَّاسُ كَيْفٍ تَوَارَىٰ مِنْ تَحْتِهَا عَرْشُهُ عَنِ الْمَقَاطِعِ أَلَمْ يَكُنْ لَكَ دُعَاءُ يَوْمَ  
 تَوَارَىٰ مِنْ تَحْتِهَا عَرْشُهُ عَنِ الْمَقَاطِعِ أَلَمْ يَكُنْ لَكَ دُعَاءُ يَوْمَ تَوَارَىٰ مِنْ تَحْتِهَا عَرْشُهُ عَنِ الْمَقَاطِعِ  
 جبرائیل علیہ السلام اور عذرا ظاہر ہوتی ہے جب ظہار عفت کرتا ہے برف پیدا ہوتی ہے کہما قال اللہ تعالیٰ الم تر ان اللہ یزجی سحابا  
 طباری وہاں حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ کہتا ہے راہ میں ایک طاعن نظر آئی کہ معنی بولی اسی وقت کاٹنی ایک آنے کے  
 سات سو آنے حال کرتی حضرت جبرئیل نے کہا لوگ مجاہدین فی سبیل اللہ منافقین اللہ میں کہا و فی القرآن العظیم فی سورۃ البقرہ  
 مَثَلُ الَّذِينَ يُبْغُونَ آمَنًا كَمَثَلِ الْيَهُودِ الَّذِينَ بَدَّلُوا لَهْجَتَهُمْ فِي كُلِّ مَلَاكَةٍ مَّا تَبَدَّلَ لَهْجَتُهُمْ شَبَّاهُمْ فِي كُلِّ مَلَاكَةٍ  
 اللہ کی راہ میں جیسے ایک آنہ اس سے گین سات البیان ہر مالی ہین سو سو دنے چھ کچھ لوگ مقرر ہے کہ فرشتے انکا سر پھروں سے  
 کچلتے تھے پھر حالت مہلی پہنچ جاتے تھے پھر کچلتے تھے حضرت جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ نماز جمعہ و جماعت میں سستی کرتے ہیں اور  
 رکوع و سجود کو اطمینان داتہ ہیں کرتے اور نماز میں وقت پڑھتے ہیں کہا و فی القرآن العظیم فی سورۃ البقرہ مَثَلُ الَّذِينَ يُبْغُونَ آمَنًا  
 ان نمازیوں کی جہانی نماز سے پھر ہین پھر اور جماعت پر گزرے کہ بھوکے پیاسے ننگے طعام و شراب و فرخ کی طرف چار پاؤں کی طرح  
 جاتے ہیں فرشتے انکو لکھتے ہیں جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو زکوہ نہیں دیتے اور فقیر پر رحم نہیں کرتے اور صدقہ فطرو قرانی سے انکا  
 رکھتے ہیں کہا و فی القرآن العظیم فی سورۃ البقرہ مَثَلُ الَّذِينَ يُبْغُونَ آمَنًا كَمَثَلِ الْيَهُودِ الَّذِينَ بَدَّلُوا لَهْجَتَهُمْ فِي كُلِّ مَلَاكَةٍ  
 چاندی اور تین خرچ کرتے اللہ کی راہ میں پس بشارت ہے انکو عذاب سخت کی پھر ایک طاعت پر گزرے کہ انکے آگے جہی خمینی کھیں ہین  
 وہ نہیں کھاتے انکے سامنے ایک ایک مین گوشت بختہ و لطیف رکھا ہوا اور دوسری دیکھ مین گوشت خام و مردار ہر سو در کھاتے ہیں  
 جبرئیل نے کہا یہ وہ مرد ہیں کہ اپنی عورتوں کو چھوڑ کر غیر عورتوں کی طرف میل کرتے ہیں اور یہ وہ عورتیں ہیں کہ اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر  
 اور مردوں کی طرف توجہ کھتی ہیں اور یہ وہ ہیں کہ مال حلال رکھتے ہیں اور جوبی و خیانت پر مصروف ہیں کہا و فی القرآن العظیم فی سورۃ البقرہ  
 وَالْجَنَّةِ لَكُمْ فِيهَا نِسَاءٌ كَافِيَةٌ لَكُمْ فِيهَا دَرَارِعٌ مِنْ ثَمَرِهِمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا أَنْبَاءٌ مُنَادِيَةٌ بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ لَكُمْ فِيهَا نِسَاءٌ كَافِيَةٌ لَكُمْ  
 آؤنچہ ہوا اور ایک چھاتیوں سے اور ایک پیروں اور ایک ہاتھوں سے حضرت جبرئیل نے بوقت ہتھار عرض کیا کہ اول زبان دراز  
 دوسری وہ ہے جس نے بے اجازت شوہر کی کو دودھ پلایا تیسری وہ ہے جہا اجازت باہر گئی جو مٹی وہ کہ اسے اپنے خاوند کا مال ہاں  
 ضائع کیا پھر ایک شخص نظر آجہا کی پیٹھ پر اس قدر بوجھ رکھا تھا کہ لے سکتا تھا ابابہ کہ کتا تھا کہ اور لاکے رکھو جبرئیل نے کہا یہ وہ  
 جو انت میں خیانت کرتا ہے اور باوصف اسکے کہ لوگوں کے حقوق و سکی گروں پر ظلم کیے جاتا ہے کہا و فی القرآن العظیم فی سورۃ البقرہ  
 وَالْجَنَّةِ لَكُمْ فِيهَا نِسَاءٌ كَافِيَةٌ لَكُمْ فِيهَا دَرَارِعٌ مِنْ ثَمَرِهِمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا أَنْبَاءٌ مُنَادِيَةٌ بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ لَكُمْ فِيهَا نِسَاءٌ كَافِيَةٌ لَكُمْ  
 نظر آئی کہ آگ کی مقررہوں سے لب زبان انکے کاٹتے ہیں پھر اسی دم ویسے ہوجاتے ہیں پھر کٹتے ہیں جبرئیل نے کہا یہ وہ  
 خطیب فتنہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگ وہ ہیں کہ جو دربار بادشاہی میں جاتے ہیں اور انکی جھوٹی باتوں کو لکھتے  
 کرتے ہیں اور اہل المعروف و نسی منکر نہیں کرتے کہا و فی سورۃ البقرہ مَثَلُ الَّذِينَ يُبْغُونَ آمَنًا كَمَثَلِ الْيَهُودِ الَّذِينَ بَدَّلُوا لَهْجَتَهُمْ فِي كُلِّ مَلَاكَةٍ

انہی طرف جو حد سے گذرے ہیں پھر چھوٹے ٹکڑاں گھر ایک پھر چھوٹا ٹکڑاں آسین سے ایک گائے نکلی بہت بڑی وہ جاہلی تھی کہ پھر کسی پتھر  
میں جاؤں جاہلیں سکتی جبریل نے کہا یہ وہ آدمی ہے جسے بڑی بات سمجھ سے نکالی اور پشیمان ہوا ملاقات میں رکھتا کہ اسکو روکے پھر ایک  
جنگل میں گذر ہوا کہ وہاں سے خوشبو یوں کی لپٹیں آتی تھیں اور آواز خوش سنی جاتی تھی جبریل نے کہا یہ آواز بہشت ہے کہ تھی ہر آدمی  
وعدہ وفا کر جوتو نے فرمایا ہر ارشاد ہوا اے بہشت تیرے واسطے سلمان مرد و عورت ہیں وَاَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا لَا أُخْلِفُ الْبَيْعَ وَأَوْفَى بِالْعَهْدِ  
الْمُؤْمِنُونَ وَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ بہشت نے انہیں کیا میں راضی ہوئی پھر ایک جنگل ملا کہ اس سے بوسے برآواز خوش  
آتی تھی جبریل نے کہا یہ آواز دوزخ ہے کہ تھی ہر آدمی وعدہ وفا کر تو بخیرین و طوفین میری بڑھ گئیں ہیں ارشاد ہوا تیرے واسطے ہر کشت  
و شکر و کافر و کافورہ اور وہ جہاز کہ سکر قیامت ہر دوزخ نے کہا میں راضی ہوئی اور بعض روایات میں ہے کہ بوسے بہشت و دوزخ حضرت  
مسلم کو اس شان شہم پر آئی تھی رسالہ معراج میں ہے کہ حضرت مسلم ایک جماعت کے گذرے کہ آگ کی سولیوں پر چڑھے ہیں اور وہ سولیاں  
یسی ہیں جیسے خار و درخت کہ راہ چلنے والوں کے کپڑے پھاڑے جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو راہوں میں بیٹھ کر سافروں  
اور گھروں کو اذیت پہنچاتے ہیں اور اشاروں کنایوں میں گالیاں دیتے ہیں مَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَيْلَ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُّعِينَةٍ یعنی عذاب ہر  
واسطے ہر سخن چین و بد زبان کے اور وَلَا تَقْعُدُوا نَاصِيئَتَهُمْ يَوْمَئِذٍ لِّمَن لَّهُمْ صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ وَلَقَدْ دَوَّنَتْ عَنْ نَبِيلِ اللَّهِ یعنی مت ٹھیس جس راہ میں راستہ  
ہو اور باز رکھتے ہو خدا کی راہ سے اور وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ یعنی جب سلمان کافروں کے پاس نکلتے ہیں تو کافرانہی طرف جھٹکا  
ہر سے اشارہ کرتے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت مسلم نے ایک جماعت دیکھی ایسی کہ ان کے منہ سیاہ آنکھیں ازرق اور برکے ہونٹ  
سروں پر نیچے کے ہونٹ باؤں پر پپا ہو ہونٹوں سے بہتا ہے کہ صول کی طرح چمکتے تھے جبریل نے کہا کہ یہ لوگ کبھی اس کے  
بے خوار ہیں پھر ایک گروہ پر گذر ہوا کہ زبانیں انکی سروں کی طرف کھینچتی ہیں اور صورت مانند خوک ہے اوپر سے عتاب  
نیچے سے عذاب ہوتا ہے حضرت جبریل نے کہا یہ لوگ جھوٹی گواہی دینے والے ہیں اور یہی نے ابو سعید خدری سے  
روایت کی ہے کہ ایک قوم حضرت مسلم نے دیکھی جنکے پیٹ پھولے رنگ زرد ہتھکڑیاں ہاتھوں میں طوق گردنوں میں  
آٹھتے ہیں تو ان سے منہ کرتے ہیں جبریل نے کہا یہ لوگ سود خوار و راشی ہیں مَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى الَّذِينَ يَأْكُلُونَ  
الرِّبَا أَلَّا يَقْوَمُوا الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ یعنی جو لوگ کھاتے ہیں سود و نہیں کھڑے ہونے کر  
جیسا کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جسکو دیوانہ کر دیا ہے شیطان نے مس سے یعنی دھکا کھاتا ہوا شیطان کے ہاتھ سے  
قائدہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تصرف جن و شیاطین بدن آدمی میں یعنی روح ہوائی میں جائز و مکن ہے اسی کو  
صحیح ابن عربی میں اور آسیب و خطا عرف میں بولتے ہیں اور نزدیک اہل سنت و جماعت کہ ہم اللہ بلکہ نزدیک اکثر  
فوق اسلام کے مسلم ہر چنانچہ تفسیر نیشاپوری وغیرہ میں اسی کی تفسیر میں مذکور ہے کہ اکثر مسلمان علی ان  
الشیطان قادر علی الضع و القتل والا ینا یرتقد یر اللہ تعالیٰ اور سوائے فرقہ معتزلہ کے کوئی مخالف نہیں ہے اور خطونہ  
کچھ زمینیں رنگیک اپنی تفسیر میں کہیں ہیں نقل ان و اہیات کا بیچال محض ہے اور اہل ربیعہ میں دوس پروردہ قصبے

تفہیم الدنیا فی احوال الانبیاء جلد دوم



آسیب جن کے لئے ہیں اور احادیث میں قدر کثرت اس مقدمہ کا مذکور ہے ہرگز جاسے انکار نہیں مگر علمائے اہل سنت اس بات میں  
 مختلف ہیں کہ آدمی بعد مرگ یہ کام کر سکتا ہے یا نہیں اکثر اہل تحقیق قائل بجز ان میں اور بعض منع کرتے ہیں دلیل منکرین یہ ہے  
 کہ انسان تین حال سے خالی نہیں یا صالح و تقی ہے یا فاسق و فاجر یا کافر پس اگر انسان صالح و تقی ہے تو ایذا و ضرر کی اس سے  
 توقع نہیں کہ خلاف صلاح ہو اور جو فاسق و کافر ہو تو موکلین عذاب کے ہاتھ سے انکو فرصت کہاں کہ عمل کر سکیں ولہذا بخیر  
 و گروہ ہوتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ یہ بات از باب انقلاب نہیں ہے بلکہ از قسم نسخ اخروی ہے کہ اصل اسکی آخرت میں  
 بالحد الموت احادیث کثرت سے ثابت ہے اور جب یہ معاملہ از قسم نسخ اخروی ہو تو خلاصی عذاب سے نسبت فاسق و کافر کے سطح  
 لازم آتی ہے بلکہ یہ بھی از قسم تنزیب ہے کہ انہیں گرفتار ہر علمائے از یہ یہ کا ہی مسلک ہے تاہم شرح برنخ میں فرماتے ہیں کہ  
 انسان کیوں جن ہو جا تا ہے جو عالم برنخ میں باسغ اور یہ تعذیب و غضب ہر خدا کی طرف سے جس پر چاہے جس طرح احم سابقہ و قرون باخیزین  
 سور و بند ہو جاتے تھے مگر انہ نے عالم شہادت میں اس عذاب سے امت مرحومہ کو محفوظ رکھا ہے برکت حضرت معلم سے مگر احادیث  
 اس قدر ثابت ہے کہ عند القیامت اس امت میں بھی نسخ و ضعف واقع ہوگا بعد اسکے فرماتے ہیں کہ ہر جانا انسان کا عالم برنخ میں  
 جن غالب ہوگا کفار میں اور یونین ظالمین و زانیین و مظلومین میں خصوصاً جب مرے ہوں یا مرے گئے ہوں حالت جنابت میں  
 اسی طرح مرتدین غیر تائبین کا حال ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ جو شخص ایسا ہو وہ نسخ ہو جائے بلکہ جس کسی کو اللہ نسخ کرنا چاہے کہے اور  
 نسخ نہیں ہوتا اصلی او اولیا میں اگرچہ ناپاک مرے ہوں اور نسخ قیامت میں اکثر ہوگا چنانچہ وارد ہوا ہے کہ صاحب کہف کا گناہ کثرت  
 صورت ہوگا اور ہم بصورت سنگ و درودہ داخل ہوگا بہشت میں اور یہ دونوں میں اور اسی قبیل سے ہے کہ جو کوئی شخص اپنا سجدہ  
 قبل امام کے ناز میں اٹھاوے وہ سرگرد سے کا ہوگا اور اسی قبیل سے ہے نسخ اخذ الرشوة و وضع احادیث و شان لک انتہی اور وہ  
 جماعت اس طرف گئی ہے کہ یہ صورت از باب انقلاب ہے اور نہ از قسم نسخ اخروی بلکہ ایک نوع مشابہت کی ہے افعال و حرکات میں کہ  
 صنف و دوسری صنف سے ہو جاتی ہے جس طرح اس نامہ میں بعض اہل ہند جاہل برہمن پتلون ہیں کہ وہ بھی سنڈ واکر ٹوپی انگریزی  
 رکھ کر منڈا الفاظ انگریزی سیکھ کر معاملات میں حرکات و فریون کی کرتے ہیں پس حکم سن تشبہ بقوم فہو منہم ان افراد انسانیت کو جو کام  
 جنات کا کرتے ہیں عرف میں جن و بصورت کتے ہیں بے اسکے کہ جو کچھ تغیر انکی حقیقت میں واقع ہوا ہے وہی ہے مسلک مختار اکثر علمائے  
 عراق و عرب کا اس مسئلہ میں وہ ہوالا قوی والاصح نظر الی الدلیل ہذا احقہ ان لا اسناد فی بعض تقریراتہ اور بخلاف عجائبات کے ہے  
 کہ ایک قوم ایسی نظر تری کر لگے کہ بالباب و نظون کے ہیں اور لگاتے لگاتے کہتے ہیں حضرت جبریل نے کہا یا رسول اللہ ان لوگوں کا  
 نتیجہ کا مال ناحق کھالیا ہے و اذ ابہتی عن ابی سعید الخدری انہما ایک قوم دیکھی کہ انکے بدن کا گوشت انہیں کو کھاٹ کر کھاتے  
 تھے جبریل نے کہا یہ چیلون ہیں اور نام و غار و غنیمت کو عیب جو ہیں حدیث شریف میں مذمت ان باتوں کی بہت آتی ہے  
 اور اندہ صاحب فرماتے ہیں ایجاب احد کمر ان یا کل عم اخینہ متیا فکر تموہ یعنی کیا دوست رکھتا ہے تمہارا کوئی کہ کھائے گوشت  
 اپنے بھائی مردہ کا پھر راجا تو اسکو از انہل ایک گروہ نظر آیا کہ منہ انکے سیاہ اور آنکھیں کبری نیچے کا لب پیرون تک اوپر کا

سر پر اور خون اور سیم ٹھہرے ہوتا ہو کہ جس کی طرح بولتے ہیں اور خون و سیم کے پیالے بھرے ہوئے سامنے ہیں جبریلؑ نے کہا کہ یہ شراب خوار ہیں آرا بخلا ایک قوم نظر آئی کہ مابین دنیا و آخرت کے قید تھے اور یہ مابین لنگتے تھے جبریلؑ نے کہا یہ منافق ہیں کا قال اللہ ان المنافقین فی الدرک الافل من الانسینی منافق نیچے کے طبقے میں ہیں و خون کے آرا بخلا ایک گروہ نظر آیا کہ اسکو و خون کے جنگل میں جھلتے تھے اور وہ ہر دفعہ مرتے اور زہن ہوتے تھے مگر اسی عذاب میں مبتلا تھے جبریلؑ نے کہا کہ اس گروہ نے اپنے ان باپ کی نافرمانی کی ہو اور حال اس نافرمانی کا حضرت یوسف علیہ السلام کے احوال میں بالتفصیل لکھا گیا ہے آرا بخلا ایک گروہ عورتوں کا نظر آیا کہ انکے سر پر لٹکے اور انکے کپڑے لٹکے بدن پر تیشیں گرزوں سے ماری جاتی ہیں اور مانند سگ خوک کے شور کرتی تھیں جبریلؑ نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے خاوندوں کو آرا دیا ہے اسکا حال تفصیل معجزات میں لکھا جائیگا انشا اللہ آرا بخلا ایک گروہ دیکھا کہ انکو آگ کی جھریوں سے مار رہے تھے اور کال خون انکے بدن سے بہتا تھا ہر دفعہ مرتے تھے اور زندہ ہوتے تھے جبریلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق خون کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مار رہے ہیں اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عجائبات بھی آسمان اول پر دیکھے ہیں یہ امور عجیبہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرمائے اکثر کتب تاریخ میں مذکور ہیں لیکن کتب معتدہ احادیث میں انکا نشان نہیں پایا جاتا ہو کتاب الروایۃ مشکوٰۃ المصابیح میں بروایت بخاری ایک حدیث ہے جو میں خواب میں مشاہدہ کرنا جس جس کی باتوں کا مذکور ہے جیسے شب مخرج میں لوگ ذکر کرنے ہیں فائدہ عجائبات آسمان دوم کے جو حضرت سرور کائنات نے معائنہ فرمائے بہت ہیں آرا بخلا ایک جامعہ ملاکہ نظر آئی کہ نصف بستہ رکوع میں مشغول تھی اور کہہ رہی تھی سبحان الوارث الواسع سبحان الہی الذی یرک لا بصار ولا یرک لا بصار سبحان العظیم سبحان العظیم سبحان العظیم اور ایک روایت میں اسقدر زیادہ ہے سبحان اللہ العظیم و بحمدہ سبحان اللہ و بحمدہ استغفر اللہ حضرت جبریلؑ نے کہا کہ اسکا نام قاسم ہے اسکو اللہ نے بندوں کی رزق رسائی پر مبعین کیا ہے کہ ہر روز ہر ایک کو پہونچاتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس کسی کو رزق کی تنگی ہو وہ اس شہیج کو مابین سنت و فتنہ فخر کے پڑھا کرے تو اسکو نجات ہوگی فائدہ عجائبات آسمان سوم کے بہت ہیں جو حضرت صلعم نے دیکھے ہیں آرا بخلا ایک ہے جو کہ فرشتے دیکھے صغیرین باز سے سج رہے ہیں تھے اور کہہ رہے تھے سبحان الخالق العظیم سبحان الہی الذی لا یعز ولا یلج الا الہ سبحان العلی الاعلیٰ جبریلؑ نے کہا یہ انکی عبادت ہو آپ بھی یا رسول اللہ سے اسکی درخواست فرمائیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کی کہ سجدہ نماز میں فرض ہو اور چونکہ ان فرشتوں نے جواب سلام کا سر اٹھا کر حضرت کو دیا تھا اور پھر سجدے میں گرے تھے اس لیے دوسرا سجدہ فرض ہوا آرا بخلا ایک دریا دیکھا نہایت عظیم اسکا نام بحر النعم ہے اسی کا پانی ٹھوڑا سا آبا تھا کہ طوفان نوح ہوا فائدہ عجائبات آسمان چہارم کے بھی اکثر ہیں آرا بخلا حضرت صلعم نے ایک گروہ فرشتوں کا

عجائبات آسمان دوم

عجائبات آسمان سوم

عجائبات آسمان چہارم



دیکھا کہ سب کے سب قصہ میں تھے اور کہتے تھے سبحان الروح الرحیم سبحان النور المبین سبحان الذی لا یغنی عہدہ شیء سبحان رب العالمین جب یہ سب نے کہا عبادت ان فرشتوں کی یہی ہے حضرت بھی یہ عبادت خدا سے مانگ لیں سو حضرت صلعم نے دعا کی کہ قصہ اخیرہ فانی میں فرض ہوا آزا بجلہ مریم خاتون والدہ عسی علیہ السلام و نوخاندہ اور موسیٰ علیہ السلام اور آسیہ عورت فرعون ملین اور انھوں نے استقبال کیا مریم کے نشتر ہزار محل مروارید سفید کے تھے اور نوخاندہ کے نشتر ہزار محل زرد بنر کے اور آسیہ خاتون کے نشتر ہزار ایا قوت سرخ کے اور نشتر ہزار مرجان کے تھے آزا بجلہ ایک فرشتہ دیکھا حضرت کرسی پر بیٹھا ہوا نہایت غلین و آزر وہ اس کرسی کے چار گوشے تھے اور ساٹھ لاکھ پائے اور گرد اس کے فرشتے کھڑے ہوتے وہ اپنی طرف خوبصورت لباس پہنے ہوئے اور بایں طرف بد صورت و بد زبان گزشتین لیے ہوئے کھڑے اور ایک دفتر عظیم اس کے روبرو رکھا تھا اور ایک لوح ہاتھ میں تھی اسی پر نظر جائے ہوئے تھا اور اس نے کرسی کے ایک درخت عظیم لگا ہوا پیل کا لیکن برگ ہیشیا تھے اور ہر برگ پر نام ہر ایک کا جدا جدا لکھا ہوا اور ایک طشت سانسے رکھا تھا کہ وہ فرشتے کرسی نشین ہر وقت اپنا ہاتھ دراز کرتا تھا اور آسمین سے کچھ لیتا تھا کبھی دھتے ہاتھ سے نورانی خادموں کو دیتا تھا اور کبھوں بایں ہاتھ سے فرشتوں ظلمانی کو جبریل نے کہا یہ عزرائیل فرشتہ موکل قبض ارواح ہے پھر اس نے حضرت کی تعظیم کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو مقبوض و امد و گہن کیسوں سے ہے اس نے کہا یا رسول اللہ خدا نے مجھ کو قبض ارواح کا عہدہ دیا ہے سو میں سیاست کبریائی سے نہایت مخوف ہوں فرمایا یہ طشت کیا ہے کہا یہ مثال تمام دنیا کی ہے اس سے اس سے سسے تک میرا تصرف ہے پھر فرمایا یہ لوح کیسی نظر آتی ہے کہا آسمین سب کی اجل لکھی ہے فرمایا یہ دفتر کیسا نظر آتا ہے کہا یہ روزنامہ ہے ہر بندوں کا فرمایا یہ درخت کیا ہے کہا یہ نشان ہے نیک و بد کی زندگی کا اسکے پتوں پر ایک طرف نام لکھا ہے دوسری طرف نیک و بد بختی لکھی ہے جب بندہ دنیا میں پہچا ہوتا ہے تو اسکے نام کا پتہ زرد ہو جاتا ہے اور جب اجل آہو بختی ہے وہ پتہ درخت سے جھڑک لوج پر گرتا ہے اور نام اسکا لوح سے مٹ جاتا ہے بیان سے میں اپنا ہاتھ بڑھا کر روح اس بندہ کی قبض کر لیتا ہوں گو وہ کسی جگہ ہو بختی ہو اسکی روح تو بعین اہل رحمت کو دیتا ہوں اور جو بد بخت ہے اہل زحمت کو سپرد کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مثال اسی جگہ سے ہے جیسے روح ویسے فرشتے پھر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے تو اربع تیرے شمار میں کہتے ہیں کہا میں نہیں جانتا ہوں لیکن ہر بندہ کی جان قبض کرنے کو چھ لاکھ فرشتے ہمت کے اور اسی قدر عذاب کے مقرر ہیں اگر بن نیک ہو تو فرشتگان رحمت قبض روح کرتے ہیں و الا فرشتے عذاب کے اور جو ایک دفعہ قبض روح کر لیجائے ہیں وہ پھر قیامت تک نہیں آتے پھر فرمایا ای ملک الموت تو بذات خود جا کر قبض روح کرتا ہے اور فرشتوں کو بھیجتا ہے کہا میں کبھی نہیں گیا ہوں اپنے تواج کو بھیجتا ہوں وہ قبض روح کرتے ہیں اور اسکی جان کو حشر و ملن تک لاتے ہیں اسوقت میں اپنا ہاتھ بڑھا کر اس روح کو قالب سے باہر لاتا ہوں پھر

حضرت رسول مقبول نے ملک الموت کا ہاتھ پکڑا اور اپنی است کے واسطے سفارش فرمائی حضرت محمدی الدین ابن عربی قدس سرہ العزیز نے فتوحات میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایسا لکھ کوئی نہیں جس میں موت کا فرشتہ دن میں پانچ وقت نہ آتا ہو جسکی موت آتی ہو وہ اسکی روح کو قبض کرتا ہے اور اس کے گھر والے روتے ہیں اور وادیاں کرتے ہیں موت کا فرشتہ کہتا ہے افسوس تمھاری گریہ وزاری پر میں نے تمھارا رزق نہیں کم کیا اور کسی کو اس کے عوض نہیں مارا اور بحکم بیان نہیں آیا اور تحقیق میں تمھارے پاس پھر آؤنگا پھر آؤنگا پھر آؤنگا ہاں تک کہ کسی کو نہ چھوڑ دوں گا آؤنگا ایک دریائے عظیم دیکھا کہ اسکا پانی برف سے زیادہ سفید تھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ بحر اشج ہے اگر چھوڑا سا پانی اس کا باہر آوے تو سب حیوان سردی سے تلف ہو جائیں آؤنگا ایک روایت میں آفتاب کا بیان برابر روئے زمین کے ہے اور ایک روایت میں ابن عباس سے ہے کہ میدان آفتاب کا اتنی ہزار برس کی راہ ہے اور بعض مفسرین نے قرار گاہ خورشید پر عرش لکھا ہے کہ ذانی العرایس و المہ عجائب آسمان نجم کے بھی اکثر ہیں آؤنگا ایک گروہ ملا کہ نظر پڑا کہ عبادت کر رہے ہیں اور پشت پا پر کئی نگاہ جمی ہو اور یہ تسبیح کر رہے تھے سبحان القاضی الاکبر سبحان العمل الذی لا یجوز جبرئیل نے کہا کہ عبادت انکی یہی ہے یا رسول اللہ آپ بھی طلب کیجیے تو کہو اور آپ کی است کو کرامت فرمائی جائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی عطا ہوئی اسی دن سے نماز میں حضوری قلب و عجز و نیاز لازم ہو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا صلوة الا بحضور القلب آؤنگا ایک دریا حضرت نے دیکھا آگ کا بھرا ہوا گرد اس کے فرشتے سخت رو تہذو بہ مزاج تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ بصر صحت ہے کہ بجلی سوزن و برق جہنہ اسی سے نکلتی ہے یہ فانی عجائب آسمان ششم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ کیے حدیث سے زیادہ ہیں آؤنگا ایک گروہ فرشتوں کا دیکھا کہ عجز و نیاز سے عبادت کر رہے تھے اور یہ تسبیح انکی تھی سبحان من سبحان فی المہ سبحان من سبح لا لا انما فی صحرایہا سبحان من سبح لا الوحوش فی رواہ سبحان من سبح لا الدیان فی ضیفہا و شکمہا آؤنگا ایک دروازہ کا فوری نہایت عظیم الشان دیکھا اس میں دو کیوڑ تھے اسپر قفل لگا تھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ باب الامان ہے اور درجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ جب دوزخ کو خدا نے پیدا کیا تو ایک دن آگ اسکی بھڑکی اور کچھ ٹپکنے لگی آگ سے جھڑے تمام خلق جل کر خاک ہو گئی ملائکہ افلاک اور ساکنان کرہ خاک ثور بجاکے طالب امن ہوئے آپ اللہ نے اس دروازے کو در بیان دوزخ اور کائنات کے کھڑا کر دیا اس دن سے خلقت میں امن ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں اشارہ انگشت اس دروازے کو کھولا تو دھواں و اندھیرا اور غبار دوزخ کا ظاہر ہوا پھر دوزخ کے اندر نظر کی تو ایک فرشتہ بڑا قد اور لباس سیاہ پہنے ہوئے کمال ہیبت لوہے کے منبر پر بیٹھا ہوا تھا اور آگ کے بہت فرشتے تریں رو بہیت ناک ہاتھوں میں آگ کے گرز لیے کھڑے تھے اور وہ عجز و نیاز سے تسبیح پڑھتا تھا سبحان الذی لا یجوز ہو ملک جبار سبحان النقم من اعدائہ سبحان المعطی من رشار سبحان من لیس

عجائب آسمان نجم

عجائب آسمان ششم



کشتہ نشی اور آگ اسکے منہ سے جھڑتی تھی اور دونوں نھون سے آگ کے شعلے نکلتے تھے نہایت ترش رو و  
 خشنماک تھا اور دونوں آنکھوں سے آگ لپٹ مارتی تھی اور ایک ایک آنکھ برابر نام دنیا کے تھی جبریل نے کہا  
 کہ یہ مالک دوزخ کا نگہبان ہو جس دن سے پیدا ہوا ہو ہسنا نہیں اور نہ کبھی خوشی کی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے سلام کیا تو وہ خبر ہوا جبریل علیہ السلام نے کہا ای مالک یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تب اس نے سر اٹھایا  
 اور جواب سلام دیکر واسطے تعظیم کے اٹھا پھر ہاتھ پکڑا اور کہا ای محمد خدا کے کرم و رضا کی آپ کو بشارت ہو گوشت  
 و پوست آپ کا آگ پر حرام ہو جو کوئی تمہاری اطاعت کرے دوزخ کی آج سے پناہ میں رہے حدیث میں آیا ہے کہ جتنے  
 دوزخی دوزخ میں ہیں اسی قدر مالک کی انگلیاں ہیں ہر ایک دوزخی کو ہر ایک انگلی سے عذاب کرتا ہر قسم ہر  
 خدا کی اگر ایک انگلی کو ان انگلیوں سے آسمان پر رکھے تو وہ گھل جائے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ دوزخ کے فرشتے ایک ہزار برس دوزخ کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوئے ہیں اور ہر روز قوت انگلی پر ہوتی ہے  
 از انجلہ ایک فرشتہ کرسی پر جلوہ فرما دیکھا اسکے روبرو ترانوہت بڑی رکھی تھی ہر تپہ میں اسکے زمین و آسمان  
 تول سکتے ہیں اور ٹونڈی اسکی مشرق سے مغرب تک پہنچتی تھی اور اعمال نامہ بشمار اسکے پاس رکھے ہوئے تھے  
 ابن عباس سے روایت ہے کہ میزان کے عمود کی درازی پچاس ہزار برس کی راہ ہو اور دو پہلے ہیں ایک نور کا اور  
 ایک ظلمت کا نیکی کو نور کے پلے میں رکھینگے اور بدی کو ظلمت کے پلے میں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل  
 علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہو کہا یہ میکائیل ہو سو حضرت نے بڑھ کر سلام کیا اس نے جواب دیا اور بغلیں ہوا اور کہا ادا کرو  
 کریمہ و فرخا پھر کہا ای محمد بشارت ہو تم کو تمہاری امت کے برابر خیر و برکت کسی امت کو نصیب نہیں اور تم کے عمل کا  
 آپسب استون کے پلے سے بھاری ہو نہ ہے نصیب اسکے جو تمہارا دوستا و پیرو ہو اور افسوس ہے اس پر جو تمہاری  
 دشمنی کرے اور میکائیل کے خادم بہت تھے سو اس نے کہا یا رسول یہ سب آپ کے خادم ہیں آدم کی پیدائش سے  
 جیش ہزار برس پہلے سے آپ پر درود بھیجتے ہیں انھیں خادموں سے ایک فرشتہ موکل منہ کی بوندوں پر اور  
 برف پر اور کھانسی پر جو زمین سے اگتی ہو اور شیع میکائیل کی یہ تھی سبحان رب کل مومن و کافر سبحان من  
 یضع من سببہ فانی البطلون احوال از انجلہ ایک دریا نظر آیا کہ اسمین فرشتے بشارت یہ شیع کہتے تھے سبحان العت اور  
 المقدر الکرم الکرم سبحان رب کللیل الاعظم جبریل علیہ السلام نے کہا یہ بحر الاخضر ہے از انجلہ ایک دریا نظر آیا کہ  
 اسکا پانی نہایت سیاہ و تاریک تھا اور اسمین بہت فرشتے تھے اور یہ شیع کہتے تھے سبحان من علی قدر سبحان المطلق  
 علی من صاف و جبریل نے کہا ان فرشتوں کو جانتا ہوں اور نہ اس دریا کو اسکی حقیقت خدا ہی کو معلوم ہے  
 از انجلہ ایک میدان دیکھا خوشبودار جبریل علیہ السلام نے کہا یہ خوشبو جنت کی ہو اور بہشت سے آواز آتی تھی  
 یا رب اتنی و باعد شنی نقد کثر عفری و استبرقی و صریری و سندی یعنی ای پروردگار میرے عنایت کر مجھ کو

جس کا وعدہ تو نے کیا ہو بڑھ گئے ہیں فرشِ نقیس میرے اور دیبا ورنجی کپڑے اور تنک و نازک جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آواز بہشت ہے پھر اُس کا جواب خدا سے ہوا کہ کل مسلم و مسلمہ و مومن و مومنہ یعنی تیرے لیے ایمان و ارزن و مردین نہیں ہو خدا سوائے میرے میں نہیں جھوٹا کرتا اپنے وعدے کو بہشت نے جواب دیا کہ نصیحت از انجل ایک صحرا دکھیا نہایت بدبو و بان سے آتی ہے جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ یہ بوسے جہنم ہے اور یہ آواز آتی تھی کہ خداوند جو شخص میرے لائق ہو اور جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اُس کو میرے پاس پہونچا سناںسل و اغلال و تخمین و تخریج و خوشنق میرے زیادہ ہو گئے ہیں خدا نے جواب ارشاد کیا کہ کل مشرک و مشرکہ و کافر و کافرة و دوزخ نے کہا میں راضی ہوئی و فائدہ عجائب آسمان ہفتم کے اکثر ہیں آزا انجل ایک فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا کہ سر اس کا عرش کے نیچے اور پیر اُس کے سائین زمین کے نیچے اور تسبیح اُسکی یہ مٹی سجان المحب من خلقہ سبحان السمیع العلیم سبحان ربنا و تعالیٰ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ اسرافیل صاحبِ صور ہے آزا انجل ایک گروہ عابدون کا نظر پڑا کہ باادب کھڑے ہوئے پکار پکار کر بڑھتے تھے سبحان الجلیل الکریم الحکیم من لا یصف الواصفون کہ عظمتہ و صفتہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ آزا انجل ایک فرشتہ عظیم نظر آیا کہ سات لاکھ اُسکے سر تھے اور ہر سر میں سات لاکھ چہرے اور ہر چہرے میں سات لاکھ آنکھ اور ہر آنکھ میں سات لاکھ زبان اور ہر زبان میں سات لاکھ نعت جدا گانہ ہر نعت میں تسبیح آتا تھا اور تسبیح اُسکی یہ ہر قیامت تک سبحان یا اعظم شاک سبحان سیدی ما اعلیٰ مکاتک سبحان سیدی ما رحم مخلقک فائدہ غرائب سدرۃ المنتہی کے اس کثرت سے ہیں کہ بیان اُس کا دشوار ہے آزا انجل ایک یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہرو لکھی جس کے کنارے یاقوت و مروارید و زبرجد کے خیمے کھڑے تھے اور سبز جانوروں کا اُسکے کناروں پر ٹھہرتا تھا جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے اُس کے سنگریزے یاقوت و زمرود کے ہیں پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور اُس پر برتن نظر آتے تھے کارون سے زیادہ روشن ہر مومن کے نام پر جدا جدا رکھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن اٹھایا اور پانی نہر کا لیکر پاتو شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبو اور برف سے زیادہ سرد و قاضی شہاب الدین نے سورۃ کوثر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حوض کوثر فرشتے کی کمر بھر وہ فرشتہ قیامت کے دن میدان قیامت میں حاضر ہو گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے گا آزا انجل اسی سدرہ کی جڑ سے نکلا ہوا چشمہ سیلیل دیکھا تھا و حقیقت اس چشمہ کی شروع کتاب میں لکھی گئی ہے و فائدہ عجائبات آسمانی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت مراجعت ملاحظہ و مشاہدہ فرمائے ہیں کتب حدیث میں بتفصیل مذکور ہیں آزا انجل فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبریل علیہ السلام مجھ کو بہشت میں لگائے منازل و درجات بہشت کے دکھلائے تو رقص و غلمان و درخت و پھول و باغ و سنہرے و نرین و حوض اور جو کچھ بہشت میں ہے ہر نام و کیا میں نے قسم ہو خدا کی جسطرح اپنی مسجد کے طاق و دیوار و در سے واقف ہوں

عجائب آسمان و فرشت

عجائبات سدرة اقلنتی

عجائبات آسمانی و قوت بر اجسام





پھر اس میں جانا کہ طرح ہوا تو جواب اسکا یہ ہے کہ ہرگز کسی تفسیر یا حدیث میں بلکہ کسی تاریخ میں نیست و نابود ہونا مسجد بیت المقدس کا بیان نہیں کیا اس قدر البتہ ثابت از روئے تواریخ ہوتا ہے کہ از منہ سابقہ میں اولاً بخت نصر جو سی نے وقت مقابلہ بنی اسرائیل مسجد قصبی کو خراب کیا تھا اور گورنش ہمدانی نے بعد اسکے تیس ہزار معمار وغیرہ لاکرو لائے بلکہ کو آباد کیا بعد ازاں طرطوس رومی نے تخریب مسجد قصبی اور قتل وغارت بنی اسرائیل کیا ہے لیکن نیست و نابود کرنا ثابت نہیں ہوتا اور نہ یہ ثابت ہے کہ عرصہ چھ سو برس میں پھر اس مسجد کو کسی نے با و صفت اسکے کہ قبلہ سلاطین و امرا سے بنی اسرائیل تھے درست نہیں کیا اور نیز ظاہر ہے کہ بیت المقدس مکہ منظر سے چند ان بعید نہ تھا اگرچہ بنو نائوت بنابر تگزیب معجزہ معراج شریف بھی دلیل کافی تھی کہ ہر کس و ناکس مطلع ہوگا حالانکہ کفار مکہ نے نام آثار و علامات اسکے مستفسار کیے اور قاصد وغیرہ بھیج کر اطمینان حاصل کی اور بعض مشرکین نے ساحر قرار دیا مگر یہ کسی نے نہ کہا کہ بیت المقدس نیست و نابود تھا بلکہ موجود ہونا مسجد موصوف کا ثابت ہوتا ہے کیونکہ ولیم نیل صاحب مورخ انگریزی مصنف مفتاح التواریخ نے لکھا ہے عبارت مسجد قصبی در شہر آواز سلیم است کہ از بنامیت المقدس در ایام سلف است و چون یکے از قیصر روم کہ است نام پرست بود در شہر ہفتاد و عیسوی بیت المقدس را از پنج و بن بر کندہ شمارا بعد ازین سہ صد سال فیصر روم بسبب آنکہ آن مکان مولد حضرت عیسیٰ است مسجد قصبی را تعمیر ساختہ بود و عمر بن خطاب در ایام خلافت خود عیسوی آن شہر را تخریب نمود و انتہی بلغظ اس گواہی سے ثابت ہوتا ہے کہ بنائے جدیدہ مسجد قصبی تین سو برس پیش از معراج ہوئی خلا اشکال اور بر تقدیر تسلیم قول معترض جواب یہ ہے کہ طاق دو پورا کا ہونا دلیل قلم مسجد نہیں ہے مسجد تو نام اس زمین کا ہے جو خدا کی عبادت و عبادت کے لیے باذن عام موصوف ہوئی ہو ایسی چیز میں کسی کا تصرف نہیں چلتا چنانچہ زبور کی صمد و بست و نہ میں کہ اسوقت پیش نظر ہے لکھا ہے کہ صیہون تالبد الابد باقی خواہد و سر ایند بحد خدا کہ در صیہون است اور پھر ظاہر ہے کہ صیہون عبادت گاہ قدیم اور شلیم کا نام ہے اسکو ابھی بتلایا اور اسی کا ذکر حدیث معراج میں ہے اور اسی صیہون کے بعض نشیمن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وقت فتح و شلیم صاف کیا اور ہزار پڑھی اور کچھ بقیہ عمارت کا ذکر بعض روایات میں آیا ہے سو قاعدہ و مہبہ انصاری کی منافی نہیں ہے اس لیے کہ اس سے واضح ہے کہ اکثر تخریب مسجد بیت المقدس کی باندہ دگی و انباشتگی ہوئی تھی نہ یہ کہ مطلق نام و نشان اسکی عمارت کا اسوقت باقی نہ رہا ہو اور بعد ازاں کسی نے اسکے کسی نشیمن کو مطلق نہ بنایا ہو اور اگر بالفرض کسی تاریخ میں ایسا بھی لکھا ہو تو کچھ ضرور نہیں کہ سچ ہی ہو بعض باتیں تواریخ میں بے سرو پا بھیجی گئی ہیں چنانچہ ایک تاریخ انگریزی میں اور شلیم کے ذکر میں لکھا ہے کہ حضرت عمر کی وہاں قبر ہے حالانکہ جمیع اہل تاریخ کا اتفاق ہے اور بتواتر متواتر ثابت ہے کہ مزار حضرت عمر کا مدینہ میں ہے اگر کوئی کہے کہ بیت المقدس جلنے میں کیا فائدہ تھا تو جواب یہ ہے کہ بیت المقدس زمین محشر ہے و انجناب کو اس لیے وہاں لگائے کہ برکت قدم سے است پر



حساب آسان ہو کذا فی لہجہ قائمہ و چونکہ بیان احوال معراج میں ذکر اختلافات کا جو بعض امور میں واقع ہوا ہے نہیں کیا گیا  
اس لیے اب وہ اختلافات لکھے جاتے ہیں مخفی نہ رہے کہ اصل قصہ اسرار معراج میں کسی مسلمان کو خلاف نہیں مگر بعض  
جزئیات میں اختلاف پہلا سال ماہ و یوم و تاریخ معراج میں بعضے کہتے ہیں کہ یہ معاملہ بارہویں برس نبوت میں  
واقع ہوا اور ابن خزیمہ نے اسی پر اجماع نقل کیا ہے اور طبری و سدی و بیہقی نے ایک برس یا پنج مہینے قبل ہجرت کے  
بیان کیا ہے اس قول پر اہل شوال پڑتا ہے اور ابن فارس نے ایک برس تین مہینے قبل ہجرت لکھی ہے اس تجویز پر اہل کعبہ  
ہوتا ہے اور ابن اثیر نے تین برس قبل ہجرت تجویز کی ہے اور قاضی عیاض نے رہزی سے پنج برس بعد نبوت کے نقل  
کی ہے اور قطری و نووی نے اس قول کی ترجیح بیان کی ہے کذا فی المواہب میں کہتا ہوں کہ شفا میں قاضی نے ٹیڑھ  
برس بعد نبوت زہری سے نقل کی ہے شاید صاحب مواہب نے کسی اور کتاب میں قاضی کا قول دیکھا ہو تو درست اور  
خواہ نقل میں غلط ہوئی ہے اور ابن عبد البر نے ماہ جب قرار دیا ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر الشافعی  
میں شب بست و ہفتم جب معراج کی بقول مشہور لکھی ہے اور روضۃ الاحباب میں بقول اکثر علماء سال و وارزیم  
ماہ ربیع الاول نقل کیا ہے اور ابن وحیہ قائل ہے کہ انشاء اللہ شب دوشنبہ ہوگی تاکہ موافق مولد و بعثت و ہجرت و  
وفات کی پڑے اور بعضے شب جمعہ اور بعضے شب شنبہ بھی کہتے ہیں اس مقام پر یہ بھی جاننا چاہیے کہ جن لوگوں نے  
روایت کی ہے نام ان کے یہ ہیں ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان ذی النورین علی رضی اللہ عنہما عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن  
عبد المطلب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب عبد اللہ بن زبیر عبد اللہ بن مسعود عبد اللہ بن ابی بن عبد اللہ بن عمار  
ابو ہریرہ انصاری التی بن مالک جابر ابن عبد اللہ انصاری بلال ابن سعید بلال حبشی مولائے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم مالک ابن حصصہ حذیفہ ابن الیمان ابو سلمہ ابو یوب انصاری ابو امامہ باہلی عمران ابن حصین اسامہ ابن زید  
ابو ذر غفاری ابی ابن کعب ابو سعید خدری ابو ذر واد عبد الرحمن ابن عوف عائشہ صدیقہ ام ابی بنی ابی طالب  
ام کلثوم بنت رسول اللہ مولانا اساذ الازاد عبد العزیز قدس سرہ العزیز نے لکھا ہے کہ جناب سرور انبیاء کو دو معراج  
علم ازلی میں مقدر تھے ایک معراج علوی و دوسرے سفلی معراج علوی میں تن نہا تشریف لے گئے اور حضرت صدیق  
اکبر کی آواز سے وہاں ماؤس ہوئے اور معراج سفلی میں جو غار ثور ہے اپنے یار غار کی رفاقت میں رہے اور وہ غار  
کدے سے اڑھائی کوس کا فاصلہ رکھتا ہے اور یہ معراج چار شنبہ کے دن اثنیسویں تاریخ صفر کے مہینے میں حضرت کو حاصل  
ہوئی اور اسی دن مہتاب ظاہر ہوا صبح غرہ ربیع الاول قرار پایا اختلاف و سر خواب و بیداری کا ہے اور اجماع  
است تو اس بات پر ہے کہ اگر خواب میں بھی ہو تو بھی حق ہے کیونکہ روایے انبیاء حکم و وحی کا رکھتے ہیں اور خواب انکا  
بیداری ہے خصوصاً خواب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس بعضے بیداری میں بروح و جسد بیان کرتے ہیں اور بعض  
خواب میں بروح اور بعضے تفرقہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسرا کہ سے بیت المقدس تک بیداری میں بروح و جسد

احوال انبیاء

اختلاف دوم

اور وہاں سے سموات تک خواب میں تین کہتا ہوں شاید قابل اسکا یہ جانتا ہو کہ اسرار و معراج مختلف راتوں میں ہوا ہے اور دلیل ان لوگوں کی ایک یہ ہو کہ قرآن مجید میں وارد ہو سجان الذی اسری بعبدہ لیلان السجد الحرام الی السجد یعنی پاک و متبرہا ہر سب نقصان و عیب سے وہ خدا جو لگایا اپنے بندہ کو رات کے وقت مسجد قصبی تک مسجد حرام سے پس خدا نے غایت میر مسجد قصبی قرار دیا اگر جسم مبارک کو مسجد قصبی سے آگے سیر ہوتی تو ہر آئینہ ذکر فرماتے اور تردید اس دلیل کی یہ ہو کہ تخصیص کر مسجد قصبی کا آئینہ کر یہ میں اس لیے ہو کہ قریش معراج کو نکر مکر ہوئے تھے اور علامات و آیات بیت المقدس حضرت سے پوچھے اور امتحان کیا تھا کیونکہ بعض نے بیت المقدس دیکھا تھا اور بعض نے اس کے صفات سنے تھے اور اس بات کی حالات سے اور مقامات انبیاء سے قریش کو خبر نہ تھی کہ ہفتار کرتے اور نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بیان فرماتے لہذا اس کو غایت قرار دیا اور کوئی دلیل اس بات پر نہیں کہ بیت المقدس میں جا کر حضرت نے آرام فرمایا اور وہاں ہو گئے اور جو لوگ خواب میں معراج کا ہونا کہتے ہیں وہ ایک دلیل یہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ما فتت جسد رسول اللہ یعنی نہیں گم کیا میں نے جسد پیغمبر خدا کو اور جواب یہ ہو کہ یہ قول قابل استدلال نہیں ہے کیونکہ وقوع قصہ معراج بروج و جسد بیداری میں ہر روایت صحیحہ قبل ہجرت تھا اور حضرت ام المومنین کو ہم بصری مدینہ منورہ نصیب ہوئی شاید یہ معراج روحی تھی جو مدینہ میں بحالت خواب ہوئی تھی و اس کے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا غالب نہیں ہو سکتی انکی حدیث پر جنھوں نے اس معاملہ کو دیکھا اور بطریق مشاہدہ کے بیان کیا کہ انافی المراج اور شرح عقائد میں ہو یعنی ما فتت جسدہ عن الروح بل کان مع روحہ یعنی جدا ہوا بدن آپکار روح سے بلکہ تھا ساتھ روح کے اور دلیل دوسری یہ ہو کہ حضرت انس وایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے بیانا نام فی الحطیم و مصطلع فی البحر یعنی میں تھا حطیم میں اور کعبہ میں لیٹا تھا حجر میں اور تردید اسکی یہ ہو کہ حضرت انس نے مشاہدہ معراج کا نہیں کیا اور نہ حضرت سنا کیونکہ معراج قبل ہجرت ہوئی اور انس رضی اللہ عنہ خدمت حضرت میں بعد ہجرت کے آئے ہیں ان نون میں آٹھ سات برس کے تھے بصری دلیل یہ ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر حدیث میں میں بیانا نام ہر سب راہا ہر فاسیقہ قطت الی السجد الحرام یعنی پھر جاگا میں اور تھا مسجد حرام میں اس سے معراج کا خواب میں ہونا معلوم ہوتا ہے مگر یہ دلیل کئی طرح سے ناقص ہے اول یہ کہ قبل آنے فرشتے کے آنجناب خواب میں تھے پھر جاگے یعنی فرشتے نے جگا یا دوسرے یہ کہ مراد ایم سے صورت و ہیئت نامیم ہو جیسا دوسری روایت میں ہے بین النائم والیقظان فی حجرہ ہذا جو آخر قصہ میں آیا ہے اس بیداری وقت صبح کی مراد ہے نہ بیداری خواب سے یعنی بعد نام معراج و سیر کے حضرت نے آرام فرمایا پھر صبح کو اٹھے اور فرمایا استیقظت او بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ استیقظت سے مراد افاقہ و ہوشیاری ہے جب اس مسافت کو طے فرما کر آئے تو کوفت منزل کی محسوس ہوتی تھی باقی رات مکان میں ٹھہر کر سکون و قرار پایا تھی دلیل آئینہ کر یہ واجعلنا الروبا التی اریناک الافقۃ للناس یعنی نہ کیا ہم نے اس خواب کو جو دکھلایا تجھ کو گرفتہ اور سب



آزمائش کا واسطے آدمیوں کے کہتے ہیں کہ رو یا کلام عرب میں بمعنی دیدن خواب شایع ہو اور یہ آیت معراج کے حال میں نازل ہوئی اور شیخ بدر الدین زکشی نے حریری سے اور سی ابن مالک سے نقل کی ہے کہ رو یا بمعنی دیدن چشم نہیں آیا جو اب یہ ہے کہ یہ حجت نامہ ہو اس لیے کہ رو یا بمعنی دیدن بصری آیا ہے جس طرح قربت و قرابت ایک معنی مستعمل ہیں اور کلام مستثنیٰ میں موجود ہے ع و رو یا کہ فی العمیون اعلیٰ من نعیم اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس میں رو یا کی تفسیر برویت بصر فرماتے ہیں اور بر ظاہر ہے کہ رویت بصر میں فتنہ و آزمائش ہے اور وہی موجب انکار و کفر و باعث از دیا و ایمان ہے اور نہ خواب میں کچھ مقام ایسا نہیں اور نہ کچھ فتنہ و آزمائش سب لوگ خواب دیکھا ہی کرتے ہیں اور اگر تسلیم کیا جائے کہ رو یا بمعنی دیدن خواب ہے تو اور بمعنی دیدن بصر نہیں آیا تو یہ کہ ان سے بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت معراج نازل ہوئی ہے بلکہ اہل تحقیق اسکا نزول قصہ حدیبیہ میں بیان کرتے ہیں اور رو یا سے وہ خواب مراد لیتے ہیں جس کو حضرت نے دیکھا کہ ہنہ عمرہ ادا کیا اور طواف خانہ کعبہ بجلائے اور اصحاب کے رو برو بیان کیا سب کے کعبہ کی طرف توجہ کیا مگر اس سال میں عمرہ نصیب نہ ہوا آخر کار کافروں سے صلح کر کے اٹھے مدینہ کو آئے منافقوں نے زبان درازیاں کیں مگر ثروہ خواب آئندہ میں ظہور کرے گا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت کی سورت مکی ہے اور قصہ مدنی ہے اس سب سے تردد ہو تو رفع تردد یوں ہوتا ہے کہ خواب حضرت نے مکہ میں دیکھا اور جب مدینہ میں تشریف لائے بیان کیا انھوں نے کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے خواب میں دیکھا ایک گروہ بنی امیہ کا میرے منبر پر بیٹھا ہے اور بندروں کی طرح کودتا ہے سو جب اس قوم کی حکومت ہوئی تو ایک فتنہ برپا ہوا اور جو حضرت نے دیکھا تھا ظاہر ہوا یہاں وہی فتنہ مراد ہے اور ابوالعباس قرطبی فرماتے ہیں کہ مراد رو یا سے رویت عین ہے کہ حضرت جبریل نے جنگ بدر میں قریش کے سرداروں کو خاک و خون میں لوٹتے ہوئے دکھلایا تھا کہ حضرت نے مسلمانوں سے کہا اور قریش نے سنا تو مسخرہ بن کر گئے لگے کہ اس سبب سے بعض کے دل میں شبہ پڑا تھا اور جو رو یا سے خواب مراد ہو تو یہ بات ہے کہ اس معاملے کو حضرت نے خواب میں بھی دیکھا تھا اور جنگ بدر میں بخشم ظاہر مشاہد کیا ہر گاہ یہ حال معلوم ہوا تو اب جانتا چاہیے کہ یہ صلعم و خلف اہل اسلام سپر بغین کلی رکھتے ہیں کہ نام سیر اور عروج ابتدا سے انتہا تک بروح و جسد بیداری میں ہوئی چنانچہ ابن عباس و جابر و انس و خدیفہ و عمر ابن خطاب و ابی ہریرہ و مالک ابن عصفہ و ابن مسعود و غیر ہم رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے اور تابعین سے صحاک و سعید ابن جبیر و قتادہ و سعید ابن مسیب و حسن و ابراہیم و سروق و مجاہد و عکرمہ و ابن جریر و غیرہ اسی کے قائل ہیں اور آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے دلیل پکڑتے ہیں آزا بخل سحان لاری اسری بعیدہ میں کہتے ہیں کہ اسری اس سیر کو کہتے ہیں جو رات کے وقت عین بیداری میں ہو اور جو خواب میں نظر آئے اسکو رو یا بولتے ہیں اور اگر اس بروح ہوتی تو بروح عیدہ فرماتے اور جب صرف عیدہ ارشاد کیا تو صلعم ہو اکیلا بروح و الجسد تھا کیونکہ عبد شامل تمام جسم کو ہے آزا بخل آیت مازع البصر و ما ظنی یعنی یہی نہیں نگاہ اور حد سے

نہیں برمی اور نفع صفت بصیرت مانی کی ہو اسکو نفی فرماتے ہیں پس اگر اجسم آنحضرت نہیں گئے تھے تو یہ کلام خلاف ہوتا اور  
 از آنجا کہ صحیحہ رکوت براق و صلوة با انبیاء و فتح ابواب سماوات وغیرہ امور دالات صریح کرتے ہیں کہ سیر جسمانی بیداری میں  
 ہوئی ہو اور مذہب اہل سنت جماعت کا یہی ہو اور مواہب لدنیہ میں نووی سے نقل کی ہو کہ قصہ اسرا دو بار ہوا ہو ایک  
 مرتبہ خواب میں دوسری مرتبہ بیداری میں اور پہلی نے ابو بکر عربی سے نقل کی ہو کہ یہ مذہب صحیح ہو اور جو خواب میں ہوا  
 گویا تو علیہ بیداری تھا بطرح ابتدائے نبوت میں روایہ صالحہ ہوتی تھی تاکہ آسانی تحمل وحی کی حاصل ہو قاضی ابو بکر  
 ابن عربی لکھتے ہیں کہ حضرت کو پہلے خواب میں عجائب غرائب آسمانی دکھلائے تاکہ استعداد و قوت قدرت الہی کے  
 مساینہ کی ہم پہنچے پھر جب بیداری میں معراج ہو تو وہ بہشت ندول میں لائیں ولہذا بعضے قائل ہیں کہ اسرا و نفی قبل نبوت  
 ہوا تھا چنانچہ شریک نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو و ذلک قبل ان یوحی اور سفر السعادت میں ہو کہ معراج  
 ایک بار بدن سے بیداری میں ہوئی اور بعض دو بار کہتے ہیں ایک بار پیش از وحی اور ایک مرتبہ بعد وحی اور بعضے تین بار  
 اور بعضے چار مرتبہ اور بعضے زیادہ اس سے بیان کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کو چوبیس دفعہ معراج ہوئی ایک دفعہ  
 خاص جسم مقدس سے بیداری میں باقی روح سے اور شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں کہ بدن و روح سے ایک بار معراج ہوئی  
 اور جاگتے میں مع الروح و اجسم سماوات سے گزرے اور صرف روح سے اکثر ہوئی اسکے حصہ میں کوئی دلیل قاطع نہیں ملتی  
 اور حقیقت معراج روحی کی اولیاء اللہ کے کلام سے معلوم ہوتی ہو یعنی علمائے اہل اس سے ناواقف ہیں تمذیل چونکہ  
 بعضے معراج سے منکر تھے اور بعضے معراج نووی کے قائل تھے اور بعضے بیت المقدس تک بیداری میں اور آگے خواتین  
 کہتے تھے اور معراج کے باب میں ایسا خیال عقاب عیب کی بات تھی اور خداوند یحییٰ عیب و نقصان سے مبرا ہو اور حضرت  
 خاتم الانبیاء کی جناب میں ایسا تصور دل میں لانا از بس نازیبا لہذا لفظ سبحان کا شروع میں ارشاد کیا تاکہ دالات کرے  
 اوپر معراج بیداری کے اور کسی کو شک اور شبہ نہ رہے کیونکہ خداوند قادر ہو کہ اپنے حبیب کے جسم مقدس میں بیداری میں  
 لیکھا اور آن واحد میں تمام سیر کر اگر بھیر لایا تو کیا عجب ہو ایسا حیات ارض و قضاہ سماویہ کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں اور  
 صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ یہ شرف بدون طرارض اور عروج فلک کے حضرت نبی کریم کو حاصل ہو قطعہ ہر کوں حقیقتش  
 باور شدہ اوہن تر از سپہر ہینا و رشدہ ملا گوید کہ رفت احمد بہ فلک ہر سرمد گوید کہ فلک با حمد و رشدہ اگر کوئی شبہ  
 کرے کہ جب اسری رات کی سیر کو بولتے ہیں تو پھر لیلانے کا کیا فائدہ ہو تو جواب یہ ہو کہ اگر لیلانے فرماتے صرف اسری بعد  
 کہتے تو گمان ہوتا کہ حضرت صلعم کو ہر رات میں معراج برستور پہلی رات کی ہوتی تھی اس واسطے لیلانے فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ  
 معراج ایک رات ہوئی مگر عروج شریز را بار ہوا کذا فی شرف النبی و وجرات میں معراج ہوئی اور دن میں ہوئی  
 اس میں یہ حکمت تھی کہ رات مجسمین کے واسطے خلوت کا وقت ہو اور اگر دن کو ہوتی تو پان عیانی ہو جاتا ایمان انبیاء  
 ہر ہذا و حق تعالیٰ کو ایمان بالغیب منظور ہو اور جو حضرت موسیٰ کو دن میں ہوئی سو اس لیے کہ وہ کلیم تھے اور حضرت



ہمارے حبیب بادشاہ اپنی رعایا سے دن میں کلام کرنے میں اور اپنے حبیب سے رات میں بھید کتنے میں سوا اس کے کوئی علیہ السلام بار اوہ سوال آئے تھے تاکہ صحف والواح حاصل کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار اوہ وصال تشریف لے گئے کہ قرب ارواح ملے جو کوئی بنیت سوال جاتا ہو وہ دن میں جاتا ہو تاکہ سؤل پائے اور جو کوئی وصال کی نیت سے جاتا ہو وہ رات کو جاتا ہو تاکہ شاہد جمال حاصل کرے اختلاف تیسرا سید اسرار میں ہے ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضرت مسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت بٹھاڑی گئی اور میں مکہ میں تھا اور واقفی نے کہا کہ شب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابیطالب میں تھے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت مسلم نے فرمایا میں حطیم میں تھا اور کبھی فرمایا حجر میں کروٹ لیے لیٹا تھا کہ دفعتاً آنے والا آیا اور صحیح بخاری میں بھی ہے کہ فرمایا میں بیت میں تھا اور قاضی نے شفا میں ام ہانی بنت ابیطالب سے روایت لکھی ہے کہ حضرت میرے گھر میں تھے پس ابن حجر رحمہ اللہ علیہ نے اس طرح ان روایتوں میں جمع کیے ہیں کہ حضرت مسلم ام ہانی کے گھر شب باش تھے اور وہ گھر شعب ابیطالب واقع ہو اور اسکی چھت بٹھاڑی گئی اور اضافت خانہ اپنی طرف بلحاظ سکونت فرمائی ہے اور وہیں سے فرشتہ سب سے پہلے آیا اور حضرت مسلم کروٹ لیکر لیٹے اور کچھ اثر خواب بھی تھا پھر مسجد سے وہی فرشتہ باہر لایا بت براق پر سوار ہوئے قائمہ حجر و حطیم اس مکان کا نام ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنانے کے وقت کعبہ میں داخل کیا تھا اور جب قریش نے عہد نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبہ سے اکثر کی طرف علیحدہ کر دیا کہ ناودان کعبہ اسی طرف اختلاف چوتھا شق صدر میں ہے قاضی عیاض نے نقل کی ہے کہ شق صدر کا معاملہ قصہ معراج میں زیادات شریک نام راوی سے ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ شق صدر شریف کئی مرتبہ ہوا اور معراج میں بروایات متعدد صحیحہ وار ہو جاے انکار نہیں ہے جیسا کہ بخاری نے قتادہ اور انس اور مالک ابن حصہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور قاضی خود کتاب شفا میں بیان کیا ہے کہ بونس ابن شہاب نے اس سے قضیہ شق صدر معراج میں نقل کیا ہے پس معلوم ہوا کہ زیادات شریک سے نہیں ہے اور صحیح عند تحقیق یہ ہے کہ شق صدر چار مرتبہ ہوا ہے اول حالت لڑکپن میں جبکہ والدی حلیہ کے پاس تھے اور یہ اس واسطے ہوا تاکہ دل میں ہوس ہو و لعب کی تربتے دوسرے بار دہل برس کی عمر میں قریب بلخ جا کہ گیا تاکہ جوانی کی خواہش زور نہ پکڑے تیسرے بار قریب مانہ نبوت کے چاک گیا تاکہ مصفاے کامل در قوت حاصل ہو دہی کے قبول کی چوتھی مرتبہ معراج میں شق صدر ہوا تاکہ لیاقت و بار الہی کی تربتہ اعلیٰ پر محال ہو اور بعض اہل حدیث و تحقیق فرماتے ہیں کہ ناز مومن کے واسطے معراج ہے جب مومن ارادہ ناز کرتا ہے تو اول وضو کرتا ہے پھر ناز پڑھتا ہے سوچا ہے حضرت مسلم نے کہ سارا قافلہ انبیاء علیہم السلام تھے جب ارادہ ناز معراج فرمایا اور قصد ناز و نیاز کئے گا در گاہ کبریا میں کیا تو اس کے لیے وضو لازم تھا اور اس وضو کے لائق شق صدر تھا سو ہوا کیونکہ رویت الہی میں تین چیزیں شرط ہیں اول لطافت و پاکیزگی اعلیٰ مرتبہ کی جو اربعہ عناصر سے خارج ہو دوسرے زبان تیسرے مکان کہ یہ تینوں باتیں حضرت مسلم کو

نکات سوم

عبارت شریک سے پہلے آیا اور حضرت مسلم کروٹ لیکر لیٹے اور کچھ اثر خواب بھی تھا پھر مسجد سے وہی فرشتہ باہر لایا بت براق پر سوار ہوئے قائمہ حجر و حطیم اس مکان کا نام ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنانے کے وقت کعبہ میں داخل کیا تھا اور جب قریش نے عہد نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبہ سے اکثر کی طرف علیحدہ کر دیا کہ ناودان کعبہ اسی طرف اختلاف چوتھا شق صدر میں ہے قاضی عیاض نے نقل کی ہے کہ شق صدر کا معاملہ قصہ معراج میں زیادات شریک نام راوی سے ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ شق صدر شریف کئی مرتبہ ہوا اور معراج میں بروایات متعدد صحیحہ وار ہو جاے انکار نہیں ہے جیسا کہ بخاری نے قتادہ اور انس اور مالک ابن حصہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور قاضی خود کتاب شفا میں بیان کیا ہے کہ بونس ابن شہاب نے اس سے قضیہ شق صدر معراج میں نقل کیا ہے پس معلوم ہوا کہ زیادات شریک سے نہیں ہے اور صحیح عند تحقیق یہ ہے کہ شق صدر چار مرتبہ ہوا ہے اول حالت لڑکپن میں جبکہ والدی حلیہ کے پاس تھے اور یہ اس واسطے ہوا تاکہ دل میں ہوس ہو و لعب کی تربتے دوسرے بار دہل برس کی عمر میں قریب بلخ جا کہ گیا تاکہ جوانی کی خواہش زور نہ پکڑے تیسرے بار قریب مانہ نبوت کے چاک گیا تاکہ مصفاے کامل در قوت حاصل ہو دہی کے قبول کی چوتھی مرتبہ معراج میں شق صدر ہوا تاکہ لیاقت و بار الہی کی تربتہ اعلیٰ پر محال ہو اور بعض اہل حدیث و تحقیق فرماتے ہیں کہ ناز مومن کے واسطے معراج ہے جب مومن ارادہ ناز کرتا ہے تو اول وضو کرتا ہے پھر ناز پڑھتا ہے سوچا ہے حضرت مسلم نے کہ سارا قافلہ انبیاء علیہم السلام تھے جب ارادہ ناز معراج فرمایا اور قصد ناز و نیاز کئے گا در گاہ کبریا میں کیا تو اس کے لیے وضو لازم تھا اور اس وضو کے لائق شق صدر تھا سو ہوا کیونکہ رویت الہی میں تین چیزیں شرط ہیں اول لطافت و پاکیزگی اعلیٰ مرتبہ کی جو اربعہ عناصر سے خارج ہو دوسرے زبان تیسرے مکان کہ یہ تینوں باتیں حضرت مسلم کو

حاصل نہیں تب شق صدر سے وضو کر کے رویت الہی سے مشرف ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ ٹینوں بانیں حاصل تھیں  
 اس سبب رویت الہی نصیب نہ ہوئی اور اتفاق اس وضو کا یہ پڑا آج عطا تفسیر الم نشرح میں کہتے ہیں الم نشرح لکھ کر  
 یعنی کیا نہ کھولا سیدہ تیرا ترے واسطے یعنی شرح صدرہ للرویت و شرح صدر موسیٰ علیہ السلام الکلام اختلاف پانچواں  
 براق میں ہوا اول ہفتاق میں دو سرا اسمین کہ انبیاء سابقین بھی براق پر سوار ہوئے تھے یا نہیں پس بعض براق کو  
 مشتق یرق سے کہتے ہیں بمعنی درخشندگی بلحاظ چمک رنگ کے اور بعضے برق سے بلحاظ سرعت سیر اور بعضے برق سے کہ برق  
 کبریٰ کو بولتے ہیں چنانچہ قاضی نے شفا میں لکھا ہے کہ رنگ براق برق تھا اور یہی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ  
 روایت کی ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے باندھا اپنے چار پایہ کو حلقہ در سے جہاں اور انبیاء و ان کے  
 اس سے ظاہر ہے کہ اور انبیاء بھی براق پر سوار ہوئے ہیں اور مغازی ابن اسحق میں ہے کہ براق نے سرکشی کی سواری کے  
 وقت کیونکہ مدت سے اس پر سواری نہ ہوئی تھی اور بعض روایت میں ہے کہ اسی براق پر حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام  
 سوار ہو کر حضرت اسماعیل کو کوٹھنے جاتے تھے لیکن مع زین اور لگام خصایص حضرت بن ہر اور ابن وحیہ نے انکار کیا ہے اور  
 کہا ہے کہ اور کوئی نبی پر سوار نہیں ہوا اور احادیث کو تاویل کرتا ہے کہ اور انبیاء و ان کے واسطے بھی اسی قسم کا براق آیا تھا یہ براق  
 اور اس کا تو کوئی قابل نہیں ہے کہ سولہ حضرت صلعم کے اور کوئی نبی براق پر سوار نہیں ہوا یہ جو براق مختلف شکل قد و قامت میں  
 سواری کے واسطے آیا اور گھوڑا اس میں گنت زیادہ تھی نہ آیا اسمین یہ حکمت تھی گھوڑا موضوع ہے کہ مقام طرب و خوف میں اس پر سوار  
 ہوں اور یہ مقام سامانی و امن تھا اور بہت ہی قامت و اختلاف لون میں یہ فائدہ ہے کہ ایسا جانور اس قدر سافت کے لئے  
 نہیں ہوتا اس لئے آری ہوا احد میں بہ سفور و روز کیا کذا فی مدارج النبوة اختلاف چھٹا اس بات میں ہے کہ حضرت جبریل  
 علیہ السلام ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیا وہ باقیے یا وہ بھی براق پر سوار تھے اور اگر سوار تھے تو پیچھے تھے یا آگے آہن سعد نے  
 شرف مصطفیٰ میں لکھا ہے کہ جبریل نے رکاب مقامی اور میکائیل نے لگام پکڑی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیادہ ہوتے تھے کہ حامل  
 کہ سوار کر اگر خود بھی سوار ہوئے ہوں اور سند امام احمد میں خذیفہ سے موقوف روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور  
 حضرت جبریل علیہ السلام دونوں براق پر سوار تھے یہاں تک کہ بیت المقدس میں آئے اور صحیح ابن حبان میں اس سے  
 روایت ہے کہ ان جبریل حملہ علی البراق روایا اور یہ دونوں قول محتمل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت  
 جبریل تھے یا بالعکس پس سند عمارت میں بہ تصحیح آیا ہے کہ جبریل آگے تھے اور جافظ ابن حجر نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہ  
 فی المواہب اختلاف ساتواں براق کے باندھنے اور نہ باندھنے میں یہ خذیفہ نے باندھنے کے انکار کی اور کہتے ہیں  
 کہ حاجت نہ تھی کیونکہ تمام عالم غیب شہادت اس وقت مسخر تھا کذا رواد احمد والترمذی اور بھی خذیفہ نے نازبیت اقدس  
 انکار کی ہے اور بھی اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ قول ربط براق اور اسے صلوة قول بالاثبات ہے اور اثبات نفی سے  
 اولیٰ ہے اور بھی باندھنا براق کا حلقہ مجھ سے از روے احادیث صحیح ثابت ہے چنانچہ اول قصہ میں بیان ہو چکا ہے اور

اختلاف چیم

اختلاف چھٹا

اختلاف ساتواں



ثابت ثانی نے انس سے اور بزار نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت محمّد بن آئے اور اپنی انگلی رکھی اور پچھلا انگلی اور بڑا انگلی کو  
باندھ دیا اور یحییٰ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں آیات المقدس میں اور میں نے  
باندھا براق اپنا اس حلقے میں جہاں اور انبیاءوں نے باندھے تھے پھر میں اور جبریل بیت المقدس کے اندر آیا اور دونوں نے  
دو رکعت نماز ادا کی اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں تشریف  
لائے تو پہونچے ایک مکان میں جسکو باب محمد کہتے ہیں سو وہاں ایک پتھر تھا جبریل نے اپنی انگلی سے سورخ کیا اور میں کو وہاں  
باندھا اختلاف اٹھوان اداے صلوٰۃ میں ہے کہ آنحضرت نے اور انبیاءوں کے ساتھ آسمان پر نماز پڑھی ہے آیات المقدس  
اور جاتے وقت پڑھی یا آتے وقت اور وہ نماز فرض تھی یا نفل اور اگر فرض تھی تو نماز عشا یا نماز صبح اور جو نفل تھی تو کر  
رکعتیں تھیں قاضی عیاض نے سفیان روایت بزار کی علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ اس سے اولے صلوٰۃ  
آسمان پر معلوم ہوتی ہے اور جو یحییٰ نے ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے اس سے نماز پڑھنا حضرت کا اور حضرت  
جبریل کا دو رکعت بلاجماعت پایا جاتا ہے شاید بطریق تہجد مسجد ہو اور ابن سہود سے روایت ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ میں تہجد  
داخل ہوا تو انبیاء علیہم السلام ملے پھر مرفون نے اذان کی تو سب نماز پکڑے ہوئے اور منتظر ہوئے کہ کون امام ہو حضرت  
جبریل نے یہ راۃ پکڑ کر امام کیا اور امام احمد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم مسجد نبوی میں کھڑے ہوئے تاکہ  
نماز پڑھیں سب انبیاءوں نے اقامت کی یہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احتمال ہے کہ آنحضرت نے انبیاء کو کھینچا  
بیت المقدس میں نماز پڑھی ہو پھر بعضے انبیاء آسمان پر عروج فرما گئے تو وہاں بھی ملاقات ہوئی اور جمال ہے کہ بعد بہبوط  
آسمان سے نماز پڑھی ہو اور انبیاء علیہم السلام اول آسمان پر ملے ہوں پھر حضرت کے ساتھ بیت المقدس میں آئے اور  
نماز پڑھی اول جمال ظاہر تر ہو اور ابن کثیر قائل ہے کہ قبل عروج اور بعد عروج بھی نماز پڑھی تھی اور صاحب مواہب  
فرماتے ہیں کہ جو شخص داسے نماز کا قبل عروج قائل ہے اس کے قول پر عشا تھی اور جو شخص بعد عروج کے قائل ہے اس کے قول پر  
نماز صبح قریب ہے اور ہمارے اساتذہ کرام کی اس مقام میں تحقیق ہے کہ ظاہر تر اور قریب تر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں پہونچے تو حضرت جبریل نے اور اپنے بطریق تہجد مسجد دو رکعت نماز ادا کی اور دیگر  
انبیاء کہ آپسے پہلے پہونچے تھے وہ رکوع اور سجود صلوٰۃ تہجد مسجد میں تھے پھر نماز تہجد کہ آنحضرت پر فرض تھی اذان سے ادا فرمائی  
تو اور انبیاءوں نے اقامت کی اور جب عروج آسمان فرمایا تو اور انبیاء بھی عروج فرما گئے وہاں بھی واسطے اظہار شرف و کرامت  
آنحضرت کے ملا علی پر حضرت صلعم کو جبریل نے امام کیا پھر جب راجعت فرما بیت المقدس میں آئے تو بعضے صلوٰۃ لیل  
یا نافلہ دیکر بروجہ شکرانہ ادا فرمائیں اور کاتب و رواق کہتا ہے کہ جو شخص قائل ہے کہ نماز عشا یا صبح تھی سو اس سے کہ حدیث ثانی  
بنت ہیطالب کی روایت ہے اس لیے کہ وہ فرماتی ہیں کہ حضرت صلعم اللہ علیہم السلام شب اسرا میں کھڑے تھے اور نماز عشا پکڑ کر  
سوئے تھے اور قریب صبح جب کو جگایا اور جب نماز صبح کی ادا فرما چکے اور میں بھی پڑھ چکی تو اپنے فرمایا اے ام ہانی میں نے عشا کی

بہان پڑھی پھر جیت المقدس میں گیا اور وہاں نماز پڑھی پھر نماز صبح تمہارے ساتھ ادا کی اختلاف انوان اس بات میں ہو کہ یکا  
 شیر و شراب کے بعد نماز لائے گئے تھے یا بعد و مصل سدرۃ المنتہی اور کتنے پیالے تھے پس حدیث انس اور امام احمد سے واضح ہو کہ مسجد  
 اقصیٰ میں بعد نماز قبل عروج دو پیالے آئے تھے ایک دودھ کا دوسرا شراب کا اور روایت شدہ ان اوس بھی اسی طرح ہو اور حدیث  
 بخاری سے جو قتادہ نے انس سے اور انس نے مالک ابن انس سے روایت کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ بعد پہونچنے سدرۃ المنتہی کے تین یکا  
 آئے ایک میں شراب و سرے میں دودھ تیسرے میں شہد اور روایت ہذا میں بانی اور دودھ اور شراب ہے سو جمال الدین محدث  
 یون جمع ہیں الروایات فرمائی ہو کہ یہ معاملہ دو بار واقع ہوا ایک مرتبہ مسجد میں اور دوسری بار سدرہ میں اور قسطلانی نے فرمایا ہے  
 کہ حافظ عطاء الدین ابن کثیر نے بھی اسی طرح تصریح فرمائی ہے اور جو اختلاف عدد ظروف میں واقع ہو محمول براختصار راوی پر  
 حال یہ کہ مجموعہ ظروف چار تھے ایک میں بانی و دوسرے میں دودھ تیسرے میں شہد چوتھے میں شراب کہ یہ بات موافق پڑتی ہے یون  
 نہروں کے جو سدرۃ المنتہی کی جڑ سے جاری ہیں اختلاف و سوالان نزدبان میں ہے اکثر روایات ولالت کرتی ہیں کہ آنحضرت  
 نزدبان پر ہو کر عروج فرمایا اور اکثر احادیث صحیحہ سے واضح ہو کہ بران پر عروج فرمایا اور ایک روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام  
 پیکر کر آسمان پر لپکے اور ایک روایت ہے کہ اپنے پروں پر بٹھلا کر لپکے پس طریق جمع یون ہے کہ بعد فراغ نماز و حمد آسمی بیت المقدس میں  
 حضرت جبریل نے حضرت مسلم کا ہاتھ پکڑا اور باہر لائے اور براق پر سوار کرایا اور براق اس نزدبان پر چلا اور جب دروازہ آسمان  
 پہونچا تو جبریل نے اپنے پروں پر بٹھلایا اختلاف کیا رصوان سدرۃ المنتہی میں کہ آسمان ششم میں ہے یا ہفتم میں یا ثمانیہ و ثانی  
 حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ سدرہ آسمان ہفتم میں ہے اور ابن مسعود سے مسلم نے حدیث روایت کی ہے کہ سدرہ آسمان ششم میں  
 حافظ ابن حجر نے یون جمع فرمائی ہے کہ جڑ سدرہ کی آسمان ششم میں ہے اور شاخیں ہفتم برہذا ششم و ہفتم دونوں ذکر رہوے اختلاف  
 بار سوالان تعدوا انہا میں ہے حدیث انس سے چار معلوم ہوتی ہیں دو پوشیدہ کہ بہشت میں جاری تھیں اور دو ظاہر کہ نیل  
 و فرات ہیں اور صحیحین میں ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے جاری تھیں اور ایک روایت مسلم کی ہے کہ چار نہریں بہشت میں ہیں ان فرات  
 و صبحان و حیان اور روایت شریک واضح ہو کہ آسمان دنیا پر دو نہریں نظر پڑیں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہر یابیل  
 فرات میں اور سدرہ انکی جڑ ہو اور قاضی عیاض نے شفا میں ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ اس روایت سے  
 چار قسم کی نہریں معلوم ہوتی ہیں اور ہر قسم سے متعدد نہریں نکلتی ہیں مثلاً انہا آب و انہا شیر و انہا شہد و انہا عروج  
 میں الروایات یون ہوتا ہے کہ سدرہ کی جڑ بہشت میں ہے پھر یہ نہریں جب سدرہ سے نکلیں تو بہشت سے ہوئیں اور جو آسمان  
 دنیا پر نظر آئیں وہ دلیل کمال انتشار پر ہو اور مافی رہا تعدو سو بعد تجاوز منع سے ہوا اور اختلاف تیر سوالان روایت آئی ہیں کہ  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں خدا سے تعالیٰ کو بچشم سر و کھیا اینین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ  
 جسے کہا محمد نے دیکھا خدا کو اسے چھوٹا کہا اور دلیل لاتی ہیں آیۃ لا تکرہ الابصار و ہو یرک الابصار یعنی انہیں دیکھ سکتی تھیں  
 انکسین اور وہ دیکھتا ہے کہ انھوں کو اکثر معامی اسق لیل کے مخالف ہیں اور جبریل میں صحابی مختلف ہوں وہ قول قابل

اختلاف انوان

اختلاف دربان

اختلاف آسمان

اختلاف نہریں

اختلاف روایت



حجت و سند کے نہیں ہوتا اور امام نووی لکھتے ہیں کہ ابن خزمیہ نے کہا ہے کہ عایشہ صدیقہ نے نفی روایت کی حدیث مرفوعہ سے  
 نہ کی اگر انکو کوئی حدیث مرفوعہ معلوم ہوتی تو البتہ بیان فرماتیں تفسیر شاہی میں لکھا ہے کہ آیت میں نفی اور اک یہی نفی روایت  
 اور اور اک واقع ہونا ہے اور جو انبہ حد و شہرہ کی ہے اور روایت دریافت کرنا ایک شے کا مینائی سے پس نفی اور اک سے نفی ہی  
 لازم نہیں آتی اور البصار سے کافروں کی آنکھیں مراد ہیں اور انہیں و ابن عباس و حسن و عکرمہ رضی اللہ عنہم قائل ہیں کہ  
 حضرت نے اپنے رب کو آنکھ سے دیکھا چنانچہ ترمذی نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے کہا دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے  
 پروردگار کو چشم سر میں نے کہا لا تدرکہ الابصار کس طرح فرمایا ہے ابن عباس نے کہا افسوس یہی تجھ پر اس وقت فرمایا ہے کہ جب  
 حضرت حق بنور ذات تکلی فرمائیں اور ابن عمر نے ابن عباس سے کہا بھیجا کہ محمد رسول اللہ نے اپنے رب کو حراجن میں دیکھا  
 انہیں کہا ہاں دیکھا اور کہا خدا نے تعالیٰ نے خلعت ابراہیم کو دی اور کلام موسیٰ کو اور روایت محمد کو کہ ذاتی العالم اور ابی ذر  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا رسول اللہ سے کہ اپنے دیکھا اپنے پروردگار کو فرمایا الکیا ریشیک دیکھا کہ کھلا گیا اور وہ سچا  
 امام احمد سے کہا عایشہ صدیقہ فرماتی ہیں جس نے کہا تم نے اپنے رب کو دیکھا اس نے افسر کیا اللہ پر یہ کلام کس طرح وضع کیا جانے لگا  
 فرمایا حضرت مسلم کے قول سے کہ روایت ربی ہے اور فرمایا حضرت مسلم کا بالاتر قول عایشہ صدیقہ سے ہے کہ ذاتی اللہ اب اور قاضی ابن  
 شافعی میں لکھا ہے کہ نقاش نے امام احمد سے حکایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میں بلا خطہ حدیث ابن عباس کہتا ہوں کہ حضرت مسلم نے خدا کو  
 دیکھا کہ وہ کھڑا ہے اور اس کلام کو اتنا کر رہے فرمایا کہ انکا دم بند ہو گیا اور امام ابو حنیفہ شہری اور امام حسن بصری سے منقول ہے کہ وہ کھڑا  
 اور کہا کہ تم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے اگر صحابہ اسی پر متفق ہیں تو یہی مذہب ہے عروہ ابن زبیر و کعبہ جبار و زہری اور تلامذہ  
 صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور مسلم نے ابو العالیہ سے اور اسے ابن عباس سے تفسیر آیت کریمہ لا تدبر  
 الفؤاد و اراعی میں نقل کی ہے کہ حضرت مسلم نے حضرت حق کو دو مرتبہ دیدہ دل سے دیکھا اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ ایک تہ  
 دل سے دوسری مرتبہ دیدہ سوسے دیکھا الاسعد ابن جبہ کہتے ہیں کہ اس مقام میں توقف اولیٰ ہے کہ چونکہ دلائل طرفین باہم متضاد  
 اور یہ مسئلہ عملیات میں نہیں ہے کہ دلیل ظنی پر کفایت کیا جائے فافہم القصد بعد اس واقعہ عجیبہ کہ اسی سال میں بارہ آدمی قبیلہ اوس خراج کے  
 مع چار ہزار مسلمانوں کے جو عقبہ اولیٰ میں بیعت کر گئے تھے اسی مقام میں حاضر ہوئے اسعد ابن زبیر و عوف و معاویہ بن عوف  
 و رافع ابن العجلان و دکنان ابن عامر و عبادہ ابن صامت و زبیر ابن ثعلبہ و عباس ابن عبادت و عقبہ ابن عامر و قبیلہ  
 خزیج و ابوالاعتم بن الیثمہان و عوف بن اسعدہ اور ایک شخص و جب کا نام کتب حدیث و سیر میں صاف صاف بلا اختلاف  
 نہیں بلکہ قبیلہ اوس سے تھے سوان صاحبون یون بیعت کی کہ ہم شریک ٹھہرائیں اللہ کا اور چوری انکریں اور زائد کریں اور لوگوں  
 نہ مابین اوس پر پڑتال نہ ہاں حصین یعنی کسی پر چھوڑا دعویٰ نہ کریں اور چھوٹی گواہی نہ کریں یا کسی عالم میں چھوٹی قسم نہ کھائیں اور  
 ایک بے عملی نہ کریں کسی پہلے کام میں اور یہی بیعت مونات ہے بکا ذکر سجدہ مستحسنین اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے اور بیعت ہما و  
 سب سے نہیں کی کہ اس وقت تک ہما و فرض نہواتا اور بعد کر لینے بیعت کے طعن ہے کہ بایسوال اللہ آپ ایک شخص ہمارے ساتھ

یہ حدیث صحیحہ ہے

خروج و بائعہ  
 جالی کی حالت  
 و بیعت و بیعت  
 اور اس کا حال

اکوین قودہ کو قرآن لکھانے اور کلام شریف بتانے حضرت معلم نے مصعب بن عمیر عبدی کو خدمت دے کر اسے ہمراہ فرمایا انھیں لوگوں سے  
 مصعب کا نام پھری رکھا تھا اور انھیں نے ناز مجاہدوں میں سے ایک اور انھیں نے دعوت اسلام مدینہ میں جاری کی یہاں تک کہ اسلام  
 انھیں کے لیے بھلائی بن گیا۔ مدینہ میں شایع ہوا کہ ان لوگوں کا کابو مہل اسلام لائے اور سب اپنے بت توڑ دے بلکہ ہر ایک گھر میں کوئی  
 نہ کوئی مرد یا عورت مسلمان ہوگئی کیونکہ مدینہ میں مصعب بن عمیر بنی عبدالمطلب کے باغ کے دروازے پر قرآن پڑھتے تھے کہ بعد ان  
 معاؤ کو جو خالاتی بھائی سعد بن زرارہ کا تھا خبر ہوئی وہ نیر و یکسر غصہ میں بھرا آیا اور کہنے لگا کہ یہاں سے چلے جاؤ انھیں تو سزا اور کٹ  
 مصعب بن عمیر کے لئے دوسرے دن سعد بن زرارہ کے ساتھ اسی جگہ پر غطفانے لگے پھر کسی نے یہ خبر سعد بن معاؤ کو پہنچائی سو وہ  
 ایک کارشیر یا لیکن بڑی کے ساتھ تب سعد بن زرارہ نے کہا ای بھائی یہاں بیٹھ کر سنو یہ شخص کیا باتیں کرتا ہے اگر اس کا کلام ناقص ہو تو تم  
 اس سے بہتر کلام کرو اور راہ راست بتاؤ اور جو اسکے کلام میں ہدایت ہو وہ جو رائے کو لے دو جو اس کا غلط فہمیت چاہو تب سعد بن معاؤ نے  
 مصعب بن عمیر سے کہا تم کیا فرماتے ہو مصعب نے کلام الہی پڑھ کر بتایا بسم اللہ الرحمن الرحیم ثم قال انما جئناکم بقرآننا عربیاً  
 لعلکم تعقلون وائتہ فی الزم الکتاب کذبت علی حکیم ثم آخر سعد بن معاؤ کے اچھل پڑا اور حال اس کا تغیر ہو گیا اگرچہ اس نے فی اللہ  
 کلمہ شہادت نہیں کہا لیکن دل اسی وقت ایمان سے بھر گیا کہ اس نے اپنی قوم میں اگر نبی عبدالمطلب کو بلایا اور خود مسلمان ہو کر ان کو  
 دین اسلام پر دعوت فرمائی اور کہا ای صغیر کہ جس کو اس میں شک ہو اسے اللہ سزا دے گا اس سے کہے کہے وائتہ وہ امر ہو کہ جان سکی  
 فلاہو عربی عبدالمطلب تم لوگوں میں میرا مرتبہ کتنا ہے کہنے لگے انت عبدنا وفضلنا فرمایا اسے کلام کرنا حرام ہے جتنا کہ ان کو  
 چنانچہ سب ایمان لائے اور ہجرت الحافل میں لکھا ہے کہ جب مصعب بن عمیر اور سعد بن زرارہ نے بنی نضیر کے باغ میں قرآن پڑھا  
 تو سعد بن معاؤ شکر بت ہی ناراض ہوئے اور سعد بن خضیر کو بھیجا وہ ایمان لائے اور بعد ان کے سعد بن معاؤ بھی مسلمان ہوئے  
 اور ان دونوں کے ذریعہ سے بنی عبدالمطلب ایمان لائے جب تیہ صوان برس نبوت کا ہوا اور اعزاز اسلام سے ارادہ قدیر علیہ الہی  
 متوجہ ہوا تو مصعب بن عمیر ایک عہد کثیرہ بشوق و یدار سید ابراہیم راہ دار اچھ میں داخل مگر ہوا کہ اس وقت آنحضرت سے سعادت و کرم  
 انھیں سے کچھ لوگوں نے التماس کیا کہ ہم اوسط ایام تشریف میں رات کے وقت عقبہ میں حاضر ہونگے جب عدد کی رات آئی تو  
 تشریف آوی اپنے ہمارے مشرکوں سے علاحدہ ہو کر بطریق خفیہ وہی رات کو اگر ایک مسجد پہاڑ میں بیٹھے اور جلال کمال حضرت اکرم  
 محمد بن عبد اللہ کے نشان سے آنحضرت کو خبر پہنچی آپ صعب بن عباس ابن عبدالمطلب ہنوز ایمان نہ لائے تھے اس مقام پر تشریف فرما ہو  
 حضرت عباس ان لوگوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ تم میرے کام میں ہمارے یہاں بڑا ہی اور بہر چند ہم نے منع کیا مگر وہ ہرگز چھوڑ کر تھے ملا  
 جاتے ہیں اگر تم خود مضبوط کرو اور وہاں سے عہد پر قائم ہو تو صاف بیان کرو انھوں نے کہا یا رسول اللہ عباس نے کہا سوتہ بنے  
 میں یا آپ فرمائیں کیا ہے عہد و پیمان لیتے ہیں اسم اللہ ہم حاضر ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی آیتیں قرآن مجید کی  
 پڑھیں اور فرمایا عہد ظاہر ہو کہ اس کو احد لا شریک سمجھ کر عبادت کرو اور یہ عہد ہے کہ جو کچھ میں کہوں اس کو دل و جان سے  
 سنو اور تبلیغ و دعوت میں امانت کرو اور جو کوئی منع کرے اس سے لڑو کہ یا رسول اللہ ہمارا کام قتال و حرب ہے اور اگر جیسے

روای احمد بن حنبل  
فردوسی

بیان کل سیرت نبوی  
آیت صوبہ





سات طواف کیے اور دو رکعت نماز پڑھی بمقام ابراہیم اور آواز بلند کیا کہ اگر انکی اوقات ضائع ہو چکے ہوں گے تو خدا جانے بہن اور قریش  
 وہاں مجتمع تھے پھر رسول میں آنجناب باستحانت ہجرت و تہنیت مقام جناب حق میں متوجہ ہوئے اول ایک عام ایسا نظر آیا کہ دو مین مقام سے  
 شتر کا اول، بڑا و بچہ سے دو تین تین ارض شام سے تیسرے شرب زمین جازمین بعد از ان مقام ثالث تیسرے ہوا لیکن تیسرے قریب  
 خروج میں نال ہا تھا ہر کوئی ٹراک و راہام کے لیے تھکے تھکے تھیں جو ہوائی سوہ بات ہو کہ دستورات سے ہو کہ وہاں عزیز کو مکانات تھے  
 کو کھلاتے بہن تاکہ انہیں جہن کان کر پشید کرے وہاں رہے اسی طرح حضرت کو مقامات مختلفہ دکھائے کہ حضرت نے مرینہ منورہ پس کیا او  
 عزم باہر فرمایا اور سبب ہجرت کرنے صحابہ کے شکرین قریش کو بھی یہ خیال ہوا کہ اب حضرت بھی قریبے جانب ینہ تشریف لیا جائیگا  
 ہوا لیکن سرداران قریش مثل ابوجہل وغیرہ را زدہ مین کہ مصلح ایک مکان تھا اور شہرت کے واسطے قریش ہاں مجتمع ہوا کرتے تھے  
 ہزار شہرت جمع ہوتے اور دروازہ بند کر لیا البیس میں بصورت پر مرد موجود ہوا کفار متعجب ہوئے اور خلل انداز شہرہ سمجھے اُسے کہا کہ  
 میں نجد کا بہتے والا مرد تھو پکار ہوں اس میں مصلح نیک و نکاح کا جوہل نامے بت نے تمہارے دل کے اسرار پر مطلع کر دیا بہت تو  
 کفار اسکو غنیمت سمجھے بعد از ان کا قرون نے کہا کہ محمد نے سخت تنگ کیا ہو انکو دفع کیا چاہتے بہن ایک شخص نے کہنا یہ شام میں عمر کا لگا لگا  
 ایک ٹھہری بہن قید کر دیا شیخ بخیری نے کہا کہ میرا ناپسندیدہ ہے محمد کے قادیب تو اربع مزارع ہو گئے اور مقابلے کی صورت قائم ہو گئی لیکن  
 شخص نے شاید ابوالنہدی تھا ابوالہسان سے نکال دیا شیخ بخیری نے کہا یہی راے نا تو اب ہو کہو کہ محمد سحر البیان بہن جہاں جائیگے گو گئے  
 پتا سن کر نیک اور مقبوت باعث تم پر چڑھا آوینگے بعد از ان ابوجہل نے کہا کہ قبیلے سے ایک ایک شخص انتخاب کیا جائے رات کو انکو کر محمد کو  
 قتل کریں کہی تا ستم کو جمع قبائل قریش سے طاقت مقاومت نہیں ہوگی بالضرورت پر راضی ہو گئے تو دیت بے تکلف دینگے ایسے  
 یہ بات پسند کی اور مجلس ختم ہوئی استہیضیطان کا شیخ بخیری اسی قہد سے ہوا ہر چنانچہ پنج قبیلے کے پانچ سردار جوان اس گت پر ہر کو  
 اور حضرت جبریل علیہ السلام نے اس معاملے کی خبر حضرت کو پہونچائی کہ اللہ صاحب فرماتے بہن وازیر یک الذین کفروا لیفتوک  
 او قتلک او یخرجوک ویکرون ویکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی جب قریب بنانے لگے کہ کافر کجاوٹھاوین یعنی قید کریں یا مار ڈالیں  
 یا کالہین اوروہ داؤ کرتے بہن اور اللہ بھی داؤ کرنا ہوا اور اللہ سیدہ داؤ کرنے والا ہوا اور یہی حضرت جبریل نے کہہ دیا آپ نے  
 ہجرت فرمائیں صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ جب سب صحابہ ہجرت کر گئے تو صدیق اکبر نے بھی حضرت سے اجازت چاہی فرمایا  
 جلدی نہ کرو و عظمہ را و اسواسطے کہ میں اسید رکھتا ہوں کہ کجاوٹھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہے حضرت صدیق ہر اسی کے لیے  
 انتظار رہا اور وہ داؤٹ چار مہینے بیشتر سے کھلا بلا کے تیار کر رکھے تھے اور روز اجازت دو پہر کو یہ حال حضرت صلعم نے صدیق اکبر سے کہا  
 انھوں نے اتنا س کیا کہ حضرت میں ساتھ چلوں فرمایا ہاں اور ایک نٹ حضرت نے کہ نام اسکا قصوی و بقولی جدا تھا چاہا مود  
 صدیق اکبر سے بول لیا تاکہ اس معاملے میں ہتھات باغیر نہ پناہی مال صرف ہوا اور عبد اللہ رقیط دلی کو ذکر رکھا تاکہ تین  
 دن بعد و نوون اونٹ چلے تو بہن حاضر کرے شخص اگر چہ ہوا و تھنقین امام نووی سلمان نتھا لکرا بہن تھا ابھی رات کے قریب  
 کہ تاریخ ہشتم رجب الاول و مہج سائیسون صفر لوم الاثنین سال چہار ہجرت تھا ابوجہل بن ہشام حکم بہن ابی اسامہ عقیقہ

تیسرا ہجرت

ابو اسامہ عقیقہ

لطف خداوند

فان ذکر من

اوذن لہ

اوذن لہ

اوذن لہ

اوذن لہ





یعنی پنج دست کر و اندھ ہمارے دو نوک ساتھ ہر یک ایک تیرا اور کافرون کو کیا اور جلالہ کرمی کا نظر آیا تو کہنے لگے کہ یہاں ہرگز کوئی آدمی نہیں آیا اگر کوئی گھساہو تو جلالہ لوٹ جا تا اور جنگی کہو کہ حشری زمین آج بے بعض ہے کہ کہتے ہیں جلالہ صلعم کی پیدائش سے پہلے دیکھا تھا ویسا ہی اب چاکر لگا کر گھساہو بھر گئے سبحان اللہ اپنے حبیب کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے عکبوت اور حشری نور سے ایسا کام لیا کہ صدر ازراہ بنی اور خلع سے لگی اور جو ان گبی سے نہ نکلتا حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے بمقتضائے جلالہ الا احسان الا احسان اپنی است کو حکم کیا کہ عکبوت ایک کشتی ہو کہ نہ مارو اور نہ کھو تو کج واسطے عام خیر فوائی اور ان کے شکار سے منع فرمایا قصہ ہجرت میں انہی جلالہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بصر مدین کو بڑی فضیلت عنایت فرمائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ کہ محض جان بن بجائے حضرت صلعم لیٹے و حق جان نثاری او کیا بعض عالمین لکھا ہو کہ آید من الناس من یشری نفسه بقاء و رضات اللہ واللہ رؤف بالصالحین او بعضے دوی عیجے ہیں اپنی جان خد کی رضا مندی تلاش میں اور اللہ بیت مہربان ہوا اپنے بندوں پر حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی ہو اور حضرت صدیق کی فضیلت ظاہر ہو کر تمام ہجرت میں حق خدمت گذاری و جان نثاری جیسا کہ چاہیے بجایا لے اور بڑی فضیلت تو یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کو نصیب مسیح علیہ السلام فرمایا اور اپنے حبیب کی زبان سے معیت خاصہ الہیہ کی بشارت کی کہ اذ بقول اصحابنا تخرن ان الہیہ معنا سبحان اللہ کیا ہی عمدہ مرتبہ ہو جو اللہ و رسول کے شان میں آوے مشکوٰۃ شریف میں حضرت عمر سے روایت ہو کہ انھوں نے کہا ابو بکر صدیق میری ساری عمر کے اعمال حسنہ میں ان کے اس کے ایک تلوار لیکر کچھ اعمال اپنے دے دین تو میں نہیں ہوں اعمال شب ہجرت و اعمال اہم وفات اور سارا قصہ راویہ و وفات الہیہ بیان کیا اب آج او پہلے سنائی کرائی کہ جو کوئی حضرت صلعم اور ابو بکر صدیق کو زندہ یا مردہ گرفتار کر لے تو دو سواوٹ انعام میں ملے جو ایک یا دو سواوٹ اور حضرت صلعم نے تین تین غار میں تشریف رکھی عامر بن فیثمہ دو دو دھلا جاتے تھے اور اس وقت ابی بکر کھانا کھا جاتی تھیں اور عبد اللہ بن ابی بکر کھانا کھاتے تھے رات کو آئے اخبار قریش بیان کرتے تھے جب میری ات کی صبح ہوئی تو یوم خمیس تھا خواہ شب بیع الاول تھی یا شب دوم خمیس بعد گذشت چار شب انہ کو رو بقلول صاحب بیع دخول غار بیت و فتم صفر و خروج کیم بیع الاول ہو اہر حال عبد اللہ بن ابی بکر و دونوں اونٹ موافق قرار دوا لایا تو قصداً پر حضرت صلعم و صدیق دو کچر عبد اللہ و عامر سوار ہو کے براہ سواحل اری میں دو ایک پور میں ایک سنگ کلان کے سایہ میں صدیق اکبر نے اپنا پوتہ بن بچا کے حضرت کو بٹھایا اور خود محرمین پھر لے لگے ایکٹ واپس قریش سے کہ وہ قریش کا ہشتاد دو دھپالہ میں پھیر لیا اور پانی مالک حضرت کو پلایا تو حضرت نے تھوڑا سا فائدہ اگر کوئی شبہ کرے کہ بلا اجازت اہل ملک حضرت صدیق اکبر کو دو دھپالہ لیکر حضرت کو پلایا تو رفع اسکا کئی طرح سے ہو سکتا ہو اول یہ کہ حضرت صدیق کے بار کی بکریاں تھیں انکو بین تھا کہ وہ اس بات رضی ہو گا کہ نہ ارض اسوا سٹے اپنے دو دھپالہ او غلام نے بلاتل یا دو سوا اہل مکہ کی عادت تھی کہ اپنے اپنے جروا ہوں کو اجازت نام دیتے تھے کہ کچھ فی بھوکا یا ایسا سا فرستے دو دھپالہ طلب کرے تو اسکو بلاتل یا کیر تھیں یہ بھی ہو سکتا ہو کہ حضرت صدیق اگر بڑی قیمت دیکر دو دھپالہ لیا ہو و لامخو و رفیہ آج حضرت صلعم بیان سے سوار ہو اور منزل قدیمین ام شعبہ عالمہ غزہ عینہ بنت خالد کے خیمہ پر پہنچے یہاں معجزہ ظاہر ہوا کہ بیان ہجرت میں لکھا جائیگا اور جب قیام سے تشریف لیچلے تو سراقہ ابن الاکاک عالمہ بینا لیا اور اس مقام پر جو عجزہ ظاہر ہوا وہی حسبے اب بخاری ہجرت میں بیان کیا جائیگا اہل سیرتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام حضرت صلعم کو کہیں نہیں لے گئے تھے نام کو برہم بخاری

فیہما علیہ السلام

ع

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے

میں نے اپنے



لکھے تھے اسٹیٹ نام سے لکھے ہوئے تھے جو کہانے تھے سو اس کی نین مستفید خدمت ہوئے اور جا سہا ہے سفید زمانہ حضرت سیدہ ام حبیبہؓ کے اہل علم و کرم کو اور اشرف المہاجرین صدیق اکبر کو پہنائے لیکن اہل تحقیق کے نزدیک واقعہ بعد واقعہ ہر چیز اس کی کے واقع ہوا اور وہ یہ کہ ابو ہریرہؓ ابن حبیب سلکھی اپنے مقام میں یہ دریافت ہوا کہ حضرت خاتم السلیسینؑ ابی الدین الفضلؑ ابی الزین الخزین محمد بن علیؑ علیہ السلام غفرلہ کا اہل علم و کرم کو اور اشرف المہاجرین صدیق اکبر کا عظیمہ سے بقصد ہجرت جانب مدینہ روانہ ہوئے ہیں اور قوم قریش نے عہد کیا کہ جو کوئی ان کو قتل کرے یا گرفتار کر لے تو اس کو سزا دینا غلام میں جہاں پر بڑے سزا دینا لکھا جلا اور نہایت شنیع میں حضرت صلح کے متصل پہنچ اپنے بوجھاؤ کوں ہر اسے کہا کہ برا بن گھبریں سہی حضرت نے صدیق اکبر سے فرمایا بڑا اذرا خشک ٹھنڈا ماہو کام ہمارا یعنی ہمارا کام خوش اور صلاح پر کیا ہے جو کھانے سے ہر اسے کہا قبیلہ سلم سے فرمایا سلمنا چھ لکھا کوں قہ سے ہر یہ لافیا یہ سلم سے حضرت نے فرمایا انصبت ستھک یعنی تو نے اپنا حصہ پایا مٹی قہ برید ہر ایسے کے مسلمان ہوا سبحان اللہ کے بھاری نیت سے حضرت صلح کا حال مبارک کچھ کر اور کلام نکر عاشق ہو گئے اور نہ حضرت صلح کی خدمت میں رہے جب صبح ہوئی تو برید نے التماس کیا یا رسول اللہ فریاد احمدی میں یہ میں تشریف نہ لیا جائے چنانچہ برید نے اپنی دستا کو ل کر ایک نیزہ سے ہاتھ لی و آگے بھولا جسطح غلبہ چلتے ہیں اور دست بستہ عرض کیا یا حضرت آپ کا جلوہ فرما ہو گیا و مدینہ میں کھان پر اتر گئے فرمایا لیر اوٹا مور جس جگہ بیٹھا جائیگا کسی جگہ اترے گا کشتہ درگرم ٹکندہ دوست پہنچ ہر جا کہ خاطر خواہ دوست پہنچو و نیست در کوئی توشتا فان شیدار بدختم زلفت بقلب محبت میکندہ مارا فائدہ زبیر بن ابی عامر کہ بکسر لعین و تشدید او او ہر چہ حضرت رسول مقبول میں ہستی ابن کا سب لٹے ہیں اور والدہ کی صفیہ بنت عبدالمطلب عقیقہ اسما بنت ابی بکر انکی زوجہ ہوا لائے معہی والدہ کے حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر عمر انکی قہ اسما نام ٹوٹو خواہ پچیس برس کی تھی شہید ہو چکا جنگ حل میں سال حبشہ میں ہجری تھے او عمر جو پچیس برس کی ہوئی اور ابن عمرو نے کہ لشکر علیؑ رضی بن تھا عین یانین مارا ہر او جب سے بحال حضرت علیؑ رضی کہما تو فرمایا بشارت ہو تجھے التمش و فخر کی مدفون ہو او الوی السباع میں پھول گئے بصور میں اور قرآن کی مشہور ہر سوا انھوں حضرت رسول مقبول صلعم او صدیق اکبر کو اپنے سفیدہ وقت پہنائے ہیں جب بخانہ بیت مدینہ منورہ مع بریدہ علیؑ کی پونچھ ہیں فائدہ دریا تھا و ال تطیر ابانش اگر گفتگو کرتے ہیں اس واسطے اس مقام میں میان بعض لب کا ضرور ہوا شیدہ نہ رہے کہ تناول ششوق فال سے ہر اور فال کا نظام ہر شامل نیک و بد کو لیکن سبب اصناف کے تخصیص جاتی ہر مثلاً فال نیک و فال برا کسی شگون اور شگون بولتے ہیں کہ یہ دونوں فطنین اور کلفت موضوع فال نیک کے لیے ہیں اور محاورہ اہل ہند میں بد کو بھی اس اصناف کرتے ہیں اور انہ فال کے علم قہ کرتے ہیں اور طیرہ مخصوص فال بد ہر الا گاہے اس کو بھی فال نیک میں استعمال کرتے ہیں اور ہر دین میں فال کا اطلاق نیک ہر اور طیرہ کا بد ہر سوا ماہیت سے عانت تطیر اور اجازت تناول پائی جاتی ہر کہ اس واقعہ بریدہ اس سے واضح ہر اور ابو داؤد نے برید سے روایت کی ہر کہ حضرت صلعم فال کسی چیز سے لیتے تھے اور ہر گاہ کہ کسی کھانے میں مفر فرماتے تو اس کا نام پوچھتے کہ خوش فال تو مفر ہوتے اوچر ہر مبارک ہر مفر ہر بد ہوتی اور جو کدہ معلوم ہوتا کہ اگر کسی موضع میں وارہو چکے تو اس کا نام دریافت فرماتے تب بھی کہ کیفیت ہر مبارک ہر نمودار ہوتی تھی تو حدیث یہ ہر کہ اگر نام حامل کا یا قریہ کا سفید معلوم ہوتا تو حضرت تناول فرماتے اس کی سعادت پروردہ ابھکس قہ قہ

وادیہ الہیہ

[illegible]

میرزا علی

九

کہنا کہ حضرت صلح فل کے بعد بھی لیتے تھے اور اس عمل کرتے تھے چنانچہ ابو داؤد اور ترمذی نے عبد اللہ بن مسعود روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلح فل کے  
 لینا شک ہو اور میں ہر ہم سے کوئی چیز کر کے لائے سبب کل کے اسکو رو کر تیا ہونی جو ضرر کہ تطیر سے کل کے معنی ہوتا ہے اور سبب کل کے سبب کل کے سبب کل کے  
 دو کر دیا ہے ترمذی فرماتے ہیں کہ سیر نزول کے بعد اس حدیث کا قول بن مسعود ہے اور بخاری مسلم و احمد و ابو داؤد و ترمذی و نسائی باختلاف الفاظ  
 انہی سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلح فل نے نہیں ہے بخیر کفر ہے بنی خاندان اور دوسری روایت میں ہے کہ صحابہ نے بخیر کفر کا ذکر کیا تو فرمایا  
 اگر بخیر کفر ہے تو گھوٹے اور عورت اور گھر میں ہے اور روایت میں بن سعدین ہے فرمایا اگر بخیر کفر کسی چیز میں ہے تو گھوٹے اور عورت اور گھر میں ہے اور  
 ابو داؤد نے انس روایت کی ہے کہ ایک شخص عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک گھر میں مقادان ان سبب آدمی بہت تھے جسے دو گھر میں آیا ہوں  
 سبب چیزوں میں قلت ہے فرمایا اس گھر کو چھوڑ دے کہ یہ ہے اور یہی روایت ہے کہ فرمایا شخص سفر کو چلا اور قال بدست لوث آیا تو وہ کافر ہو گیا اس  
 جو نزل ہوا چھوڑ دے دوسری روایت ہے کہ جو شخص زرا قال بلکہ اپنی حاجت سے نہ شک کیا صحابہ کہا یا رسول اللہ کفار کیا ہے فرمایا اہم  
 لا طلاق لا خیر الا خیر لا اذ غیر کسی طرح اکثر احادیث وار ہیں حضرت شیخ عبد الحق رسالہ ثابت بالسنتین فرماتے ہیں کہ بعض احادیث  
 نفی قال بدست لوث اس کے عقائد سے مطلقاً اور دہر اور بعض میں ثبوت اس کا بعض شیا میں پھل نکد و دابہ و خانہ بصیغہ جزم خواہ حال  
 یا جو کچھ تھا جاہلیت کی باتوں اور یہی معنی نفی اور یہی بصیغہ شرط پر مثلاً اگر بخیر کفر ہے تو ان چیزوں میں نہیں ہیں پس معنی اور مراد وہ ہے  
 اعلم ہے کہ تطیر کا جو نہیں ہے اگر تو ان چیزوں میں نہ ملے اور محل اس کا تھا چنانچہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی چیز سبقت لجاتی تقدیر پر نظر نہ ہوتی  
 اور حدیث حضرت عائشہ بن عباس کی بصیرت نفی تطیر بردالت کرتی ہے یہی ہے تطہیر کی یہ ہے کہ تاثیر بالذات نفی ہے اور موثر حقیقی علی  
 شیا میں جناب باری ہے اور ہر چیز بخلق و تقدیر الہی ہے اور اثبات اس کا ان اشیاء میں ہیں میان علت الہی ہے کہ انہیں پیدا کر کے اسباب الہی  
 قرار دیا ہے چنانکہ اس کو سبب ان گردانا ہے پس نفی راجع تاثیر بالذات کی طرف ہے اور اثبات محسبات ہے اور حکمت تخصیص کی علم شارع میں ہے اور  
 کہتے ہیں کہ بخیر کفر کی یہ ہے کہ نافرمان بردار خاوند ہو اور گھر کی یہ ہے کہ ہوا اس کی منفعت اور سایہ بہرہ اور گھوٹے کے یہ ہے کہ کفر اگر ان قیمت میں  
 قول الصبیح صحیح بخاری میں ہے کہ لہلہ ینہ جزم بہرت آنحضرت ہفتہ سے جس کے تھے اسے جبل عترة اور ہارون اور یلیون پر نظر بیٹھے تھے اور جب  
 آفتاب گرم ہو جا چلے جاتے جب حضرت داخل ہوئے اسے ملے جاتے تھے ناگاہ ایک دینی چکا کہ یا ہذا العرب ہذا جہم یعنی اگر وہ  
 عرب یہ تجارت مقصد و طلب یا پس سبیل مدینہ ہوئے اور جبل عترة پر قدم بوس ہو اور مبارکباد دینے لگے و خوشیاں کہیں اور دھڑلے بنی بجا  
 دف بجائے حضرت نے انکو اپنا محض و یکہ کر فرمایا واللہ میں تمکو دوست رکھتا ہوں بعد اسکے جانب سے نہ سے داہنی طرف متوجہ ہو اور دو شہین  
 بارہویں بیچ الاول چارم نہ فارسی اور دہم ایولومی اور تیسرے اس کے ہنر بنی بنامہ سعد بن خیرہ قوم بنی عمرو بن عترة بن کلثوم بن اہم  
 کہ والدہ عبد اللہ بن قحطیہ سے تھیں جلوہ فرما ہوئے اور حضرت ابو بکر عموالی مدینہ محلہ شیخ قبیلہ بنی حارث بن الخزرج بن حبیب بن مناف بن  
 قریش ہے اور روایت صحیح ہے کہ حضرت صلح فل نے دشت میں خاموش بیٹھے اور حضرت صدیق اکبر بنا بر تعظیم ہند گان کھڑے ہوئے و فتہ و انفا  
 اسے کہ حضرت کو نہیں پہچانتے تھے اس لیے کہ حضرت صدیق سے سلام علیک کرتے اور جانتے کہ یہ رسول اللہ بنی حارث بنی حارث کا سایہ و حلا  
 اور صوبہ لگتی تھیں حضرت ابو بکر نے اپنی چادر لائی اور دھوکا بجا کیا اب انصار نے حضرت صلح فل کو بجا لیا انصار نے فرماتے ہیں کہ انصار کا سلام ہے









انھیں کی ولادت انصاری صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے تاریخ المصطفیٰ کہ جب حج بادشاہین بنا بر سر خلیفہ عالم شہید کرم روئی ہوا تو مدینہ منورہ میں ہو کر نکلا اور اپنے بیٹے کو خلیفہ بنادینے میں مقرر کر کے جانب شام وعراق گیا اہل مدینہ نے شہادت سے خلیفہ سلطان کو قتل کیا یہ خبر سلطان نے سنی وہ بنا بر مقام مدینہ میں اور حکم قائم کیا اہل مدینہ کا جاری کیا دفعۃً اسی وقت پہلے صوبہ سوری را گیا تو اسے قسم کھائی کہ جب تک اس شہر کو غارت نہ کر دوں گا آگے نہ بڑھوں گا علماء اور بزرگوار کہ شہوار الحبرت بغیر الزمان محفوظ بحفظ خالق دوہاں ہوا اور حکم اہل صوبہ جاری ہو گا ناچاری سے اپنا ارادہ سے باز رہا اور جانبین چلا گیا قسوت چاہے جو عالم توریت و تہذیب لیبیان بادشاہ با صوبہ حصول سعادت ملازمت مقرر عالم مدینہ میں رہ گئے اور تبع نے شخص کے واسطے گھر بنا دیے اور لوٹیاں بنا بر تصرف ملک میں ہو گئیں اور زلفہ بھی عنایت کیا اور ایک خط لکھا کہ ہوں نے یہودی کو سپرد کر کے وصیت فرمائی کہ اگر غیر آخر الزمان کا قاتل ہو تو یہ خط انکو دینا اور جو حکمو ملاقات نصیب تو اپنی اولاد کے سپرد کر دینا کہ وہ گزرنے کا اور ایک ولایت خانہ تعمیر کر کے ایک عالم کے تعویض کیا اور فرمایا کہ غیر آخر الزمان وقت نزول میں با سکینہ اسی گھر میں تشریف رکھینگے چنانچہ ابوبالہ انصاری اسی عالم کی اولاد میں اور انھیں بادشاہ کا خلیفہ حضرت صلعم کو دیا تھا اور نام نہاد کو زمین حج بادشاہین شہادت اسلام اپنی لکھی تھی اور یہ شعار بھی تھے سے شہادت علی حداد رسول میں شہادت لکھی

فلو عمری الی عمرہ لکن وزیر الدواہن عم یعنی میں گواہی دیتا ہوں احمد کہ وہ رسول خدا ہے ایسا خدا کہ پیدا کرنے والا اور میں کا ہر ایک کھینچی میری غر اسکی عمر کو تو ہوا میں زیر و بن عم اور حجاج النبوة میں ہر کہ یہ نامہ ابوبالہ انصاری زبیر علی ابی وقت جلوہ فرما ہونے جناب سالک تاب صلعم کے قبیلہ بنی سلیم میں بن گیا تھا اور عبارت نامہ یہ تھی لی محراب عبد اللہ خام النبیین و رسول ہا عالمین من تبع ابن حمرین دروہ العبداء

فانی است بہ کہ تکالہ فی نزل ہذا علیک ان اعلیٰ و یک سونک است برکت رب کل شیء و کل جان ربک من شریح الایمان الاسلام و انزلت لک فان اور تک فیہا وان ملاو حکم فافع یوم القیامۃ و انسی فان من امسک لاولین و ابائک قبل محیک و قبل رسال اللہ تعالیٰ یا پاک و اعلیٰ ملک ملکہ ایک براہ خلیل علیہ السلام اور سننا یہ پرانی شہر کی اور میں یہ کہ نہ تھا اللہ الامرن قبل من بعد یومئذ یفرح المؤمنین تفسیر حسینی بن سورہ دخان کی شرح میں ہر کہ جب ملہ ابوبالہ پیش کیا تو حضرت نے میں مرتبہ فرمایا ما بال الخ الصالح اور یہ نامہ لکھا ہوا ایک ہزار چالیس برس قبل نبوت کا تھا چنانچہ درج الدرس میں معلوم ہوا تاہر اس مقام سے واضح ہوا کہ انصار اولاد ان عالموں کے ہیں تفسیر معبرہ سے واضح ہوا کہ حج جبرئیل نام کا احد بن مکی کر ہوا کوئی ایک سبب کثرت توابع کے تھے کملایا ہر جیسا تفسیر بن عباس میں ہر بعض تھے کوئی کہتے ہیں اور بعض موصاح جیسا تفسیر علالمین میں بحث کریمہ ہم خیرام قوم تبع من سورہ الدخان لکھا ہر نبی و جیل صالح اور بیضاوی اور دارک بن ہر کہ حضرت صلعم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ نبی تھا یا غیر نبی بالجملہ اس کے اسلام میں شک نہیں اور صوح القرآن میں کہ تبع بادشاہ میں تھا اسکی قوم بت پرست تھی اسکو توریت یقین آیا نبی قوم کے سامنے آنا یا کہ بت پرستین کو سنا ہر اک جلوہ الی دو عالم توریت بغل میں لیکر گھسے جلا و تربت پرست بغل میں لیکر چلے گئے

تبع کے ہر ایک کی قوم دشمن ہوئی قائمہ اولام مدینہ منورہ کا شرب و لاثرب انار بکسر الہم لھا آحضرت نے مدینہ رکھا ہر اور بعض کہتے ہیں کہ شریع نام میں کا ہر جو طرف غری احد کے واقع ہوا اور وہاں عیون خلیل کثرت واقع ہیں اور بن مذکورہ حال نام مالک و اطرہ بنو خنین سے بت روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کو شرب کہنا منع ہوا تو بخاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہر کہ کوئی ایک تبہ شرب کے واسطے اسے کفار کے دہان مدینہ کہے اور امام احمد و ابوالحلی سے روایت ہوا کہ شہنشاہ کہے کیونکہ نام مدینہ کا طایفہ طایہ ہوا و وجہ کراہت اس نام کی یہ ہر کہ شریعت میں شرب

۹۰  
 ارجی کہ  
 شہادت  
 بن حمرین  
 دروہ العبداء

کہ یعنی خدا کا یہی اسم یعنی حق تعالیٰ کا نام ایک نر کا ہوا اور لاؤ فی علیہ السلام سے کہ اول اس جگہ پر ایسا ہی گاہ اللہ نے محمد اسلام میں اس کو خرق و خاشاک  
مساوہ عقاب کے طور پر شریعت بالکل پاک کر دیا تو پھر اس کی کوئی تہذیب نہ رہی اور کلام الہی میں باہل و بربط لا مقام کم و وار و ہر سو بطریق حکایت ہر  
اور جو حدیث میں وارد ہو وہ قبل از ہر کوئی نافی جذب اقلوب بقصد حضرت صلعم اور ابوبکر انصاری کے گھر آتے تو عبد اللہ ابن سلام سے پہلے  
حاضر ہوتے اور کلمات ہدایت سننے چلے گئے چونکہ شیعری اسلام دل میں قائم ہو گئی تھی وقت خلوت پھر آئے اور بوسے یا حضرت میں سوال  
میرے ہیں اور رسول پیغمبر کی جواب کا نہیں دے سکتا اول یہ کہ اول علامت قیامت کیا ہوگی تو دوسرا بہشت میں لطف عام کیا لیا گیا  
میں کیا سبب کہ اگر کا گاہ یہ مشابہہ ہوتا ہوا اور گاہ یہ مشابہہ ہوا حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اس نے پوچھا جو کچھ پوچھا اور کچھ علم تھا لیکن اللہ نے  
علم دیا پھر فرمایا اول علامت قیامت آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے غروب کو لاوگی اور شیشون کو اول کلبہ لاری کا گوشت لیا گیا تو جو نبی  
مرد کی غالب تھی ہو کر کشتاہ اس کے ہوتا ہوا اور لا مان کے عبد اللہ نے کہا اشد ان لا ار الا اللہ و انک رسول اللہ سے مدتی ہو کر مشتاق  
نقابت ہو دم و لا حرم روئے ترا دیدم و از چار فتم جدا و التماس کیا یا رسول اللہ صلعم قبل اسکے کہ میرے اسلام لانے کی خبر شہرت پکڑے  
آپ یہودیوں کو بلا کر دیکھیں کہ ان کا اعتقاد اکیلی نسبت کیا ہو اور کیا حاجت ہے میں کہ میں علیحدہ ایک گشتے میں ہو رہا ہوں گناہ چھپے حضرت صلعم نے  
ہو کر و طلب فرمایا اور کہا تم خوب جانتے ہو اور اچھی طرح پہچانتے ہو کہ میں رسول خدا ہوں پھر کیوں ایمان نہیں لاتے کہنے لگے واللہ ہم کو رسول  
نہیں جانتے فرمایا تم میں عبد اللہ ابن سلام کا کیا رتبہ ہے کہنے لگے ہوسیدنا و ابن سیدنا و علمنا و ابن علمنا فرمایا اگر وہ مسلمان ہو جائے اور  
میری رسالت و نبوت پر گواہی دے تو قبول کرو گے یا نہیں بے خدا نہ کرے وہ مسلمان ہوا اللہ تعالیٰ اس کو اسلام سے پہچان رہے انحضرت میں  
یہی کلام جناب سالک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر یہ دے اپنی شقاوت زالیہ سے ایک ہی جواب دیا تب تو حضرت صلعم نے عبد اللہ  
بن سلام سے ارشاد کیا کہ اگر عبد اللہ ظاہر ہو وہ کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے نکلتے اور اپنی قوم کے لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے یہود تم خوب جانتے  
کہ یہ رسول برحق ہے کیوں انکار کر کے باوہ شقاوت میں گھستے ہو ہوئے تو چھوٹا ہو ہم کا ہمنون سے جانتے ہیں پھر کہا ہو شہزاد ابن شہزاد ہلنا و  
ابن اجلنا پھر ہانک دو و بل کی نوبت پہنچی کہ عبد اللہ کے دشمن ٹھن گئے اور حضرت سے وہ عداوت پیدا کی کہ انصاری سے پہلے ابن خزاعہ نے  
لعنت فرمائی تب ابن سلام نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی دفع کیجیے مجھے اسے خوف لگنا ہو کہ حضرت نے انکو دور کیا تفسیر ابن حریر ابن حاتم  
و کتب طبرانی و بیہقی و سند امام احمد و سند ابن عبد حمید میں روایت ہے کہ جب حضرت صلعم مدینہ میں جلوہ فرما ہوئے تو عبد اللہ ابن مسعود  
جو اخبار فدک سے تھام ایک خطہ ہجو کے آیا اور تصدیق خان ہوا کہ اول اپنے خواب مجاہد مطلع کر دیکر کہہ دینے بغیر آخر الزماں کے علامات اپنی  
کتاب میں دیکھے ہیں حضرت نے فرمایا اگر میری آنکھیں مٹی میں اور دل جگتا ہے اگر یہی علامت ہے تو مجھ میں موجود ہے اس نے کہا سچ ہے پھر کہا اے  
کئی سوال ہم کرتے ہیں کہ اگر جواب ملے پیغمبر کے کوئی دے نہیں سکتا حضرت نے فرمایا پوچھو لیکن وہ اقرار کر و حضرت یعقوب بن یسار نے  
ایسا تھا کہ اگر میں محتال سے سوالات کا جواب دوں تم ایمان لاؤ میری متابعت اختیار کرو سب نے کہا قبول ہے آخر اس نے سوال کیا کہ سو تو وہ  
پچھلے مشابہہ ہوتا ہوا کہ میری مشابہہ ہونے کے سبب کیا ہوا پھر انجانب سے وہ جواب دیا جو عبد اللہ ابن سلام کو دیا تھا پھر جو کون حضور کی  
منی سے ہوتا ہوا کون جس کی منی سے فرمایا آنحضور و پڑ و حضور و باب کی منی سے اور گوشت خون باطن ناخن ان کی منی سے

میں





آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل میں غرض اس چیز سے جو ان کو ملے اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان پر اور اگرچہ ہو اپنے آپ پر جو کچھ اور حضرت رسول قبول نے نصیحت دینے کے نام انکا انصار رکھا اور فرمایا انسانی ایمان کی محبت انصار ہے اور علامت نفاق دشمنی انصار کی رواد بخاری و مسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے اسی بختل انصار کو اور ان کے بیٹوں اور پوتوں کو چنانچہ پہلے درجے والے صحابہ ہوں اور دوسرے درجے والے تابعین اور تیسرے درجے کے تبع تابعین لفظ الحدیث کہ انہم الانصار و لا بنا والا انصار و لا بنین انہم کہ مراد حضرت کی اولاد بنا والا انصار یہ قیامت تک اگر انکا کو بھیجی اولاد مل کر یہ بیٹیاں پوتیاں بھی داخل ہوں گی اور تبع کتب حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت مہاجرین رضی اللہ عنہم کی دو بار انصار میں از روئے قرعہ تھی اور اہل مدینہ تھے ہیں کہ اول ہجرت جانب مدینہ بنو سلمہ بن الاسود و عبداللہ بن جحش و عامر بن ربیعہ نے کی ہے مگر صحیح بخاری میں براہین عارضہ سے روایت ہو کہ اول ہمارے مگر ضعیف بن جحش بن ام مکتوم نے پہلے بلال و معد و عمار بن یاسر اور ان کے آنے سے نیز بن ابی عامر بن خطاب نے بعد از ان جن رسالت آپ تشریف فرما ہوئے سو پہلے اہل مدینہ کو بھی یہ اسخوش دیکھا تھا جیسا اس دن دیکھا باجاء بعد تشریف فرما ہونے رسول قبول صلعم کے مدینہ منورہ کی ہوا تقض ہو گئی کہ اکثر مہاجرین ہوں بلکہ حضرت صدیق اور عامر بن فہرہ اور بلال رضی اللہ عنہم کو اتنا ضعف ہو گیا کہ ان کا زمین قیام نہ کر سکتے تھے یہ حال دیکھ کر حضرت صلعم نے دعا فرمائی کہ عفوت ہو اوضاع جحفہ میں کہ مدینہ سے چھ کوس ایک کل ہے اور وہاں یہ دو رہتے تھے چار طری اور ہوں مدینہ و باعتبار اللہ فی اسی دن سے آج تک یہ طریقہ باس محفوظ ہو تصابیح میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم کے سے مدینہ آئے تو بلال و زید بن عارضہ تب میں مبتلا ہوئے اور بلال کے گئے جانے کے شہتیاں میں شہار پڑھنے لگے یہ حال میں نبی حضرت سے عرض کیا حضرت نے یہ دعا فرمائی اللهم حب الینا الہدیۃ کما ناکہ او اشد اللهم محبا و ازلنا فی قضا و صاعدا و اقل حاما با جھلما بالحق یعنی یا اسی محبوب کرے ہمارا مدینہ کو جس طرح کے دوست رکھتے ہیں یا اس سے زیادہ اتنی جنگا کرے مدینہ کو اور برکت عطا کرے ہمارے لیے اسکی مدد صاع میں اور دو کر اسکی بک سودا جحفہ میں قائم رہے بعد ہجرت کرنے حضرت صلعم کے کئی اسلام بلا ہجرت قبول ہوئے اگر انکا جو حضور تھے عیاش بن ابی ربیعہ کہتے ہیں کہ میں مع واکا حذو بن بن معدود تھا چنانکہ حضرت صلعم قنوت میں یوں فرماتے تھے اللهم نج عیاش بن ابی ربیعہ والولید بن الولید و سلمہ بن ہشام اللهم نج استضعفین من المؤمنین اگر جب کفر فتح ہوا تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور شاد و الا ہجرۃ بعد الفتح الام مہاجرین کو حضرت رجوع نہیں دی بلکہ ان کو فرمایا کرتے تھے اللهم من لا صحابی ہجرتم ولا تردہم علی اقطابہم یہ عیاش کہ بعین ہمد و تحمید شدہ شہین مجسمہ ہوا درادری ابو جہل ملعون کہتے تھے قدیم الاسلام اور مہاجرین جہش و مدینہ میں شمار ہوئے اور جب حضرت عمر کے ساتھ مدینہ میں آئے تو ابو جہل منانے کو آیا اور کہا کہ تیری ان نے قسم کھائی ہے کہ سایہ میں بیٹھوں جب تک عیاش کو نہ دیکھوں تب عیاش کے گئے اور ابو جہل نے انکو قید کیا پھر بھاگ کر مدینہ میں آئے اور جنگ بتوک میں شہید ہوئے اور ولید بن ابی اسد و خالد بن ولید بن قوم میں قریشی غزوئی انکو عبد اللہ بن جحش نے جنگ ین گرفتار کیا بن خالد اور بنی عامر حذو بھائی جابر زرد رہم فدیر دیکر مدینہ سے بھاگ گئے کہ وہ بلاد عربت سلمان ہو گئے انکو کچھ کہا قبل اسے فدیر کیوں انان نہ لائے فرمایا ان لوگ کہتے کہ مہاجر سے ایمان لایا ہے چنانچہ عداوت اسلام خالد و ہشام بن اسد بنظلم کرنے لگا وہ قید کیا سو حضرت صلعم نے دعا فرمائی کہ اللہ ان لوگوں کو اتنے سے نجات دے اور ہجرت کے اس پہو بچا اور سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بی جہل ملعون کا تھا اگر قدیم اسلام اور انصار صحابہ میں

نہایت اول مہاجرین

عاش

عاش

عاش





بن جواد اردی علیہ السلام بن عمر بن حزام سلمیٰ عبد اللہ بن جہش شمیٰ عبد اللہ بن ابن جہنی عبد اللہ بن ریحی عبد اللہ بن خالد  
 غفاری عمرو بن عوف انصاری عمرو بن طلحہ سلمیٰ عمرو بن قنبلہ انصاری خویم بن ساعدہ حبشیہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سہیل بن محصل اسدی  
 عواض بن ساریہ سلمیٰ عیینہ بن السند سلمیٰ عبادہ بن قرص لہشی عیاض بن حمار جاشعی ابو عبیدہ مولیٰ رسول مقبول صلعم ابو عیث قرأت  
 بن حبان علیٰ نقضانہ بن عبیدہ انصاری ابو فراس سلمیٰ قرہ بن اباس کی کنانہ بن حصین غنوی ابو کثیرہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاویہ بن مسعود  
 بن الریح فارسی شطح بن اشانہ قرشی ابو جہیمہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال مولیٰ غیر بن شعبہ ابو ہریرہ دوسی وائل بن اشعث لہشی واثق بن محمد جہنی  
 یسار مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وایت کہ کہ آنحضرت وقت تعمیر فرماتے تھے اہلکم لا خیر الا خیر الا خیر الا خیرہ فارحم انصارہ والما جبرۃ الجبرۃ البندی سید  
 جہنات لڑکی تھی اور طول قبلہ سے شمال کا رخ دیکھ کر اور شرق سے مغرب تک گھومنا کسی طرح اور کسی طور کا تکلف نہ کیا تھا بلکہ ایک کھڑکی سے بھی  
 خرم سے اور چھپ بھی کہ جب بانی برساتی کرتی اور تین درختے فتح خیر تک ای قدر طول مسجد باعدلان از سر نو تعمیر میں آئی تو حضرت صلعم نے  
 اور زمین لیکر داخل مسجد فرمائی کہ دونوں طرف سے صد و صد ہو گئی محفل یہ کہ ابتدا کچھ تکلف نہ تھا بلکہ عیش و عشرت حضرت مولیٰ بنو  
 زمین پر جسکو حضرت عثمان نے دس ہزار درم کو لیا وہ بعض بہشت حضرت کے اندر بھیجا چنانچہ بطرائی نقل کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے ایک انصاری  
 مسجد سے فرمایا کہ تو زمین دیکھتا ہے کہ ہم داخل مسجد کریں اور اس کے برے تجھے بہشت میں گھر ملے خدا نے اسے توفیق دی تو اس نے کہا یا رسول اللہ  
 عیال اور ہون فقر و محتاج اسکی گنجائش نہیں دیکھتا کہ مفت دے ڈالوں مگر قیمت البدت حضرت عثمان نے مول لیکر بھیجا الجملہ اس مسجد میں  
 اول حضرت نے ایٹ رکھی پھر ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے امام احمد ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک تہمین دیکھا کہ حضرت کے پاس  
 انہیں زیادہ ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ تیرے مجھے عنایت فرماؤ میں تو میں پہنچاؤں فرمایا تو بھی لایا یہ سارے چھوڑا ابابہ ہریرہ لا تیش ان میں آخر  
 کتب بیت میں دیکھ کر سید زینب کی تعمیر میں حضرت صلعم نے ایک پتھر لکھا ارشاد کیا حضرت ابو بکر سے کہ تم ایک پتھر اس پتھر سے ملا کر رکھو اور حضرت عمر سے  
 تسقل پتھر حضرت ابو بکر کے اور حضرت عثمان سے تسقل پتھر حضرت عمر کے پتھر رکھو کہ فرمایا ہوا لا اخلنا من بعدی بعدنا مسجد بیت قبلہ لا یستہ  
 جانب بیت المقدس لہو و حیل قبلہ کا حکم ہوا تو حضرت جبریل نے جبال شجرا حاکمہ میں انکعبہ مسجد کو دور کیا اور بناؤ مسجدی جانب قبلہ میں اب  
 درست فرمائی اور چوہ خواہ پندرہ در تک حضرت صلعم نے بارہ امت عقب ہوا نہ مختلف کھڑے ہوتے تھے کہ جسکو اب ہوا نہ عائشہ بولتے ہیں  
 وہاں محراب قرار دی لیکن علالت محراب نہیں تھی ابتدا اسکی عمر ابن عبدالعزیز کے وقت میں ہوئی و وضع منبر اس مفہم خواہ شہم ہجری میں پیشتر  
 حضرت علیہ السلام جانب غربی سے ملے محراب کے قریب کھڑے ہوتے تھے اسی جگہ ایک کلمی گلمی تھی جہل قیام سے تکلیف ہوتی تو حضرت انہی  
 ایک لگاتے تھے ایک وکریسی فی نے کہا ارشاد ہوا تو یہ بیان منبر بنائے حضرت نے قبول کیا اسنے تین درجے کا منبر بنایا کہ اس خطبہ فرمانے لگے  
 ایک دن وہ کلمی مفاہت محبت محبوب امی صلعم سے بڑی اور ماننا قہ جلالی حضرت نے منبر سے اتروست شفقت پیر اور فرمایا اگر تیری فہمی  
 تو اسی طرح چھوڑوں اور چھلنا پھولنا منظور ہو تو بہشت میں جاؤں اسنے جنت کا یہنا قبول کیا قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یہ خطبہ  
 مشہور لکھتے تواتر ہر جمعہ کثیرہ صحابہ نے اسکی روایت کی ہر حسن بصری جب اس میں کو سنتے تو رونے اور فرمانے کا ارادہ نہ دے  
 جب خشک ہوتا تو رسول مقبول برتنی و جیتی ہر جمعہ کیون غافل ہو رہے ہو کیا لکھ لیا تو نہیں ہر جمعہ اسکی برابری کو روایت ہو

نہایت شہادت حضرت ابو بکر



بیان طویل و دراز

بیان جرات

بیان شجاعت

بیان جرات و شجاعت و شجاعت و شجاعت

کہ وہ شاخ باذن آنجناب علیہ السلام اسی جگہ دفن کر دی گئی اور شیخ عبدالحق محقق شرح سفر السعادت و جذبات القلوب میں فرماتے ہیں کہ طول منبر نبوی  
صیحح دو گز تھا اور عرض ایک گز کا اور ہر درجہ ایک ہشت کا تھا یہ منبر تازان علی نقی اسی مقام پر رہا اسی پر حضرت عثمان نے جاریہ قطبہ پیچایا  
آثار باقیہ سے یہ کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے اپنی امارت سلطنت میں چاہا کہ اسکو شام میں لے جایاؤں بھو خوش دینے کے آفتاب نکست ہوا  
کہ سائے نظر آنے لگے آخر کار چھوڑ دے اور بڑھ کر منبر نبوی اُس پر رکھ دیا بعد از ان خلیفہ ممدی نے زیادہ کرنا چاہا امام مالک نے منع فرمایا پھر عہد میں  
جل گیا پھر بادشاہوں نے منبر بنانے کی سعی کی سلطان مراد ابن سلطان سلیم نے ۹۰۰ عین کر اس میں مائے حق دلوئی وہاں موجود تھے پھر کانبرا  
بروایت صحیحہ ثابت ہو کر بنائے مسجد کے ساتھ دو حجرے بھی بنائے گئے ایک حجرہ صدقہ و دوسرا حجرہ صدقہ پھر حجاب و روک کاح فرمایا تو ان کے لیے جد  
حجر بنے مگر کچھ چٹن مسجد کوئی گھر تھا البتہ اکثر دور و آنجناب مسجد تھے اور اکثر بیوت چرم و پٹیل سے مگر بعض زخمت خام سے بلندی سب کی قبر  
آدم سے ایک ٹھنڈی تھ زیادہ اسی جگہ سیدہ انسہا علیہا السلام کا بھی مکان تھا حضرت عائشہ کے گھر سے گھر کی مٹی انحضرت اسی راہ اکثر آتے جاتے  
اور حال پرسی حضرت ہولان ہر او جناب علی نقی و حضرت امام حسن مجتبیٰ و حضرت امام حسین شہید کربلا علیہم السلام فرماتے بھی جلتے فضائل مسجد  
شریف حدیث سے باہر ہیں تجارتی میں ہو کر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایک نر اس مسجد میں ہزار ناز سے فضل ہو جو اور ساجد میں بیٹھ جائے  
مگر مسجد حرام اور محرمین میں ہو یا میں مٹی و منبری روضہ من ریاض الجنۃ اور بھی فرمایا ہونبری علی حنفی و علی ذالقیاس و طبری و مجتبیٰ  
نقل کرنا ہر اکرم بیت المقدس کو جانے لگا تو حضرت کے پاس شخصیت ہونے آیا فرمایا قصد تجارت ہو یا کچھ اور اسنے کہا کہ بے ناز فرمایا ایک ناری  
مسجد میں بہتر ہو وہاں کی ہزار ناز سے اور بعض حدیث میں ہو کہ ایک نر مسجد بیت المقدس میں ہزار ناز کے برابر ہو پس مسجد مدینہ لاکھ ناز  
برابر ہوئی جو اور ساجد میں ہوئی ہو اور شہنا مسجد حرام یا بنا برساوات ہو جیسا بعض علماء قائل ہیں یا بنا بر زیادتی کر اسکا قائل کی  
انہیں ہو یا بنا بر قلت عدد ہو کہ امام مالک اسی کو منظور کر کے فرماتے ہیں کہ فضل ناری مسجد مدینہ سائرساجد ہے یہ تعدد ہزار ہو اور مسجد کربلا کم از کم  
اور تشبیل اس بقعہ شریف کی بہشت سے دریا بڑھل حمت ہو یا س قیل اطلاق سبب سبب یعنی یہ موضع کثرت عبادت سے و سبب جنات  
مگر صحیح یہ ہو کہ فرمودہ حضرت صلعم محمول حقیقت ہو یعنی یہ موضع ایک قطعہ بہشت کا ہو کہ آخرت میں جزو بہشت ہو گا یا یہ زمین ایک ٹکڑی ہو  
کہ بہشت سے لایا گیا جس طرح مقام ابراہیم اور اسمعیل کے ریح الاخرین کعات ناز فرض مغرب فجر کی بہت دور ہیں اور ظہر و عصر اور  
حضرت چار کعبین فرض ہوئے اول دو ہی تھیں چلبی حاشیہ شرح وقایہ میں لکھا ہو کہ ناز مجمع اول حضرت آدم نے او کی ہو یعنی جب  
حضرت آدم زمین پر آئے تو اس عالم میں اندھیرا تھا اور رات ہوئی یہ دیکھا نہ تھا اور جب تاریکی جاتی رہی دو کعبت شکرانہ او افرائی  
بطور نفل اور عہد فرض ہوئی اور صلوة ظہر اول حضرت ابراہیم نے بعد زوال شمس کی جب قرآنی ولہ کا حکم ہوا اول بنا بر شکر رفع الموضع  
و دوم بنا بر زول فدا سوئم بنا بر رضائے حق حتی کہ ارشاد ہوا قد صدقت الروایا چہ آدم بنا بر میر سہیل یہ چاروں کعبت بطور نفل تھیں پس  
است ہر فرض میں اور صلوة العصر اول حضرت یونس نے ادا کی جب ظلمات اربعہ سے پہلے میں ایک ظلمت زلت یعنی لغزش قدم کی ایک کشتی  
دوسری تہ کی شب تیسری تاریکی آب چھوٹتی ظلمت بطن جوت یہ بھی ہر فرض ہوئے نفل بھی اور صلوة المغرب اول حضرت عیسیٰ نے  
او افرائی بعد غروب آفتاب جب خطا ہو ا انت قلت اول بنا بر نفی الوہیت اپنی وفات سے دو شریعتی الوہیت اپنی والدہ سے







پہل بڑی کردہ نظری سے تمام گور والوں کے جل گیا کذا فی الاحادیث اور تفسیر بطالبین لکھا ہے کہ جب حضرت مسلم بن بلال کو اذان کا اذن دیا اور اذان قبل بصلوۃ ہوئے گی ایک اور حضرت مسلم بنیون محرم بروز جمعہ پیش نماز مسجد نبین تشریف لائے اور ستون سے بکڑھے اور بلال اذان دینے لگے جب انہوں نے محمد رسول اللہ پر پہنچے تو صدیق اکبر نے اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اوپر بڑی دونوں آنکھوں کے پیرے اور کہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ جب ان ہو گئی حضرت رسالت پناہ نے فرمایا ای ابو بکر جو کوئی یوں کہے اور کہے شوق و محبت سے جس طرح تو نے کہا اور کیا بخشے گا اللہ گناہ اس کے قدیم و جدید و عمد و خطا پوشیدہ و ظاہر و مبین شفیق بخشنے والا ہوں سکے گناہوں کا یہ روایت کی ہے بن عیینہ بن جبر خدا صلعم سے اور روایاتی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرنا ہے کہ وہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور کہتے تھے نصیبت باللہ ربنا و بالاسلام دینا و محمد نبیا و جو تھے اپنے دونوں انگوٹھے کے شکم کو اور رکھتے تھے دونوں آنکھوں پر اور فتوح الاوراد میں ملے فتح محمدی ہے لکھا ہے کہ اس وقت دونوں گشت شہادت اپنی دونوں آنکھوں پر رکھے کیونکہ علی علیہ السلام وقت شہادت ثانیہ یوں ہی کرتے تھے اور عاتقہؓ یہ حدیث ہر سن قبل عند سماعہ من المؤمنین کلمۃ الشہادۃ ظفری ابہامیہ و سماعہ علی عینیہ وقال عند المس اللہم احفظ حدیثی و نور ہا بہرہ حدیثی محمد و نور ہا لم یعم یعنی جو کوئی جو ہے جو وقت سے مؤذن سے کلمۃ شہادت دونوں من اپنے انگوٹھوں کے اور ملے آنکھوں اپنی آنکھوں اور کہے اللہم حفظہم لہم نورا و صفا و تفتح السعادت میں ہر کہ جو ہمیشگی رکھے اس عمل پر محفوظ رہیگی اسکی آنکھیں اندھی ہوئے اور شیخ زاد نے وقایہ کی شرح میں لکھا ہے کہ فعل سنت ہر اور طریقہ بہر خلفاء کا اور یہ کہتے وقت جو سے کہ اللہم احفظ عینی و نور ہا اور سعودی حضرت محمد کر وضع الایہامین علی الصنین سنتہ اور روایت کی ہے حسن طیبی اپنی سند سے قال رسول اللہ صلعم من سمع سمی فی الاذان و وضع الہما علی عینیہ غفر اللہ لہ و نو بیہ یعنی جس نے سنا میرا نام اذان میں اور رکھے دونوں انگوٹھے اپنی آنکھوں پر بخشتا ہے اللہ اس کے گناہ اور کثر العبادین لکھا ہے کہ جو شخص شہان محمد رسول اللہ سنتے کہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور جو دوسری بار سنتے کہے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اور دونوں اپنی آنکھوں پر رکھے کہے اللہم یعنی بالسمع والبصر کذا فی مقدمۃ الشلوۃ اور صلوۃ بخشتی میں لکھا ہے قال رسول اللہ صلعم من سمع اسمی فی الاذان و وضع الایہامین علی عینیہ فانما لہ فی صفوف القیامۃ و قائمہ الی الجنۃ یعنی جس نے سنا میرا نام اذان میں اور رکھے دونوں انگوٹھے اپنے ہاتھوں کے دونوں آنکھوں پر پس میں تلاش کرونگا اسکو صف قیامت میں اور یوں اوناں اسکو طرف جنت کے اور کتاب حاشا قدسیہ میں ہر وی ان ادم علیہ السلام شتاق الی نقاد محمد صلعم اللہ علیہم جن کان فی الجنۃ فاوحی اللہ الیہ ہوں صلیک نظر سے اخرا الزمان فاطمہ اللہ تعالیٰ سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی صفا و ظفری ابہامیہ فسمع علی عینیہ فصار اصلا الذریۃ فلما اخبر جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ القصۃ قال من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابہامیہ و مسح علی عینیہ لم یعم ابد یعنی روایت تحقیق ادم علیہ السلام شتاق ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کے جن دونوں بہشت میں تھے سوا اللہ صاحب نے وحی کی ادم علیہ السلام کی طرف کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری پشت سے پیدا ہوگا آخری زمانہ میں پہنچا ہے کہ اللہ صاحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کو دونوں انگوٹھوں کی صفائی میں سوا ادم نے دونوں انگوٹھوں کو اپنی دونوں آنکھوں کی وہی سنت ہوئی انکی اولاد کے واسطے پھر جب حضرت جبریل علیہ السلام نے بیان فرمایا یہ قصہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے



اور انجناب نے فرمایا جسے سائر ائمہ ازہر بن اور جوئے نامی اپنے انگوٹھوں کو اور سب اپنی انگوٹھوں پر اندھا نہ ہو گا کھلی اگرچہ یہ روایات صحیح ہیں یا نہیں  
وقت بلع اشہد ان محمد رسول اللہ تحقیق اہل فتنہ و حدیث نے نہیں کھی مگر گشت شاہ کبابین با سنا و مروی ہیں علی کے واسطے کافی ہیں سند دیگر  
مروونین اور اگر بدعت ہو تو حسنہ ہو مگر عامی قاری غمی کتاب مختصر مجموع فی تفسیر و مجموع میں فرماتے ہیں بعد نقل کلام سخاوی کہ جب صحیح ہوئی  
وہ بات اہل صدیق سے تو کفایت کرنا ہو واسطے عمل کے بقضائے علیکم سنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین من بعدی انتہی اور حق یہ ہو کہ حدیث  
ضعیف فضائل میں مقبول ہو اتفاق علماء بوجود اس بات کے کہ اسکو امتحان کیا ہو محدثین اور فضائل اور بجز یہ قوت دیتا ہو حدیث کہ  
باتفاق ایہ معرفت اسی سال میں اہل مدین زرارہ اور برادر ابن معروہ و کثوم بن الہدم سلمان مدینہ منورہ نے اور عثمان بن مظعون  
مہاجر کہ نے عزم سفر جنت الفردوس فرمایا اور عاص بن وائل سہمی اور ولید بن مغیرہ کہ سوار قریش تھے داخل نہار ہوئے جو حضرت صلح  
برابر بن معروہ کی قبر پر جمیت اپنے صحابہ کا ڈھیر سی تھی اور اسی دن کو ہم حرم میں بروز عاشورائے دہم روزہ رکھا اور بارون کو روزہ کھانے  
اگر کیا اور حال یہ کہ ابورکبہ کے یہود اسدن روزہ رکھتے تھے انجناب نے پوچھا یہ کون روزہ ہو دے کہا آج کے دن اللہ جل شانہ  
سوی پیغمبر اور انکی قوم کو فرعون ک ظلم سے نجات بخشی اور فرعون اور اسکی قوم کو دریائے غرق کیا ہو سو حضرت موسیٰ اسکی شکر گزاری میں  
یہ روزہ رکھتے تھے ہم بھی انکی اتباع کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کن احق و اقوی اختیار سنتہ انبی ہوئی پھر جب نے ماہ رمضان کو فرض ہے  
تو اس روز کا اتمام نہ ہا صرف احتجاج باقی ہو کر آخر عمر میں حضرت صلح فرماتے تھے کہ اگر سال آئندہ کے محرم نہ ہو گا تو وہم کے مع  
انہم کا بھی روزہ رکھو گا تاکہ مخالفت یہود ہو جائے الا نوبت اسکی پہنچی اور اسی سال میں بعد الطینان کلی عقد و اخات وغیرہ امور  
لابد سے حضرت رسول کریم نے حکم منع جلیل صحابہ ارشاد فرمایا کہ اب شہر کون سے انتقام لو اور اپنی محافظت لازم جانو اور جو اللہ کو کافران  
آئے قتل کرو اور اپنی طرف سے لڑائی نہ لڑو لیکن اگر کوئی تمپر چڑھ کر آوے تو اسکو دفع کرو بس کیا شان عظیم الشان تیار کر لیا اور بخیرین  
اور یحوت اور اہتمام لشکر اور رستی سلمان عرب میں معروف ہوئے پوشیدہ نہ رہے کہ قتل کرنا کافرون کا نسبت کفر کے مخصوص  
بشریعت محمد علی صاحب الصلوٰۃ والسلام نہیں ہو بلکہ اگلے دنوں میں بھی ہوتا رہا ہو چنانکہ ہودی کی بڑی پوٹھی مہاجر ت میں لکھا ہو کہ  
راجہ بھی جسے سائے حرفے دنیا کے کائے اسکو خدا کا حکم عام ہوا تھا کہ لوگوں کو میری بندگی کے لیے دعوت کر اگر قبول کریں تو بہترین تو  
ماڈال اور شکر اچل جو کہ راجحیت کے بعد ہوا اپنی پوٹھی میں صاف لکھا ہو کہ تو سیکھ ماننے پر تو بیوں کو قتل کرنا جائز ہو اور کشتیاں  
اور لہر سپ نے شمشیر زنی سے دین کا رواج دیا اور نوشیروان وغیرہ مسلمانوں کو لہر سپ نے مذہبی غیرہ کو صرف جوئے دعوت نبوت پر درو  
اور کت موسویہ میں تو اہل طے کی بخوبی تفصیل طرقات سے بل میں جو ہو چنانکہ کتاب طبایع کتبائیں نسخہ شہد کے اور سنہ سائے میں ہو  
کہ انھوں نے میانہ یونک و لائی کی جیسا یہ وہ نے فرمایا تھا اور سبے ون کو مار ڈالا اور ان فتنہ لوگوں کو سوا اوہی اور قہم و صورت و صورت و رابع  
کہ انھوں نے میانہ یونک و لائی کی جیسا یہ وہ نے فرمایا تھا اور سبے ون کو مار ڈالا اور ان فتنہ لوگوں کو سوا اوہی اور قہم و صورت و صورت و رابع  
اور بچوں کو اسیر کیا اور انکے نوشی اور چار پائے اور مال و ہباب سب کچھ لوٹ لیا اور انکی ساری ہستیوں اور گھروں اور محلوں کو  
پھونک دیا اور انھوں نے ساری غنیمت اور سائے اسیر اور انسان و حیوان سب لیے اور سب کچھ اپنی ہستی اور غنیمت لوٹ لیا

وفات اسعد بن زرارہ سال اول

نفاذ سال کی شہادت

شہاد

موسیٰؑ نے یہ شخصہ ہوا اور انکو کہا کہ تم سب مذہبوں کو جیتا رکھا سو ان بچوں کو جیتنے لگے کہ ہر ایک مذہبی کو جو مرد کے ساتھ سونا جانتی ہو جان سے مارو لیکن وہ لڑکیاں جو مرد کے ساتھ سونا نہیں جانتی ہیں انھیں اپنے لیے ہتھ دھاتی لٹھیاں لے کر کوئی فرقہ پرست ہمارے مسلحہ جادوئے شخصہ کے تو ہرگز اسکو نہ یا نہیں ہو بلکہ اپنے گریبان میں سوال کر دیکھے اور غرور نہ ہوا اور کھانڈ کرے کہ ہماری شریعت میں بچوں کے مارنے کا حکم نہیں ہے اور نہ عورتوں کا گلوہ کر سرفشا افسا ہوا اور حضرت موسیٰؑ نے کیسا بے تکلف بچوں اور عورتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا جو حالانکہ وہ بیگناہ تھے اور کتنا ہشتاک کے باب ساتویں نسخہ صحت میں موجود ہے کہ جب یہودیہ یا خدا کے جو اس زمین میں کہ تو جسکا وارث ہونے جاتا ہو داخل کرے اور انھیں تیرے ہاتھ میں گرفتار کر دے تو تو انھیں مار دے اور ایک تخت انھیں نیست و نابود کیجیو نہ تو اسے کوئی عہد کیجیو اور نہ اجر رحم کر دے اسے یا نہ کرنا انکے بیٹوں کو اپنی بیٹیوں دینا نہ اپنے بیٹوں کے لیے انکی بیٹیاں لانا کیونکہ وہ تیرے بیٹے کو میری بیوی کرنے نہ دینگے یہاں تک کہ اور یہودوں کی عبادت کرے اسوقت خدا کا غضب تجھ پر پھیلے گا اور وہ تجھے یکایک ہلاک کر دے گا سو تم یہ سلوک کرو کہ انکے مذہبوں کو بڑھا دو اور انکے بتوں کو توڑو انکی بے سرتوں کو کاٹ ڈالو اور انکی تراشی ہوئی صورتوں کو جلادو انتہی اور کتاب تو اسے کے باب سید ہم میں ہو کہ داؤدؑ نے فلسطین کو مارا اور انھیں مغلوب کیا اور حنت اور اسکا دیہات فلسطین کے ہاتھ سے لے لیا پھر اسے مواہبوں کو مارا اور بادشاہ ہر وعز کو بھی حیات تک مار لیا اور ایک ہزار رتھ اور سات ہزار ساری اتھریں اپنا لیے اسیر کر لیے اور سارے گھوڑوں کو لنگڑا کیا انہیں سے تلو چاکے اپنے لیے غرض اسی طرح یہاں موسیٰؑ اور یوشیؑ اور داؤدؑ وحی ابواب تورات اور کتاب یوشع اور سنوئل و سلاطین اور تواریخ عیسیٰ میں موجود ہیں اگر تفصیل سے بیان کرنا ایک اور بھی کتاب الیقین کرنا ہے اسقدر واسطے سند کے کافی ہے اور اس بیان طریقت جہاد موسیٰؑ کی نہایت شدید سخت تھا معلوم ہو گیا اور جو بعضے جاہل عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے جہاد اور حضرت موسیٰؑ وغیرہ کے جہاد سے فرق یہ ہے کہ ان حضرات کو کتاب مقدس میں فرمانہ تھا کہ تم کفار کیوں کو دعوت ایمان کرو اگر نہ ایمان تو مارو اور ہمیں شاہد بھی تھا کہ جبراً دینا بناؤ بلکہ جب کفارانی شریعت ہو گئے تو نہ دینی مفسدوں کی عدل انصاف سے ہوئی بلکہ ان جہاد محمدیؐ کے کہ بجز وہ کہتے تھے کہ یہ محض خرافہ ہیں ان وحدیث سے ثابت نہیں کہ جبراً قریب مسلمان کرو بلکہ صلح حضرت موسیٰؑ وغیرہ کا جہاد ویسا ہی ہمارے حضرت کا جہاد تھا اور نیز ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰؑ وغیرہ کفاروں کی طرف مبعوث ہوئے انہیں اگر مبعوث تھے تو بلاشبہ درایان کی طرف بلانا فرض تھا پس دعوت کی بائیں اگر نہیں کی تو کفارانی بے قصور مانگئے اور حضرت موسیٰؑ تنگ ہوئے اور اگر دعوت کی اور وہ نہ مانے تو حکم خدا سزا ب ہوسے اور یہی ہمارا مطلب ہے اور اگر مبعوث نہیں ہوئے تھے تو کفاروں کو حضرت موسیٰؑ غرور حکم جلالا کیا ضرورت تھا جبراً انکو مجرم و شریر ٹھہرانا یہ یوقنی ہے کہ اب طریق ہمارے حضرت محمد مصطفیٰؐ رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلعم کا سنو کہ جسے کا ارادہ جہاد کا ہو تو اولاً اپنے باروں سے مشورے فرمائے پھر لشکر کو آراستہ و پرستہ فرما کر روانہ کرنے اور خود سبکے پیچھے تشریف لے جائے تاکہ کوئی بھلا بھلا کا لانا نہ تخلیف نہ آٹھائے اور حضرت سیدنا محمدؐ میں توار حایل کرتے اور نیزہ ہاتھ میں لیتے اور کمان باز ہو کر کھانڈے اور کھیلے کہ نہ سب سے اور کبھی اور خود سر رکھتے اور گاہے پہر بھی لیتے تھے اور جاسوس واسطے خبر گیری لشکر عدو کے مقرر کرتے اور مقتدا تطلایع میں میں صحیحے اور باہان گردانے متفرق فرما دیتے اور عیث اپنے لشکر کو ملا ہوا آرتے کہ اگر ایک جہاد کے لوگوں پر ڈالیں تو سب چھپ چاہیں اور لشکر کی صفیں حضرت صلعم خود بنفس میں لڑتے تھے اور جب وقت لشکر کا مقابلہ عدو سے ہوتا اور نوبت قتال جلال قریب پہنچتی تو اپنے لشکر کے بہادر



اور شجاعوں کو لیکر اپنے قلعہ سے عین فرات اور بگڑ کوٹ کر نیا خود برے تاک و شمشیر قریب تر رہتے اور اپنے یاروں کو بولیاں کھاتے تھے تاکہ  
 پہچان رہے کہ کبھی ہمت امت اور کبھی یا منصور اور حضرت کو لڑائی میں چلنا پھرنا پسند تھا اور چہ بہت جلدال قتال پہنچ جاتی تو اللہ سے نصرت کی  
 دعا مانگتے اور بار و سبک ذکر حق میں مشغول ہوتے تھے اور بیکار کر فرمادیتے تھے کہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا اور کئی ناک و کان نہ کاٹا اور جب کسی  
 قوم پر غالب آتے تو وہاں تین روز ٹھہرتے اور غنیمت کو جمع کرواتے اور جلدیہ و خت مقتولوں کا قاتلون کو عنایت فرماتے تھے اور باقیماندہ میں اول  
 یا نبی جان حصہ حق اللہ نکالتے اور اسکو صلح اسلام میں صرف کرتے بعد اسکے حضور اور عورتوں اور لڑکوں کو اور غلاموں کو لطف فرماتے تھے کہ اگر  
 تقسیم کر دیتے سوار کو تین حصے پیادے کو ایک کدائی الاسفار المعبرہ یہ تو وہ صورت ہوئی کہ جب حضرت صلح عمود لڑائی میں شریک ہو اور جب  
 کبھی آنجناب تشریف لیجاتے کسی صحابہ کے ساتھ لشکر بمقابلہ عدو اللہ روانہ کرتے تو اس لشکر کے شرار سے یوں نصیحت فرماتے تھے کہ بسا اہم لڑو  
 خدا کی راہ میں اور مارو جو خدا کو نہ مانے اور لو تو غنیمت میں جو رہی نہ کر دیا اور تو لقرار نہ توڑ دیا وناک کان نہ کاٹا اور عورت و لڑکے کو نہ مارو  
 اور جب شمشیر ملقات ہو جائے تو اس تین باتوں کی درخواست کرنا سوائے ان سے جس بات کو مائیں قبول کرنا اور قتال سے باز رہنا ایک تو یہ کہ  
 اسنے اسلام کی درخواست کرنا اگر وہ مائیں تو قبول کر دیا اور انکے قتال سے ہاتھ اٹھاؤ پھر اسنے درخواست کر دیا کہ اپنے وطن کو چھوڑ کر مہاجرین کے  
 مقام میں یعنی مدینہ میں آ رہیں اور خبر کرے کہ اگر وہ یہ کام کرے گیے تو انکو ملیگا جو مہاجرین کو ملتا ہی رہے ثواب و غنیمت اور انہو واجب ہوگا جو  
 مہاجرین پہنچنی جہاد سوا قبول نہ کریں تو اسنے کہدیا کہ وہ جنگی مسلمانوں کی طرح ہونگے آپر حکم خدا جاری ہوگا جس طرح مومنوں پر جاری  
 ہونا ہوا و غنیمت و صلح کے مال سے کچھ حصہ ملیگا مگر اس صورت میں کہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جہاد کریں اور جو وہ لوگ مسلمان نہ ہوں  
 انکار کریں تو اسنے جزیہ مانگا اگر مائیں تو قبول کرنا اور انکے قتال سے باز رہنا اگر وہ جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو خدا سے مدد مانگ  
 اور انکو قتل کر دیا اور جب کہ قلعہ والے دشمنوں کو محاصرہ کرے اور وہ چاہیں کہ تو اسنے خدا اور رسول کا عہد کرے تو یہ نہ کرنا مگر اپنا قول اور اپنے  
 لشکریوں کا قول کا قول کر لینا کیونکہ اگر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی عہد شکنی ہو جائیگی تو خدا اور رسول خدا کی عہد شکنی سے گناہ میں کہہ اور  
 آسان تر ہو اور جو وہ لوگ جسے چاہیں کہ تو انکو خدا کے حکم پر اسے تو خدا کے حکم پر آنا لیکن اپنے حکم پر آنا اسواسطے کہ تو انکے مقدمہ میں  
 خدا کی غرض نافرمانی جان نہ سکے گی جو کھسکا گیا بالکل حیث مسلم کا ترجمہ ہو کہ بریدہ ابن حبیب مروی ہے اس جگہ سے واضح ہوا کہ غرض نہ تھی کہ  
 زبردستی مارا کر مسلمان ہی کریں کیونکہ اگر یہ ہوتا تو اکثر یہود و غیرہ کفار کو جو بلاد عرب میں بطور رعایا جزیہ قبول کر کر مسلمانوں کے زیر قضا  
 رہتے تھے مسلمان کر لیتے اور جو تیان مارا کر رسید صا کر لیتے اور اور و سبک مقابلہ کرتے حالانکہ ایسا نہوا بلکہ ان لوگوں سے کبھی کسی طرح کا جزیہ  
 کو اگر بھی غل میں نہ آیا تو معلوم ہوا کہ مطلب تھا کہ جو لوگ ولج دین اسلام میں خندہ انداز میں اور شوکت اور حمیت رکھتے ہیں اسنے مقابلہ  
 کریں تاکہ انکی شوکت ٹوٹ جائے اور زیت دینے کی طاقت نہ رہے اور یہ بھی فائدہ ہیکے کہ خود گمراہی سے باز رہیں اور دین حق پر ترجیح  
 دہیں اور یہ تو انکے جل کر ظاہر ہو جائیگا کہ صرف چند مقام میں نوبت قتال جہاد پہنچی ہو نہیں تو خدا کے فضل سے اور حضرت رحمہ  
 اللہ العالین کی بکرت اور معجزات سے ہزاروں لاکھوں کافر شوق سے اسلام لائے اور اپنے خویش اقارب مال دولت چھوڑ کر حاضر ہوئے اور  
 یونیوی ملاؤں میں ایسے پڑے کہ بیان سے باہر کر اسلام سے منجھنے نہ ہوا اور چند کافر و فاجر کی طرح کی طبعی و خلعت پوشا کہیں بھیجیں پر انکو موتا

اور شجاعوں کو لیکر اپنے قلعہ سے عین فرات اور بگڑ کوٹ کر نیا خود برے تاک و شمشیر قریب تر رہتے اور اپنے یاروں کو بولیاں کھاتے تھے تاکہ پہچان رہے کہ کبھی ہمت امت اور کبھی یا منصور اور حضرت کو لڑائی میں چلنا پھرنا پسند تھا اور چہ بہت جلدال قتال پہنچ جاتی تو اللہ سے نصرت کی دعا مانگتے اور بار و سبک ذکر حق میں مشغول ہوتے تھے اور بیکار کر فرمادیتے تھے کہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا اور کئی ناک و کان نہ کاٹا اور جب کسی قوم پر غالب آتے تو وہاں تین روز ٹھہرتے اور غنیمت کو جمع کرواتے اور جلدیہ و خت مقتولوں کا قاتلون کو عنایت فرماتے تھے اور باقیماندہ میں اول یا نبی جان حصہ حق اللہ نکالتے اور اسکو صلح اسلام میں صرف کرتے بعد اسکے حضور اور عورتوں اور لڑکوں کو اور غلاموں کو لطف فرماتے تھے کہ اگر تقسیم کر دیتے سوار کو تین حصے پیادے کو ایک کدائی الاسفار المعبرہ یہ تو وہ صورت ہوئی کہ جب حضرت صلح عمود لڑائی میں شریک ہو اور جب کبھی آنجناب تشریف لیجاتے کسی صحابہ کے ساتھ لشکر بمقابلہ عدو اللہ روانہ کرتے تو اس لشکر کے شرار سے یوں نصیحت فرماتے تھے کہ بسا اہم لڑو خدا کی راہ میں اور مارو جو خدا کو نہ مانے اور لو تو غنیمت میں جو رہی نہ کر دیا اور تو لقرار نہ توڑ دیا وناک کان نہ کاٹا اور عورت و لڑکے کو نہ مارو اور جب شمشیر ملقات ہو جائے تو اس تین باتوں کی درخواست کرنا سوائے ان سے جس بات کو مائیں قبول کرنا اور قتال سے باز رہنا ایک تو یہ کہ اسنے اسلام کی درخواست کرنا اگر وہ مائیں تو قبول کر دیا اور انکے قتال سے ہاتھ اٹھاؤ پھر اسنے درخواست کر دیا کہ اپنے وطن کو چھوڑ کر مہاجرین کے مقام میں یعنی مدینہ میں آ رہیں اور خبر کرے کہ اگر وہ یہ کام کرے گیے تو انکو ملیگا جو مہاجرین کو ملتا ہی رہے ثواب و غنیمت اور انہو واجب ہوگا جو مہاجرین پہنچنی جہاد سوا قبول نہ کریں تو اسنے کہدیا کہ وہ جنگی مسلمانوں کی طرح ہونگے آپر حکم خدا جاری ہوگا جس طرح مومنوں پر جاری ہونا ہوا و غنیمت و صلح کے مال سے کچھ حصہ ملیگا مگر اس صورت میں کہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جہاد کریں اور جو وہ لوگ مسلمان نہ ہوں انکار کریں تو اسنے جزیہ مانگا اگر مائیں تو قبول کرنا اور انکے قتال سے باز رہنا اگر وہ جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو خدا سے مدد مانگ اور انکو قتل کر دیا اور جب کہ قلعہ والے دشمنوں کو محاصرہ کرے اور وہ چاہیں کہ تو اسنے خدا اور رسول کا عہد کرے تو یہ نہ کرنا مگر اپنا قول اور اپنے لشکریوں کا قول کا قول کر لینا کیونکہ اگر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی عہد شکنی ہو جائیگی تو خدا اور رسول خدا کی عہد شکنی سے گناہ میں کہہ اور آسان تر ہو اور جو وہ لوگ جسے چاہیں کہ تو انکو خدا کے حکم پر اسے تو خدا کے حکم پر آنا لیکن اپنے حکم پر آنا اسواسطے کہ تو انکے مقدمہ میں خدا کی غرض نافرمانی جان نہ سکے گی جو کھسکا گیا بالکل حیث مسلم کا ترجمہ ہو کہ بریدہ ابن حبیب مروی ہے اس جگہ سے واضح ہوا کہ غرض نہ تھی کہ زبردستی مارا کر مسلمان ہی کریں کیونکہ اگر یہ ہوتا تو اکثر یہود و غیرہ کفار کو جو بلاد عرب میں بطور رعایا جزیہ قبول کر کر مسلمانوں کے زیر قضا رہتے تھے مسلمان کر لیتے اور جو تیان مارا کر رسید صا کر لیتے اور اور و سبک مقابلہ کرتے حالانکہ ایسا نہوا بلکہ ان لوگوں سے کبھی کسی طرح کا جزیہ کو اگر بھی غل میں نہ آیا تو معلوم ہوا کہ مطلب تھا کہ جو لوگ ولج دین اسلام میں خندہ انداز میں اور شوکت اور حمیت رکھتے ہیں اسنے مقابلہ کریں تاکہ انکی شوکت ٹوٹ جائے اور زیت دینے کی طاقت نہ رہے اور یہ بھی فائدہ ہیکے کہ خود گمراہی سے باز رہیں اور دین حق پر ترجیح دہیں اور یہ تو انکے جل کر ظاہر ہو جائیگا کہ صرف چند مقام میں نوبت قتال جہاد پہنچی ہو نہیں تو خدا کے فضل سے اور حضرت رحمہ اللہ العالین کی بکرت اور معجزات سے ہزاروں لاکھوں کافر شوق سے اسلام لائے اور اپنے خویش اقارب مال دولت چھوڑ کر حاضر ہوئے اور یونیوی ملاؤں میں ایسے پڑے کہ بیان سے باہر کر اسلام سے منجھنے نہ ہوا اور چند کافر و فاجر کی طرح کی طبعی و خلعت پوشا کہیں بھیجیں پر انکو موتا











سودہ و دون عبد اللہ سے اجازت لیکر دھونڈنے چلے گئے اور قافلہ ترش طاقت سے مونہ طائفی وغیرہ لیکر وار دہوا  
اور اس قافلے میں عمر و ابن الحضرمی اور حکم ابن کسبان اور عثمان ابن عبد اللہ ابن خیرہ اور نوفل ابن عبد اللہ خرمی بھی تھے ان لوگوں نے  
اہل اسلام کو دیکھ کر جانا کہ بقصد عمرہ یہاں تھمے ہیں بنو امیہ ان سے اونٹ اپنے جنگل میں چھوڑے اور کھانا پکانے میں مصروف  
ہوئے نبی مسلمانوں نے قافلہ پر ترش کی اور اقداب ابن عبد اللہ نے عمر و ابن الحضرمی کو تیر سے مارا اور حکم اور عثمان کو قید کر لیا اور  
نوفل بھاگ گیا اور سارا مال نکالے لیا یہ قتل اور اول غنیمت اور اول گرفتاری منکر کون کی ہے اور یوم وقعہ تاریخ اول جب  
تھی اور مسلمانوں نے مسیح جادی النسانی سمجھی تھی یعنی معالجہ ناولنگی میں واقع ہوا نہ بقصد حب مدینے میں لوٹ کر آئے تو منکر  
نے کہے میں مسلمانوں کو طعن دے کہ تمہارے ماہ حرام بھی حلال کر دیا سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر عبد اللہ پر خطاب  
فرمایا تو قسیم غنیمت میں بھی تامل کیا اور اسیرین کے حق میں کچھ حکم نہ دیا صحابہ ریخت پشیمان ہوئے یہی سب کلام مجید میں  
نازل ہوا یہ انوکھ عن الشہر احرام قتال فی قتل قتال فی کبیر حاصل یہ کہ ان مہینوں میں نافع کی لڑائی شد گناہ اور جنگ کا فروغ  
نے مسلمانوں سے ان مہینوں میں قصور نہ کیا ان سے ترانہ نہیں تب عبد اللہ اور ان کے یار خوش ہوئے اور حضرت نے مال غنیمت  
تقسیم کیا انہیں قبول فرمایا اور اہل مکہ نے دونوں قیدیوں کے واسطے فدیہ بھیجا حضرت نے فرمایا کہ سعد اور عقبہ جب تک اٹنگے  
فدیہ منظور ہوگا آخر وہ دونوں گئے تب حکم کو دعوت اسلام فرمائی وہ ایمان لایا اور بڑے پیرو نہ شیعہ ہوا اور عثمان حالت کفر میں جانب مکہ ٹانہ ہوا اور  
حضرت نے اسکا فدیہ قبول کر لیا پھر وہ بے ایمان رہا یہ قصہ کتب سیرت و تاریخ میں مختلف طور پر بیان ہوا ہے اور قرآن سے معلوم  
ہوتا ہے کہ ستر پانچ برس تک یہ لوگ یہاں رہے کیونکہ وادی نے خط کا ذکر نہیں کیا اور قبول نہ ہوئے یہ مقبول کے دلو انا لکھا ہے اور یہی قرآن  
عدم صحت فقیہ کے بہت ہیں از انجملہ ایک یہ کہ قتال کے واسطے جائزہ قلیل کاروانہ کرنا باہن قید کہ کسی کو مجبور ساتھ نہ لے جانا  
کہ یہ بات در اندیشی اور مصلحت کے خلاف ہے دوسرے مقول کی دیت دلو انا تیرے قیدیوں کا فدیہ لینا جو تجھے مال غنیمت کو  
قبول نہ کرنا وقت نزول آیہ کریمہ کیونکہ کاسدائی عبد اللہ کی خلاف تھی تو قیدیوں کا فدیہ کیوں لیا گیا اور مال غنیمت کیوں  
رکھا گیا اور اگر موافق تھی تو مقبول کی دیت کیوں دلوائی اور جس سے کیوں انکار ہوا اب جملہ تواریخ کی ہر بات قابل اعتماد نہیں  
فائدہ اس سر میں عبد اللہ ابن حبشہ المومنین کہلاتے تھے اور یہ جو مشہور ہے کہ اول خطاب عمر ابن خطاب نے پایا ہے سحر اور یہ ہے  
کہ خلفاء حضرت میں اول انکو خطاب ملا ہے یہی سال کی حب میں بقولے رمضان میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح حضرت امیر المومنین  
علی رضی سے ہوا حال افضل اسکا اولاد آنحضرت کے بیان میں دیکھا بعد اسکے اسی سال کے نصف شعبان میں بقول صحیح  
حب زندہ شہید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ہم البشر کے گھر کے منانل نبی سلمہ میں واقع تھا اشریف فرما ہوئے اسنے آپ کے لیے  
کھانا پکایا ہنزوبت تناول نہ ہوئی تھی کہ ناز ظہر کا وقت آگیا تو آنحضرت نبی سلمہ کے لوگوں کی مسجد میں اپنے یاروں کے ساتھ  
ناز میں مشغول ہوئے ایک کت بڑہ چلے تھے دوسری کت کے رکوع میں تھے کہ آیت قدرتی تقلب جبکہ فی السار  
فمنزلک قبلہ ترضا تولد جبکہ طر المسجد الحرام یعنی ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرا شمع آسمان میں سوا البتہ پھیر گئے تجھ کو





چنانکہ خود فرماتا ہے ہمدی من بشاء الی مراد تقسیم سوینک سہ ہجھو تہ لہ کہ واسطے توجہ بہترین قبلہ کے حکم کیا تفصیل اس اجمال کی ہے  
کہ اندر صاحب نے دو وقتیں انسان کو غایت فرمائی ہیں ایک قوت عقلیہ کہ اس سے ادراک مجربات پر قدرت حاصل ہوتی ہے اور دوسری قوت  
خیالیہ کہ اس عالم جسم میں راسخ حاصل ہوتی ہے اور حقیقت خیالیہ میں قوت عقلیہ پر ہر کوئی قوت عقلیہ قوی تر ہو جس طرح ہندو قوت  
ادراک احکام متادیر کی جیت کو صورت کمال کو تصور مشکل نہیں کرتا اور جس خیال کو سکا دیکھ نہیں بناتا تب تک احکام اس کے دریافت  
نہیں کر سکتا اسی طرح جو کوئی شخص کسی امیر یا بادشاہ کی شہاد اور مدح کرنا چاہتا ہے تو اول اس کے مقابل کھڑا ہوتا ہے تب بان شنا و مدح کھڑا کر  
اور عبادت کی طرح خشوع خضوع سے اور یہ بدون ترک التماس جیت پرست غیر ممکن حصول اور بلا سکون قرار منوع اصول اور ترک التماس  
وسکون حاصل نہیں ہوتا جب تک عبادت کے وقت عبادت ایک طرف میں کو قائم نہ کرے اور اس کے التزام پر متعدد نو بھر وہ طرف بھی ایسی ہو کہ  
اسکو مخلوقات سے کسی نوع کا علائقہ نہ ہو اور وہی نمودار اعم کے قریب عبادت توجہ انھیں مخلوقات سے بوجہ سبکی اور ذات پاک  
باری تعالیٰ کی بزرگی کی طرح عینک کو چاہیے کہ شیشہ کا صاف شیشہ بن جائے کہ شمع بھری اسی سے نفوذ کرے اور مقصود کو دیکھے  
اور اس کے رنگ میں محبوب ہو جاوے چاہے سنگ و شجر دیگر مخلوقات کہ لطیف کے ادراک میں ہر سکندر ہی ہو جاتی ہیں فلما انھیں  
اور ان امور سماوی غیبی پر موقوف کھنچا جیسے ہی عقل سے اسکی تشخیص و تعین میں نکل جائے تو منہ مانسا ہو کر اس کے عبادت  
عبد کی حق ہو گا اور کمالی حق بدون اجازت و حکم اسی خدا کے کسی صرف میں خودہ لطیف ہوا کیف صرف کرنا خلائق مینا ہے کہ کیا بجا  
محض ہیں حضرت آدم علی نبیہا و علیہ السلام و ابیہم علی نبیہا و علیہم السلام و صلوٰۃ و سلام علیہما و علیٰ آلہما و سلم کہ  
کہ عظیمہ سید ربانی انکی تھی اور میں ایسی جگہ سے مرجع تھی اور جب ظاہر عابد کا بعد از خاص سے توجہ ہوا تو باطن سے بد باطن سے توجہ ہوا گا کہ  
ظاہر کو باطن سے علائقہ ہوا و عوام ظاہر اور باطن میں مجازات حق ہو جو کہ باران حضرت علیؑ و دیگر انبیاء و مرسلین جو کہ باطن سے گذر تھے  
بیت المقدس میں یہ آئینہ نکلتے تھے کہ صخرہ لغیرت میں انکی جا بلکہ باران الان میں ملنے کیا گیا تھا تاکہ خدیں باہ عبادت کے خوف سے عبادت  
اس میں حیرت و شوق سے محض نہ تھے بلکہ ان توحید حق عبادت اور انہیں کر سکتے تھے مگر انیہ انکے باطن سے ایک تقدیر شہد ہوتے ہیں جی  
اسی استقبال امور ہو اور جی کہ انکی ایک خصوصیت اور بھی تھی کہ انکی غرض الہی تھی ان ہوا انکی قبایلیت اسکی اگر ہو گا پس استقبال  
انکی انکی قبایلیت باطن میں غالی غیر کا ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اس حجر و پر قبلہ بنایا اور گرد اس کے مسجد قائم کی تو مقصود  
و فرخ و شہت بھی نہایت بزرگ و عول قبایلیت کی ہے اور ہمارے حضرت علی علیہ السلام کہ نسبت بہشت سے کمال دی اور اس میں  
سے تکمل ہوئے اور کعبہ کے حواریں نشو و نما پائی اور عظیم اور تکریم اس محرم کی منور سے انکے دہن میں پھونکی تھی سو اسی کے استقبال پر ہر  
ہوئی کہ فضل و کمال تھا یہاں تک کہ آپ کو شب معراج میں بیت المقدس میں لیکھ اور ارواح طیبہ انبیاء سے ملاقات آتی ہوئی تو انہوں نے اور  
انکے نبوت کے سبب نبوت آدم ابراہیم سے ملے ہو گئے اور صود و جانب آسمان انی مقام سے ہونا چاہیے خصوصاً کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ  
ان پر خیر و ان کے سبب بطور شکرانہ معراج استقبال بیت المقدس میں پانچ چنانچہ اُنقت سے حضرت علی علیہ السلام ہی طرح نمازین کر کے  
ہوئے کہ استقبال کعبہ بیت المقدس میں نون ہاتھ سے بجا آئے یعنی نماز پانچ سن میں پانچ بار اور دوزخ و ناسخ و منسوخ میں اور الی شیبہ نے

اپنی سند میں بن عباس سے روایت کی ہو کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو کہ نہایت اقدس اکتبہ میں یہ لکھا تھا کہ  
 الی المذنبہ منہ عشر شہر ائمہ صریحاً لکھتے ہیں استقبال صخرہ بیت المقدس اس وقت میں بنائے گئے کہ کائنات انبیاء بنی اسرائیل تھا کہ انوار  
 نبوت انکی شب معراج میں اجالائے انوار محمدیہ سے ہو گئی تھی اور بھی اس سبب کہ معراج ہی مقام سے واقع ہوئی تو اس مقام کو ایک بزرگ  
 انکے حق میں ہو گئی اور بھی استقبال اسکا بہت صدق لقب ہے و توفیق کہ از حد خصائص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء پیشین سے متفصل  
 ہوا اور اجتماع کائنات جمیع انبیاء اشارہ کرتا تھا ہو گس گویا حضرت ابتدا سے نبوت میں خلیفہ حضرت آدم اور حضرت اسماعیل سے بعد معراج  
 خلافت انبیاء بنی اسرائیل بھی حاصل فرمائی اور جانب بنیہ ہجرت فرما ہوئے تو استقبال دونوں ممکن تھا کیونکہ دونوں تہیں ان  
 سے متقابل تھے چھین لیں اپنے ایک اجتہاد و دقیق فرمایا کہ محجوب کے سے جانب بنیہ ہجرت کا حکم ہوا تو لوشت پر کھڑے اور در پر بیت المقدس ہوگا  
 بہتر ہے کہ عبارت میں بھی نسبت اسی امر کی کروں لہذا استقبال بیت المقدس کو استقبال کہے پر ترجیح دیکر روز خروج کے سے کہ عند الحقیقین  
 اول بیع الاول تھی نصف جبریل دوم ہجرت کہ کولہ مینے کہنے یادہ ہوتے ہیں بعض شہر مینے بھی کہتے ہیں نازیت المقدس کی  
 طرف وافرانی اور جبریل محمدی عروج کا صرح کمال کو پہنچا اور کمال الہی و ابرہی اور موسیٰ و عیسیٰ بلکہ جمیع انبیاء بنی اسرائیل کے کائنات  
 سے جامع ہوئے اور غزوہ بدر کہ ابتدا و ظہور خلافت کبریٰ تھا اور بیچ نجات حکم النہایت الرجوع الی المذنبہ سے جانب کہ بتوجہ خلافت  
 اور تیجول نہایت کمال شہر ہو فائدہ اگر کوئی شخص شہر کہے کہ آیت قرآنی قلب جہان فی اسما کہ نام استقبال بیت المقدس  
 انمازل نہیں ہوئی اور قبلہ کی تبدیل عمل میں نہیں آئی اور قولہ منہا کہ موقوف اس حکم پر تھا گفتگو میں نہیں آیا چہ قبل وقوع وقعیش ہندی  
 فرمایا کہ استقبال اسما کہ کیا ضرورت تھا جواب کا اگر مفسرین یہ فرماتے ہیں کہ آیت قدزنی قلب جہان نزول میں مقدم ہو پس  
 باعث مقولہ تحقق تھا اگر چہ صدارت و اول و وجہ باعث ایک امر کا پایا گیا تو گویا وہ مہتمم ہو انداز اسکا نظر حکم میں کا وجہ ہی اور اگر  
 ترتیب نزول بھی موافق ترتیب قرآن کے ہو تو بھی اس میں ہندی میں کی فائدہ سے ہیں اول یہ کہ اخبار بالذیب اس کلام عجائز نظام  
 واقع ہو لہذا لائل عجائز میں ہمدرد کی جائے دوسرے یہ کہ ناگمان آجنا طاقہ دیکر ہر کلمہ طبع آدمی بر شاق ہوتا ہے اور اگر آمد اسکی اول سے  
 معلوم ہو جاتی ہو تو نوع نفرت ہو جاتی ہے اور اسکے وقوع میں خندان ہر فلکی نہیں ہوتی صریح کوئی شخص شدت بیمار ہو کر مر جائے  
 اور دوسرا کہ مفاجات مرے بس تجر شہر ہدی کہ اول میں تقدیر اللہ ہوگا جتنا دوسری موت میں ہوگا لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر  
 صلوات اللہ علیہ وسلم ان کو سابق سے مطلع کر دیا کہ سفید ہو تو حق قسم کا سوال کر نیکی تاکہ وقت وقوع میں بیجا نہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 انکا طبیعت بر شاق نہ گذرے یہ سر جو کوئی شخص سابق سے کسی امر پر مقرر و مہیا ہو جائے تو وہ فی الغور زندان کنی حریف کی کرتا ہے  
 اور تا بل اور فکر کی اسکو حاجت نہیں ہوتی اور اگر کوئی شخص کہے کہ اس سوال میں غلبت اور حق کی کون بات ہے تو جواب  
 اسکا یہ ہے کہ غلبت سبکی عقل کا نام ہے سو باوجود اسکے کہ وہ لوگ پیغمبر و مسلمانوں کا حال جانتے تھے کہ بلا حکم الہی انکا حرکت اور  
 سکون واقع نہیں ہوتا مگر جب ترک قبلہ منو خواہ استقبال قبلہ معمول سے سوال کرنا صریح دلیل غلبت ہے فائدہ حقیقت اس  
 تبدیل اور تحویل کی اول یہ ہوتی تھی کہ پیشتر تو اجماع حضرت کے فرشتی نژاد تھے اور باپ اور ان سے تعلیم کو قبلہ کے خگر ہو چکے تھے

منہ شہر ہدی



اور اسی بقعہ منطوقہ کو قبلہ حضرت امیر ایم جاننے تھے اور اسکی سجاورت اپنا منہ سمجھتے تھے بلکہ تمام عرب کو غیر قریش بھی اسی مکان کی تعمیر میں مصروف تھے پس کہ استقبال اس مکان کا اور استقبال بیت المقدس کا گویا امتحان تھا تاکہ مخلصین متروکین علیہ و علیہ السلام ہر چند کہ علم الہی ازل میں جمیع وقایع کلید اور خزینہ اور طائرہ اور خفیہ کا محیط تھا حاجت امتحان تھی لیکن جو غیر خدا مثل ملائکہ وغیرہ کا خواہ عالم انیسے متعلق کیا گیا تھا محتاج ہی نہ ہو اور اختیار کے تھے تاکہ بحسب تہدیان درجہ امتحان ہر ایک کو سمجھیں اور اس کے ساتھ معاملہ مناسب ال اسکے کیاں علاوہ اسکے تالیف قلوب یہودیوں بھی منظور نظر تھی اور جب ثابت یہودیوں کے یائوس ہوئے اور استفادہ انبیاء نبی ہر تہیل کہ مکر و خفا تھا کمال کو پہنچا تو آپ نے جانب کو توبہ کیا فائدہ ال کتاب بھی جانتے ہیں کہ حقیقت قبلہ ہوا جسکی طرف نماز میں سجدہ آتی ہو اور قبلہ استقبال نکاحی تہمعلق ہوا جو بیت المقدس میں ہوا اور حکم ہوا اور آسمان کا رکھتا ہوا سوہ قبلہ واقع نہیں ہو سکتا بخلاف کعبہ کہ اس سمت پر سجدہ آتی ہو سکتا ہے اس سے آسمان قبلہ نماز نہ قبلہ نماز اور جو حکم آسمان میں ہر مثل منہ بیت المقدس ہر بھی سیم طرح ہو سکتا ہے اور گو کہ وہ تہر کلان اور بعض ہو لیکن اسکی نسبت تمام گھر سے دیکھنا چاہیے کہ کس مقابر کا قاعدہ اول معلوم ہو چکا ہے کہ استقبال بیت المقدس بعد شب عراج پس حیرت اجہا و آنحضرت قرار پایا تھا اول بعد تبلیغ کتب و دین ہوا تا کہ ملت آنحضرت ملت امیر ایم تھی اور نبوت آنحضرت اولاً بوسے عرب و ثانیاً بوسے مردم دیگر اور عربیم سے کعبے کی طرف جھٹکتے تھے اور کہہ جہین کہ واقع ہو ملد و نشاء آنحضرت ہوا و آدمی آزادی جلدت خواہان ہو کہ ہمارے وطن کو ہر طرح کا شرف حاصل ہو سوال احباب سے آنحضرت راضی اسی پر تھے کہ قبلہ میرا کعبہ ہو چنانچہ امیر صاحب فرماتے ہیں کہ فلنو لینک قبلہ تر ضحا پس ان دونوں امرین تناض ظاہر ہو جواب سکایہ ہو کہ اس جگہ دو جمال ہیں اول یہ کہ جہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متغیر ہو گیا ہو یا اسکا یہ کہ آنحضرت نے پیشتر اقبال بیت المقدس سطل تالیف قلوب یہود اور استفادہ کمالات انبیاء منظور کیا تھا جب ثابت ہوئی اویسی ہوئی اور استفادہ کمال ہو گیا بالفرض وجہ ترجیح کعبہ ہم پہنچے تو بالطبع بحسب تعاد و خواہان استقبال کعبہ ہوئے و ہر لہر کہ عید الامم استیصال بیت المقدس میں آنحضرت راضی استقبال کعبہ ہوں کہ بحسب ضرورت تالیف قلوب و استفادہ کمالات انبیاء استقبال بیت المقدس اختیار فرمایا ہو تو عجیب نہیں اور بعض محققین نے فرمایا کہ استقبال صخرہ بیت وحی تھا نہ از روی اجتہاد اور قاضی عیاض نے اکثر علمائے نقل کیا ہے کہ از روئے سنت تھا نہ از روئے قرآن اس قول سے اس قابل کی دلیل ملتی ہے جو کہ قابل نسخ سنت کا بالقرآن ہوا اور ابو زکریا ابن سبجی شافعی ہجراتہ اخیال میں فرماتے ہیں کہ توجہ بیت المقدس جہاد آنحضرت تھا بلکہ بوجہ الہی تھا اور اس قول پر دو دلیل نقل کی ہیں ایک قول الہی ماجلنا القبلۃ التي کنت علیہا الان علم من یتبع الرسول من قبلہ علی عقیبہ یعنی اور وہ قبلہ جو ہم نے تعمیرایا جس پر تو تھانہیں مگر اسواسطے کہ علم کرین کون تا بع رنگا رسول کا اور کون پھر جا سکا اولے بانوں و سر اقوال آنحضرت کہ جب آنحضرت جانب بیت المقدس نماز پڑھتے تھے جو جبریل علیہ السلام سے فرماتے کہ میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ اللہ پھر دے قبلہ میرا کعبہ کی طرف اسیلے کہ وہ قبلہ اسلام ہے جو جبریل نے کہا میں بندہ خدا ہوں مثل تمہارے اور تمہارا تہذیب اکثر کے نزدیک بہت ہوا اللہ سے درخواست کرو پھر حضرت جبریل آسمان پر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب آسمان

نظر کر کے نظر ہوئے اسی بات میں کہ بت قدر سی قلب و جبکہ فی اسما نزل ہوئی اور یہ بھی احتمال ہے کہ اول اجتہاد آنحضرت باسید نفقت  
یہود واقع ہوا ہو چر وہی سے اہل جہاد کی تقریر ہوئی ہو فائدہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم اہل جانب کعبہ سے توجہ تہ جبریل  
نے سارے پہاڑ جو کعبہ سے حاصل تھے دور کر دیئے کہ آپ کی نظر کعبہ پر پڑنے لگی اور قبلہ کی جانب روانہ ہو گیا پھر اسی آل کی شعبان  
میں ۱۲ برس ۱۱ رمضان کی فضیلت میں کہ یہ سورہ بقرہ میں نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبکم لعلکم  
تتقون یا اے مردودات یعنی اے ایمان والو حکم ہوا تم پر روزے کا جیسے حکم تھا تم سے اگلوں پر شاید تم پر سیرگار ہو جاو یعنی ہی روکنے کا  
سیاقہ پیدا ہو گئے دن میں گنتی کے تقصیل کسی یہ کہ اہل ایمان کو تقضائے ایمان یہ کہ اپنی نفس کے مارنے میں تعدد ہوا اور روح کے  
زندہ کرنے میں کوشش کرو کیونکہ نفس معززی ہے اور روح سگینا اور ظاہر ہے کہ معززی راہ دین کو مارنا اور سگینا کی زندگی میں کوشش کرنا پری  
نیکی ہے اور حصول اہل امر کا یوں ممکن ہے کہ اس مذی کو کھانے اور پیئے اور حرام کرنے سے از طریق صبیح صلوٰۃ تا غروب قلاب شریعت حصہ  
اور نفاس سے پاک ہر دو کیونکہ یہ انھیں چیزوں کا رنج ہے اور رنج کوشی مرغوب دینا گویا تازہ اور شیرینانہ غبت ہوا آٹھنے کا وقت  
کہ ہر شے تہ موت تہ تازہ اور جو اس بیکے ہوتے ہیں اور جماع اگر چہ سونے کے وقت ہوتی ہے لیکن اکثر تہا مل تدقیق نظر دریافت ہوا ہے  
کہ تقضائے نفس نہیں ہوتی بلکہ از روئے ذوق طبعیت اور شیخوخ منظر منع انداز وقت تہا یک میں کہ شکل یو ویری میں اتیان زمین  
منی کو کسی عمل میں ال کر سکی حاصل کرنا ہر روز ایہ جماع اگر اپنی نسکوہ یا ملو کہ سے واقع ہوتا تو ان قبیل مطہرات ہر طرح ہر بلال اور  
براز سے سوائے روح کی صفائی ہوتی نہ نہ نوٹ نفس اور جو بعض ناقص الفطرت بنا نفس پروری بزرور شوی مشتمل جماع رات کو یوں  
بنکر دو گام رات میں ہر کرتے ہیں انکایت بخوابی اور کلال حواس و فتور عقل و محرومی متیفائے لذات و رے جو کچھ ہر  
پر ظاہر ہر لذات کو محمل ذرہ نیکی کیونکہ رات کا طبع وقت سکون اور آرام نہو گام ترک شہوات و لذات ہر ولما اکثر عقدا رات میں  
سوائے سونے کے اور کوئی شغل نہیں کرتے پس اگر کو سکومحل ذرہ مراد دیتے تو عادت عبادت سے اور حکم شرع تقضائے طبع سے  
متناز نہو تا بلکہ تلو و مخالفت کے واسطے روزوں کی رات میں تہوچ پڑھنے کا حکم ہوا ہر تاکہ کمال مخالفت تقضائے طبعیت سے  
متحقق ہو کیونکہ طبعیت ذرہ دار کی آرام و راحت چاہتی ہے اور یہاں تقضائے نفس و طبع کا قلع و قمع دیریش ہر اور سب باتیں  
جو ہر محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر روزے میں حرام ہوں اسی طرح اگلی ہتوں ہر بھی حرام تھیں ہر حضرت آدم علیہ السلام سے  
تا آخر شریعہ انصاریت ہر اسی طرح ہر کہ دن میں کھانا پینا اور صحبت عورت سے کرنا حرام تھا صرحت تعداد ایمان البتہ خلاف تھا  
کہ حضرت آدم پر روزے ایمان ہیض کے ہر مہینے میں فرض تھے اور یہودیوں پر چھ ماہ شورا اور عیسیٰ پر کار و روزہ ہر ہفتہ میں اور خند رور  
اور یونان صاری پر روزے رمضان کے فرض تھے انھوں نے گرمی اور سردی کی شدت سے تکلیف پائی تو فصل ربیع میں بچاس  
دن کے روزے اسکے عوض میں کہنے لگے اور سیر ظاہر ہے کہ حکیم کا فعل خالی از حکمت نہیں ہوتا دیکھو ایمان مردودات نے کیسے  
فائدے بخشے ہیں کہ ایک کتاب علیحدہ اگر کوئی مائل عالم چاہے تو لکھ سکتا ہے اور نمونہ ان فوائد کا یہ ہر کہ اگر دت اس کم ہوتی تو  
کمال میں نقصان تھا اور کس قوت شہویہ اور غضبیہ میں تاثیر کمال ہوتی کیونکہ نفس و طبع ایک دہار کے حد سے کو خیال نہیں ہر لاتی





کرنا تھا یا کھاتا تھا اسے بین مجربوں نے اسے ترک کیا تو روز جمعہ ہر اوصیوں نے حتیٰ الیمین کلم سے دلیل پکڑی کہ فجرت محمدی ہو کر  
 معلوم ہونے پر کہ نفس الامری میں ہوا و حیطہ ابغین سے صبح سترض یعنی صبح صادق کا ذب فجر تطلیل اور کلو اثر و اسن انجوت سے بظن  
 نے دلیل پکڑی کہ جس شخص کو فجر میں شک ہو کھانا درست ہو اسکو اور اتوا لعیام الی اللیل سے جسکو غروب میں شک ہو اسکو کھانا درست  
 یہ تو خصوصاً اشارت صائین کے حق میں ہوئے اب جو مہربانی پر نظر ہوئی تو فرمایا کہ من کان شکم مرضیا و علی سفر فعدہ من الیام اخر و علی  
 الذین یطیعون قدیمہ طعام سکین یعنی جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر نکلتی چاہیے اور دنوں سے اوچک و طاقت ہو تو بدلا چاہیے ایک نفس  
 کھانا ہر آیت سے نکلا کہ مرض میں مسافر کو افطار کی خصوصیت ہر مرضیہ کہ جسکو زیادتی مرض کا خوف ہو طرح طرح دشمن دتہ لرزہ اور جس  
 مرض کی زیادتی کا خوف و زہ رکھنے سے ہو یا کھانا مضر ہو طرح ہتہ کہ اسکو افطار جائز نہیں اور امام مالک کے نزدیک خصوصیت مطلق  
 جو مرض ہو اور مسافر وہ جو تین دن میں اس کا سفر از رو سے شیر سطر کرے اور شیر سطر خشکی میں اینٹ کے قدموں پر کہ بارہ ہزار  
 قدم کا وہ کوس یعنی میل ہو تا ہر اوصیوں نے پیتا لیس میل اور اوصیوں نے چون اور اوصیوں نے ترسہ کیے ہیں سفر و یا میں اعتدال ہوا  
 اور ہزاروں میں لیاقت و قدرہ شتر طہ و نان بری اور جلدی کا اعتبار نہیں ہے جو کسی نے تین دن کی مسافت کو ایک دن میں طرکیا  
 اسکو بھی فطار کی خصوصیت ہو اور لکھنؤ میں خصوصیت نہیں ہمارے نزدیک مسافر کو خصوصیت فطار ہی حتیٰ کہ قطع طریق و باقی مکانی الاحمدی اور یہ جو  
 اندر صاحب نے علی سفر کہا مسافر نہ تو زیادتی طرح مرضیا کہا تھا اسلیئے کہ علی بنا برتہ علاہ و شہرہ و اسپر کہ سفر امر اختیار ہی ہے اور مرضیہ  
 اسی سبب سے ہے کہ جو تین نے فطار کیا پھر مسافر ہو تو کفارہ طہ نہیں ہوتا بخلاف مرضیہ کہ اسنے صحت میں فطار کیا اور اسی ن ہمارے کفارہ  
 ساطرہ اور عدہ من الیام اخر سے نکلا کہ تمام سال میں اختیار ہر مرضیہ مسافر کو صوم کا سوا ہے بجز روزہ منوعہ اور مصلیٰ و صلا سطر جہز ہر  
 اور الذین یطیعونہ کے دینی ہیں ایک کہ طاقت و عادت نہیں رکھنا ایک فقیر کا دین حبیب اختیار اور اہل اسلام میں تھیں کہ لافنی کا خدو  
 ہی یا سترہ بالفعال بنا سبب سے اس صورت میں شیخ فانی کے حق میں ہوا و امام شافعی کے نزدیک حاکم اور مرضیہ کے واسطے بھی ہے اور شیخ فانی  
 وہ کہ جسکی طاقت و سوز و زکھٹی ہو اور قدیمہ یہ ہے کہ ہر روزے کے برے ایک غریب کو آدھ صاع کیوں یا آٹھ صاع خرافہ کیا جو کہ  
 اکلیل میں ہے کہ بجز مرض کے اگر چہ کسان ہوا و بجز سفر کے اگر چہ چھوٹا ہی ہو یا غریب یا مسافر یا بیمار یا کسب کا نام مرضیا اور  
 علی سفر کے اور عدہ من الیام اخر ہر اوصیوں نے دلیل پکڑی ہے کہ قضا برنور لازم نہیں بخلاف او کے اور جو کوئی سارا رمضان فطار کرے وہ  
 فقارے موافق شمار دنوں کے اور اگر رمضان کے تیس دن پورے تھے اور وہ قضا کم تو نقصان نہیں کر سکتا اور جو رمضان کے تیس  
 دن تھے اور وہ قضا کامل ہوا تو پورا مینا قضا لازم نہیں بخلاف اس کے جسے دنوں صورت میں مخالفت کی ہے اور دلیل پکڑے  
 گئی آیت سے ہر بات پر کہ جو روزے رمضان کے بڑے دنوں میں تھے اور قضا چھوٹے دنوں میں کیا تو درست ہے اور طعام سکین سے  
 معلوم ہوا کہ اس قدیمہ کا مصرف گردہ غریب ہر اہل زکوٰۃ اور ابو عبیدہ نے کہا کہ حامل مرضیہ میں اختلاف ہر اوصیوں نے کہا قدیمہ یہ قضا نہیں  
 کیونکہ بزم و شیخ فانی ہیں اور اوصیوں نے کہا فقط قضا ہی قدیمہ نہیں کیونکہ بیمار دن میں محدودہ ہیں اور اوصیوں نے کہا قدیمہ و قضا  
 بین کیونکہ اگر سرے عند و انون کو دو حکم فرمائے ایک قضا کا دوسرا قدیمہ کا یہ دنوں کسی میں نہیں لندا احتیاطاً قضا بھی کرینی چاہیے

۱۴  
 یعنی غریب  
 اور دوسرے روزہ





کہ اراضی حورار میں واقع ہو گئے تھے جنہیں کے گھر میں پوشیدہ ہو رہے اور خیر ابو سفیان کو بھی پہنچی اسے منضم بن عمر غفاری کو اجرت دیکر  
 مشرکین کے سے کھلا بھیگا کہ صلعم منظر عود فائدہ بھیجے میں انکان اموال یہاں کہیں اور قافلے کو بجا طاعت لجا میں سین لو تعصان سینگے النضر فائدہ  
 موضع خیل میں اگر گز گیا اور طلوع سیدہ زنون تاجل کر دینے میں داخل ہوئے یہاں حضرت صلعم دس تاجد رملی ان دنوں کی خبر عود فائدہ  
 بتحقیق دریافت کر کے دینے سے شرف لیا جاکے تھے اور حال یہ ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ سلم نے عبد اللہ ابن ام مکتوم کو دینے میں غلیف کیا اور  
 تاریخ دوازہم شہر رمضان شریف چاہو عقبہ برکہ دینے سے بفاصلہ ایک میل آقہ خیمہ الا اور عبد اللہ ابن عمر وزید ابن ثابت برابر ان  
 وغیرہ صحابوں کو نسبت حور رسالی کے دینے لایا اور عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ خبر بیداری نہ وجاہی سماء رقیبت رسول اللہ صلعم بادن  
 آنجناب سے میں سبے اور دو مہاجر اور پنج انصار سوا کے آئے بھی انجذرات لایقہ نہیں گئے چنانکہ طلحہ ابن عبد اللہ سعید ابن جبرہ ہوسا  
 کے واسطے پیغام گئے تھے اور عام عجمانی کو بلایا خلیفہ فرمایا تھا اور ابوبکر کو موضع روحا سے بجائے عبد اللہ ابن ام مکتوم خلیفہ بدینہ کر دیا  
 اور انکو امام مسجد فرمایا اور اس مقام سے حارث ابن ابی جحہ کے عمر بن عوف کے ہم پر بھیجا تھا اور غازیہ ابن الصمد اور خات بن جبرہ میں گر رہے  
 اور جو بہت لگی کہ راہ سے دہس گئے گئے رویت ہر کہ شکر سید لہ شہر صلعم میں شراوٹ یا انشی اور دریا میں گھوڑے تھے ایک گھوڑا بقدر  
 ابن عمر وکنہی کا بخلاف اور دوسرا ابن شریک غفوی کا اور تیسری بیک اور چوتھی زہین اور آٹھ لواریں تحصیل اور دو توہین میں کیوں میں ایک ایک  
 پہنچ گیا کہ زوت نبوت سوا ہوتے تھے اور شریک حضرت علی المرتضیٰ سلم حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہوتے تھے اور زید ابن حارث  
 بھی اور جو بقوت حضرت صلعم پیلاہ ہوتے تو صحاب رضی اللہ عنہ التماس گئے تے کہ یا رسول اللہ کرب سوار ہیں ہم پیلاہ چلیں تب حضرت صلعم فرما  
 کہ تم مجھے قوی نہیں ہو اور میں تم سے اجر میں بنیاز نہیں یعنی میں بھی اجر کا خدا سے چاہتا ہوں جیسا تم اور اس غزوہ میں سب میں سیدہ  
 آدمی تھے انہیں شہر مہاجرین اور دو چھتیس انصار و برادری تھے تراستی مہاجر اور باقی انصار انہیں بھی آٹھ نفر حاضر نہ تھے مگر میں میں پنج  
 نفر زالی میں تھے یہ اول سفر انصار کا حضرت علی المرتضیٰ سلم کے ساتھ تھا اور جو کہ غم جنگ یا بخرم نہ تھا اس سبب کہ شکر بن ابی کوش  
 ہمیں فرمائی اور تعداد شکر مشرکین ایک راہت میں ایک ہزار کی تھی اور ایک راہت میں نو سو چالیس ایک قتل سے ہزار سے کم نو سو سے  
 اور انشی وادہ سو گھوڑے تھے اور بڑے بڑے شراوٹیں حطرح ابو سفیان ابن مغیر بن ابی اسلم غیر ہر راہ تھے فائدہ پوشیدہ نہ کہ اہل مدینہ  
 میں اختلاف ہو بعض کے نزدیک تین ہونہ رہ چنانچہ ابی داؤد نے اس شہر سے روایت کی ہر اور بعض نے تین آٹھ اور بعض نے تین ہونہ رہ کہ میں اور  
 بعضوں نے تین ہونہ رہ لکھے ہیں چنانچہ براہ ابن عازب سے صحیح بخاری میں روایت ہر کہ صحابہ بدر موافق صحابہ طارت تھے میں سو چوبیس  
 انشی مہاجرین اور باقی انصار تھے ایک قبیلہ اس ابن خارجہ کے کہ شہر اور بطون خرینج کے ایک سو شہر اور وہ بھی صحابہ بدر تھے  
 چکو حضرت نے حصہ یا گورائی میں نہ تھے انتہی چنانکہ استیجاب میں اس قول لکھ کو ترجیح دی ہر اور جنہیں جس بن عبد اللہ بن عمر بن زبجی  
 اپنے سالہ حالۃ الکرب چھاب سیدہ ہر و عرب میں تین سو بیسٹھ لکھے ہیں مگر اسے بھی حسب استیجاب کی قول کو ترجیح ہی ہر اندہ انصاف  
 وقت اسکا اہل خروان اللہ رحمہم جنہیں استیجاب منتقل کرنا ہوں اللہ تعالیٰ وہ ہر بنیق سیدنا صلعم سیدنا عبد اللہ بن عثمان ابی بکر  
 الصدیق اور عیسیٰ سیدنا عمر ابن خطاب اللہ علیہما وعلیہما السلام عثمان بن عفان اللہ علیہما السلام علی بن ابی طالب اللہ علیہما السلام











انہی ستر مین اور درانی نے شایع حدیث سے نقل کیا کہ جو عاتق بن جہل سے جہل ہوتی ہو اور کما شیعہ عبد اللطیف نے رسالہ میں کہ اکثر  
 اولیاء کو ولایت ان کے ناموں کی برکت سے حاصل ہوتی ہو اور کما بہرہ بہرہ بنیوں کو خدا تعالیٰ برکت سے مہربان ہوتا ہے اور  
 عرفا علیہم السلام رحمۃ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے یہاں کے سرسبز کھانے اور اسرار میں بدینیت خالص چڑھے تو خدا نے اسکو صحیح کو یا اور اگر حاضر ہوئی ہو تو  
 اجل اسکی تو تحفین ہو جاتی تھی اور جنہوں نے فرمایا کہ ہم نے تجربہ کیا ان کے ناموں کا امور مین بکثرت ترات اور مین کی کوئی وجہ  
 صحیح قبول اس سے زیادہ اور جنہوں نے عبد اللہ کے مین کہ وصیت کی میرے والد نے جو محبت احباب صل اللہ علیہ وسلم کی اور توسل  
 کرنے کے ساتھ اہل بدر کے تمام عبادت میں ان کو ایسا ہی پیشہ ان کے کرنے کے وقت دعا قبول ہوتی ہو اور غفران رحمت برکت و فضا وضوان بند کو  
 احاطہ کرتی ہو وقت دعا کرنے کے وسیلہ ان مین کے اور جسے پڑھا ان ہمارا کو ہر روز سوال کیا اللہ تعالیٰ سے وسیلہ ان کے فی انور اللہ نے  
 حاجت روا کر دی ہو کیونکہ ان پر چڑھنے والے کو کہ اس طرح چڑھنے والے اسم اللہ اسم اللہ سیدنا محمد اللہ اللہ جی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا محمد اللہ  
 ابن عثمان ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ فی الزمان ط آخر تک بہت صحیح ثابت ہو کہ ابوبکر نے غیر ستر کا فراس کی مین غل راہ ہوا ہونے  
 اور سردی گرفتار اور ابوبکر خروہ سے ساتویں مین عرض عدسہ مین تہا ہو کر کے مین گیا اور محققین اہل سیر کے نزدیک چودہ آدمی ہوا  
 ہوتے شہید ہوئے انھیں اصرار اور جو ہمارے مین غفران رضی اللہ عنہم چھ مین بعض روایات مین تہرہ لکھے ہیں ان مین سے پانچ مہاجرین مین انھیں منزل دیا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیش بن عمرو بن ابی اسد بن عبدی بن ابی الزغبہ مین کو جاسوس قرار کر کے بھیجا کہ وہ بدر مین جا کر خبر تحقیق لائے اور  
 خصم مین عمر غفاری نے م اقری کے مین پیام ابوسفیان پہنچایا اور اپنے پیرے چھار کر شو کر کے لگا کر تشریف تھا راہ ال ابوسفیان کے  
 آتا ہر سو جمعہ فرام ہونے اسکو چار و شرافت مین تشریف لے کر آئے قافلہ کے سے برآمد ہوئے گزشتہ عدی نے خلف کیا اور ابوبکر غامی بن شام  
 بن عدی خواہ شام مین انھیں کو باجرت اپنی جگہ روانہ کیا اور اسیر بن خلف نے خلف نے بخوف قتل دل نکار کیا مگر ابوبکر نے بغیر اسکو ساتھ  
 فائدہ امیر بن خلف نے خلف کا سبب نکارے تھا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مین کے چوکہ آپ سے ہوتی تھی اس کے گھر  
 گھر کے ایک بن ای کے ساتھ طون مین حضرت سید کا بوجھل یا اسنے بکار کے ایسے کہ کما کہ مین ان سے ہوتی کرتے ہو انھوں نے تو دین  
 بد لئے و ان کو اپنے گھر سے لے کر حضرت سعد نے جبرگ کر کما کہ تم ہا تا نایمان کا بند کر دے تو تم کو روکینگے ایسے مقام سے کہ تم کو شکل  
 پر کی یعنی شام سے ایسے کہ کما کہ ابوبکر شرا قوم ہر طرح بات نہ کر حضرت سعد نے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ سے سنا کہ ابوبکر قاتل ہے  
 باعث قتل ابوبکر جو بن نے ترغیب تو عرض قتال نصیہ بدر مین شروع کی مگر حضرت سعد کا یہ کہ یا دایا اور خوف ہا اندازہ اندر کیا ہا نہانک  
 کہ ابوبکر اس کے پاس سرشاران گیا اور کما کہ مین مین ہر عورتوں کی طرح نہانے لگے مگر مین متوجہ ہوتے ہٹنے دیے اور ساتھ لیا کہ  
 ہر روز اسکا ارادہ تھا کہ ایک جاؤن بلکہ وقت روا کی اس کے جرونے تو لہو کا یا دایا اسنے کہ تھا کہ مین دو مین دن مین ہر کوں کا  
 اتفاق نہوا اور ارشاد حضرت نبی صادق صاوق کیا ہا بوجھل تہرے سامان کے جانب بد چلا اور ابوسفیان نے باجوا سوسا مین نہانک  
 راہ ہر چوڑا ہا صل قریب کہ منظر کج کر شرا ان مین کو اطلاع دی کہ قافلہ محفوظ ہا تب م لوگ بوجھل ابوبکر نے کما کہ مین گزشتہ ہر نیکی  
 اور مقام بدر مین مین ان قیام کرینگے انھوں نے کب سب کما شینگے اور شرا مین پینگے اور عیش کرینگے تاکہ شکت ہادی قبا عین

اس حدیث میں  
 صحیح بخاری میں  
 مناقب ابی بکر  
 صحیح بخاری میں  
 مناقب ابی بکر  
 صحیح بخاری میں  
 مناقب ابی بکر  
 صحیح بخاری میں  
 مناقب ابی بکر



ظاہر ہو چکے ہیں شریقی سرور جنی نہرہ نہا چنے گروہ سے کہنا کہ چھ چھوید بد خو ناسخ زانی مول لیت ہی سونی و مہرہ اسی مقام سے پھر  
آئے یہ خبر ابو سفیان کو ہوئی اسنے افسوس کر کے کہا ابو جہل اپنے جہل سے قریش کو تباہ کیا چاہتا ہو اس گفتگو سے مرضی ابو سفیان  
کی تھی مگر جب ابو جہل سے ملا تو چارنا چار سبب سبب علت بہت ابو جہل بدترین یا اور حرکت بدر سے مخرج ہو کے بھاگا اور قوت  
فرار کرتا تھا کہ ایسا تمام خوف میں نے نہیں دیکھا ہے خدایا قسم ابو جہل مروا مبارک سے اسی نشان میں بوادی صفر اخلاہ روحا  
حضرت جبریل امین نے خبر دی کہ قریش بڑے ساز سامان سے چڑھے آئے ہیں حضرت نے صحابہ سے مشورہ کیا اور فرمایا اللہ نے  
دو گروہ کا مجھے وعدہ کیا ہے یکا کاروان قریش یا قریش یا روئے کہ یا رسول اللہ اپنے قتال کا ذکر نہ کیا کہ ہم سامان بہت کرتے  
فرمایا قافلہ تجارت نکال گیا یہ ابو جہل یا یہ عرض کیا کہ قتال کو چھوڑ کے جانبگ روانہ ہو جائیں ت پر حضرت ناراض ہوئے تب حضرت  
شیخین رضی اللہ عنہما نے بائین الیکس کین کہ آنجناب بہت خوش ہوئے اور دعا فرمائی اور مقداد بن عمرو لا سونے کہ یا رسول اللہ  
جو کچھ اللہ صاحب فرمایا ہو اسکو سبب لایئے ہم آپ کے ہمراہ ہیں ہمارا مقولہ یہ نہیں ہے جو نبی امیر اہل کا حضرت موسیٰ سے تھا اذہب انت ویک  
تھا لا انا ہنا قاعدون یعنی جا کے تو اور تیرا رب لے کرے تو میں بھیجے ہوں بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ تم آپ کے ساتھ ہیں آگے چھوٹیں  
بائیں ہر طرف سے ٹرنیکے اور جہانک آپ ہیں لجانیکے جائیکے اگر چہ پرک اعدا تک ہو چونکہ انصار نے وقت بیت عقبہ یہ عہد کیا تھا کہ  
جو کوئی آپ پر دینے میں چڑھ آوے گا اس سے ٹرنیکے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ نکل کے ٹرنیکے آپ نے اسی تقریر کی جس سے  
انصار سمجھے کہ آپ کو موافق اس معاہدے کے یہ خیال ہے کہ شاید ہم باہر دینے کے آپ کے شریک ہونے انھوں نے عرض کیا کہ خبر  
ہمارا معاہدہ مرافت کا بوقت چڑھ آنے دشمن کے مدینے پر تھا لیکن جب ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کو نبی ہر حق جانتے ہوئے  
ہماری جان آپ کی جان پر نذا ہو آپ کہیں ہوں اگر آپ ہمیں سندھ میں گھسنے کا حکم دیں تو گھسنے جاؤں اور کسی طرح دشمن سے  
گراؤں میں ہمیں عذر نہیں ہو اور وقت جنگ لاشا اللہ تعالیٰ آپ ہماری جان غلامی سے راضی ہونگے اس گفتگو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نہایت راضی ہوئے اور فرمایا چلو خوش ہو کر خبر اے قہارین انکے قتل متوکل کہ طرح دیکھتا ہوں گویا پیش نظر ہر بھروسے نزدیک یہ  
انتاسمیں عباد کا ہر مگر انکو اہل سحتی اور بن عقبہ نے بدریوں میں شہر نہیں کیا اور واقعہ اللہ مدائنہ اور کلبی اہل بدر میں لکھنا ہو  
ہو بھیجے سلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بدر کے حال میں بیان کیا کہ جناب اللہ نے ہمیں جاکت لایا یکا فری  
جو بدر میں مارے گئے ایک دن پہلے رکھا دی تھی اور فرمایا تھا کہ کل اس جگہ فلاں قتل ہوگا انشا اللہ تعالیٰ اور اس جگہ فلاں قتل ہوگا  
انشا اللہ تعالیٰ پھر حضرت عمر نے کہا کہ تم فیات کی جس نے جناب رسول خدا کو دین حق کے ساتھ بھیجا کہنے ان میں سے اس جگہ سے تجاؤ  
کہ کیا جان رسول اللہ نے اسکا قتل تباہ تھا انتہی افتد جب حضرت نے یون فرمایا تو صحابہ کرام قوت ہوئی اور ہر راہ کا پھر چلو فرمایا  
اور حضرت نے اپنا لشکر عدوہ دنیا پر اتارا اور شہر کین نے مدینہ صوفی پر کادہ صومراہ انفال میں مائے میں اذہم تالعدوہ الدنیا ہم بائیں  
بعض صوفی و لکھن اسفل شکم یعنی جس وقت تم تھے دے کے ناکے اور دے تھے پرے کے ناکے اور قافلہ اتر گیا نیچے تم سے اور حال یہ تھا کہ  
بائیں دونوں کے جنگل جامل تھا ایک کو درہر کی خبر نہ تھی اول حضرت مع ایک صحابہ کے سوار ہوئے اور جنگل میں بھرتے گئے





عزیز میں داخل ہوئے اور دو گھنٹہ نماز اور افرام کے کمال اسحاق اور زاری سے دعا کی صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ عہد  
 حضرت علی المرتضیٰ و سلم نے جناب امی میں اتنا س کیا کہ امی پورا کر جو تو نے وعدہ کیا ہے کہ امی کمان ہے وہ فتح جس کا تو نے مجھے وعدہ کیا ہے کہ  
 اگر تو نے اس جامعہ اسلامیہ کو مار ڈالا تو زمین میں تیری عبادت نہو گی یعنی پردہ زمین میں ہم ہی لوگ تیری عبادت کرنے والے ہیں اگر تیری  
 مشیت یقینی بات کو ہوگی کہ مشرک غالب آدین اور ہم لوگ فنا ہو جائیں تو پرستش تیری پہلے موتوں ہو جائیگی اور حالت میں جادو  
 روشن میں کہتے گری پی صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے چادر پوش ہنساکہ برقیالی اور بازو سے شریف بھل میں سے کر لیں  
 کہ یا رسول اللہ میں تجھے اللہ جل جلالہ نے آپ سے وعدہ کیا ہے فتح کا تو بیشک فتح دیگا تب آپ کھڑے ہوئے اور زرہ پہنے ہوئے عرش سے  
 باہر آئے اور یہ آیت نوحی سینم اجمع دیو دون اللہ رب العرش الساعہ موعدهم الساعہ ادا دی و امر یعنی اب تکست کھانگا میل در سجا لگنے لپٹے کہ  
 بلکہ وہ مٹری ہونگے وعدہ کا وقت اور وہ مٹری تیری آفت ہو و بہت کڑی چنانچہ مطابق ہوشین گوئی کے ظاہر ہوا یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ  
 نے خبر دی کہ مشرکین کہ کو جناب سالت قبول کے مقابلہ میں شکست فاش ہوگی اور سجا جائینگے جو مطابق اسکے زور و بدر واقع ہو سلا دون کی  
 جماعت قلیلہ سے لشکر کفار قریش کو شکست فاش ہوئی حالانکہ لشکر اسلام میں تین سو تیرہ آدمی تھے اور لشکر کفار میں رڑھ سے اور سجا  
 ساز و سامان اور آنحضرت علی المرتضیٰ و سلم نے بے سامانی لشکر سے یہ بھی دعا فرمائی تھی کہ امی یہ ننگے ہیں انکو لپڑا دے امی یہ جو کچھ ہیں  
 انھیں کھانا دے امی یہ پیادہ ہیں انھیں ساری دسے راوی حدیث کہتے ہیں کہ ہم ہیں کوئی بعد فتح بدر کے ایسا نہ ہا جسکے پاس ساری  
 اور کپڑا اور نقد نہیں ہے تو زہوا اس حدیث کو ابورادہ نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے اور ابانہ بخت فصل دم شکوہ شریف میں موجود ہے کہ  
 شان موجود ہے کہ بعد فتح جب اصحاب رسول قبول بدر پرے تو کوئی ایسا نہ تھا جسکے پاس ایک نٹ یا دو نٹ نہول نہ رہے کہ پائے  
 اور کپڑے بٹ بھرا اس غزوہ میں حضرت علی المرتضیٰ و سلم نے ملاحظہ فرمایا کہ قریب ہزار آدمی کے لشکر کفار ہوا سا زہوا مال لڑل اسلام لگین  
 تین سو تیرہ بے سامان تہ اضطراب سے دعا لگی اللہ نے قبول کی اور فتح نصیب کی فائدہ اگر کوئی کہے کہ جب خدا تعالیٰ نے فتح کا وعدہ  
 کیا تھا تو منظر ایک مقام کیا تھا جابا دل یہ ہے کہ حضرت صلح بی نیاز می اور بے پروائی کی شان سے دوسرے وہ مالک ہے جو چاہے کر والے  
 اسکا ہاتھ کون پکڑنے والا ہو اور بندگی اسکی نام ہے کہ اپنے مالک سے بندہ ہونے پر تیار ہے کبھی نڈر نہ دوسرے یہ در عایت ادب مقام ربوبیت کا ہے  
 کہ باوجود وثوق بصدق وعدہ خدا یا عقدا در کھئے کہ خدا پر کوئی حق واجب نہیں ہے اور اگر کوئی کہے کہ جب یہ ہوا تو خلق وعدہ لازم آجائے  
 تو جواب یہ ہے کہ وعدہ کی اجابت کا وقت عین پیش تھا کہ اس صبح رت امکان ہو گیا ہوتی ہوا اگر عرض کریں کہ وقت عین بھی ہوا اور آجائے  
 سو عودا شمس میں واقع نہو تو بھی صدق وعدہ میں شک نہو زمین ہوتا کیونکہ جاننے کے وقوع وعدہ مطلق بسبب شرط ہوا اور اسکا علم خدا ہی  
 ہوا اور بندہ کو اطلاع نہ دی ہوا اور جب نہیں ہے کہ جو قیود و شروط عالم امی میں ہوں ان سے بندہ کو مطلع کرے اکثر اوقات میں کہ  
 انکا تصور ہوتا ہے تاکہ سبب ربوبیت بندہ پر ظاہر رہے اسی جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کثیرین اور مشیرین کو خوف بسبب خوف حکم لایابی  
 نہ بسبب عدم وثوق وعدہ چنانکہ حضرت ابراہیم نے وقت ارشاد قوم فرمایا لا اخاف انشرکون لان الشاربی شربا وسع ربی کل  
 علی خلاصہ یہ کہ حضرت کو یقین حاصل تھا کہ وعدہ حق جو حضرت رسل اور علم وعدہ کا ہے نہ صرف ہے اور یہ شہنا صرف بظہر وسعت





تب دونوں میں نے بہادروں سے کہا یہ ابوجہل ہو وہ دونوں کہتے ہوئے لشکر قریش میں حصے اور قریب ابوجہل کے پہنچ کر اول  
معاذ نے ایک توار کے ساتھ ساق پر ماری کہ جلا ہو گئی اور عکرمہ بن ابی جہل نے ایک توار سادہ کے ماری کہ ہاتھ انکاشانے سے جدا ہو گیا  
اور پہلو پڑا اگر اور وہ رتے رہے پھر معاذ نے ابوجہل ملعون کو گرا دیا رقبہ باقی رہی اور یہ دونوں حضرت صلعم کی حضور میں حاضر ہوئے  
اور خبر قتل ابوجہل کی پہنچائی حضرت نے پہنچا کس نے اسکو مارا کہ ایک اس بات کا مدعی ہوا کہ میں نے مارا ہے آنجناب نے تلوار میں لفظ فرما  
اور کہا دونوں نے مارا ہے اور سلب مذکور یعنی پانچ غیر ابوجہل کا حق معاذ ہی کہ من قتل قتلاً فله سلب کذا فی الحدیث اور صحیح یہ کہ معاذ  
شریک قتل تھا دونوں معاذ تھے ایک معاذ عمر بن ابی جہل اور دوسرا معاذ بن حارث غفرا کی بیٹے اور معاذ ہی غفرا کا بیٹا اور معاذ بن حارث  
کا بھائی ہے مگر شریک قتل نہیں شکوہ شریف میں صحیحین سے حدیث متفق علیہ یونہی ہمارا جلال معاذ بن عمر بن ابی جہل معاذ بن غفرا اور معاذ  
شرح مشکوٰۃ میں یونہی ہوا خواہ ان ہمارا ہمدرد ہوا مختلف اور آخر مشکوٰۃ میں بھی ملا علی قاری نے صحابہ کے شمار میں لکھا ہے کہ شریک  
قتل ابوجہل ایک تو معاذ بن عمر ہے دوسرا معاذ بن حارث بھائی حقیقی معاذ بن غفرا کا سلب فتح میں کئے ہیں سلاح غیرہ کو قتل کے پاس  
ہوا ہمارا شامی کے نزدیک سلب کا مستحق ہر شے قابل ہی ہوتا ہے غنیمت کے ساتھ ملا کے اسکی تقسیم نہیں ہوتی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک  
جب نام لڑائی میں کہہ کہ جو جسکو مارے سلب اسکا پاوے تب سلب قابل ہی کا ہوتا ہے ورنہ شریک غنیمت تقسیم ہوتا ہے اور جنگ بدر میں  
آپ نے یہ بات فرمائی تھی اور اکثر کرامیوں میں فرماتے تھے قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ زعم معاذ بن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابی جہل  
اپنا ڈالا کہ ہاتھ انکاشانہ سے چھیدہ ہو گیا اور وہ زمانہ حضرت عثمان زندہ رہے روایت ہے کہ معاذ بن غفرا اور معاذ بن غفرا ہی  
لڑائی میں شہید ہوئے ہیں باجملہ بعد قتل ہونے ابوجہل کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجمع غرہ میں تشریف لائے اور لڑائی کی خبر  
فرمانے لگے اور ایک سٹی خاک اور لنگریوں کی لے کے کافروں کی طرف چھینک ماری اور فرمایا یا شہداء اوجوہنی برے ہوئے ہیں  
وہ خاک اور لنگریاں کافروں کے چہرہ پر چا لگیں اور فتنہ نہ نہی نگاہ کینہ ہو گئی اور تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ وہ جگہ ہی حجرہ کا حال تھا  
میں یونہی ہوا میت لگن اندر ہی یعنی نہیں چھینک مارتو نے جو وقت کہ چھینک ماری لیکن اندر نے چھینک ماری یعنی یہی ہے  
قوی کہ ایک شہت خاک اور لنگریوں نے لشکر جرار کا منہ پھر باطاعت انبیری سے باہر ہوتا یا شہداء یہی قوت انبیری ہے نہیں  
ہوئی بلکہ قدرت الہی سے ہوئی کہ اسنے تمہارے ہاتھ پر ظہور کیا تھا تو بہت کمزور کی نفل اس آیت کا جنگ بدر میں ہوا اگر یہ نہ  
جن میں بھی یہ ظہور ہوا ہر روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نے حملہ کرنے کا حکم دیا تو اول عمر بن بجاہم تلوار لے کے فوج کفار میں ور آئے  
اور کسی کافروں کو مار کے شہید ہوئے اور ابن اسحق نے روایت کی ہے کہ اسے بن طفیل اسدی کی تلوار اس لڑائی میں ٹوٹ گئی تو حضرت  
ایک لکڑی دست مبارک سے دے کے فرمایا کہ اس سے کافروں کو مارو جو سب عکاسہ بن تلوار سخت پشت سفید آہن لڑ ہو گئی اسی سے  
عکاسہ رتے رہے یہاں تک کہ فتح اسلام ہوئی اور اس تلوار کا نام عون ہوا اور شہادت اُن کے ہاتھ میں تھی حلویش سے واضح ہے کہ جب فتح  
صلعم نے فرمایا کون ہے ابوجہل کی خبر لائے عبداللہ بن جعد گئے دیکھا کہ میدان میں وہ یمنی بڑا ہے اور ایک سبق جان آہن بانی ہے  
حضرت ابن ہود اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے اسنے انکو دیکھ کر کہا کہ اے بکری جرانے والے بہت اونچے جگہ تو بیٹھا ہے پھر اسنے کہا لیہ تو حال

جو ہوا سو ہوا اگر یہ کہو کہ قحط کسی ہوئی حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قحط دی اور کفار کو شکست ہوئی اور  
 قحطیل و خوار ہونے بعد اسکے سر کاٹنے کا ارادہ کیا اس لعین نے کہا ایسا کر کے نہ خون کی اتصال سے کاٹیو تاکہ اور زمین سے اونچی نظر آوے تو  
 جانیں کہ ہر دار کا سر ہر جہاں بن مسعود نے سر اس لعین کا کاٹا اور حضور اقدس میں لے گئے حضرت خویش نے اور فرمایا احمد اللہ الذی اخذ الکافین  
 یا یہ فرمایا احمد اللہ الذی نصر عبدہ اغوذ فیہ سجدۃ شکر ان الیہ اوزوایا یا فرعون ہذا الاستقامۃ فیہ طبع فی اللہ است کے بلند رتبہ تھے  
 بنسبت حضرت سی علیہ السلام فرعون آپ کی است کا سچ بلند رتبہ تھا بنسبت فرعون حضرت موسیٰ کے کیونکہ اس فرعون نے مرتے وقت  
 کلمہ سلام دیا ان کا کہو قبول ہوا اور اس است کے فرعون نے مرتے وقت بھی کلمات کفر اور تکبر کے کہے اس مقام سے بعض نقاد کا تین  
 کہ دفع بلا اور حصول نعمت جدیدہ یہ سجدہ شکر کرنا مستحب ہے مگر علی کو یہ اختلاف ہے کہ سجدہ خالص صلوٰۃ وراے سجدہ تلاوت شروع پر یا نہ  
 جو وہ خفیہ قابل عدم ہوا زمین اور کہتے ہیں کہ اس حدیث سے سجدہ نماز مراد ہے اور ایک روایت ہے کہ حضرت نے دعوت نماز پر ہی سجدہ کیا  
 تھا اور امام شافعی اور امام احمد اور جابین بنسبت ابن اسواسطہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب باصفائے سجدات شکر ادا  
 فرمائے ہیں تفصیل اسکی شرح سفر السعادت میں ملاحظہ کی جا فائدہ اس تراوی میں ابو جہل مردود اصل الاصل تھا اسی نے گردن کمر  
 واز کی تھی حالانکہ ابتدا سے آثار نہایت قریش اندوے خواب غیر معلوم ہو چکا تھے چنانکہ قبل از مضمر غفاری سماء نامک بن عبد  
 نے خواب دیکھا کہ شتر سوار آیا اور موضع اطمین کھرے ہو کر کہنے لگا کہ اپنے مقتل پر جلد آؤ جب یہ خبر ابو جہل کو پہنچی تو اس نے عباس  
 بن عبد المطلب سے کہا ابی ابو الفضل یہ عورت بھی تمہارے گھر میں پیغمبر ہوئی تین دروازہ کھول کر تا ہوں اگر کچھ ان شتر خواب نہ ہوا تو  
 اور میں قبایل عرب میں کھونگا کہ نبی ہاشم نہ رہے جوئے ہیں مضمر سے روایت ہے کہ میں نے وقت جد ہونے کے قافلے سے خواب  
 دیکھا ایک اونٹ پر سوار ہوں اور بگل خون سے بھرا ہے جب بیدار ہوا تو میں نے تعبیر کی کہ قریش پر مصیبت غلط آنے والی ہے پس ایسے ایسے  
 واقعات سے اکثر شرارت قریشی جی جراتے تھے مگر ابو جہل نے زیر ہستی اپنے ساتھ بقابلہ رسول مختار لے گیا اور مارا گیا اور انکو بھی دریا  
 فنا میں ڈال دیا اور یہ بھی اتفاق ہوا کہ جب قریش منزل جحفہ میں آئے تو جم بن اصدت بن مخزوم بن مطلب بن عبد مناف نے خواب  
 دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار آیا ایک اونٹ بھی اسکے ساتھ ہے اور وہ کہتا ہے عقبہ اوشبہ اور ابو اسحاق بن ہشام اور ایسے ہی چلے اور  
 فلان فلان آدمی مارے گئے پھر ایک گھوڑی اسے گردن شتر پار کے چھوڑا کوئی خیمہ قریش کا نہ بچا کہ اس میں خون کے چھیت نہ رہی  
 یہ واقعہ بھی ابو جہل نے سنا کہ یہ دو مرد پیغمبر نبی مطلب میں پیدا ہوا اب کھتا ہوں کون توں تو ہاں کذا فی المذبح فائدہ شاید ابو جہل  
 بن شام ملعون کو ایک دفعہ سے قریش کے فتح پانیا کا غلبہ غالب تھا اسی سبب اس طرح کی نوحہ دہا گیا تھی واقعہ یہ ہے کہ جب قریش  
 جمع ہو کر لڑائی کو نکلے تو ایک آدمی بوڑھا ملا اور کہنے لگا کہ میں بھی اہل اسلام کا دشمن ہوں تمہاری رفاقت کرے گا اور خبا کا خوب  
 ماہر ہوں تم ضرور غالب ہو گے جب لڑائی ہونے لگی تو ابو جہل کا ہاتھ چھڑا کر بھاگا اسکو نہ اول کسی نے دیکھا تھا نہ پیچھے دیکھا تھا  
 شیطان مردود کہ حضرت جب بیل اور کایاں علیہما السلام کو مسلمانوں کی جانب سے بلکہ کھجاک کھرا ہوا ہی کا اشارہ اللہ صاحب  
 سورۃ انفال میں فرماتے ہیں واذا بین اہم الشیطان اعمالہم وقال الغالب کم الیم من اناس انی جارکم فلما ترآرت لفتنکم



مخلص علی عقبتہ فقال انی برئ منکم انی ارسل اللہ وامنتم بیدہ لعلکم تبغوا الحیاۃ الدنیا والآخرۃ وانی انما انزلت فی سائر الناس لعلکم تتقون انما انزلت فی سائر الناس لعلکم تتقون انما انزلت فی سائر الناس لعلکم تتقون

نظر میں آنکے کام اور بلا کوئی غالب نہ ہو گا تم پر کج کے دل میں فریق ہوں تمہارا بچہ حب سانسے ہو میں دونوں فریقین آنکے  
 بچہ الانبیاء پر یوں برادر کا میں تمہارے ساتھ نہیں میں کچھ تھا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں تمہارے ہوں اللہ کو اور اللہ کا خدا بخت ہر  
 انقضیٰ ابوجل کی موت آئی تھی ان عشت سے جو کوئی کچھ اہل علم میں کہتا تھا اسکو جواب کہ اور نجات سے دیتا تھا چنانچہ قریش نے ایک  
 لشکری کو خبر لینے کو لشکر اسلام میں بھیجا تھا اسنے خوب ریافت کر کے کہا کہ آئی تو میں سو کم و بیش ہو گئے لیکن زلزلہ ہنرمیں ہر تمہاری  
 نہریت ہو گی حکیم بن حرام نے منکر عتبہ سے کہا پت چلا اسنے قبول کیا حبیب وہیل سے کہا تو اسنے کہا اس بچہ بیکار ہی بدول سے  
 اور ضروری سے عتبہ نے کہا قریب معلوم ہوتا ہے کہ برادر کون ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ ابوجل ملعون فرعون سے بھی زیادہ بکر تھا اسنے سبب کہ  
 کسی کا کہنا نہ آنا آخر کا پ مارا گیا اور لوگوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور شہر برداروں کو گرفتار کر لیا انھنے بچا ہشتونوں کے جو میں لایا  
 حضرت نے ایک کوئین میں کہ بید مرتھا بدین دوا دین اور اسے ابن خلف کو جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شاگرد سے مارا گیا تھا اسنے  
 اس جاہ میں نہیں ڈالا اسکی لاش مردہ میں پھول گئی تھی ناچار اس جگہ جہاں لاش پڑی تھی خاک لا مذکور کی گئی اور عادت شریف  
 یوں جاری تھی کہ بدمذبح کے تین دن ہاں مقام فرماتے تھے یہاں ہی ایسا ہی اتفاق ہوا اور میرے دن ارشاد کیا کہ سواری طیار ہو  
 اور سواری ہو کر اذیت پر یک جا ہوا اصحاب اس جاہ پر جہاں ہشتون لان قریش ڈالے گئے تھے تشریف لے گئے اور ہر ایک کا فرقہ ہم میں  
 توقید ولایت پکار کر فرمایا کہ مجھے جو وعدہ اللہ نے کیا تھا پورا کیا آیت میں اپنے وعدہ کو پونچھ اور ایک آیت میں کہ نہ فرمایا کہ افراتقا کا  
 چاہہ ہم بدولت دار تھے کہ تم نے میری کذیب کی تھی اور تصدیق کی لوگوں نے عمر خطاب نے التماس کیا یا رسول اللہ کہ کلام فرماتے ہیں احباب  
 بلا ارواح سے فرمایا قسم خدا کی جسکی بدولت میں میری جان ہر کہ تم لوگ نسنے زیادہ سنو انہیں ہو لیکن یہ جواب نہیں دیتے میں اس  
 حدیث متفق علیہ سے صریح دریافت ہوتا ہے کہ موتی کو سماع اور شور وادراک اور علم خطاب کلام احیا قرار دیتی ہے اور جو منکر ہیں عادت  
 وادراک موتی کے وہ غلطی ہیں تفصیل اس قصہ کی ملج اور شرح مشکوٰۃ شریف میں کہ تصنیف حضرت شیخ عبدالحق دہلوی کی ہیں خطہ  
 کرنا لازم ہے قائدہ اعظم فضائل وخواص غرہ بدر سے حضور و قتال ملا کہ ہر کلمات اور احادیث سے ثابت ہے جو خلیفہ اللہ صاحب سہ  
 افعال میں فرماتے ہیں انہیں مستغنیوں پر کم فاستحاب کم الی محمد کم ہا ہن سن الملائکہ قرعین یعنی جب تم لگے فرما دے اپنے رب سے پہونچا  
 تمہاری پکار کو کہ میں مدد بھیجوں گا ہنر فرشتے جنگی پیچھے لگے آوین اور امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ اس غرہ میں ہر  
 مرد و شہر سے ہوا تین بار چلی فرمایا حضرت صلعم نے اول جبریل تھے ہنر از فرشتوں سے دوسرے میکائیل تھے ہنر از فرشتوں سے  
 تیسرے اسرافیل تھے ہنر از فرشتوں کے اور بھی حضرت علی سے روایت ہے کہ سب سے ملائکہ صوف سفید تھا اور بعض روایات میں  
 علم سپاہ و سپہا اور بعض میں زرد بھی آیا ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے مختلف رنگ کے عامے باندھے تھے اور ظاہر احادیث  
 سے واضح ہے کہ بصورت مرد نظر آتے تھے اور اپنے گھوڑوں پر سوار تھے اور شرک لوگ آواز گھوڑوں کی مابوں کے سنتے تھے اور صورت  
 نہ دیکھی تھی اور جو شرک بمقابلہ مسلم نکلتا تھا قبل اسکے کہ اس تک پہونچے مسرکاتن سے جدا ہوتا تھا روایت ہے کہ ضربہ ملائکہ

[illegible][illegible]



یہ نہیں ہو کہ سب کا یہ حال تھا بلکہ بعض بہارزت و مخالفت بھی کرتے تھے صحابہ سے اور بعض ضرب طاعت سے فی الزمان جوتے تھے اور بعض گرتے ملتے تھے مگر حج البتہ میں ہو کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضیہ بدر سے آخر رمضان میں فارغ ہوئے تو اول روز شوال میں زید ابن حارثہ کو واسطے بشارت فتح کے جانب مدینہ روانہ فرمایا اور یہ خبر اس وقت پہنچی جب رقیہ بنت رسول کے دفن سے اہل مدینہ فارغ ہو چکے تھے اور بعض کتب میں ہو کہ عبداللہ ابن رواحہ بھی ہمراہ زید کے گئے تھے اور شرکت رسول مقبول کی دفن رقیہ میں بدل لائل ثابت نہیں ہو صرف ایک نیت احد بعض کتب میں نہ کوہ ہر والہ علم القرق انجانب صلعم مدینہ میں تشریف فرما ہوئے اور دوسرے دن آسامی بدر کہ ستر آدمی تھے لائے گئے ان میں عباس بن عبدالمطلب عم رسول اللہ و نوفل ابن اسحاق بن عبدالمطلب و عقیل و جعفر ابی طالب و سیل ابن یضیاء ابوالعاص زوج زینب بنت رسول اللہ وغیرہم تھے کہ نام اس کے بفضل کسی کتاب میں نظر نہیں آتے موجود تھے چنانکہ صرف عباس اور نوفل ایمان لائے اور معلوم نہیں ہوا کہ آئین سے کون کون ایمان لائے مگر سیل ابن یضیاء حسب شہادت عبداللہ ابن مسعود بھی ایمان لایا روایت ہو کہ جب مسلمانوں نے اسیران بدر کو بند کیا تو عباس ابن عبدالمطلب نے بسبب گرانی بند کے رات کو شور کیا کہ حضرت صلعم کو مینہ آئی یارون نے پوچھا یا رسول آپ کیوں خواب نہیں فرماتے فرمایا یا عباس سے جب انصار نے رضاے رحمۃ للعالمین درباب شک کرنے قید عباس کے دیکھی تو ان کے بند بک کر دیے اور عباس سو گئے حضرت صلعم نے فرمایا اب آواز عباس کی نہیں آتی صحابہ نے کہا یا رسول اللہ بندہ گران افکی بک کر دی گئی ہو فرمایا سب قیدیوں کی بند بک کر دو بجان اللہ اسی کا نام خدا و انصاف ہو فائدہ جس شخص نے حضرت عائشہ کو کیا تھا بہت حقیر تھا سب حرقات و مقادمت حضرت عباس کی نہیں رکھتا تھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو نے عباس کو کس طرح گرفتار کیا اس نے کہا کہ ایک شخص نے میری مدد کی کہ انھیں اسیر کر دیا اور اسکو مدینہ پہنچے دیکھا تھا نہ پھر دیکھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا اور اس سے پتہ پڑا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ عباس اس لشکر میں کافروں کے ساتھ آئے ہیں جو کوئی انکو یا دے قتل نہ کرے سو فرشتے نے بھی اس حکم کو مانا کہ اسیر کر دیا قتل نہ کیا ہاجلہ دہاں سیر پر راہ پر صدیق سے پوچھا کہ انکو قتل کرنا چاہیے یا فدیہ لیکر چھوڑنا حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ فدیہ لیکر چھوڑ دیجیے شاید تو یہ سیرین اور انکی نسل سے اولاد مسلمان پیدا ہو اور اسی کے مطابق اور بعض اصحاب نے کہا پھر حضرت عمر ابن خطاب سے پوچھا وہ بوسے یا رسول اللہ انکو قتل فرمائیے ان لوگوں نے تکذیب کی اور کہے سے نکال دیا اور یہ سخت کافر ہیں ان کے مارنے سے شوکت کو ٹوٹ جائیگی اور آپ کو اللہ نے مال دنیا سے بے نیاز کر دیا ہو بلکہ ہر کافر کا اسکے عزیز کے ساتھ سے قتل کرائیے تاکہ معلوم ہو کہ انکی محبت دلوں میں نہیں ہو چنانچہ تفسیر مجمع البیان و منہج الصادقین اور تفسیر تفسیر حجازی میں ہے کہ ابیسیک بھی اس کلام کے مؤید ہیں اور حدابن ساذ و عبداللہ ابن رواحہ وغیرہ بعض صحابہ اس واسطے کے صواب ہوئے تھے شریک ہوئے چنانچہ حدابن ساذ نے کہا کہ انکو راوی کثیر احطاب میں قید کر کے جلا دیجئے حضرت صلعم نے فرمایا ای ابو بکریری شال ابراہیم پیغمبر کی ہو کہ وہ فرماتے تھے من تبعنی فانی منی من عصانی لانی غفور رحیم یعنی جو میری متابعت کرے وہ

و انکی نیت ایمان لائے

شہادہ درباب شک

راہ گمان

وہ مجھے ہر اور جو میرے خلاف کرے پھر تو بخشے والا صبر مان ہر اور میری عمر تیری مثال نوح پیغمبر کی ہے کہ وہ فرماتے تھے رب لا تذر علی الارض من الکافرین و یار الہی اسی پر دروگاہ نہ چھوڑ کوئی کافر زمین پر رہے والا سچ میدان فرمایا حضرت نے جانبائے خدا اکبر کے اور فدیہ لینا منظور کیا اور فی نفر اہل دولت سے ہزار ہا فدیہ قرار دیا اور تفسیر کشف مین ہر کہ فدیہ قیدیان بزرگ فی نفر تیس اوقیہ تھا اور فدیہ عباس چالیس اوقیہ اور محمد ابن سیرین کہتے ہیں کہ فی نفر تلو اوقیہ تھا اور چالیس فہم اور چھہ دنیا ر کا اوقیہ ہوتا ہے اور تفسیر زاہدی میں ہر کہ فدیہ ہر اسیر کا چالیس اوقیہ اندوے درہم تھے مگر فدیہ عباس چالیس اوقیہ عباس بن ہار تھا اور فدیہ جعفر کا ایک دایت میں اور فدیہ عقیل کا دوسری روایت میں اپنے ذمہ عباس نے لیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ فدیہ اقل از ہزار و اکثر چار ہزار سے نہ تھا اور بعض مفسرین کو حضرت نے با حسان چھوڑ دیا اور بعض جو کہ گھنا جانتے تھے انکو ارشاد فرمایا کہ کسی کس و نل ابنہ انصار کو کتابت تعلیم کرے اور ابو غزوہ شاعر کو اس بشرط سے چھوڑ کہ ہجرت ہر ہر شکرین خرچ نہ کرے اور سہیل کے ایمان لانے پر عبداللہ ابن مسعود نے گواہی دی وہ بھی رہا ہوا اور ابو العاص زوج زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کہ آسنے زینب کو لکھ بھیجا کہ تم فدیہ بھیجو آنھوں نے اپنا چندن ہار کا ٹکڑا اپنی ماں کی میراث سے ملا تھا کچھ اور نقد ملا کر بھیج دیا آنھوں نے آسنے بھیجا تو آپ کو نہج ہوا اصحاب نے اسوقت والپس کیا اور ابو العاص کو بلا اخذ فدیہ رہائی دلائی مگر یہ بشرط کر لی کہ مکہ میں جا کر زینب کو مدینے میں بھیج دینا سوائے وہاں جا کر فوراً روانہ کیا جب زینب مدینے میں آئیں تو حضرت صلعم نے مفارقت کرادی پھر بعد چند سال کے جب ابو العاص مدینے میں آکر مسلمان ہوا تو حضرت نے نکاح جدید و ثبوی نکاح اولی زینب کو سپرد ابو العاص فرمایا اور زینب صلی اللہ علیہ وسلم کے سے آئیں کہ حضرت صلعم نے زینب ابن حارثہ اور ایک مرد انصار کو مکہ معظمہ کو بھیجا اور فرمایا کہ مکہ میں داخل نہونا بلکہ بطن وادی نجاہ میں کہ نبون و جم و حارثہ ایک مقام ہر دن مکہ پیش مسجد عائشہ واقع ہے اور وہاں سے احرام عمرہ کرتے ہیں قیام کرنا وہاں زینب تمھارے پاس آئیگی اسکے ساتھ مدینے کو چلے آنا سوزید ابن حارثہ نے اسی طرح کیا اور دو برس یا چھ برس کے بعد ابو العاص مکہ سے مع مال تجارت اہل مکہ پر آمد ہوا وقت مراجعت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب فافلہ نکلے اور ابو العاص سے ملائی ہوئے جاتے تھے کہ مال غارت کرین اور ابو العاص کو قتل فرمائیں یہ خبر زینب کو ہوئی وہ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ! یہ لوگوں کو امان دینا کسی کا درست ہے یا نہیں فرمایا درست ہے زینب نے کہا آپ گواہ رہیں یا رسول اللہ! میں نے امان دی ابو العاص کو جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے مطلع ہوئے تو ابو العاص اور اسکے مال سے متعرض نہوئے بلکہ دعوت اسلام کرنے لگے اور یہ بھی کہا کہ یہ مال سب تجھ کو حلال ہوگا ابو العاص نے کہا مجھ کو نعم آتی ہے کہ ناپاک کردن اپنے دین کو پلیدی سے بچا ابو العاص داخل مکہ ہوا اور اموال تجارت سپرد کر کے بولا تم لوگ گواہ ہو کہ میں کہتا ہوں اے خدا اے خدا و ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جانب مدینہ ہجرت کی اور حضرت نے نکاح سابق یا جدید زینب کو سپرد ابو العاص فرمایا اسی مقام سے علی کو اختلاف ہے کہ اسلام احد الزوہین موجب نسخ نکاح ہے یا نہیں روایت ہے کہ ابو العاص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت

بہت حضرت زینب



دوست رکھتے تھے اور نہایت شفقت اور عنایت اس کے حال پر فرماتے تھے یہ ابوالعاص ابن السرح بن عبد الغری بن عبد شمس بن عبد مناف ہو اور ان کی ہند بنت خویلد خدیجہ الکبریٰ تھی اور ابوالعاص مشہور بکفایت ہوا اور نام لفظیاً بقسم کہ سیریم و سکون قات یا قاسم یا سیریم عبد البر کے نزدیک اکثر قول اول ہو باجماع اصحاب رسول اللہ خداوندیہ پر رافضی ہوئے اور لینے لگے تو حضرت جبریل علیہ السلام سورہ انفال میں یہ آیت کریمہ لائے واما ان لبئذ ان یؤمنوا لیسری شیخ فی الاصل

تریدون عرض الدنیا والدریرید الآخرہ والسرغیز حکیم یعنی کیا چاہتے ہیں کہ اس کے یہاں قیدی آدمی جیت مکہ خون کر ملک میں تم چاہتے ہو جنس دنیا کی اور اللہ جانتا ہے آخرت اور اللہ زور آور ہر حکمت والا کہ غالب کرتا ہے دستوں کو و تمنون پس مقدمہ میں اللہ نے اپنے رسول کو سمجھایا کہ پیغمبروں کو جہاد سے مال جمع کرنا منظور نہیں بلکہ کافروں کی ضد توڑنا وہ بات سن کر کہ قتل کریں کافروں کو تاکہ اس کے خوف سے کفر کی ضد چھوڑیں اہل اسلام یہ بات سکندرال غنیمت سے نہایت ڈرے تباہی کی تسلی کے لیے ارشاد ہوا انکم لایمکنون حلالاً لایطیباً یعنی کما و جو غنیمت لا وحلال ستھری کہ یہ اللہ کی بخشش اور عطا ہے لیکن غنیمت کے واسطے جہاد کرو بعد اس کے حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زور سے ہیں حضرت عمر نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلح صفا کے کس واسطے کر رہے فرماتے ہیں اگر رونا آوے تو میں بھی روؤں اور جو آوے تو ہٹا کے اور کھٹ کر دوں یعنی باختیار داعی و صاحب گریہ لاؤں فرمایا حضرت رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روٹا ہوں اپنے صاحب پر کہ انھوں نے فدیہ اختیار کیا اور اللہ غدا مجھ پر عرض کیا گیا تو رب تراس دخت سے یعنی اشارہ فرمایا ایک دخت کی طرف جو نزدیک واقع تھا روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے اگر نازل ہوتا غدا تو نجات نہ پاتے مگر عمر و سعد ابن سادہ اسی فطراب میں آیت کرتے سورہ انفال میں نازل ہوئی و لو لا کتاب من اللہ لکن لکتم فیما اخذتم غداً عظیم یعنی اگر نہ ہوتی نایک بات کہ کچھ چکا اللہ کے سے تو تم کو بڑا اس لینے میں غدا یعنی اکثر کی قسمت میں سلمان ہونا لکھا تھا اس سبب سے بچاؤ ہوا علماً و تفسیر اس آیت سے ہندول کرتے ہیں کہ حضرت انبیا علیہم السلام بھی کھجور اجتماع کرتے ہیں اور اس میں خطاب بھی ہو جاتی ہے لیکن اللہ صاحب اس خطاب پر رہنے نہیں دیتا بلکہ صواب پر ہدایت فرماتے ہیں لیکن جب پیغمبر نے از روئے اجتماع ایک حکم جاری فرمایا اور یہ لازماً اس کے خلاف نازل ہوئی نص تو عمل بالاجتہاد صاف نہیں ہوتا اور عمل بالنص واجب نہیں اس واسطے کہ حضرت صلعم نے جب فدیہ لینے کا حکم بالا اجتماع فرمایا بعد اسکے نص برخلاف نازل ہوئی تو حضرت نے قتل کی طرف رجوع نہیں فرمائی بلکہ اسی فدیہ پر قائم رہے بخلاف مجتہد کے کہ اسکو بعد اجتماع اگر ظاہر ہو نص برخلاف تو رجوع کرنا لازم ہے اور اگر کتاب سے عدم مواخذہ ہو خطا سے اجتہادی سیر یا عدم توریث اہل بدر اور بعضے کہتے ہیں کہ اللہ صاحب کسی قوم کو مذاب نہیں فرماتے بسبب اس فعل کے جسکی نہی صریح نہ کی ہو اور بعضے کہتے ہیں اس آیت سے حلال ہوا وہ فدیہ جو ملانوں نے اس کو کہ میں لیا تھا شیخ ابن حجر نے صحیح بخاری کی شرح میں بیان کیا ہے کہ ترمذی و نسائی و ابن جہان و حاکم نے بائند صحیحہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اصحاب باہتھلے







باغینمت مدینہ کو لوٹ آئے اور اسی سال میں امیر بن اہلسنت شاعر مرگیا یہ شخص ایام جاہلیہ میں خیال تہذیب و تامل میں  
 رکھتا تھا بعد ازاں عیسائی ہوا اور بت پرستی سے تبرک کر کے علمائے اہل کتاب کی صحبت میں رہنے لگا انھوں نے اخبار و غلو پر  
 آخر ازاں صلی اللہ علیہ وسلم مطابق توریت و انجیل کے بیان کئے یہ ازراہ حقاقت نظر اپنے فضائل انسانیہ کے اس قدر رکھتا تھا کہ  
 بنی ہون کا جب کہ خبر طلوع آفتاب نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اسکے کان میں پہنچی تو اسکو خدا نے  
 ایسا گویا کہ شقاوت ازلیہ میں گرفتار ہوا اور اسی حال میں داخل ہوا تھا اس کے منہ میں علم و حکمت جب حضرت کے سامنے  
 پڑے جاتے تو فرماتے امن لسانہ و کفر قلبہ یا امن شہرہ و کفر قلبہ فائدہ حدیسی بدیع یہ کہ آدمی کا ایمان اس سے جاتا ہے نہ بطن  
 جیمہ کو دیکھو کیسا عابد و زاہد تھا اور کس طرح کا علم و حکمت اللہ نے اسکو دیا تھا صحت حدیث اسکو مرد و دروید کا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 و سلم احمد یاکل احسانات کمایا کلا النہار یحطب یعنی حدیث کھا لیتا ہے نیکیوں کو جس طرح آگ کھاتی ہے لکڑی کو اور تفصیل اسکی  
 فقہ حضرت یوسف علیہ السلام میں لکھی گئی ہے بعد ازاں اسی سال میں غزوہ محمد حیکو غزوہ یمنی امر و انار فقیع ہمزہ و سکون نوک  
 کتبہ میں واقع ہوا اور سب یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ بنی ثعلبہ درمحارب موضع نجد پر مجتمع ہیں بایں غم کہ  
 اطراف مدینہ لوٹیں اور انکے دشمن فقیع دال و سکون عین مہتین و نامہ شلشہ فوقانیہ ابن نخاسی ہی و بدو دیتی غورث فقیعین  
 معجمہ و سکون وادیس حارث تھا لہذا انتخاب نے حضرت عثمان کو مدینہ میں خلیفہ کیا اور چار سو پچاس سواروں کے لشکر لے کر  
 لیجلیہ اور موضع ذی القصبہ میں پہنچے زنگار پناہ کی کھالی میں چھپے ہوئے ایک ماہ کا لہسی جگہ اقامت فرما کے وہیں تشریف  
 لائے صرف ایک شخص سے ثعلبہ کا ہاتھ آیا کہ وہ سلمان ہوا اور دشمن بھی اسلام لایا لہذا ارج اور جو صاحب مہذب مدینہ نے  
 اسکا غزوہ دات الرقاع میں لکھا ہے سو ہی اس سبب سے کہ بخاری کی حدیث سے وہ دوسرے شخص معلوم ہوتا ہے فائدہ مخفی  
 نہ ہے کہ غزوہ بنی نضیع و سونق و بنی سلیم و ذی اسر حسیب تحقیق صاحب ہجرت الماحل سال دوم میں بعد جنگ بدو واقع ہوئے ہیں  
 اور بایں انکے سر یہ قزوہ فقیع باکسرقاق و سکون راجسین زید ابن حارثہ مع سواروں کے بھیجے گئے تھے واقع ہوا  
 اور سب یہ ہوا کہ مدینہ میں خبر پہنچی کہ قریش براہ عراق شام کو فرم تجارت جاتے ہیں زید ابن حارثہ مع سواران حکم رسول مقبول  
 جاکر انکو لوٹ لیا چاندی وغیرہ ہاتھ آئی کہ نہیں ہزار دم حسن نکلا ابو سفیان و صفوان ابن امیہ و ذی طیب ابن عبد العزی و  
 عبد الدار بن ابی بکر و دیگر شرفاء قریش بھاگ گئے یہ سر یہ موجب تحقیق صاحب مراجع غزوہ جدی الاخری میں ہوا اور  
 بعض اہل سیر غزوہ نجد اور سر یہ زید ابن حارثہ سال سوم میں بیان کرتے ہیں اسی سال میں بعد سر یہ زید ابن حارثہ  
 یہودی مارا گیا یہ مرد مذہبی و پیر سے تھا ان اسکی یہودی غیر سے یہ شخص بڑا مالدار تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے کمال دشمنی رکھتا تھا محمد ابن سلمہ صحابی انصاری اس کے قتل پر مامور ہوا اور اجازت حاصل کی جو کچھ جی میں آوے  
 کہیں چنانچہ اس کا فرسے بھاگنے لگا و بطریق قدیم جائے اسنے پوچھا کہاں آئے فرمایا قرین خواہ آیا ہوں کیونکہ جب یہ شخص باہر  
 اشارہ حضرت رسول مقبول کیا تب سے ہم لوگوں کو بڑی زبردستی ہوا اس مرد نے کہا انھیں نکال دو نہیں تو زیادہ خطر ہوگا



فرمایا اپنی بات کا خیال ہر اچھی خلاف عہد کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا چند روز دیکھتے ہیں کعب مردود شکایت شکر راضی ہوا اور کہا کچھ رہن کے لیے لاؤ محمد ابن سلمہ کے کاشام کو تھپیار لاؤ لگا چنانچہ مع ابو نائف بنون قبل الف وبعدہ تحسانہ نام لکھا مکان ابن سلام کہ برادر رضاعی کعب ابن شرف کے تھے گئے اور تین آدمی اور کہ برادر ایت بخاری ابویس بن سحر و حارث بن اسد و عباد بن بشر کے نام ہیں محمد ابن سلمہ کے ہمراہ تھے اس وقت کعب گھر میں تھا آواز دی اُس نے ارادہ باہر آنے کا کیا اس کی حوریت کا نہ تھی آواز ہی سے اُس نے جاننا کہ یہ لوگ بارادہ قتل آئے ہیں سو اُس نے بیالغہ نام منع کیا کہ مت جا اس آواز سے خون نہ پکٹتا ہر کعب نے کہا کہ محمد ابن سلمہ میری دوست اور ابو نائف برادر رضاعی ہمارا اپنے کام کو آئے ہیں کچھ اندیشہ نہیں ہوا اللہ کعب باہر آیا اسکے آنے سے پیشتر محمد ابن سلمہ نے اپنے ہمراہیوں سے یہ صلاح کر رکھی تھی کہ میں بالون میں ہاتھ لگانے کے بہانے سے اسکے بال پکڑوں گا تم اس کا سر کاٹ لینا جب کعب اگر بیٹھا لباس نفیس پہنے خوشبو لگائے تھا محمد ابن سلمہ نے کہا تم تو اس وقت خوب ہی خوشبو میں مکتے ہو اور کپڑے اچھے پہنے ہو اُس نے کہا میرے پاس عورتیں بہت پاکیزہ خوبصورت ہیں اس سبب سے میں بے خطر رہتا ہوں محمد ابن سلمہ نے کہا تمہارے بالون میں بہت اچھی خوشبو آتی ہے اگر اجازت ہو تو میں ہاتھ میں لے کے سونگھوں اُس نے کہا بہت اچھا محمد ابن سلمہ نے بال ہاتھ میں لیے اور سونگھنے لگے اور اپنے ساتھیوں کو سونگھائے پھر دوسری بار سونگھنے کی اجازت لی ابکی خوب مضبوط پکڑا اور ہر امیون سے کہا او اُنھوں نے صاف سر کاٹ لیا اور حضور اقدس میں اگر خبر کی اور سر ناپاک قدم نہ لگے نیچے ڈال دیا علاج انبوتہ میں ہر کہ یہ بدل زمانہ اسلام میں سر کاٹ کر حضور اقدس میں آیا ہر اور حارث ابن اس کے ایک تم اسی ہر امیون کے ہاتھ سے لگاتھا جب سر کاٹنے میں خون بہت جاری تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زخم کو ہاتھ سے مل دیا فوراً اچھا ہو گیا یہ کعب یہودی مدینے سے گئے میں گیا اور اسلام کی ہجو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو بخش کر کے کشتگان بدر پر نہایت شرافت ہو کر قریش کو آواز دے کیا کہ تم چل کر روضہ بدر بنیہ منورہ میں آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت رنج ہوا محمد ابن سلمہ رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ اگر مجھے اجازت ملے تو میں اس کا سر کاٹ لاؤں سو انکو اذن ملا کہ اُنھوں نے یازدہم ربیع الاولیٰ عین شب ماہ میں سر کاٹا اور حضور میں حاضر کیا کہ ان فی روضہ الاحباب مگر بخاری میں قتل کعب بنکوریہ سر کاٹ لایا کہ اگر زمین ہر اکثر اہل سیر نے اس قصہ کو سال سوم میں قبل غزوہ بنی نضیر بیان کیا ہے جبکہ قبیلہ اس بہادر نے کعب ابن سلمہ یہودی دشمن پیغمبر خدا کو قتل کیا تو قبیلہ خزاع کے معلقون نے یہ سورا کیا کہ ہم بھی کسی دشمن پیغمبر کو جو بنی اسرائیل کے قتل کرنا تھا اور امیون کو جس طرح ہونے پاوے چنانچہ یہ قرار پایا کہ ابو نائف باجوہ یہودی جزامندی ہر اور خیر میں ہمارے کو قتل کرنا چاہیے اسی سال میں بقول ابن اسحق قتل ہوا اور صورت واقعہ یوں ہوئی کہ عبداللہ بن عقیل بن قیس رضی اللہ عنہ معالی انصار خزرجی کو جبہ آدمی انصار پر سوار کر کے روانہ کیا حضرت قریب شام خیر میں ہوئے ابو نائف سلام ابن ابی اسحق بن یزید بن ابن اسحق بن ریح اولی صفیہ ام المومنین ہر والدہ تاجر تھا ایک گدھی اُس نے بنائی تھی لکون کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرانی کی ترغیب کیا کرتا تھا اور قرانی معذرت کرتا تھا جب گدھی کے متصل گئے تو عبداللہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا

کہ تم محمد و میں اکیلا جاتا ہوں اگر وہ بھگ لیا تو چپکے سے گھس کے ابرافع کا کام تمام کرونگا جب اسکے دروازے کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ گدھا گم ہو گیا تھا اسکی تلاش کے لیے کچھ لوگ شعل لیے نکلے تھے یہ اون میں شامل ہو گئے جب وہ لوگ دروازے میں داخل ہونے لگے تو یہ باہر دروازے کے بیچے گئے جس طرح کوئی استنجے کو بیچتا تھا ہر زبان نے جانا کہ یہ آدمی گڑھی کا ہے کما اے بندہ خدا جلد آئیں کو اڑ بند کرتا ہوں عبداللہ ابن عقیل دروازے میں داخل ہوئے فرماتے ہیں کہ میں ایک گدھے کے نہان میں پوشیدہ ہو رہا چوکیدار نے جس مقام پر بخیان رکھیں انکار دھیان میں نے رکھا جب وہ سو گیا میں نے بخیان میں ابرافع کے پاس کہ وہ بالاسے خانہ پر رہتا تھا قصہ گو دیر تک قصہ کہتا رہا جب وہ خاموش ہوا میں بالا خانہ پر گیا اور جس دروازے کو کھولتا تھا اسکو پھر اندر سے بند کر لیتا تھا کہ اور کوئی باہر سے آنے سکے ابرافع اتنے عیال میں ہوتا تھا مجھے معلوم ہوا کہ وہ کمان پر میں نے پکارا ابرافع وہ بولا میں نے اسکی آواز پر تلوار باری خالی پٹری کچھ کام نہ نکالا ابرافع نے ایک چنچر لیا اور میں اس مکان سے باہر نکل آیا اور تھوڑا توقف کر کے پھر اندر مکان کے جا کے تبدیل آواز کیا یہی ابرافع تو نے کیوں آواز کی اُسے کہا تھا سی خرابی ہو کسی شخص نے مجھ پر بھی حربہ کیا تب میں نے بڑھ کے اس کے پیٹ پر تلوار مار کے اس سے درباری کی بیٹی کی بیویوں سے بھی گزر گئی اور میں وہاں سے دروازے کو کھولتا ہوا چار زینے سے اترتے شب ماہی میں سمجھا کہ میں گئی ہر کو جو کے سے بڑھاکے رکھا تو گر پڑا میری پندلی کی ٹہنی ٹوٹ گئی اسی وقت پکڑی بھاری اور پی جھٹ پرمانہ می دروازے سے نکل گدھی کے قریب پھر باہر میں خیال سے کہ جب خوب تحقیق ہو جائے کہ ابرافع فی النہار ہوا تب چلوں جب صبح ہوئی تو قلعہ کے برج پر زور کر عورت نے پکارا اہی بابا ابرافع تاجراہل احماد یعنی خبر موت سناتی ہوں ابرافع تاجراہل حماد کی تب میں نے وہاں سے چلے عبداللہ ابن ابی بنیہرہ ساتھیوں کو خبر کی اور کہا یہ خبر حضور اقدس میں پہنچا وہ میں بھی آتا ہوں مگر ابراہ سے جلد پہنچا اور جب حال حضور میں عرض کیا آپ بہت خوش ہوئے اور میری چوٹ پر سوت مبارک بھی لورا مصحت ہوئی گویا کبھی چوٹ نہ تھی اس قصہ میں عبداللہ ابن ابی بنیہرہ اور عبداللہ ابن ابی بنیہرہ اور عبداللہ ابن ابی بنیہرہ اور عبداللہ ابن ابی بنیہرہ ابن انیس ہمراہ آئے صبح بخاری میں حدیث اس فیض کی اور اہل کتاب لماناری میں بعد غزوہ بدر کئی ہوا اس حدیث معلوم ہوتا ہے کہ قتال ابرافع عبداللہ ابن عقیل تھے لیکن اکثر اہل تاریخ کہتے ہیں کہ قتال ابرافع عبداللہ ابن انیس تھے باوجود جہاں سوم ہجری شروع ہوا تو انجناب صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کثرت شریعہ الاولی مدینہ میں جلوہ فرما رہے بعد ازاں جانب بخران تشریف لے گئے اور تمام اہل بیت و جادی الاول و دومین پیغمبر سے گزرتے محلہ بنین ہونچی آخر کار مدینہ میں نہضت فرما ہوئے اور وہ شبان میں حضرت عمارؓ خطابؓ کا کھڑا ہوا اور ام کلثومؓ کو عثمان ابن عفان سے عقد کر دیا اور ارشد کیا کہ اگر جا لیس باہر شبان میں تو ایک کو دے کہ عبداللہ عثمان سے عقد کر دیا حتیٰ کہ انہیں کوئی باقی نہ رہی اور سر عثمانؓ میں نبیؐ بنت خزیلہ سے نکاح کیا اور پانچم ام مذکور حضرت ابی الدرداءؓ حسن مجتبیٰؓ پیدا ہوئے فائدہ حضرت شیخ الحدیث نے جذبہ مقلوب میں غزوہ بخران سی سال میں لکھا ہے اور ان کے حسب یہ غزوہ دہم قرار پاتا ہے اور حضرت عمارؓ نے اس غزوہ کا ذکر نہیں کیا اور غزوہ احد کو غزوہ دہم قرار دیا ہے اور حضرت عمارؓ نے یہ کیا ہے

تقریر احوال خدیج رسالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم



بقاصدہ ایک فرسخ مدینے سے زبیر ابن عوف کے نزدیک قبر مارون علیہ السلام کی مدین واقع ہوئی تھی۔ انوشیخ النضر بن سنان نے یہ سوال روز شنبہ و ہوا تیس یازدہم و ہوا تیس ہفتہم و ہوا تیس امام مالک رحمہ اللہ نے ایک سال غزوہ بدر سے کہ انیسواں مہینہ کا شروع تھا غزوہ احد واقع ہوا اور سبب یہ ہوا کہ جب مشرکین قریش بدر سے مراجعت کر کے مکہ منظم ہوئے تو اقارب و عشا مقتولین بدر ابو سفیان ابن حرب کے ملنے کو گئے اور کہا کہ تمام منفعات مال تجارت جسکو تو شام سے لایا ہو لشکر آرائی میں صرف کر ہم کو محمد صلعم سے مقابلہ کرنا منظور ہے تو اس میں کیا صلاح دیتا ہے ابو سفیان نے کہا اگر تم سب لوگ سپر راضی ہو تو میں اول اس پر راضی ہوں اور نبی عبد بنات بھی میرے شریک ہیں جب یہ صلاح باہر گذر پائی تو سب نے ملکر شیع تجارت کہ دارالندوہ میں رکھی تھی نکالی اور بیچ ڈالی چنانچہ ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار شقال طلا اس تجارت کا ہمسالہ مال تھا جب بیچا تو سب فائدہ ہوا اس مال مالکون نے اپنے گھر میں رکھا اور انفعالی کی مال کو لشکر آرائی میں صرف کیا اور اطراف میں بیچوں کو بھیجا اپنے ہم مشرکوں کو بلوایا عمر ابن العاص و ہیر ابن ابی وہب و ابن الزبیر و ابو غزوہ جمعی شاعر نے اپنی گری کی تھی بعد اسکے یوں صلاح ہوئی کہ ابی مرثبہ عرتین بھی ساتھ چلیں اور وقت جنگ سرور لیکر اپنے بالوں و بھائیوں کا قتل ہونا یاد کر کے نو حکمران تاکراہل فوج کو داعیہ حرب میں مضبوطی پیدا ہو اس عرصہ میں عباس ابن عبد المطلب کے بین تشریف آتے تھے انہوں نے ایک مرد قلیل نبی غفار کو قاصد اجروہ دار مقرر کر کے مدینے میں بھیجا اور ایک خط بھی لکھ دیا جب قاصد مذکور یہاں آیا تو حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اُس نے حضرت کو پوچھا لوگوں نے کہا انجناب محلہ قبا میں جلوہ فرما رہے وہ قاصد میں چلا گیا جب مسجد قبا پر پہنچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سواہوتے تھے اُس نے خط دیا انجناب نے نفاذ چاکر مارا ابی ابن کعب کو دیا انہوں نے مضمون سنایا حضرت نے فرمایا کہ اس راز کو نہ بیان کرے بعد اسکے سعد ابن ربیع کے گھر گئے اُس نے خلوت میں تمام حال کہا اور مدینے کو تشریف لائے سعد کی عورت نے بھی کسی طرح سن لیا تھا اس سے کھلا بعد اسکے یہودیوں و منافقوں میں گانا بھوسی شروع ہوئی کہ آدمی کے سے آیا ہو مگر خیر خوش نہیں لایا ہے جس سے محمد کو سرت ہوئی ہو انقضیٰ یہ خبر مشہور ہوئی اور کفار قریش کہ منظر سے باہر نکلے ابو عامر اسبانی قوم کے سپاس دی لیکر شامل لشکر کفار ہوا ابی کفار قریش نے جتھہ باندھ کر ذوالحلیفہ میں دیرہ والا تین دن کا مقام ہوئے لشکر کا شمار کیا تو مروچکی تین ہزار ہوئے اس میں سات سو زبردست فوج اور سامان یہ کہ تین ہزار اونٹ دو گھوڑے چند رہ ہوج نہر انضیاء اس وقت ہندہ ابو سفیان کی جو زوجہ بھی سب کے ساتھ اور جمع ہوا اور شرفا شل ابی سفیان اسود ابن مطلب جہیر ابن مطعم صفوان بن امیہ عکرمہ بن ابی جبل و حارث ابن شام و عبد اللہ ابن ربیعہ و عوطیہ ابن عبد العزیٰ و خالد بن لید و ابو غزوہ جمعی شاعر مع خویش و اقارب اپنے سب اس لشکر میں موجود تھے سرکاری اس لشکر کے ابو سفیان برقرار پائی تھی و رسالہ الداری خالد بن لید پر جب یہ سب اخبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت ہوئے تو انجناب نے انہیں مقرر کیا کہ انہیں جو کچھ تحقیق احوال بطور حاکم رسد کیا وہ خبر لائے کہ بعض کے کہتوں میں کافروں نے اپنے لشکر کے اونٹ اور گھوڑے چور کر کے انہیں انظر تاجی کلاب سنبھواتی نہر گیا بعد اسکے پیار اہلیان دوسری بار جناب ابن المندہ کو روانہ فرمایا کہ خبر جو کچھ

عرض کر وہ جب پلٹ کر آئے تو خبر مفصل مع کیفیت و کیفیت لشکر مطابق تحریر عباس ابن عبد المطلب التماس کی اس رات  
یعنی شب جمعہ کی صبح کو لڑائی ہونے والی تھی سعد ابن معاذ و سعد ابن عبادہ و سعید ابن جضر یا جماعہ و لا و ران و دو تھانہ رسول  
پر بیدار رہے اور اکثر اصحاب با صفا حسرت مدینہ طیبہ میں ضرورت رہے اس غزوہ میں حضرت علی الصلوٰۃ علیہ وسلم کی یہ مرضی ہوئی  
کہ مدینہ سے باہر نہ نکلیں اس لیے اصحاب اجاب سے شوری فرمایا اکثر مہاجر و انصار نے فیروز عبداللہ ابن ابی اسلول منافی  
بھی حضرت رسول قبول کی رائے سے موافقت کی اور کہا کہ ہمارا تجربہ شاہد ہے کہ عدم خروج میں غفر ہوتا ہے اور ابی ابن کعب بھی  
اس میں شریک ہوئے الا بض جوامان انصار شریک شہادت تھیں ہوئے کہ میدان میں نکل کر مقابلہ کفار کو نہ سار کرنا چاہیے  
حضرت ابیہ حمزہ عم رسول اللہ و سعد ابن عبادہ و نعمان ابن مالک و قبائل اہل و خراج نے انکی موافقت کی باجماع اس روئے میں  
اس قدر بیان ہوا کہ حضرت صلعم بھی اسی طرف اہل ہوئے چنانچہ صبح کو جمعہ کا دن تھا حضرت نے خطبہ فرمایا یا اہل ہام حق اہل کے ان  
مطلع ہو علانیہ ارشاد کیا کہ اللہ کی مرضی فتح و نصرت کی ہر دل تو ہی رکھو اور لشکر آ رہے کہ پھر بعد نماز عصر حجرہ و شہرین میں تشریف  
لیکے شیخین رضی اللہ عنہما ہمراہ تھے دونوں نے اپنے ہاتھ سے سوارک پرستار باندھی اور وزیرین ہینا کر اویم کا پکا کمر سے  
باندھا اصحاب جان شارقہ و سید ابراہیم و یون حجرہ و منظر تھے کہ حضرت صلعم اس شان سے تلواریں اٹھائے کیے سرشت پر لٹکائے  
نیز ہاتھ میں لیے تشریف لائے تو جن لوگوں کی مرضی باہر جانے پر قرار پائی تھی وہ سخت نام ہوئے اور کیا رسول اللہ صلی  
آپ کے دل میں ہو کیجیے ہم خلاف مرضی کرنا نہیں چاہتے فرمایا میں نے اول تم سے کہا تم نے نہ مانا اب میں سلاح باندھ کر کھول رہا ہوں  
جب تک اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دے اب تو جوارادہ کر چکے ہو کرو و شہر صبر فتح تمہاری ہے اگر میرے کہنے پر قائم رہو گے پھر میں  
نیز سے طلب فرمائے اور میں جھنڈے طیار کرانے مہاجرین کا علم بردار علی رضی اللہ عنہما کو بقول مصعب ابن عمیر کو فرمایا اذہب  
اوس کا جھنڈا اسید ابن جضر کو دیا اور طائفہ خراج کا نیزہ خلباب ابن النذر کو خواہ سعد ابن عبادہ کو بخشا اور عبداللہ ابن عمر کتوم کو مدینہ  
مقدسہ میں اپنا خلیفہ فرمایا اور سب نیزہ گام خوش خرام پر سوار ہوئے کمان گردن سے لٹکائی نیزہ ہاتھ میں لیا اور جانب احد  
تین کوس مدینہ سے ایک پہاڑ پر متوجہ ہوئے اس وقت ہمراہ کاب طفرانساب سوزرہ پوش تھے اور سعید بن فہی اللہ عنہما نامہ اشجاء  
انصار مدینہ پہنچے ہوئے پیش پیش اور کفار کی شرارت سے دل ریش شوق شہادت میں انہم پیش چلے جاتے تھے و نوحہ جلال ان سرفرو  
حضرت رضی اللہ عنہما کے رو برو ہوا اور جھنڈی سانس بھر کر بولا یا رسول اللہ صلعم ہوتا ہے کہ آپ کل مارے جائیں گے حضرت صلعم نے فرمایا اللہ  
کلمہ زیادہ اس سے نہیں کیا بعد ازاں نبی نجار میں منزل فرمائی اور اپنے لشکر کی موجودت دیکھی تو جماعہ اطفال و نوجوان سے مشل  
عبداللہ ابن عمر بن خطاب و زید ابن ثابت و اسامہ بن زید بن قیس و سہل بن عتبہ و غوث بن ابی اس و ابیہ سعد حدیثی و غیر  
بن جندب و رافع بن خدیج بسبب کم ہنی کے حجاب و اسے گئے اور روانہ مدینہ ہوئے الا رافع و سہل و ابیہ سعد عاتے رہ گئے جبکہ قباغی و ابی  
جلال نے نماز غریب کی اذان کی حضرت نے نماز جماعت ادا فرمائی رات بھر وہیں مقام ہوا یعنی حضرت صلعم نبی نجار میں فرار ہوئے اور ابی  
اصحاب غیرہ و غریب و غریب آئے اس رات محمد ابن ابی ہریرہ نے پچاس آدمی لیکر لشکر کی محافظت کی اور ان ابوسع بن عبد قیس نے غیر مبارک



پاسانی کی لشکر قریش وہاں سے بہت نزدیک محاسب حال بیان کا وہ لوگ شام کو گئے تھے کہ لشکر شریف کو اسلام میں ہوشیار رہی ہو  
وہ بھی ہوشیار رہی اپنی جو کہ پھر سے کرنے لگے اس حاصل جانین میں رات بھر ہوشیار رہی سیداری رہی صبح کو حضرت رسول قبول صلعم  
سوار ہوئے و ابو جہیمہ خازن نے راہ بتلانے کو پیش پیش چلے قبیلہ بنی حارث میں ایک اندھے منافق بے ایمان نے صرف براہِ جد و جہل  
خاک کی لشکریوں پر ڈالیں جو خاک سدھی و عاجزی و تیر و دایانی ہر کسی نے تعرض کیا مگر سعد بن زید اسہل نے ناراض ہو کر اس اندھے  
کی ایک کمان ماری تاکہ اپنی حرکت حسانہ سے باز آوے حضرت صلعم اس حرکت سے بھی ناراض ہوئے خلافِ حلم و بردباری ہو جب  
احمد بن ابی بکر صبح کا وقت تھا نماز صبح جماعت اذان اقامت و انفراتی اور عبداللہ بن ابی سلول اسناق کے متبع تین سو نفر بنی حارث  
و بنی سہل کے لشکر کے ساتھ تھا باوجود فحاشی عبداللہ بن حرام کی چلا گیا ایک روایت ہے کہ پہلی ہی منزل سے چلا گیا تھا کہ اہل مدینہ نے بہت  
کی اور اس کے رفقاء نہایت شہان ہوئے بعد اسکے غزوہ اسلام نے حکم سیدنا ام علیہ السلام موقوف اہل اسلام آ رہے تھے کہین احمد کو پشت گردانا مدینہ پاکستہ کو  
رو کیا عقیقین نفع عین سکون تھی علی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چاہنے والوں کو ایک ہاڑی قریب احد واقع ہو زمین ایک غار بھی تھا حضور نے  
گھار میں حضرت علیہ السلام نے عبداللہ بن جبر کو پاس تیر اندازوں سے وہاں میں فرمایا اور تاکید کر دی کہ مقام نہ چھوڑنا غالب علیہ السلام  
لے آئے نفیس نفیس صفت غازیان آ رہے تھے فرمائی کہ عکاس بن محض سنی یا زبیر بن ابی العوام کو سینہ اور ابو سلمہ بن عبداللہ غزوہ کو پیش  
اور ابو عبیدہ ابن الجراح و سعد بن ابی وقاص کو آگے اور قتادہ بن اسود کو پیچھے فرمایا اور امیر غزوہ رضی اللہ عنہ کو قلب میں چلے دی اور  
امیر المؤمنین بصریہ ام سلمین علی ابن ابی طالب نے بیعت و مصاحبت شیخ العرب و العجم صلعم کی اختیار کی اور تہ صد ہوئے کہ جس مقام پر  
ارشاد ہوا اسی طرف توجہ ہوا اور مشرکوں نے بھی صف آرائی کی مینہ نے میرہ خالد بن لید کو اور میرہ نے مینہ عکرمہ بن ابی جہل کو اور  
ابوسفیان قلب لشکر میں چھوڑا اور صفوان ابن امیہ مع عمرو بن عاص موارون گسرا رہا اور صحیح یہ کہ صفوان مع توابع اپنے کے برابر  
رہے کہ وہ قائم ہوا اور عبداللہ بن ابی بکر تیر اندازوں کی فہرست لایا اور علم در اٹھا بن ابی طلحہ ہوا تب حضرت صلعم نے یاروں کو چھایا علیہ السلام  
اہل لشکر کو نخص ہوا یاروں نے عرض کیا کہ نبی عبداللہ از فرمایا مصعب بن عمیر علیہ السلام ہو کہ وہ علیہ السلام لیکر آگے ہوئے اہم برداشت  
جانب اسلام سناتے سو نفر یادے تھے اور لشکر کفار بن بن ہزار حبشین آ رہے تھے ہون تو اول ابو عامر درویش فاسق مع اپنے توابع کے نکلا  
اور تیر مارنے لگا اور کتا تھا انا ابو عامر ہل اسلام بے لامر جب ان اہل اسلام اور غزوہ نے دن بجا کر لشکر کا ناشر ہو گئے اور اپنے ناموں کو  
گرائی کی تحریص کرنے لگیں جبکہ جانب کفار سے تقدیم ہوئی تو سطون کے تیر اندازوں نے بھی تیر اندازی شروع کی ابو عامر مع توابع دواحق  
و رہا تہی پندرہ و بردا تہی چاس نفر تھے بھاگاسکے بھاگنے سے سواران لشکر بنی بھال چلے حالت میں طلحہ بن عثمان بنی عبد اللہ کے  
میدان میں اگر کہما امیہ صلعم تھا زعم یہ کہ ہم لوگ تھما تہی تلوار سے دوزخ میں جاتے ہیں تم لوگ ہماری تلوار سے جنت میں جاتے ہو  
سو کون ہو میدان میں کہو کہ اسکو بہشت میں داخل کروں یا وہ مجھے دوزخ میں پہنچا دے اسی وقت حضرت امیر المؤمنین امیر الداعی  
علی ابن ابی طالب کو بھیج کر میدان میں آئے اور دو دربرہ ایک سر پہ لگا اور دوسرا پیر بن پر کہ ہر دو درگرا اور برہنہ ہو گیا آئنے نہایت  
و مصاحبت سے حقوق و غیثی و قربت یاد دلائے حضرت امیر نے دگر کیا تب حضرت جبرہ لعل امین صلعم نے پوچھا اے علی کیسے اسکو چھوڑ دیا

اتماس کیا کہ رحمت ربانی و صلہ رحمی نے اسکی شفاعت کی ناچار میں نے چھوڑ دیا روایت ہے کہ مصعب بن عمیر نے آخر کار قتل کیا کہ  
بعد اس کے طلحہ ابن ابی طلحہ علم دار نے میدان میں آکر سیکار جس کسی کو دعویٰ بہادری ہو کل آئے اسی وقت نقطہ دائرہ طالب  
مجدد علی حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ شیر خدا باہین صفین جلوہ صاف ہوئے اور علمدار سے مقابلہ فرمایا اور ایک تلوار ماری کہ اس کے زخم  
زخم پہنچا حال میں اسکی زود جہنے دھڑک رہا تھا علی اسکو نہ مارا نہ اجنب نے چھوڑ دیا اور لشکر میں لٹ آئے لوگوں نے پوچھا اے علی طلحہ کا  
کام نہ تمام کیونکہ چھوڑ آئے فرمایا اسکی عورت نے منت کی اس باعث سے مجھکو رحم آیا اور بعض اہل تحقیق نے لکھا کہ اگر اجنب نے کام طلحہ کا  
تمام کر دیا اور اس کے مارے جانے سے لشکر اسلام میں بکسیر فتح ہونے لگی اور مشرکین قریش میں صورت اضطراب نمودار ہوئی بعد اس کے  
عثمان بن طلحہ نے علم لیا حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ایک تلوار ماری کہ اسکا ہاتھ شانے سے جدا ہو گیا تب ابوسعید ابن ابی طلحہ  
علم لیا حضرت سعد ابن ابی وقاص نے ایک تیر مارا کہ حلق میں لگا اور زبان اسکی مانند سگ نکل آئی پھر شافع ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا  
عامر ابن ثابت ابن ابی اظہر نے اسکو تیر سے مجروح کر دیا کہ قریب ہلاکت پہنچا مشرکوں نے اسکی لاش سہاہ سلاوہ بنت سعد  
اسکی والدہ کے پاس پہنچائی اسنے شافع سے پوچھا یہ تیر کس نے مارا وہ بولا صحیح معلوم نہیں ہوتا مگر مارنے والا کتا تھا خدا داؤدنا  
بن ابی الاظہر سلاوہ نے عہد کیا کہ عامر کے کانہ سے میں شراب پیوں تو سبھی اور سادہی کرائی کہ جو کوئی عامر کو پکڑ لاوے زندہ  
یا سلاوہ سے اسکو سواؤت انعام دے گی لیکن شافع اسی زخم سے داخل نا ہوا بعد اس کے حادث ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا تو زیر  
ابن ابی عامر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور بعض کے نزدیک عامر ابن ثابت نے اسکو بھی مارا بعد اس کے کلاب ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا  
اور علی مرتضیٰ شیر خدا نے اسکو مارا ویرانی زیر ابن ابی عامر نے قتل کیا تب جلالت ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا کہ طلحہ ابن عبید اللہ  
مارا بعد اس کے ارطاہ ابن خزیمہ نے علم لیا کہ علی مرتضیٰ نے اسکو بھی مارا تب شریح ابن ناض نے علم لیا وہ بھی قتل ہوا اگر قاتل اسکا  
معلوم نہیں ہوتا بعد ازاں صواب غلام نبی عبدالدار نے علم لیا کہ بروایت بعض حضرت علی نے ویرانی سعد ابن ابی وقاص نے  
قتل کیا اور صحیح یہ ہے کہ قرآن نے مارا آخر کار علم کفار گر گیا اور کوئی شخص نبی عبدالدار کا نہ ہوا علم برداری کرتے تب سہاہ عمرہ  
علقہ حارثہ نے علم اٹھالیا اور اہل اسلام نے ثعلبہ نام جو ہم کیا اندر سیر ابن ابی عامر و قعدا ابن الاسود نے بین و سیر سے خالد ابن ولید  
کو منہزم کیا اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو قلب لشکر سے دور کیا صحیح مسلم میں حضرت انس سے روایت ہے کہ  
حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالفقار کو ہاتھ میں لیکے فرمایا کہ اس تلوار کو کون لیتا ہے لوگوں نے ہاتھ بڑھائے کہ ہم کو ہے حضرت  
ارشاد کیا کہ اسکو وہ شخص لے جو کہ اسکا حق ادا کرے ابو دجانہ ساکن انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا حق کیا ہے فرمایا  
حق یہ ہے کہ خوبیل کر کرے سو ابو دجانہ نے ذوالفقار کو لیا اور دسیان و لون صفوں کے آکر بائیں سے بدلتا چلا حضرت صلی اللہ  
فرمایا انا متبیتہ فیقینا اللہ الانی ہذا الموطن یعنی اسطرح تجھ سے مخفی کرتے ہوئے چلتا رہا ہی اور اسکو ناپسند مگر رانی کے میدان میں  
دست خیز سیر ابن ابی عامر کہتے ہیں کہ میں بھی ابو دجانہ کے پیچھے گیا تاکہ دیکھوں کیا کرتا ہے سو دیکھا تو حضرت اسنے ٹھہر گیا صفت کی  
صفت اللہ پلٹ گئی روایت ہے کہ ابو دجانہ ترسا ہوا اس مقام میں پہنچا جہاں سہاہ ہندہ تو لگتا تو وہ بھی بیکار رہ رہتی تھی



ابو وجانہ کے دل میں آیا کہ ہند پر ایک تلوار ماروں لیکن اس نے سوچا کہ پیغمبر خدا کے عطا کی ہوئی تلوار ایک عورت ناپاک کے خون سے آلودہ کرنا خوب نہیں تب اس نے اپنا ہاتھ روکا اور اس کو نہ مارا روایت ہے کہ حنظلہ ابن ابی عامر رضی اللہ عنہ اور ابو سفیان ابن حرب سے مقابلہ ہوا تو حنظلہ نے تلوار ماری پیچھے سے شداد ابن اوس یا ابن جہونہ نے اگر حنظلہ کو شہید کیا اس وقت حضرت صلعم نے فرمایا کہ ملائک حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں چنانچہ بعد میں کہ جب عورت حنظلہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے شہید حنظلہ جب تھا جب رانی کو گیا ہوا تجمہ بہادران اسلام نے کفارنگون سار کو تلواروں پر رکھ لیا اور یہاں تک تلوار چلائی کہ لشکر کفار انہی قرار گاہ سے ہٹ گیا اور عورتیں دفن و سرود ڈال کر پہاڑ پر بھاگ گئیں مسلمانوں نے کافروں کا تعاقب کیا تب نہ جان کر جانب غنیمت توجہ کیا خالد ابن ولید و عکرمہ ابن ابی جہل نے کہ باجائے شہید کفار کوہ سے لگے ہوئے تھے یہ حال دیکھ کر چاہا کہ غار سے نکل کر مسلمانوں پر چھا پڑیں عبداللہ ابن جبریر رضی اللہ عنہ نے اپنی جماعت سے انکو روکا اور درآئد کو چھوڑ دیا ناچار پھر گئے اور ایک غار میں ایسا پوشیدہ ہوئے کہ ہرگز کہنے نہ جانا اب گھائی والے تیر اندازوں نے سوچا کہ اب اندیشہ نہیں ہے چلو ہم سب غنیمت میں شریک ہوں عبداللہ ابن جبریر نے ہر چند روکا اور دُعا باز نہ آئے اور خلافت فرمان قضا جبریل بن رسول اللہ غنیمت پر دوڑ پڑے کہ عبداللہ بن مسعود سے کم میں رہ گئے خالد و عکرمہ باجمہ کفار گھائی میں درآئے اور عبداللہ کو منع ہوا کہ وہاں سے شہید کیا اور اسی کیفیت سے لشکر اسلام پر اگرے کہ جمیعت لشکر متفرق ہو گئی اور نافرمانی کی شامت سے لشکر اسلام درہم و برہم ہو گیا اور اسی حال میں ابلیس ملعون نے موقع وقت پاکر بصورت جمال ابن سراقہ کے بھیس بدل کر پکار پکار کر کہنے لگا الا ان محمد اقد قتل یعنی آگاہ ہو کہ محمد مارے گئے اس وقت مسلمان دنیا دار کہ عاشق زار سید ابراہیم سے یہ افواہ سنتے ہوئے مضطرب ہو گئے کہ باہم نوبت مجاہدہ پہنچی چنانچہ سید ابن خضیر کے کئی فرخ مسلمانوں کے ہاتھ سے لگے اور ایک انصاری نے ابو بردہ کے دو تواریخ مارے اور کفار قریش جو بھاگے ہوئے جاتے تھے پلٹ پڑے اور اہل اسلام نزعہ میں پڑ گئے کہ انہوں نے ہر پاہو حضرت زیاد ابن السکن مع چودہ نفر خزانان انصاریان امت سید ابراہیم حاضر ہوئے اور سب لوگ نوبت بنو نضیر پر ہوئے اور کہتے تھے دجی لو جبکہ اوقاد و نفوسی انفسک لافدا و آخر کار سب کے بعد کافروں نے زیاد ابن السکن کو شہید کیا اور چاہا کہ سر انکا کاٹیں مگر بعض بہادران اسلام نے قریب لکاش کے آنے نہ دیا اور لاش کو حضرت صلعم کے حضور میں لائے کہ انھوں نے قدم مبارک پر جان دی اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ دونوں ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور دونوں سے کرتے تھے کہ خوشی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور مصعب ابن عمیر علیہ السلام ابن حمیہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے اسی وقت ایک فرشتہ آیا اس نے بصورت مصعب ہو کر عالم اسلام اٹھایا اور آخر روز تک علیہ السلام مصروف رہا جب لڑائی بند ہوئی تب آنجناب صلعم کی حضور میں آیا حضرت نے فرمایا اھم مصعب اس نے کہا میں مصعب نہیں ہوں آنجناب نے جانا کہ یہ فرشتہ ہی مجھ پر درخت ہو گیا اور مصعب کی شہادت سے لوگوں کو اطلاع ہوئی سچان اللہ مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا عجیب ماجرا ہے کہ مصعب مسلمان مہاجرین لیے ہوئے رہتے تھے دفعۃً ابن حمیہ گھوڑے پر سوار آیا اور اس نے تلوار مصعب کی سیدھے ہاتھ پر ماری کہ ہاتھ کٹ گیا

نہایت عجب ہے کہ  
ابو بردہ نے  
ابو سراقہ کے  
بھیس بدل کر  
پکار پکار کر  
کہنے لگا  
الا ان محمد  
اقد قتل  
یعنی آگاہ  
ہو کہ محمد  
مارے گئے  
اس وقت  
مسلمان  
دنیا دار  
کہ عاشق  
زار سید  
ابراہیم  
سے یہ  
افواہ  
سنتے  
ہوئے  
مضطرب  
ہو گئے  
کہ باہم  
نوبت  
مجاہدہ  
پہنچی  
چنانچہ  
سید ابن  
خضیر  
کے کئی  
فرخ  
مسلمانوں  
کے ہاتھ  
سے لگے  
اور ایک  
انصاری  
نے ابو  
بردہ کے  
دو تواریخ  
مارے  
اور کفار  
قریش  
جو بھاگے  
ہوئے  
جاتے  
تھے  
پلٹ  
پڑے  
اور اہل  
اسلام  
نزعہ  
میں  
پڑ گئے  
کہ انھوں  
نے ہر  
پاہو  
حضرت  
زیاد  
ابن  
السکن  
مع  
چودہ  
نفر  
خزانان  
انصاریان  
امت  
سید  
ابراہیم  
حاضر  
ہوئے  
اور  
سب  
لوگ  
نوبت  
بنو  
نضیر  
پر  
ہوئے  
اور  
کہتے  
تھے  
دجی  
لو  
جبکہ  
اوقاد  
و  
نفوسی  
انفسک  
لافدا  
و  
آخر  
کار  
سب  
کے  
بعد  
کافروں  
نے  
زیاد  
ابن  
السکن  
کو  
شہید  
کیا  
اور  
چاہا  
کہ  
سر  
انکا  
کاٹیں  
مگر  
بعض  
بہادران  
اسلام  
نے  
قریب  
لکاش  
کے  
آنے  
نہ  
دیا  
اور  
لاش  
کو  
حضرت  
صلعم  
کے  
حضور  
میں  
لائے  
کہ  
انھوں  
نے  
قدم  
مبارک  
پر  
جان  
دی  
اور  
حضرت  
امیر  
حمزہ  
رضی  
اللہ  
عنہ  
کا  
یہ  
حال  
تھا  
کہ  
دونوں  
ہاتھوں  
میں  
تلواریں  
تھیں  
اور  
دونوں  
سے  
کرتے  
تھے  
کہ  
خوشی  
کے  
ہاتھ  
سے  
شہید  
ہوئے  
اور  
مصعب  
ابن  
عمیر  
علیہ  
السلام  
ابن  
حمیہ  
کے  
ہاتھ  
سے  
شہید  
ہوئے  
اسی  
وقت  
ایک  
فرشتہ  
آیا  
اس  
نے  
بصورت  
مصعب  
ہو  
کر  
عالم  
اسلام  
اٹھایا  
اور  
آخر  
روز  
تک  
علیہ  
السلام  
مصروف  
رہا  
جب  
لڑائی  
بند  
ہوئی  
تب  
آنجناب  
صلعم  
کی  
حضور  
میں  
آیا  
حضرت  
نے  
فرمایا  
اھم  
مصعب  
اس  
نے  
کہا  
میں  
مصعب  
نہیں  
ہوں  
آنجناب  
نے  
جانا  
کہ  
یہ  
فرشتہ  
ہی  
مجھ  
پر  
درخت  
ہو  
گیا  
اور  
مصعب  
کی  
شہادت  
سے  
لوگوں  
کو  
اطلاع  
ہوئی  
سچان  
اللہ  
مصعب  
ابن  
عمیر  
رضی  
اللہ  
عنہ  
کی  
شہادت  
کا  
عجیب  
ماجرا  
ہے  
کہ  
مصعب  
مسلمان  
مہاجرین  
لیے  
ہوئے  
رہتے  
تھے  
دفعۃً  
ابن  
حمیہ  
گھوڑے  
پر  
سوار  
آیا  
اور  
اس  
نے  
تلوار  
مصعب  
کی  
سیدھے  
ہاتھ  
پر  
ماری  
کہ  
ہاتھ  
کٹ  
گیا

تب انھوں نے علم کو دست چپ میں لیا اور فرماتے گئے ماحمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سو ابن قتیبہ نے اُس ہاتھ کو کاٹا  
 پھر مصعب نے دونوں بازو سے علم اٹھایا اور یہ آیت زبان پر تھی حالانکہ اس وقت تک نازل نہ ہوئی تھی بعد اسکے ابن قتیبہ نے فرمایا  
 کہ زمین پر گرے اور فرشتے نے علم اٹھالیا اور جو بعض مومنین نے لکھا ہے کہ ابوالرؤم ابن عیینہ نے علم اٹھایا یہ روایت ضعیف ہے حقیقت  
 یہ ہے کہ ابی جہشہ کو منظور ہوا کہ علمدار اسلام کی شہادت سے کوئی واقع ہو کیونکہ اگر اطلاع ہو جاتی تو زیادہ تر موجب برہنہ لشکر تھا  
 اسلئے فرشتہ بھیجا تاکہ یہ شکست نہ ہو باجملہ اس ٹرائی میں صد ہا لشکر مارے گئے اور غازیان اسلام سے بھی اکثر لوگ شہید ہوئے اور اس  
 معرکہ میں بانیج خواجہ چھ کافروں نے عہد کیا تھا کہ رسول مقبول صلعم کو قتل کرینگے ایک عبداللہ بن شہاب نے ہری دوسرا عقیل بن ابی وقاص  
 زہری میسر عبداللہ بن ابی وقاص زہری اور بعض اسکی جگہ عبداللہ بن حمید اسدی کو لکھتے ہیں مگر شخص ابود جانہ کے ہاتھ سے  
 مارا گیا چوتھا عبداللہ بن قتیبہ پانچواں ابی ابن خلف جمی چھٹواں عبداللہ بن حمید اسدی چنانچہ ابن قتیبہ نے حضرت صلعم کو پتھر مارا  
 کہ حلقہ بے خود خرابا رکین ورائے اور پیشانی نورانی مجروح ہوئی کچھ اس شہر لعین خون سے تر ہو گئی کہ آنجناب خون کو چاٹ  
 سے پوچھتے اور منہ دھر پرتے تھے اور فرماتے تھے کیونکر فلاح پاؤنگے وہ لوگ جو اپنے پیغمبر سے ایسا کریں حالانکہ وہ خدا کی طرف بلاتے  
 پھر فرمایا اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون اور عبداللہ بن ابی وقاص کے ہاتھ کے پتھر سے لب زہرین مجروح ہوا اور باغیر زہرین ت  
 گئے روایت ہے کہ اس مردود کی نسل میں جو کوئی ہو اسکے دندان پشین نہیں جھے اور ابن شہاب نے ایک پتھر کہنی پر مارا تھا اسی میں  
 ابن قتیبہ نے تلوار ماری سو اللہ نے اس طرح بچا کہ اسی جگہ ایک گڑھا تھا اور حضرت اسوقت دوزخ میں پہنچے سوز و دہشت دیدن  
 بوجھ سے آسمین گرے اور لوگوں کی نظر سے غائب ہو گئے اور انو مبارک چھل گئے طلحہ ابن عبداللہ دوڑ کر آئے اور اپنی نعل میں لیا  
 اور اپنے ہاتھ کو سپر کر دیا کہ ابن قتیبہ نے اسی پر تلوار مارین کہ انکشت سجدہ وسطی بہت رست کیا ہو گئیں اور ہاتھ زخموں سے چور ہو گیا  
 اور شدت زخموں سے زمین پر گر گئے اس حال میں حضرت صدیق اکبر قدس سرہ ابی حضرت کے پاس گئے آنجناب نے نہ پیا اور فرمایا  
 کہ طلحہ کے پاس لیجاؤ صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ طلحہ بیہوش تھا اور خون جاری تھا میں نے پانی چھڑکا کہ ہوش آیا تو اسنے اول ہی پوچھا  
 کہ رسول اللہ کا حال کیا ہے میں نے کہا آپ بخیریت ہیں مجھے تیرے پاس بھیجا ہو طلحہ نے کہا احمد اللہ اب جو صیبت ہوگی آسان ہو  
 روایت ہے کہ ابن قتیبہ نے جب حضرت پر تلوار ماری اور حضرت گدھے میں گرے تو اسنے پکار دیا کہ میں نے محمد کو مار لیا یہ خبر نہین  
 پہونچی تو انس ابن انضر عمر انس ابن مالک رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر لشکر کفار پر دوڑے اور سعد ابن وقاص سے کہنے لگے کہ وہاں  
 احد کی طرف سے بوسے بہشت آتی ہے یہ کہتے ہوئے سبکی کی طرح لشکر کفار پر جاگری اور خوب مقابلہ کیا آخر کاشفید ہوئے اور  
 اتنے زخم کھائے کہ کھال لاشہ شہیدوں میں پہچان نہ پڑتا تھا انگلی میں نے ایک تل کے سبب سے جو انکے ہاتھ کی انگلی میں  
 پہچان روایت ہے کہ انسی زخموں سے کچھ زیادہ تیر و شمشیر و نیزہ کے زخم انس ابن انضر کے گئے تھے روایت ہے کہ عبداللہ بن حمید  
 کافر حضرت رسول خدا کو زخمی نہ کر سکے کہ اگر کوئی مجھ کو نشان دے تو فوراً حضرت کو مار ڈالوں یا خود مارا جاؤں کشتی کر  
 نے دور سے تھلا دیا وہ مردود حضرت کا قصد کر کے چلا ابود جانہ انصاری نے اسکو راستے ہی میں ٹھنڈا کیا روایت ہے کہ

ابن قتیبہ

ابن قتیبہ



ابن قتیبہ نے جس وقت حضرت کے تواریری تو ازراہ کبریا فرمایا انا بن قتیبہ سید رسول نے فرمایا اسکا اللہ و اذلک اسی سال میں  
مرد و بہار پر کبریاں چراتا تھا سو گیا کہ ایک بھیر نے کرپٹ بھارت ڈالیا صبح میں ہر کس حال میں حضرت نے سات مرتبہ فرمایا  
من یرحم عافلہ انجہ چنانچہ ایک صحابی نکلے اور کافرون سے گرفتار ہوئے پھر کافرون نے ہجوم کیا پھر ارشاد فرمایا کہ جو کوئی  
کافرون کو مجھے مٹا دے اسکو بہشت ہے پھر دوسرے صحابی نکلے اور شہید ہوئے اس طرح سات مرتبہ فرمایا سات صحابی نکلے اور شہید  
ہوئے بخدی اور سلم بن علی مرتضیٰ شیر خدا اور سعد بن قاصضی العرنا سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اے سعد تیرا میرے  
باپ تجھے قربان یا سوقت حضرت نے فرمایا کہ جب کافرون نے ہجوم کر کے حضرت کو زخم کر لیا اور حضرت اور لوگوں سے تیر لیکر سڑک  
دیتے جاتے تھے اور سعد بن قاصضی تیر انداز تھے مصابیح میں علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلعم سے کسی کے  
حق میں نہیں سنا کہ میرے ماں باپ تجھے قربان ہوں سوائے سعد بن قاصضی کی اس حدیث سے جبری فضیلت سعد بن قاص  
کی ثابت ہوئی سبحان اللہ کیا رنگ کی قدرت ہے آدمیوں کے اطفال میں کہ سعد بن ابی وقاص تو ایسے حضرت کے خان  
جنگ و حضرت ایسی عمدہ فضیلت فرمائیں اور انکا بیٹا عمر بن سعد ایسا کم بخت دل کہ حضرت کے سخت جگہ یعنی حضرت امام  
علیہ السلام کو شہید کر کے سچ جہول سے شیطان پیدا کرنا اور شیطان سے ولی پیدا کرنا اللہ کی قدرت سے ہر رویت ہو کہ وہ کھانا  
میں جان ابن الغرقہ اور ابو سلمہ جی بڑے تیر انداز تھے سو حضرت نے سعد بن وقاص کو انکے مقابلہ کو ارشاد کیا یہ خوش ہو کر  
شیر مارنے لگے سو ابن الغرقہ نے ایک تیر مارا کہ وہ امین کی جاسے بردہ بنی طرف آگیا اور ام امین اسوقت اسلام کے مجروحوں کو  
پانی پاتی تھیں جب تیر لگا تو انکا جامہ اتنا کھل گیا کہ ٹخنہ اور ساق ظاہر ہو گیا ابن غرقہ مقدمہ مار کر منہا حضرت کو یہ بات گرا  
گزری آپ نے ایک تیر بلا پیکان سعد کو دیا اور فرمایا کہ یہ تیر ابن غرقہ کی طرف مار سعد رضی اللہ عنہ نے وہ تیر مارا تو اس مردود  
کے سینے پر جا کر لگا کر زمین پر گرا اور بے ستر ہو گیا اور اپنی ستر اسے اعمال کو پہنچا حضرت نے یہ حال دیکھ کر تیر نہ فرمایا اور سعد کے  
حق میں دعا کی کہ سعد شہاب الدعوات ہو گئے کہ بعد اسکے لوگ اپنے مضامین میں اُسے دعا کرتے روایت صحیح ہے کہ ابو طلحہ رضی  
رضی اللہ عنہ کے جب تیر چک گئے تو یہ گھبراے حضرت صلعم لکڑی زمین سے اٹھا اٹھا کر دیتے اور فرماتے کہ یہ لکڑی کہاں میں  
رکھ کر مار سو وہ لکڑی تیر ہو جاتی اور اسی تیر کو دشمن پر مارتے اور ایک نعرہ کبیرہ آواز بلند کرتے انکی آواز کی نسبت حضرت صلعم  
نے فرمایا کہ لشکر میں طلحہ کی ایک آواز جالیس دسے بہتر ہے پوچھتے رہے کہ اس لڑائی میں ایسا نعرہ عظیم خبر خوش فنی شہادت  
رسول اللہ سے چر گیا کہ حضرت کے ساتھ کلام حسین چوہہ آدمی رہ گئے سات مہاجر اور سات انصار مجروحوں میں تو  
حضرت صدیق اکبر اور علی مرتضیٰ اور عبدالرحمن ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ ابن عبد اللہ اور ابو عبیدہ ابن الجراح  
اور زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہم اور انصار سے قتباب ابن النذر اور ابو دجانہ اور عاصم ابن ثابت اور سہیل ابن حنیف  
و اسید ابن حضیر اور سعد بن مسعود و حارث ابن اضمہ رضی اللہ عنہم حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب  
کافرون نے نرغہ کیا تو حضرت صلعم میری نظر سے غائب ہو گئے میں نے ہر چند ڈھونڈھا تا نہ لگا آخر شہیدوں کی لاشوں

حضرت نے فرمایا انا بن قتیبہ سید رسول نے فرمایا اسکا اللہ و اذلک اسی سال میں  
مرد و بہار پر کبریاں چراتا تھا سو گیا کہ ایک بھیر نے کرپٹ بھارت ڈالیا صبح میں ہر کس حال میں حضرت نے سات مرتبہ فرمایا  
من یرحم عافلہ انجہ چنانچہ ایک صحابی نکلے اور کافرون سے گرفتار ہوئے پھر کافرون نے ہجوم کیا پھر ارشاد فرمایا کہ جو کوئی  
کافرون کو مجھے مٹا دے اسکو بہشت ہے پھر دوسرے صحابی نکلے اور شہید ہوئے اس طرح سات مرتبہ فرمایا سات صحابی نکلے اور شہید  
ہوئے بخدی اور سلم بن علی مرتضیٰ شیر خدا اور سعد بن قاصضی العرنا سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اے سعد تیرا میرے  
باپ تجھے قربان یا سوقت حضرت نے فرمایا کہ جب کافرون نے ہجوم کر کے حضرت کو زخم کر لیا اور حضرت اور لوگوں سے تیر لیکر سڑک  
دیتے جاتے تھے اور سعد بن قاصضی تیر انداز تھے مصابیح میں علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلعم سے کسی کے  
حق میں نہیں سنا کہ میرے ماں باپ تجھے قربان ہوں سوائے سعد بن قاصضی کی اس حدیث سے جبری فضیلت سعد بن قاص  
کی ثابت ہوئی سبحان اللہ کیا رنگ کی قدرت ہے آدمیوں کے اطفال میں کہ سعد بن ابی وقاص تو ایسے حضرت کے خان  
جنگ و حضرت ایسی عمدہ فضیلت فرمائیں اور انکا بیٹا عمر بن سعد ایسا کم بخت دل کہ حضرت کے سخت جگہ یعنی حضرت امام  
علیہ السلام کو شہید کر کے سچ جہول سے شیطان پیدا کرنا اور شیطان سے ولی پیدا کرنا اللہ کی قدرت سے ہر رویت ہو کہ وہ کھانا  
میں جان ابن الغرقہ اور ابو سلمہ جی بڑے تیر انداز تھے سو حضرت نے سعد بن وقاص کو انکے مقابلہ کو ارشاد کیا یہ خوش ہو کر  
شیر مارنے لگے سو ابن الغرقہ نے ایک تیر مارا کہ وہ امین کی جاسے بردہ بنی طرف آگیا اور ام امین اسوقت اسلام کے مجروحوں کو  
پانی پاتی تھیں جب تیر لگا تو انکا جامہ اتنا کھل گیا کہ ٹخنہ اور ساق ظاہر ہو گیا ابن غرقہ مقدمہ مار کر منہا حضرت کو یہ بات گرا  
گزری آپ نے ایک تیر بلا پیکان سعد کو دیا اور فرمایا کہ یہ تیر ابن غرقہ کی طرف مار سعد رضی اللہ عنہ نے وہ تیر مارا تو اس مردود  
کے سینے پر جا کر لگا کر زمین پر گرا اور بے ستر ہو گیا اور اپنی ستر اسے اعمال کو پہنچا حضرت نے یہ حال دیکھ کر تیر نہ فرمایا اور سعد کے  
حق میں دعا کی کہ سعد شہاب الدعوات ہو گئے کہ بعد اسکے لوگ اپنے مضامین میں اُسے دعا کرتے روایت صحیح ہے کہ ابو طلحہ رضی  
رضی اللہ عنہ کے جب تیر چک گئے تو یہ گھبراے حضرت صلعم لکڑی زمین سے اٹھا اٹھا کر دیتے اور فرماتے کہ یہ لکڑی کہاں میں  
رکھ کر مار سو وہ لکڑی تیر ہو جاتی اور اسی تیر کو دشمن پر مارتے اور ایک نعرہ کبیرہ آواز بلند کرتے انکی آواز کی نسبت حضرت صلعم  
نے فرمایا کہ لشکر میں طلحہ کی ایک آواز جالیس دسے بہتر ہے پوچھتے رہے کہ اس لڑائی میں ایسا نعرہ عظیم خبر خوش فنی شہادت  
رسول اللہ سے چر گیا کہ حضرت کے ساتھ کلام حسین چوہہ آدمی رہ گئے سات مہاجر اور سات انصار مجروحوں میں تو  
حضرت صدیق اکبر اور علی مرتضیٰ اور عبدالرحمن ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ ابن عبد اللہ اور ابو عبیدہ ابن الجراح  
اور زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہم اور انصار سے قتباب ابن النذر اور ابو دجانہ اور عاصم ابن ثابت اور سہیل ابن حنیف  
و اسید ابن حضیر اور سعد بن مسعود و حارث ابن اضمہ رضی اللہ عنہم حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب  
کافرون نے نرغہ کیا تو حضرت صلعم میری نظر سے غائب ہو گئے میں نے ہر چند ڈھونڈھا تا نہ لگا آخر شہیدوں کی لاشوں

دیکھا تب بھی نشان نہ چلا تو میرے دل میں آیا کہ عجیب معاملہ ہے کہ نہ حضرت زندون میں نظر آتے ہیں اور نہ مردوں میں مگر ایسا ہوا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہوا اور اپنے پیغمبر کو آسمان پر اٹھالیا پھر تو دل میں آیا کہ کفار سے مقابلہ کر کے توسیع ہو جاوے تو کیا سیان سے لیکر مشرکوں کی فوج میں گھسا اور ایسی شمشیرانی کی کہ جمیعت اعداء ہم پر ہم ہو گئی اس حالت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نظر پڑ گئے تو دل میں رنجوش ہوا چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے سو کافروں نے حضرت کو تہدیکہ کر دیا مگر جبکہ علی مرتضیٰ شیر خدانے وہ شجاعت اور مردانگی خدا داد دکھائی کہ سب کافروں کے دہشت کھٹے ہو گئے اسی وقت حضرت جبریل نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ یہ زور و قوت کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضیٰ نے دکھلایا حضرت نے فرمایا کہ اے منیٰ وانا منہ جبریل نے کہا انا منکما درج الدین مولانا میل الدین محدث شافعی لکھتے ہیں کہ اس وقت بلا شک باق سے آواز آئی تھی لائمی الاعلیٰ لایف الاذوالفقار سبحان اللہ کیا بڑی نفیست حضرت علی مرتضیٰ کی ہے کہ اسکے بیان کی حاجت نہیں ہی اسی کلام معجز نظام سے پر ظاہر ہے تفصیل کی کیا حاجت ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک مجھ پر ہو گیا اور خود کے حلقے رخسارہ پاک میں بیٹھ گئے تو میں میدان جنگ سے آپ کی طرف چلا آتا ہوں راہ میں ایک مرد نظر آیا کہ دوڑا ہوا چلا آتا تھا میں نے اپنے دل میں کہا اگر یہ محض رسول اللہ کے پاس جاتا ہو تو میں اور وہ بلا وقت خدمت رسول میں حاضر ہوں جب وہ شخص نزدیک آیا تو میں نے پہچانا کہ ابوعبیدہ ابن الجراح تھا اور حضرت ہی کی خدمت میں جاتا تھا سو میں اور وہ دونوں حضرت کے حضور میں گئے اسنے مبادرت کر کے کہا کہ اے ابوبکر خود کے حلقے روئے مبارک سے میں نکالوں گا میں نے کہا بہت اچھا سو اسنے اپنا دانت خود کے حلقے پر رکھ کر کھینچا حلقہ باہر نکل آیا گو دانت اسکا ٹوٹ گیا پھر دوسرا حلقہ کھکا لاؤ دوسرا دانت ٹوٹ گیا جب حلقے نکل آئے تو خون بہ نکلا ابوسیدہ حدادی فرماتے ہیں کہ میرے باپ ہاکا بن سنان نے موضع جہت پر اپنا تھلکا کر خون چوسا گو گو نے اسے کہا کہ تو خون پیسا ہے اسنے کہا ہاں رسول اللہ کا خون شربت سے زیادہ شیرین ہے اور حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی ایسے شخص کو دیکھا جائے کہ اسے خون میں میز خون لاہو ہلکا بن شان کو دیکھے پھر باہر میں میز خون پہن آتش نوز نریگی فائدہ میں ہے طبری نفیست سادات کی فاسر ہوئی ہے روایت صحیح ہے کہ طلحہ نے اپنی پشت پر پائے مبارک رکھوا کر گڑھے سے نکالا اور علی مرتضیٰ نے دست مبارک پکڑ کر اوپر سے کھینچا پھر جب حضرت گڑھے سے باہر نکلے تو کعب ابن مالک نے پہچان کر باؤ از بلند پکارا یا کسیر البشر و انداز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اشارہ کر دیا جب مسلمانوں نے سنا کہ حضرت بخیر و عافیت ہیں ہر طرف سے جمع ہو آئے کہ سید رسل جماعت اہل اسلام کے ساتھ غار احد کی طرف متوجہ ہوئے سناہ ہند غارت ابوسفیان کی اور قریش کی ساری عورتیں میدان خالی پاکر اہل اسلام کے مقبولوں کی لاشوں میں گھس پھین اور کسی کا پیٹ چیر ڈالا اور کسی کا کلیجہ نکال لیا کسی کماکان کاٹ لیے چنانچہ ہند نے حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ نکال کر چوسا مگر خطہ نفیست کو چھوڑ دیا تھا اسنے کہ باپ اٹھا ابو عامر راہب جبکہ حضرت نے فاسق کو دیا تھا مشرکوں کے ساتھ تھا مگر روایت اہل سیر کی یوں ہے کہ وحشی قاتل امیر حمزہ نے کلیجہ نکال کر ہند کو دیا اور کہا کہ دیکھ یہ جگر حمزہ تیرے باپ کے قاتل کا ہے تب اسنے جگر لیکر چوسا اور اپنے کپڑے



اور زیور وحشی کو انعام میں دیے اور وحشی ہند کو اپنے ساتھ لاش امیر حمزہ پر لیکھا اسنے ناک کان کاٹ لیے اور کئے کو لنگی اور لاش  
 وین پڑی رہی باجگہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باجگہ اصحاب پہاڑ کے نیچے پہنچے ابو سفیان نے مشر کون سے مشورہ کیا کہ مسلمانوں کو  
 تجارت میں جانے دین اور آگے بڑھا حضرت نے خدا سے دعا مانگی کہ اللہم لیس لہم ان یعلموا یعنی اے اللہ ان لوگوں کو یہ بات حاصل نہو  
 کہ ہم پر بلند اور غالب ہو جائیں حتیٰ تعالیٰ نے ایسا عہد ل میں دال دیا کہ اپنی جگہ سے کافر نہ نہ سکے اور حضرت نے غایت نصحت  
 نماز ٹھہر کر شریعت بعد از ان ارادہ کیا کہ پھر بالائے کوہ چلین راہ میں ایک پتھر ملا کہ حضرت ضعف کے سبب سے اس پر چڑھ نہ سکے طلحہ  
 پھینکے اور حضرت پاسے مبارک انکی پشت پر رکھ کر اوپر چڑھے اب ابو سفیان کا یہ ارادہ ہوا کہ اپنے لشکر کو لیکر مکے کو چلا جائے  
 لیکن سب مشر کون نے ملکر یہ صلاح کی کہ مکے کو چلنے سے پہلے یہ دریافت کر لین کہ محمد زندہ ہیں یا نہیں اور یہ جانتے تھے کہ حضرت  
 شہید ہو گئے اور خواص اصحاب آپ کے بھی مارے گئے میں صحیح بخاری میں برابر ابن عازب سے روایت ہے کہ ابو سفیان بھینسے  
 نیچے آیا اور بیکارانی القوم محمد یعنی قوم میں محمد بھی ہیں حضرت صلعم نے فرمایا کوئی جواب نہ دوسو کسی نے جواب نہ دیا تب اسنے  
 کہا انی القوم ابن الی قحانہ یہاں سے پھر بھی جواب نہ ملا تب ابو سفیان نے کہا انی القوم عمر ابن الخطاب یہاں سے پھر بھی جواب نہ ملا  
 ابو سفیان نے قوم سے کہا کہ سب مارے گئے اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے حضرت عمر سے نہ ہا گیا سو باواں بلند ابو سفیان کو بیکار کر  
 بولے کہ امی و ثمن خدا تو جھوٹ کہتا ہے کہ سب مارے گئے اللہ تعالیٰ نے تیری جان مارنے کو سب کو زندہ رکھا ہے پھر ابو سفیان نے  
 اپنے بیٹوں کی توبہ کرنی شروع کی حضرت نے فرمایا کہ کچھ جواب نہ دو اصحاب نے عرض کیا کچھ کیا کہیں فرمایا کہ ابو سفیان نے کہا  
 یہ سنکر ابو سفیان نے کہا انی لانا ولا غری لکم حضرت نے فرمایا کہ ابو سفیان نے کہا کہ آج کافرین  
 بدر کے لڑائی کا جواب ہے اور لڑائی کا معاملہ نوبت نبوت ہوتا ہے اور باری باری سے ہوتا ہے کبھی ہم کو موقع مل گیا کبھی تم کو تم اپنے  
 مقتولوں کو دیکھو کوئی نکلا اور کوئی بوجھا ہو گیا ہے حضرت عمر نے جواب میں کہا کہ آج کا دن بدر کے برابر نہیں ہے ہمارے مقتول  
 بہشت میں ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ میں ابو سفیان نے کہا کہ ہمارے تمہارے دوسرے سال کا وعدہ ہے پھر بدر پر لڑائی  
 ہو گی حضرت نے فرمایا کہ اس سے کہ دو اچھا اسی پر قائم رہنا پھر ابو سفیان اپنی قوم لیکر ڈرتا کہ پتا کے کو روانہ ہوا تو مسلمانوں  
 یہ خدشہ ہوا کہ شاید یہ لوگ مدینے کو چلے جائیں اور اسکو لوٹیں اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ اور سید بن قیس  
 کو انکے پیچھے بھیجے پھر روانہ کیا آخر وہ سب مکے کو چلے گئے انھوں نے حضرت کو اطلاع کی کہ آپ کو خاطر جمعی ہوئی روایت ہے کہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر اونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑوں کو کوئل لجاؤں تو جانوں کہ مدینے کو جاتے ہیں اور  
 نہیں تو مکے کو سو ان دونوں صاحبوں نے اسی قرینے سے جانا کہ مدینے کو نہ جائیگے تو لوٹ کر حضرت کو خبر دی کہ آپ کو  
 اطمینان ہوا جب مشرک لوگ چلے گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں تشریف لائے اور اپنے شہیدوں کو دیکھا تو  
 اعیان صاحبین سے چار شخص جلیل القدر شہید ہوئے تھے حضرت امیر حمزہ ابن عبد المطلب کہ عمر نہر گوار رسول اللہ اور  
 سجائی رضاعی آپ کے تھے انکو وحشی ابن حرب جیشی نے شہید کیا تھا حال یہ ہوا کہ لڑائی کے شہکامے میں حیران رہے تھے

کہا کہ اگر تو حمزہ کو قتل کر کے طبرہ ابن عدی میرے چچا کا بدلہ لے تو میں تجھے اپنے ملک سے اتار دوں اور سارے ہندو بھی اکثر خوشی  
یہی کہا کرتی تھی کہ تو حمزہ کو جسے بدر کی لڑائی میں میرے باپ عقبہ کو مارا ہو کسی طرح مارتا تو میں انعام دوں اور حارث ابن عامر  
ابن نوفل کے بیٹی یہ کہتی تھی کہ اگر خوشی اگر تو محمد یا علی یا حمزہ سے ایک کو بھی قتل کرے تو آواز دوں ورنہ چنانچہ خوشی سنار دل  
حضرت علی مرتضیٰ کو تماش کیا جس وقت انکا سامنا ہوا تو انکی شجاعت اور بہادری اور بیداری اور ہوشیاری سے طرح دیکھ کر انکی  
یگانہ حضرت امیر حمزہ مثل شیرست نظر آگئے اور انکے آنے سے فرج قریش کی درہم برہم ہو گئی اور سباع ابن عبدالغنی خزاعی نے  
مقابلہ کیا تو امیر حمزہ نے اسکو قتل کیا خوشی کہتا ہوں کہ میں یہ حال دیکھ کر ایک بچہ کی آڑ میں لگ رہا جیسا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ سباع  
کو قتل کر کے پٹے اور میری کین گاہ کے متصل لے تو میں نے حربہ چلایا اور میرا حربہ کبھی خالی نہ جاتا تھا سو وہ حربہ زبردست و بدانتہا تیر  
لگا حمزہ مجھ پر پہلے میں بھاگا وہ پیچھے دوڑے مگر شدت زخم سے لہ میں گرے سو دشمنوں نے میری مدد کر کے شہید کر ڈالا پھر  
میں نے شجر سے کھینچ نکال کر شہد کو دیا بروایت صحیحہ ثابت ہو کہ ستر یا نوے زخم تیر و تلوار زخموں کے جسم مبارک حمزہ تھے مگر کوئی  
زخم آنجناب کی پشت پر نہ تھا تحقیق اہل سیر نے لکھا ہے کہ حضرت صلعم نے جب لاش کو دیکھا تو سخت رنج اٹھایا کہ ویسا بچہ کون نہیں  
ہوا تھا اور اسی وقت فرمایا کہ اگر مجھ کو قتل دے اللہ ان کافروں پر تو شتر کافروں کو نبیوں حمزہ کے قتل کر دینا حضرت جبریل  
نے اللہ صاحب کی طرف سے کہا وہ ان عاقبتہم فاقبوا مثل ما عاقبتہم بہ ولکن صبرتم فہو خیر للصابرین اسی وقت سے حضرت صلعم  
مشکوٰۃ کرنے سے نہی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو بھیجا کہ قتل مکہ میں خالد ابن ولید کے مقابلہ میں شتر کافروں کے لئے کہ تفصیل اسکی  
فتح مکہ میں لکھی جا چکی اور حدیث شریف میں ہے کہ دیکھا میں نے فرشتوں کو غسل دیتے ہیں حمزہ ابن عبد المطلب کو اور خطبہ ابن  
کو اور یہ بھی فرمایا لکھے ہوئے میں خدا کے نزدیک ساتویں آسمان میں حمزہ ابن عبد المطلب سعد اللہ و سدرہ سدہ و سدرہ عبد اللہ  
ابن جبریل ابن رباب اسدی ابن عمر رسول اللہ کا ابن احمد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے تھے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت صلعم  
کو حضرت حمزہ کے ذہن کرنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ فرماتے تھے کہ میں انکو ہی طرح رہنے دیتا کہ برواقیامت پر نہ دوں اور نہ دوں کے  
پست سے اٹھائے جائے لیکن یہ خیال آیا کہ حمزہ کی بہن صفیہ بڑا نیکی اور تمام اہل بیت پر یہ بات گران گذریگی اور سب لوگ اس  
فصل کو سنت سمجھ کر یہ وی کرنے لگے بعد ازاں عبد اللہ ابن جبریل اور حمزہ رضی اللہ عنہما کو ایک ہی قبر میں دفن فرمایا ابابیکہ عظیم  
اس مقام میں بنا ہوا ہے میرے مصعب ابن عمیر عبد ربی کہ ابن تمیم لیلیٰ کے ہاتھ سے شہید ہوئے یہ حضرت مصعب قرشی عبد ربی  
صحابہ و فضلاء کا لیدر ہیں اور اول مہاجرین میں ہیں اور بدری صحابی ہیں انھیں نے اہل مدینہ کو قرآن پڑھایا اور انھیں نے  
اول جبہ مدینہ میں پڑھا اور یہ دو بھائی تھے ایک عامر بن عمیر و دوسرے مصعب ابن عمیر اور دونوں کا والد امی میں ایک تھا کہ انکو  
اپنے باپ کا ترکہ دونوں نے پایا تھا اگر ان کی آنکو بہت پیار کرتی تھی اور ایام جاہلیت میں مصعب بڑے چین بن بسر کرتے تھے اور  
بہت اچھا لباس پہنتے تھے جب حضرت کی صحبت سے سرفراز ہوئے تو زہد و فقر اختیار کیا اور لذتیں و دنیا کی چوڑیاں انکی شان  
اللہ صاحب نے فرمایا رضی اللہ عنہما فان اخیتم فی المادی حدیث غریب میں وارد ہے کہ ایک روز مصعب حضرت کے پاس



آئے اس حال میں کہ سیدہ بکری کے چبڑے کا کمر سے باز تھے حضرت نے فرمایا ہنگام کرو کہ وہاں سے بکری کی کال نہ آئے اور ان سے میں نے دیکھا کہ  
والدین اس کے بہترین طعام کھاتے تھے اور میں نے دیکھا کہ وہاں سے بکری کا بابت ہوتی محبت خدا و رسول کی جو اس حالت کو پہنچا رہا ہے مصعب  
کو یہ آزادگی حاصل ہوئی تھی کہ ان کے کفن کے واسطے سو سو ایک انگ کے کچھ نہ ملا وہ بھی قدر سے چھوٹا کہ اگر یہ چھوٹا پائے تو سر کھلتا تھا اور جو ٹھہرا لیتے  
تھے تو سر پھٹتے تھے تب حضرت نے فرمایا کہ چھوٹا پاؤ اور پیرا زخم کما س سے بند کرو اور دوسرا بھائی و نیال لذتوں میں گرفتار ہوا اور ایمان بھی نہ لایا  
آخر کا غرور و بددین ناگیا اسی کے حال میں یہ آیت نازل ہوئی فاما من ظنی واثرا حمیوہ الدینا فالبحریر السامعی یعنی پس جسے شریعت کی  
اور برسر سچا دنیا کا دنیا سود و فخر ہی چھکانا اور بخاری اور سلم نے جناب بن لاریت سے روایت کیا ہے کہ کما انھوں نے ہجرت کی پہلے رسول اللہ  
صلعم کے اس حال میں کہ طلب کرتے تھے ہر ذات خدا کی پس افع ہوا ثواب ہمارا خدا کے نزدیک سو بعضے ہم میں سے وہ ہیں جو گذر گئے عالم  
اور نہیں کھایا اپنے اجر سے یعنی دنیا کے اجر سے کچھ نہیں فخر غنا و غیرہ سے انہی اصحاب میں میں نے دیکھا کہ وہ ہیں جو خداوند پاک کیا اپنے  
کچھ ان کے کفن دیے جائیں پس اگر ایک کی سیاہ بنوید مانند رنگ سرخ یعنی چھپے گئے اور وہ بھی پوری تھی کہ سر سے پیروں تک ملک جاکس سے  
ہم جس وقت دھانکتے سر انکا تو کھلے رہتے پیر ان کے اور وقت دھانکتے ہم پیر ان کے تو کھلا رہتا سر انکا سو ہم تھیر ہوئے ان کے امیر بن فرما بھی  
صلعم نے دھانکے واس سے سر انکا اور کھدواس کے پیر ان پر از خر کہ نام یہ ایک گھاس کا کہ میں ہوں اور بعضے امیر بن کام آتی ہوں اور بعضے  
وہ ہیں کہ بچہ ہوا واسطے ان کے سیوہ انکا پس وہ چھپے ہیں اس میوے کو یہ کہ یہ غنیمتوں کے پایا سکواں لوگوں نے زمانہ فتنہ بلادین خلا کلام  
یہ ہم کہ بعضے وہ ہیں کہ نہیں جلدی لیا اپنے ثواب میں سے کچھ اور بعضے وہ ہیں کہ جلدی لیا بعض ثواب اپنا اور حدیث میں کیا ہے کہ نہیں کوئی چھا  
جہا کو نہ تو ای کہ جہا کو کہ اللہ کی راہ میں جہاد سے غنیمت کہ کہ جلدی لے لیا دو تھائی اجرا اپنا اور باقی رہا ان کے لیے تھائی اجر یعنی آخرت کا  
میں صلی بن عمیر سے کہ میں نے ان کا خون کے کچھ دنیا کا ثواب میں لیا جو تھے شمس مخروی تھے کہ انکو بھی حضرت نے دین کر لیا اور انصار سے  
کے ایک جامعہ شہید ہوئی تھی انہی ایک عبداللہ بن عمر بن خزام حضرت جابر کے والد بزرگوار تھے کہ انکو حضرت صلعم نے عروا بن امیج ان کے چچا  
بھائی کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں جب شہید ہوئے میرے باپ بروز احد تو میں  
روتا تھا اور کہہ اٹھنے سے اٹھاتا تھا اور اصحاب رسول صلعم کو منع کرتے تھے مگر حضرت صلعم نے منع نہیں کیا ہمدرد فرمایا کہ تو گریہ زاری کر  
قیامت تک ملا کہ اپنے قبر میں سے اُس پر سایہ لگے ہیں گے اور ترندی نے جابر سے روایت کیا کہ کما انھوں نے کہ لے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
جابر کیا ہم کو کہ دیکھتا ہوں عجائبات کو کہتے خاطر کیا میں نے شہید کیا گیا باپ میرا اور چھوٹے انھوں نے عیال قرض فرمایا کیا خوشخبری نہ دین کہ جو  
اس خبر کی کہ پیش آیا غزل خدا سے ساتھ اس کے تیرے باپ سے کہ میں نے مان خبر دیکھی یا رسول اللہ فرمایا کہ نہیں کام کیا اللہ نے کسی سے  
ہرگز نہ کر پودہ کے پیچھے سے اور زندہ کیا خدا نے تیرے باپ کو اور کام کیا اس سے رو بہ رو کہ نہ پردہ تھا پیچ میں اور نہ رسول اللہ فرمایا خدا نے اس  
میرے میرے آرزو کر دینے دنگا کما آئے اس پر و درگاہ میں یہ اندر رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ زندہ کرے تو جو اور بھی دنیا میں پس ملا جاؤ میں  
تیری راہ میں سری بار فرمایا پروردگار نے تحقیق گزارا جو حکم میرا کہ وہ نے نہیں چھڑا تو گئے دنیا میں پس نازل ہوئی یہ آیت ولا تین قلوبا  
فی سبیل اللہ انہم دوسرے صحابہ بن برحق کہ انکو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک تربت میں دفن کیا

تیسرے انس ابن انصر رضی اللہ عنہ کہ انس ابن مالک کے چچا تھے جو تھے مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ کہ والدہ ابوسیدہ خدری رضی اللہ عنہا کے تھے پانچویں جنظلہ ابن ابی عامر رضی اللہ عنہ کہ انکو فرشتوں نے غسل دیا تھے عبداللہ ابن حبیب رضی اللہ عنہ بلوغت میں حبیب کہ بچا کرنا مانگے پر تھے ساتویں عمرو ابن ابیجہ انھوں نے صیرم سہیلی کہ عین ہر کہ احدین یا ان لائے اور نبی انور سیدان کا زاریں جاکر شہید ہوئے اور حضرت صلعم نے انکے حق میں ارشاد فرمایا ان میں اہل نبوتہ نوین عمر ابن اسحاق رضی اللہ عنہ انھوں نے عین ہر کہ جنگ میں حضرت صلعم سے اتنا س کیا کہ یا رسول اللہ صلعم جو کوئی اس ہر کے میں مارا جائے وہ کمان ہیگا فرمایا بہشت میں اس وقت کی خیرے انکے ہاتھ میں تھے سو انکو چھینک کے فوج کا فزون اور شہر کون میں گھسے اور شہید ہوئے وازجہ شہید مارا احد سات شخص قوم انصار کے میں جنھوں نے یہ حدیث سنکر کہ میں یہ دم عننا صلعم اپنے نفوس کو فدا کرے رسول انقیس کر دیا روایت ہے کہ آخر ان کے زیادہ ان سکین یا عمارہ ابن یزید ابن اسکن تھے اور ازاجہ یا ان احدیث روایت ابن تیس رضی اللہ عنہما ہیں کہ ثابت رضی اللہ عنہ شہر کون کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور یا ان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ہاتھ سے گھیرا میں قتل ہوئے چنانکہ رسول اللہ صلعم نے انکی دیت دلوانا چاہتے تھے مگر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے غور فرمایا حذیفہ ابن الیمان صاحب سر رسول اللہ صلعم تھے اور ان سرار میں سے یہ تھا کہ حضرت نے انکو نام سناتھوں کی اور نسب اور علامتیں انکی بتا دیں تھیں کہ سوائے انکے یہ عہد کوئی نہ جانتا روایت ہے کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز حذیفہ سے پوچھا کیا کچھ دیکھتا ہے تو مجھ میں نشانی نفاق کی کہ تم خدا کی کچھ نہیں سوا آپ کے کہ لوگ کہتے ہیں کہ تمھارے بستر خان پر رنگ بنگ کے کھانے ہوتے ہیں اور جب تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ ان کے تھے انکو تو راقوز و سفید ہو وفات پائی انھوں نے مدینہ میں سال سی و پنج ہجری میں اور وہیں مدفون ہوئے باجمہ تحقیق اہل سیر نے لکھا ہے کہ اُحد میں پانچا سی مسلمان شہید ہوئے مگر صحیح بخاری میں شتر آدمی لکھے ہیں جو غیر ہماجرین سے اور باقی انصار رضی اللہ عنہم جمیع دہوا قرطالی الصواب پوشیدہ نہ کہ اس ہر کہ میں ابی ابن خلف حضرت کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا اور لہ میں ہر گیا سوائے اسکے اور کوئی شخص حضرت کے ہاتھ سے ما نہیں گیا مسلم میں ہے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص جہاد میں پیغمبر کے ہاتھ سے مارا جائے اسے غضب خدا کا ہو اور کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابی ابن خلف نام خلف ملعون اول بدر کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آیا تھا اور فدیہ دینا قبول کر کے چھوٹ گیا اور کہ گیا کہ اپنے گھوڑے کو خوب تیار کر کے تم سے رزگارا تمھارے قتل بغیر نہ چھوڑا گیا حضرت نے علم نبوت ازراہ پیشین گوئی فرمایا تھا کہ انشا اللہ میں تمھیں قتل کر دے گا اور تو کو بھی شہید سوار زخم کھا کر مارا جائیگا سو غزوہ احد میں حضرت نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا کہ جب ابی ابن خلف نظر پڑے تو مجھے اطلاع کرنا جب احد کی لڑائی ختم ہونے کو پہنچی اور حضرت نے شب احد میں جانے کا ارادہ کیا تو دفعہ ابی ابن خلف ظاہر ہوا اور اسنے بکا کر کہا اے محمد اگر تم آج سے ابلی کے ہاتھ سے بچ جاؤ تو خدا ابی کو نہ بخشید اور کئی کلمے بے ادبانہ کہے صحابہ نے عرض کیا کہ ابی آپ کو بجا بیاد نہ ہو کیا جائے اگر فرمائیے تو ہم میں حضرت نے فرمایا مگر دانتے میں ابی بہت قریب آیا حضرت صلعم نے سر رضی اللہ عنہ کا حربہ ہاتھ میں لیکر ابی کی طرف بھینکا کہ اس ملعون کی گردن پر لگا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہی بھاگا اور قوم میں پہنچ کر گھوڑے سے گزرا اور چلاتے چلاتے پیرتے تھے مگر ان کا بیاض شرف میں گلیا جب ابی ابن مردودہ جاتا ہوا لشکر کفایت میں پہنچا لوگوں نے کہا تیرے ایسا زخم کاری نہیں لگا ہے جس سے تو ایسا شکر تیرا ہی اسنے کہا محمد کے ہاتھ کا زخم ہے اگر وہ تھوکر رتے تو مر جاتا بیوقوف نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک بار میں رات کو طین راجع میں جہا

تفہیم الاذکیاء  
جلد دوم



ابو بن خلف مرتاحاً جاجاً تاحاً دیکھا کہ ایک شخص آگے نکلیں جو میں بندھا ہوا چلا تا کہ مجھے پانی دو اور ایک مجھ کو آسکے ساتھ ہو  
وہ کہتا ہے خبردار پانی نہ دینا یہ قاتل رسول قبول ہوا ابی بن خلف کا فر قادمہ صحیح بخاری میں حدیث قاص سے روایت ہوا کہ اس  
خز وہ میں نے نہ دیکھا شخص بغیر کپڑے پہنے حضرت کے ساتھ دیکھے کہ میں نے قبل اس سے دیکھا تھا اور نہ کچھ اور بعد اس کے دیکھا اور وہ  
دونوں ٹرتے ہی تھے وہ دونوں جبریل اور میکائیل علیہما السلام تھے اور بعض روایات میں کہ اس رات میں دریا کے بھی حاضر تھے مگر  
عموماً انہیں رے الانجیریل اور میکائیل علیہما السلام اور یہی صحیح بخاری میں ہے کہ مشرکین سے بایس آدمی داخل ہوا ہونے میں انقصہ  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو دفن کر دیا اور شہر مرتبہ متغافر فرمایا اور دن ڈھلتے دینے کو مراجعت فرما ہوئے راہ میں جس قبیلے پر  
گزرے ہوا اس کے عورت و مرد و بچے آئے اور رسول خدا کی سلامتی پر شاد ہوئے اور شکر اٹھی بجالائے اور جب حضرت مدینہ میں قبیلہ بنی ہاشم  
پر پہنچے تو کوشت نبت رافع ابن معمر بن سعد بن معاذ کی مان باہر آئیں اور حضرت کی طرف دو رین دیکھا کہ سدا بن معاذ حضرت کے گھوڑے  
کی باگ کپڑے ہونے تھے سعد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری مان آپ کے حضور میں آئی ہو اور تمہارے حضرت تمہارے سر و ہوش  
پاک نزدیک آئی و حال مبارک کی زیارت کر کے بولی یا رسول اللہ میں خدا کا شکر کرتی ہوں کہ میں نے آپ کو سلامت پایا اب جو  
معیبت گذری ہو آسان ہو پھر حضرت نے عمر ابن معاذ کی تعزیت کر کے آنکھ بھست کی بشارت دی اس ضیفہ نے خوش ہو کر کیا  
رسول اللہ میں بہت خوش ہوں پھر حضرت نے سعد بن معاذ سے کہا کہ میرے ساتھ زخمی بہت ہیں مناسب ہے کہ جلد اپنے اپنے گھر کو  
پہنچ کر زخموں کی دوا کریں میرے ساتھ چلنا ضرر نہیں کیونکہ آنکھ تکلیف ہوگی سعد نے یہ حکم سن کر بنی عبد المطلب کو سنا دیا وہ لوگ  
اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے اور سب عرب میں آ دی کے تھے اور سعد حضرت کے ساتھ و دولت تک آئے پھر حضرت ہو کر گھر گئے جب  
انصار اپنے اپنے گھروں میں پہنچے تو اکثر نے اپنی عورتوں سے کہا کہ تم اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچے کے گھر جاؤ اور ان کے یہاں  
رہو تعزیت اور اگر وہ چنانچہ سب عورتیں تھیں ہو کر حضرت حمزہؓ کے گھر گئیں اور آدھی رات تک بکریہ و زاری مشغول رہیں  
اس وقت سوتے تھے جب بیدار ہوئے تو آپ نے آواز رونے کی شکر منع کیا اور بھی تباہ شدید فرمائی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا  
منوع ہے کیونکہ اگر وہ مصیبت سے روزانہ تو مصیبتی ہو اور مصیبتی کے واسطے تہنایاں اور اگر بناوٹ ہو تو مسلمان کو بناوٹ و ریاض منوع ہے اور  
احادیث صحاح سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت نے آواز رونے کی نستی تو پوچھا کون و تاہر لوگوں نے کہا کہ عورتیں انصار کی اپنے شہیدان پر  
نوحہ کرتی ہیں حضرت نے فرمایا کہ حمزہ ابن عبد المطلب کو کوئی نہیں رہا سعد بن معاذ اور سید ابن جحش نے اپنے قوم کی عورتوں سے کہا  
کہ تم حمزہ ابن عبد المطلب پر گریہ کرو اور اپنے شہیدوں کو چھوڑو سب عورتیں مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ حضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم آئے تو فرمایا کہ یہ کون اللہ فقہا سنیین بنفکس یعنی تم پر اللہ رحم کرے تم نے اپنے نفسوں کے واسطے بڑا کیا اسی وقت سے نوحہ گری  
منوع ہوئی قادمہ اس رات میں بعض مسلمان کامل تھے سبب شیوع خبر شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اسی پر سورہ آل  
عمران میں ارشاد ہوا ہر و ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل فان بات اقل عقلم علی اعتقادکم من تعقید فلن یضر اللہ  
شیئاً و یخزی اللہ الشاکرین یعنی محمد تو ایک رسول ہے جو چکے پہلے اس سے بہت رسول بھی کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تم بھی جاؤ گے

آئیں بائوں اور جو کوئی پھر جاویگا اپنے پاؤں نہ بجاویگا اور اللہ کو اب دیکھا جہاں والوں کو تھا یہ کہ رسول زندہ ہے یا مر  
 دین اللہ کا ہے اس پر قائم رہا اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ بعد وفات حضرت کے بعض لوگ پھر جانے لگے اور جو قائم رہ گئے انکو بتا تو اب یہ  
 اسی طرح ہوا کہ بعد وفات حضرت کے بہت لوگ متر ہو گئے حضرت صدیق نے انکو پوچھا کہ کیا اور نص کو قتل کیا تمہیں اس ٹرائی  
 میں دو جیکسیان ہو میں ایک یہ کہ حضرت نے پچاس تیر انداز گھائی پہاڑ میں کھڑے کیے تھے اور کہدیا تھا تم نہ ہٹیں یہ تیغ ہو شکست  
 انھوں نے نہ مانا انھوں نے اپنی آدی رہ گئے کافروں کی فوج نے پھار دی ماری دوسرے یہ کہ جب کافر جھگڑ گئے تو مسلمان پیچھے دور  
 حضرت پکارتے تھے کہ میری طرف آؤ اور خزانہ جو اس طرف غنیمت تھی وہ لوگ نہ پھرے اسے اسے شکست ہوئی حقیقت یہ کہ رسول  
 کا دل تنگ کیا اس کے بدلے یہ تنگی چری تاکہ آگے کو یا در کھیں کہ پیچھے کے حکم چلنا چاہے کچھ ہاتھ سے جائے یا بلا سائے آگے کو کھیا  
 چاہیے اللہ کی عنایت کہ ہر وقت اس طرح حکمی کے سر چلے شائد نے ہٹنے والوں سے گناہ اتار لیا اور ارشاد فرمایا ان الذین  
 یومنون بآیاتنا انما نستر لہما شیطان بعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور رحیم یعنی جو لوگ تم میں ہٹ گئے جس دن تمہیں دو  
 فوجیں سوا انکو دکا دیا شیطان نے کچھ انکے گناہ کی شامت سے اور انکو بخش دیا اللہ نے اور اللہ بخشنے والا ہر عمل رکھتا واضح ہو کہ  
 اس ٹرائی میں منظور آتی یہ بھی تھا کہ صادق اور منافق معلوم ہو جائیں چنانچہ سنت ایمان والے بعد ہوشیاری آن حضرت  
 کے اور قائم ہونے ٹرائی کے کہنے لگے کہ کچھ بھی کام ہمارے ہاتھ ہے کما قال اللہ یقولون بل لنا من اللہ من شئ ظاہر یہ معنی  
 کہ اس شکست کے بعد کچھ بھی کام ہمارا نہ بچا گیا بالکل بکھجایا یہ معنی کہ اللہ نے جو چاہا کیا ہمارا کیا اختیار اور بیٹ میں یہ  
 معنی تھے کہ ہماری مشورت پر عمل نہ کیا جواتے لوگ مرے اللہ صاحب نے دونوں باتوں کا جواب سورہ آل عمران  
 میں دیا ہے کہ ہم کو اس میں حکمت منظور تھی تا صادق اور منافق معلوم ہو جائیں فائدہ اس ٹرائی میں شاید حضرت  
 کا دل مسلمانوں سے خفا ہوا تھا کہ اب سے مشورت نہ لی سوائے اللہ نے مسلمانوں کی سفارش فرمائی کہ قاتل نہ ہو  
 و استغفرکم و شارہم فی اللہ یعنی تو انکو معاف کر اور انکے واسطے بخشش مانگ و انکے مشورہ سے کام میں فائدہ اس  
 سورہ کے میں جب مسلمانوں کے دل ٹوٹے تو کافروں اور منافقوں نے وقت پایا اپنے الزام دینے لگے اور اپنے خیر خواہی  
 کے پردے میں سمجھانے لگے تاکہ آگے ٹرائی میں دلیری نہ کریں سوائے صاحب فرماتے ہیں یا ایہا الذین آمنوا ان لعلکم  
 کفر و امیر و کم علی اعتقادکم فتقلبوا خاصرین یعنی اسی ایمان والوں کو کہ انکو گناہوں کے شکر و ان کا تو تم کو پھیر دینگے آئیں بائوں جو چاہو  
 نقصان میں خلاصہ یہ کہ دشمن کے فریب میں نہ آؤ اور پھر اللہ صاحب نے مسلمانوں کو تسلی کے واسطے یوں سمجھایا کہ تم  
 اصابتکم مصیبتہ قد تمثلیا لکم انی ہذا قل ہو من عند اللہ ان اللہ علی کل شئ قدير یعنی کیا جس وقت ہو بخیر تم کو ایک  
 تکلیف کہ تم پہنچا چکے ہو اس کے دوسرا یہ کہتے ہو یہ کہاں سے آئی تو کہہ آئی تم کو اپنی طرف سے اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی تم  
 اللہ کی ٹرائی میں شکر کافروں کو مار چکے ہو اور شکر کو پکڑ لائے تھے اور اب بھی میں کافر مار چکے ہو تمہاری تو اس ٹرائی  
 میں شہری آدمی نہیں ہوئے پھر بدل کیوں ہوتے ہو سو یہ بھی اپنے قصور سے کہ بھکی سے لڑے یا تصور یہ کہ ہر کے



اسیرون کو مایہ کیون نہ والا مال لیکر چھڑوایا اور حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر انکو چھڑے تو ہم میں سے آدمی شہید ہونے کو گوارہ  
 نے قبول کر کے مال لیا اور انکو چھڑوایا مین ہم شہیدوں کو کسا مرتبہ حاصل ہوا کہ جسکی انتہا نہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ  
 کیونکر مرے جب وہ آئینہ انہیں قتل کرانی بسبیل اللہ امر واثاب اچھا وعدہ ہم خیر و عین بآئامہ اللہ من فضلہ  
 ویتبہ ران بالذین لم یلقوہم من خلفہم الا نوح علیہم ولام یخرفون انکی شان مین ہر پنی تو نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی  
 راہ مین مردے بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے خوشی کرتے ہیں اُسپر جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے  
 اور خوشوقت ہوتے ہیں انکی طرف جو ابھی نہیں پہنچے اُن مین پیچھے سے اس واسطے کہ نہ دیر ہر اُسپر نہ انکو غم عبد اللہ  
 ابن مسعود سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت سے پوچھا کہ یا حضرت قرآن مین حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شہید دن کو مردہ  
 نہ سمجھو وہ زندہ ہیں روزی پاتے ہیں خوشیاں کر رہے ہیں خدا کے فضل سے سوایت کا کیا مطلب ہے اور شہید دن کا  
 مفصل حال کیونکر ہے تب حضرت نے فرمایا کہ شہید دن کی روحیں نیز چرپاں ہیں بہشت کے میوے کھاتی ہیں انکے واسطے  
 عرش کے نیچے قندیلین لٹکتی ہیں کھاتی پھرتی ہیں بہشت مین جہان انکا جی چاہتا ہے اور رات کو انھیں قندیلون  
 اگر ٹھہرتی ہیں سو انکے رب نے انکو دیکھا اور فرمایا کہ بھلا کسی چیز کو بخیرا جی چاہتا ہے شہیدوں نے کہا کس چیز کو  
 ہمارا جی چاہے ہم تو اس چین مین ہیں کہ بہشت مین کھاتے پھرتے ہیں جہان چاہتے ہیں پھر خدا نے تین با  
 اسی طرح پوچھا جب شہید دن نے دیکھا کہ بدوں کچھ مانگے نہیں چھٹتے تو کہا اور رب ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے  
 روحیں ہمارے بدوں مین بھر ڈالی جائیں تو اکیبار اور بھی تیری راہ مین مارے جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے  
 ہوں پھر جب خدا نے دیکھا کہ انکو اب کسی چیز کی ہوس اور آرزو نہیں رہی ہے تو پھر انسے پوچھنا چھوڑا اس حدیث  
 کو مسلم نے روایت کی ہے اسی طرح اکثر احادیث اور آیات شہید دن کے فضائل مین موجود ہیں اور صحیح بخاری مین جابر  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہدا واحد کے دفن مین آنحضرت نے یہ طریق کیا تھا کہ دو ٹھکڑوں کو ایک کپڑے مین  
 لپیٹا اور فرمایا کہ انکا قرآن زیادہ پڑھا تھا جب ایک اُن مین سے معلوم ہوا تو انکو کچھ مین مقدم کر دیا اور فرمایا  
 کہ انا شہید علی ہوا لایوم القیامہ اور سب کو مع خون دفن کیا نہ انپر نہ انپر چھی نہ غسل دیا اور بیجا الحافل مین ہر کہ فرمایا  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے نزدیک چھ بزرگیاں شہید کے واسطے ہیں ایک تو اہل دفعہ بخشا جاتا  
 دوسرے بہشت مین رہتا ہے تیسرے عذاب مارے محفوظ رہتا ہے چوتھے فرج اکبر لایوم قیامت سے مصون ہوتا ہے  
 ہر تہائی پانچویں ایک تاج یا قوت کا مصلع اسکے سر پہ پنا جاتا ہے چھٹویں بہترین بیانی ملتی ہیں اور ستر اقرار کی شفا  
 کرتا ہے یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کی ہے احادیث سے واضح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے  
 زیارت قبور شہدا واحد کے کثرت لے گئے اور فرمایا کہ مین تیرا بندہ اور رسول تیرا گواہ ہوں کہ یہ لوگ تیری  
 راہ مین اور تیری رضائین شہید ہوئے ہیں پھر فرمایا کہ جو کوئی ان شہیدوں کی زیارت کرے اور انپر سلام کرے

تو یہ لوگ جواب دینے کے خطاب ابن خالد مخرومی گئے اور وہ غلام ساتھ لے گئے اور سلام کیا تو سب قہروں سے جواب سلام آیا کہ وہ  
 سے ٹھہر سکے چلے آئے اور قاطعہ خراعیہ فراتی ہیں کہ میں ایک ن صحراے احد میں پھرتے تھے جب مجھے ابن عمرو کی قبر نظر پڑی  
 تو میں نے کہا اسلام علیک یا عم رسول اللہ قبر سے آواز آئی و علیک اسلام و رحمۃ اللہ فائدہ شہید بروزن فیصل یعنی فاعل پر کوئی  
 شہید بعد بوقت اس عالم کے مشاہدہ زبانی اور شہود ملار اعلیٰ میں خالی ہو جاتے ہیں یا معنی مفعول ہو کہ زبان پیغمبر صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر شہود یا بخیرہ والفقار و الرودیہ والرضوان ہیں اور شہید وہ ہے کہ اعلا کلمات حق میں مارا جائے اور تین کتبہ حادشہ  
 سے واضح ہوتا ہے کہ سوائے اس شہادت کے اور بھی شہادت ہے چنانچہ ابن عساکر نے امیر المومنین علی مرتضیٰ سے روایت کی کہ  
 کہ غرق اور سوختہ آتش اور مار گزیدہ اور جو پٹ کی بیماری سے مراد جس کسی پر عارت گری یا بالاک خانہ سے گرایا کوئی پتھر گرا اور گر گیا  
 وہ بھی شہید ہے اور جس عورت کا خاوند مر گیا اور وہ تنہا رہی تو مجاہدہ ہے اور مرے گا سکو بھی اجر شہید کا ہے اور جو شخص اپنے قرض نفس میں  
 مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو کوئی اپنے بھائی کے بچانے میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور کہ بالعمودت اور زبانی عن النکر بھی شہید ہے  
 اور حلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب بغیبت میں اور بھی بڑھائے ہیں چنانچہ مرگی سے مرے والا اور جس شخص کے گلے میں پانی  
 وغیرہ کا پھنسا لگ کر اچھو ہوا اور جس کو بادشاہ نے ظننا مارا ہوا یا زبردستی پھوایا ہوا یا بادشاہ کے خون سے پوشیدہ پھرا ہوا اور  
 مر جائے اور جس کو سچو نے کاٹا ہوا اور جو بہت ثواب اذان دیتا ہوا اور جو سوداگر سچ بولتا ہوا اور جو شخص اپنے اہل و عیال اور  
 مالیات میں حکم خدا جاری کرتا ہوا اور حلال کمائی سے کھلتا ہوا اور جس کے جہاز میں شہلی تو سے وفات ہوئی ہو اور جو عورت غیرت پر  
 محکم کر کے مرے اور جو شخص ہر روز ۲ بار یہ کلمات کہہ کرے اللہم بارک لی فی الموت فنی بالبعد الموت اور جو شخص نماز شہادت  
 پڑھے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور وتر کو سفر اور حضر میں ترک نہ کرے اور جو شخص امت کے فساد کے وقت  
 سنت پر قائم رہے اور جو شخص اپنی مرض موت میں چالیس بار کہے لا الہ الا انت سبحانک الی کنت من انفلالمین  
 کہ زانی طحاوی اور طبرانی نے ابو موسیٰ اشعری سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو کوئی طاعون لینے و با سے مرایا آسیب و شمان  
 جہ سے مرایا اپنے مال کے بچانے میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور حدیث راشد ابن خنیس میں مرفوعاً وارد ہے کہ جو شخص  
 سیل میں بہ گیا یا عورت حالت نفاس میں مرے شہید ہے اور حدیث ابن قانع سے جو بیع انصاری سے مرفوعاً ہے  
 ہے و رافع ہے کہ ذات الجنب بھی شہادت ہے اور عبادہ ابن صامت سے روایت ہے کہ جو کوئی چار پائی سے گر کر مر جائے  
 وہ بھی شہید ہے اور عبد اللہ ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو بیمار مرے وہ بھی شہید ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے  
 مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص عاشق ہو اور عفت اختیار کرے اور مر جائے تو شہید مرا کما فی المقاصد اکھنہ اور حدیث  
 ابن النجار کی ابن عباس سے وارد ہے کہ جو کوئی اہل یا مالی یا ہمسایہ میں ظلم یا اجا سے وہ بھی شہید ہے اور حضرت انس سے  
 مرفوعاً مروی ہے کہ تم بھی شہادت ہے اور حاکم کی روایت ہے کہ جس عورت کے پیٹ میں لرگا ہوا وہ مر جائے تو شہید ہے  
 اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جو کوئی شخص حالت مرابطت میں یعنی محافظت حدود بلاد اسلام میں درآمد کفار سے



ملنے ہوا اور مرے تو شہید ہوا اور صاحب درخت تھارنے بیان کیا کہ جو کوئی مسافر مرے اور جو شخص شب جمعہ میں یا روز جمعہ میں یا طلب علم میں مرا ہو وہ بھی شہید ہر شامی نے کہا کہ علیؑ و مالک نے اس قدر راہ زیادہ کیے ہیں کہ جو شخص گھوڑا کس قدر نظر جائے گا رہے اور جو شرب سورہ یس والقرآن مجید پڑھے اور جو شخص سواری کے جانور سے گر کر مر جائے اور جو رات کو طہارت کے ساتھ سووے اور مر جائے اور جو شخص تمام عمر لوگوں کی مدارات کرتا رہے اور جو شخص ہر روز تلو بار درود پڑھے اور جو شخص صدق دل سے اللہ کی راہ میں قتل ہونے کی دعا مانگا کرے اور جو شخص حاجت کے وقت مسلمانوں کے کسی شہر میں غلہ لے جاوے اور جو شخص وقت صبح اذکار بعد الصبح العظیم من الشیطان الرجیم میں بار پڑھا کرے اور تین بار سورہ حشر کی آیت آخری پڑھے اور اسدن وفات پاوے یہ جو تفصیل شہدائی بیان ہوئی شہداء آخرت میں ان پر احکام دنیویہ از قسم شرک غسل وغیرہ امور مذکورہ کتب فقہیہ جاری نہ کیے جائیں گے بلکہ وہ احکام اس شخص پر جاری ہونگے جو تھیں تشریف مثل تشریف دینے وغیرہ سے اہل حرب یا اہل نبی یا قطع الطريق کے ہاتھ سے مارا جائے یا معرکہ جنگ میں پایا جائے اور جسم پر اثر جراحت ہو یا موضع غیر معقود مانند گوش چشم و دہن سے خون نکلتا ہو کہ دلالت جراحت باطنی پر کرتا ہو یا کسی مسلمان نے ظلم مارا ہو اگرچہ بے آگہ جارہے ہو اور دیت اسکے قتل سے واجب نہ ہوئی ہو اور بالغ و ظاہر ملو و طفل و دیوانہ یا مخنث یا زان حائض یا نفسا و نہوا و قبل موت کھانے پینے علاج کرنے سے اور بیع و شرا و وصیت دینی کرنے سے منقطع نہوا ہو اور کوئی نماز بعد زحمتی ہونے کے آپس فرض نہ ہوئی ہو اسکو غسل نہ دینا چاہیے بلکہ انھیں کپڑوں میں دفن کرنا چاہیے لیکن نماز آپس پڑھنا لازم ہے اور اگر کوئی شخص حد یا قصاص میں مارا جائے وہ شہید نہیں ہے ہر غسل دیا جائے اور نماز پڑھی جائے اور اگر قاطع طریق اور باغی مارا جائے تو غسل دیا جائے گانماز پڑھی نہ جاگی والدہ اعلم بالصواب فائدہ عوام میں مشہور ہے کہ غزوہ احد تاریخ چودھویں شعبان یوم شب برات واقع ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ شکستگی دندان مبارک اسدن حملہ اٹھایا تھا اس سبب سے شب برات حملہ پکپکا جاتا ہے یہ سراسر غلطی کسی مؤرخ نے کہیں نہیں لکھا ہے البتہ شب برات میں حضرت صلعم نے شہداء کے اہل بقیع کے واسطے استغفار کیا ہے پس شب برات کو شہداء کا واحد و دیگر اموات کے لیے استغفار اور انکو ثوابی و ربانی پہنچانا مطابق سنت ہے کہ انی اللہ تعالیٰ بعد اسکے ہی حال میں غزوہ حمراء الاسد واقع ہوا یہ موضع اٹھ میل جنوبیہ منورہ سے واقع ہے اور سبب یہ ہوا کہ ابوسفیان ابن حرب قریشی جب احد سے لوٹا تو موضع روحا میں آیا اور قوم قریش سے کہا کہ اگرچہ لشکر اسلام کی شکست ہوئی لیکن ہم ناتمام رہی اب بہتر ہے کہ اہل اسلام کا استیصال قبل قوت و شوکت کے کیا جائے جانب کہ جانا بغاوت و محض ہر مرنے کو چلو صفوان بن امیہ نے کہا کہ محمد صلعم اور انکے اصحاب اس معرکہ سے بہت جی چلے ہیں اور ابکی بارائیں و خرچ بھی انکے شریک ہونگے ابھی تم کو غلبہ ہو چکا و کیا چاہیے کیا ہو شاید مغلوب ہو جاؤ اسیلئے قصور دینہ بہتر نہیں ہے یہ خبر مرنے میں پہنچی کہ ایسا سخن قریش میں

ہوا اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ آخر روزِ شب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد سے مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور شب کو مدینہ میں رہے صبح کو بروزِ یکشنبہ یہ خبر سنی اسی دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے سنا دی کہ اہل کراچی کہ سب لوگ مسلح ہوں چنانچہ سب لوگ اس خبر کے سنتے ہی آمادہ و مستعد ہوئے اور زخمی خون چکان اپنے گھروں سے نکلے اور حضرت رسول مقبولؐ انکو لیکے چلے حضرت جابر انصاریؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں غزوہ احد میں حاضر تھا آج ساتھ چلوں گا آنحضرتؐ نے اذن دیا اور سوآنکے کسی کو ساتھ نہ لیا بلکہ وہ ہی لوگ تھے جو غزوہ احد میں شریک رہے تھے پھر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مدینہ فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ کو خیر خدا کو و قوے صدیق اکبر کو علم بردار کیا جب حمراء الاسدین آئے تو شب و دو شنبہ پاسو مقام پر آتش روشن کر ائی تاکہ شوکت اسلام اطراف و جوانب میں روشن ہو روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی معبد خزاعی موضع حمامہ میں برسہم تہذیب حضرت صلعم سے ملا اور اس محلہ سے تھکے ہوئے جان بکے مغطر روانہ ہوا اگرچہ شخص مسلمان نہ تھا مگر خزاعی تھا اور بنو خزاعہ سے عمدہ پیمان ہو گیا تھا صحابہ ابوسفیان سے موضع روحامین ملا اور حیر مجیت اصحاب حضرت رسولؐ و شوکت و شجاعت احباب نبی مقبولؐ بیان کر کے کہنے لگا کہ پیغمبر خدا صلعم باجماع کثیر تشریف لاتے ہیں میری دانست میں تم لوگوں سے کوئی شخص آئے متقابلہ نہیں کر سکتا سو قریش پریشان و ہراسان ہوئے صفوان بولا جو میں کہتا تھا وہی ہوا اب جلدی بھاگو نہیں تو مشکل ہو پس لشکر کفار نے کوچ کیا اور بعد نے یہ خبر حضرت صلعم سے کہلا بھیجی آنحضرتؐ نے فرمایا ارشد ہم صفوان و امان بر شیعہ یعنی صفوان نے راہ راست بتلائی حالانکہ خود راہ راست پر نہ تھا اور جب ابوسفیان جانب مکہ مغطر بھاگا تو راہ میں ایک جماعہ عبد القیس مدینہ کے جانے والے ملے سو ابوسفیان نے کہلا بھیجا حضرت صلعم سے کہ میرا ارادہ تھا کہ سے استیصال کا ہر چنانچہ ان لوگوں نے پیغام آسکا حضرت رسالت مآب صلعم سے عرض کیا تو مسلمانوں نے کہا حسینہ اللہ و نعم لو کیل پھر بروز جمعہ منزل حمراء الاسد سے عاودت فرمائی اس غزوہ میں تین دن حمراء الاسد میں قیام رہا اور پانچ شب مدینہ سے غیبت رہی اور دو کا فر ہاتھ لگے ایک معاویہ ابن مغیرہ ابن اُمیہ جد عبد الملک ابن مروان دوسرا ابو غرہ حمی شاعر کہ غزوہ بدر میں گرفتار ہوئے منت و زاری سے رہا ہوا تھا چنانچہ معاویہ ابن مغیرہ حضرت امیر مومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے باہر شرط چھوڑا گیا کہ تین روز سے زیادہ مدینہ میں نہ رہے ورنہ قتل ہو گا سو اسکی موت آگئی تھی جانہ سکا اور نہ آئے اپنے شفیع کو خبر کی شاید یہ مردود اس لیے ٹھہرا ہو گا کہ بیان سے انجاء ہو لیں کہ دن اور رات نے نہ جانا آخر کار مسلمانوں نے جانا کہ معاویہ مدینہ میں ہو لندا ابیہاں حارثہ و عمار بن ابی اسودؓ رسول اللہؐ کو تشریف لے گئے وہ ملاقات میں درشتی و شرارت جلی ظاہر کی ان دو فون نے قتل کیا اور ابو غرہ ملعون پھر قریب و لفاق سے بہت پیش آیا اور کہنے لگا ابکی مرتبہ مجھے جو مردود تو میں پھر ایسا نہ کر دے گا چونکہ اس کا وہب کی گفتگو در حقیقت شاعرانہ تھی اور دغا بازی آسکی ظاہر ہو چکی تھی حضرت





وزید بن الدردنہ و عبد اللہ بن طارق کچھ سے گئے سو عبد اللہ کو شمش تمام جھوٹ کر تلوار سے خوب ہی ٹسے اور شہید ہوئے بعد اسکے کافروں نے چاہا کہ عامر کا سر کاٹیں اور حمل ذکرہ نے ایک لشکر زبور کا جسم عاصم ابن ثابت پر متعین فرمایا کہ اسکے خوف سے کوئی کافر سر کاٹنے کو نہ جاسکا ناچار صلیبت سوچے کہ رات کے وقت کاٹینگے جب رات ہوئی تو قدرت الہی سے ایک شیل آیا آسنے جسم مردہ حضرت عامر ابن ثابت رضی اللہ عنہ بہایا اور بحر رحمت میں پہونچا یا پس کافروں نے انکا سر مبارک نہ پایا اور جب وہ لوگ بعد فراغت اس حرکت سے سلاقت بنت سعد مردار کے پاس انعام لینے گئے تو آسنے جواب دیا کہ تم لوگ عامر کا سر مبارک نہ لائے اب میں ایسا وعدہ کرونگی ناچار جانب و خاسر پلٹ آئے اسی کو خسر الدنیا والاخرہ ہوتے ہیں اور عجیب رضی اللہ عنہ کو دختر حارث ابن عامر نے خرید کیا اور زید رضی اللہ عنہ کو صفوان ابن امیہ نے بوجھ بچا کر اونٹ کے لیا چونکہ یہ معاملہ ذیقعدہ میں واقع ہوا تھا اسلئے دونوں کو قید رکھا جب اشہر حرم گئے تب دونوں کو موضع تنیم میں لیجا کر سولی طبری کرائی اکثر لوگ کے کے رہنے والے تماشا دیکھنے آئے مجمع بھاری میں جو عجیب نے ایک بار استرہ واسطے پاکی لینے کے حارث کے ایک بیٹے سے مانگ لیا تھا اسی حالت میں ایک ترکا اسکا جیب کے پاس پہونچا عجیب نے اسے اپنے زانو پر بٹھالیا اس عورت کو ڈر ہوا کہ یہ قیدی ہر کہیں سیر کر بیٹھے کو مار نہ ڈالے عجیب نے کہا ست دروین ایسا نہ کرونگا بچے کو قتل نہ کرونگا وہ عورت کہتی ہر کہ میں نے غیب سے ہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا میں نے غیب کو حالت قید میں انکو رکھاتے دیکھا حالانکہ اس وقت کے میں کوئی سیوہ نہ تھا اور عجیب زنجیروں میں قید تھے روایت ہے کہ جب حضرت غیب وزید رضی اللہ عنہما کو میدان میں لاتے تھے تو راہ میں دونوں سے باہم ملاقات ہوئی اور خوب نفل گیر ہو کر گئے اور باہم صبر و شکر کے وصایا ہوئے جب غیب رضی اللہ عنہ سولی کے پاس آئے تو مشرکوں سے اذن لیکر دو رکعت نماز ادا کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ جس نے اول قتل کے وقت نماز پڑھی وہ غیب ہے پھر جب نماز ادا کر چکے تو فرمایا کہ اگر مجھکو یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ طعنہ دینگے اس بات کا کہ موت سے جی چڑا تا ہر تو میں نماز کو دراز و طویل کر دیتا پھر کئی بیٹھیں پڑھیں اس مضمون کی کہ ہر گاہ کہ میں اسلام میں مارا جاتا ہوں تو مجھکو کچھ خوف نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر بیان ہے اور اسکی ذات میں یہ صفت ہے کہ اگر وہ چاہے تو عضو پارہ پارہ کے مگر دن میں برکت بھیجے معاویہ ابن سنین سے منقول ہے کہ وہ کہتا تھا کہ غیب رضی اللہ عنہ نے سولی دیتے وقت ایسی دعا مانگی کہ حاضرین معرکہ پر لرزہ پڑا اور نہایت ہیبت غالب ہوئی کہ میرے باپ نے مجھے زمین پر لٹایا کیونکہ عرب میں یہ رسم تھی کہ جب کوئی ظلم دعا مانگتا تھا تو ظالم زمین پر لٹ جاتا تھا اس خیال سے کہ لٹ جانے سے وبال نہ پڑیگا اور اسی وقت یہ ہوا کہ غویط ابن عبد العزی سے خوف سے اپنے کان بند کر لیے اور جگا اور حکیم ابن خزام درخت کی آڑ میں چھپ گیا



روایت ہے کہ ان لوگوں میں سے جو کوئی شریک قتل کیے سمیت بدوں میں مبتلا ہوئے چنانچہ سیدہ میں حاضر تھیں میں نے  
 کہہ گا کہ وہ بے سبب اٹکوغش آجاتا تھا اور یہ مسلمان ہونے کے بھی یہ عارضہ نہ گیا انفرق خبیث رضی اللہ عنہ کو سولی دی  
 اور فاعل اس فعل کا ابوسردعہ ابن حارث تھا بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ خبیث رضی اللہ عنہ نے دایرہ فریادیکہ یا آلہی کئی  
 ابسا نہیں ہے جو یہ اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دے زید ابن اشکم فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت صلعم کی  
 خدمت میں حاضر تھے دفعتہ آثار نزول وحی کے نمودار ہوئے اور حضرت نے فرمایا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ علیہ انزلان فیہ  
 کہ اس وقت خبیث کو قریش نے شہید کیا جبریل علیہ السلام مجھے اسکا سلام کہتے ہیں روایت ہے کہ مشرکوں نے نہایت  
 عناد سے خبیث کا منہ از جانب کعبہ پھیر کر جانب مدینہ کر دیا تو خبیث نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں نے یہ کیا تو کچھ مضر نہیں ہے  
 اللہ صاحب فرماتے ہیں ایسا تو لو اثم وجه اللہ روایت ہے کہ کافروں نے کہا کہ اگر تم دین اسلام ترک کر تو ہم تمکو جوڑ دین  
 خبیث نے کہا کہ اگر نام روئے زمین مجھے دین تو بھی اسلام سے نہ پھروں ایک جان کیا سو جان اسلام کے قربان کافروں نے  
 کہا کہ تھلا ہی جاتا ہے کہ تمہارے عوض تمکو سولی ہو خبیث نے کہا کہ میرا دل ہرگز نہیں جاتا کہ میں گھبریں ہوں اور پیغمبر خدا  
 صلعم کے پیر میں ایک کافرا چھپے پھر مقتولان بدر کی اولاد اقا رب جالیں آدمی نیرے لیے اور ہر طرف سے مارنے لگے  
 اسوقت منہ حضرت خبیث کا کعبے کی طرف ہو گیا فرمایا شکر خدا جس نے میرا منہ اس قبیلے کی طرف کر دیا جو اسنے اپنے  
 رسول اور مسلمانوں کے لیے پسند کیا ہے پھر جب رجیع سے لوٹ کر لوگ مدینہ میں آئے اور احوال واقعی کا بیان کیا تو  
 خبیث کی شہادت کا وہی وقت تھا جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور جب زید رضی اللہ عنہ کو دار کے  
 نیچے لے گئے تو انھوں نے بھی بابتدائے خبیث رضی اللہ عنہ دو رکعت نماز ادا کی اور شہید ہونے اور قاتل کا کھانا سٹکا  
 صفوان کا غلام تھا علما انزل فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ ومن یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ خبیث وزید رضی اللہ عنہما  
 کی شان میں نازل ہوئی ہے باجماع کافروں نے حضرت خبیث ابن عدی بدری صحابی کی لاش کو سولی پر چھوڑنا کہتے تھے  
 کو آگ ہی حاصل ہو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی لاش خبیث کی لائے اسکو بہشت کے  
 زیر بن العوام اور مقداد ابن الاسود وقت شب گئے اور لاش کو سولی سے اتار لائے اور عجب ماجرا ہوا کہ اس لاش  
 کی حفاظت چالیں آدمی کرتے تھے جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاش پر پہنچے تو سب سو گئے اور خبیث کو  
 آہستہ سولی سے اتارا اور گھوڑے پر رکھ کے لے چلے اور چالیں دن قتل پر گزرے مجھے مگر بدن ویسا ہی تازہ تھا تو ان  
 سے خون ٹپکتا تھا اور شک کی بو آتی تھی صبح کو قریش جاگ بڑے اور پھینکا جو کہ مشرک زیادہ تھے قریب تر آگئے اور  
 کہ لاش کو چھینیں حضرت زبیر وقت آمدنے مجبوری سے لاش زمین پر ڈال دی اسی وقت زمین ٹکل گئی اسی سبب سے  
 خبیث رضی اللہ عنہ کو فیج الارض بولتے ہیں پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے مقابل کھدکھکے کہ میں زبیر ابن العوام ہوں اور  
 ابن سیری صفیہ بنت عبدالمطلب ہے اور مقداد ابن الاسود میرے رفیق ہیں تمہارا جی چاہے تو تیرا دل سے لڑو





اور جان کی نپاہہ پائی باہین ہمد حارث نے دو کافروں کو قتل کیے اور آپ بھی شہید ہو گئے اور عمر بن امیہ نے کہا کہ میں قبیلہ بنی  
سہون تب عامر بن طفیل نے پیشانی کے بال کاٹ کے چھوڑ دیا اور اس رہائی کو اپنی مان کے ذمہ والا کیونکہ آپ ایک بندہ آزاد  
کرنا تھا آئیں محسوب کیا جو عمر سے ہر ایک بقول اہل اسلام کا حال دریافت کیا عمر نے سب کا حال کہا بھر بوجھا کہ تھا سے یاد  
کوئی گم تو نہیں ہر عمر نے کہا عامر بن امیرہ بنین ہیں کہا وہ کون تھے عمر نے کہا کہ وہ شاہیق بن اصحاب بن تھے عامر بن طفیل نے  
کہا کہ میں نے بنو لکھیا قبیل انکو آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور قاتل حضرت عامر کا ایک شخص جابر بن سلمی نام یا جابر بن سلمی قبیلہ  
بنی گلاب کا تھا سودہ کتا ہر کہ میں نے نیزہ مارا عامر کے اور وہ پار ہو گیا تو عامر نے کہا فرات واسطین پالیامین نے قسم خلی اور کھیا  
میں نے کہا عامر کو آسمان پر لے گئے مجھے عامر کے کلام میں تامل ہوا کہ میں نے ضحاک بن یفیان کلانی سے جا کے مطلب پوچھا ہوا  
کہا کہ مطلب یہ ہے کہ حنت کو پالیا میں نے ضحاک سے کہا کہ اسلام مجھے یقین کروا دین بسبب شاہدہ احوال عامر کے مسلمان ہو گیا یہ  
تمام کیفیت حضرت جبریل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیے اور آنجناب نے اپنے صحابہ سے میں عن فرمائی بدر گئے  
ضحاک کا عریفہ آیا آئیں مطابق مندرجہ پایا گیا اور جو لوگ بچ کر آئے انھوں نے بھی سارا حال کہا قصہ ابوہریرہ عامر بن مالک  
بیوفائی اور کر سے جو اسکے حقیر فرمایا صحابہ رسول اللہ سے کیا تعائیت ملال ہوا کہ اس عرصہ میں مر گیا اور عامر بن طفیل کے بیہ بن پائی  
نے سر مجلس نیزہ مارا اس سے تو نہ مل کر ایک چھوڑا برابر کو ہاں شتر از قسم طاعون نکلا تباہی نارا ہوا اسنے براہ جات حضرت  
صلعم سے کہا بھیجا تھا کہ ملک مجھے بابت دو طرح کر دیات اور بگل کے ارضی سے مجھے کام نہیں تم کو اور شہر میرے حصے میں چھوڑ دو  
اگر آپ ارضی نہ تو بید وفات اپنے مجھے اپنا خلیفہ کرو نہیں تو میں ایک شکر جبار کثیر المقدار لاکے تم سے لڑو گا آنجناب نے فرمایا  
اللهم افنی عامر ایمنی ای اللہ تو خود کام تمام کر دے عامر کا کہ مجھ تک نہ پہنچے کہ وہ طاعون فی النار ولسقر ہو گیا باجماع عمر و  
بن امیہ وہاں لوٹے راہ میں دو شخص مشرک بنی عامر کے مل گئے عمر نے ایک درخت کے نیچے سوتے میں قتل کیا دل میں سوچے  
کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام عامر بن طفیل سے ہو اور یہ دونوں مقتول حضرت صلعم کی امان میں تھے ان کی عمر کو خبر تھی جب  
حضرت نے یہ حال سنا تو فرمایا اے عمر وہ کام اچھا نہ ہوا اب دیت دینا پڑیگی اور بنی عامر اور یہ وہ بنی نصیر ہم عہد تھے لہذا آپ کو منظور  
ہوا کہ یہ مشورت انکے معاملہ دیت کو طر فرماوین اسی پر غزوہ بنی نصیر واقع ہوا فائدہ ایک حصے میں حضرت صلعم نے لیکھا خواہ چالیس ہون  
تاتلون کے حق میں بددعلی ہو اور آئیں نبی حیان ورعل و ذکوان اور عصیہ کا ذکر کیا اور عضل وقارہ کو بھی شریک گردانا کسرا  
کہ قصہ یہ بیرونہ ورجیع کی خبر ایک وقت میں ہوئی اور دونوں قریب قریب واقع ہوئے تھے بخاری و سلم میں حضرت انس سے ہے  
ہو کہ بعد شہادت شہداء سے بیرونہ نے خیاب آئی میں عرض کیا کہ ہمارے حال سے بغیر کو خبر دے کہ حضرت جبریل نے خبر دی  
اور حضرت نے صحابہ سے کہا کہ تمہارے بھائی شہید ہوئے اور امیر سے کہا کہ تم مجھے ملے اور قوم سے راضی ہوا اور تم مجھے ملے ہو  
اور اسی طرح فضائل انکے کتب حدیث میں مذکور ہیں تہذیب الخصال سے معلوم ہوتا ہے کہ مرث کعب بن زید زنجی ہو کر اس مقصود میں  
پہنچے ہیں بعد اسکے جنگ خندق میں شہید ہوئے اور صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ سب شہید ہوئے صرف ایک شخص ننگ

عامر بن طفیل

پہنچ گیا تھا کہ وہ اس وقت پہاڑ پر تھا تبھیہ اگر کوئی بیوقوف کہے کہ حضرت نے تفسیر برج اور میر موندہ میں بنے تامل اصحاب کو  
بھیجا دیا اور کچھ خیال نہ کیا کہ یہ لوگ ناقہ مارے گئے تو جواب سنا کہ یہ کہ انبیاء علیہم السلام کا یہی کام ہے کہ انکو خدا کی راہ بتلانے میں  
منافق اور دوست اور دشمن سب یکساں ہیں انھیں ہر حال میں اپنے رب کی پیغام رسانی مقصود ہوتی ہے پس اس نظر سے کہ  
وہ لوگ خدا کی راہ دریافت کرنے کے نام سے حضرت کے پاس آئے تھے اور اصحاب کو ساتھ لے جانے کی آپ سے درخواست کی تھی  
حضرت نے انکو ساتھ بھیجا جیسے کوئی اپنے تابعین کو جنگ دشمن پر بھیجتا ہے اور مسیح کر کے بھیجتا ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضرت  
اکال کار پر بالہام الہی آگاہ تھے لیکن جناب بدری کو یہ نظر تھا کہ وہ منین ان منافقین کے ساتھ چلے جائیں اور سب پر یہ بات  
کھل جائے کہ اہل اسلام راہ خدا میں کس قدر جان نثار ہیں کہ دوست دشمن میں کچھ تمیز نہ کر کے راہ خدا تعالیٰ میں بجان و جان  
میں بس حبیب اللہ نے بھی کچھ دم نہ مارا اور یہ ویسا ہی معاملہ ہے جیسا حضرت سلم کے ساتھ اہل کوفہ نے کیا ہے پوشیدہ ہر شے کہ بعد  
حبیب محالی کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر ابن امیہ ضمری اور جبار بن صخر انصاری کو جانب مکہ بھی روانہ کیا تھا اور فرمایا  
کہ تم پوشیدہ جا کر ابوسفیان کو قتل کرو وہ گئے تو خبر مشورہ گئی ناچار پھر آئے مگر ابن اسحاق نے اسکو دکر نہیں کیا ہر صفت ابن  
نے لکھا کہ کذا فی حجة المحافل اسی سال میں خروہ بنی نضیر ہوا اور یہ واقعہ یون واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باطافہ محاسن  
خاص اور ایک جماعت یاران اختصاص کے حسین ابو بکر صدیق اور عمر خطاب اور علی مرتضیٰ اور زبیر اور طلحہ اور سعد ابن معاذ  
اور انس بن حنفیہ اور سعد ابن عبادہ یہ سب موجود تھے بنی نضیر میں یہودیوں کے پاس لے گئے تاکہ ان سے اون دنوں  
مقتولوں کے خون بہا کی بابت جھگو عمر ابن امیہ ضمری نے قتل کیا تھا کچھ تدبیر کر لیں اور بنی نضیر حضرت سے عہد و پیمان  
کر چکے تھے اور بنی عامر سے بھی قول و قسم ہو چکا تھا جب حضرت نے اس بات میں آنسے کلام کیا تو لوے اسی اہل اقام کو کچھ  
تم کو گم ہم وہی کرینگے ایک خطہ توقف کیجیے اور آرام لیجیے ہم آپ کی اور آپ کے اصحاب کی فیاض کرینگے آپ شریف کھین  
بعد فراغت کھانے سے اس امیر میں عرض کرینگے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا التماس قبول فرمایا ان لوگوں نے خلوت میں  
جا کر مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو جس سے حضرت اور ان کے یار دن کا کام تمام کرین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت بر دیوار  
بیٹھے تھے جب عیٰ ابن اخطب نے کہا ایسا ما بوجہی نہ ملے گا صلاح یہ ہے کہ ایک شخص جیت پر چڑھ کر ایک بڑا پتھر خود کے سر پر رکھ دے  
کہ کام انکا تمام ہو جائے عمر ابن حشاش ابن کعب بولا کہ میں یہ حرکت کرونگا سلام ابن شکر نے کہا خدا کی قسم ایسا کام اگر کرو گے  
تو محمد کو آسمان سے خبر ہو جائیگی اور نقص عذر لازم آویگا مگر کسی نے نہ مانا عمر ابن حشاش ایک سحر کہین سے اٹھایا فوراً حضرت  
حزیر بن ابیہ نے ہر رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اٹھ جیسے کوئی بھلا  
حاجت کو اٹھاتا ہے اور دینیہ کی طرف تشریف لیچے اصحاب بھی بعد انتظار آپ کے پیچھے چلے گئے اور عمر ابن حشاش کا پتھر پڑا  
میں رہ گیا جب سب لوگ مدینہ میں داخل ہوئے تو اصحاب نے حال دریافت کیا حضرت صلعم نے بیان فرمایا اور بتیہ سے  
محمد ابن مسلمہ کو اس قوم ناپاک کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اب تمھارا قول و پیمان ٹوٹ گیا تھا راظہار اور باطن میں کین









نہجس حرام شراب دہی ہر جو شیرد انگور سے بنے اور جوش مار کے گاڑھی ہو کر جھاگ لادے اور چیرین بدون نشے کے  
 حرام نہیں لیکن اکثر محتاط محققین کے نزدیک امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے چنانچہ نہایت اذریعی اور عینی اور قتادی عالمگیری  
 اور درختار اور اشباہ نظائر میں مذکور ہے اور جو العلم مولانا عبدالحی لکھنوی نے تازی اور نان پاؤ کی حرمت میں جو  
 فتویٰ لکھا ہے خوب تحقیق فرمایا ہے جو چاہے اسکو ملاحظہ کرے اور مولوی رشید الدین خان صاحب نے صان لکھا ہے کہ  
 حرمت نان پاؤ موجود عہدہ ثابت ہو جو باحتی و احتی احتی بالابتاع جب سال چہام ہجرت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ  
 و ازواجہ وسلم کا یا تو کسی حادثہ ہوئے چنانکہ عبداللہ بن عثمان سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبہ بےس کی عمر میں  
 وفات پائی اور خاتمہ بیت اسلام علی مرتضیٰ کم الدوجہ اور ابو سلمہ ابن الاسد مخزومی اور زینب بنت خزیمہ زوجہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ماہ شعبان میں حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور ماہ شوال میں ام المومنین  
 سلمہ زوجات مطہرات میں داخل ہوئیں اور قصہ جہم یہود اور یہودیہ بیہوش زنا واقع ہوا اسی معاملہ میں یہود نے انکار کی تھی  
 کہ ہماری شریعت میں جہم کا حکم نہیں ہے صحت آنحضرت کا لاکر کے بسواری شتر تسمیر کر دیتے تھے مگر عبداللہ ابن سلام نے انکی تکذیب  
 فرمائی اور قوریت طلب کر کے دکھائی ایک یہود نے آیہ جہم پر ہاتھ رکھ دیا عبداللہ نے اسکا ہاتھ اٹھایا تو آیت مذکور کھلی یہود  
 پیشمان ہوئے اور زناہ سنگسار کیے گئے اور اسی دن زید ابن ثابت کو ارشاد ہوا کہ یہود کی خط و کتابت سیکھو کہ  
 زید نے پندرہ دن میں بخوبی سیکھ لیا اسی سال میں یہ معاملہ ہوا کہ قتادہ ابن نعمان انصاری کے زرہ آئے میں رکھے تھے جاتے  
 صبح کو تلاش کی تو آئے کا خط طعنہ بن امیر ق کے گھرنک پایا گیا وہاں تلاش کی زرہ نہ ملی وہ خط آگے نظر آیا تو زید ابن میں یہودی  
 کے گھرنک تمھارے گھر کی تلاشی ہوئی تو زرہ ملی یہودی نے غاص کیا کہ مجھے طعنہ نے تفویض کی تھی طعنہ نے کہا یہ جھوٹا ہے میں  
 بری ہوں چروہ جسکے بیان مال ملا طعنہ کی قوم نے باہم یہ شوریٰ کیا کہ ہم حضرت کے پاس سب مل کر گواہی دینگے کہ طعنہ بری ہو  
 تو حضرت ہماری حمایت کریں گے اور یہودی چور قرار پاویگا صبح کو ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور عالم الغیب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو مطلع کر دیا کہ طعنہ بن امیر ق چور ہے کہ آپسہ حد جاری ہوئی اور کریمہ ایا اترنا الیک لکتاب یسحق لیکم بین الناس بآراک الصدوق  
 لیکن طعنہ نے خبیث خیالانہ دھمکات میں نازل ہوئی یعنی ہم نے اتاری تمھو کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو سو جھادے  
 شجوا اللہ اور تو مت ہودغا بازون کی طرف سے جھکے والے اس آیت سے مسئلہ مضابحت نکلا اور واضح ہوا کہ حضرت کو اجتہاد  
 کرنا جائز تھا کہ بآراک اللہ سے واضح ہو اور ثابت ہو گیا کہ یہود نے شیخ ابو نصر نے منہ لکھے ہیں کہ جو الہام کرے تجھ عبداللہ بےب فکر  
 کرنے کے اصول منزلہ میں اور حضرت کے اجتہاد میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں جائز ہے اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں  
 ہما لاندہب یہ ہے کہ انجناب ہر مقدمہ میں انتظار وحی کے امور تھے اگر وحی آئے تو بہتر و زید بعد انتظار حب صحت کی نوبت ہونے کا  
 اندیشہ ہوتا تھا اجتہاد فرماتے جو صواب ہوتا تو فوراً علی نور اور جو خطا ہوتا تو اسپر ٹھہرے نہ رہتے بلکہ وحی آتی بخلات اور محمد بن  
 کہ اپنی خطا پر ہیستہ تھے رہتے ہیں روایت ہے کہ جب طعنہ ہر حکم اجرا سے حد کا صادر ہوا تو وہ جانب بیت اللہ شریف جھاگ گیا

نان پاؤ کی حرمت

سال چہام ہجرت

نہجس حرام شراب

بیت اللہ

سال چہام ہجرت

بیت اللہ

بیت اللہ

بیت اللہ

بیت اللہ

بیت اللہ

وہاں بھی جو رجب کی اور خیر میں بھاگ آیا بیان کسی کے گھر میں نقب دینے لگا کہ دیوار گریبی اور طعمہ مر گیا اور اسی سال  
 سر پہ ابوسلمہ ابن الاسود مخزومی قبیلہ بنی اسد پر واقع ہوا اور بعض سال سو میں کھتے ہیں وجہ یہ ہوئی کہ طلحہ و سلمہ بسران  
 خود نے اپنی قوم کو جمع کر کے چاہا کہ مویشی دینے کے لوٹیں یہ خبر بیان ہوئی تب آنجناب نے ڈیڑھ سے ماہ جرم انصار ہوا  
 کر کے ابوسلمہ کو روانہ کیا ابو عبیدہ ابن الجراح و سعد ابن ابی وقاص و سعید ابن جفیرہ و النائمہ و ابولشبرہ ابن ابی رہم غفاری  
 و عبد اللہ ابن سہیل ابن عمرو و از قسّم ابن ابی الارقم بھی اس جماعت میں تھے چنانچہ ابوسلمہ بہ سہری ابن زبیر طائی جانب بنی  
 اسد روانہ ہوئے جب موضع مطن میں آئے تو وہاں مویشی بنی اسد کے چرتے تھے انکو بگڑ لانے اور تین نفر غلام ہاتھ آئے باقی  
 سب بھاگ گئے اور اپنی قوم میں خبر دی وہ سب باوصف کثرت جماعت کے بھاگ گئے غازیوں نے اسواں کو سہا ب مویشی  
 آنکے لیے اور جس نکال کر تقسیم کر دیے ہر ایک شخص کو سات سات اونٹ و چند بکریاں ملین سن بن بعد دینے میں لوٹ آئے اور  
 اسی سال میں بروایت بعض اہل تاریخ نماز قصری کا حکم بحالت مفرد ہوا کہ مسافر جو گائے کو دو گانے پڑھے اور دو گانی  
 اور سنگانی میں نقص نہ کرے اور واجب ادا کرے سنت میں مختار ہے و احکامہ فی الفقہ اور اس سال میں سر پہ عبد اللہ ابن  
 انیس انصاری بنا بر قتل سفیان بن خالد نہیلی جسے حضرت عامر وغیرہ کو شہید کیا تھا واقع ہوا اور عبد اللہ ابن انیس سفیان کو  
 پہچانتے نہ تھے آنجناب نے اسکا حلیہ بیان کیا اور فرمایا کہ اسکے دیکھنے سے تمہارے دل میں خوف پیدا ہوگا عبد اللہ نے ان  
 لیا کہ جو میرے جی میں آوے اُس سے کہوں اور تلوار لیکے روانہ ہوئے بعد قطع منازل بطن عرتہ کہ لغیم بن مہملہ فتح راحلے  
 ایک جگہ عرفات میں ہر پہونچے وہاں سفیان ملاکہ عبد اللہ کے حسب نشا نہ ہی پیغمبر خدا پہنچا نا اور اسکے قریب تشریف لے گئے  
 اسے حکم نام کون ہو کہا میں تبدیہ خراؤ سے ہوں میں نے سنا ہے کہ آپ نے محمد سے لڑنے کی طیاری کی ہے سو میں بھی حاضر ہوا  
 کہ شریک ہوں اور بہت باتیں خوشامد کے طور پر کہیں سفیان راضی ہوا عبد اللہ اسکے خیمے میں در آئے اور موقع پا کر رکعت لیا  
 اور مدینے کو روانہ ہوئے اُتار راہ ایک غار میں چھپ رہے اور مگر ہی نے مانند غار فور جالاتا قوم سفیان خبر پا کر در پہلے  
 تلاش عبد اللہ و در سے اور بہت تلاش کیا وہ نہ ملے ناچار پھر گئے اور عبد اللہ غار سے نکل مدینے میں آئے اور سرنا پاک  
 اسکا زیر قدم مبارک بردال دیا اسوقت آنجناب سجد میں جلوہ فرما تھے دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا افلح الوجه عبد اللہ نے  
 کہا افلح و جب یا رسول اللہ بعد اسکے عبد اللہ نے نام قصہ عرض کیا حضرت صلعم نے انکو بہشت کی بشارت سنائی اور ایک عشا  
 عنایت کیا کہ تا وقت وفات آنکے پاس رہا کہ ہر دم اپنے ساتھ رکھتے تھے یہاں تک کہ بوقت مرگ اپنے کفن میں سکوا لیا اس  
 مقام سے حضرات مہوفیہ جہم اللہ کو سندہ شجرہ رکھنے کی قبر میں ہاتھ لگی اور ہمارے استاد و استادانے اسکے و طریق لکھتے  
 ایک بالائے کفن سینیہ مست پر و سر اندرون قریب ایک چاقی پیادل کو قہمانع کرتے ہیں گریہ رکات ہر چہ اس سال میں غزوہ  
 بدر و غزوی جب کو نالتہ بھی بولتے ہیں شروع ماہ ذیقعدہ واقع ہوا سبب یہ ہوا کہ ابوسفیان اُحد سے پھرتے وقت کہ گیا تھا کہ سال  
 آئندہ بدر پر لڑائی ہوگی سو اسنے بظاہر سامان کیا اور سبب خشکالی کے دل میں منظور نہ تھا اسنے جانا کہ حضرت صلعم بھی بدر پر



نہ آوین تاکہ خجالت نہوائے نعیم بن مسعود کو جانب مدینہ بھیجا کہ اصحابِ نبیہ کو خبر دے کہ ابوسفیان نے لشکر جمع کیا ہے بدر پر آنا ہے۔  
 مدینہ میں اکراہل اسلام سے کہا انھوں نے کہا حبشہ اللہ فرم اوسیل اور حضرت صلعم نے خبر پائی تو علی رضی اللہ عنہ کو علیہ السلام اور عبد اللہ بن  
 رواحہ کو خلیفہ کیا اور ربع لشکر کہ نہ پڑھوا آدمی سے بدر کو تشریف لیگئے ابوسفیان خون سے نہایا آنجناب نے آٹھ دن قیام کیا اور وہاں  
 اصحاب نے بہ تجارت اموال بہت نفع اٹھایا حضرت عثمان فرماتے تھے کہ ہر نیار ہر مجھے ایک نیا نفع ملا پھر وہاں سے پہنچے کہ تمام سال  
 میں کے چارم اسی سال کے ماہ محرم میں بروایت ابن اسحق سال چارم میں غزوہ ذات الرقاع ہوا اور سبب یہ ہوا کہ ایک شخص نے مدینہ میں خبر  
 دی کہ قبائل حارث و انارہ علیہ موضع ذی امر میں جمع ہیں اطراف مدینہ کو مچا ہے میں حضرت نے عثمان بن عفان کو خلیفہ کیا اور ربع  
 سات سو آدمی کے روانہ ہوئے وہ لوگ بھاگے چند عورتیں ہاتھ لگیں اس غزوہ کو ذات الرقاع اسیلے کہتے ہیں کہ اصحاب حضرت پیادہ پا برہنہ  
 لیتے پتے تھے خواہ نام وخت تھا خواہ کوئی موضع تھا جس میں سیاہ و سفید قطعی تھی و جلول صحیح صحیح بخاری میں جابر سے روایت ہے کہ حضرت  
 وخت سیرہ کے نیچے اپنی تلوار شام میں لگا کر سونے لگے اور میں بھی سو گیا و نفع آنجناب نے مجھے بکار میں حاضر ہوا دیکھا ہوں کہ ایک اعرابی  
 کھڑا حضرت سے فرمایا کہ اسیلے میری تلوار میان سے نکالی میں جگ پر اسنے کہا کون تجھ کو مجھے بچاتا ہے میں نے کہا اللہ وہ مجھ کو بچائے  
 مارا اور ایک روایت ہے کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی حضرت صلعم نے لیا اور فرمایا اب کون بچاتا ہے تجھ کو وہ بولا تو بھر کر نیا لایا حضرت نے  
 اسے چھوڑ دیا اور اپنی قوم میں لگا کر کہنے لگا کہ میں نیک دی کے پاس آتا ہوں اور سلام لایا اور اس قرالی میں بن شام نے بروایت ابن اسحق  
 ایک حدیث جابر کی روایت کی ہے کہ جب حضرت صلعم غزوہ سے پہلے تورات کے وقت جابر رضی اللہ عنہ ایک دن صغیفہ کمزور ہوا تھے  
 اور طہر ہو چکا منظور تھا اور انہوں نے چلتا تھا حضرت صلعم نے ایک نیزہ سے حکا کیا کہ وہ دوڑنے لگا تب حضرت صلعم نے حضرت جابر سے کہا  
 تو کیوں جلدی کرتا تھا جابر نے اسے اتار لیا کہ میں نے سپاہ کیا ہے فرمایا کہ بارو سے یا تیرے جابر نے عرض کیا تیرے سے فرمایا بارو سے کہین  
 نکاح نہ کیا کہ تو اس کے ساتھ کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ کھیلتی بعد اس کے حضرت صلعم نے وہ اونٹ چالیس درم کو مول لیا جابر نے کہا  
 یا رسول اللہ مدینہ میں داخل ہو کر تسلیم کروں گا اور قیمت بھی تو لگا حضرت صلعم نے قبول کیا لیکن یہ روایت امام احمد بن حنبلہ کے خلاف ہے  
 کیونکہ صحیح مسلم سے یہ معاملہ اس وقت معلوم ہوتا ہے جب کہ مکہ سے جانب مدینہ روانہ ہوئے ہیں فائدہ اس حدیث سے استحباب نکاح باری  
 بارو و لہو و لب اپنے زہب سے ثابت ہوا اور امام مالک رضی اللہ عنہ سے جو اربع مع الشطر اس حدیث سے نکالا ہے اور امام غزالی نے بھی  
 عثمان نے تاویل قولی لفظ اس سے ہی کے جو بیع مع الشطر میں وارد ہوئی ہے فائدہ یہ غزوہ حسب ایت بخاری بعد غزوہ حبیہ کے واقع  
 ہوا لیکن خود علامہ الزمان بخاری علیہ السلام نے بعد غزوہ خندق کے ذکر کیا ہے اور غزوہ خندق بالاتفاق پیش از غزوہ حبیہ واقع ہوا اور  
 منع تعارض میں ہو سکتا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع کسی مرتبہ واقع ہوا ہے از انجملہ ایک یہ ہے اور ایک یہ کہ اس طرح غزوہ ذات الرقاع بروایت  
 ابن سعد وہاں جہان سنہ خاصہ میں بھی ہوا ہے جب پانچواں برس ہجرت کا شروع ہوا تو اس سال میں چند حادثی اور کسی واقعہ ظاہر ہے  
 از انجملہ حکم سیدہ زینب عورت مطہرات کا قرآن میں نازل ہوا چنانچہ کریمہ واداسا لہو بن تمنا غافلہ میں مناجات بھی لایا اور جب اس کا ذکر  
 آئے تو سوال کر دیکھو کہ اس سورہ اخلاص میں آیت کا اندراج مطہرات پر حجاب فرض ہوا حجاب کہتے ہیں اس کو کہ عورت اپنے شخص کے سامنے

و جابر سے روایت ہے

و جابر سے روایت ہے

و جابر سے روایت ہے

و جابر سے روایت ہے

جس سے نکاح جائز ہو نہ آوے اور یہ حجاب ہی اور عورتوں کو مستحب ہی اور ستر عورت اسکو کہتے ہیں کہ جس مرد سے جتنا بدن دیکھنا فرض ہو اسکو چھپاوے اگرچہ اس کے سامنے آوے اور یہ ستر عورت سب عورتوں پر فرض ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس طرح لکھا ہے اور اور علی کے بھی تحقیق سے یہی پایا جاتا ہے اور در باب ستر سورہ نور میں ارشاد ہوا وَلِلنِّسَاءِ الْيُسْرَىٰ ذَٰلِكُمْ یعنی فضض من البصار من و غیر من و لا یبرین و لا ینظرن الا ما ینظر منہا و لا یضربن بجمہر من علی جوہر من و لا یدبرن فقیہین

والنساء یعنی ادا بانسہ اولیٰ البصر منہا و لا ینظرن الا ما ینظر منہا و لا یضربن بجمہر من علی جوہر من و لا یدبرن فقیہین

اور النساء یعنی ادا بانسہ اولیٰ البصر منہا و لا ینظرن الا ما ینظر منہا و لا یضربن بجمہر من علی جوہر من و لا یدبرن فقیہین

زینتین یعنی اور کہہ دے اسی محمد ایمان والوں کو نیچے رکھیں مگر اتنی انگلیں اور تھامے رہیں اپنے ستر اور نہ دکھادیں

اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہو اس میں سے اور ڈال لیں اپنی اور ہتھی اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر اپنے

خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے

بھتیجن کے یا اپنے بھانجن کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے ہاتھ کے مال یا کیر وں کے جو مرد کچھ غرض نہیں

رکھتے یا اگر کون کے جنھوں نے نہیں پہچانے عورتوں کے بھید اور نہ دھکا دیں اپنے پائوں سے کہ جان

پڑے جو چھپاتے ہیں اپنا سنگار قائمہ الا ما ینظر منہا و لا یضربن بجمہر من علی جوہر من و لا یدبرن فقیہین

ہاتھ کی انگلیاں اور پیر کا پنجہ کھولنا عورت کو درست ہے لہذا چارہ سے کہ ہمیں ہاتھ کی مہدی کھلے گی یا

آنکھ کا کاجل یا انگلی کا چھلا اور باقی بدن اور گناہاں نہ دکھائیں اور نہ غیر سے مگر اپنے محرموں سے چھاتی سے زانو

ٹک اور جو عورتیں جو نیک چلن والیاں ہوں ان سے بھی اتنا ضرور ہے اور بد راہ عورتوں سے کن راہ پکڑنا ضرور اور

کیر سے جسکو غرض نہیں وہ کہ کھانے سونے میں غرق ہیں شوخی نہیں رکھتے اور اگر کا دس برس کا اور اپنا غلام بھی محرم ہے

بہت عدا سے کے نزدیک لیکن اس زمانہ میں علماء اور کیر سے سے پردہ کرنا لازم ہے اور تفسیر کیر میں ہے کہ مراد ما ینظر منہا

وہ ہے کہ جو حسب عادت کھلا رہتا ہے اور غیر اولیٰ الاربتہ سے شیوخ صلحا بھی مراد ہو سکتی ہے انتہی اور سپرد کی دھمکی

سے معلوم ہوتے ہیں گھونگر ویا گو جو ہے اور باریک کیر جس سے بدن نظر آوے تنگی برابر ہے اگر اتنا بھی نہ کھلے تو

بہتر ہے پوشیدہ نہ ہے کہ غلام و لونڈی و دیگر کون کونین وقت میں بے پردہ لگی جانا جائز نہیں کہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ فی

انور یا ایہا الذین آمنوا لیتادکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یملئوا بحکمکم ثمرات من قبل صلوة انہم یفحشون

شباکم من الظہیرۃ من بعد صلوة انہم یفحشون عورتوں کو کہ تم نے ان سے صلوات کی ہے لیکن وہ تم سے عداوت رکھتے ہیں اور تم سے

اور اطفال شتم اطفال ذنواکم استاذن الذین من قبلکم والقواعد من النساء اللات لہن جو نہ نکاح خارج یعنی اہل ایمان

پر دانگی مانگ کر آویں تم میں سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں اور جو نہیں پہنچتے تم میں عقل کی حد کو میں بانجری کی

نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دو پہر میں اور عشا کی نماز سے پہلے تین وقت کھٹکتے کہ میں تمہارے



کچھ گناہ نہیں تم پر اور آپؐ انکے پیچھے چھڑا کر تے ہو ایک دوسرے پاس اور جب ٹوکوں کو عقل ہو اور جو ان کی کو  
 بہو چھین تو بلا ذونہ آدین اور جو عورتیں بوجہ میں جنگو بیاہ کی امید نہیں وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو آپؐ گناہ  
 نہیں یعنی تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہو اور اگر پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر جائز نہیں جو چون کا داخل  
 ہونا پاس عورتوں کے اور اسی طرح خضنے کا اور جس آدمی کو نظر نہ آتا ہو بعض کے نزدیک اس کے رو بہرہ ہونا مضائقہ  
 نہیں اور بعض کے نزدیک جائز نہیں اسی طرح غیر مرد کو آواز نہ آتی جائز نہیں جب نزل آیت جناب بل کیں تو  
 یہ ہوا کہ جب حضرت زینبؓ سے نکاح ہوا تو حضرت صلعم بعد اطعام طعام لمیہ روز روشن دو تھانہ زینبؓ میں داخل ہوئے صحابہؓ  
 موجود تھے وہ دیر کو اٹھے اسی پر آیت جناب نازل ہوئی اور صحیح بخاری میں سبب نزل آیت جناب لکھا ہے لکھن حضرت  
 کے وقت ام المومنین سہودہ سے ملاتی ہوئے اور کہا امی سہودہ میں تھے مجھے بیان اس وقت آنکے دل میں آیا کہ اگر عورتیں دھن سے پردہ کریں تو  
 بہتر تھا اور حضرت سے اتنا س کیا کہ اسی پر آیت جناب نزل ہوئی فائدہ حضرت شیخ عبد القادر محدث دہلوی نے ترجمہ میں بطور فائدہ لکھا ہے کہ آیت  
 سورہ انخاب میں حکم ہوا پردے کا کہ مرد حضرت کی عورتوں کے پاس نہ جائیں سب مسلمانوں کی عورتوں پر یہ حکم جب نہیں اگر عورتیں  
 ہر کسی مرد کے سب بدن کپڑوں میں ڈھکا ہو تو گناہ نہیں اور اگر نہ سانسے ہو تو بہتر ہے نہ ہی شرفائے امت سب جناب کو بطور تاکید اختیار  
 کیا اور رسم پردہ نشینی کی علی الاطلاق قائم کی اور یہ بات نہایت متحسن ہوئی مگر اب ہندوستان میں ایسا طریق بگڑ گیا کہ جناب  
 رہانہ ستر عورت جناب میں تو بخل ہیں کہ اکثر عورتیں بعض نامحرموں کے سامنے جیسے چاکا بنیا مار کا بنیا اور بن کا خاوند بھر اکرتی ہیں  
 چھوچھا اور خالو کے سامنے آتی ہیں مطلق جناب نہیں کرتی ہیں اور حقیقت جناب کی یہ ہر کسی نامحرم کے سامنے نہ آوے  
 اور ستر عورت میں بخل ہر لباس اس طرح کا قائم ہوا ہے کہ اس لباس سے سوا شوہر کے اور کسی کے سامنے جانے کے قابل نہیں  
 ہوتی ہیں لاجل ولا قوۃ الا بالسر اور شوہر انکے منع نہیں کرتے حالانکہ ایسا کپڑا جس سے بدن نظر آوے اس کا حکم ننگے کا ہے پورا  
 نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ اسامہ صدیق اکبرؓ کی بیٹی ہاریکہ کپڑے پہنے جناب رسالت مآبؐ کے حضور میں آئیں آپ نے منہ  
 پھیر لیا اور فرمایا اسامہ صاحب عورت جو ان ہو جائے تو نہیں جائز ہے کہ دکھائی دے اس کے بدن سے کچھ مگر یہاں دریا دریا نہ پھیرے تو  
 کی طرف اشارہ فرمایا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں بانوں عورت کے بھی عورت ہیں لیکن ہر ایک اور شرح دیا یہ اور مختار کی کتاب  
 الصلوۃ میں ہے کہ عورت نہیں ہے اگرچہ اکثر فتووں کی کتاب لکھتا ہے کہ عورتیں عورتوں کا فرض لکھا ہے اور تاویل اس حدیث کی علماء  
 نے یہ کی ہے کہ حضرت صلعم کو جواز قدموں کے ٹھکانے کا معلوم تھا کہ عورتیں عورت کی حد میں ہیں نہ عورتیں ہیں جو تاہن فی تصحیح  
 اس سبب سے یہ بدن کا ظاہر ہونا ظاہر تھا لہذا ذکر انکا نہ فرمایا لباس ہر ایک کے اتصال میں جو دو عضو عورت نہ تھے اوپر کے  
 بدن میں انھیں کا ذکر کیا یعنی ہاتھ اور پنچہ اور کھانچہ حاشیہ ہر ایک میں جو دلیل لکھی ہے وہ بھی دلائل کرتی ہے کہ دونوں بانوں عورت کے  
 عورت نہیں ہیں وہ دلیل یہ ہے کہ عورت کو چلنے میں حاجت کھولنے قدموں کی ہوتی ہے جیسے وقت معاملات کے ہاتھ منہ کھولنے  
 کی ضرورت ہوتی ہے حالانکہ ان دونوں کے دیکھنے سے احتمال شہوت کا زیادہ نسبت قدموں کے لباس مولا کا عورت نہ ہونا

بطریق اولیٰ ہر باجماع کتب فقہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے پانوں میں دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ چھپانا انکار فرض نہیں دو ستر یہ کہ چھپانا فرض ہے در مختار اور بدایہ میں روایت اولیٰ کو مقدم لکھا ہے اور طحاوی کا شبہ در مختار میں ہے کہ قدم جنبہ کے تحت ہونے میں اختلاف ہے بدایہ اور شرح جامع صغیر قاضی خاں میں تصریح ہے کہ قدم عورت نہیں اور محیط میں اسی کو اختیار کیا ہے اور قطع اور قاضی خاں نے فتاویٰ میں تصریح کی ہے کہ قدم عورت نہیں اور سبجائی اور مرغیانی نے اسی کو پسند کیا ہے اور صاحب اخبار نے تصریح کی ہے کہ ناز میں عورت نہیں خارج نماز عورت ہے اور شرح فیہ میں مطلقاً عورت ہونے کو مرجع لکھا ہے احادیث سے اب واضح ہو کہ عورت آزاد کو سوا منہ اور ہاتھ کے گھٹنوں تک اور پیروں سے ٹخنوں تک تمام بدن کا چھپانا ایسے مردوں سے جنگل کا کھاج درست ہے فرض ہے اگر نہ چھپاویگی تو موافق حدیث رسول قبول کے ناظر اور منظر اور اعتدال میں پرنیک چنانچہ ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ سے روایت ہے کہ جناب رسول صلعم نے فرمایا ہر من لیسر الناطر والمنظور الیہ انت ہو جو خدا کی اس پر چوکی سے دیکھے اور اس پر کھاسر دیکھا جائے یعنی دکھلانے والے پر اسی طرح مردوں کو بھی ناف تلے سے گھٹنوں تک کھنا فرض ہے اور لوہڑیوں کو بھی مانند مردوں کے منہ پیٹ اور پیچہ فرض ہے در مختار میں ہے کہ جو ان عورت منع کیا ہے نہ کھولنے سے مردان کے سامنے نہ ہوا سطلے کہ عورت ہے بلکہ نجس قدر اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ جس عضو کا دیکھنا جائز ہے اگر وہ بدن بھی الگ ہو جاتا ہے بھی اسکا دیکھنا درست نہیں مثلاً اگر عورت کے بال لنگھی کرنے سے جلا ہوں تو انکو ایسی جگہ ڈالے کہ جنبی مردوں کی نظر نہ پڑے اور دوسرے ہار موند کے ایسی جگہ ڈالے کہ کسی کی نظر نہ پڑے اور اپنے سے جس سے کبھی نکاح درست نہیں جیسے بیٹا باپ یا بھائی بیٹ بیٹھیاں نان کے تلے سے گھٹنوں تک کھنا فرض ہے مثلاً بیٹے کے سامنے سر یا باہن کھلادین یا بندلی کھلیاے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے مگر جن مردوں کی مجال نکاح جائز نہیں مگر اندھ ممکن ہے جیسے بھائی یا بھوپا یا بھائی یا بھتیجی کا شوہر انکا حکم جنبی کا ہے اور نیز عورت کو دوسری عورت سے ناف سے تلے گھٹنوں تک بدن کا نہ کھنا فرض ہے اکثر عورتیں سمجھتی ہیں کہ عورت کا عورت سے کچھ ستر نہ چاہیے یہ غلط ہے مگر ضرورت کے وقت بقدر ضرورت ستر دکھانا جائز ہے طرح دو کے لیے کہ بغیر دکھلائے روانہ ہو سکے یا دائی چٹائی کو اور محارم کو جس قدر بدن کا دکھانا جائز ہے اسکا چھپنا بھی جائز ہے مگر جنبہ عورت میں حکم نہیں مثلاً اسکے منہ ہاتھ کا بے شہوت دیکھنا درست ہے چھپنا جائز نہیں لیکن جو عورت پڑھیا جوس ہو کہ انانی الدار المتحار اور جو بہت چھپا کر کا ہو اسکا بدن کچھ بھی عورت نہیں جب ذرا ترابہ ہو تو جب تک قابل شہوت نہیں تو صرف قبل و دیر کا نہ کھنا فرض ہے پھر اور متصل بدن کا دوسرے جس کی ہر تک پھر اسکا حکم مانع کا ہے کہ انانی الدار المتحار اور جو عورت بغیر عورت کسی غیر محرم کے سامنے آوے تو جب ہر کہ تمام بدن چادر سے ڈھک کر آوے مردوں کو لازم ہے کہ عورت کو نہ کو تاکید کریں در نہ نہ نگار ہونگی بعد اسکے غرور و دمنہ عند واقع ہو بعض کے نزدیک یہ قلم بہار ہے کہنے سے دس محلہ عشق سے دس اور بر پاتی قلعہ ہے پھر کاموا جب میں ہے کہ ایک شہر ہے مدینہ سے پندرہ واسو لہ شب کی راہ پست ایگی جانب دوی ابن سحیل ہے کہ وہاں نازل ہوا تھا سبب اس واقعہ کا یہ ہوا کہ حضرت کو خبر ہوئی کہ کچھ لوگ حج ہو کر راہ ماتہ میں حضرت نے سباع ابن عرفطہ کو خلیفہ کیا اور ہزار آدمی سے لشکر لے گئے وہ خبر نہ کہ جہاں کے ہاتھ آئے اسی عرصہ میں دفعۃً والدہ ابن عبادہ نے وفات پائی سعد نے کہا اگر میری ماں نصرت پائی تو میری جانی جاوے



کرتی اگر زمین کو دن صدقہ تو کچھ فائدہ ہوگا ارشاد کیا کہ فائدہ ہوگا سجدے عرض کیا کہ کون صدقہ افضل ہو فرمایا کہ بانی تب سجدے ایک گناہ  
 سبیل کے طور پر رکھو وادیا اور حضرت نے اُنکے ماکہ قبر پر نماز پڑھی بعد اُسکے ماہ شعبان میں غزوہ بنی مصلطہ واقع ہوا اس غزوہ کو مصلح  
 کہتے ہیں مریسج باہمال راو میں مصیبت تصغیر ایک کنواں بنی خراہ کا ہوا حدیث قدس میں ہے کہ اس لڑائی کا لون واقع ہوا کہ مارش ابن ابی خراہ نے  
 ش کو دن کو ترغیب دیا کہ اگر تم میری خبر بدینہ میں آئی تو اداں حضرت صلعم نے بربدہ ابن الحصیب سلمی کو اُنکا حال دریافت  
 کرنے کو بھیجا بربدہ آئے مگر خبر تحقیق لائے اور حضرت نے سامان جنگ کیا کہ بربدہ ابن حارث کو خلیفہ مقرر کیا اور علی مرتضیٰ یاسرین  
 اکبر کو علم دار مہاجرین گردانا اور سعید بن جبہ کو علم دار انصار اور عمر بن خطاب کو مقدمہ الجیش قرار دیا اور تشریف لیچے اور  
 اہل بیت المؤمنین سے حضرت عائشہ اور ام سلمہ ہر گئی تھیں اور اس لڑائی میں اکثر اہل نفاق بھی بطبع غنیمت ہمراہ چلے راہ میں ایک جاسوس  
 بنی مصلطہ کا ہاتھ لگا تو اُسکو پکڑ لیا اور حال پوچھا اُس نے بالکل انکار کیا تب حضرت عمر نے دھمکی دی اُس نے سب حال کھول کر کیا  
 لہذا حضرت کے پاس لیگے وہ جاسوس سخت کلامی اور درشتی سے بیت اگر آباد ہوتا تو مقابلہ ہو حضرت عمر نے اُسکو قتل کیا یہ مشہور  
 ہوئی اور مشرکوں کو اطلاع ہوئی وہ سب خوف سے منتشر ہو گئے بعض مشرک باقی رہ گئے اور لشکر اسلام مریسج پر زمین ہوا  
 مشرک مقابلہ پر آئے حضرت رحمۃ اللعالمین نے حضرت عمر سے فرمایا کہ اُنکو نصیحت کر کے دعوت اسلام کو حضرت عمر نے تقیہ حکم کی  
 انھوں نے ایک بھی نصیحت نہ سنی تب مسلمانوں نے اول تیر دن سے مارا پھر حکم کیا سب مشرک بھاگے آخر گرفتار ہوئے ہکین  
 دس مشرک لے گئے اور اس طرف ایک آدمی شہید ہوا جب لڑائی ہو چکی تو ابو الفضلہ طامی بنا بر اخبار فتح و نصرت جانب مدینہ با سکینہ  
 ردانہ ہوئے اور ایک شخص بنی مصلطہ کا بطور غریب ایمان لایا اور اُسکے میلان خاطر کا یہ سبب تھا کہ اُس نے لڑائی کے وقت کھڑا تھا  
 اچھ لوگ اہل حق گھوڑوں پر سوار مسلمانوں کی مدد کو آئے ہیں یہ حال دیکھ کر اُسکو یقین ہو گیا کہ دین اسلام سچا دین ہے اور  
 جو میری بہت حارث ابن ابی صرار کا بھائی ایسا ہی حال ہوا کہ لشکر اسلام کی شوکت دیکھ کر کفر سے متنفر ہوئی اور اسکی خبر امین  
 الدینہ اسپرہ کرم کیا کہ جب جویریہ غنیمت بن امیہ اور سلمان بن جہین حضرت نے اُسے نکاح کیا اور آزادی اُنکی انکا امر ہوا بعد  
 اُسکے مسلمانوں نے تجویز کیا کہ حضرت صلعم کی بی بی سکریہ کو زندہ کرنا مناسب نہیں ہے اس واسطے زیادہ سو عورتوں سے آزاد  
 کر دین اس غزوہ میں اُنھیں عمن مدینہ سے غنیمت رہی ہے اور مال غنیمت سے حکم حضرت خمس نکالا گیا اور باقی لشکر میں تقسیم کیا گیا  
 اور اسی سال میں حضرت صلعم نے زینب بنت جحش سے کہ حضرت کی بھوپھی کی بیٹی تھیں اور لازماً ابن حارث کے نکاح میں تھیں  
 بعد اُطمان و انقضاء غزت کے حکم مالک حقیقی نکاح کیا اور اسی سفر میں مابین سنان بن جہنی و جہاد بن سعید غفاری کے  
 جو عمر بن خطاب کا بوجہ دار تھا نزاع واقع ہوئی کہ سنان اور جہاد نے اپنا اپنا دھول کو میں دالا اور دونوں کے دھول کیسے تھے اتفاقاً  
 ایک دھول گر پڑا اور دوسرا نکل آیا دونوں حقیقت سنان کا تھا جہاد نے کہا میری دونوں جھگڑا پر ایسا شک کی جہاد نے سنان کو اہل بیت  
 مارا کہ خون بہ نکلا سنان پکارا ہا لا انصار را لا یخرج اور جہاد چلا آیا انکا نالہ لقاقرشیں ہر مہاجر و انصار کے لوگ تیار ہو کر دوڑتے ہوئے  
 کہ فساد برپا ہو کر مہاجرین سے بعض شخص خاص نے سنان کو سمجھایا سنان نے دو گڈوں کی عبد اللہ بن ابی سلول منافق بھی اپنے بار و سہیت

تقریر الاحوال اہل بیت علیہم السلام جلد دوم  
 مریسج باہمال راو میں مصیبت تصغیر ایک کنواں بنی خراہ کا ہوا حدیث قدس میں ہے کہ اس لڑائی کا لون واقع ہوا کہ مارش ابن ابی خراہ نے  
 ش کو دن کو ترغیب دیا کہ اگر تم میری خبر بدینہ میں آئی تو اداں حضرت صلعم نے بربدہ ابن الحصیب سلمی کو اُنکا حال دریافت  
 کرنے کو بھیجا بربدہ آئے مگر خبر تحقیق لائے اور حضرت نے سامان جنگ کیا کہ بربدہ ابن حارث کو خلیفہ مقرر کیا اور علی مرتضیٰ یاسرین  
 اکبر کو علم دار مہاجرین گردانا اور سعید بن جبہ کو علم دار انصار اور عمر بن خطاب کو مقدمہ الجیش قرار دیا اور تشریف لیچے اور  
 اہل بیت المؤمنین سے حضرت عائشہ اور ام سلمہ ہر گئی تھیں اور اس لڑائی میں اکثر اہل نفاق بھی بطبع غنیمت ہمراہ چلے راہ میں ایک جاسوس  
 بنی مصلطہ کا ہاتھ لگا تو اُسکو پکڑ لیا اور حال پوچھا اُس نے بالکل انکار کیا تب حضرت عمر نے دھمکی دی اُس نے سب حال کھول کر کیا  
 لہذا حضرت کے پاس لیگے وہ جاسوس سخت کلامی اور درشتی سے بیت اگر آباد ہوتا تو مقابلہ ہو حضرت عمر نے اُسکو قتل کیا یہ مشہور  
 ہوئی اور مشرکوں کو اطلاع ہوئی وہ سب خوف سے منتشر ہو گئے بعض مشرک باقی رہ گئے اور لشکر اسلام مریسج پر زمین ہوا  
 مشرک مقابلہ پر آئے حضرت رحمۃ اللعالمین نے حضرت عمر سے فرمایا کہ اُنکو نصیحت کر کے دعوت اسلام کو حضرت عمر نے تقیہ حکم کی  
 انھوں نے ایک بھی نصیحت نہ سنی تب مسلمانوں نے اول تیر دن سے مارا پھر حکم کیا سب مشرک بھاگے آخر گرفتار ہوئے ہکین  
 دس مشرک لے گئے اور اس طرف ایک آدمی شہید ہوا جب لڑائی ہو چکی تو ابو الفضلہ طامی بنا بر اخبار فتح و نصرت جانب مدینہ با سکینہ  
 ردانہ ہوئے اور ایک شخص بنی مصلطہ کا بطور غریب ایمان لایا اور اُسکے میلان خاطر کا یہ سبب تھا کہ اُس نے لڑائی کے وقت کھڑا تھا  
 اچھ لوگ اہل حق گھوڑوں پر سوار مسلمانوں کی مدد کو آئے ہیں یہ حال دیکھ کر اُسکو یقین ہو گیا کہ دین اسلام سچا دین ہے اور  
 جو میری بہت حارث ابن ابی صرار کا بھائی ایسا ہی حال ہوا کہ لشکر اسلام کی شوکت دیکھ کر کفر سے متنفر ہوئی اور اسکی خبر امین  
 الدینہ اسپرہ کرم کیا کہ جب جویریہ غنیمت بن امیہ اور سلمان بن جہین حضرت نے اُسے نکاح کیا اور آزادی اُنکی انکا امر ہوا بعد  
 اُسکے مسلمانوں نے تجویز کیا کہ حضرت صلعم کی بی بی سکریہ کو زندہ کرنا مناسب نہیں ہے اس واسطے زیادہ سو عورتوں سے آزاد  
 کر دین اس غزوہ میں اُنھیں عمن مدینہ سے غنیمت رہی ہے اور مال غنیمت سے حکم حضرت خمس نکالا گیا اور باقی لشکر میں تقسیم کیا گیا  
 اور اسی سال میں حضرت صلعم نے زینب بنت جحش سے کہ حضرت کی بھوپھی کی بیٹی تھیں اور لازماً ابن حارث کے نکاح میں تھیں  
 بعد اُطمان و انقضاء غزت کے حکم مالک حقیقی نکاح کیا اور اسی سفر میں مابین سنان بن جہنی و جہاد بن سعید غفاری کے  
 جو عمر بن خطاب کا بوجہ دار تھا نزاع واقع ہوئی کہ سنان اور جہاد نے اپنا اپنا دھول کو میں دالا اور دونوں کے دھول کیسے تھے اتفاقاً  
 ایک دھول گر پڑا اور دوسرا نکل آیا دونوں حقیقت سنان کا تھا جہاد نے کہا میری دونوں جھگڑا پر ایسا شک کی جہاد نے سنان کو اہل بیت  
 مارا کہ خون بہ نکلا سنان پکارا ہا لا انصار را لا یخرج اور جہاد چلا آیا انکا نالہ لقاقرشیں ہر مہاجر و انصار کے لوگ تیار ہو کر دوڑتے ہوئے  
 کہ فساد برپا ہو کر مہاجرین سے بعض شخص خاص نے سنان کو سمجھایا سنان نے دو گڈوں کی عبد اللہ بن ابی سلول منافق بھی اپنے بار و سہیت











وہ خوبی حالات صدیقہ سے واقف ہو گئی کہ وہ شب و روز افواہ کی خدمت میں رہتی ہر اس کلام سے بھی حسرت تمام  
علی مرتضیٰ کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ علی مرتضیٰ خوب جانتے تھے کہ بریرہ کے کلام سے حضرت صلح کو ٹکین ہو گی اور ایسا ہی  
ظاہر بھی ہوا مگر حضرت صدیقہ اس زیادہ میں خود سال تحقین اس قبیحہ کو نہ پہنچیں اور اسی باعث سے انکو ملال ہوا اچھا  
حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت صلح بعد دریافت حال بریرہ سے مسجد میں تشریف لگے اور میرے چڑھ کر یہ حدیث  
فرمائی کہ اے مسلمان کے گروہ کون ایسا میرا ہم درہم جو دریافت کرے کہ بدلے اس مرد سے جسکی باعث اید او تحلیف  
میری گھڑالی بی بی کو پہنچی سو خدا کی قسم نہیں جانا میں نے اپنی بی بی کو مکر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جو  
نہیں جانا میں نے مکر نیک وہ تو میری بی بی پاس کبھی نہ جاتا تھا میرے ساتھ کے سوا اسے پس سعد بن معاذ نظر آؤ سنے کہا  
یا رسول اللہ میں بدل لینے کو تیار ہوں اگر تمہارا تھوڑا سا ہمارے قوم سے ہو تو میں اُسکی گردن ماروں اور اگر دوسرے قوم سے  
یعنی خزرج سے ہو تو صیبا ارشاد ہو ویسا کریں تب سعد بن عبادہ سردار خزرج نے اپنی قوم کی پیچ سے کہا کہ اے ابن معاذ زیادہ گویا  
کرتا ہے ہمارے قوم کے پر تیرا کچھ مقدور نہیں اور اپنی قوم کی تو بھی حمایت کر گیا پھر اسید بن حصیر سعد بن معاذ کے چیرے بھائی نے  
کہا اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گویا کرتا ہے قسم خدا کی ہم تمہارے کو قتل کرینگے کیا تو منافق ہو جو منافقوں کی حمایت کرتا  
الغرض قریب تھا کہ گشت خون ہو حضرت نے سب کو چپکا کیا صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں بیٹھی روتی تھی کہ حضرت  
تشریف لائے اور میرے نزدیک بیٹھی اور فرمانے لگے اے عائشہ تیرے حق میں ایسا ایسا نہ ہو اگر مگینا ہو تو قریب تہ  
خدا تیری پاکدامنی بیان کر گیا اور اگر تو نے گناہ کیا ہے تو بکر اس واسطے کہ جب بندہ نے توبہ کی تو خدا گناہ معاف کرتا ہے جب  
حضرت صلح کلام تمام فرما چکے تو میرے آنسو ٹھم گئے میں نے اپنے باپ سے کہا کہ تم حضرت کی بات کا جواب دو وہ بولے میں  
نہیں جانتا کیا جواب دوں پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تم اسکا جواب دو انھوں نے بھی کچھ جواب نہ دیا تب میں نے  
حضرت سے کہا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ اس بات کی خبر آپ کو ہوئی اور میں بھی ہوں اگر میں یوں کہوں کہ اس عیب سے میں پاک  
ہوں تو آپ کو یقین کا سیکو ہو گا اور اگر نہ کر دہ گناہ اقرار کروں تو حضرت سچ ہی جانیگے اب میرے حال کے مطابق بات  
یوسف کے باپ کی یہ نصیحتیں علی الصفا علی الصفا یعنی اب صبری اچھا ہے اور اللہ کی مدد چاہیے تمہاری باتوں پر  
بسبب غم کہ حضرت یعقوب کا نام زبان پر نہ آیا اسلئے یوسف کا باپ کا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اپنی حقیقت ایسی جانتی تھی  
کہ میرے حق میں قرآن نازل ہو گا بلکہ یہ گمان تھا کہ میرے معاملے میں خواب کی طور پر حضرت کو اطلاع ہو گی لیکن  
اللہ کی کریمی کہ آپ وہیں تشریف رکھتے تھے کہ وحی نازل ہوئی تو آپ نے ہنس کر فرمایا اے عائشہ خدا تعالیٰ نے تمہارا  
پاک دامنی اور صفائی نازل فرمائی اور سورہ نور کی آیتیں ان لایزین جاوا بالافک صبتہ تکم آخر کو ع تک پڑھ سنائیں میں تم کو آئی  
بجالاتی میرے باپ نے کہا اے عائشہ اٹھ حضرت کی قیام کو اس وقت میں غصہ میں تھی میں نے کہا میں نہ اٹھوں گی اور نہ تعریف کروں گی میں نے اپنی  
تعریف اور شکر کروں گی جسے میرے حق میں قرآن نازل کیلئے قیامت تک پڑھا جائیگا فائدہ اس حدیث سے کہی قائلو سنا ہے ہر اہل حق

کوئی بے گناہوں کو تخت لگاتا ہو وہ آخر کو فضیحت ہو تا ہو اور پاک لوگوں کی پاکی زیادہ ثابت ہو جاتی ہو دوسرا یہ کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بد کہا آئے مقرر حضرت کو رنج دیا اور منافقون میں معدود ہوا تیسرا یہ کہ علم غیب سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں کیونکہ ایک ماہ کامل حضرت کو تردد رہا لیکن بدوین خدا کے بتلائے حقیقت حال نہ کھلی چوتھا یہ کہ جو کوئی شخص لغو ذبات اس برادرت منصوصہ قطعیہ میں شک کرے وہ باجیغ اہل اسلام کا فہر حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کسی نبی کی بی بی نے زنا نہیں کیا ہی یا سچو ان یہ کہ قرعہ ڈالنے کی اصل کتاب اور سنت سے ثابت ہو لی چٹھایہ کہ جب کوئی شخص اپنا وقت ہو یا عزیز کسی اہل فضل کی برائی کرے تو اسکو مکروہ جانے جس طرح مسطح کی والدہ نے کہا سواتو ان یہ کہ تفضیل اہل بدر کی اس حدیث سے بھی ثابت ہوتی ہو آٹھواں یہ کہ عورت کو اپنے والدین کے گھر جانا بلا اجازت خاوند کے نہ چاہیے تو ان یہ کہ استشہاد اور استفسار عورتوں سے امور عارضہ میں جائز ہی جس طرح حضرت نے بریرہ سے پوچھا کہ اس حدیث میں مذکور ہو اور دوسری حدیث میں استفسار کرنا زنیب بنت جحش اور ام ایمن باور اسامہ سے مذکور ہو انھوں نے بھی پاک دامن حضرت عائشہ کی بیان کی ہو سواتو ان یہ کہ بد کہنا متعصب بالباطل کا جائز ہی جس طرح سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے فرمایا کیا تو منافق ہو جو منافقون کی طرف داری کرتا ہو گیارھواں یہ کہ حسن ادب وقت غضب کے یوں لازم ہو کہ مہربانی معمولی کم کر دے تاکہ دوسرا معلوم کرے کہ یہ شخص ہم سے ناراض ہو جیسا حضرت نے حضرت عائشہ سے کیا بارھواں یہ کہ جو امر جدید خلاف ہو تو آئین عقل سے دریافت کرنا ضرور ہو چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید اور علی مرتضیٰ اور عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان سے دریافت کیا سب لوگوں نے پاک دامن حضرت صدیقہ کی طاہر کی فائدہ ایسے حالات کے واقع ہونے میں معاملات انبیاء اور اولیائیں بہت حکمتیں بتائی ہیں بعض شہر و حنجاری میں قصہ انوک کی حکمتیں شمار کی ہیں ازراجملہ یہ معاملہ سبب ہوا نزول تعریف حضرت عائشہ کا قرآن میں دوسرے جو مصیبت مسلمانوں پر ہوتی ہو وہ موجب ثواب اور رفع درجات ہوتی ہو تیسرے یہ کہ حال مومنین کا ایسے معاملات میں کھل جائے اور اللہ کے بیان سے واضح ہو جائے کہ مسلمانوں کی شان ایسے معاملات میں مقتضی اس بات کو ہو کہ کہن سچانک ہذا بہتان عظیم یعنی پاک ہو تو یہ بڑا بہتان ہو اور گمان نیک رکھیں اور کہیں یہ بات ہمارے زبان پر لائے گی نہیں اور یہ بات کھلی کھلی جھوٹ ہے جو سچے یہ کہ ہمیشہ بگناہ کو ذریعہ تسلی ہو کہ جب جناب مطہرہ سے پاک دامن پر لوگوں نے نہمت لگائی تو ہماری کیا حقیقت ہو یا سچو ان یہ کہ ایسا مصیبت زدہ باقتدا سے حضرت عائشہ صبر جمیل کرے اور اللہ سے مدد مانگے فائدہ اس نہمت میں عبداللہ بن ابی بن سلول



بانی فساد تھا اور حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ کہ حضرت صدیق کے خالائی بہن کا بیٹا تھا اور حمزہؓ اُخت  
 زینب بنت جحش اور سکی شریک مٹی اور بعض زید بن رفاعہ کو بھی شریک مفسدہ مکتے میں انھیں لوگوں کو انتخاب  
 نے انہی انہی در سے حد قذف کے مارے بالجلد حب پاکہ انہی ام المؤمنین میں قرآن نازل ہوا اور حضرت  
 صدیق اکبرؓ نے پڑھا تو صدیقہ کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اب مسطح کی خبر گیری نہ کرو لگا امد صاحب  
 نے اسکی سفارش فرمائی کہ سورہ نور میں ارشاد ہوا اولایاتہا اولو الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا والی القبر  
 والساکنین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفو الیہم الا تجون ان لیغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم یعنی  
 قسم نکھائیں بڑائی واسلے تم میں اور کشایش واسلے اس سے کہ دین رشتہ داروں کو اور محتاجوں کو  
 اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہے معاف کریں اور درگزر میں کیا تم نہیں چاہتے  
 کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان جب یہ آیت نازل ہوئی تو صدیق نے قسم کھائی کہ  
 آپ مسطح کے تقد احوال میں قصور نہ کرو لگا اس مقام سے کیسی بڑی فضیلت صدیق اکبرؓ کی نکلی جبکہ اللہ نے  
 بڑائی والا فرمایا پھر جو کوئی انکی بڑائی نہ مانے وہ اللہ ہی سے جھگڑے کہ اُسے کیون فضیلت دی اور  
 اسی سال میں موضع مصلح میں وقت معاودت غزوہ مصلح سے پانی نہ ملا تب حکم تیمم نازل ہوا اور کیفیت  
 یون واقع ہوئی کہ اس سفر میں پھر گلے کا مار حضرت صدیقہ کا گم ہو گیا اور سکی تلاش میں توقف ہوا اتفاقاً دریا  
 پانی نہ تھا اور وقت نماز آگیا تو اصحاب ملول ہوئے اور صدیق اکبرؓ سے شاکہ ہوئے وہ حضرت صلح کے  
 پاس آئے انتخاب صلح اسوقت عائشہؓ کی گود میں استراحت فرماتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے  
 عائشہ کو طعنہ دیا اور ناراض ہو کر غصے میں ایک ہاتھ تیرہ وار تھپکھاہ میں مارا لیکن عائشہ صدیقہ نے  
 بلحاظ بیداری رسول اللہؐ خیش نہیں فرمائی پھر انتخاب از خود بیدار ہوئے اور یہ حال شکر جناب اتھی  
 میں متوجہ ہوئے فی الفور حضرت جبریلؑ کی مدد سے ان کو تھپکھاہ میں لایا اور ان کو تیمم دیا اور ان کو صلح کے  
 اصحاب کو اجازت تیمم فرمائی اور تمام آیت یہی وہ ان کو تم صریح اور علی سفر اور جا را حد منکم من الغائط ولا تسم  
 الت ولا تلم تجدوا ما را ایتیمو اصعبا فاسموا ابو جہم وایدیکم منہ یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا ایسا ہی کوئی شخص  
 تم میں جائے ضرور سے بالگا ہو جو رتوں سے پھر نہ پایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر مل تو اس سے منہ  
 کو اور ہاتھوں کو دیاں سے شہر و قایہ میں ہو کہ جو چیز زمین کی جنس سے ظاہر ہو او سپر تیمم درست ہی  
 حسب طرح مٹی ریت پتھر سرسہ ہر تال اور جو چاندی اور سونا کھان میں کھلا ہو اہو او سپر درست نہیں  
 اور جو کھلا نہ ہو مٹی میں ملا ہو درست ہی بالجلد بعد اس واقعے کے اسید ابن حصیر نے کہا کہ یہ قائمہ جلیقہ  
 برکات صدق حضرت صدیقہ سے امت کو حاصل ہو اسی آخر نماز تیمم سے ادا کی گئی اور کرا

۱۰ فتح جامعہ  
 سکون ہون  
 زینب بنت جحش  
 چم سکون  
 چم سکون  
 زینب بنت جحش  
 سکون ہون  
 زینب بنت جحش  
 سکون ہون

کو چہ ہوا اور گلے کا یا رشتہ سواری حضرت صدیقہ کے نیچے مل گیا یعنی نہ ہے کہ یہ واقعہ دوسرا ہی اسکو واقعہ اول سے کچھ علاقہ نہیں تفصیل اسکی مولانا امین الدین محدث نے معالم الاسلام فی سیرۃ النبی علیہ السلام میں بخوبی فرمائی ہے من شار فلینظر الیہ القاص صاحب نے فرمایا کہ اگر بانی کا عذر ہو اور طہارت ضرور ہو تو زمین میں تیمم کر دیکھ کر پھر لو اپنے منہ کو اور ہاتھ کو پانی کا عذر تین صورت سے بتایا اور طہارت کا ضرور ہونا دو صورت سے ایک عذر کی صورت یہ کہ مرض ہو یا پانی ضرر کر تا ہو دوسرے یہ کہ سفر در پیش ہو یا پانی پینے کو رکھا ہی دور تک پھر نہ ملیگا تیسرے یہ کہ پانی موجود ہی نہیں اس تیسری کے ساتھ دو صورتیں طہارت کے ضرورت کی فراہم ہیں ایک یہ کہ شخص جائے ضرورت سے آیا وضو کی حاجت ہو دوسرے یہ کہ عورت سے لگا غسل کی ضرورت ہو اور تیمم کی شرطیں بھی معلوم ہوئیں یعنی جب تیمم پانی پر قادر ہو خواہ اس کے استعمال پر یا اس کے منہ سے یا اسکی دوری سے یا رستی اور ڈول کے گم ہونے سے یا اثر دھڑے درندے دشمن کے خوف سے تو تیمم کر دے اور یہ بھی آیت سے لگاکہ تیمم میں نیت کرنا فرض ضرور ہے کیونکہ تیمم قصد کو کہتے ہیں یہ حکم بالاتفاق ہے اور صیغہ کہتے ہیں روئے زمین کو خواہ مٹی ہو خواہ اور کچھ اس سے امام صاحب مٹی وریگ و پتھر پر اگرچہ اور سپر بخار نہ تیمم درست کہتے ہیں مگر شرط ہو کہ طہارت کامل ہو اسی پر ایک مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ جو زمین نجس ہو کہ جائے نماز او سپر پڑے پر تیمم نہ کرے اور تفرع کرنا تیمم کو پانی کے منہ سے پر دلیل ہے کہ پانی کی طہارت اصل ہے اور تیمم عوض ہے یہ بالا جماع ہے پر ہمارے نزدیک عوض مطلق ہے یعنی جس طرح پانی حدت کو زائل کرتا ہو ویسا ہی تیمم بھی لہذا جائز ہے کہ ایک تیمم سے کئی نمازین ادا کرے جب تک نہ ٹوٹے اور امام شافعی کے نزدیک عوض ضرور ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے پر حدت حقیقت میں رہ جاتا ہے لہذا ہر شخص کے لیے تیمم واجب کہتے ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ تیمم حدت اصغر حدت اکبر دونوں سے ہوتا ہے اور فقط منہ اور دونوں ہاتھوں کا ملنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبل تیمم پانی کا تلاش کرنا چاہیے اور پوچھا گیا کہ جو کھوڑا پانی غیر کانی وضو کو ملا تو استعمال کرنا واجب ہے کیونکہ واجد الماء ہے اور بدلیل اذا تمتم الی الصلوۃ کے قبل وقت کے تیمم نہ چاہیے پھر اسی سال کے سوال میں غزوہ خندق جبکہ غزوہ احزاب بھی بولتے ہیں واقع ہوا اس غزوہ کو موسیٰ ابن عقبہ نے سال چہارم ماہ شوال میں لکھا ہے اور ابن اسحق مطبوعی نے سال پنجم میں لکھا ہے اور اکثر اہل سیرا کے موافق ہیں لیکن بخاری اور دہلی الدین عراقی کا میلان بقول اول ہے کہ ذانی الموائسب اور معاند اس فقہ کا یون ہوا کہ حضرت مسلم نے جب یہودی نصیر کو نکال دیا تو وہ لوگ متفرق ہوئے چنانچہ حبیبی ابن خطیب و سلام ابن الحقیق اور کنادہ ابن الریح ابن ابی الحقیق اور یحییٰ بن قیس ابو اعمار باہلی خیر بن گئے اور بعد تو وقت چند روزہ

۱۰۰  
۱۰۰  
۱۰۰





میں حاضر ہوئے اور کچھ خیر پیش کی اور کہا کہ صدقہ ہو آپ نے فرمایا کہ میں صدقہ نہیں کھاتا مجھے حرام سمجھو دوسرے دن آئے اور کچھ لائے اور کہا کہ یہ دیر ہے آپ نے لیلیا اور ایک دن پشت پر جل کے ہر نبوت دیکھی اور فوراً مسلمان ہو گئے کیونکہ یہ علامات نبی آخر الزمان کی سنی تھی آپ نے حضرت سلمان کہہ کہ اپنی آزادی کی فکر کرو انھوں نے مالک سے اپنی آزادی کو بہ کتابت کماؤ سنئے چالیس ذوقینہ کہ ایک سو پانچ تولہ ہوتا ہے اور وزن مروج ہندوستان سے ڈیڑھ سیر ہوتا ہے بدل کتابت قرار دیا اور یہ شرط کی کہ تین سو درخت خرمن کے لگا دیں جب وہ تیار ہوں تب آزاد ہوں آنجناب نے اپنے ہاتھ سے درخت لگائے کہ اسی سال بار آور ہوے ایک درخت حضرت عمر نے لگایا تھا وہ نہ پھلا حضرت نے اوکھا کر پھیر لگایا وہ بھی پھلا اور بقدر ایک بیضہ کے سونا لوٹ میں آیا تھا وہ سلمان کو دیا سلمان نے کہا کہ چالیس اذقیہ ہنوگا حضرت نے دعاے برکت فرمائی تو وزن میں پورا ہوا وہ یہود کو دیکر آزاد ہوئے اور خدمت میں رہنے لگے قال البغوی ہذا اول شہید شدہ مسلمان الفارسی مع رسول اللہ وہو یومئذ عمر شریف انکی بروایت تین سو برس کی دیرواستہ از ثانی سو برس کی ہوئی اور بعض کے نزدیک حضرت عیسیٰ سے بھی ملاقات ہوئی واللہ اعلم اور آخر عمر میں مقصد کو پہنچنے اپنے ہاتھ کے کسب سے قوت کرتے تھے اور جو کچھ ملتا تھا اسے صدقہ کر دیتے تھے فضائل و مناقب ان کے احادیث میں بہت ہیں چنانچہ مدارج میں بعض فضائل مذکور ہیں پینتیس ہجری میں بمقام مدائن وفات پائی اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ کیا اور لو او مہاجرین زید ابن حارثہ اور لو او انصار سعد ابن عبادہ کو عثمان فرما کر بیرون مدینہ مہضت فرما ہوئے اور عبداللہ ابن عمر و زید ابن ثابت و ابوسعد خدری وبراہ بن عازب کہ سب نوجوان پندرہ پندرہ برس کے ہونگے ساتھ رکھا اور کم عمری کو واپس فرمایا کہ جمیع شکر تین ہزار کا تھا اور چھتیس گھوڑے تھے بعد اسکے بنی قریظہ سے کہ ہم عہد تھے پھاؤڑے و کدال و کورے بعاریت لیکے خندق میں مشغول ہوئے چنانچہ بعضے جانب شرقی مدینہ میں کھودنے لگے اور بعضے جانب شامی میں اور دوطرفین جو بسبب استحکام عمارت کے لائق حضرت تھین او کو چھوڑ دیا اور کھاد اٹھا رہ نصر میں دس دن اگر خندق کا کھودنا قرار پایا اور شکر پھاڑ کے نیچے آئے یعنی کوہ سلع پشت رہا اور خندق پیش رو اور جس وقت حضرت صلعم نے یہ تقسیم مابین مہاجرین و انصار فرمائی تو مسلمان فارسی میں نزاع واقع ہوئی مہاجرین کہتے کہ مسلمان ہمارے ساتھ ہیں اور انصار کہتے ہمارے ساتھ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھ کر فرمایا یا مسلمان منا اہل البیت چنانچہ مسلمان فارسی رضی اللہ عنہ پانچ گز طول و عرض میں ہر روز خندق کھودتے تھے ایک روز قیس ابن صعبہ کی نظر لگی تو مسلمان ہونے لگا



احوال طہرہ

ہوئے اگر پڑے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا فرمایا کہ قیس وضو کرے اور پانی لیکر ایک طرف سے  
جمع کر دے اور اُسی پانی سے سناں کو نہلاؤ اور طرف آب و نہال پست سلیمان پر ڈال دو چنانچہ یاروں  
نے ایسا ہی کیا تو سناں کو صحت ہوئی فائدہ حضرت استاد الاستاذ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہی اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب  
ہوتی اور جب کوئی تم سے دھلاوے تو دھو دینے اگر دفعہ نظر کے واسطے کوئی ہتھکنڈے درخواست کرے  
نہ دے دینے دھو دیکھے تو دھو دینا چاہیے کہ شاید تمہارے ہی نظر لگ گئی ہو اسکا بُرا ماننا عبث ہی اور  
قول جمیل میں ہے کہ جب نظر لگانا اور نظر کا لگانا ثابت ہو جائے تو اسکی نہ دھو دو و نہ دھو دو  
دو و نہ دھو دو پیر اور اسکی شرم گاہ کے دھونے کو کہ ایک برتن میں اور اس پانی کو چھڑکے جبہ نظر لگی ہو  
تو اسی دم اچھا ہو جائے امام مالک نے موطا میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
نظر لگانے والے کو اس طرح کے مانند کا حکم کیا ہے یعنی شرم گاہ وغیرہ دھونے کا اور روایت ہے کہ  
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا تو فرمایا اسکی ٹھنڈی مین کا لائیکا لگا دو  
تاکہ نظر نہ لگے شفاء العلیل میں ہے کہ اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو لڑکوں کے کالائیکا لگاتے ہیں  
سب اصل بات نہیں ہے واللہ اعلم میں کہ کالائیکا لگانا لڑکوں کے واسطے دفعہ نظر کے  
ترندی میں موجود ہے اور ایک عمل مجرب دفعہ نظر کا یہ ہے کہ ایک تالیاں میں پانی ہاتھ نہاپے اور اسکی  
پاس رکھے جو نظر زدہ کو رکھتا ہو پھر یہ غرمت پڑے اس نظر زدہ پر پھر اسی تالیاں کو دوسرے  
مرتبہ نہاپے اگر تین ہاتھ سے زیادہ ہو جائے یا کم تو معلوم کرے کہ نظر لگی ہے اور اسی عمل کو تین مرتبہ  
کرے نظر دفع ہو جائیگی اور طریقہ غرمت یہ ہے بسم اللہ و لا قوۃ الا باللہ تبارک و تعالیٰ بار پھر سورہ فاتحہ  
تیسرے بار پڑھ کر رکھے غرمت علیک ایہا العین الی فی فلان بن فلانۃ او فلانۃ بنت فلانۃ بفرع فلان  
و نہور غلطی وجہ اللہ باجری بہ القلم من عند اللہ الی خیر خلق اللہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
غرمت علیک ایہا العین الی فی فلان بن فلانۃ بحق اشہ ایسا براہیا اذ و نیا صباث ال شدای عز  
علیک ایہا العین الی من فلان بن فلانۃ بحق شدت بہت انتہت یا منقطع النجا بالذی لا یقوی  
علیہ ارض ولا سما و اخرجی بالفسس السور من فلان بن فلانۃ کما اخرج یوسف من المصیق وجعل لموسی  
فی البحر طریقا و الا فانت برئی من اللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ برئی منک اخرجی بالفسس السور من فلان بن فلان  
بالف الف فل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد اخرجی بالفسس السور بالف الف  
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و تنزل من القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ للمؤمنین و انزلنا هذا القرآن علی قلب

کہ تیرے خاشعاً مقصد کا من خشیۃ اللہ فاللہ خیر حافظ اور ہوا رحم الرحیم حبیب اللہ و نعم الوکیل و الاحول و الاقوۃ اللہ  
 العلی العظیم و علی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و سلم کتاب الحروف نے اس سے بار بار تجربہ کیا ہے حدیث  
 صحیح میں وارد ہے کہ اصحاب رسول اللہ صبح کے وقت حالت سردی و کمر سنگی میں خندق کھودتے تھے  
 چنانچہ رسول اللہ نے اونکا حال معائنہ فرما کر فرمایا اللہم العیش عیش الآخرۃ فاغفر الانصار و المهاجرۃ و  
 نے جواب دیا نحن الذین یا یوہا محمد اعلی الجہاد ما بقینا ابدار واد النجاری عن انس رضی اللہ عنہ اور عمر ابن عفون  
 سے روایت ہے کہ ہم اور سلمان و خدیفہ و نعان اور چچہ نصر اور چالیس گز خندق کھودتے تھے ہین شریک  
 تھے کہ دفعۃً ایک پتھر ایسا سخت نکلا کہ بھاؤڑے و کد ایان ٹوٹنے لگیں تب ہم نے سلمان سے کہا کہ  
 تم حضرت سے کہو اوسنے عرض کیا کہ آنجناب شریف لائے اور کدال ہاتھ میں لیکے اوس پتھر کو توڑا  
 تو ایسی روشنی ہوئی کہ مدینہ میں پھیل گئی گویا چراغ تھا اندھیرے میں اور حضرت نے تکبیر کہی اور  
 مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی پتھر تیرے ضربہ میں بھی ایسا ہی ہوا بعد اُس کے حضرت نے سلمان کا ہاتھ پکڑا  
 اور شریف لیچا سلمان نے کہا یا نبی اللہ بابی انت و امی میں نے عجیب معاملہ دیکھا کہ ہرگز نہ دیکھا  
 حضرت نے اور دن سے فرمایا تم بھی دیکھا ہے کہا یا رسول اللہ نعم فرمایا اول چمک میں تصور جبرہ  
 و دھاتیں کسری نظر پڑے جبریل نے کھاتھاری ادت کو سینکے دوسری بار تصور بارض روم نظر پڑے  
 جبریل نے کھایہ بھی سینکے تیسری بار میں تصور بمن دیکھ پڑے جبریل نے کھایہ بھی ادت تھاری  
 یا وہی گئی سو تم خوش ہو مسلمانوں نے کہا الحمد للہ موعود صدق و وعدنا اللہ بعد الحصر یہ سنکر منافقون  
 نے کہا کیا خوب شرب سے تصور جبرہ نظر آئے اور تم خندق کھودتے ہو دیکھیں کس طرح فتح کرو گے یہ  
 تو محمد کی دم بازی ہے عرض یہ تھی کہ محمد صلعم کہتے ہیں کہ دین اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلے گا  
 دیکھیں کیسے پھیلے گا یہ بیان رفع ضرورت کو بھی نکل نہیں سکتی ہوا نہیں کے حق میں سورۃ احزاب میں  
 فرماتے ہیں واذ بقول المنافقون واذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرور یعنی جب گھٹے گھر  
 منافق اور جبکی دونوں میں روک ہو جو وعدہ دیا تھا مگر اللہ و رسول نے سب فریب تھا فائدہ قطعاً اس پیشین گوئی  
 کا بخوبی ہوا یعنی ملک بین تو آپ کی حیات میں قبضہ میں آگیا مگر سبب ارتداد و مرتدین و دعوی نبوت ہوا  
 عیسیٰ کذاب اور عین خلل ہو گیا تھا کہ حضرت ابوبکر کے عہد میں دفع ہوا اور ملک شام و فارس میں فساد  
 عہد خلیفہ اول میں شروع ہو گیا تھا اور کچھ اہل اسلام کے قبضہ میں آگیا تھا حضرت عمر ابن خطاب  
 رضی اللہ عنہ کے خلافت میں تمام ملک بین و شام و فارس قبضہ اسلام میں آیا اور علامہ نبوی کے قول  
 پر کہ یہ قیل للہم الخ اس قصہ میں الی آخر الایہ سورۃ آل عمران میں نازل ہوئی ہے یعنی تو کہہ یا اللہ



مالک سلطنت کے تو سلطنت دے جسکو چاہے اور سلطنت چھین لے جس سے چاہے اور عزت دے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جسکو چاہے تیرے ماتھے پر سب غولیں ہی بیشک تو ہر چیز پر قادر ہوتے آئے رات کو دن میں اور تو لے آئے دن کو رات میں اور تو کمالے جتنا مر دے سے اور تو کمالے مر دہیتے سے اور تو رزق دے جسکو چاہے بے شمار فائدہ مسلمانوں کو اس میں تنبیہ کی گئی ہے کہ ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں کہجوں نہ کیجیو کہ یہ بہت بد بات ہے سو دیکھی ہی جانتے تھے کہ جو اول ہم میں بزرگی تھی وہ ہمیشہ رہیگی اور منافق نامعلوم ظاہر حال دیکھ کر بولے تھے کہ پیغمبر کی امت کو کہاں سے ایسا زور ہو جائیگا جو روم و شام فتح کرینگے اور دین انکا مشرق سے مغرب تک کس طرح پھیلے گا اور اللہ کی قدرت سے غافل تھے یہ نہیں سمجھتے کہ وہ قادر ہے جسکو چاہے عزیز کرے اور سلطنت دے اور سب سے چاہے چھین لے اور ذلیل کرے اور چاہے جاہلوں سے کامل پیدا کرے اور کاملوں سے جاہل اور جسکو دیا چاہے رزق بے حساب دے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوشک مدائن کی صفت بیان فرمائی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کھا والہ بھی صفت ہو صدقت یا رسول اللہ پھر فرمایا کہ بیان تک میری امت کا عمل ہوگا اور خزان کسٹھا اور قیصر راہ خدا میں صرف کرینگے سلمان فرماتے ہیں کہ والدین نے سب کا ظہور پایا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ان قصہ مسلمانوں نے چھ روز میں خندق کھودنے سے فراغت حاصل کی اور اہل و عیال حصاروں میں در آئے تب کفار گونسا رترش مع اپنے توابع کے جانب اُحد اگر آترے اور لشکر طفرہ پیکر اسلام جانب سلع اور دونوں کے چچ میں خندق جائے تھی بعد اوسکے ابوسفیان نے جی ابن اخطب سے دار بنی نضیر کو کعب ابن اسد افسر ہو دینی قریظہ کے پاس بھیجا اور بنی قریظہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد پیمان ہو گیا تھا کہ جب تک تم نقص عہد نہ کرو گے ہم تم سے کچھ تعرض نہ کرینگے سو نقص عہد کرانگے ارادے پر چلی ابن اخطب کعب کے پاس گیا دروازہ قلعہ کا بند پایا اس دشمن حق نے پکارا دربان نے کعب کو اطلاع کی اُس نے کہا کہ یہ شوم ہوا الفضول بنابر نقص عہد رسول مقبول آیا ہوگا کچھ جواب دینا ضرور نہیں ہے جب جواب نہ ملا تو اُس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ اے کعب میں جی ابن اخطب ہوں دروازہ کھولو اوسے کعب نے جواب دیا کہ تو نے بنی نضیر کو ہلاک کیا اب چاہتا ہے کہ اپنی شامت ہم پر ڈالے ہم تو کعبوں محمد سے نقص عہد نہ کرینگے جی نے کہا اے کعب میں عزت دینی لایا ہوں کہ سب اشراف مریش و کسانہ و غطفان حاضر ہوئے ہیں اور سب عہد پیمان کر چکے ہیں کعب تک استیصال محمد اور اصحاب محمد نہ کریں ہرگز نہ پھر بنی کعب نے کہا کہ تو عزت دینی لایا ہے بلکہ دولت لایا ہے ہلاک ہو جاؤ کچھ جنت

تجھے نہیں ہو اور تیرے قول پر ہرگز عمل نہ کرو لگا جب ابن اخطب نے یہ حال سنا تو فریب سے کہنے لگا کہ تو نے سینا فت کی خوف سے دروازہ بند کر لیا ہے اسے کعبہ تو نے بخل کب سے اختیار کیا تب تو کعب کو بڑا لگانا چار کعب نے دروازہ کھول دیا ابن اخطب نے جا کر ایسا باغ سبز دکھلایا کہ کعب ابن اسد فریب میں آگیا اور بولا کہ اگر مجھ نہ مارے گئے اور قریش میں غیر اپنے اپنے گھر چلے گئے تو ہم گرفتار ہو جائیں گے اوسنے کھا کہ اگر ایسا ہو گا تو میں تیرا شریک رہوں لگا تب تو کعب نے عہد نامہ رسول اللہ ﷺ طلب کر کے چاک کر ڈالا ابن اخطب خاطر جمع کر کے لشکر میں داخل ہوا اور قصہ نقص عہد نامہ بنی قریظہ بیان کیا اور کعب نے رئیس بنی قریظہ کو اطلاع کی زیریں ابن باطا اور نیاش ابن قیس اور عقبہ ابن زید وغیرہ رئیسوں نے ملامت شدید کی بعد اُسکے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو حضرت نے زبیر کو بنا بر تفتیش حال بھیجا مسجونوں نے اگر عرض کیا کہ بیشک بنی قریظہ اپنے قلعہ صاف کرتے ہیں اور مولیشی جمع کرتے جاتے ہیں یہ حال سن کر حضرت نے سعد ابن معاذ سردار اوس اور سعد ابن عبادہ سید انحرار کو روانہ فرمایا کہ تم جا کر سمجھاؤ اور اسکی ساتھ عہد اللہ ابن رواحہ اور خوات ابن جبیر کو بھی کر دیا اور بعض روایات میں اسد ابن حصیر کا بھی ہمراہ جانا ان حضرت کے ساتھ پایا جاتا ہے عرض ان لوگوں نے کعب ابن اسد سے ملاقات کر کے جو مراتب سمجھانے کے تھے ادا کئے ہر کچھ بھی اثر نہ ہوا چار سب اصحاب پلٹ آئے اور حضرت صلعم سے حال بیان کیا تو حضرت نے فرمایا احبنا اللہ و نعم الوکیل اور تم کبیر کہی مسلمانوں نے متابعت کی پس خبر نقص عہد بنی قریظہ پہونچی ہوئی اور غار بان اسلام سوچ میں تھے کہ یکایک لشکر کفار لگوں سار نمودار ہوا یعنی بنی اسد و عطفان و قریظہ و یہود مدینہ کے شرقی طرف سے کہ اونچی ہے اور قریش دکنانہ طرف مغربی سے جو نیچی ہے آئے کہ انکی کثرت و شوکت باضلاات سے بعضوں کے تیور بد تھے اور دل ہٹ کر کہنے لگے مسلمانوں نے سمجھا کہ ابکی مرتبہ نہ بچینگے اور منافق کہنے لگی کہ محمد تو کہتے تھے کہ خزانے کسری و قیصر کے تصرف کر سینگے یہاں پیشاب اور جاس ضرور کو بھی نکلنا دشوار ہے اور اسی اثنا میں اوس ابن قیس کی ایک شخص قوم بنی حارثہ کا اجتماع اپنے توابع کے کہنے لگا کہ سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے اب تمھکانہ رہنے کا کہاں ہو ہم تو جاتے ہیں اور بعض مسلمانوں نے یہ بہانہ کیا کہ ہمارا حملہ غالی ہے بلکہ اجازت ہو تو ہم جان کہ ہمارے گھر کھلے ہو سہارے ہیں حالانکہ یہ بات محض جھوٹ تھی کیونکہ جب حضرت صلعم لشکر کے ساتھ مدینہ باہر تشریف لائے ہیں تب مضبوط حویلیوں میں ناکے بند کر کے سب کے زبائے کر گئے تھے انہیں لوگوں کے حال سے اللہ صاحب سورہ انحراب میں خبر دیتے ہیں و اذ قال



طاقت یا اہل غیر ہا مقام کلم فار جوا و لیتا دن فریق منہم البقی یقیون ان سویتنا عورتہ و ما ہی لہو  
ان یریدون الافرازا یعنی جب کہنے لگے ایک لوگ اونہیں سے اور شہید والو یعنی مدینے والو کو ٹھکانا  
نہیں سوچھڑو اور رخصت مانگنے لگے ایک لوگ اونہیں بیٹی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں  
اور وہ کھلے نہیں پڑے غرض اور نہین مگر بھاگنا فائدہ اللہ صاحب نے اس حالت میں  
لوگوں کو خوب جانچ لیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو منافق اور مسلمان میں فرق بتلادیا اقصیٰ  
جو لوگ خراب ہونے کو تھے چلی گئے اور جنکو اللہ نے ایمان کا فرہ دیا تھا رہ گئے اور کافروں نے خندق کھیر  
لی مگر در آمدین تھے بنی نضیر یا چوبیس یا ستائیس دن یا ایک مہینے علی اختلاف الاقوال گھیر  
رہے کہ اہل اسلام پر نکلی ہوئی کان دون میں ایک روز نبی کریم نے مدینے پر بخون مارنے کا ارادہ کیا اور  
قریش سے اعانت چاہی یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی تو حضرت نے سلمہ ابن اسلم کو دوسو آدمی  
سے اور زید ابن حارثہ کو تین سو آدمی سے بنا بر حراست مدینہ طیبہ روانہ فرمایا اور ایام محاصرے  
میں عباد بن بشر عارس خمیر رسول مقبول تھے اور اہل شرک بہ قصد خمیر مبارک آتے تھے اور اصحاب  
باصفا تیر و پچھر سے انکو دفع کرتے تھے اور اس طرح سینہ سپر ہو جاتے کہ ہرگز خندق سے گزرنے نہ دیتے تھے  
اور ان دنوں میں کبھوں کبھوں خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض مواضع خندق پر حراست  
کرتے تھے اور اس غزوہ میں شعار مہاجرین یا خیر اللہ اور شعار انصار ہم لانیفرون تھا حضرت ام سلمہ  
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمے میں تھے آدھی رات کے وقت  
ایک شور عظیم برپا ہوا اور کہنے والا کہتا تھا یا خیر اللہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ سے باہر تشریف  
لائے اور پوچھا کیا شور ہے عباد بن بشر نے کہا یہ آواز عمر و ابن ود کی ہے آج شاید اسکی نوبت ہو  
لہذا حضرت صلعم نے عباد کو خبر لینے کو بھیجا وہ خبر لائے کہ عمر و ابن ود ایک جماعۃ مشرکین کے ساتھ  
ایا ہی اور تیر و پچھر سے ٹر رہا ہے حضرت صلعم مسح ہوئے اور سوار ہو کر تشریف لیگئے اور خوش خوش  
راپس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ نے شرک فساد کو فسخ کیا کہ زخمی ہو کر پلٹ گئے پھر حضرت  
صلعم سو رہے اور میں نے آواز منفس سنی دفعۃً پھر شور ہوا کہ حضرت چوٹے اور باہر گئے اور  
عباد بن بشر کو بھیجا عباد نے لوٹ کے عرض کیا کہ اب ضرار بن خطاب باجماعۃ مشرکین آیا ہے  
اور مسلمانوں سے لڑتا ہے چنانکہ حضرت صلعم مسح ہو کر کافروں کی جانب پھر تشریف  
لیگئے اور کافروں کو مار کے ہٹا آئے اس مرتبہ صبح ہوئی جب تشریف لائے تو فرمایا کہ بیست  
کافر زخمی ہوئے بھانگے بالجلد بسبب تکلیف محاصرے کے حضرت صلعم نے یہ مصلحت دیکھی کہ ایک تہائی





قریش پر کہ تجارت کو کیا تھا تفریق آپڑے کہتے ہیں کہ بچائش نفری تھی اور عمرو ابن عبدود نے سنا  
اُسکے مقابل ہو کر حملہ کیا سب بھاگے جب جنگ بدر سے زخمی ہو کر بھاگ گیا تھا تو اُس نے عہد کیا تھا  
کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام نہ لے لوں گا تیل سرین نہ ڈالوں گا سو اُس نے مبارک پتھر  
مقابل میں طلب کیا سب لوگ خاموش ہو رہے مگر امیر المومنین امام الاشجین علی مرتضیٰ شیر خدا  
کرم اللہ وجہہ نے لشکر سے نکل کر فرمایا کہ یا رسول اللہ مجھ کو ارشاد ہو تو میں اس کافر سے لڑوں حضرت  
مسلم نے جواب نہ دیا پھر عمرو نے مبارک زنا لگا علی مرتضیٰ نے پھر یہی اجازت چاہی لیکن حضرت نے  
جواب نہ دیا تیسرے بار عمرو نے یوں آواز دی کہ اے مسلمانو! کیا تم لوگوں میں کوئی بھی اس لائق  
نہیں ہے جو میرے سامنے ہو تب حضرت اسد اللہ نے کہا یا رسول اللہ بیشک مجھ کو اجازت دیجئے  
کہ میں اس گستاخ بے صوفی کے مقابلہ پر جاؤں تب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ  
کو ذوالفقار اپنی نجشتی اور زرہ مبارک اپنی پہنائی اور اپنی بگڑھی سر سے بندجوائی اور فرمایا اللہم  
اعنہ علیہ اور یہ بھی فرمایا کہ یا اکتی عبیدہ ابن حارث کو تو نے جنگ بدر میں لیا اور حمزہ ابن عبد  
کو غزوہ بدر میں یہ علی مرتضیٰ میرا بھائی چچا کا بیٹا ہی فلا تذرانی فردا وانت خیر الوارثین بعد اسکے رخصت  
کیا کہ علی مرتضیٰ پیادہ پایا بیست و جلال عمرو ابن عبدود سے مقابل ہوئے وہ مرد و گھوڑے پر سوار تھا  
سو اول حضرت علی مرتضیٰ نے اُس کو دعوت اسلام فرمائی اُس نے قبول نہ کی پھر کہا اے عمرو  
تو بیٹ جا اُس نے یہ بھی قبول نہ کیا اور کہا کہ قریش کی عورتیں مجھ کو نہ سینگیں اور کھینگی جیسا کیا ویسا ہی  
ہوٹ آیا تب حضرت امیر نے فرمایا اگر نہیں پھرتا تو مقابلے پر آمادہ ہو یہ بات سن کر عمرو ہنسا اور  
کہنے لگا اے علی نوجوان لڑکے ہو میں تم پر کیا ہاتھ ڈالوں مجھ کو تم سے یہ گمان نہ تھا کیونکہ تمہارے  
باپ سے اور مجھ سے کمال محبت تھی اے علی میں نہیں چاہتا کہ تمہارا خون کروں اور تم کو بہا دیروں  
کہ مقابلہ کی طاقت نہیں دیکھتا حضرت امام الاشجین نے فرمایا کہ اے عمرو ابن و دین چاہتا ہوں  
کہ تجھ کو قتل کر کے اللہ کو راضی کروں سو وہ کافر لگ بگولا ہو گیا اور غصے کے مارے گھوڑے سے اتر کر  
ایک آؤ زاری اور تلوار میان سے لیکر ایک دار اسد اللہ الغالب پر کیا کہ حضرت نے سر پر کا  
کہ سپر کاٹ کے ہلکا سا زخم سہ مبارک پر پہنچا جب اُسکے جانب سے تقدیم ہوئی تو خباب  
علی مرتضیٰ حیدر کرار نے بھی ایک دار ذوالفقار کا کیا کہ سراسر کافر نابکار کا زمین پر گر حضرت  
امیر نے اللہ اکبر کہہ کر یہ حال دیکھ کر ضرر و عکرمہ و ہیرہ و نوقل دوڑے مگر ضرر حضرت امیر کو دیکھتے  
ہی بھاگا اور ہیرہ ذرہ مقابل ہو کر ہلکا سا زخم کھا کر مع عکرمہ چل دیا اور نوقل دور ہی سے حضرت

کو دیکھ کر سہکا تھا لیکن گھوڑے نے خندق میں گر دیا مسلمانوں نے فرصت پا کر پیچھے ورتے مار لیا یہ حال بین نوافل کتون کی طرح چلاتا اور کہتا تھا کہ اے مومنوں کوئی اچھی مار سے مارو ہر چند کہ سنگسار کتون کے مناسب حال تھی لیکن اوسکی درخواست کے موافق جناب امیر نے ایک تلوار اوسکی کمزین ماری کہ آتش غوغا آب شمشیر سے بجھ گئی ابوسفیان اس حال کو دیکھ کر گھبرا یا اور کافروں نے سردار کی سر اسبکی سے تقارے فرار کے نچا دیے اور موضع عقیق میں منزل کی اور عسکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی واضح ہو کہ اس لڑائی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مجروح ہوئے ہیں حال اُسکایہ ہوا کہ جب ضرر وغیرہ نے حضرت علی مرتضیٰ پر حملہ کیا تو شکر اسلام سے زبیر ابن العوام و عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مدد کو نکلے کہ انکے پہنچتے پہنچتے حضرت شیر خدا فتحیاب ہو چکے تھے اور ضرر اربھا جاتا تھا حضرت عمر اوسپر لپکے تو ضرر دھوکھا دیدر نہار خواہوں کی صورت بنا کر انکی طرف پلٹا اور نزدیک اگر حضرت عمر کے ایک نیزہ مارا کہ حضرت عمر مجروح ہوئے روایت ہی کہ موضع عقیق سے مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس درخواست بھیجی کہ لاش عمر و ابن ود اور نوافل کی اگر بھیجنا منظور ہو تو ہم لوگ قیمت دینے کو حاضر ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہکو جنم ناپاک کی قیمت درکار نہیں یوں ہی اٹھو ادبی جائن سو وہ لوگ دونوں لاشیں لینگے فائدہ اس فتح کا سارا سبب ظاہر ہی یہ تھا کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے خدا کی فضل سے عمر و ابن ود کو مارا جس سے کفار کی کمر ٹوٹی اور اسی لڑائی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہی مبارزۃ علی ابن الخطاب یوم الخندق افضل من اعمال اتی الے یوم القیامۃ یعنی غزوہ خندق میں علی کی بہادری و شجاعت تمام امت کے اعمال سے بہتر ہے یعنی جمیع امت کے اعمال شجاعت و مردانگی سے جو غزوات فی سبیل اللہ میں قیامت تک اٹسے وقوع میں آویں گے اولسے علی کی بہادری جو بروز خندق ہوئی ہو افضل ہو بالجمہ اوس دن تو کفار بھاگے مگر دوسرے دن پھر سب قبائل جمع ہو کر آئے اور خندق سے چپٹ گئے کہ رات تک مقابلہ بنا اور نماز عصر و ظہر و مغرب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی قوت ہوئی جب قتال سے فراغت ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں نمازین باذان و اقامت و جماعت فضا و افرامین کذا فی روضۃ الاحباب میحج تجارتی میں ہو کہ جب نمازین قضا ہوئیں تو حضرت صلعم نے کافروں کے واسطو بد دعا کی ملا اللہ بیوہ تم و قبور ہم نارا کما شغلونا عن صلوٰۃ الوسطی حتی غابت الشمس یعنی بھرے اللہ اونکے گھروں اور قبروں میں آگ جیسا بازار رکھا مخفون نے ہکو نماز عصر سے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوا حضرت شیخ عبدالحق شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ترد و جنگ اور تیر اندازی میں چار نمازین فوت



ہوئیں کہ او عین نماز عصر بھی تھی سو حضرت نے بنا بر بیان زیادتی تفضیل عصر کے یوں ارشاد کیا اور عقاب  
دنیا و آخرت کی دعا کی پوشیدہ نہ رہے کہ اس مقام پر حضرت نے کافروں کے حق میں دعاے بد فرمائی  
اور جنگ احد میں کیسی کیسی تکلیفیں کافروں سے وجود مبارک کو پہنچیں پھر حضرت نے دعاے بد  
د فرمائی تو سبب یہ تھا کہ اس مقام پر حق اللہ کا فوت ہوا تھا اور وہ ان اپنے نفس کا حق فوت ہوا تھا  
سو حضرت نے نہ چاہا کہ اپنے نفس کے واسطے کافروں کے حق میں دعاے بد فرماوین فائدہ اس  
حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ وسطیٰ صلوٰۃ العصر ہی اور یہی قول اکثر علما و صحابہ و تابعین اور ابو حنیفہ  
واحمد رضی اللہ عنہم کا ہوا اور تادری کہ ایسے شافعیہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ مذہب شافعی بھی یہی فائدہ صلوٰۃ  
فائزہ میں اختلاف ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مسلم نے روایت کی ہے مفہوم ہوتا ہے کہ کوئی نماز  
فوت نہیں ہوئی صرف نماز عصر تاخیر ادا ہوئی اور حدیث عمر ابن خطاب رضی اللہ علیہ سے جو بخاری نے  
روایت کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نماز عصر کی فوت ہوئی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد غروب  
شمس قبل ادا صلوٰۃ المغرب ادا فرمائی اور موطا سے دریافت ہوتا ہے کہ نماز ظہر و عصر دونوں فوت  
ہوئیں اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ چار نمازیں فوت ہوئیں چنانچہ انام نو دی رحمۃ اللہ علیہ نے  
لکھا ہے کہ بشارتِ صحت روایات جمع ہیں روایات یوں ہو سکتا ہے کہ ایام متعددہ میں ہر ایک ان نمازوں سے  
ضرورتاً یا نیا تا فوت ہوئی ہوگی جسے جیسا دیکھا روایت کیا اور اس وقت تک نماز خوف شروع  
نہوئی تھی اور بسبب شغل لڑائی کے فرصت بھی نہ تھی بالکلہ الکی بار کافر لوگ تو خندق سے چپے تھے اور جانتے تھے  
کہ ہم غالب آئے مگر عنایتِ الہی کی یہ اعانت پہنچی کہ رات ہی کو اللہ جل شانہ نے ہوائے مشرقی  
نہایت تیز و تند بھیجی کہ کافروں کے خیمے گر پڑے اور گھوڑے چھوٹ گئے اور آگ بجھ گئی کہ کسی شخص  
کو روٹی نصیب نہ ہوئی اور ایسا رعب غالب ہو گیا کہ تمام لشکر کافروں کا برباد ہو کر بھاگا آہن بھاس  
رضی اللہ عنہ سے بخاری میں روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا نصرت بالصبا و اہلک عادی بالبور  
معالم القریٰ میں کہ اسی رات میں تکبیر ملا کہ اتنی بلند ہوئی کہ ہر سردار قبیلہ مارے خوف کے پکارتا تھا کہ اے  
بنی فلان ہمارے پاس آؤ اور اسی ہوا کا ذکر اللہ صاحب سورۃ اعراب میں فرماتے ہیں یا ایہا الذین امنوا

اذکر و انتم اللہ علیکم کم اذ جاءکم جنود فارس لنا علیہم رجاء و جنودا لم تروا و اذ کان اللہ بما نعملون  
بصیر ایضاً ای ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب آئین تم پر فوجیں بھیر رہے تھے بھی آپ  
ہوا اور وہ فوجیں کہ نہیں دیکھتے تم انکو اور ہوا اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا روایت ہے کہ اس غزوہ میں  
فرشتے اللہ کے لڑے نہیں صرف واسطے تربیب کے آئے تھے حدیث ابن النعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ یہ رات نہایت سرد تھی اور اب بھی تھا اور میں چلی ہوا تو بڑی تکلیف ہوئی اسی حال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص آج کی رات کافرون کی خبر لاوے اُسکو اللہ صاحب قیامت کے دن ابراہیم خلیل اللہ کی زناقت میں رکھے گا کوئی شخص نہ اٹھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی آج کافرون کی خبر لاوے اُسکو اللہ بروز شرمیر ارفیق کرے تو بھی کوئی شخص نہ اٹھا اور بسبب شدت سردی کے خبیثش کی آخر کار مجھ کو طلب فرمایا تو میں حاضر ہوا اور بسبب سردی کے کانپ رہا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے میرا کلام نہ سنا میں نے عرض کیا کہ سنا تو تھا مگر جاڑے کی شدت سے اور مجھ کو کھ کی بیباکی اور حدت سے قدرت جواب نہ پاتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اپنا میرے منٹھ اور سر پر ملا اور فرمایا کہ قبیلہ قریش میں جا اور دیکھ تو وہ لوگ کیا کر رہے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ جب تک میرے پاس پھر نہ آوے کسی سے کلام سخت نہ کرنا اور کچھ دست برد نہ کرنا حد لقمہ کہتے ہیں کہ حضرت کے دست مبارک کی برکت سے میرا لرزہ جاتا رہا اور بہت بندھی چلتے وقت میں نے مسکرا کر حضرت سے عرض کیا کہ ایسا نہوشہ کہ لوگ مجھے گرفتار کر لیں حضرت صلعم نے فرمایا خاطر جمع رکھو تو گرفتار نہو گا اُسکے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یون دعا فرمائی کہ اَللّٰهُمَّ اَحْضَنْ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہِ وَعَنْ شَمَالِہِ وَمِنْ فَوْقِہِ وَمِنْ تَحْتِہِ یہ دعا حضرت نے واسطے رفع میرے خوف کے فرمائی تھی سو بالکل خوف جاتا رہا اور میں مسلح ہو کر خندق سے نکلا تو ایسا معلوم ہوا تھا کہ حمام میں چلا جاتا ہوں اور سردی کا نام بھی نہیں تھا یہاں تک کہ لشکر قریش میں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ شدت ہوا سے خیمے گرے پڑے ہیں اور آگ بجھ گئی ہے دیکھیں جو ہوں سے نیچے پڑی ہیں اور پھر وڑے جاتے ہیں اور گھوڑے چھوٹے پھرتے ہیں غرض عجیب پریشانی تھی کہ بیان سے باہر اور ابوسفیان کا یہ حال تھا کہ خیمہ سے باہر کھڑا ہوا آگ سے تاپتا تھا سو میں نے اپنا تیرکان سے جوڑا تاکہ ابوسفیان کو ماروں جو مارتا تو اوسکا کام تمام ہو جاتا مگر ارشاد حضرت یاد آیا کہ لا تحذرن شیئا حتی ترجع الیٰ سویمین نے اپنا تر ترکش میں رکھ لیا اور ایک شخص کے پہلو میں بیٹھ گیا یکایک ابوسفیان پکارنے لگا کہ ہوا کی شدت ہو اور سب احباب لشکر برباد ہو جاتا ہے چاہیے کہ سب لوگ اپنے اپنے جلیں کا ماتھے پکڑ لیں سو میں نے مبادرت کر کے اپنے جلیں کا ماتھے پکڑا اور پوچھا تو کون ہو اسنے کہا سبحان اللہ بن فلان ابن فلان نہیں ہوں تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ شخص قتیبہ بن نوازل سے ہے بعد اُسکے ابوسفیان بولا کہ یہ معاملہ بیٹھ ہی اول نبی قرطبہ نے اختلاف کیا دوسرے یہ آفت پڑی ہے کہ دیکھتے ہو سو بیان سے نکل جانا بہتر ہے پھر سب لشکر نے کوچ کیا میں چلا آیا اور وقت ابوسفیان اپنے اونٹ پر سوار ہوا وہ بندھا تھا اسنے حرکت نہ کی حالانکہ تین مرتبہ اسنے مارا اور جب غفلت



قریش کے بھانجے کا اہل سنتا تو وہ بھی اپنے گھر کو بھاگے میں حضرت علی علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوا تو آپ نماز میں تھے جب باہر آئے تو میں نے بشارت دی کہ حضرت علی علیہ السلام نہ ہنسنے سے اور ندان مبارک چمک اٹھے کہ انی لعالم خریف فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک آدمی کو لیا ہے کہ تم تھاکر اس کے بعد کچھ کچھ سواری مجھے معلوم ہوئی لیکن حضرت نے مجھے اپنے پاس لایا اور اپنی چادر مبارک کا ایک گوشہ اٹھوایا اور پاس مبارک میرے سینہ پر رکھا کہ مجھے ایسا آرام ہو کہ میں صبح تک سوتا رہتا ہوں کہ وقت حضرت نے یہ فرما کر چمکا یا کہ تم باقران و ابن احق فرماتے ہیں کہ قریش کے شرکوں کا نکلنا مدینہ منورہ سے اس طرح ہے کہ انہیں مسعود بن عمر غطفانی نے قریظہ ایمان لے لے اور حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! تک کوئی آدمی میرے ایمان لانے سے خبر رکھتا ہے جو میں چاہوں کہ مسکتا ہوں سو آپ جو کچھ ارشاد کریں بجا لاؤں حضرت نے فرمایا کہ ان کا فردن میں کسی طرح تصرف نہ کرنا چاہئے نعم! کہا مجھے انہوں نے کہ جو کچھ میں چاہوں کہ میں حضرت نے اجازت دی اور لا با الحرب خد غمی لکری فی ربہ و اہل فیہ جو کچھ گناہ میں ملے تو اب وہ ان ہندوینہ خلاف عہد کرنا دشمن سے اور کافر سے بھی جائز نہیں ہونے میں انہوں نے قریظہ پاس گیا اور کہا کہ مجھ کو تم دوست مانتے ہو یا دشمن؟ ہم تو دوست مانتے ہیں نہ یہ کہ تم قریش کے مقابلہ کو آئے میں دیکھتا ہوں کہ تم ان کے معین ہو ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ کام تمام چھوڑ کر ان میں سے ہوں اگر تم اس پر ہونے قریظہ کے کچھ صلاح کیا ہو تو تم نے کہا جب تک قریش کے لوگ بغیر ان قریش کو اول دن میں امانت کرو ورنہ وہ لوگ اپنے لوگوں کے سب سے امانت کریں گے نہیں تم کو چاہیے کہ اصل کٹھے ہو گئے ہی قریظہ نے یہ صلاح پسند کر لی فائدہ اول سے کہتے ہیں کہ کسی سردار کی اولاد یا قریب کو کوئی بادشاہ یا امیر اپنے پاس لے آجیال سے کہ وہ شخص بخیال نبی اولاد یا قریب کی مخالفت کرے پھر تعزیم ان سے مطمئن ہو کہ ابو سفیان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے خارج سے سنا ہے کہ نبی قریظہ نقص عہد سے کہہ کر سخت پشیمان ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس پشیمانی کو دفع کریں تو انہوں نے آدمی محمد بن عباس بھیجا کہ تم تمہاری رضامندی کے واسطے کہ لوگ شرافت قریش غطفان کے ایک اولاد کرتی ہیں جو وقت اول تمہارے پاس بھیجینگے کہ تم ان کو قتل کرنا پھر ہم بھی تمہارے مددگار ہو کہ قریش سے ٹھیکے سو یہ بھی نشانہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی ہوئے ہیں بلکہ میں نبی قریظہ کی مجلس میں تھا جب وہی پلٹ کر آیا تھا سو میں نے دیکھا کہ انہوں نے قریشی قریظہ سے کچھ آدمی طلب کریں ہرگز نہ ہرگز نہ دنیا نہیں تو خطا کھاؤ گے اور نبی قریظہ کا ارادہ اس غدر پر ہم ہو گیا ہے آئندہ تم کو اختیار نہ ہو کہ یہ یہ راز افشا نہ ہو نہ باد سے میں نے صرف دوستی و اخلاص سے تم کو مطلع کر دیا ہے ابو سفیان وغیرہ ان قریشی نے کہا کہ ہم ہرگز یہ بات کسی سے نہ کہیں گے بعد ازاں تعزیم قبیلہ غطفان میں انہیں لے گئے اور ان سے کہا کہ میں تمہارا دوست ہوں اور تمہاری قوم میں بھی ہوں سو تم کو اطلاع کرتا ہوں کہ نبی قریظہ کا یہ ارادہ ہوا اور وہی تفسیر ابو سفیان سے کی تھی بعینہ ادا کی اور یہ قصہ ماہ سوال میں جمعہ کے دن واقع ہوا بعد اس معاملہ کے ابو سفیان نے حکم میں ابی جہل وغیرہ قریش کو جمع کر کے غطفان نبی قریظہ کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ یہاں بہت روز راقم کو گذرے اور انٹ گھوڑے بہت مر گئے اور تکلیف مشافہ ہوئی آج کی رات سب لوگ سو رہے اور راجح کے وقت بالاتفاق مجھے پر حملہ کر دینی قریظہ نے کہا کلمہ شہدہ کا وہی ہم تو اس دن کچھ کام نہیں کرتے پر ہوں اس شرط پر کہ تم نے اپنے آدمی انہوں نے اپنے قوم کے ہمارے سپرد کر دے کہ شاید تمہارے چلے جانے کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر چڑھے تو ہم آپ آدمیوں کے سب سے

اعانت تو کو کہ عکرم غیرہ نے نوٹ کرنی قریش کی گفتگو میان کروی قریش غطفان بوسے کہ نعیم کا کام چاہتا ہوں کہ یہود سے کلمہ بجا  
 کہم تو اپنے آدمی کو نہ کرے تمہارا جی پاسے مدد ہماری کو کیا نہ کو جب بھی قریش کو یہ جواب ملا تو کہنے لگی نعیم نے سچ کہا تھا آخر نبی قریش  
 اور قریش میں اختلاف پڑ گیا اور قریش کی چولین یصلی ہونین یہ تو طاس ہر تدریر کا گر ہو گئی تھی رات کو پورا ہوا تمام شکر کو بر باد کر دیا  
 اور قریش غطفان غیرہ بھاگے اور حضرت رسول خدا صلعم کو فتح عظیم ہوئی تب حضرت نے فرمایا کہ اب قریش مجھے لڑنے نہ آدینگے میں نے  
 چڑھ کر جان لگا کر یہاں تک کہ فتح ہو ا فائدہ اس پیشین گوئی کا تصور بخوبی ہوا کہ پھر کوئی کافر چلے کر نہ آیا ہوا دیات صحیحہ جو ہر جا  
 کہ اس غزوہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن برابر سجدہ فتح میں بیٹھ کر دعا مانگی تیسرے دن حضرت کی دعا قبول ہوئی اور آپ کی  
 پیشانی مبارک پر آثار فرح و سرور نمودار ہوئے اور قبولیت کا نشان ایک لڑکی ہو کر قریش غطفان وغنی قریش میں پھوٹ پڑی تھی  
 یہ ہوا کہ اللہ نے قریش مجھے انھوں نے خیموں کی ٹھانیں کاٹ ڈالیں مین اوکھا ر دین آگ بجھا دی ہوائے زور کیڑا کا کافر نہ کو سوا سے  
 بھاگ جائے کہ نہ سوچا فائدہ اس غزوہ میں محاصرہ کی حالت میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی کھل لینی ہاتھ کی رگ میں جب ان  
 بن النور کے ہاتھ سے تیر لگا اور خون بہت نکلا سعد نے جاننا کہ اب زندگی مشکل ہوئی تو دعا کی کہ یا ائی اگر تیرے رسول کو قریش سے اور بھی  
 مقدر ہو تو مجھ کو زندہ رکھ تاکہ میں مقابلہ کروں اور جواب لڑائی مین ہوگی تو اس تیر کو سب شہادت کرے لیکن اتنی نعمت سے کہ نبی قریش  
 کا حال آگاہ رہے کہ کادیکھوں آنحضرت خون بند ہو گیا بروز چار شنبہ نسبت ایوم ولست چہارم ولقدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلوس  
 فرماے مدینہ ہوئے اور اہل مدینہ نے مبارکبادیاں دیں اسی سال میں غزوہ تبی قریش ہو کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
 ہو کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ اہزاب سے لوٹ کر داخل مدینہ ہوئے تین تو وقت ظہر تھا حضرت نے اپنے خیمہ کے کوسے اور غسل فرمایا  
 دفعہ ایک شخص نے باہر دروازے سے سلام کیا کہ آپ جلدی سے چلے میں پیچھے پیچھے دروازہ کھٹکی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھٹکی چھوڑ کر  
 آگ و دھواں پر سوار کئے ہیں اور آگ کے دھاتوں پر گر رہی ہے حضرت سے باقی کہ تیر میں اور حضرت ابی جہاد سے اگلی گرد جھڑپ تان  
 پھر وہ چلے گئے اور حضرت مگر میں آئے اور فرمایا کہ یہ حضرت جبریل سے تھے غزوہ نبی قریش کی تحریف کرنے آئے تھے اور حضرت ابن عباس  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب حضرت نے غزوہ اہزاب سے مراجعت فرمائی اور داخل مدینہ ہوئے تو بعد رفع کدورت سفر نماز ظہر میں  
 مشغول ہوئے پس ان فرخت حضرت جبریل علیہ السلام نے اگر کیا رسول اللہ آپ نے بتیار کھول گئے اور ملا کہ اب تک سلام کئے ہیں  
 جلدی سلام ہو چکے اور نبی قریش پر لڑش فرمائی کہ میں بھی چلتا ہوں اسی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو ارشاد  
 کیا کہ تو پکار دے کہ کوئی شخص نماز عصر ادا نہ کرے مگر نبی قریش میں اور علی رضی اللہ عنہم کو علم دار کیا اور پیش پیش روانہ فرمایا اور خود بتیار  
 سچ کر خیف نام کو عرب پر سوار ہوئے اور عبداللہ بن مسعود کو خلیفہ مدینہ فرما کر قبولیت پہلے بھیجے سے اور لوگ حاضر ہوئے صحیح  
 بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ میں نے کو جب نبی خیم میں حضرت جبریل کے سروں کی گرد دیکھی تھی بالیہ حضرت راہ میں تھے  
 کہ عرصہ کا وقت آگیا تو بعضوں نے جب مغموم تھا بر غایت وقت ملاحظہ مبالغہ نماز عصر ادا کر لی تو بعضوں نے مطابق ظاہر حکم کے نبی قریش  
 میں تھپا پڑی اور حضرت نے دونوں پر زجر مین فرمایا فائدہ جب حضرت کے اصحاب نے نماز عصر کے پڑھنے میں حدیث سے دو مطلب



سمجھے کہ بعض نے علیؑ پر حدیث پر عمل کیا اور بعض نے قیاس کیا اور سب کا لایا ایسے ہی مجتہد لوگ بعض جگہ قرآن و حدیث کے کئی طرح  
 مطلب سمجھتے ہیں اور سب حق پر ہیں اہل سنت و جماعت اماموں کی مذہب کو حق جانتے ہیں اور جو بعض ناواقف کہتے ہیں کہ کیوں لایکین  
 صحیحی میں اختلاف کیا اور چار مذہب ہیں سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ نادان ہیں اختلاف میں کچھ حرج نہیں حضرت کے  
 رد و رد ایسا اختلاف اصحاب میں ہوا اور حضرت نے درست رکھا فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطا و اجتہاد میں ہر شخص  
 نہیں ہوتا و نہ وہ میں سے ایک بیشک غلطی تھی اور آپؑ نے عقاب نفرمایا تا رہنے والے حنفیہ کی شاہین اور قضا کرنے والے شافعیہ کے  
 جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری العسائرازل بنی قریظہ میں داخل ہوئے اس وقت تین ہزار اصحاب اور چھتیس گھوڑے  
 لشکر و فوج کے تھے پس علیؑ رضی اللہ عنہ نے خالی ہونے قلعہ کے نزدیک پہنچا علم نصرت قائم کر دیا اور اصحاب قلعہ گھیر لیا اور پھر  
 روز بروز گھیرے رہے باچار بنی قریظہ نے ناشائستہ قیس کو بھیجا اور درخواست کی کہ تم کو اذن ہو تو تمہاری جنس جس طرح نبی نصیر علیؑ کے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا بنی قریظہ کہ جو میں حکم دوں بجا لاؤ جب یہ جواب ملا تو کعب بن اشرف نے اشرف قوم سے بلا کر کہا کہ تین  
 باتوں میں ایک بات اختیار کرو اول یہ کہ اس پیغمبر کی حقیقت از روی تورات تم پر ظاہر ہو چکی ہے تیسری کہ ایمان لاؤ و دوسری اعمال اطفال کو  
 قتل کر ڈالو کہ بدعت سے دلیل نہ ہوں تیسرے کلمہ شہید کا دن ہو یاں سلام بھی ہم سے بل خوف ہونے کو تم لوگ جمع ہو کر غفلت میں ٹوٹ  
 پڑو اشرف بنی قریظہ نے کہ او میں جی اب خطیب بھی تھا ایک بات بھی قبول نہ کی مگر ایک اور سرکارہ اپنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں  
 بھیجا کہ ابو لبابہ بن اسد کو ہمارے پاس بھیج دیجیے تو تم کچھ مشورہ کر لین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لبابہ کو بھیجا انہوں نے بھی صلاح  
 دی کہ موافق حکم پیغمبر کے عمل کرو تمہارے حق میں بہتر اور انگشت سبابت گردن کا اشارہ کیا یعنی یہ کہ سب کو قتل کر دینے کے آخر بنی قریظہ  
 قلعہ سے نکلے اور محمد بن مسلمہ نے کہ پیغمبر سکون میں محاذ فتح لایم و ہم یہ حکم رسول مقبول ان کے ماتھ گردنوں سے باز رہے اور عبد اللہ بن مسلمہ  
 عیال و اطفال اسباب نکال کر جمع کیا اور یوں نے کہ آیا رسول اللہ آپؑ بنی قریظہ کو ہمیں بخش دیجیے جس طرح یہودی قبیلہ خزرجیوں کو بخش  
 تھے فرمایا اگر تم راضی ہو تو ان کے مقدمہ میں ایک شخص بطور حکم مقرر کیا جائے جو کہ اسے اسی پر راضی ہو جاؤ کہنے لگے ہم راضی ہیں فرمایا سعد بن  
 معاذ جو کچھ کہے وہ کیا جائے اور ان دنوں سعد بسبب جراحات کے مدینہ میں تھے سو ان کو طلب کیا جب ان کی آمد کی خبر گرم ہوئی اور یوں نے استقبال  
 و اغزاز کیا اور کہا آپ کو رسول اللہ بنی قریظہ کے معاملہ میں پہنچا کر کیا ہو اور یہ لوگ جانتے قسم حلیف ہیں اور حربا با شافعیہ میں ملے معاویہ بن ابی  
 سفیان نے یہودی قبیلہ کو ان کے اہل بیت کو ان کے اہل بیت کے ساتھ لایا ان کے کلام سننے ہوئے چلے آئے اور اب دیتے تھے تھرا تھرا کی حد سے تھلاؤ ہوئی ان کے  
 ابن معاذ نے کہا کہ یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ میں خدا کی راہ میں ملامت اختیار کروں تب وہ یوں کونا ایسی ہوئی اور دریافت کر گئے کہ  
 ابن معاذ لا ریب تھا کہ حکم فرمائے انقضیٰ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ مجلس باک سرور کا ثبات میں حاضر ہوئے اور جملہ اور سب کے ان کو  
 تعلیم و توفیر سے تارا اور اتھاس کیا کہ ان کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدمہ بنی قریظہ میں حکم کیا ہے سعد نے کہا تم میرے حکم پر راضی ہو  
 کہنے لگے راضی ہیں بعد از ان سعد نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ جو لوگ اس طرف ہیں وہ میرے حکم پر راضی ہیں حضرت صلعم نے فرمایا اگر تم  
 حکم پر راضی ہیں تو حکم صادر کرتے سعد ابن معاذ نے کہا کہ انکی جو تین اور اطفال غلام غنائم جائیں اور جمیع رجال جوان و بوڑھے قتل

کے جانیں اور جو کچھ مال اسباب ہو غازیوں مسلمانوں میں تقسیم ہو تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ حکم خدا کا ہے یا اللہ تعالیٰ ہی قریظہ کہہ رہا ہے چھ  
 ورنہ تپے نکت سود و روایت صحیحہ نو سو تھے مع جمعی بن خطیب حاطہ بن نجار میں کہ مشہور مجرب و نبٹ الحارثی وقت کے گئے اور بار بار دین میں کیا غار  
 کھودا گیا اور علی بن ابیطالب و زبیر بن ابیوام نے سب کو قتل کیا صرف ثابت بن قیس بن ثمالس منت حمایت زبیر بن ابیطالب سے اس وقت قتل  
 نہیں ہوا اور حضرت صلعم نے اس کا خون معاف کیا تھا لیکن جب اس نے سنا کہ عام قوم قتل ہو گئی تو اس نے خود روزہ است قتل گذرائی آخر کار وہ بھی  
 مارا گیا اور جو تین مہمبیاں غلام کئے تھے گئے اور ایک ہزار اونسو قبضہ شمشیر اور تین سو تیرہ ہزار شمشیر اور پانچ سو سپاہ اور دس ہزار اسنو  
 اور دس دیگر مال اسباب اور اخذ جس کے غازیوں اسلام تقسیم کیا گیا اور سچے عورات بچاؤ نہایت عمدہ و تقیبا سے ملکات میں تصرف کیا اور بعض  
 کو بچہ لڑھکن بن عوف اور عثمان بن عفان نے خرید لیا اور بعض جانب شام یا بیج ہمراہ سعد بن زید انصاری اشجلی کے روانہ کی گئیں بعد ازاں  
 ان جناب علی اور علیہ سلم مدینے میں تشریف لائے اور پندرہ دن بعد ابوبابہ کے ماتھے ستون مسجد سے کولے اور کیفیت اس واقعہ کی یونہی کہ ابوبابہ  
 ابیطالب بن عبدالمطلب نے فریاد کیا کہ جب اس قوم میں گئے تو ان لوگوں نے فرما شروع کیا کہ ابابہ ہم کیا کریں ابوبابہ نے کہا جو پیغمبر خدا فرماویں اسکو سچا حال  
 اور اپنے ماتھے سے حلقوم پر اشارہ کیا کہ اسے جاؤ گے یہ کہ ابوبابہ سوچے کہ یہ تو خیانت واقع ہوئی لہذا بالابا لاسیہ میں آئے اور بار بار قبول تو کیا  
 اپنا ستون مسجد سے باندھا اور کہہ دیا کہ غیورقت غار کے کیوقت کوئی نہ کھولے یہاں تک کہ میری توبہ قبول ہو یہ خبر حضرت صلعم کو پہنچی تو فرمایا کہ  
 اگر ابوبابہ میرے پاس چلا آتا تو میں اس کے لیے استغفار کرتا ہوں کہ ابوبابہ نے کہا جب تک اس کے توبہ قبول نہ ہو مجھے چاہیے تیرے شانہ زری کے بعد  
 یہ ہوا کہ حضرت رسالت تاب صلعم صبح کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رونق افروز تھے وقتہ ستم فرمایا ام سلمہ نے سبب جو چھ فرمایا تو ابوبابہ  
 کی قبول ہوئی ام سلمہ نے کہا میں خبر کروں فرمایا اختیار ہوا ام سلمہ نے راز و مخبر سے ابوبابہ کو خبر دی اہل مسجد نے چاہا کہ ماتھے کھولیں ابوبابہ نے  
 کہا جب تک حضرت صلعم دست مبارک سے نہ کھولیں گے ہرگز نہ کھولواؤں گا آخر ان جناب نے صبح کی نماز کے وقت اپنے ماتھے سے کھول دیا روایت  
 کہ اس عرصہ مدید میں خبر ابوبابہ بھرے چند منہ میں ڈال دی تھی اور کچھ کھانا پینا نہ تھا اس باعث سے توت سمجھ و بصیرت قربان ہو گئی تھی  
 فائدہ اس غرور میں ایک عورت بھی لڑی گئی تھی اور حال یہ ہوا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس بھی تھی  
 وقتہ گیسے نکار کہ فلانیہ کہاں ہے اس نے کہا یہاں ہوں بھڑھڑہتی ہوئی اٹھی اور کہنے لگی مجھے قتل کے واسطے بلاتے ہیں تب میں بولی  
 کہ عورت کو نہیں بلاتے ہیں تیری شخصیت کیا ہے اس نے کہا میں اپنے شوہر سے کال محبت کرتی تھی جب محاصرہ شدید ہوا تو میں نے کہا افسوس  
 یا مہرقا گئے اور میں تیرے بغیر زندگی نہیں چاہتی اس نے کہا مجھ عورتوں کو نہ مارے گا اور جو تو دعویٰ محبت صادق رکھتی ہو تو ایک جہم  
 اہل اسلام قلعہ کے سایہ میں ہوا و نہ چلی جائے اہل سے تاکہ انہیں کوئی حرجے اور تو اسکی عرض مقول ہو میں نے ویسا ہی کیا کہ خدا و ابن  
 سوید ابن ثعلبہ شہید ہوئے اسے عائشہ اسکی قصاص میں مجھ مارنے کے لیے بلاتے ہیں حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ مجھ کو غنی اسکی نہیں  
 جو رہی کہ باوجود قتل یعنی کسی سورت بھی روئے مایہ کی سے مردی کو دہر وصال ہمارے خوشتر از زندگی ہزاران بارہ نام اس عورت کا بتا  
 تھا اور حکیم علی کی عورت بھی فائدہ روایت صحیحہ ثابت ہو کہ بعد فیصلہ سے قریظہ سعد بن معاویہ نے آئے اور اسی نرم سے روانہ قلعہ  
 اور حضرت کو لال ہوا اور شہین آواز بلند ہوئے اور ابوبابہ سے سلوۃ حجازہ آنحضرت پیادہ بالیقین تک ساتھ گئے اور انکی قبر سے بوی شک



آئی تھی عمر سنیس آری کی ہولی اور وقوع فتح غزوہ بنی قریظہ اور قلعہ مدینہ میں ہوا بروایت اہل کتب میں اور تین شخص ناریان اسلام سے تسمیہ  
اور اسی سال میں حج فرض ہوا بروایت سال ششم میں دبر روایت سال نہم میں بروایت سال ہم میں مگر بعض اہل سیرکت میں  
کہ وہ تین برس حضرت نے حج کا حکم دیا اور خود وہ تین برس ہجری میں لو کیا پھر جو لوگ فرصت حج کے سال ششم میں قانس میں وہ کہتے ہیں  
کہ آیتہ التواضع والحق وہ سال ششم میں نزل ہوئی اور حج فرض ہوا اگر اس کا کہ استطاعت میں داخل تھا موجب تاخیر واقع ہوا اور فریق  
ثانی کہتے ہیں کہ کتب انھوں میں برس تم ہوا اگر سال ششم میں حج فرض ہو گیا ہوتا تو حضرت اسی سال میں حج ادا کرتے کا حکم دیتے تو تین برس  
کیونہ موقوف رکھتے اور آیت مذکورہ فرضیت پر دلالت نہیں کہتی بلکہ حج و عمرہ ملائے برہنہ جب کہ فرضیت حج شروع ہو جائے تو ایسا کرنا  
اور اسی سال میں صلوة الخوف مشروع ہوئی اور سورہ بقرہ میں کہ یہ فان خضتم فربا لا اور کیا نازل ہوئی یعنی اگر تم کو ڈر ہو تو ساری  
پیرہ بویا سوار خفی نہ ہو کہ غلط خون عالم ہو یعنی خون دشمن یا میل دوزخ و غیرہ کو شامل ہو اور لایق آیت سے نکال کر یہ سارے غیر قبلہ و غار  
ہو اگر تین تو اعادہ نہیں ہو اور صاحب ہدایہ نے اسی تہ سے استدلال کر کے کہا ہے کہ جب بہت ڈر ہو تو نماز ادا کر تین سوار علیحدہ علیحدہ اور  
کرو ع و سجود کا اشارہ کرو تین جہتوں میں جب کہ غار و خون قبلہ پر ڈر کر تیرہ المصنعات سے کہ دادا کنت نہیں فاقمت لہم الصلوۃ الخ سے  
نماز خوف کا باجماعت ادا کرنا جائز حکمتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ نماز خوف حضرت صلعم کے بعد بھی باجماعت رست ہو کیونکہ انتخاب کو خطاب ہوا تھا  
خطاب ہوا طریق جماعت کا بالتفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے اور مختصر یہ ہے کہ فوج دو حصے ہو جائے ہر حصہ نصف نماز میں شریک ہو  
اور نصف جدی چلے جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہی اور اس وقت نماز میں آمد و رفت کرنا اور سلاح دوزخ و سپر میں کھانا دینا  
اور اگر اتنی فرصت نہ ملے تو جماعت کو موقوف کرنا چاہیے تنہا پڑھ لیں پادہ و سوار یا اشارہ اور اگر اس قدر بھی فرصت نہ ملے تو غباراں  
یا اور اسی سال میں نماز خسوف مشروع ہوئی اور خسوف قمر واقع ہوا اور اسی سال میں حضرت صلعم گھر سے گئے  
ران مبارک میں جوت الکی کو بیچ خون دولت سے باہر تشریف لائے اور نماز جمعی قاعدہ ادا فرمائی اور اصحاب نے اقتدا بھی بالقعدہ کا  
بعد ازاں اقتدا کرنا قاعدہ منع ہوا چنانکہ مرض موت میں آنحضرت نے بیٹھ کر امامت فرمائی اور اصحاب نے گھر سے ہو کر اقتدا کی اور جب سال ششم ہجری  
ہوا اور تین مہینے غزوہ بنی قریظہ سے گزرے تو غزوہ بنی لہستان کو مکملام و سکون محلہ ہوا اور سبب تو یہ ہوا کہ ان میں داخل  
فرما دیا کہ کویر معونہ پر شہید کیا تھا اس پر انجناب کو رنج تھا اسی کے انتقام کو تشریف لے چلے جادوی عنان کے قریب پہنچے تو شہید کر  
حق میں دعا فرمائی اور قوم حیان خبر شکر پیغمبر کے بھاگی مرفہ و دون آنحضرت و مان رہے جب مراجعت فرمائی تو قیر والدہ اپنی پر تشرف بھیجا  
روئے اصحاب بھی روئے اس غزوہ کو صاحب تہذیب اہل نعل و لبخ نے سال پنجم میں لکھا ہے اور شیخ عبدالحی محمد نے سال ششم میں ہوا  
میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مع دشمن فرسواروں کے قیدی میں لانا دیکھا اور اترہ شکر اسلام قریش کے ہوئے چنانچہ حضرت صدیق اکبر  
و مان سے بلا حارب ہوئے تب حضرت صلعم نے جو عیدینہ فرمائی مدت حبسیت چودہ شب روز ہوئے بعد ازاں کے بعد اس نے تین فرسواروں سے  
جماعت بنی کر ان کا لباس فریبہ میں کہ فریبہ عورت دیکھتا ہے جو میں میل مدینہ سے واقع ہو چکے تھے اور وہ فقیراں برسے مگر وہ بھاگے صرف چھ نفر  
کا فرار سے گئے اور ایک سو پچاس اہل قنس اور تین ہزار کر باریان مانتھے تین کہ حضرت نے بعد ازاں غنیمتیں فرمائے اور مدت سفر انیس دن

تاریخ اسلام

تاریخ اسلام

تاریخ اسلام

لی تھی اور سبب یہ ہوا کہ ایک جامعہ بنی کر کے موضع مذکور میں یہ فساد برپا کیا تھا کہ جو مسلمان اس طرف سے نکلتا اس کو بطور نہر فی ما بینہ تھے جو اس کے  
 پہلے غزوہ غابہ نبین مجریہ تھی وہاں واقع ہوا اور اس کے غزوہ قرقہ پہلے تھے قاف درازا حملہ بھی کرتے ہیں اور سبب  
 یہ ہوا کہ عیینہ ابن حصین فراری میں جا لیس نصر سواروں کے موضع غابہ پر آیا وہاں بنی اوس و ثنیان تھے وہ حضرت کعبہ بن ابی جریہ تھے ان سے ہانک لین  
 اور محاذ کو قتل کیا ابو ذر عتاری بھی انھیں اور مثنون پر تھے ان کا بیٹا بھی مارا گیا وہاں سے قریب تر سلا بن کوغ اور رباح غلام غیر بھی  
 موجود تھے سوا بن کوغ نے رباح کو بنا بر اخبار روانہ کیا تب حضرت مسلم مدینے سے پانسو سوار لیکر سوار ہوئے اور علم اسلام مقدس کو دیا اور  
 ابن ابی کثرہ کو خلیفہ فرمایا صحیح بخاری میں سلا بن کوغ سے روایت ہے کہ مدینے سے قریب کئی کوس پر حضرت کی اوسیان چرائی برتھیں مجھ کو خبر ملی  
 کہ قوم عطفان پکڑے لے جاتے ہیں سو میں نے مدینے کے جنگل میں تین مرتبہ قیق باری کہ لوگو دوڑو کوئی نہ آیا تب میں ان کے پیچھے اکیلا دوڑا  
 یہاں تک کہ انکو پا گیا اور میں تیر مارنے لگا اور یوں کہتا تھا کہ انا بن لا کوغ آج کچھ تین کے موت کا دن ہو سوا انکو پانی پینے کی فرصت ملی  
 اور میں نے سبب انھیں چھین لین اور ہانک لیا پھلا راہ میں حضرت مسلم ملے کہ سوار لیے ہوئے آتے جاتے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ  
 بیاسے میں میں نے انکو پانی نہیں پینے دیا سو آپ جلد جائیں تب حضرت نے فرمایا اپنی چیز ملی اور تو غالب آیا اب درگزر جانے دے وہ  
 اپنے قوم میں کھاتے پیتے ہوئے پھر حضرت مدینہ کو لوٹے اور سلا کو ردیف گردانا روایت ہے کہ جب سلا نے اوسیان جانب مدینہ ہانک یں تب  
 کانفرن کا تعاقب کیا اس وقت عیینہ ابن بدر فراری ہو کر آیا کہ وہ لوگ جانب سلمہ پھرے اس طرف بھی انھیں اُسیدی و ابو قتادہ و مقداد و مثنون  
 سوار آگئے کہ سب کافر بھاگے مگر انھیں ابو عبد الرحمن بن عیینہ بن حصین سے باہم نیزہ چلا عبد الرحمن مجروح ہوا اور انھیں شہید پھر ابو قتادہ  
 عبد الرحمن کو بھی مارا اس غزوہ میں حضرت مسلم نے فرمایا نیزہ سنانا الیوم ابو قتادہ و خیر جاننا سلمہ اور سلا کو پیا دے و سوار کا حصہ یا بخاری  
 سلمہ میں ہے کہ یہ غزوہ تین روز بیشتر غزوہ خیبر سے واقع ہوا مگر اہل سیر نے قبل حدیہ لکھا ہے اور بعض کترو دیک ہی غزوہ میں آنحضرت گھوڑے سے  
 گرے تھے اور اسی سال میں عکاشہ بن عمر بن مہملہ و تحقیف کان ابن مہملہ و کعبہ بن مسکون حملہ فتح صحابی اسد پر واقع ہوا کہ کا شہید ہوئے  
 موضع خیبر میں کہ کعبہ بن عمر کے تو بنی اسد کے گھر جاتے تھے نجاش بن وہب ایک دیوی کو پکڑ لائے اسے امان پائے مولیٰ تبتلادیے کہ دو سو اونٹ  
 ایک کھیر نہ کو آئے اور اسی سال میں محمد ابن مسلمہ سے بنی ثعلبہ بنی ثعلبہ پر جو پیش ملی پر مدینے سے موضع ذی القعین میں کہ فتح قاف و تیشہ  
 صحابی رہتے تھے پیچھے گئے رات کو پہنچے اور شیر اندازی ہوئی تو دس مسلمان شہید ہوئے اور محمد ابن سلمہ کو مجروح ایک مسلمان کندھے پر لایا  
 تب حضرت نے ابو سعیدہ ابن الخراج کو بنا بر انتقام جان لیس آدمیوں سے روانہ فرمایا انکی پہنچے ہی سب کافر بھاگ گئے مولیٰ انکے ہاتھ  
 لے گئے اور اسی سال میں زید ابن حارثہ جانب بنی سلیم پیچھے گئے سودہ موضع جموم پر کہ قریب بطن شملہ واقع ہے پہنچے اور انھیں  
 چند شہر کون کو گرفتار کیا اور کچھ مولیٰ پکڑ لائے اور اسی سال میں دوسری مرتبہ زید کو موضع عیش میں کاوان قریش پر کہ شام سے  
 آتا تھا شہر سوارن کے روانہ کیا انھوں نے زید کو گرفتار کیا اور اس کا اوطیا ابو العاص ابن ابی ریحہ شہر ریب بنت حضرت علی  
 علیہ السلام بھی ان لوگوں میں تھا سوز زینب نے اس کو امان دی حضرت مسلم نے منظور فرمائی اور جو کچھ مال اس کا آیا تقادہ بھی واپس کیا اور  
 ابو العاص ابن ابی ریحہ کے کو ٹوٹ گیا اور ابن عقبہ کی روایت ہے کہ ابو العاص بعد حدیہ سے اس پر ہوا جو اسی سال میں عبد الرحمن

یہ غزوہ غابہ  
 یہ غزوہ غابہ  
 یہ غزوہ غابہ

یہ غزوہ غابہ

یہ غزوہ غابہ

یہ غزوہ غابہ

یہ غزوہ غابہ





حضرت علیؑ نے فرمایا کہ انکو دریائے کربلا کی نواح میں کوہِ عیصر کے متصل لیجئے مگر قریب بجاد و مان صدقہ کے اونٹ چرتے آئیں انکا دودھ و  
پیشاب پین سو وہ لوگ چند مدت میں رہے اور اونٹون کا دودھ پلے پی کے خوب صحیح و تندرست ہوئے اب انکو شہر ارت سوچی کہ پندرہ  
اونٹ لیکر بھاگے اور چرواہے کے ہاتھ پر کاٹ ڈالے اور اسکی زبان اور آنکھ پر کائے گاڑ دیئے یہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی  
سو حضرت نے کر زابن جابر فری کو بھیجی اور میں سوار اس کے ساتھ کیے اسنے دوڑ کر اونٹون سمیت گرفتار کیا مرن ایک اونٹ نہ ملا  
کہ اسکو ذبح کر چکے تھے جب کر زابن نے میں آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو زنجیر اسول کی راہ میں حضرت کے پاس پہنچا حضرت  
حکیم خدا ان شہیدوں کے ہاتھ پر لٹوائے اور سلامی آنکھوں میں بھر دادی اور زاجرہ میں ڈکوا دیا کہ نہایت ذلت و خواری سے  
مرگئے الباری میں جو ابن النین نے زعم کیا کہ عربینہ و کل ایک قبیلہ کا نام ہے اور یہ گان اسکا غلط ہے بلکہ وہ قبیلہ تنفسار میں علیؑ  
سے اور عربینہ فطمان سے خاندہ اس مقام سے امام مالک رح طہارت بول مالک للیم کے قائل ہوئے اور امام احمد و شافعی جرح علیہ السلام  
جواب دیا کہ یہ حکم دوا کے لیے تھا اور خداوی کل جناسات سے سوائے شہر کے جائز ہے اسی سال کے ماہ ذیقعدہ میں غزوہ بدر واقع ہوا  
اور حال یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ اصحاب یازن کے مکے میں عمر کے واسطے گئے ہیں اور صلق راس کر رہے ہیں  
اور بیت المقدی کو بھی ہاتھ لگی ہے سو آنجناب نے یہ خواب اپنے اصحاب سے نقل فرمایا انھوں نے غم بالغیر کر دیا پندرہ سو سن آدی  
اور صحیح زر سے حدیث تھی علیہ یہ کہ چودہ سو آدی ساتھ لیکر تاریخ یکم ذیقعدہ روز دوشنبہ تشریف لیچلا اور زوجات مطہرات  
سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمراہ ہوئیں اور عبداللہ ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ کر دیا جب خلیفہ بن تشریف فرما ہوئے تو انکا  
باندہ جہاں اصحاب نے بھی اسی جگہ احرام باندھا اور بعض نے جہنم میں اور اس جگہ سے ناجزہ اسلامی موضع شتران ہوا تشریف روائہ کیا  
اور عبداللہ ابن بشر کو میں آدی کے ساتھ جنین معاصرین انصار تھے منزل کا حال دیکھتے بھاگے کو آگے بھجا اور انکے پیچھے خود بدولت  
روانہ ہوئے یہ خبر قریش نے سنی وہ لوگ منع کرنے کو حرم سے باہر نکلے اور موضع یدلہ میں مقیم ہوئے ایمان حضرت نے یہ خیال فرمایا تھا کہ  
قریش حج و عمرہ سے دشمن کو بھی نہیں روکتے ہیں لہذا اس سفر ان تشریف لیچلا تھے کہ سوائے شہر اور کوئی حربہ ہمراہ نہ تھا سو بھی بعض اصحاب  
کے پاس تلوارین تحین اور باقی انکا نام حقیقت یہ ہے کہ باشتیاق بیت المقدی صراط بیٹھے تھے انکے کھڑے ہوئے تھے ہتھیار لیے کی حرکت  
نہیں ہوئی بالکل کافروں نے خالد بن ولید و عکرمہ ابن ابی جہل کو لٹکا کر ہرا دل کیا اور دو سو سوار انکے ہمراہ کیے حضرت کو اس بات کی خبر  
تھی تو ای غسقان بن بشر بن سہان خراہی جسکو حضرت نے ذوق خلیفہ سے بنا دیا سو ہی روانہ کیا تھا ملا اسنے قریش کا حال بیان کیا حضرت  
نے اپنے یاروں سے مشورہ کیا کہ آیا مناسب ہے کہ ان لوگوں کو جو اپنے دیار سے واسطے اعانت قریش کے چلے میں راستے میں روکیں یا نہیں  
حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ زیارت کو آئے ہیں یا ثرائی کو آپ تشریف لیچلے ہیں اگر کوئی منع کرے گا تو ہم مقابلہ کرینگے  
حضرت مسلم نے یہ اسے پسند فرمایا اور کہا بس اللہ جلوجلہ سیدھے ہاتھ پر کیونکہ خالد ابن ولید کہنگاہ میں بیٹھا ہے سو غازیان اسلام  
ہوئے ہاتھ چلے اور ایسے سیدھے گئے کہ بخار تک نہیں اٹھا اور خالد کو مطلق خبر نہ تھی جب دفعہ یہ آفت خدائی لوٹ پڑی اور سلمان  
قریشوں کی طرح یکایک تڑپے تو خالد بدحواس ہو کر بھاگا اور قریش کو خبر دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی چال جاتے تھے جب

سیرت

نیزہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انکو شہر ارت سوچی کہ پندرہ اونٹ لیکر بھاگے اور چرواہے کے ہاتھ پر کاٹ ڈالے اور اسکی زبان اور آنکھ پر کائے گاڑ دیئے یہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو حضرت نے کر زابن جابر فری کو بھیجی اور میں سوار اس کے ساتھ کیے اسنے دوڑ کر اونٹون سمیت گرفتار کیا مرن ایک اونٹ نہ ملا کہ اسکو ذبح کر چکے تھے جب کر زابن نے میں آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو زنجیر اسول کی راہ میں حضرت کے پاس پہنچا حضرت حکیم خدا ان شہیدوں کے ہاتھ پر لٹوائے اور سلامی آنکھوں میں بھر دادی اور زاجرہ میں ڈکوا دیا کہ نہایت ذلت و خواری سے مرگئے الباری میں جو ابن النین نے زعم کیا کہ عربینہ و کل ایک قبیلہ کا نام ہے اور یہ گان اسکا غلط ہے بلکہ وہ قبیلہ تنفسار میں علیؑ سے اور عربینہ فطمان سے خاندہ اس مقام سے امام مالک رح طہارت بول مالک للیم کے قائل ہوئے اور امام احمد و شافعی جرح علیہ السلام جواب دیا کہ یہ حکم دوا کے لیے تھا اور خداوی کل جناسات سے سوائے شہر کے جائز ہے اسی سال کے ماہ ذیقعدہ میں غزوہ بدر واقع ہوا اور حال یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ اصحاب یازن کے مکے میں عمر کے واسطے گئے ہیں اور صلق راس کر رہے ہیں اور بیت المقدی کو بھی ہاتھ لگی ہے سو آنجناب نے یہ خواب اپنے اصحاب سے نقل فرمایا انھوں نے غم بالغیر کر دیا پندرہ سو سن آدی اور صحیح زر سے حدیث تھی علیہ یہ کہ چودہ سو آدی ساتھ لیکر تاریخ یکم ذیقعدہ روز دوشنبہ تشریف لیچلا اور زوجات مطہرات سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمراہ ہوئیں اور عبداللہ ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ کر دیا جب خلیفہ بن تشریف فرما ہوئے تو انکا باندہ جہاں اصحاب نے بھی اسی جگہ احرام باندھا اور بعض نے جہنم میں اور اس جگہ سے ناجزہ اسلامی موضع شتران ہوا تشریف روائہ کیا اور عبداللہ ابن بشر کو میں آدی کے ساتھ جنین معاصرین انصار تھے منزل کا حال دیکھتے بھاگے کو آگے بھجا اور انکے پیچھے خود بدولت روانہ ہوئے یہ خبر قریش نے سنی وہ لوگ منع کرنے کو حرم سے باہر نکلے اور موضع یدلہ میں مقیم ہوئے ایمان حضرت نے یہ خیال فرمایا تھا کہ قریش حج و عمرہ سے دشمن کو بھی نہیں روکتے ہیں لہذا اس سفر ان تشریف لیچلا تھے کہ سوائے شہر اور کوئی حربہ ہمراہ نہ تھا سو بھی بعض اصحاب کے پاس تلوارین تحین اور باقی انکا نام حقیقت یہ ہے کہ باشتیاق بیت المقدی صراط بیٹھے تھے انکے کھڑے ہوئے تھے ہتھیار لیے کی حرکت نہیں ہوئی بالکل کافروں نے خالد بن ولید و عکرمہ ابن ابی جہل کو لٹکا کر ہرا دل کیا اور دو سو سوار انکے ہمراہ کیے حضرت کو اس بات کی خبر تھی تو ای غسقان بن بشر بن سہان خراہی جسکو حضرت نے ذوق خلیفہ سے بنا دیا سو ہی روانہ کیا تھا ملا اسنے قریش کا حال بیان کیا حضرت نے اپنے یاروں سے مشورہ کیا کہ آیا مناسب ہے کہ ان لوگوں کو جو اپنے دیار سے واسطے اعانت قریش کے چلے میں راستے میں روکیں یا نہیں حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ زیارت کو آئے ہیں یا ثرائی کو آپ تشریف لیچلے ہیں اگر کوئی منع کرے گا تو ہم مقابلہ کرینگے حضرت مسلم نے یہ اسے پسند فرمایا اور کہا بس اللہ جلوجلہ سیدھے ہاتھ پر کیونکہ خالد ابن ولید کہنگاہ میں بیٹھا ہے سو غازیان اسلام ہوئے ہاتھ چلے اور ایسے سیدھے گئے کہ بخار تک نہیں اٹھا اور خالد کو مطلق خبر نہ تھی جب دفعہ یہ آفت خدائی لوٹ پڑی اور سلمان قریشوں کی طرح یکایک تڑپے تو خالد بدحواس ہو کر بھاگا اور قریش کو خبر دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی چال جاتے تھے جب



موضع شیشہ المرہ میں جہان سے مکہ نظر آیا یہ پہنچی تو ناقصہ اوجس پر حضرت صلعم سوار تھے بیوقوفی بہر خدائے امانہ اٹھی لوگوں نے کہا مادی ہو گئی ہو فرمایا اسکی عادت ماندگی کی نہیں ہو اگر اسکو اندر لے رو کا یہ حبیب احباب نیل کے پانی کو رو کا تھا سو میں قسم کرتا کہ ادب عزم کا لٹاؤ رکھوں گا گو یہ لوگ چڑھ چڑھ بولیں تب اٹھی حضرت علی اٹھی اور حضرت صلعم نے سرب اندر شریف کا مقابلہ چھوڑ کر میدان حدیبیہ میں لشکر اسلام آنا رکھو میں حبیبہ میں پانی نہایت کم تھا منہ کے لوگوں نے اسی سے پانی لینا شروع کیا تو ٹوٹے دیر میں پانی ہو چکا تو ہر شخص نے پیاس کی شکایت کی حضرت صلعم نے اس کنوئیں کے کنارہ بیٹھ کے ایک برتن میں پانی منگو کر وضو کیا اور علی اس پانی میں دالی اور دعا کی اور فرمایا غم جاؤ سو اس کنوئیں میں اتنا پانی ہو گیا کہ سب آدمی اور جانور یہاں اب ہو گئے دوسرے مرتبہ پھر شکایت ہوئی تو آنجناب نے اپنے دست مبارک سے ایک تیر عنایت کیا اور فرمایا کہ اسے کنوئیں میں ڈالو بر دیات صحیحہ متھاہا کہ تیر کے ڈالنے پانی نے جوش مارا کہ سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے اور خوب نہانے دھوئے پیا اور خدا کا شک کیا تھی بار آپ کے یاروں نے شکایت بے آبی ظاہر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھائیوں سے پانی نکالا جو پتھری بارش کے لوگوں نے زیادہ تر شکایت کی تو حضرت نے دعا مانگی کہ خوب ہی پانی برسا اور شکایت جاتی رہی انقص اس نرل میں بدیل بن درقار خراعی مع حیدر نصر بنی خرا کے حاضر ہوا حالانکہ نبی خراۃ دوست حضرت تھے سو بدیل نے اتھاس کیا کہ قریش زیارت سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور بدیل میں جہان کین پانی و سب پر اپنا قبضہ کر کے روک لیا حضرت صلعم نے فرمایا کہ میں کسی سے ٹرنے کو نہیں نکلا ہوں صرف عمرہ کرنے آیا ہوں قریش کو یہ کیا سوچا ہو جو ٹرائی کیا جاتے ہیں یہ بات تو مضر ہوگی کیونکہ غزوات رسمہ لائے قریش کو ضعیف کر دیا ہو اگر جہان تو میں چندے ان سے صلح کروں اور مقابلہ اور کافروں سے کروں امین اگر مغلوب ہو گیا تو قریش کی مراد ملی اور جو غالب ہوا تو اور ورنہ طرہ قریش بھی اطاعت کریں و آلا مدت صلح میں آرام پا دینگے اور اگر اس بات سے انکار کرینگے تو قسم اُس مالک کی جسکی ہاتھ میں میرا نفس ہو میں بیشک ٹرونگا اور شہید ہونگا اور اللہ اپنے دین کی مدد کرے گا بدیل نے کہا کہ میں یہ کلام آپ کا قریش سے بیان کرتا ہوں جیسا جوابے شینگے عرض کرونگا سو وہ گیا اور اسنے تقریر رسول اللہ صلعم بیان کی جو کہ قریش نبی خراۃ کو ہوا خواہ رسول مقبول جانتے تھے بدیل کے کہنے پر یقین نہ لائے تب غزوہ بن مسعود ثقفی نے کہا کہ اے قریش تم میرے باپ کی جگہ ہو اور خوب جانتے ہو کہ مجھے تمہاری غیر خواہی میں کی طرح کا تصور ہو گا بولے بیشک تو ہمارا دل جگر ہی تم جھکو تہم نہیں کر کے پھر ابن مسعود نے اپنے حقوق بیان کیے اور غیر خواہی و دوستی اپنی ظاہر کر کے کہا کہ یہ تقریر محمد نے بہت بہتر فرمائی ہے قبول کرو اور مجھے بھیجو تو میں دریافت کروں چنانچہ غزوہ حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہوا حضرت نے جو تقریر بدیل سے فرمائی تھی وہی غزوہ سے فرمایا اچھے حضرت سے کہا کہ اے محمد میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اگر تمنے اپنی قوم کا استیصال کیا تو کیا ماتمہ آیا اور اس سے پہلے کسی نے عرب میں اپنی اہل واصل کو خراب نہیں کیا اور اگر تم مغلوب ہوئے تو خوب جانتے ہو کہ جو کچھ تمہارا حال ہوگا اور میں خوب جانتا ہوں کہ چند آدمی اوباش تمہارے ساتھ اور مددگار جمع ہو گئے ہیں بعد چندے ساتھ چھوڑ کر چلے جائینگے اور تم تنہا بارود دگار رہ جاؤ گے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ مقلد اسکا نہایت ناگوار ہوا انھوں نے کہا انھیں انظر الملمات الفزعیہ یوس النظر لانت لایا

۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے چونکہ حضرت صدیق نہایت غصہ سے بے تاب تھے لہذا فحش زبان پر لائے بغیر کہنے میں پارہ گوشت کو جو عورت کی فرج کے اوپر ہوتا ہے ہندی میں اسکا نام شہور ہے عروہ نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے لوگ بولے کہ انور عروہ نے کہا ای ابو بکر اگر تیرا ایک حق مجھ پر ہوتا تو میں تیری بات کا جواب دیتا اور حق یہ تھا کہ زبان جاہلیت میں حضرت ابو بکر صدیق نے ایک قصہ کہ جس میں اسکی بڑی اعانت فرمائی تھی اور دس اونٹ جو ان عنایت کیے تھے بالجلد عروہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتا تھا اور کلام کرنے میں اپنا ہاتھ ریش مبارک تک لیجا تا تھا میغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ شمشیر چال کیے حضرت کے پاس کھڑے تھے جب عروہ اپنا ہاتھ ریش مبارک تک لیجا تا تھا تب بھی میغیرہ کو بھی تلوار کی اسکا ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ ہاتھ اپنا دو رکھ عروہ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے اسی بدتر ولیم ترین دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بستم فرما کے کہا اے عروہ یہ تیرے بھائی کا بیٹا میغیرہ ہی عروہ نے کہا اے عروہ میں تو تیرے عذر کی اصلاح کرنے والا ہوں غرض کہ عروہ نے اطاعت اصحاب ملاحظہ کر کے معلوم کیا کہ سیطرح یہ لوگ اطاعت و انقیاد سے بھرپور دہے نہیں ہیں آخر کار لوٹ کر قریش کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں قصہ و کسریٰ و نجاشی کے پاس گیا مگر یہ اطاعت و تعظیم اصحاب کی کہیں نہیں کیجیے جیسے اصحاب محمدؐ کی کرتے ہیں پھر سارا حال بیان کیا اور کہا کہ جو کچھ محمدؐ نے تم سے کہا وہ بیشک تمہارے حق میں اصلاح قبول کر لو تب علیؑ بن ابی طالب ایک شخص نبی کا نہ تھا اجازت لیکے چلا جب بمقابلہ کثرت اسلام آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص اس قوم کا ہے جو بدن کی تعظیم کرتے ہیں بعض اصحاب اسکو لبیک کر کے بات قبول لائے اسنے یہ حال دیکھ کر کہا سبحان اللہ ایسے لوگوں کو قریش کے عجب کی زیارت سے روکتے ہیں میرے نزدیک انکو ہرگز روکنا نہ چاہیے چنانچہ قریش کے پاس پہونچا تو کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کو زیارت کعبہ سے منع کرنا نامناسب ہے قریش کہنے لگے کہ ای علیؑ تو ان باتوں سے واقفیت نہیں رکھتا اس بات پر مجلس بہت ناراض ہو کر اٹھا بعضوں نے بھیجا کہ بیٹھ لایا اور کہا تو پھر محمدؐ کے پاس جا ہم خاطر خواص مل کر رہیں روایت ہے کہ اولاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خراس بن امیہ کے عجبے کو مشرکین کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ اگرچاہو صلح کرو اور ایک مدت تک دم لو کہ میں اور لوگوں کو مسلمان کروں پھر دل چاہے تو اسلام لائیو یا نہ تو قریش نے انکو پکڑ کر قتل کرنا چاہا مگر انکی قوم نے حمایت کر کے لایا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ تم جا کر یہ پیغام کو حضرت عمرؓ کے پاس لے آؤ کہ ای رسول مقبول قریش کا مجھے سال عداوت مانستے ہیں اگر مجھے باوین تو جان سے مار ڈالیں اور آپ پر روشن ہے کہ نبی ہدیٰ میں سے کوئی شخص میرا حامی و معین نہ ہو گا لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مع خدا آدمیوں کے روانہ فرمایا جب حضرت عثمان موضع بلد عین پہونچے تو ابان بن سعید بن حاص ملاقی ہوا اسنے اپنے اونٹ پر سوار کر کے میں پہونچا یا اور حضرت عثمانؓ نے پیغام رسول اللہ ﷺ کو قریش سے جو کہتے تھے نہیں نکلے تھے کہا اور ارادہ کیا کہ لوٹ جاؤں ان لوگوں نے کہا ای عثمان اگر تو طواف بیت اللہ کیا چاہتا ہے تو کر لے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں حضرت رسول اللہ کے ساتھ طواف کروں گا اس بات سے قریش ناواقف ہوئے اور حضرت عثمانؓ کو قید کر لیا دھڑکھڑکھ اسلام میں خبر لاری کہ عثمانؓ نے شیطانی خیال سے قریش کے کئی حضرات کو نہایت سچ ہوا اب حضرت نے فرمایا چاہا مجھ کو نرا بڑا کیوں کہ ابتدا سے فساد ان لوگوں کی طرف سے ہوئی پس آدہ جہاد ہو کر ایک درخت بھول کے نیچے ہو بیٹھے اور

تفہیم الانبیاء

کتاب



اصحاب با منقاسے فرمایا کہ تم لوگ مجھے عند کر دو کہ مرتے دم تک فرمان برداری میں کو تہائی نہ کر سیکے سب نے قبول کیا مگر عبداللہ بن قیس شافعی نے قبول نہ کیا اسی بیعت کو بیعت الرضوان کہتے ہیں اور اسی کی شان میں پیشین گوئی کلام الہی میں وارد ہو تقد رضی اللہ عنہ المؤمنین افی لیا بونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم وانا ہم فتحا قریبا و معانکم کثیرا یاخذونہا یعنی اللہ خوش ہوا ایمان انوں سے جب ماتھ ملائے لگے تجھے اُس درخت کے نیچے بچھ جانا جو انکی دل میں تھا بچھڑا تا رآن پر چین اور انعام میں دی انکو فتح نزدیک اور ربیت غنیمتیں جو انکو ملین گی ہوا اُس سے فتح خیبہ اور فتح مکہ ہو کر دونوں مطابق ارشاد الہی کے واقع ہوئے بعد اُس واقعے کے خبر آئی کہ عثمان کی خبر غلط تھی وہ تو زندہ ہیں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ عثمان اس بیعت سے محروم رہے سو دست راست اپنے پر اشارہ کیا کہ یہ ماتھ ہو عثمان کا اور دست چپ اپنا قرار دیا اور بیعت فرمائی لیکن ایک ماتھ کو دوسرے ماتھ پر پارا اور فرمایا یہ بیعت عثمان کو ہے فائدہ اس بیعت میں سب سے پہلے عثمان ابن وہب سدی نے بیعت کی ہوا اور سیدہ ابوعبید بن الاکوع نے تین مرتبہ متفرقا بیعت کی اور عبداللہ بن عمر نے بھی اپنے والد بزرگوار سے اول بیعت کی ہوا اور سبب یہ ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسوقت دوسری جانب بمقابلہ کفار مستعد قتال کھڑے تھے اور عبداللہ کو واسطے خیر و عافیت حضرت صلعم کے بھیجا تھا وہ آئے تو دیکھتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب بیعت کر رہے ہیں انھوں نے بھی بیعت کر لی اور نور اجا کر اپنے والد سے خبر کی انھوں نے بھی اگر بیعت رضوان کی پیشین گوئی قرآن شریف کی کس موم سے ظاہر ہوئی اور بعد پر استقامت و استعلا جان شاری اصحاب سول اللہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہوئی کہ یہ آیتیں بنابولطہار رضامندی نازل فرمائیں اور وعدہ کیا کہ غفرلہ انعام اس بیعت میں جتنے تھیں ایک فتح قریب غنیمت کی حدیں بہت کثرت سے غنیمتوں کے سوا مطابق اسکے واقع ہوا کہ حدیبیہ سے پھر تہی خیر فتح ہوا کہ اصحاب سول مقول ہوئے اور خود حضرت نے ذلک فیروز باغات اپنے ذات سے خاص کیلے کہ اسیں سے خرچ ایک سال کی فوت کا اپنی عیال کیواسطے رکھ لیتے تھے اور فقیر بنی ہاشم پر بھی صرف کرتے تھے فائدہ اس تمام سے حضرت شاخ رحمۃ اللہ علیہ کم جو از بیعت غایبانہ کی سند ماتھ لگی ہو فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہو کہ لوگ بیعت کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی ہجرت و جہاد پر اور گاہ سے اقامت ارکان اسلام یعنی موم و صلوة و حج و زکوۃ پر اور کبھیون ثبات و قرار پر مگر کہ غار میں چنانچہ بیعت الرضوان اور کبھیون سنت کی تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حرمین و رشتاق ہونے پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے بیعت لی فوج نہ کرنے پر اور ابن بلجہ نے روایت کی کہ آنحضرت نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت لی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں سو انہیں سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اسکا کوڑا گر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اسکو اٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوڑا اوٹھادیے گا بھی سوال نہ کرتا تھا اور صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر رضی اللہ عنہ سے انکی بیعت کے وقت شرط کی اور فرمایا کہ خیر خواہی لازم ہو ہر مسلمان کے واسطے اور حضرت نے بیعت لی قوم انصار سے سو یہ شرط کر لی کہ نہ زین امر خدا میں کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے اور حق ہی بات کہیں جہاں رہیں سو انہیں سے بعض لوگ مراد سلاطین یہ کھل کر بلا خوف رد و انکار کرتے تھے انکے سواے بہت امور میں بیعت ثابت ہو اور وہ سب امور از قسم تزکیہ نفسی اور اہل المعروف

بیعت غایبانہ حضرت عثمان

بیعت بنو سنیہ

صلی اللہ علیہ وسلم

تاریخ ابن ابی شیبہ

اور نبی عن النکیر بن اسیر طرح بیعت خلافت پر اور بیعت اسلام پر بالکل یہ گاہ کہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت کمال  
اہتمام تھا تو اب بیعت کے مسنون ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں اور یہ بیعت جو حضرت صفیہ میں جاری ہو لایب سنت رسول  
مقبول ہو القصد خبر اس بیعت کی قریش کو پہونچی تو وہ مضطرب ہوئے اور سہیل بن عمرو کو بھیجا اور بھیج یہ کہ اعلیٰ کے بعد مکرز ابن  
خصف آیا تو حضرت صلعم نے اسکو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص باجری وہ کلام کر رہا تھا کہ سہیل ابن عمرو مع ایک جماعت کے پہونچا حضرت صلعم  
فرمایا سہیل الامر اور سہیل نے کہا قریش صلح پر راضی ہیں بشرطے کہ اس سال عمرہ نصرا سے دس سال قضا کر لیجے گا اگر اس بات  
پر راضی ہو تو صلح نامہ لکھو حضرت صلعم نے قبول کیا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے بلا کر ارشاد کیا اکتب باسم اللہ الرحمن الرحیم  
سہیل نے کہا و اللہ میں تم کو نہیں جانتا ہوں اکتب باسمک اللہ صلی علیہ وسلم ہمیشہ لکھتے تھے مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو یہ نہ لکھتے تھے  
حضرت صلعم نے علی مرتضیٰ سے کہا اکتب باسمک اللہ صلی علیہ وسلم علی مرتضیٰ نے یہی لکھا بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ لکھو بذا ما فاضی علیہ محمد  
رسول اللہ التقریر و وہ خبر جو صبر صلح کی محمد رسول اللہ نے اور قریش نے علی مرتضیٰ لکھا سہیل نے کہا و اللہ ہم مکر رسول خدا نہیں جانتے والا  
زیارت سے منع نہ کرتے سو تم محمد ابن عبد اللہ لکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و اللہ میں بے شک خدا کا رسول ہوں لکھو  
نہانا اور محمد ابن عبد اللہ بھی ہوں او علی تو لکھ محمد ابن عبد اللہ اور لکھ رسول اللہ کو جو کدے علی مرتضیٰ بولے کہ میں ہرگز مصدق رسول  
کو نہ کرو لکھ حضرت نے اپنے دست مبارک سے مٹا دیا اور بن عبد اللہ لکھا بالکل جو جو شراب سہیل کرتا تھا حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم اسکو قبول کرتے تھے اور حاصل شراط کا یہ تھا کہ یا ربس یا دث برس تک قریش سے نہ لڑیں اور طرفین کی آمد و رفت  
شہر و دیہات میں جاری ہو اور کسی طرح کا تعرض اموال و نفوس سے مراعت و خفیہ واقع نہ ہو اور جو کوئی آدمی چاہے محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم میں در آوے قریش مزاحم نہ ہوں اور جو چاہے محمد قریش میں داخل ہو کوئی مسلمان مزاحمت نہ کرے اور محمد و ان  
طرفین سے بھی کوئی تعرض نہ کرے چنانچہ تو خزانہ آنحضرت سے ہم محمد ہوئے و بنو مکر قریش سے اور اس سال مسلمان لوگوں کو عمرہ ترک  
کرین سال آئندہ نضا کرین مگر یا میں ہمہ تین دن سے زیادہ کہ میں نہ رہیں اور اپنے ہتھیار غلاف میں رکھیں اور جب کوئی  
شخص قریش کا بڑے اذن انکے محمد صلعم کے پاس جائے تو اسکو آنحضرت واپس فرما میں اگرچہ مسلمان بھی ہوں اور جو شخص مسلمانوں  
کا قریش میں جائے تو قریش اسکو بھیجیں اس شرط پر مسلمانوں کو سخت تعجب ہوا کہنے لگے سبحان اللہ ہم مسلمان کو کسی طرح  
واپس کر سینگے حضرت نے فرمایا میں تو سپر راضی ہوں عمر ابن خطاب بولے کہ یا رسول اللہ آپ کیونکر راضی ہوئے جاتے ہیں  
حضرت نے ارشاد کیا تبسم فرما کر کہ ای عمر حبیبو میں بھیج دوں حالانکہ وہ مسلمان ہو تو اللہ تعالیٰ اسکو فرج و خروج روزی فرمائے گا  
یعنی اللہ اسکو بھر نکال لے گا اور جو کوئی از خود مشرکوں میں ملے گا وہ انہیں کے مصاحبت کے لائق ہو چیکو اسکی حاجت نہیں ہے  
خمس و چوبیسویں حدیث کہ ابو جندل ابن سہیل کہ اسلام لایا تھا اور سہیل نے اسکو قید کیا تھا کہ اسلام میں بھاگ آیا سہیل نے اسکو  
کہا او محمد یہ اولیٰات ہے جب صلح ہوئی ہو آپ اسکو واپس کرین حضرت نے فرمایا کہ اب تک صلح نامہ لکھ نہیں گیا  
سہیل بولا کہ ہم صلح نہیں کرتے حضرت نے فرمایا کہ میری خاطر سے ابو جندل کو امان دے اسنے اکھاڑا کہ تب کہا کہ



اسکو تکلیف نہ دینا اسوقت مکرز ابن حفص خاص ہوا کہ ابو جندل کو تکلیف نہ دی جائے گی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل کو واپس فرمایا تو اسنے کہا اے مسلمانوں! باوجود کہ میں اسلام لایا ہوں اور انکے ماتحتوں سے انوار تکلیف پا چکا ہوں تم مجھ کو واپس کرتے ہو حضرت نے فرمایا صبر کر مجھ کو جبرے گا اور ابو جندل میں خلاف شرط نہیں کر سکتا القصد صلح نامہ تمام ہوا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فراروق اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ بن الجراح اور محمد بن مسلمہ وغیرہم اصحاب باصفائی گزشتہ ہوئی اور خو لیب بن عبد العزی اور مکرز ابن حفص وغیرہ مشرکوں نے بھی گواہی لکھ دی یہ صلح جو ہوئی تو کچھ اس راہ سے نہ تھی کہ جامعہ اسلام متجاہلہ کفار نگوں سارے کم زور و مخلوب ہوں حاشا و کلا بلکہ مسلمان سبہ جہت کفار پر غالب و قوی تھے اور جمیع اصحاب دیار شجاعت و ہمت خداداد وہی جاہے تھے کہ صلح نہ ہو اور ہم کافروں کو ماریں چنانچہ حضرت عمر فاروق شہید میں آکر پوسے کہ یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر اور کیا ہمارے مقتول بہشتی نہیں اور کافروں کو دوزخی حضرت نے فرمایا کہ تم حق پر ہو اور تمہارے مقتول بہشتی ہیں تب تو حضرت عمر نے کہا کہ پھر کس واسطے دین حق میں اتنی وقت اختیار کریں فرمایا اے عمر میں نے حکم خدا کیا ہے جو کچھ کیا اللہ اپنے پیغمبر کو ضائع نہ کرے یہ صلح حکمت سے خالی نہیں ہے پھر عمر نے صدیق اکبر سے کہا انھوں نے بھی یہی کلام کیا جو حضرت نے فرمایا تھا سبحان اللہ بجد ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں کیسا جبر تھا کہ باوصف غلبہ ایسی عاجزی اختیار فرمائی اور یہ انگسار بعض پیغمبران پیشین کے انگسار سے بہت زیادہ ہو کیوں کہ انھوں نے جو ظلم و ستم گوارا کیے سو اگرچہ حکمت و معرفت سے خالی نہ تھے مگر غلبہ میں کہہ سکے تھے کہ بربیب بے قدری و قدرت تو ابلع کے بجز جفا کشی کے کچھ چارہ نہ تھا آدمی نبی ہو یا غیر نبی فقیر ہو یا بادشاہ دین کے کام میں یا دنیا کے زور اور غلبہ کے ہوتے عاجزی اور انگسار اختیار کرے تو وہی قابل اعتبار و عقلا کے نزدیک ہوتا ہے ورنہ منکرین موافق مثل مشہور عصمت بی بی ازبے چادری کہہ سکتے ہیں کہ جب قابو نہ پایا تو سو اسے جفا کشی کے اور کیا کہتے مگر صلح حدیبیہ میں کوئی دم نہیں مار سکتا اور ملحدوں کا وہ قول کہ مسلمان نے سو اسے شمشیر رانی اور کچھ نہیں کیا اس صلح کی واقعہ سے باطل ہو گیا اب دیکھنا چاہیے کہ اس صلح سے اس حکمت سے کس طرح کے فوائد ہوئے کہ جب قریش کی طرف سے اطمینان کلی ہو تو پیغمبر فتح ہوا اور اسلام کی ترقی ہوئی کہ مکہ فتح ہوا حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی حکمت کون معلوم کر سکتا تھا حالانکہ کوئی فعل حکیم مطلق اور اس کے رسول کا خالی از حکمت نہیں ہوتا انحضرت بعد وقوع صلح حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ تم سب قربانی اور ملحق راس کرو مگر اصحاب ایسے پرمردہ اور شکستہ دل ہو گئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹہنی بار حکم دیا مگر کوئی نہ اٹھتا تب آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ مبارک میں جلوہ فرما ہوئے اور حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت اپنے یاروں کی فرمائی ام سلمہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ اصحاب کو اس معاملے میں آپ معذور رکھیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ حضور نے موافق مراد قریش اہل دوغاب و خلاف اصحاب باصفائے صلح فرمائی حالانکہ وہ چاہتے تھے کہ ہم مکہ فتح کر سکیں اور اپنے دل کے پھچھوٹے توڑیں گے اور خوشیاں کر سکیں

موسیٰ

موسیٰ

تفہیم الہدایہ فی احوال الانبیاء علیہ السلام

جلا و کید و کفرین و عین و نون پس اگر آپ کو حلق اور نحر مشغور ہو تو آپ اسکو بجا لائیں اصحاب آنجناب کو اسوقت سوا  
 مطاوعت اور متابعت کے کچھ بن نہ پڑے گی چنانکہ حضرت رسول مقبول رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ مبارک سے  
 باہر تشریف لائے اور نحر مشغور اور حلق اس میں مشغول ہوئے یہ حال دیکھ کر جلد یارون نے متابعت کی لیکن بعضوں نے سر  
 کے بال تیرتھوائے اور بعضوں نے چھوائے اور بعضوں نے منڈائے لیکن از بس مغموم و مگروب جب کہ اس حال سے فرغت  
 ہوئی تو خداوند کریم نے ایک تہذیب الیسی جلالی کہ آئینہ مسلمانوں کے بال میدان حدیبیہ سے اتر کر حرم محرم کی زمین پر  
 پہونچا دیے کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ خراش ابن ائینہ خزاعی نے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے موسیٰ مبارک مونڈے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن بالوں کو درخت سمہ پر ڈال دیا تھا اور اصحاب باصفاء  
 تبرکات اٹھائے اور اپنے پاس رکھے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس خادم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت  
 کہ یوم نحر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق راس فرما کر بالوں کی تقسیم کا حکم دیا اور جمع بین الروایات یوں ہو سکتا ہے کہ  
 حکم دوسری مرتبہ صادر ہوا ہوگا اور حدیبیہ میں درخت سمہ پر ڈال دیے تھے اور لوگوں نے تبرک سمجھ کر لیے ام عمارہ سے  
 روایت ہو کہ بہت تلاش سے کئی بال میں نے ہم پہونچائے تھے سوا اپنے پاس رکھے تھے اور جو کوئی بیمار ہوتا تھا اُن بالوں  
 کو دھو کر آئینہ جلالتی تھی فوراً صحت پاتا تھا اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلد  
 نقہ میں ہی مبارک تھا جب اصحابوں کو کچھ تکلیف و رنج ہوتا تو اُنکے پاس ایک پیالے میں بانی بہر کر لیا جاتے تھے واسطے  
 تبرک کرنے کے سوا ام سلمہ موسیٰ مبارک نکال کر بانی میں حرکت دیتی تھیں اور یہی تھی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ خالد ابن ولید کی  
 ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہو گئی اور بہت تلاش سے ملی تو خالد نے کہا عمرہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حلق راس فرمایا  
 لوگوں نے دوڑ دوڑ کر بال جو انب کے حاصل کیے اور میں نے پیشانی کی طرف کے بال لیے انکو اس ٹوپی میں رکھا سو کسی ٹکڑی میں  
 نہیں گیا اور یہ ٹوپی میرے پاس ہوئی مگر میری فتح ہوئی کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تاج خالد ابن ولید کھوپکھا گیا تو خالد  
 حملہ سخت فرمایا کہ بہت آدمی مارے گئے اصحاب نے اس حرکت پر انکار کی خالد نے کہا کہ میں نے یہ ٹکڑی ٹوپی کے واسطے نہیں کی  
 بلکہ اس واسطے کہ اس میں بال مبارک رسول شاہ لولاک کے تھے انکا شکر کون کے نام تحریر میں پڑنا میرے نزدیک اچھا نہ تھا اور  
 میرے پاس سے برکت جاتی رہتی فاما کہ اس مقام سے واضح ہوا کہ تعظیم و تکریم موسیٰ مبارک کی قرن اول میں پختہ  
 تھی کہ اس زمانہ میں اسکا عشر عشیر بھی نہیں ہو بلکہ اس زمانہ بعض جماع بابی مشرب تبرک بانثار صالحین میں انکار  
 شدید کرتے ہیں اور دلائل ضعیفہ و اہیہ تقریر و تحریر میں بیان کرتے ہیں حالانکہ تبرک بانثار صالحین اور تعظیم و تکریم  
 تبرکات انبیاء و اولیاء کی کرتا اور حاجات دین و دنیا میں آئینہ توسل ٹھونڈنا اور بالادب اپنے پاس رکھنا اور  
 بنا بر دفع بلیات اور حصول مرادات زیارت کرنا آیات اور احادیث اور احوال صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے  
 ثابت ہوا انکار کرنا اور آسمین کلام کرنا غیر ضرر نہ ذرا و اما وہ نہیں جو دیکھو قصہ تابوت مکہ میں ٹکڑے الواح تو ریت کے



اور عاصی موسیٰ اور عمارہ مارون اور نعلین وغیرہ تھے کہ نبی اسلام میں اسکی بکارت تھی اور لڑائی میں تبرکاً اسکو بے جلتے تھے اور فتح پاتے تھے اور جب سے وہ گیبانی اسلام میں پراقت پڑی کہ قرآن شریف کے سورہ بقرہ میں جو یہ تیکم التابوت فیہ سنیتہ من ربکم الخ اور شکوہ شریف میں حدیث طلق ابن علی کی درباب تبرک کر کے لیجانا آیتہ منو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شہدہ بن دال ہی سپر کہ اصحاب رسول اللہ رضی اللہ عنہ حضرت کو تبرک جاکر شہدہ بن دال ہی جاتے تھے ملا علی قاری شرح اس حدیث میں کہتے ہیں کہ اس جگہ سے نکلا کہ فضلہ ارشید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ علما اور صلحا میں یہی حکم رکھتا ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح اور ترجمہ میں اور بھی جذب القلوب میں اور قاضی بیاض نے شفا میں اور سمودی نے ابنی تصانیف میں اس مرحلہ کو بخوبی طے فرمایا ہو حاجت بیان کی نہیں اور یہ بنا ہے کہ محبت شخص اجبا تعظیم کی مقتضی محبت و تعظیم آثار اور منسبات اس شخص کی واقع ہوتی ہے اور تہا وں اور عدم اعتبار اس میں دلیل عدم محبت ہو کہ نہ احقہ اسناد اسناد فی بعض تقریرات اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث والد حضرت استاد الاستاذ انتباہ میں اپنے والد شاہ عبدالکریم سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خواب میں دہوی مبارک اپنے رحمت فرماتے ہیں اُنکے خواص میں یہ ہو کہ وہ دون بٹے رہتے ہیں اور جب درود پڑھا جاتا ہو تو ہر ایک جدا کھڑا ہو جاتا ہو اور ایک مرتبہ تین منکروں نے امتحان چاہا میں اس سووالی سے راضی نہ ہوا جب تک کہ از زیادہ ہوئی تو وہ منکروں کو دعوپ میں لے گئے اسی دم ہر کا ٹکڑا ٹکڑا ہوا حالانکہ آفتاب اسوقت نہایت گرم تھا اور ابر کا موسم نہ تھا ایک نے توبہ کی دوسرے نے کہا قتیہ القایہ پر پھر دوسری بار لے گئے پھر ٹکڑا ابر کا اگیا دوسرے نے توبہ کی تیسرے نے کہا یہ بھی قتیہ القایہ پر سو تیسری بار لے گئے پھر بادل کا ٹکڑا اگیا تیسرے نے بھی توبہ کی اور ایک مرتبہ مجمع عظیم میں زیارت کیواسطے خانے لگے ہر خند قفل پر کنبی لگائی اور کوشش کی قفل نہ کھلتا تب میں ل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ فلان کس حالت جنابت میں ہوا اُنکی شامت سے زیارت نصیب نہیں میں نے عیب پوشی کر کے سب لوگوں سے کہا کہ طہارت جدیدہ کو سو وہ جنب اس مجلس سے علیحدہ ہو گیا اسی وقت قفل آسانی سے کھل گیا اور سب کو زیارت نصیب ہوئی بعد اس گفتگو کے لکھتے ہیں کہ حضرت والد نے آخر عمر میں تبرک تعظیم فرماتے چنانچہ ایک بال رسول پاک کا مجھے عنایت کیا الحمد للہ رب العالمین اتمی قولہ الکریم القصبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منزل حدیثہ میں پیش دن جلوہ فرما رہے اس اثنا میں گردہ عورتوں کا ہجرت کثان خدمت بابرکت میں آرا صاحب روایت محدثین اعم کلثوم بنت عقبہ ابن عیصلہ بھی انہیں تعین کافروں نے موافق شرط کے واپس لیا چاہا اور تفسیر کشاف میں ہے کہ سبقتہ بنت الحارث بھی اسی گردہ میں تھی کہ مسافر مخدومی خواہ یعنی ابن الراب زوق اسکا پیچھے لگا ہوا آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس کرنے کی درخواست کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منتظر رہی ہوئے اُسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے اگر کہا اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کو کافروں کے پاس نہ بھیج اس لیے کہ سبب بزرگی اسلام کے عورت کوئی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين

三

ذکر الہی فی البغیض کما یلزم

ترجمہ الوداعی احوال الانبیاء جلد دوم ۲۲۸

تتمہ در احوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

سورہ مائدہ کا ذکر کیا ہے اور اب کوئی مومن عورت کافرہ کو اپنے نکاح میں نہ رکھے اور آیت کریمہ سورہ مائدہ میں  
نازل ہوئی یا اہل الذین آمنوا اذا جاءکم المؤمنات مهاجرات الخ اور یوں حکم نافذ ہوا کہ عورت کافر کی اگر مسلمان  
ہو کر آوے تو جو مسلمان اسکو نکاح میں لاوے سوائے مہر کے خرچہ اس کافر کا بھی واپس کرے اور جو مسلمان کی عورت کافر  
رہ گئی ہو اور وہ اسے طلاق دے پھر جو کافر اسکو نکاح میں لاوے اس مسلمان کا خرچ دے اس حکم کو کافروں نے قبول  
نہ کیا اور مسلمان راضی ہوئے یعنی مسلمان آخذوا بظاہر راضی ہوئے اور کافر دینے پر راضی نہ ہوئے اور لینے پر تیار  
ہوئے تب یہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت گئی اور کافر اسکا خرچ کیا نہیں پھیرے تو جس کافر کی عورت آوے  
اسکا خرچ مسلمان ندین کافر کو بلکہ اس مسلمان کو دین جنکی عورت جاتی رہی یہ حکم اس وقت محتاج کافروں  
سے واپس کرنے پر صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اب یہ حکم نہیں ہو گیا کہ کسی ایسی جگہ صلح کا اتفاق پڑے کہ اذکرہ مولانا عبد اللہ  
فی فائدۃ موضح القرآن الغرض بعد نزول اس حکم کے مسلمانوں نے کافرہ عورتوں کو طلاق دی چنانچہ حضرت عمر نے  
اپنی دو عورتوں کو جو مکہ معظمہ میں تھیں طلاق دی ایک سے معاویہ ابن ابی سفیان نے نکاح کیا اور دوسری  
سے صفوان ابن امیہ نے نکاح کیا یہ آیت بیان واقع ہوئی اس پر کہ صلح مردوں کے واپس کرنے پر ہوئی تھی  
نہ عورتوں کی یا حکم اول سنو ہو گیا الغرض بعد قربانی دہدی آنجناب روانہ مدینہ باکینہ ہوئے راہ میں سورہ انعام  
نازل ہوئی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے بشارت فتح مکہ وغیرہ رضامندی بیعت سے اور بہت تعریف اصحاب کی  
نازل فرمائی کہ آپ بہت خوش راہ میں اونٹ پر سوار یہاں خوش کمال خوشی سے فرماتے تھے انفتح الکتف فتحنا بینکم  
ابن ابی نعیر کہتے ہیں کہ انفتح الکتف فتحنا بینکم مدینہ میں نازل ہوئی اور یہ صلح مقدمہ فتوح واقع ہوئی کہ مسلمانان  
مکہ کو اظہار اسلام اور جبرائیل علیہ السلام کے قیام میں حضرت نے فرمایا ہر مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی کہ  
کونام دنیا سے بہتر ہو اور حضرت عمر کے روبرو پیش کیا عمر نے افح ہو فرمایا نعم اور اکثر کے نزدیک فتح خیبر اور مکہ اور  
اور جب حضرت مدینہ میں آئے تو ابو بصیر بن اسعد مکہ سے دینے میں آیا مسلمان ہو کر کافروں نے دو آدمی اسکو  
لے کر بھیجے حضرت نے منظر انیاد ابو بصیر کو اس کے ساتھ کر دیا اس نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو مشرکوں میں نہ بھیجے  
بنیاد انیاد ابو بصیر کو اس نے فرمایا صبر کر اللہ تعالیٰ تجھ کو غلصی دیگا اگر یہ ابو بصیر جانب مکہ روانہ ہوے جب وہ مدینہ  
میں سب لوگ اسے تو ابو بصیر نے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر کھانا کھائے گو بیٹھا اس کے ہمراہی بھی کھائے  
اگر دفعۃ تلوار کا ذکر آیا تو ان دونوں سے ایک نے اپنے تلوار نکالی دکھلانے کو ابو بصیر نے غالباً سمجھا کہ مجھ کو مار دینا  
سو بولا اے یا رب تلوار تمہاری بہت اچھی ہے اس نے کہا البتہ خوب ہے وہ مدینہ میں نے اسکو کئی مرتبہ آزمایا ابو بصیر  
کو اہم نو دیکھیں اس نے دے دی ابو بصیر نے اسکو قتل کیا دوسرا ساتھی بھاگ کر مدینہ میں آیا اور اس کے پیچھے  
ابو بصیر بھی آیا اور کہا یا نبی اللہ آپ نے مجھے واپس کیا تھا مگر اللہ نے مجھ کو نجات بخشی حضرت صلح نے فرمایا کہ اگر کوئی



نہ دگر اس کا ہوتو یہ شخص روشن کنندہ آتش حرب ہوا اس کلام سے ابو بکر نے جاننا کہ حضرت مسلم پھر مجھ کو واپس کرینگے سو ابو بکر بھاگا اور سیف البربرین مہم ہوا یا موضع عیس میں ساحل بحر پر ٹھہرا اس عرصہ میں ابو جندل بھی اس سے بھاگ کر آگیا اور اس کے پیچھے بہت آدمی آئے یہاں تک کہ قریب ساٹھ یا ستر مسلمان بلکہ تین سو جمع ہو گئے اور کاروان قریش کو جو بطریق تجارت شام کو جاتا تھا تو ٹٹا شروع کیا قریش نہایت تنگ ہوئے اور ابو سفیان کے ذریعہ سے حضرت کو پیغام بھیجا کہ ان لوگوں کو اپنے پاس طلب کر لیجئے اب ہم اس شرط سے باز آئے جو کوئی آدمی ہمارا آپ کے پاس آوے امان میں رہے ہنگو اس سے کام نہیں تب حضرت نے ابو بکر کو خط لکھوایا اور اپنے حضور میں طلب کیا جس وقت نامہ مبارک پہنچا ابو بکر حالت نزاع میں تھے سو نامہ شریف پاتھ میں لے لیا اور جان بحق تسلیم کی ابو جندل نے ابو بکر کو دفن کیا اور ایک مسجد تعمیر کروا کر اس کے معزز ہمایاں مدینے میں آیا اور کچھ دہو الذی کف ایدہم عنکم و ایدیکم عنہم بطین نکتہ مخین کی شان میں نازل ہوئی ہر فائدہ اختلاف ہوا اس بات میں کہ صلح نامہ حدیبیہ میں ابن عبد اللہ حضرت علی نے لکھا تھا یا خود حضرت مسلم نے پس امام احمد نے روایت کی ہر فاخذ الکتاب و لیس یحین ان یکتب فکتب مکان رسول اللہ ہذا ما قاضی علیہ محمد بن عبد اللہ اور بخاری نے براہ ابن عازب سے بھی اسی طرح روایت کی ہر اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابو الولید ماجی نے اس حدیث سے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا علماء ائندلس نے کہا کہ ابو الولید زندق ہے بربب مخالفت قرآن سو امیر عدلے علماء ائندلس اور ماجی کو طلب کیا ماجی نے کہا کہ خلاف قرآن میں نے کچھ نہیں کہا ہر اس لیے کہ خداوند کبریا نے نفی کتابت و خط و اثبات امیت زمان سابق میں فرمائی ہے کہ و ما کنت تنزل من قبل من کتاب ولا تحطہ بینک لب بعد نبوت امیت قرآن کا پڑھنا معجزہ ہر اور لکھنا معجزہ دیگر سو ابو ذر ہروی و ابو الفتح نیشاپوری وغیرہ علماء ائندلس و ابو الولید موافق ہوئے اور نبوی و نووی بھی اس طرف مائل ہوئے ہیں اور قاضی عیاض نے شفا میں بیان کیا ہے کہ بعض آثار دلالت کرتے ہیں کہ حضرت مسلم حسن خط سے واقف تھے کیونکہ ایک مرتبہ کاتب سے ارشاد کیا تھا کہ قلم اپنا کان پر رکھ لے تو جلدی یاد آوے اور معاویہ سے کہا تھا کہ دوات کشادہ کر اور قلم اپنا طرف رکھ اور دندانہ شین علی و علیہ لکھ اور حرف ہم کو کوڑ کر اور بعض علماء محققین فرماتے ہیں کہ لکھنا بعد امیت معجزہ نہیں ہے بلکہ باعث شک ہے اور ایتیان قرآن میں شبہ پڑتا ہے کیونکہ منکر کو گنجائش اس کلام کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آتی نہ تھے اور امیت ظاہر فرماتے تھے پس تحقیق حق یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکھو چنانچہ روایت دیگر بتصریح اس باب میں وارد ہیں اور جو قاضی عیاض نے اطلاع حسن خط دلالت آثار سے بیان کی ہے وہی اس کی تصدیق براتفاق رکھتے ہیں اور بعض فرض تسلیم اطلاع صورت بعض حروف سے کتابت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اکثر الفاظ و حروف کے صورت سے واقف ہوتے ہیں کذا فی اللوہب اللہینہ اور تجوالحاقل میں لکھا

نہ دگر اس کا ہوتو یہ شخص روشن کنندہ آتش حرب ہوا اس کلام سے ابو بکر نے جاننا کہ حضرت مسلم پھر مجھ کو واپس کرینگے سو ابو بکر بھاگا اور سیف البربرین مہم ہوا یا موضع عیس میں ساحل بحر پر ٹھہرا اس عرصہ میں ابو جندل بھی اس سے بھاگ کر آگیا اور اس کے پیچھے بہت آدمی آئے یہاں تک کہ قریب ساٹھ یا ستر مسلمان بلکہ تین سو جمع ہو گئے اور کاروان قریش کو جو بطریق تجارت شام کو جاتا تھا تو ٹٹا شروع کیا قریش نہایت تنگ ہوئے اور ابو سفیان کے ذریعہ سے حضرت کو پیغام بھیجا کہ ان لوگوں کو اپنے پاس طلب کر لیجئے اب ہم اس شرط سے باز آئے جو کوئی آدمی ہمارا آپ کے پاس آوے امان میں رہے ہنگو اس سے کام نہیں تب حضرت نے ابو بکر کو خط لکھوایا اور اپنے حضور میں طلب کیا جس وقت نامہ مبارک پہنچا ابو بکر حالت نزاع میں تھے سو نامہ شریف پاتھ میں لے لیا اور جان بحق تسلیم کی ابو جندل نے ابو بکر کو دفن کیا اور ایک مسجد تعمیر کروا کر اس کے معزز ہمایاں مدینے میں آیا اور کچھ دہو الذی کف ایدہم عنکم و ایدیکم عنہم بطین نکتہ مخین کی شان میں نازل ہوئی ہر فائدہ اختلاف ہوا اس بات میں کہ صلح نامہ حدیبیہ میں ابن عبد اللہ حضرت علی نے لکھا تھا یا خود حضرت مسلم نے پس امام احمد نے روایت کی ہر فاخذ الکتاب و لیس یحین ان یکتب فکتب مکان رسول اللہ ہذا ما قاضی علیہ محمد بن عبد اللہ اور بخاری نے براہ ابن عازب سے بھی اسی طرح روایت کی ہر اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابو الولید ماجی نے اس حدیث سے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا علماء ائندلس نے کہا کہ ابو الولید زندق ہے بربب مخالفت قرآن سو امیر عدلے علماء ائندلس اور ماجی کو طلب کیا ماجی نے کہا کہ خلاف قرآن میں نے کچھ نہیں کہا ہر اس لیے کہ خداوند کبریا نے نفی کتابت و خط و اثبات امیت زمان سابق میں فرمائی ہے کہ و ما کنت تنزل من قبل من کتاب ولا تحطہ بینک لب بعد نبوت امیت قرآن کا پڑھنا معجزہ ہر اور لکھنا معجزہ دیگر سو ابو ذر ہروی و ابو الفتح نیشاپوری وغیرہ علماء ائندلس و ابو الولید موافق ہوئے اور نبوی و نووی بھی اس طرف مائل ہوئے ہیں اور قاضی عیاض نے شفا میں بیان کیا ہے کہ بعض آثار دلالت کرتے ہیں کہ حضرت مسلم حسن خط سے واقف تھے کیونکہ ایک مرتبہ کاتب سے ارشاد کیا تھا کہ قلم اپنا کان پر رکھ لے تو جلدی یاد آوے اور معاویہ سے کہا تھا کہ دوات کشادہ کر اور قلم اپنا طرف رکھ اور دندانہ شین علی و علیہ لکھ اور حرف ہم کو کوڑ کر اور بعض علماء محققین فرماتے ہیں کہ لکھنا بعد امیت معجزہ نہیں ہے بلکہ باعث شک ہے اور ایتیان قرآن میں شبہ پڑتا ہے کیونکہ منکر کو گنجائش اس کلام کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آتی نہ تھے اور امیت ظاہر فرماتے تھے پس تحقیق حق یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکھو چنانچہ روایت دیگر بتصریح اس باب میں وارد ہیں اور جو قاضی عیاض نے اطلاع حسن خط دلالت آثار سے بیان کی ہے وہی اس کی تصدیق براتفاق رکھتے ہیں اور بعض فرض تسلیم اطلاع صورت بعض حروف سے کتابت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اکثر الفاظ و حروف کے صورت سے واقف ہوتے ہیں کذا فی اللوہب اللہینہ اور تجوالحاقل میں لکھا

کہ حضرت صلعم نے اسم حسن اور رسول اللہ اپنے ہاتھ سے چھو کیا اور علی مرتضیٰ نے لکھا ابن عبد اللہ وہو المصحح روایت ہے کہ جب بجا رہ رسول اللہ علی مرتضیٰ نے ابن عبد اللہ لکھا تو حضرت نے علی مرتضیٰ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تجھ کو بھی ایسا واقعہ پیش کو کیا چنانکہ منین کے وقت جب امیر المومنین علی مرتضیٰ اور حاکم شام کے درمیان صلعم نامہ لکھنے لگے تو کتابت نے لکھا کہ یہ صلعم نامہ امیر المومنین علی کا ہی وکیل حاکم شام ہوا کہ امیر المومنین نہ لکھو اگرچہ ایم ایسا جانتے تو مقابلہ کرتے بلکہ علی ابن ابیطالب لکھو فانکہ امام شافعی نے صلعم حدیبیہ سے قیاس کیا کہ صلعم کفار سے دہل برستیں درست ہو اور اگر امام کو قدرت ہو تو چار برس سے زیادہ جائز نہیں اور امام مالک کے نزدیک کچھ حدیثیں امام کی رائے پر موقوف ہو فانکہ بیۃ الرضوان کی مباہلین کے فضائل حدیث و قرآن سے ثابت ہیں منکر کا کافر جو چاہے کہ یہ تقدیر رضی اللہ عن المومنین او بیابیعونک تحت الشجرة اسپرناطی ہو یعنی اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھے اُس درخت کے نیچے اور پھر ارشاد کیا ان الذین یبايعونک انما یبايعون اللہ واللہ فوق ایدہم یعنی جو لوگ ہاتھ ملاتے ہیں تجھ سے وہ ہاتھ ملاتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہے انکے ہاتھوں پر اور ارشاد میں کمال تفصیل فضائل اہل بیعت کے موجود ہیں جابر ابن عبد اللہ سے علامہ لغوی نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے اللہ داخل النار احسن بایع تحت الشجرة اور شعبی فرماتے ہیں کہ السابقون الاولون من المهاجرین والانیصار بیعت رضوان کے لوگ ہیں اور پوشیدہ نہ ہے کہ حضرت صلعم نے اس بیعت کو فتح میں شمار کیا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں برابر ابن عازب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ تم لوگ فتح کہہ کو فتح کہتے ہو حالانکہ فتح مکہ بھی ایک فتح تھی اور میں بیعت رضوان کو فتح شمار کرتا ہوں اور زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کوئی فتح عظیم بیۃ الرضوان سے نہیں ہوتی کیونکہ اس صلح و آشتی میں سب شرک مسلمانوں سے مل گئی اور آمد و رفت باہم جاری ہوئی تو شرک قریش اکثر اقبال و انحال و خوارق عادات و معجزات باہرات اور حسن سیرت و جمیل طریقت رسول رب العالمین سے بخوبی آگاہ ہوئے اور اس سبب سے از خود میلان خاطر جانب ایمان پیدا ہوا کہ بہت شرک مسلمان ہوئے بلکہ یہی علت صلح تھی القصۃ اسی سال میں یعنی صلوة الاستسقاء واقع ہوئی یعنی پانی کا برس نہا موقوف ہو گیا تھا سو حضرت نے دعا فرمائی کہ سات دن متواتر پانی برسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسکا طریقہ یہ ہے کہ جب پانی کی حاجت ہو تو امام قوم کے ساتھ مچھو این جاے اور دعاؤ استغفار کرے اور قبلہ ہو رہے اور چادر کو نہ پھیرے جیسا کہ مذہب امام محمد رح کا ہے اور ذی کو آئے نہ دے اور جو حد سے گناہ پر ہیں تو جائز ہے اور جماعت و خطبہ سنت نہیں ہر صاحبین جماعت کے قائل ہیں اور محمد کہتے ہیں کہ وہ خطبہ چاہیں اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ ایک ہی خطبہ چاہیے اور درخوار میں ہے کہ تین دن متواتر نکلیں اور امام لکھنے کے قبل تین روزوں کے لیے حکم کرے جب ادا ہو جاوین تب چوتھے دن یا وہ پاکرے وہاں پہن کر زلزلہ کرے ہوئے نکلیں اور نکلیں کے پیشتر کچھ مدت دین اور توبہ کریں اور مسلمانوں کی خوشش چاہیں اور

انکشاف درود صلوات اللہ علیہ

بیابیعونک

تقریر احوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم



ضعیف و ناتوان مردوں اور عورتوں اور لڑکوں کو شریک نہ کریں اور لڑکوں کو کمان سے دور رکھیں اور مہربان ہو کر جواب  
کو بھی نکالیں اور بہتر یہ کہ امام لوگوں کے ساتھ جائے اور جو قوم کہ امام کے اذن سے یا غیر اذن سے جائے درست ہو  
اور جو نکلنے سے پیشتر پانی برس پڑے تو مہربان ہو کہ شک کے واسطے نکلیں اور جو جہری لگی ہو تو اسکے بند کرنے کے لیے لا  
مہربان ہو اور صلوٰۃ الاستسقا آیت کلام اللہ سے مستنبط ہے فقہائے ائمہ و ارباب علم ان کا ان فطاریہ سلسلہ السما علیکم  
مداراً تفسیر احمدی میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ استسقا سبب ہی پانی کے اترنے کا اور یہی معنی صلوٰۃ  
الاستسقا کے ہیں چنانچہ تفصیل کے قصہ حضرت نوح میں لکھی گئی ہے پھر اسی سال میں کسوف ہوا اور صلوٰۃ  
الکسوف شروع ہوئی اور احکام اسکے کتب فقہ میں بتصریح ہیں حاجت بیان نہیں اور اسی سال میں خوارزمیہ  
ابن قیس ابن مالک ابن ابی اسحاق نے اپنے شوہر کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ میرے شوہر نے مجھ کو مانگنا اور اسلام  
سے قبل جو دھورت کو کھانے تو میری مان ہو وہ عورت تمام عمر آپ پر حرام ہو جاتی تھی اسی سبب سے حضرت نے فرمایا کہ آپ  
کیونکہ تم دونوں مل سکتے ہو تب تو وہ عورت شکوہ کرنے لگی کہ یا حضرت گھر میں ہوتا ہے اور اولاد پریشان ہو رہی ہے  
میں کیا کروں اسی فقہ میں یہ آیت قد سمع اللہ من نازل ہوئی کہ والذین انظرہن من نسائکم ثم یعودون لما قالوا  
فتمحیر برقبہ من قبل ان یتاساؤ لکم تو عطفون بہ والذین بالعمول غیر من لم یجد فیہم شہرین متتابعین من قبل  
ان یتاسا من لم یستطع فاطعام متین سکینا لہن جو لوگ مان کہ ہمیں اپنی عورتوں کو پھر ذی کام چاہیں جسکو کیا ہو  
تو آزاد کرنا ایک ہر دہ پہلے اسی کہ آپس میں ملین اور ساتھ لگا دین اسی سے لگو نصیحت ہوگی اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ  
تم کرتے ہو پھر جو کوئی نہ پاوے تو روزہ دو مہینے کا لگا کر رکے پھلاں سے کہ آپس میں چھو کوئی نہ کر سکے تو کھانا  
دینا ہے ساتھ محتاج کا لہ سمیر میں ہے کہ ظہار اس سے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کھانا یا رضاعی کی ایسی عین  
سے تشبیہ دی کہ ان کا دیکھنا حرام ہے جیسے کہی کہ تو ایسی ہی مجھے جیسے میرے مان کا بیٹ یا ان یا ذری اسکی جیسے میری بہن  
یا پوچی کا بیٹ یا لکے کہ تیرا جیسے میرے مان کا بیٹ یا تیرا آدھا بدن یا تہائی یا غیر اسکے جیسے میری مان کا بیٹ یا  
میرے دو دم پلانے والی کا بیٹ اس کہنے سے عورت حرام رہتی ہے جب تک کفارہ نہ دے اور جو کہ تو مجھے میری جیسے  
مان ہے اس قول سے اگر کر است یا ظہار کی نیت ہو تو صحیح ہے اور اگر طلاق کی نیت ہو تو بائید ہوگا اور جو کچھ نیت نہیں  
تو غلط ہے اور اگر لکھا کہ تو مجھے حرام ہے میری مان اگر نیت طلاق یا ظہار ہو تو صحیح ہے اور جو کہ تو حرام ہے میری مان کا  
بیٹ تو فقط ظہار ہی کو طلاق یا ایلا کی نیت ہو فاما کہ من فہم ہی معلوم ہوا کہ لوثندی سے ظہار نہیں ہوتا کیونکہ  
فسار کے معنی ازدواج کے ہیں اور لوثندی ازدواج میں نہیں ہے اور بھی اس عورت سے ظہار نہیں ہوتا جو کہ لوثندی  
کھان میں لایا اور ظہار کیا بعد اسکے عورت نے اجازت دی کیونکہ ظہار کے وقت زوجہ نہ تھی اس لئے کہ کھان لوثندی  
پر ہو تو نہ تھا اور لوثندی لوثا کا واسطے مراد ہے کہ لوثنے میں اس چیز کو جسکو ظہار فقہی ہے یہ قول چاروں امام کا ہے

تشریح

تشریح

تشریح

پر روزے میں اختلاف ہے ابو حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ استمتاع کو مباح جاننے سے گو بغیر شہوت بھی ہو طہار کوٹ جاتا ہے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو عورت کو طہار کے بعد اس قدر ٹھہرایا کہ اس زمانہ میں مفارقت ہو سکتی ہو تو وہ نفقہ ہو اور مالک کے نزدیک جماع کا ارادہ نفقہ ہو اور امام احمد حنبل کے نزدیک جماع ہو اور فطر قبضہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بردہ عام ہے مومن ہو یا کافر کیونکہ وہ مطلق ہو بلا قید اور وصف کے حق میں مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہے اور امام شافعی مومن کو خاص کرتے ہیں اور قیاس کرتے ہیں قبل کے کفارہ پر اور من قبل ان تیسرا معلوم ہوا کہ وطی بوسہ وکنار کفارہ کے پیشہ حرام ہے یہ مذہب ہمارا ہے اور بعض صرف وطی حرام کہتے ہیں کیونکہ تماس سے مراد جماع ہے اور رقبہ کے نہ پانے سے مالک کے نزدیک یہ مراد ہے کہ نہ بردہ پاوے اور نہ بردہ کی قیمت کہ اس سے مولے سے جو بردہ پاوے آزاد کرے کو خدمت کی حاجت رکھتا ہو اور جو بردہ ہو تو اگر قیمت پاوے مولے لیکر آزاد کرے کو نفقہ کی حاجت ہے اور اگر قیمت بھی نہ پاوے تو روزے رکھے اور شافعی کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نہ پاوے بردہ یا اس کی قیمت فاضل حاجت اصلی سے جو بردہ یا با بر خدمت کی حاجت ہے یا قیمت پاے پر نفقہ کی حاجت ہے تو اسکو روزہ چاہیں اور ہمارے امام کے نزدیک اگر بردہ ملے کو خدمت کی حاجت ہو آزاد کرے اور جو قیمت ہو تو مولے نہ لےوے گو وہ قیمت حاجت اصلی سے فاضل ہو بلکہ روزے رکھے اس قول کی مائید یہ ہے کہ بعد اسکے اللہ نے کفارہ کو کھانا کھلانے پر رکھا اور کھانا کھلانا بدون قدرت کے نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ بردہ نہ پانے سے نہ پانا بردہ کا بعینہ مراد ہے نہ قیمت اسکی کیونکہ اگر قیمت کا اعتبار ہوتا اور کھلانے والے کو قدرت مقدم ہو تو بجائے اطعام کے شرا و عیدار شاد ہوتا اور بیعت بعین سے معلوم ہوا کہ تباہی شہ و طہ اور تباہ اسے کہتے ہیں کہ دو عینے کے مابین وہ پانچ دن حسین روزہ نہیں درست ہے نو اور ان کے درمیان افطار نہ کرے عذر سے یا غیر عذر سے پھر جو بے عذر افطار کیا تو بالاتفاق استیفاء ہے اور جو بعد کیا تو ہمارے نزدیک استیفاء ہے اور من قبل ان تیسرا مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ روزہ جماع اور بوسہ وغیرہ پر مقدم ہے اور بعضوں نے فقط جماع پر مقدم کیا معلوم ہوا کہ روزہ میں مستحبی ہو کیونکہ دو عینے کے روزے کا تقدم علی المس شرط ہے کتب اصول میں بھی کہ روزے کے اندر اگر بات کو عذر اور دن کو سہو او طہ کرے تو ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک استیفاء ہے اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک نہیں کیونکہ اللہ نے واجب کیا کہ سب روزے مس کے قبل ہوں جو استیفاء کر لیا تو سب روزے مؤخر ہوں گے اور جو استیفاء نہ کر لیا تو بعض مس پر مقدم ہوں گے یہ بہتر ہے اور طرفین کہتے ہیں کہ اللہ نے دو چیزیں واجب کی ہیں ایک تقدم علی المس و سہو خالی ہونا مس سے اس صورت میں کل کا تقدم علی المس ساقط ہوا پھر خالی ہونا مس سے کل کا استیفاء سے ہو سکتا ہے ایسے سب ہی ممکن کیے اور من مسلم استیفاء کے یہ معنی ہیں کہ اصل صوم کی طاقت نہ رکھے یا اصل صوم پر قادر ہو پر بیماری سے متابع کی طاقت نہیں ہو تو وہ بیمار کہ ساتھ مسکین کو کھلاوے ہر ایک کو ایک صاع گیون یا ایک صاع جو یا سو کے نمونے اور اگر لپکا کر کھلاوے



تو سامن روئی دو وقت کھلا دے اور اگر ناناچ دے تو ہر ایک تھکان کو دوسیر کیون جیسا بیان کیا گیا اور اطعام کی صورت میں تماس کا نمونا ہمارے نزدیک شہرہ نہیں ہو کیونکہ وہ اس قید سے مطلق ہے اور مطلق یعنی طلاق پر رہتا ہے گو ایک حادثہ نہیں ہو اور شافعی کے نزدیک شرط ہے اور صاحب کشاف اور مدارک نے کہا ہے کہ جو مظاہر کفار سے بعض رہا تو عورت کو چاہیے کہ مدافعت کرے اور قاضی کو چاہیے کہ کفارہ کے لیے جبر کرے اور قید رکھے اور اکیلل میں کر ان آیتوں سے بہت مسائل معلوم ہیں ظہار کا حکم اور اس کا کبیر ہونا اور خاص ہونا ظہار کا درجات سے اور کفارہ عمو کی صورت میں اور امام مالک نے من لسانہم سے دلیل پکڑی ہے کہ سر یہ سے بھی ظہار ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی نسیئہ داخل ہے اور بعضوں نے ظاہریت سے دلیل پکڑی ہے کہ ظہار فقط اسی وقت ہوتا ہے کہ خاص بیٹ سے تشبیہ دے اور فقط مان کے ساتھ تشبیہ نہ جذبات وغیرہ محارم سے رضاعی ہوں یا نسبی اور بعضے کہتے ہیں کہ عورت کے واسطے مسئلہ ظہار نہیں ہو یعنی مثلاً اگر زوجہ اپنے شوہر کے بیٹ کو والدین سے تشبیہ دیوے تو کفارہ ظہار لازم نہیں آتا کیونکہ یہ حکم مرد کو خاص ہے اور والدین کے عموم سے دلیل پکڑی ہے کہ غلام کے واسطے بھی ظہار ہوتا ہے اور اس پر بھی جو مجبور ظہار کے کفارہ واجب جانتا ہے اور عود کا اعتبار نہیں کرتا فائدہ یہ جو لکھا گیا کہ بسبب بیماری کے تسلیع صوم کی طاقت نہ ہو اس کا حال یہ ہے کہ بعض وہ شخص جو خوف کرتا ہو کہ روزہ رکھنے سے بیماری بڑھ جائے گی جس طرح در چشم یا تپ و لرزہ ہو اور جو مرض کاسین زیادتی کا خوف نہ ہو یا اس کو کھانا نہ ضرر ہو جس طرح استلوا شکم اس کو رخصت انظار نہیں ہو اس کو روزے پر سبیل متابع رکھنا لازم ہو مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کسی طرح مرض ہو اس میں رخصت ہے اور باقی حال مسئلہ ظہار کا کتب فقہین تبصرہ مذکور ہے اس قدر آیت قرآن سے متعلق جو بیان کیا گیا اسی سال میں ام رومان زوجہ حضرت امیر المومنین امام التقیین افضل الصحابہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ابن ابی قحافہ اور والدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی وقت وفن حضرت محبوب رب العالمین رسول التعلین صلی اللہ علیہ وسلم انکے قبر میں آئے اور انکے واسطے استغفار کیا رعایہ الحق ابی بکر و عایشہ رضی اللہ عنہما و قضاہ الحق ام رومان اور جب انکو قبر میں رکھا تو فرمایا میں اراد ان بنظر الی ام رومان من الحور العین فلیسظر الی ہذہ المرأة اور اسی سال کے ماہ ذیحجہ میں حضرت رحمۃ العالمین حبیب رب العالمین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ بادشاہان عجم کو فرامین لکھوائیں تاکہ انکو رغبت اسلام ہو و خوف و ترس بھی لاحق ہو و روایت ہے کہ جب یہ ارادہ ہوا تو اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان ملوک و سلاطین کا دستور ہے کہ جس خط پر مہر نہوا سے نہیں پڑھتے لہذا حضرت نے خاتم بنانے کا حکم دیا چنانکہ خاتم طلائی طیار ہوئی بعض اصحاب نے بھی جو کہ متحمل تھے باتباع حضرت انگشتی ہوا تو رجب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تو اصحاب نے بھی اپنی دوسرے روز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد سونا پھینتا تمہاری امت کے مردوں پر حرام ہے

ذرات طلاق

فنا صوم ہوا

تقدیر اسلام و اسلام

جہاد و کشتی

اس وقت حضرت صاحب نے اصحاب نے خاتم طلائع اتر والی بعد اسکے خاتم نقرہ بنوائی کہ اسکا حلقہ دیکھیں دو نو توئی تھو را کون  
 کھدو دایا گیا سطر اول میں ابتدا و سطر دوم میں رسول اور سطر سوم میں محمد اس انگشتری کو حضرت داسنے ماتھے کے چنگلیان  
 اکثر پہنا کرتے تھے بعد آپ کے حضرت صدیق اکبر نے اپنی پھر حضرت عمر نے پھر حضرت عثمان نے انکے ماتھے سے پہنا کر اس میں  
 لکھائی اور باد صفت تلاش علی اسی دن سے امور خلافت راشدہ میں بے انتظامی شروع ہوئے محققین نے لکھا ہے کہ انگشتری  
 مبارک خاصیت انگشتری سیٹمان رکھتی تھی انقض جب ایسی صفت کے خاتم مرتب ہو گئی تو حضرت مسلم نے چھ خط  
 چھ باد شاعون کو لکھوائے اور چھ شخص اصحاب سے ایلی مقرر ہوئے وحید ابن حلیفہ کلی ہر قل قیصر روم کے پاس روانہ  
 ہوئے اور بعد ازاں حدائقہ سہمی کسبے حاکم فارس کے پاس بھیجے گئے اور عمر ابن اُمیہ خمیری نجاشی رحمۃ اللہ علیہ سلطان  
 حبش کے پاس اور غلط ابن بلتعمی موقس لے اسکندریہ کے جانب اور شجاع ابن ابی دہب عارث ابن ابی  
 غسانے یرامی مقدمہ شش کپاس اور سیط ابن عمر و عاصری ہودہ ابن علی غنی پیشوا یرامہ کی طرف روانہ ہوئے اور  
 جوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہوئے کہ جو شخص جس قوم کی طرف گیا اسی قوم کی بولی بولنے لگا صحیح بخاری میں  
 بعد ازاں ابن عباس سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے مجھے قصہ نقل کیا کہ جب ہم سے اور حضرت سے حدیبہ بن صلح ہوئی  
 تو میں شام کے ملک میں گیا اُس زمانہ میں حضرت نے وحیدہ کلی کے ہاتھ روم کے بادشاہ کو خط لکھا سو وحیدہ کلی نے  
 شام کے سردار کو خط دیا اسنے روم کے بادشاہ کو حوالہ کیا کہ ہر قال نے کہا اگر اس شخص کا جو آپ کو پیغمبر جانتا ہے کوئی باقی  
 ہو تو بلاؤ سو مجھے بلو ایام جدید قریش کے ہر قل نے پوچھا کہ ان آدمی قریب تر نسبت میں اس صاحب خط کا یمن نے کہا  
 میں ہوں بھکو لوگوں نے بادشاہ کے سامنے بٹھلایا اور میرے پیچھے ہر ایوں کو پھر مترجم لینے دو بھاسیا بلایا اور بادشاہ  
 میرے ساتھیوں سے کہا کہ میں اس شخص سے کچھ پوچھتا ہوں اگر یہ جھوٹے بولے تو تم جھٹلاؤ ابوسفیان نے کہا کہ خدا  
 کی قسم اگر دروغ گوشتہ ہو رہے گا تو نہ تو میں حضرت کے حال میں کچھ جوڑ بولتا غرض بادشاہ نے پوچھا کہ حسب نسب  
 اس نبی کا کیا ہے میں نے کہا نہایت شریف اور عمدہ خاندان ہے پھر پوچھا کہ کوئی شخص اسکے باپ دادوں میں بادشاہ بھی تھا  
 میں نے کہا نہیں پھر پوچھا کہ کھوون اس پر جھوٹ بولنے کی تمہیں بھی لگی ہے میں نے کہا نہیں پھر پوچھا کہ سردار لوگ اسکے تابع  
 ہوتے ہیں یا غریب میں نے کہا نصف پھر پوچھا تو اب اسکے زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں میں نے کہا کم ہیں ہوتے بلکہ  
 زیادہ ہوتے جاتے ہیں پھر کہا کوئی شخص تابعین سے مترجمی ہو جاتا ہے یا خوش ہو کر میں نے کہا نہیں بادشاہ نے کہا تم  
 اس سے لڑتے ہو میں نے کہا ہاں کما کس طرح لڑائی ہوتی ہے میں نے کہا کبھی ہم غالب آتے ہیں کبھی وہ پھر کہا کھوون جو دشمن  
 بھی اسکے طرف سے ہوتی ہے میں نے کہا نہیں لیکن اب ہم سے اور اس سے صلح ہوئی ہے جو کو معلوم نہیں کہ اب کیا کرنے والا ہے  
 ابوسفیان کھتا ہے کہ وہ اتنی بات کے سوا کوئی بات اور میں نہ ملا سکا بادشاہ نے کہا کہ اور بھی کیسے تم لوگوں  
 میں سے قبل اسکے دعوی نبوت کیا ہے یا نہیں میں نے کہا نہیں پھر بادشاہ نے مترجم سے کہا کہ اس سے کہہ دے کہ میرے

ابوسفیان نے کہا کہ میں اس شخص سے کچھ پوچھتا ہوں اگر یہ جھوٹے بولے تو تم جھٹلاؤ ابوسفیان نے کہا کہ خدا کی قسم اگر دروغ گوشتہ ہو رہے گا تو نہ تو میں حضرت کے حال میں کچھ جوڑ بولتا غرض بادشاہ نے پوچھا کہ حسب نسب اس نبی کا کیا ہے میں نے کہا نہایت شریف اور عمدہ خاندان ہے پھر پوچھا کہ کوئی شخص اسکے باپ دادوں میں بادشاہ بھی تھا میں نے کہا نہیں پھر پوچھا کہ کھوون اس پر جھوٹ بولنے کی تمہیں بھی لگی ہے میں نے کہا نہیں پھر پوچھا کہ سردار لوگ اسکے تابع ہوتے ہیں یا غریب میں نے کہا نصف پھر پوچھا تو اب اسکے زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں میں نے کہا کم ہیں ہوتے بلکہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں پھر کہا کوئی شخص تابعین سے مترجمی ہو جاتا ہے یا خوش ہو کر میں نے کہا نہیں بادشاہ نے کہا تم اس سے لڑتے ہو میں نے کہا ہاں کما کس طرح لڑائی ہوتی ہے میں نے کہا کبھی ہم غالب آتے ہیں کبھی وہ پھر کہا کھوون جو دشمن بھی اسکے طرف سے ہوتی ہے میں نے کہا نہیں لیکن اب ہم سے اور اس سے صلح ہوئی ہے جو کو معلوم نہیں کہ اب کیا کرنے والا ہے ابوسفیان کھتا ہے کہ وہ اتنی بات کے سوا کوئی بات اور میں نہ ملا سکا بادشاہ نے کہا کہ اور بھی کیسے تم لوگوں میں سے قبل اسکے دعوی نبوت کیا ہے یا نہیں میں نے کہا نہیں پھر بادشاہ نے مترجم سے کہا کہ اس سے کہہ دے کہ میرے



اسکا حسب نسب پوچھا تو نے کہ شریف اور عالی خاندان جو پیغمبر ہوگا اسی طرح کے ہوتے آئے ہیں میں نے پوچھا  
 اسکے باپ دادہ میں کوئی پادشاہ تھا تو نے کہا نہیں سو اگر کوئی پادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص نبوت کے پردے  
 میں اپنے آبائی سلطنت جانتا ہو اور میں نے اسکے تابعداروں کا حال پوچھا تو نے کہا غریب ہیں سو یہی حال جو  
 پیغمبروں کا کہ اول غریب ہوگا انکی اطاعت کرتے ہیں لیکن بڑے آدمی غرور سے بے نصیب رہتے ہیں اور میں نے  
 پوچھا کہ نبوت سے قبل کبھی اسکی دروغ گوئی بھی ثابت ہوئی ہو تو نے کہا نہیں میں نے جانا کہ وہ کبھی خدا پر جھوٹ نہ  
 باندھے گا اور میں نے تجھے پوچھا کہ اسکے لوگ دین سے ناخوش ہو کر پھر بھی جاتے ہیں تو نے کہا نہیں سو یہی حال جو  
 ایمان کے نور کا جب دل میں رہ گیا اور میں نے پوچھا کہ اسکے لوگ زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم تو نے کہا زیادہ ہوتے  
 ہیں سو یہی حال جو ایمان کا کہ اسکو ترقی ہوتی ہے ایمان تک کہ کمال کو پہنچتا ہو اور میں نے کہا کہ اسکی کراچی کا کیا حال ہو  
 تو نے کہا کبھی وہ غالب ہوتا کبھی ہم سو یہی سنت ہے پیغمبروں کی کہ اول ایمان والاوں کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو فتح  
 نصیب ہوتے ہیں اور میں نے پوچھا کہ وہ دنیا بھی کرتا ہو تو نے کہا کہ نہیں سو یہی عادت ہوتی ہے پیغمبروں کی کہ وہ ہرگز  
 دنیا میں نہ کرتے اور میں نے پوچھا ایسا دعویٰ اسکی قوم میں کسی اور شخص نے بھی کیا تھا تو نے کہا نہیں سو اگر ایسا  
 دعویٰ کیا ہوتا تو میں جانتا کہ یہ شخص بھی اپنے قوم کی راہ پر چلا اگلوں کی طرح اسکو بھی ہوس نے لیا پھر پادشاہ نے  
 کہا کہ کو کیا حکم دیا ہو میں نے کہا صلوة فذکوۃ اور برادر پروری اور پر غیر کاری کا بادشاہ نے کہا اگر یہ سب باتیں اس  
 شخص میں ہیں تو وہ بیشک پیغمبر ہو اور میں آگے سے جانتا تھا کہ اس وقت میں پیغمبر ظاہر ہوا جانتا ہی لیکن میرے یہ گمان  
 نہ تھا کہ تمہارے قوم میں ہوگا اور اگر میں یہ جانتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں اسکے دیدار کا عاشق ہوتا اور  
 جو میں اسکے پاس ہوتا تو اسکے قدم دھویا کرتا پھر پادشاہ نے حضرت کا یہ خط مانگا اور پھر عاجب وہ خط پڑھ چکا تو  
 اہل دیار میں بہت گفتگو اور نہایت شور و غل ہوا پھر ہم بموجب حکم دربار سے نکالے گئے ابو سفیان نے کہا کہ جب  
 ہمارا اخراج ہوا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میرا رتبہ پہنچا کہ بادشاہ روم اس سے ڈرتا ہو کمال اقدام اور میں  
 ابی بکشتہ اندہ بخاند ملک بنی الامصر یعنی بزرگ ہوا کام ابن ابی بکشتہ کا کہ اس سے ڈرنے لگے پادشاہ بنی الامصر یعنی  
 قیصر روم ابو سفیان کہتا ہے کہ اس وقت میں نے یقین سے جانا کہ حضرت سب پر غالب ہوں گے یہاں تک کہ خدا  
 نے محمد کو اسلام میں داخل کیا راوی کہتا ہے کہ پھر ہر قیل نے روم کے سردار اپنے ایک مکان میں جمع کیے اور دروازہ  
 قفل کر لیا پھر آئے کہ اے لوگو اگر قیامت تک اپنی ہدایت اور بہتری اور اپنی سلطنت کا قیام چاہتے ہو تو اس  
 پیغمبر کا ایمان لاؤ سو روم کے سردار سب بھڑکے اور گور خردن کی طرح بھڑک اٹھے لیکن دروازے بند پائے پھر پادشاہ  
 نے انکو بلایا اور کہا میں نے تمہارے دین کی مضبوطی آزمائی تھی شاباش جو بات محمد کو پسند تھی تھیں کی تب تو ان لوگوں نے  
 بادشاہ کو بوجہ کیا اور خوش ہو گئے حقیقت یہ کہ روم کے لوگوں نے بادشاہ پرست انداز کی کار کردہ کیا تھا مگر دروازے بند ہونے سے دست بردار ہو گئے

جنوں ملک و دولت و عزت و جان زبان بد لکھ لکھا کہ آزمائش تمہاری منظور تھی سو تم دین پر اپنے ثابت قدم لکھ  
یہ معاملہ شہر محض میں واقع ہوا کیونکہ جب وحید کلبی مدینہ باسکینہ سے خط لکھ کر ہر قل سے پاس چلے ہیں تب ہر قل  
بیت المقدس کو نذر ادا کرنے گیا تھا اور قبل پہنچنے وحید کے محض میں گیا تھا اور مضمون خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا  
کہ یہ خط محمد خدا کے رسول کا ہو ہر قل کی طرف جو روم کا سردار ہوا اس پر سلام ہو جو راہ راست پر چلا ابد اسکے میں منکوب ملاتا  
ہوں اسلام کی دعوت سے قبول کرنا کہ دین و دنیا میں سلامت رہے اور تو مسلمان ہو جا خدا تجھ کو دوسرے ہر اثناب دیکھا  
لینے ایک تواب عیسوی دین قبول کرنے کا اور دوسرے اثناب محمدی ہونے کا اور اگر تو نے اسلام نہ قبول کیا تو تیرے  
اوپر رعیت کا اور تباہی کا گناہ پڑ گیا لینے جب تو مسلمان ہوا تو رعیت بھی مسلمان ہو گئی تو انکی گمراہی کا غذا  
تجھ پر ہو گا یہ آیت لکھی تھی یا ایل الکتاب تعالوا الی کلمۃ موائیننا ونیکم الا نعبد الا اللہ ولا نشکر بشیئا ولا تجز بعضنا بعضا

اربا باس دومن السدان تولوا فتولوا اشد و ابانا مسلمون لینے اور ای کتاب دالوا آجا داس بات پر جو ہمارے اور تمہارے  
درمیان برابر ہو وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم خدا کے سوا کسی عبادت اور پرستش نہ کریں اور کسی چیز کو اس کے ساتھ  
شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی بعضوں کو خدا کے سوا اپنا رب اور مالک نہ بنا دین سوا اگر اہل کتاب  
توحید سے موخر ہو رہے تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ ہو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الہی کے مطیع فائدہ یہ جو ابوسفیان نے لکھا کہ تقدیر  
امراہ ابن ابی کبشہ سو حال اس مقولہ کا یہ ہے کہ ابی کبشہ قبیلہ خزاعہ میں ایک شخص تھا ساحر کہ اس سے ہر عجیبہ وقوع  
میں آیا کرتے تھے اس نے بت پرستی میں قریش سے مخالفت کر کے ستارہ شہر یثرب کی پرستش شروع کی تھی اس  
ثابت سے مشرک بت پرست حضرت رحمۃ اللہ علیہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہنے لگے کیونکہ  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے تعالے کو برخلاف قریش پوجتے تھے اور انکو ہش توں کی کیا کرتے تھے اور سخت بیزار  
تھے سوائے نزدیک جیسا ابن ابی کبشہ برا تھا وہی ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا جانتے تھے فائدہ ہر قل کبیر

الما وفتح الروم سکون الطاف بر وزن و شوق دہوا اسم علم لا ینصرف للعلیہ والو علیہ اور قسیر بادشاہ روم کا لقب ہو  
جس طرح بادشاہ فارس کا کہ ہے اور سلطان حبش کا نجاشی اور فرمان رواے ترک کا خاقان اور فرمان نما  
قطب کافر مومن اور ایسی تعمیر کا بیج فائدہ اس بات میں اختلاف ہے کہ ہر قل ایمان لایا یا نہیں بعض علماء اسلام کہہ رہے ہیں  
فرماتے ہیں کہ ہر قل بادشاہ روم اسی وقت ایمان لایا جب اس نے نامہ مبارکہ بڑھا لکھ پوچھ شیدہ اور غشی و جنوں ہلاکت  
ذات وزوال مملکت عادت و افعال اس کے برخلاف دین اسلام تھے لیکن مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہے  
کہ ہر قل نے تبوک سے ایک خط حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا اور اس میں مندرج کیا کہ میں مسلمان ہوں  
حضرت حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کاتب اس خط کا جھوٹا ہی ہے شخص اب تک اپنے نصرانیت پر قائم  
ہو کہ بعض علماء محققین شکر اللہ علیہم ورضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہر قل ایمان نہیں لایا نہ اسی طرح جدا روایت ہے

یہ بات صحیح ہے  
یہ بات صحیح ہے  
یہ بات صحیح ہے



کر نامہ مبارک ایک سو نئی دہائی میں انجک رکھا جو کہ جب پانی نہیں رہتا تو اس سے ہستتا کرتے ہیں فائدہ ایک شخص غناظر عالم نصاریٰ نہایت معظم و مکرم وہاں رہتا تھا ہر قل نے وحیہ کلمی سے کہا کہ تم اپنے پیغمبر کا حال اس سے کہو اگر وہ ایمان لادے تو سب نصاریٰ ایمان لادیں گے انھوں نے جا کر بیان کیا اُسے سنتے ہی عصا اپنے ماتھر میں لیا اور سپید کپڑے پہن کر باہر نکلا اور کلیسا میں جہاں بڑے بڑے نصاریٰ جمع تھے گیا اور کہا کہ میں پیغمبر عربی پر ایمان لانا بیشک یہ وہی پیغمبر ہیں جسکی بشارت عیسیٰ نے دی یہ سنتے ہوئے نصاریٰ اس پر دوڑ پڑے اور مارتے مارتے مار ڈالا تھا یہ حال سنکر کہنا سر بھی یہی حال کرینگے اگر میں ایمان لادوں تو زمین محققین نے لکھا ہو کہ عبد اللہ نے عظیم البحرین کے معرفت نامہ مبارک کسر لے کر ہو پونچیا اُسے پڑھ کر چاک کر ڈالا اور کہا غلام لوگ مالکون کو ایسا لکھتے ہیں تو حضرت نے منکر فرمایا ان پر قتل معزق یعنی پارہ کے جائیں وہ تمام پارہ ہوں اس دعا کی اثر سے جو وہ بادشاہ ایک ہی سال میں مر گئے پھر ایک عورت بادشاہ ہوئی پھر سلطنت جاری ہوئی روایت ہو جہاں حضرت نے دعا فرمائی اُسی رات کسری بالافانہ سے گرا اور مر گیا اور روضۃ الاجاب میں ہو کہ دسویں جمادی الاول سال ہجری میں شب سہ شنبہ یہ معاملہ ہوا کہ شیروہ کسری کے بیٹے نے کسر لے کا پیٹ چھری سے چیر ڈالا اور مکتوب خوش اسکو کامضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط محمد رسول اللہ کے طرف سے لکھا جاتا ہے کسری بادشاہ فارس کو سلام اس شخص کو جو راہ ست کے متابعت کرے اور خدای تعالیٰ جل شانہ کا گردیدہ ہو کر گواہی دے کہ خدا ایک ہے اور محمد اسکا بندہ اور رسول اسکی مین تجھے اسلام کی دعوت کرتا ہوں بیشک میں خدا کا رسول ہوں تمام جہاں کے لیے تاکہ ہر ایک زندہ کو ڈراؤن اور خدا کے عذاب سے خوف دلاؤن اور کافروں پر رحمت تمام کرون پس اسی کسری تو خدا سے ڈرا اور مسلمان ہو کر ہلاکت سے نجات پا کر فلاح کو پہنچے اور اگر سرکشی کر گیا تو خوف سے بھیجیو کہ مجوس کا سا وبال تمھیں بھی پڑے گا جب یہ نامہ اس کے سامنے پڑھا گیا تو اُسے ماتھر میں لیکر چاک کر ڈالا اور بے ادبانہ کلام کیا یعنی اپنا نام میرے نام سے بچلے کیون لکھا یہ خبر حضرت کو پہنچی حضرت نے فرمایا کہ جس طرح کسری نے میرا نام پھیلایا اللہ تعالیٰ اسکا پیٹ پھاڑے پھر کسری نے باذان حاکم میں کو لکھا کہ شخص مدعی نبوت کو گرفتار کر کے مسجد آئے اُسے اور پھر شہ فارس کو بھیجا اور ایک خط حضرت کو لکھا کہ تم ان دونوں کے ساتھ کسری کے پاس جاؤ چنانچہ وہ دونوں طائف کے سرزمین میں آئے ابوسفیان اور صفوان ابن امیہ وغیرہ ملے انھوں نے حضرت کا مسکن بتلایا اور خوش ہوئے کہ بھلا جلیل القدر بادشاہ دشمن رسول ہوا انقصہ دونوں اعلیٰ باذان کے مدینہ میں آئے اور حضرت کے مجلس شریف میں حاضر ہوئے اور پیغام باذان اور گفتگوی کسری بیان کی حضرت نے متبسم ہو کر دونوں کو دعوت اسلام فرمائی کہ ان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کانپنے لگے اور بیرون مجلس آپس میں کہنے لگے کہ اس مجلس کی ہیبت سے جان کا خوف ہے تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے تمام معاملے خدا کی طرف سے ہیں اُس دن تو وہ دونوں بوجہ ارشاد پیغمبر خدا

ایک مکان میں چھ مہرے دوسرے دن پھر آئے حضرت نے فرمایا کہ باذان سے کمد و میرے خدا نے کسری کو ہلاک کر ڈالا اور ایک کمر بند زرد زری کا خنجر ہر کو غنایت کا پھر دونوں رخصت ہو کر مین میں چھو پہنچے اور حال گذشتہ باذان سے بیان کیا باذان نے کہا کہ ان حالات سے مجھ پر غیبی برحق معلوم ہو ستمین اور اگر خبر ہلاکی کسری کی صحیح ہوتی تو کچھ کچھ بھی شک نہیں مین ایمان لاؤ لنگا یہ مذکور ہو رہا تھا کہ شیرو یہ کا خط آیا کہ مین نے پر زہر خسر کو لایا تھا کچھ مار ڈالا اور تم اس شخص سے جو مدعی ہو تے تھے عرض کرو سو باذان نے خط پڑھا اور مع لہذا تو ابی سلمان ہوا اور جب عمر بن ابی نجاشی کے پاس پہنچے تو نجاشی نے نہایت تعظیم کر کے اور جنت سے اتر کر نامہ مبارک لیا اور اپنے آنکھوں سے لگایا اور اسلام لایا مگر صحیح یہ ہو کر نجاشی اسلام لا چکا تھا اور ابی سلمہ نامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ترویج ام حبیبہ اور طلب جعفر ابن ابی طالب وغیرہ رضی اللہ عنہم کے لکھا تھا کہ اس نے بوکالت خالص ابن عاص ام حبیبہ کو نکاح کر کے بھیجا اور مہاجرین کو مع مال و اسباب بسیار دو کشتیوں پر روانہ کر کے روانہ کیا روایت ہو کر نجاشی نے اس خط کو جان کے دے میں باحیاط رکھا تھا بروایت ابی تکم موجود ہو کہ اسکا اکرم ہوتا ہو اور نجاشی نے کمد یا تھا کہ جب تک حبش میں یہ خطر نہ گزرے اور بکرت سے معمور رہے گا فائدہ نجاشی نفع تو نہ دے مگر بعض بالکسر خیا پھر صاحب قاموس نے بالکسر و ثنید تحتیہ افصح کہا ہو اور بعض کے نزدیک صواب تحفیف یا ہو اور اہل تحقیق کے نزدیک بارانہ بیت نہیں ہو بلکہ اصلی و ساکن ہو فضائل نجاشی اکثر ہیں اور جب خطاب بن بلتوع نے اسکے درمیان مقوقس کو نامہ دیا تو اسے بھی تعظیم کی اور جواب لکھا خلاصہ اسکا یہ ہو کہ آپ کے مکتوب کو مین نے خوب سمجھا اور میں جانتا ہوں کہ ایک پیغمبر باقی ہو ظاہر ہو گا لیکن میرا گمان یہ ہو کہ شام میں ہو گا اور چند تحائف روانہ کیے اور قسطل لکھی آزمائے جانے لگوں دیان تک اور ایک خواجہ سرا اور ایک نینرہ اور مین قدامہ نرم اور ہزار مشقال طلا اور حاطب کو سو مشقال سونا اور پانچون کپڑے انعام میں دیے اور تنہائی مین حضرت کا حال پوچھا اور سنکر بولا کہ یہ سب صفات پیغمبر کے ہیں پھر خطاب پانچ دن قیام کر کے رخصت ہوئے اور مع تحائف مرسلہ حضور رسالت پناہ مین حاضر ہوئے تو نجلہ لوگوں کے حضرت ماریہ قبطیہ کو مسلمان کر کے بطور سر یہ بلک مین اپنے تصرف مین لائے کہ ابراہیم ابن رسول اللہ انھن سے پیدا ہوئے اور پھر مین اخت ماریہ حضرت حسان ابن ثابت کو نجاشی اور ولید خاص اپنی سواری مین رکھا اور دراز گوش غیر خواہ پیغور نام پر بھی گاؤ سواری فرماتے تھے چنانچہ دراز گوش سفر حجہ لوداع مین فوت ہوا اور ولید بعد وفات آنجناب حضرت علی مرتضیٰ کے سواری مین رہا پھر امام حسن علیہ السلام کے پاس رہا زمان معاویہ مین مر گیا اور مقوقس کے نام اسکا ہریرہ ابن شیبہ تھا بعد خلیفہ دوم مین فوت ہوا اسلام اسکا ثابت نہیں ہو فائدہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ ہدیہ کس کا مقبول ہوا اور بعض احادیث سے رو فرمایا ہدیہ مشرکون کا پایا جاتا ہو اور رفع تعارض مین ہوتا ہو کہ جبکہ ہدیہ قبول کیا اسکے اسلام کی امید تھی اور جبکہ رد فرمایا اسکے اسلام سے ناامیدی تھی اور شجاع اس دہب نے نامہ مبارک حضرت مسلم کا بدریہ ایک نفرانی کے جسکا نام خراب تھا اور حالات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنکر باطن مین ایمان رکھتا تھا حارثہ

وہی ہے

میں نے

میں نے

میں نے



ابن شمر غسانی کے پاس بھجوا دیا اسنے خط پڑھا اور پھینک دیا یہ خبر سنا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک اسکا بڑا  
 ہو جو چنانچہ حارث مذکور سال فتح مکہ میں مر گیا اور ملک اسکا جلد ابن ابیہ غسانی کے ہاتھ آیا اسکے پاس بھی شجاع ابن  
 مع نامہ آئے ہیں سو وہ خوشی ایمان لایا مگر خوف حاکم سے بچ کر نہ لایا ہو گیا اور اسی حال میں مرا اور بعض اہل سیرت  
 کہ حارث ابن شمر بھی پوشیدہ ایمان لایا تھا اور جب سبط ابن عمرو نے نامہ مبارک ہو وہ کو دیا تو ہو وہ ابن علی  
 خفی نے بھی بہت تعظیم سے لیا اور جواب لکھا کہ طریقہ آپ کا نہایت بہتر ہے لیکن میں اپنے قوم میں خطیب شاعر ہوں  
 جسکو بھی اپنا شریک کیجیے اور سبط کو انعام دیکر رخصت کیا اسنے جواب نامہ حضرت کے حضور میں پیش کیا آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست اسکی نام منظور فرمائی اور بعد فتح مکہ ہو وہ بھی کافر مہاجر اور اسی سال میں حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں کو رخصت دی کہ گھوڑے اور اونٹ مضار ساقبت میں دوڑایا کرو مگر گھوڑوں کو  
 لیے میدان علیہ قرار دیا اور اونٹوں کے واسطے علیہ روایت ہو کہ اس دور میں شمر غصبا و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہمیشہ سب اونٹوں سے آگے نکل جاتا تھا ایک روز اتفاقاً ایک اونٹ سپیچے رہ گیا تو یاروں کو رنج ہوا تب  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جائے طلال و رنج نہیں ہو ہر کال کو زوال اور ہر شرف کو وبال و ہر رفیع کو وضع  
 اور ہر جمع کو منع عارض و متعارض ہوتی ہے پھر رنج کرنا بغاوت ہے اور اسی سال میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
 دوسری شرف ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور اصحاب صفہ میں معدود انکے نام میں انھیں  
 ہر اور باب کے نام میں بھی پس قبول رجب نام انکا عبد الرحمن اور باب کا نام مخوف تھا اور چونکہ ایک ہرہ صیغہ انکی پاس  
 اس باعث سے کثرت انکی ابو ہریرہ ہوئی اور مدت قلیلہ میں خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت کی اور  
 حضرت کی دعا سے قوت حافظہ ایسی خدا نے عنایت کی کہ جو کچھ زبان فیض ترجان سے سنایا در کہا چنانچہ روایت زیادہ  
 کی ابو ہریرہ رض سے اسقدر ہو کہ اگر کسی صحابی سے نہیں ہو لیسے پانچ ہزار میں سو چوتھ حدیث اُسے کتب احادیث  
 میں مروی ہیں از انجلہ چھ سو نو صحیحین میں آئین تین سو پچیس متفق علیہ اور تراوی فرد جائی اور ایک سو نو  
 فرد مسلم وفات ابو ہریرہ کی سال بچا و چھارم ہجری میں ہوئی بقیع میں مدفون ہوئے شتر برس کی ہوئی آنحضرت  
 جب ساتواں برس ہجرت کا اور ساتھواں مولد کا ہوا تو آخر عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نابار غزوہ  
 خیبر کہ مدینہ طیبہ سے تین منزل کے فاصلے پر واقع ہو تشریف لے چکا اور سبب اس واقعے کا یوں واقع ہوا کہ جب حضرت  
 سرور کائنات اشرف موجودات شفیع المذنبین سید المرسلین امام الاولین و الآخین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ  
 علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے مدینہ کے سفر سے مراجعت فرمائی اور ماہ ذیحجہ میں داخل مدینہ باسکینہ ہوئے اور  
 قریب بیس دن کے دوران اقامت فرمائی تو شہرت ہو وہ خیر کہ ایک مدت سے ظاہر تھی اور عداوت سید المرسلین  
 انکے قلوب میں قائم تھی اس زمانہ میں علانیہ ہوئی لہذا حضرت نے حکم طہاری کا واسطے غزوہ خیبر کے نافر کیا تھا

رسول صلی اللہ علیہ وسلم

انوار کائنات

مہر اہل بیت

صحابہ

چرا ہوا کہ خدا سے لگا لے کر فتح خیبر اور غنائم کثیرہ کا وعدہ کیا جو قوم یہود و وجود مدینہ بہت جگہ کا کسی سہلان  
 پر قرض آتا تھا اسنے تقاضا کیا عبداللہ بن عمرو صحابی انصاری پر ابوشحیم یہودی کے پانچ درم تھے اسنے تقاضا کیا  
 صحابی نے کہا کہ جب غنائم خیریت مجھے ملے گا دو لگا اسنے کہا کہ خیبر کا حال اور مقاموں پر قیاس نہ کر خیبر میں دس ہزار  
 مرد جنگی ہیں صحابی نے بہت رنج کیا اور کہا مرد دو تو ہو کہو تحریف کرتا ہو وہ حضور اقدس میں نالشی ہوا اور عبداللہ نے مقولہ  
 یہودی کا بیان کیا آپ نے زیر لب کچھ فرمایا اور عبداللہ سے اسے قرض کو ارشاد کیا چنانچہ عبداللہ نے ایک کپڑا  
 اپنا تین درم کو بیچا اور دو درم ایک صحابی سے قرض لیکر قرض ادا کیا سلمہ بن اسلم نے کپڑا پہنچا دیا کہ وہ پہنکر غزوہ  
 خیبر میں گئے اور وہاں بہت ٹوٹ ملی اور ایک عورت قرینہ ابوشحیم کے ہاتھ آئی کہ اسکو بھیت گران بچا بالجملہ حضرت سلمہ  
 آخر محرم الحرام سال ہفتم ہجری میں بانوں و ششم جانب خیبر تشریف لیجئے اُس وقت ایک ہزار چار سو غازی اور  
 دو سو سب عربی و ترکی از آنجا تین گھوڑے خاصہ یعنی تیز و سکت و طرب آراں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 تھے اور ایک ہزار چار سو اشدہ اور دس ہزار غرضات تھے اور بیس عورتیں ہمراہ رکاب یحییٰ اور اس غزوہ میں  
 اموات المؤمنین سے حضرت ام المؤمنین سلمہ رضی اللہ عنہا کے نام قرعہ پڑا تھا کہ وہ ساتھ حضرت سید المرسلین  
 محبوب رب العالمین کے گئی یحییٰ اور سباع ابن غزطہ مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں خلیفہ مقرر کیے  
 گئے تھے اور عکاسہ ابن محض اسدی مقدّمہ الجیش کیے گئے اور حضرت امیر المؤمنین الناطق بالحق والصلوٰۃ عمر ابن الخطاب  
 رضی اللہ عنہ سر دار مینہ تھے اور میر و اور ساقہ کا حال دریافت نہیں ہوا اور حضرت اسد اللہ الغالب نقطہ  
 وارثہ مطالب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں میں درد شدید تھا وہ اس سبب سے  
 ہمراہ جناب رسالت نہاہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لیگئے مگر جب حضرت رحمۃ العالمین خیبر میں جلوہ فرما  
 ہوئے تو حضرت امیر بھی داخل ہوئے لیکن خمیہ میں رہی بالجمہ حیب کثرت فریاد کیا سلام با شوکت ملک علامہ جاب  
 خیبر روانہ ہوا تو عبداللہ بن ابی سلول منافق نے یہ خبر ہو دیاں خیبر کو مفصل پہنچائی اُن لوگوں نے مضطرب  
 ہو کر بوساطت کتانہ بن ابی الحقیق اور ہودہ بن قیس قوم غطفان سے امانت و مدد و چاہی انھوں نے خوف  
 سے انکار کیا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صہبان میں پہنچے وضو کر کے نماز عصر ادا فرمائی اور بعد نماز عصر  
 قدر سے خربے اور ستوتناول فرما کے اسے وضو سے نماز مغرب ادا فرمائی اور بعد عشاء دو شخص اہر طلب فرمائے  
 اور کہا ایسی راہ لے چلیو کہ سیدے قبائل غطفان اور خیبر کے درمیان پہنچیں اُن دونوں میں سے ایک نے  
 جسکا نام تبسل تھا آگے ہوا چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں سے کئی طرف راستہ بٹھتا تھا حاصل ہوا  
 یا رسول اللہ جس راہ فرماؤ لچلوں اور راہوں کے نام لینا شروع کیا جب مقام مرحب کا نام آیا تو حضرت نے  
 فرمایا اس راہ سے لے چل چنانچہ اسی راہ جانب خیبر تشریف لیجئے اور عبّاد بن بشر کو چند سو ارون کے ساتھ لے



آگے بطور طلبہ بھیج دیا عباد نے ایک جاسوس اس طرف کا رخ کیا اور اس سے حال خیبر کوں کا پوچھا اس نے پہلے کہا  
 دس ہزار آدمی جنگی مسلح تیار ہیں پھر عباد نے مکر بول پوچھا تو اس نے کہا تمہارے خون سے سب ٹھہر رہے ہیں سو عباد اعلان ہو  
 حضرت کے حضور میں لائے تو اس نے سب حال کہہ دیا حضرت عمر کی مرضی ہوئی کہ اسکو قتل کرین عباد نے کہا میں نے  
 امان دی ہر حضرت نے فرمایا اسکو باغرت و خاطر داری رکھو چنانچہ وہ جاسوس خیبر میں پہنچے ایک مسلمان ہوا  
 اور غاریان اسلام وادی حصبہ کی راہ سے خیبر کے قلعوں کے آس پاس کی سرزمین میں داخل ہوئے حضرت نے  
 جناب باری میں دعا و التجا کر کے اصحاب کو حکم دیا اور خلا علی برکہ اللہ پھر سب چلے اور منزلہ نامہ ایک مصر پر پہنچے  
 اترے اور وہاں ایک مکان مسجد کے لیے قرار دیا اور نماز تہجد وہیں ادا فرمائی اور نماز صبح بھی تاریکی میں پڑھی صبح مسلمین  
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تشریف لائے اور میں نے صبح کی نماز  
 جاس میں آنحضرت کے ساتھ پڑھی اور آنحضرت مع ابولطلحہ سوار ہوئے اور میں ابولطلحہ کا ردیف ہوا پھر حضرت خیبر کی گلیوں  
 چلے تو خیبر کوں پر خواب سلا تھا کہ انکو آنحضرت کے آنے کی خبر سنوئی حالانکہ سبب دریافت ہو جانے خبر تو شکر اسلام  
 ہر روزہ منظر اور مسلح باہر نکل کر رات کو پھرتے تھے اس رات یہ غلبہ خواب ہوا کہ کسی نے جنبش بھی نہیں کی بلکہ مرغون  
 بانگ نہ دی اور جانوروں نے حرکت نہیں کی صبح کے وقت وہاں کے لوگ خواب غفلت سے جگنے لگے سب کے دونوں  
 گھبرائے تھے اور آپس میں کہتے تھے کہ یہ اضطراب قلب کیسا ہو اور اسی حالت اضطراب میں یہ سوچے کہ اپنی جھولیوں  
 لیکر کھیتوں پر چلے جائیں مگر دفعۃً شکر اسلام نظر آیا دیکھنے والوں نے کہا مگر وہ نہیں نے محمد پر شکر کیا کہ اپنی فائدہ خیر ہوئے شکر کو  
 کہتے ہیں کہ پورا شکر وہ ہوتا ہے جس میں پانچون لکڑے لکڑے ہوں مقدمہ سا تو بہتہ میرہ قلب مقدمہ آگے کے شکر کو اور  
 پشت لے کو اور میتہ دایہ طرف کے شکر کو اور میرہ بائیں طرف والا اور قلب سچ کا شکر حسین سرور ہوتا ہے بالجامع  
 خبر شکر سب اٹھے پاؤں حصاروں کو بھاگے اور دروازے بند کر لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ فرمایا اور  
 ہوجی اتنی جلدہ معاملات خیبر سے اصحاب کو اطلاع فرمائی کہ انکے واسطے یہ ہوتا ہے ویسا ہی ہوا خیبر میں سات قلعے تھے چنانچہ  
 انصاف کے قطعہ میں مذکور ہیں زخیرتہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الشیخ ابونجیلہ کہ کتبہ بدو عام و شوق ابکہ غموص و نفاۃ و غلیہ و سلام کتبہ  
 بفتح کاف تازی و کسر تاء نو تانیہ مشاۃ و سکون مشاۃ تختانیہ و فتح بای موحده آخر آں ہای ہوزن بروزن عقیقہ نامہ  
 بفتح نون و کسر عین مملہ بروزن عالم شق بفتح شین مچو و نشہ یقاف اسلحہ و ادوات حربیہ میں رکھے تھے غموص بفتح نون مچو و صا و مملہ نفاۃ  
 بفتح نون و طای مملہ غلیہ بشین مملہ و طای حطی مملہ کسورہ و بای مشاۃ تختانیہ و تاء ہوزن مملہ بروزن امیر سلام لغیر  
 سین مملہ و کسر لام نانیہ بالجامع اہل خیبر پر بڑا خوف طاری ہوا اتفاقاً کہ سلام ابن شکر نے انکو تسلی و دلالت سے مضبوط کیا  
 کہ محار بہ برستہ ہوئے اور اپنے عیال و اطفال تاکہ کتبہ میں بٹھالے اور کھانا ذخیرہ حصن امیر میں کہ حصن مصعب  
 کہلا تھا رکھا اور لڑنے والے لوگ حصار نفاۃ میں جمع ہوئے اور اسلام ابن شکر رئیس خیبر کوں کا ہوا

یجاری کے لشکر میں حاضر ہوا اور ہر ایک کو مقابلے اور محاربے کی ترغیب و تحریض کرنے لگا آخر کار اسی قلعہ میں فی النہار ہوا اور حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو تسلی دی اور فرمایا کہ تم صبر کرو لیکن اللہ تعالیٰ فتح دے گا استثنیٰ جناب ابن المنذر نے لکھا کہ  
کہ یا رسول اللہ اگر آپ اس مقام پر حکم اُتے میں تو کچھ کلام کی مجال نہیں ہو اور اگر کسی خاص جہ سے یہاں قیام فرمایا  
تو میں کچھ عرض کیا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا یوں میں اترے ہیں کوئی وجہ خاص تو نہیں ہو تب جناب نے عرض کی کہ شکار  
مخلوط ہو یعنی قلعہ لفظ سے نزدیک ہو اور ہوا بھی متعفن ہو حضرت نے فی النہار محمد ابن سلمہ کو واسطے خود بہت قیام کیا پھر انھوں نے  
مقام رجیع پند کیا کہ حضرت سے التماس کیا ارشاد ہوا کہ رات کو وہیں چل کر رہنا اسی دن حصار لفظ سے لڑائی شروع  
ہو گئی اور تیرہ کی پوچھا رہے تھے اہل اسلام انہیں کافروں کے تیرے آگے مارنے لگے اس دن گرمی کی شدت تھی محمود ابن سلمہ  
حصار زعم کی دیوار کے سایہ میں جا سو یا مہربان ہو دی یا کائنات ابن ابی حنیفہ نے ایک تہہ جاری محمود کے سر پر بار کہ سر پٹ کیا  
اور اسی زخم سے شہید ہوئے بعد اسکے جناب ابن المنذر نے لکھا کہ یہ دھرموں کے اشجار کو دوست رکھتے ہیں انکو کاٹنا چاہیے  
باجازت رسول اللہ فرمے کہ درخت کٹنے لگے چار سو درخت کاٹنے لگے تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ  
خیر تو فتح ہو گا کیونکہ خدا تعالیٰ ہمکو انعام میں دے چکا ہے یہ درخت مسلمانوں کے واسطے رہنے والے تھے فوراً حضرت نے  
منع کر دیا جب رات ہوئی تو منزل رجیع میں اترے اور یہی مقام شکار گاہ ہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر روز قلعہ کے نیچے لڑتے جاتے تھے  
اور اس منزل میں یہ دستور تھا کہ ایک محالی ہر شب حراست کرتا تھا ایک رات حضرت عمرؓ کی باری تھی تو ایک ہودہ پر گیا  
حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا اسے کہا مجھے اپنے پیغمبر کے پاس لیلو تو میں کچھ عرض کروں حضرت عمرؓ اسکو لائے اسے منسلک  
آپ نے پوچھا کیا خبر ہو بولا اے ابوالقاسم مجھے امان دو تو میں تجا حال کہوں حضرت نے امان دی تب اسے کہا کہ میں رسول اللہ  
آیا ہوں یہ وہ اضطراب سے آج کی رات حصن شیشین بھاگ آئیگی صبح کو جب میں حصن میں داخل ہوں تو آپ بھی تشریف لائے  
فرمایا انشاء اللہ اس ہودہ نے کہا اے اللہ عرض دوسرے دن حصار لفظ فتح ہوا اور حصن شیشین بھی بعد اسکے فتح ہوا اکثر  
کتب سیر میں اس طرح مذکور ہو مگر ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اول حصن نام فتح ہوا اور روایت ہے کہ ایک دن حصن مصعب  
ابن معاذ نے لڑنا شروع کیا مہربان ہو دی نکلا اور لڑنے لگا عامر ابن الاکوع نے راستہ بند کیا روکا مہربان نے تلوار اٹھا  
عامر نے سپر پہلی اور جب عامر نے وار کیا تو تلوار تھی چھوٹی وار نکلا اور چھاپا کہ تلوار عامر کی زانو پر پڑی کہ اسی زخم سے  
عامر شہید ہوئے اور منزل رجیع میں محمود ابن مسلمہ کے ساتھ دفن کیے گئے روایت ہے کہ جب حضرت نے خیر سے مر اجب فرمایا  
تو اُٹھا سے راہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ ابن الاکوع برادر زادہ عامر کو ملول پایا اور سبب پوچھا سلمہ سے  
روایت ہے کہ میں نے روکر کہا یا رسول اللہ اسید ابن حنیفہ وغیرہ اصحاب کہتے ہیں کہ عامر کا عمل باطل ہوا اس لیے کہ اپنی  
تلوار سے قتل ہوا حضرت نے فرمایا وہ ناسمجھ خطا پر ہیں اسکو دو اجر ہیں اور درمیان دو انگلیوں کے جمع کر کے  
فرمایا انہیں ہد و جب ہد درج الدین یہ معرکہ اس مقام پر لکھا ہے جب علی مرتضیٰ سے اور مہربان سے مقابلہ واقع ہوا

لشکر شیشین  
و قلعہ شیشین  
اور اس میں  
درج ابوداؤد  
منہ حصن  
لفظہ شیشین  
شہادت علی  
علی بنی النضر  
لو کہیں ہوا اور  
دو آہن کی ایک  
جادو سے لکھا



فرمانہ انگریزانی انصاف دیتے ہو کہ ایام محاصرہ میں صحابہ کے پاس کیا نہ تھا اور تکلیف ہوئی تھی ایک دن حصار نصب سے میں  
 بکریاں چرنے کو نکلیں ابوالکعبہ بن عمر و انصاری نے دوڑ کر دو بکریاں پکڑیں اور حضرت کے پاس لے کر آئے اور شاد ہوا  
 کہ فوج کرو اور پکاؤ چنانچہ بکریاں فوج ہو کر پکائی گئیں اور تمام شکر نے اس گوشت سے کھایا اور تخصیص انصاری  
 ابن اسحق بن یزید کہ ایام محاصرہ حصن مصعب میں بیٹے یا تین دراز گوش اہل حصار سے نکلے مسلمانوں نے انکو کھانے  
 اور دیکھ کر دیکھ کر خوش ہو کر کھائیں گے اس حالت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے  
 اور پوچھنے لگے ان دیکھ کر میں کیا آباتے ہو بولے گوشت دراز گوش اہل فرمایا کہ منادی کرو کہ گوشت دراز گوش  
 اہل کا اور حیوان ذی ناب و ذی مجذب کا لینے وہ جانور جسکے بکریاں ہوں اور بچوں سے کھاتے پیتے ہوں اور  
 کھانچ مقرر ہوا اور اسی کتاب میں معتب ابن قیس راسلی سے روایت ہے کہ جب انہوں نے حصار لٹاؤ لکھیں گے  
 ہم پر برائی تکلیف تھی یہاں تک کہ صحابہ نے تنگی کی شکایت حضرت سے کی اور عرض کیا کہ ہمارے واسطے دعا  
 فرمائیے کہ وہ حصن فتح ہو جس میں کھانا بہت ہو حضرت نے دعا فرمائی اور مسلمانوں کو جمع فرما کر جناب ابن المذکر  
 علیہ السلام کو حکم دیا کہ حصن مصعب پر ایک بارہ حملہ کرو چنانچہ سب نے ملکر حملہ کیا تو قلعہ مصعب فتح ہو گیا اور انوائے  
 اطعمہ اور امتہ مقرر ہو گئے اور مسلمانوں نے شکیں شراب کی بھری ہوئی کھال کر چھپکین اس میں سے عجاۃ خمار مرد  
 مسلمان نے تھوڑی شراب لیکر پی سوائے مسلمان لوگ حضرت کے پاس پکڑے گئے اور حضرت کو اس سے نفرت ہوئی  
 اور زنا خوش ہو کر نکلیں مبارک سے اسے مارا اور اصحاب جو موجود تھے انھوں نے بھی جوتیوں سے مارا یہ شخص  
 بڑا شرابی تھا کہی بار اسکو لٹکا ہو چکی تھی مگر باز نہ آتا تھا حضرت عمر فاروقؓ نے فرماتے لے لے اللہم العنہ حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر ایسی بات نہ کہ وہ تو خدا و رسول کا دوست ہے پھر حصن نبی الحقیق جبکو حصن قوم کہتے ہیں فتح  
 ہو گیا اور حصن و طبع و سلام بھی گھیرے گئے یہ آخر حصن ہو دتھے اور انھیں مال بہت تھا اسی سبب سے یہود خوب ترسے  
 کہی رات و دن یہ دونوں قلعے محصور رہے اور فتح نہ ہوئے مالا کہ ہر روز ایک محابی جلیل القدر جاتے تھے اور قتل شدید  
 کر کے پھر آتے تھے چنانچہ ایک دن علم نصرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عنایت کر کے مع شکر روانہ کیا کہ حضرت عمر رات تک  
 خوب ترسے اور فتح نہ ہوئی دوسرے دن حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لگے اور حتی المقدور کوشش کرتے رہے پھر فتح ہوئی  
 تیسرے دن پھر حضرت عمر کو روانہ فرمایا تو انھوں نے حد سے زیادہ کوشش فرمائی لیکن فتح مقدار تک ہاتھ نہ پہنچی بلا  
 فتح پھر آئے اور انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درو شقیقہ لاحق تھا اس سبب سے میدان کارزار میں خود شرف  
 نہ پہنچاتے تھے صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ جس رات کی صبح کو فتح مقدرتھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کلبہ علم  
 اس شخص کو عنایت کرو لگا جو اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہو اور اللہ و رسول اسکو دوست رکھتا ہو اور اسی کے  
 ہاتھ سے حق تمہارے فتح کرو گیا بعد اسکے محمد ابن مسلمہ سے ارشاد کیا کہ میں تجھ کو ثارت دیتا ہوں کہ کل عمر سے

نصف منہ منہ  
 میں نے جو فرمایا وہ  
 سہمہ کہ وہ  
 بار و صدہ ۱۱

کہا کہ انھوں نے  
 کہہ کر انھوں نے  
 انھیں

بجائی کا قاتل دوزخ میں داخل ہو گا سبیل ابن سعد اساعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت نے یہ کلام فرمایا  
تو اصحاب رضی اللہ عنہم شکر رات بھر تروید میں رہے کہ دیکھئے وہ کون شخص ہو جو یہ نعمت نصیب ہوئی ہو پر یہ وہ شخص  
کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص امید رکھتا تھا کہ وہ شخص ہیں ہوں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں انارت کو دوست  
نہیں رکھتا مگر آج جب صبح ہوئی تو سب لوگ خیمہ آنحضرت پر جمع ہوئے کہ حضرت باہر تشریف لائے اور فرمایا علی ابن  
ابیطالب کہاں ہے اصحاب نے کہا یا رسول اللہ انکی آنکھوں میں درد ہو فرمایا اسے بلاؤ سلمہ ابن الاکوع ہاتھ پکڑ کر حضرت  
علی مرتضیٰ کو لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں  
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر گود میں رکھا اور اپنے دہن مبارک کا لعاب ہاتھ میں لیکر میرے آنکھوں میں ملا  
سو اسکی برکت سے درجہ چشم جاتا رہا اور اسدن سے پھر کبھی آنکھیں نہ دکھیں اور نہ درد سر ہوا بعد اسکے حضرت نے  
میرے حق میں دعا فرمائی اور کہا اللہم ادب عنہ الخ و ابرہہ یعنی اے خدا گرمی اور سردی کی اذیت سے علی کو محفوظ رکھ  
اس روز سے جھک جاتا رہا لگا اور نہ گرمی کی تکلیف ہوتی تھی بالجامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زرد مبارک خشت  
علی کو بچائی اور دو الفقار کمر سے باندھی اور علم شریف ہاتھ میں دیکر ارشاد کیا کہ اے علی قتل کن ہمارے جلدی نکرو یا بیٹے  
نرمی سے اسلام کی دعوت کرنا اور حقوق الہی جو حالت اسلام میں بندوں پر واجب ہیں انکو تہانا اگر راہ راست  
پر آجاوین تو تمہو المراد و نہ مجبوری سے مارنا پھر رخصت کیا تو علی مرتضیٰ نے حصار قموں کے نیچے ہا کر علم اپنا گاڑا ایک  
یہودی نے بالاسے قلعہ سے پوچھا تو کون ہو فرمایا علی ابن ابی طالب وہ یہودی اسم مبارک سنتے ہی ڈر گیا اور بدھوا  
ہو کر چلا گیا اسی خیر لو اب بڑا بہادر آیا ہو تم مغلوب ہو جاؤ گے غرض حضرت امیر مرتضیٰ نے اول دعوت اسلام کی کئی  
سنہانا اور یہ یہودہ کہنے لگے ناچار آپ بھی آمادہ جنگ ہوئے اول قلعہ سے حارث بجائی مرحب یہودی کا مع ایک جامع یہود  
نکلا آئے اہل اسلام کے دو شخصوں کو شہید کیا آخر کار حضرت امیر کے ہاتھ سے داخل ہوا پھر مرحب خود نکلا وہ بھی  
مارا گیا اسوقت سب سات کافر یہود مارے گئے حضرت علی کے ہاتھ سے پھر انکے اسلام نے حکم کیا تو یہود قلعہ میں جم گئے  
اور فتح اسلام ہوئی وہو الصبح روایت ہے کہ جب یہود بھاگے تو امیر المومنین نے پیچھا کیا اسوقت ایک یہودی کافر نے  
تلوار دست بملوک پر ماری کہ سپر گریزی دوسرے یہودی نے اٹھا لی حضرت امیر نے ایک بھاگ آہنی اس قلعہ کا  
اکھاڑ کر بجائے سپر ہاتھ میں لیا اہل قلعہ نے جب یہ قوت دیکھی تو امان مانگنے لگے کہ بعد استجارت رسول اللہ انکو امان  
بخشی بشرط اسکے کہ نقد اور اسلحہ اہل اسلام کے لیے چھوڑیں اور کچھ پوشیدہ مکرین اور یہاں سے نکل جائیں جب  
گرائی آخر ہوئی تو حضرت امیر نے اس بھاگ کو پس سریشی بالشت یا چالینس ہاتھ پر بچنیک دیا کہ سات آدمیوں نے  
پھینکا یا پانچ پھر کا اور چالینس آدمیوں نے اٹھانا چاہا نہ اٹھا سکے واضح ہو کہ ان احوال کے رجال میں گھٹو جو  
ولندا بعض علماء شکر اس قصے کے ہوئے ہیں کہ افعال السخاوی فی المقاصد الحمدہ اور صاحب ہجو الحافل نے بعض

تقريباً ۱۱۰۰۰۰  
ملا و کون با  
عکس صیغہ  
عالیٰ علیہ السلام  
کے نزدیک

۴۳  
اسوقت اہل اسلام  
میں سے جو ملک کے ایک ملک  
میں سے کسی ایک دور  
جانباب بن القدر کے نام  
میں تیسرا سلطان بن جلال  
کے نام میں اہل اسلام



بجہول اس قصہ کی روایت کی ہو کہ دلیل منصف پر ہونے لگتا ہوں کہ اس قصہ میں گواہوں کا اختلاف ہو مگر اگر بات حضرت ولایت  
کتاب سے وقوع اس واقعے میں تردد نہیں ہو بہت اولیاء اللہ سے پناہ بخش کر جاتا ہو ورنہ اسے کتب حدیث میں  
یہ قصہ مذکور و مطور ہو مگر بخاری نے حدیث فتح امیر المومنین کی لکھی ہو اور ذکر قلعہ باب نہیں کیا ہو اس سے لازم  
نہیں آتا کہ صحیح ہو اور اگر بات حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کی صاحب روضۃ الاجاب نے فتح صحیحہ میں لکھی  
لکھی ہو اور صاحب تجلہ الحافل نے و طبع و سلام میں لکھی ہو مگر در حقیقت آنحضرت کا ذکر نہیں کیا ناگوار ہو جو بعض  
کو تہ اندیش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر استدلال کر کے کہتے ہیں کہ ہر گاہ حضرت نے عہد اسلام کا  
وعدہ ایسے شخص کے لیے فرمایا جو صفات مرقومہ کے ساتھ متصف ہو اور پھر جناب علی مرتضیٰ کو دیا تو ظاہر ہو کہ جو لوگ  
انہی پہلے بھیجے گئے تھے وہ ایسے ایسے صفات نہ رکھتے تھے جو آپ اسکا یہ ہو کہ یہ سخن اوہام باطلہ سے ہو ہی شخص کے گاہو غما  
و اخلاق عظیمہ اور صفات عظیمہ رسول اللہ سے آگاہ نہیں اگر ان باتوں سے جو حضرت اپنے یاران جان شہداء سے  
ارشاد فرمایا کرتے تھے واقع ہو تا تو ایسا لگان نہ کر تا قطع نظر اور دلائل اور برہین کے یہ امر خلاف عادت بھی ہو مثلاً  
کوئی بادشاہ اپنے کسی نوکر کے حق میں قدر دانی کی نہ سے یوں کہ ہمارا فلان سپاہی بڑا بہادر ہو اور ہم اسکو  
بہت جانتے ہیں اور وہ ہلکو بہت چاہتا ہو تو یہ بات کہنے سے ساری سپاہ کی نامردی ثابت نہیں ہوتی اور  
نہ یہ ثابت ہوتا ہو کہ اس شخص کے سوا کوئی بادشاہ کا دوست نہیں ہو اور بادشاہ اور کسی کو نہیں چاہتا کہ وہ  
ہو کہ جب قلعہ قوص فتح ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قلعہ قوص میں جلوہ فرما ہوئے کہ نہ بن ابی الحقیق سحر  
یہود بکرا ہو آیا یہ شخص بڑا مالدار تھا حضرت نے اس سے پوچھا کہ تیرے باپ کا خزانہ کہاں ہو اسنے کہا  
واللہ ارا یوں میں صرف ہو گیا اسی طرح اور یہودیوں نے بھی کہا حضرت نے فرمایا اگر یہ بات جھوٹ ہوئی تو  
امان نہیں ہو اتنے میں حضرت جبریل نے اگر گنج مخفی کا نشان دیا تو سب مال ستر ہزار دینار کا نکلا اور حضرت  
کہنا نہ کو سپرد محمد ابن مسلمہ کے فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسے قتل کر مگر یہودیوں نے بہت منت و عاجزی کی  
حضرت نے چھوڑ دیا بعد اسکے فردہ بن عمرو بیاخی کو مامور کیا کہ خیر کے غنیمتیں حصار لقاۃ میں جمع کرے فردہ نے جو  
ارشاد تمام اسباب اور ہتھیار اور اقسام اقسام کی غنیمتیں اس حصار میں جمع کیں اس اسباب میں تو ریت  
کی بھی بہت جلد بن نکلیں یہودی انکے مانگنے کو آئے حضرت نے فوراً وہ کتابین واپس فرمائیں اور وصیفہ بنت  
یحییٰ ابن اخطب اسی قلعہ میں ماتم آئیں اور ازواج مطہرات میں داخل ہویں تذکرہ الکابیان از ولج مظہر  
میں آوے گا انحضرت جن دنوں فردہ مال و متاع غنیمت حصار میں جمع کرتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
منادی کرادی بھی کہ مال غنیمت سے ایک ناگہ اور سوئی کے برابر کوئی شخص نہ چڑاوے بلکہ امیر غنیمت کے  
پاس پہنچا دے اور تم سب لوگ سچ جانو کہ غنیمت میں خدانت بڑا عیب ہو اور نہایت شرم کی بات ہو آخر کو

حضرت نے چھوڑ دیا بعد اسکے فردہ بن عمرو بیاخی کو مامور کیا کہ خیر کے غنیمتیں حصار لقاۃ میں جمع کرے فردہ نے جو

دو زخمی ہونا پڑے گا اور جاتی آگ میں ڈالے جاؤ گے اگر اصل جب سب مال و قیام جمع ہو گیا تو زید بن ثابت سے فرمایا کہ غازیوں کا شمار کرو چنانچہ مروم فوج چودہ سو ہوئے کہ حضرت نے خمس نکال کے باقی ماندہ آئینین تقسیم کیا اور ابن ہشام نے نقل کیا ہے کہ جعفر بن ابی طالب اور اسماء بنت عیس اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کو کہ یہ لوگ جمع رفقہ کے پہنچ گئے تھے شریک کر لیا تھا اور صورت یہ واقع ہوئی کہ آنجناب صلعم خیرین جلوہ فرماتے تھے کہ حضرت جعفر وغیرہ مہاجرین حبشہ تشریف لائے کہ آنجناب بہت خوش ہوئے اور استقبال کر کے معاملہ فرمایا اور انکی پیشانی چومی اور فرمایا کہ میں کہہ نہیں سکتا کہ جعفر کے آنے سے خوش ہوں یا فتح خیبر سے اسماء بنت عیس کی روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک کشتی والو تمہارے دو ہجرتین ہیں اور وہ کی ایک انقض غنیمت اس طرح تقسیم ہوئی کہ پیادے کو ایک حصہ اور سوار کو تین گھوڑے کے دو سوار کا ایک اور تھوڑا تھوڑا عورتوں کو بھی دیا تھا اور خمس تمام بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو عنایت کیا روایت صحیحہ ہے کہ جو لوگ غزوہ حدیبیہ میں تھے وہ سب غزوہ خیبر میں حاضر تھے مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سو حضرت نے انکو بھی حصہ دیا کہ انکی منتخب طراز المعازی فائدہ اس ٹرائی میں چودہ یا پندرہ اہل اسلام سے شہید ہوئے اور ترانوے کا فرما کر اور شکوۃ المصابیح میں ہے کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم قلع قموص میں داخل ہوئے تو زینب بنت حارث زوجہ سلام بن مسکم بھتیجی مرغوب یہودی نے زہر کھلایا اور حال تفصیلی یہ ہے کہ جب آنجناب اس قلع میں جلوہ افروز ہوئے زینب نے سنا کہ حضرت کو دست و شانے کا گوشت مرغوب ہے اسنے ایک بکری بھونی اور زہر آنود کی خصوص گوشت شانہ اور دست میں زہر زیادہ لگایا اور مغرب کے وقت ہدیہ لائی اسوقت کئی صحابی حاضر تھے فرمایا اوشام کا کھانا کھاؤ سب بیٹھے گئے حضرت نے گوشت دست سے ایک لقمہ منہ میں رکھا ہنوز چایا نہ تھا کہ فرمانے لگے یا رواتھ رو کو یہ گوشت کتنا ہے کہ مجھ میں زہر ملا ہے سنتے ہوئے سب لوگ دست کش ہوئے بشر بن البراء نے ایک لقمہ کھایا تھا اسکے بشرے پر کیفیت ہمتہ طاری ہو گئی اور ایک برس کے بعد اسی اثر سے مرے ہیں بالکل حضرت نے کھانا اٹھوا دیا اور زینب کو طلب کر کے رو بروے چند افسان یہودیوں چھا تیرا پ کون ہے اسنے کہا فلان فرمایا جھوٹ ہے اسکا نام تو یہ ہے یعنی حارث یہودی تیرے کہنے لگے آپ سچے ہیں پھر پوچھا تو نے زہر ملا یا تھا زینب نے کہا ملا یا تھا ارے بھئی کہ آپ نے میرے باپ چچا بھائی شوہر کو قتل کرایا تھا سو میں نے خیال کیا کہ آپ جھوٹے ہو گئے تو میری تدبیر سے لوگوں کو نجات ملے گی اور جو سچے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ مطلع کر دے گا سو تم سچے نکلے اور جو کوئی آپ کو جھوٹا کہتا ہے وہ اپنی عاقبت بگاڑتا ہے اور اسی وقت اسلام لایا آنجناب اسکے کہنے سے خوش ہوئے اور عفو کیا اور چنانچہ دفع مضرت زہر کے مابین شانوں کے پھیل گئے اور اسی طرح تین شخصوں نے کہ انھوں نے لقمہ ہر آنودہ منہ میں رکھا تھا تھوڑا تھوڑا خون نکلوا یا بعد از ان



گوشت بالکل جلو ادیا فائدہ اہل روایت کو اختلاف ہو کر زینب قتل ہوئی یا چھوڑی گئی علامہ سیوطی نے حضرت ابوہریرہ سے چھوڑ دینار روایت کیا ہو اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت ہو اور زہری نے سیوطی کی متابعت کی ہے لیکن سیوطی فرماتے ہیں کہ اول زینب رہا ہوئی تھی جب بشر بن البراء صحابی نے وفات پائی تب قصاص میں قتل ہو گیا اگر کوئی شبہ کرے کہ بشر بن البراء کی تخصیص قصاص کے واسطے کیا ہو اور صحابی بھی اسی زہر سے مرے تھے تو رنق شبہ یوں ہو سکتا ہو کہ اور دن سے پہلے حضرت بشر بن البراء نے وفات پائی ہوگی لہذا ان کے قصاص میں ماری گئی کذا قال الشیخ فی شرح مشکوٰۃ فائدہ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تمھارے دو آدمیوں میں سے کسی دو امین بہتری اور شفا ہو تو سینگ کی کچھنوں میں اور شہید کی پیٹھ میں اور رگ سے داغنے میں بھی شفا ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خون بیماری ہو تو اسکا علاج پچھنے لگانا ہو اور اگر مواد کی کثرت ہو تو شہد سے استعمال کرنا چاہیے اور اگر مادہ جلد کے اندر جم گیا ہو تو داغنا اسکی تدبیر ہو اس حدیث میں تمام فن طب کے علاج کا مجمل فائدہ فرمایا بعد الداء بن عمر سے ابن ماجہ میں روایت ہو کہ حضرت فرمایا کہ پچھنے لگانا نہار بہتر ہو اور پچھنے لگانے سے لینے بس سر عقل اور حافظ زیادہ ہوتا ہو اور خون نکالنا دو شنبہ اور شنبہ اور پخت شنبہ کو بہتر ہو اور شنبہ اور یک شنبہ اور چہار شنبہ اور جمعہ کو منع ہو اور تیرہ رقی میں ہو کہ حدیث آیا ہو کہ جبکہ درد ہو تو اتھا اسکو حضرت پچھنے لگوانے کو فرماتے تھے اور تیرہ خون تارخ اور اکیسویں مارخ کو منع کرتے تھے لیکن ایک حدیث بخاری میں ہو کہ حضرت نے داغنے سے منع کیا ہو اور مسلم میں روایت ہو کہ جبکہ خدق جب سعد بن معاذ کے ماتھ میں رگ ہفت اندام میں تیر لگا تو خون بند ہوتا تھا حضرت نے اس رگ کو اپنے دست مبارک سے داغا اور حضرت کے اصحاب میں بھی داغنے کا دستور تھا سورفع اختلاف میں علماء حدیث نے فرمایا ہو کہ جب تک اور علاج ممکن ہو تو داغنا درست نہیں کہ امین تکلیف اور خطر ہو اور جب کہ بیماری نہایت سخت ہو اور سواسے داغنے کے کوئی علاج کارگر نہ ہوتا ہو اسوقت میں داغنا درست ہو فائدہ حدیث بخاری سے معلوم ہوتا ہو کہ ابو یسیبہ غلام آزاد بنی بصرہ نے شلخ اور چھری سے پچھنے لگائے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجورین اجرت میں غنایت کی تحین اور خوش ہو کے اس کے مالکوں سے ارشاد کیا کہ جس قدر ابو یسیبہ کی کائی میں سے لیا کرتے ہو اس سے کچھ کم لیا کر دو اس حدیث سے ظاہر کہ علاج کرنا اور اجرت معالجہ دینا جائز ہو اور کسب حجام لینے شاخ کش کا حلال ہو اگر نہ تو حلال تو حضرت مسلم اجرت اسکی نہ دلواتے مگر لکھنا اس اجرت کا مکروہ تفسیر بھی ہو چنانکہ حدیث مجیدہ سے جسکو ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہو وہ حدیث یہ ہو انہ استاذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجرة الحجام منہا فلم یزل یستاذن حتی قال اعلفہ فامحک واطعمہ رفیقک لینے مجیدہ نے پروا کی چاہی رسول سے فردوری سینگ کی کھینچنے والے میں سو منع کیا





احوال سے ہو اور لازم ہو کہ کاسب کسب کر کے اپنے نفس اور اپنے خیال پر بلا اشرف اور تنگی خرچ کرے اور جو کوئی سبب قدرت رکھتا ہو اسکو کسب کرنا لازم ہو اور جو عاجز ہو تو سوال کرنا چاہیے اگر سوال نہ کیا اور مر گیا بھوک سے تو گنگا جھڑا اور اگر کوئی شخص کسب سے معذور ہو تو اس کے حال جاننے والے کو فرض ہو کہ اسکو کھلا دے یا کسی سے سفارش کر دے ہمارے استاد والا ستاد حضرت شاہ عبدالغفر نیز قدس سرہ الغفرین نے اپنی تفسیر سورہ بقرہ میں تحت کرمیہ یا ایہا الذین امنوا کلا من طیبات ما رزقناکم کے تحت فرمایا ہے کہ بہترین کسب جہاد ہے اس لیے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہر ایک نبی کو اللہ نے ایک حرفہ دیا تھا اور حرفہ میرا جہاد ہے راہ خدا میں اور وجہ بہتری اس کسب کی یہ ہے کہ غازی اپنے طرف سے اعلا کلمہ دین میں سعی کرتا ہو اور اس عبادت میں مال حلال غنیمت کا پاتا ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وقت تصد کرنے جہاد کے ہرگز خیال غنیمت ملے گا نہ لاوے اور نیت خالص رکھے بعد ازاں تجارت ہو خصوصاً وہ تجارت جس میں حاجت روائی مسلمانوں کی ہو جس طرح ایک ملک سے دوسرے ملک میں یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں لیجائے چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ الخائب مرزوق والحق کہ بلعون پس اگر تاجر کی نیت خدمت مسلمانوں کی اور حاجت روائی مسلمانوں کی تو یہ تجارت عبادت کا حکم پیدا کرتی ہے بعد ازاں زراعت ہو کہ اس میں بھی نیت خیر ہوتی ہے جو لینے نیت حاصل کرنے قوت لاش اور حیوان کی ہوتی ہے اور توکل اور اتحاد قوی رحمت آتی ہے پوتا ہو کہ وہ باد و باران سے بعد ان تین کسبوں کے اور کسب باہم چندان فضیلت نہیں رکھتے مگر کتابت کہ اس میں علوم دینیہ اور احکام شریعہ اور احوال انبیاء اور اولیاء ہوتے ہیں بہتر معلوم ہوتی ہے بعد ازاں اور حرفہ کہ تعلق تھا و عالم سے رکھتے ہیں جس طرح معاشی اور بیلداری اور خشت پیری اور چونہ نیری اور روغن کشی و بٹہ فروشی اور سوت بچنا یعنی بولہ لہ گری اور چٹا ملی لینے زری گری اور آرد شالی لینے آٹا پسینا بہتر ہے ان حرفوں سے اور صنعتوں سے کہ بعض تباہ کلکاف اور تزیین اور تفاخر اور رونی دولت کے ہوتے ہیں مانند سناری اور نقاشی اور زر و زری اور حکوائی گری اور عطر فروشی اور ٹکڑی بھر بہ صنعتیں اگر حلال شرع ہوں تو کچھ قباح نہیں رکھتے اور نہ کسی طرح کی کراہیت ہے بخلاف ان کسبوں کے کہ انہیں آلودگی بجاست کی ہو یا بدخواہی خلاف کی یا اعانت معصیت الہی پر یا دین فردشی یا جھوٹ بولنا اور ضرب اور دغا کرنا انہیں لازم ہو مانند شاخ کشی اور قصابی اور کٹائی لینے خاکروبی اور بامی اور اتھار غلہ اور جامی اور مردہ شوی اور کفن فردشی اور خاکروبی اور رقاصی لینے ناچنا اور لٹائی اور جرہ باری یعنی چل بازی بسیار زبان سابق میں چل بازی ایک شخص کو راہ میں کٹر کرتے کہ جو کوئی راہ میں نکلتا یہ شخص اسکو اس انداز سے محدودیتا تھا کہ راہ رو واقف نہ ہوتا تھا اور مردہ پریشان ہو کر دیکھتا تھا اور چل بازی نہ ہوتے تھے اور دلالی اور وکالت پیشگی لینے وہ دلالی اور وکالت جس میں جھوٹ و ضرب ہو اور اجرت لینا امامت اور خدمت مساجد اور اجرت تلاوت قرآن اور تعلیم قرآن کی یہ سب کچھ بدیہی اور رخی العالین میں لکھا ہے کہ احادیث میں فضیلت کسب اور کاسب کی اکثر آئی ہے اور تارک کسب کی بوجہ

حاجت کے برائی لکھی ہو لینے کسب ترک کرے مجموعی اور کس سے اور بچیک مانگتا پھر یہ لیکن جو کوئی کہ سوال نہ کرے  
اور بسبب اعتماد و زاتی خدا یا بلحاظ نقصان اعمال و دینیہ اور تخیل اذکار اور عبادات میں کسب نہ کرے  
تو داخل وعید نہیں ہو بشرطہ کہ تعلق دلی اور توقع خدمت خلق سے نہ رکھتا ہو کیونکہ یہ سوال دل پر اور جو کوئی  
بقدر کفایت مال رکھتا ہو بالقدر کفایت اوقات بسری اوقات سے کر سکتا ہو یا اور جگہ سے ہم بھونچ سکتا  
اسکو بلا خلاف عبادت کرنا افضل ہو اسطرح معلوم دینیہ اور قاضی اور مفتی وغیرہ اگر بقدر کفایت نہیں  
رکھتے ہوں تو انکو اپنے کاموں میں مشغول رہنا چاہیے نہ کسب میں اور جو کوئی کسب کرنا اختیار کرے تو اسکو  
طلب کرنا حلال کا فرض ہو اور لازم ہو کہ ہمیشہ اور نہ میں احکام شریعہ کی رعایت کرے اور باوجود کسب کے  
خدا پر توکل کرے ورنہ شرک خفی لازم ہو جائے گا اور لازم ہو کہ لینے مال حرام اور کسب حرام سے حجر در سے فرمایا  
حضرت صلیم نے کہ جو کوئی مال حرام سے سودے تو قبول نہیں ہوتا اور نہیں چھوڑتا مال حرام چھ اپنے لینے بعد میں  
مکر ہوتا ہو تو شہ اسکا ہو جانے والا آتش و زخ کی طرف اور یہ جانے کہ اگر چھوڑا مال حرام بھی حلال میں مل جائے  
تو سب مال مشتبہ ہو جائیگا اور اسطرح مال اور کسب مشتبہ سے بھی باز رہنا اولیٰ ہے اور اگر کوئی کسیکو کچھ دے  
اور اُس میں مشتبہ ہو تو چاہیے کہ نرمی سے واپس کرے اور جو دینے والا اُس میں آزرہ ہو تو نہ پھیرے اور یہی حال ہو  
شکوہ کا کہ اگر دینے والا آزرہ ہو تو تحقیق کرے والا نہ کرے کیونکہ آزرہ کی مسلمان کی ہوگی اور یہ حرام ہو اور  
تحقیق کرنا اور عہد پس مرکب حرام کا ہو مگر یہ کہ حرام محض ہو جسطرح شراب و ماری اور جس بازار میں کہ اکثر  
مال حرام بکتا ہو اُس میں خرید و فروخت نہ کرے اور بلا علم حرمت اور شبہ کے ہر جگہ تجسس اور تحقیق میں پڑنا و سنا  
اور مزدوری کسب تا شرمع کی بھی حرام ہو جسطرح مزدوری زنا کاری اور رفاقی اور زوحہ گری اور سینے باجم  
ریشمی اور زیور و اسطے مردوں کے اور تجارتوں میں تجارت برازی ہو اور پیشیوں میں بہتر پیشہ مشک و زوری  
اور خرید و فروخت میں سیسے تابشہ کے روپے اور کھوٹے درہم و دنانیر مردوں نہ کرے اور جو اس قسم کے ماکھ اپن  
تو کنوے میں ڈال دینیہ چاہیے اور معاملے میں فریب و دغل نہ کرے اور قسم نہ کھائے اور عیب اسباب کا خیر  
سے نہ چھپا دے اور تعریف اپنی اسباب کی زیادہ نہ کرے اور کوئی چیز ایسے کے ماکھ نہ پیچے کر لینے والا اسکو فعل  
حرام میں لگا دے جسطرح الگو شراب ساز کے ماکھ اور ہتھیار قزاق لینے رہن وغیرہ کے ماکھ اور پیشیوں میں  
آئینہ شربتی چیز کی نہ کرے کہ مزدوری اسکی حرام ہوتی ہو اور ناپ تول میں کمی نہ کرے اسطرح بہت باتیں ہیں  
کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں القصد بعد فتح خیبر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیہ کو ارشاد کیا کہ تم سب  
نخل جاؤ تب وہ لوگ بہت ملتس ہوئے کہ آپ کو نیا براد اسے خدمات باغوں کے مزدور درکار ہوں گے  
اگر ہم لوگوں کو اس کام کے لیے رہنے دیجیے تو بہتر ہو کیونکہ ہم دل لگا کے کام کر نیگے صرف مزدوری لینگے اور



اصل ملکیت میں کسی طرح دخل نہ کرے۔ حضرت رحمتہ للعالمین نے منظور کر کے فرمایا کہ جب تک ہم چاہیں گے رکھیں گے اور جب چاہیں گے نکال دیں گے انھوں نے قبول کیا۔ آنجناب نے فرمایا کہ نصف محاسن بیت المال میں داخل کیا کرو اور نصف تم لیا کرو۔ چنانچہ اسی طرح قرار پایا کہ ہر سال حضرت عبداللہ بن رواحہ نصف لے جایا کرتے تھے صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت کیہ درخت کجور خیر کے بیوہ خیر کو اور زمین اسکی اسٹیٹ کو محنت کرین اپنے مال سے اور حضرت کے واسطے نصف میوہ اسکا اور بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیبا خیر یعنی درخت اور زراعت خیر کی بیوہ کو اس شرط پر کہ محنت کرین انھیں اور کھیتی کرین اور بیوہ کے لیے نصف اس چیز کا کہ نکلے اُس سے اس حدیث سے مسئلہ جواز مساقات اور مزارعہ کا نکلا امام اعظم رحمہ اللہ دونوں عقود کو فاسد کہتے ہیں اس دلیل سے کہ یہ اجارہ ہر ساتھ اجر محمول اور معدوم کے کیونکہ مساقات یہ ہو کہ اپنے درخت کی کھدائی اور یہ کہ اس زمین بانی دنیا اور اصلاح کرنا جو کچھ میوہ حاصل ہو گا باہم تقسیم کر لیں گے اور حلقہ اوہ تہائی خود جو تھا یا ماند اسکے اور مزارعہ یہ کہ کھدائی زمین سے کہ اس زمین میں کاشت کرے جو اس زمین پیدا ہو گا باہم بانٹ لیں گے اور حلقہ اوہ وغیرہ ملک حاصل یہ کہ مساقات و رختوں میں ہوتی ہو اور مزارعہ زمین میں اور امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اُس قبیل سے نہیں ہے اس لیے کہ درخت اور زمین حضرت کے ملک سے نہ تھی کہ انکو بطریق مساقات اور مزارعہ دیا ہو بلکہ انھن کے درخت اور زمین کو انہیں تسلیم رکھا اور انہیں خراج مقرر کر لیا اور خراج دو قسم ہوا خراج مؤلف اور خراج مقاسمت پس خراج مؤلف کہ امام ہر سال کچھ لینا مال کا مقرر کرے جس طرح اہل بخران سے ہر سال ایک ہزار اور دو سو جگہ یعنی جوڑے لیتے تھے اور مقاسمت یہ ہو کہ تقسیم کرے باہم حاصل زمین کا جیسا کہ اہل خیر سے کیا اور مجاہدہ مشق خیر سے ہو اور اس سے حدیث میں بھی واقع ہوئی مگر صاحبین رحمہم کے نزدیک اور ائمہ ثلاثہ کی رائے میں جائز ہو اور فتوے صاحبین کے قول پر ہر نوع الحرج بعد از ان حضرت عمرؓ نے عند خلافت میں یہ حکم دیا کہ سوائے اہل مال کے جزیرہ عرب میں کوئی اہل ملت نہ رہے لہذا یہودیہ خیر کو نکالنا منظور فرمایا ایک یہودی نے کہا ہکو حضرت نے رکھا تھا تم کیون نکالتے ہو حضرت عمرؓ نے کہا مجھے خوب یاد ہو کہ آنجناب نے تم سے کہدیا تھا کہ جب چاہیں گے نکال دیں گے اور تم مجھے کہتے کہ تیرا حال کیا ہو گا جب اوسٹنی تیری تھے رات کو لیے پھرے گی بھکتی ہوئی اس یہودی نے کہا ایک ٹھٹھے کی بات تھی ابو القاسم کی حضرت عمرؓ نے کہا تو جھوٹا ہے آپ نے ٹھٹھیک ٹھٹھیک فرمایا تھا اور سب یہودیوں کو خیر سے نکال دیا کہ شام کو چلے گئے القعہ بعد اس بند و بست کے حضرت مسلم نے خیر سے سادوت فرمائی اور اطراف و حوالی خیر میں جلوہ فرما ہوئے اور محض ابن مسعود حارثی کو جانب مذکورہ اندہ فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کو ہدایت کرین سوچھنے مذکور میں جا کر ہدایت و تعلیم کرنا شروع کی اور سرکشوں کو توبہ کرنے لگے کہ اگر نمانو گے گی تو ہم ہی معاملہ تمہارے ساتھ کیا جائیگا جو خیر یوں سے ہوا وہ لوگ اسے محققہ توبہ فائدہ کلام نہ کر تو اپنے پیغمبر سے کیا ہکو ڈراتا ہو دیکھ عاشر

ابو القاسم کا نام

ابو القاسم کا نام

ابو القاسم کا نام

دیسار و حارث اور سارے یہودیوں کا سردار مَرْحَب قلع لفظاً میں موجود ہیں اور دس ہزار آدمی جنگی لشکر کے ساتھ تھے۔  
 پھر کہو نہ خیال کیا جائے کہ محمد ان لوگوں کے ساتھ مقابلہ کر سکے گا محض نے جب دیکھا کہ یہ لوگ راہ راست پر نہیں آتے  
 تو ایک دو دن ٹان ٹھکر کر اجابت کا ارادہ کیا وہ لوگ بولے اے محمد اگر تو فی الجملہ صبر کر تو ہم اپنے سرداروں سے مشورہ  
 کر کے در صورت صلاح کچھ لوگ تیرے ساتھ محمد کے پاس بھیجیں تاکہ صلح کی تدبیر کریں اسی رد و بدل میں تھے کہ دفعہ  
 اہل حصن نام کی قتل کی خبر پہنچی تو بہت گھبرا گئے اور محضہ کی خوشامد کر کے کہنے لگے کہ اے محمد وہ کلام جو تم سے پہلے  
 کیا تھا کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا ہم اس جلد و میں تجھ کو بہت کچھ نقد و جنس دینگے محضہ نے کہا کہ میں ایک حرف بھی اپنے  
 پیغمبر سے نہیں چھپاؤں گا غرض کہ محضہ روانہ ہو کر حضرت کے خدمت میں حاضر ہوا اور تمام سرگذشت التماس کی  
 یہود فدک نے یا لاکھ کر کے اپنے سرداروں میں سے ایک شخص کو مع ایک ہاتھ بھرے ہوئے حضرت کے پاس بھیجا صلح  
 کرے اسنے بہت گفتگو اور عرض معروض کر کے پھر پایا کہ فدک کی آدمی زمین حضرت کو دین اور آدمی اپنے قبضہ میں  
 رکھیں حضرت رحمۃ اللعالمین صلعم اس پر راضی ہو گئے اور صلح قرار پائی کیونکہ محاربہ و محاولہ سے غرض ہی تھی کہ مشکین  
 اسلام با تو بدایت پاکو شرف با سلام ہوں یا مطیع اسلام ہو کر میں سو ایک اور قلعہ عین آبیانی یہود فدک نے کشتی  
 چھوڑ کر اطاعت اسلام قبول کی اور نصف فدک دینے پر راضی ہوئے چنانچہ حضرت صلعم نے صلح اختیار فرمائی لیکن بعض  
 یہود کو دیا اور نصف بطور وقف کے رکھا کہ انبار السبیل کا مصرف رہا پھر آغاز خلافت حضرت امیر المومنین محمد رضی اللہ عنہ  
 فدک کی زمین اُٹھی دستور پر رہی بعد اسکے حضرت عمر نے یہ مصلحت دیکھی کہ یہود کو بیسب کشتی دو غابازی کے فدک سے  
 محال کر شام کو بچدین اور نصف زمین فدک خرید کر کے داخل دار اسلام کر لیں چنانکہ پچاس ہزار درم بیت المال سے لیکر حضرت  
 ابو اسحاق بن الشمال خزیمہ بن ثابت و سہل بن ابی شمس کے دیے اور زمین خریدی اور یہود کو نکال دیا اسبطرح یہود خیر کو بھی اپنے  
 خلافت میں خیر سے کالام اور انکے شہر سے مسلمانوں کو بچایا یہود کو خلفاء راشدین کے عہد تک صرف محصول اس زمین کا موافق  
 جو نیر رسول قبول رہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر سے کو بچ کیا تو آپ نے وادی القریٰ کے جانب توجہ فرمائی  
 راہ میں جب صبار خیر میں نزول فرما ہوئے تو وقت صلوٰۃ عصر کے بعد روز الشمس دکھلایا اور وادی القریٰ کے لوگوں نے  
 اہل اسلام کی تشریف لائے کی خبر پائی اور آمادہ جنگ و جدال ہوئے اور باہر نکلتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لشکر  
 مقابلہ دھار یہ برطیار دیکھ کر غازیان اسلام کی صفیں آراستہ فرمائیں اور سعد بن عبادہ کو عالم لشکر اسلام عنایت کیا وہ  
 کمال نرمی سے پیش آئے اور بہت سمجھا یا مگر ان سرکشوں نے مقابلہ میں سبقت کی ناچار اہل اسلام نے بھی مقابلہ کیا  
 کہ ایک شب روز یہود وادی القریٰ خوب لڑے اور دن آدھی مارے گئے دوسرے روز صبح کو فتح اسلام ہوئی اور تمام مال و متاع  
 انکا ضبط ہوا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ رحمت و شفقت زمین و باغات انھیں کو مستاجر بن واپس کر دیے  
 اور انکو وادی القریٰ میں رہنے دیا جب یہ خیر ہو دیا کہ وہ اپنی تو انھوں نے خوف کا کر فریہ دینا قبول کیا اور بروایت صحیحہ

شرح ابن کثیر  
 ج ۱ ص ۱۰۰

نکستہ  
 بن  
 بن  
 بن



مسیحا میں نزاع صغیرہ واقع ہوا اور اسی غزوہ میں کفار متعہ حرام ہوا کیونکہ اس وقت تک متعہ حلال تھا پھر رد و ابطال  
 کے بعد فتح مکہ واقع ہوا یہ مباح کیا گیا اور تین دن کے بعد حرام قطع ہوا اور بیع نعمانم قیل القسمۃ اور و طحی حواری قبل الایمان  
 اور گوشت دراز گوش اہلی و استر و سبب نشین دار و بیع اشیاء و بوتیہ بلار عایت مساوات ممنوع ہوئی صحیح مسلم میں ابو ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مسلم غزوہ خیبر سے معاودت فرما کر جانب مدینہ تشریف لیچل ایک مرتبہ رات کو اتنے  
 چلنے کا پڑا یہاں تک کہ حضرت کو نیند لگی آخر شب میں واسطے استراحت کے نزول فرمایا ہوئے بلال سے ارشاد کیا کہ تم رات  
 کی نگہبانی کرو ہمارے واسطے اپنی خیال رکھو کہ نماز صبح کے واسطے جگادو سو بلال نماز میں مشغول ہوئے تاکہ نیند نہ آوے  
 اور پڑھنے غارتجی مقتدر تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے یاروں کے سو رہے جب صبح ہوئے لگی تو بلال نے غی  
 حذ نے اپنے اونٹ سے تکیہ لگا مطلع صبح سے متوجہ ہوئے انگوٹھے اختیار تیار تیار لگی اور اسے طرح تکیہ لگائے سو گئے تیار  
 کہ آفتاب نکل آیا یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے نہ اصحاب باہمنا نہ بلال باو فاسب سے پھلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید  
 ہوئے اور درے سو جانے سے اور نماز کے فوت ہونے سے اور ارشاد کیا کہ یو بلال کیا معاملہ پڑا جو تو سو گیا تو نے پاسبانی میں  
 قصیر کی بلال نے اتنا س کیا کہ میرے نفس کو وہ بات عارض ہوئی جو حضرت کے نفس کو عارض ہوئی فرمایا کہ اپنی سواریاں چھوڑ  
 روانہ ہو یہ منزل شیطان ہے سب لوگ اپنے اپنے اونٹ چرچ کر اس میں اوی سے تھوڑے دور چلے اور اترے پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے وضو کیا اور بلال کو حکم دیا کہ اقامت کے بلال نے اقامت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز جماعت ادا کی اور فرمایا  
 من سنی الصلوۃ فلیس علیہا اذا ذکرنا فان اللہ تعالیٰ قال اتم الصلوۃ لہ کری یعنی جو کوئی بھول جائے نماز خواب سے یا کسی اور  
 باعث سے پس چاہیے کہ پڑھے اسکو جو وقت یاد آوے اسکو ایسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یا کر نماز کو میرے یاد کر کے وقت فائدہ  
 سبب خروج وادی میں علما کو اختلاف و حنفیہ کہتے ہیں کہ جب خروج وادی بلند ہونا آفتاب کا ہونکہ انکے نزدیک تضاد و نوبت اوقات  
 نہیں ہیں درست نہیں ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ سبب خروج یہ تھا کہ وہ وادی جاے شیطان تھا اس واسطے کہ وہ لوگ اوقات نہیں  
 مخصوص میں داخل جانتے ہیں فائدہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان نماز تضامین نہیں ہے کہ ایک قیل امام شافعی کا یہی ہے اور  
 دوسرا قول یہ ہے کہ نماز تضامین نہ اذان ہے نہ اقامت ہذا یہ میں ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر عذرا لیلۃ التیسین میں باذان و اقامت  
 تضاد فرمائی تھی اور شیخ ابن الہمام اس بات میں مسلم و ابو داؤد اور موسیٰ سے احادیث نقل کر کے فرماتے ہیں کہ مسلم نے جو اس قصہ میں  
 اقامت نقل کی ہے وہ سنائی ان احادیث کے نہیں ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ حضرت مسلم نے تضاد فجر باذان و اقامت فرمائی ہے اور  
 جو لوگ کہتے ہیں کہ شریعت اذان اس واسطے ہے کہ آدمی مطلع ہوں اور نماز جماعت ادا کریں اور نماز عاتیت میں ان دونوں کی ضرورت  
 نہیں ہے جواب اس کا یہ ہے کہ مشروعیت اذان اگرچہ بنا بر اعلام ہے لیکن ان کلمات کے ذکر میں بھی ثواب ہے و لہذا الفضل یہ ہے کہ ضروری  
 اذان و اقامت کے فائدہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ انکھین میری خواب کرتی ہیں لیکن میرا دل  
 بیدار ہے پس باوجود بیداری دل کے عدم اطلاع ظلم و فجر سے کیا معنی جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اگرچہ دل بیدار ہو مگر اطلاع

و غروب معلوم نہیں ہوتا اور جو کوئی کہے کہ از روی کشف اور وحی کسواسطے دریافت نہ کیا تو ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل خدا کا ہے حضرت کے اختیار سے باہر نہیں کیجھکت ہوگی ظاہر اور حکمت تشریع احکام کی و حضرت شیخ الحدیث عبدالحی دہلوی فرماتے ہیں کہ انمول بیدار بہت و لیکن تو اند کہ اور حالتے و شہودے دست و ہند کہ و ران مستغرق گرد و قیاسوی مشہود از جمیع صور و معانی و اہل معارف کہ وہ چنانچہ در بعضہ احوال و در حالت وحی مثل نجات رومی میدا و پس باعث فیان و غفلت نہم قنایا شد کہ طربان حالتے عظیم کہ خذالے رب انصرت حقیقت آن راندا ندانم اسی سال میں زفات ام حبیبہ قمر البوسفیان ابن حرب امویہ واقع ہوا عمر انکی اس عرصہ میں تین برس کی ہو گئی تھی اور اسی سال میں خبر ہوئی کہ یسوع خیر نے بعد قتل ابن ابی الحقیق کے اسید بن زرارہ کو امیر کیا اور باعانت عطفان ٹراچاہتے ہیں حضرت نے عبد اللہ بن رواحہ کو مع تین آدمیوں کے بھیجا عبد اللہ نے سید سے کہا کہ حضرت نے مجھ کو بلایا ہے تاکہ عامل خیر کریں سو وہ چلا عبد اللہ نے سکو اتنا راہ میں قتل کیا اور مدینہ حاضر ہوئے اور اسی سال میں عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو قبیلہ ہوازن پر روانہ فرمایا وہ لوگ خبر آمد امیر المومنین عمر بن خطاب کے ناچار امیر المومنین واپس تشریف لائے اور اسی سال میں امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مع ایک جامعہ مجاہدین فی سبیل اللہ قبیلہ بنی فزارہ خواہ کلاب پہنچے کہ نواحی نجد میں رہے تھے بھیجے گئے اس جامعہ اسلامتہ میں سلمہ بن الاکوع بھی تھے وہ تو بعض کو قتل کیا اور بعض کو اسیر کر لائے ازان جملہ ایک عورت حسینہ حبیلہ سلمہ بن الاکوع کے ہاتھوں کی کہ صدیق اکبر نے انھیں کو عنایت فرمائی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکر لے گئے ہیں بھیجا اور اس کے عوض اسیران کے کوچھڑایا اسی سال میں بشر بن سعد انصاری بنی مہرہ کو قتل کر کے قتل کر کے روانہ کیے گئے وہ نہ ملے ناچار ان کے بولائی لیکر چلے بنی مہرہ کے لوگ خبر پا کر دوڑے کہ نوبت قتال ہو چکی اسلامون کے پاس تیرے کافروں نے حملہ کیا اکثر مسلمان شہید ہو گئے اور بشر بن سعد بھی مجروح ہوئے اور مذکور میں آئے حبیب بن مہرہ کی اور زخم مندمل ہوئے تب مدینہ میں آئے یہ خبر حضرت مسلم کو پیش از حضور بشر بن سعد ہو گئی تھی کہ حضرت نے اسی کا عوض سال ہشتم میں لیا اسی سال میں بشر بن سعد مع تین سو مجاہدین کے اہل حین و جبار پر روانہ ہوئے وہ لوگ ان کے خوف سے بھاگے مگر و آدمی گرفتار ہوئے اور مدینہ میں آکر اسلام لائے اور مال و اسباب لوٹ میں بہت ملا اسی سال میں ابن ابی العوجا بنی سلیم پر روانہ ہوئے کہ ان کو قتل کے مقابلہ کیا اور غروب لڑے تھے کہ سردار سر یہ بھی مجروح ہوئے اسی سال میں غالب ابن عبد اللہ بنی باجاء و غنم و کس بنی حوالہ بنی العین المہلکہ پر اور بشر بن عبد بن ثعلبہ پر بھیجے گئے انھوں نے بعض کو تہ تیغ کیا اور شتر و غنم اکثر لوٹ لایا بعد ازان اسی سال کی ماہ ذیقعدہ میں حضرت مسلم نے بجاءہ و ہزار کس عمرہ قضا دافرما یا روایت ہے کہ اس سفر میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ بنت حارث ہلایہ سے موضع شرف میں نکاح کیا اور وقت رجوع کے سے اسی موضع میں زفات واقع ہوا اور اسی مقام میں سال شصت و سہ ہجری میں میمونہ نے وفات پائی یہ میمونہ خالد عبد اللہ بن عباس خاندان ولید و زبید بن الاصم کی تھیں جسے قاتل ہیں کہ حضرت مسلم محرم تھے اور بعض کے نزدیک وقت نکاح محرم نہ تھے اور اتوی از روی دلیل یہ کہ انجناب مسلم محرم تھے اور یہ بات بخلاف خصائص آنحضرت مسلم ہو کر شافعیہ کے نزدیک

بجھکت

بجھکت

بجھکت

بجھکت

بجھکت

بجھکت

بجھکت

بجھکت

بجھکت

بجھکت

بجھکت



بہارِ نبوت ص ۱۰۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین روز مکہ معظمہ میں گذرے تو کافروں نے حضرت علی مرتضیٰ سے کہا کہ مدت اقامت تم ہو گئی آپ اپنے پیغمبر سے کہیں کہ نہ لیں یہاں چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ کے کہنے سے آنحضرت و ماں سے روانہ ہوئے روایت ہے کہ یہ کلام دو پہر کو چوتھے دن سنیل بن عمرو اور ابو یطیب بن عبد العزی نے حضرت علی مرتضیٰ سے کہا تھا کہ اسیدم آنحضرت روانہ ہوئے اور عمارہ و خضر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پیچھے سے چلائی ہوئی جلدیں کہ یا عم یا عم حضرت علی مرتضیٰ نے انکا ہاتھ پکڑ کر سپرد فاطمہ علیہا السلام فرمایا کہ یہ تمہارے چچا کی بیٹی ہو اسکو اپنے پاس بٹھلا لو جب مدینہ منورہ میں پہنچے تو علی بن ابیطالب اور جعفر طیار اور زید بن ثابت میں درباب کفالت عمارہ نزاع واقع ہوئی ہر ایک نے اپنے اپنے وجود ترجیح بیان کیے حضرت علی نے کہا میری چچا کی بیٹی ہو اور میں اسکو لایا ہوں اور فاطمہ بنت محمد رسول میرے گھر میں ہیں وہ حقدار تربیت ہیں اور زید بن ثابت بس لے لے عمارہ میرے بھائی کی بیٹی ہیں سختی تربیت ہوں اگرچہ زید بن ثابت غلام آزاد تھی حضرت رسالت مآب تھے مگر آنجناب نے امیر حمزہ اور زید بن بھائی چارہ کر دیا تھا اسلئے انھوں نے وقت منازعت عمارہ کو بھتیجی فرمایا اور جعفر طیار نے کہ جس برس علی سے بڑے تھے فرمایا کہ عمارہ میرے چچا کی بیٹی ہو اور اسکی خالہ میرے نکاح میں ہو یہ معاملہ دیکھ کر حضرت صلعم نے علی مرتضیٰ سے فرمایا انت نبی وانا نکت یعنی میں تجھے تو مجھے کہ یعنی تجھ میں اور تجھ میں کمال خلاص ہو اور جعفر بن ابیطالب سے فرمایا انت سبت خلق وخلق یعنی تو میری صورت اور سرت میں مشابہ ہو امین کمال فضیلت حضرت جعفر کی نکلی کہ حضرت کی طاہرہ باطن سے مشابہت ہونا عمدہ بات ہو اور زید سے فرمایا انت اخوتنا و مولانا یعنی تو ہمارا بھائی اور محب ہو چھ جعفر سے فرمایا کہ تو زیادہ حق دار ہو کیونکہ عمارہ کی خالہ تیرے گھر میں ہو اور خالہ منبرہ مان ہو ولایک المودۃ علی عمتنا و لا علی خالتنا یعنی عورت نکاح نہ کیجائے اپنی بھوپھی و خالہ پر یعنی جعفر کو عمارہ سے نکاح باوجود خالہ کے حرام ہو سو جعفر بن ابیطالب نہایت خوش ہوئے لہذا ان حضرت ولایت مآب کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ عمارہ سے نکاح کیوں نہیں فرماتے فرمایا انہا بنت انجی من الرضاۃ یعنی عمارہ بیٹی میرے بھائی و دو دختر یک کی ہو گئی

آنحضرت صلعم نے اور امیر المومنین حمزہ بن ابیطالب نے ثوبہ بنتی لوی کو لب کا دو دوہا پتہ عمارہ و آیت ہو کہ عمارہ کا نکاح مسلم بن سلمہ سے کیا ہوا اسی سال میں حضرت صلعم نے ایک فرمان ملک غسان سے جلد بن اسیم کو لکھوایا کہ وہ اسلام لایا اور حواریہ بادایا و تحف مناسب حضور رسالت مآب میں بھیجا مگر حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت میں مکے سے بہاگ کر شطنیہ میں آیا اور مرد ہو گیا اور حالت ارتداد میں مرانقو ذبالہ میں سوار الحاکم اور وجہ قرار یہ واقع ہوئی کہ حضرت عمر کے ساتھ بنابر حج بنت اللہ کہے کو گیا اور ایک مرد بنی فزارہ کو ظلم قتل کیا حضرت امیر المومنین نے قصاص حکم جاری کیا تب وہ بھاگا اور اسی سال میں حضرت صلعم نے فروہ بن عمرو جد امی کو خط دوسرا لکھوایا یہ شخص عمال روم سے تھا اسنے اسلام قبول کیا بادشاہ روم یہ حال سنا کہ اسکو مولیٰ دی مگر بعض اہل تحقیق نے اس حال کو سال ۱۱ میں لکھا ہے انقصہ جب سال ہشتم ہجرت شروع ہوا تو وہ حضرت بقول ابو عمرو بن عاص اور خالد بن ولید و عثمان بن طلحہ عبید بن جحش اولاد کے پاس اب کلید کہے ہوا ایمان لائے اور مکہ

فضیلت حضرت جعفر

تربیت حضرت عمارہ

تربیت حضرت عمارہ

تربیت حضرت علی

سے جو کہ اس کے دین سے نوروہ میں مل کر ہوئے مگر بعض اہل سیر اسلام ان لوگوں کا آخر سال تقیم میں بیان کرتے ہیں اور بعض سال تقیم میں بھی  
 تاہم ان کا بیان ولید سے روایت ہو کر جب ارادہ قدیری الی سیر اسلام سے متعلق ہوا تو محبت اسلام میرے دل میں اللہ کے فضل سے  
 اس پر کہ حضرت صلح عمریہ میں صاۃ اخوان ادا کرتے تھے اور میرا ارادہ تھا کہ آنجناب کو ماروں مگر خطا طے لطف خداوندی  
 سے آن تک نہ پہنچ سکا اور جب صلح ہوئی تو میں نے خیال کیا کہ اب قریش کو شوکت و قوت باقی نہیں رہی اور بخاشی تابع پیغمبرؐ کے پاس  
 ہی نہیں جاسکتا مگر ہر فریق صیروں کے پاس جا کر نصرانی یا یہودی ہو جانا بہتر ہے پھر میں نے گذرا کہ چندے اور دیکھوں کیا ہوتا ہے  
 خیال میں تھا کہ حضرت علیؑ کے بارگاہ میں عمر قضا کے عظمیٰ تشریف لائے تو میں زبان سے نکل گیا جب آنجناب عمر کے  
 تو میرے بھائی ولید بن ولید سے میرا حال پوچھا آئیں مجھے لکھا کہ سخت تعجب ہو کہ تو اسلام نہیں لانا رسول اللہؐ نے مجھے پوچھا کہ خالد  
 کمان پر میں نے عرض کیا خالد اسکو لائے فرمایا خالد اس قسم کے لوگوں میں نہیں ہے جو حیرت انگیز حقیقت اسلام پوشیدہ رہی ہو اگر وہ اسلام  
 لادے اور اپنے مردانگی و شجاعت باتفاق اسلامیان مشرکوں پر ظاہر کرے تو اس کے حق میں نہایت خوب ہو اور میں اسکو غیر فقہ  
 کرونگا سو ۱۱۰ برادر تو جلد حاضر ہو کہ تجھے بہت باتیں نیک فوت ہو گئیں ہیں و السلام خالد کہتی ہیں کہ اس خط کے وصول ہونے  
 سے میں بہت خوش ہوا اور اسلام کی طرف رغبت زیادہ ہوئی تب میں لکھا کہ میں آیا اور اسباب سفر مساکر کے جانب مدینہ چلا گیا  
 بن طلحہ عبد رزی میرا دوست بھی ہمراہ ہوا جب موضع ہڈی میں پہنچا تو عربین عاص سلمان ہونے کو جاتا تھا وہ بھی مل گیا کہ ہم تینوں  
 آدمی باتفاق داخل مدینہ ہوئے حضرت صلح عمریہ میں اور میں بارچہ مسافر تبدیل کرنا بلازمت رسول مقبولؐ وائے ہمارے میں ولید  
 بھائی ملا آئے کما جلدی چل حضرت رقتہ للعالمین علیؑ سلم منظر تیرے ہیں خباہتیں لبرعت تمام حضور پر نورؐ میں حاضر ہوا آنجناب مجھے  
 دیکھ کر تبسم ہوئے میں نے انہاس کیا کہ السلام علیک یا رسول اللہؐ حضرت نے بہت خوشی سے فرمایا و علیک السلام بلحاظ دین نے لکھا اشد  
 لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہؐ فرمایا الحمد للہ الذی ہدانا لہذا الاسلام ابو خالد میں جانتا تھا کہ مجھ کو عقل ہو اور خدا سے امید رکھتا  
 کہ تجھے براہ خیر ہدایت کرے میں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کو معلوم ہو کہ میں نے کس کس طرح سے بے ادبیان و بصیر فیان حالت کفر میں کی ہیں  
 سو آپ دعا کریں کہ وہ گناہ میرے معفو ہوں فرمایا ابو خالد اسلام وہ پیغمبرؐ کو اس سے گناہ گذشتہ بخود کان مل گئے ہو جاتے ہیں میں نے عرض کیا  
 یا رسول اللہؐ بلایت ہمہ امیدوار ہوں آپ دعا فرمادیں آنجناب نے دعا کی کہ یا اہلی گناہ گذشتہ خالد بن ولید کے بخشش سے بعد از ان  
 عمر بن عاصؓ اور عثمان بن طلحہؓ شرف اسلام ہوئے نجد اسے لایزال حیدر سے میں سلمان ہوا ہوں اس در سے جو ہم پیش کی آپ نے حضرت نے  
 کسی صحابہؓ کی طرح برابر نہیں فرمایا کہ انی حوۃ علی فاعل و روح الدار و قایت ہو کہ عربین حاضر حاضر بنا بیست کیے دراز کیا اور کچھ یا حضرت علیؑ السلام  
 کیونکہ ایک شہریت کو تاجون فرمایا بیان کر لکھا ایمان لانا ہوں شہر کا تمام گناہ گذشتہ میرے بخشے جاتے ہیں فرمایا تو میں جانتا کہ اسلام در کتاب ہر ایک گناہ کو  
 جو مال کفر میں ہے ہوں اور ہجرت نور کرتی ہو اور دعائی ہو کہ گناہ کو ہمیشہ ہجرت سے کیے ہوں تب عمر بن عاصؓ نے بیعت کی روایت ہو کہ عربین عاص  
 فوت نہایت خوفناک تھے مجھے نے جب کانامہ اللہ تعالیٰ اباب بکھڑا کر اس کے لیے تم تو اباب رسول اللہؐ و ابو جہل بنی سہیل اللہؐ و عمر بن عاصؓ علیؑ او فرزند بن  
 مجھ گزری ہیں تو ان رسول اللہؐ سے نہایت شہنی کہتا تھا پھر اسلام لایا اور میں نے ہجرت لایا امارت میں تباہ ہوا اور پوچھا مجھ کو دنیا سے جو کچھ پہنچا پس میں معلوم

فلا بد من التمسك بالدين

فہرست و کتابیں  
دانی خاں ابن بیگ

پہن ۱۱  
ادی انکسٹری  
عزیز شکر  
پرواز



کہ مجھے کون حالت سے معاملہ پیش کرینگے اور کیا مجھے پیش آویگا صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ عمر و ابن عباس سوار لشکر تھے سفر میں انکو حاجت غسل ہوئی اور سردی شدت تھی انھوں نے تیمم کیا اور کما خدا سے تعالیٰ نے فرمایا ہوا قتلوا الفکرا انجذاب صلعم نے یہ بات سنی اور کچھ اعتراض فرمایا اور بعضی کتب معتبرہ سے وضع ہوا کہ معاویہ بعد صلح حدیبیہ اور قبل فتح مکہ ایمان لائے ہیں خیانت پر تقریب التہذیب میں لکھا ہے و اشد علم اسی سال میں غالب ابن عبد اللہ بنی جماعہ سے املوح پر جانب کردید کہ بروزن جدید ہر بھری چند نفر بھیجے گئے ان لوگوں نے جا کر شب خون مارا اور انکے اونٹ پکڑ کے جانب بنہ لپچلے پھیلے ایک حاجت دھڑی اسی وقت اللہ نے پانی برسا بار کھل فاضل بن السلیح انکا فین بھر گیا وہ لوگ مسلمانوں تک پہنچ سکے اور غالب مع جماعہ اپنی صحیح و سالم مدینے میں حاضر ہوئے بعد اُسکے غالب کو بحیثیت دو سو سپاہیوں کے جنین سامہ بن یہ بھی تھے اہلانی کہ بنا بر انتقام شہ گمان سر پشتر بن سہر کے روانہ ہوئے کہ مقابلہ واقع ہوا اور اکثر اونٹ و بکریان وغیرہ ہاتھ آئے اسی سال میں نجاع ابن وہب اسدی جماعہ بستی چار نفر ہوازن پر روانہ کیے گئے اونٹ بکریان انکے پکڑ گئے کہ ہر شخص نے پندرہ پندرہ اونٹ حصے میں پائے اور پندرہ دن مدینے سے غیبت ہی اسی سال میں کعب ابن عمرو بخاری پندرہ نفر سے جانب ذات اطلاق بھیجے گئے بخاری عظیم واقع ہوا اور کعب بن عمرو مجروح ہوئے جب بخاری میں آئے تو حضرت صلے اللہ وسلم نے اور لوگوں کو بھیجا تب کفار خوف سے بھاگ گئے اسی سال میں سر سوتہ واقع ہوا سوتہ بھیم و سکون اوسبے ہمزہ و بقول جو بخاری و ابن فارس بجاز ہمزہ اور اکثر روایات بخاری نے بلا ہمزہ کہا ہے اور بعض ہمزہ بہر تقدیر ایک قرینہ قریبات بلقا سے کہ اس مقام سے بیت المقدس دو مرحلہ رہتا ہے اور بعض کے نزدیک ایک شام انا اعمال و شوق میں ہر علی التقدرین سبب اس واقعے کا یوں واقع ہوا کہ حضرت صلعم نے ایک خط حارث بن عمرو کے ذریعے سے خاک بخاری کو لکھا جو خط لیکر سوتہ میں پہنچے تو شریحیل ابن عمرو غسانی امیر قریظ نے انکو رسول پیغمبر خدا جاکر انکو پیغمبر انجذاب نے سنی تو زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر سوتہ کے تین ہزار مجاہدین کے ساتھ روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو جعفر ابن ابیطالب امیر لشکر مہار گروہ بھی شہید ہو تو عبد اللہ ابن روضہ امیر لشکر ہوا اور جو وہ بھی مارا جا تو مسلمان اپنی تجویز سے جسے چاہیں امیر بن بعد اسکے اور اسفید غنایت کیا ابن حارث کو اور شنیۃ الوداع تک فتح انجذاب تشریف لگے اور وقت موعا ارشاد فرمایا کہ قتل حارث پر پہنچ کر قوم کو دعوت اسلام کرنا اگر قبول کریں تو بہتر ورنہ جہاں کرنا پیغمبر شریحیل ابن عمرو غسانی کو ہوئی اسنے بھی اپنا لشکر جمع کیا باجماع لشکر اسلام وادی قریظ میں فزوکش ہوا اور سدوس برادر شریحیل مقابل ہوا اور اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا گیا شریحیل قلعہ میں بھاگا اور دو سے بھاگی کو بہر قریظ کے پاس بھجا اور اعانت چاہی اور قبائل لخم و قحطام اور قین و ہار و بکی سے بھی مدد کی درخواست کی کہ قریظ ایک کلمہ سپاہی کے جمع ہوئے اور اہل اسلام ملکین تین ہزار آدمی تھے اسی سبب سے متروک ہوئے اور چاہا کہ سب طہلین

عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ مارا جانا زندگی سے بہتر ہے و اللہ ہم فوج کی قوت سے کعبہ بن نہیں اڑے ہم تو بقوت دین اڑتے ہیں آخر کار سب لوگ چلے اور شہر موت کے متصل مقابل ہوئے قول زید بن حارثہ علم صرت لیکر فوج کفار بنیں اور نہایت دلیری سے شہید ہوئے بعد ازاں جعفر بن ابیطالب علم لیکر اڑنے لگے پھر گھوڑے اسے آتے اور اسکو بڑے پیادہ ہو کر اڑنے لگے اول یہی اسپ سلام میں بیٹا کیا گیا کذا فی وجہ الدار آخر کار حضرت جعفر کا دست راست کٹ گیا تو علم اسلام دست چپ میں لیا اور اڑتے رہے جب دست چپ قطع ہوا تو علم کو بازو سے تھاما اور ایک فرود میں نے دوڑ کر تلوار ماری کہ جسم شریف نکادو قائم ہو گیا اسوقت عمر انکی بروایت تینیس برس کی و بروایت اکتالیس برس کی تھی اس جلد میں عبداللہ نے انکو دوبارہ جنایت کیے کہ جنت میں اڑے پھر تھے ہیں صحیح بخاری میں عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم عبداللہ بن جعفر سے ملتے تو فرماتے تھے السلام علیک یا ابن النجاشی اور سبب اس لقب کا یہ ہوا کہ حضرت صلعم نے جعفر کو بعد شہادت دیکھا کہ ذرا نر کھتے ہیں اور فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں سو حضرت تحریر فرماتے کہ یہ کیا معاملہ بعد ازاں معلوم ہوا کہ جعفر شہید ہوئے اسی دن سے جعفر طیار کہلائے اور ذوالنجاشی لقب ہوا اور ایک روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ دیکھا میں نے جعفر کو بہشت میں کہ اڑتا ہے فرشتوں کے ساتھ اور صحیح بخاری میں عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جعفر ابن ابیطالب نے جینے سے قبل لوگوں میں دیکھا تو انکے جسم پر نوے زخم سے زیادہ تھے نیز زخم کے نچے ان فرض بعد شہادت حضرت جعفر ابن ابیطالب کے عبداللہ ابن رواحہ نے علم اٹھایا کہ وہ بھی شہید ہوئے تب مسلمانوں نے خالد بن ولید کو امیر کیا مگر اس کی اس سبب سے لڑائی موقوف رہی صحیح بخاری میں یہ کام کیا کہ مقدمہ لڑ کر کو سابقہ یعنی دنیا لکھا اور مینہ کو مسیرہ کا فرق لکھا کیا کتاب اسلام کی مرد آئی اور کھڑے پھر خالد نے محاربہ عظیم پر پایا کہ اس دن نو مکر ابن خالد کے ہاتھ سے شکست ہوئیں صحیح بخاری میں ابی حازم سے روایت ہے کہ سوا سے صفحہ بیانہ کے اور کوئی تلوار باقی نہ رہی اور اسلام کا غلبہ ہوا اور کفار بھاگے اور جو مارے گئے انکا شمار نہیں ہو سکتا مگر اہل اسلام کے آٹھ شخص شہید ہوئے اسی لڑائی میں ایک مسلمان قوم حمیر نے ایک کافر کو مارا اور اسباب قتول خالد سے طلب کیا خالد نے نہ دیا عوف ابن مالک نے کہا کہ میں تمہارا شکوہ حضرت صلعم علیہ وسلم سے کروں گا چنانچہ جب لشکر مدینہ میں آیا تو عوف نے حضرت سے گلہ کیا کہ حضرت نے خالد سے پوچھا کہ تم نے قاتل کو اسباب کیوں دیا خالد نے عرض کیا کہ وہ اسباب قیمتی تھا اس سبب سے نہیں دیا فرمایا اسباب اسکو حوالہ کر دیا جب خالد عوف کے پاس ہو کے نکلے تو عوف نے خالد سے چادر تھام کر کہا کیوں بیٹے جو کما تھا کر دکھایا خالد کو غصہ آیا یہ احوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو حضرت نے فرمایا کہ اسباب دے اسکو اور خالد بھلا تم چھوڑنے والے ہو میرے بٹے کا کون کو تمہارے مثل دران کا کون کی مثل ایسی جو طرح مثل اس مرد کے جسے اونٹ و کبیراں چرانے کو لیں سو لوگو چرا گیا پھر انکی پاس وقت تاکتا رہا سو لیگیا انکو حوض پر سوا سین گھنٹیں پھر انھوں نے صاف صاف پانی کو پیا اور لمبھٹ کو چھوڑا سو صاف صاف ٹھکرا اور لمبھٹ آویز یعنی غیبت کا مال لشکر کو چرا اور شب کر کی فکر حاکم کو اور قصور ہو تو



بدنامی و مواخذہ حاکمون پر یہ ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کی خاطر داری کی طرح کیا کہ اب سب بند  
اور حاکمون کی قدر دانی کی بس معلوم ہوا کہ بادشاہ کو سرداروں کی خاطر داری ضروری تاکہ لشکر پر رعب پڑے یہ کہ  
سپاہی سردار پر جرات نہ کر سکے صحیح بخاری و مسلم بن عائشہ صدیقہ سے روایت ہے جو جعفر کی شہادت سے اپنے گھر والے  
نوحہ کر کے رونے لگے کسی نے حضرت صلعم کو اس حال سے مطلع کیا آپ نے فرمایا انکو باز رکھ آئے منع کیا تو عورتوں  
نے نہ مانا آئے پھر حضرت صلعم سے کہا کہ عورتیں نہیں باتیں فرمایا پھر منع کر میں طرح تین مرتبہ اسکو بھیجا مگر عورتوں نے  
نہ مانا چار آئے عرض کیا کہ عورتیں باز نہیں کرتی ہیں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو  
جا اور آئے نہیں خاک مجھونک نے اس حدیث سے نوحہ کرنا اور روٹنا چلا کہ تاکید تمام منع ہونا ثابت ہوا اور  
صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسی غزوہ میں خالد بن ولید کا خطاب سیف اللہ ہوا یعنی شجاع  
سے شجاعان خدا سے اس لیے کہ ہزار پر حملہ کرتے تھے اور یہ اضافت بزرگی کے لیے ہے بعد اسکے اسی سال میں خبر ہوئی کہ  
ایک جنگ عبد قیس بنی قضاعہ بالفتح و بضم اول یعنی قاف و فتح ضا و حمز و عین ہملہ کروہین و بنو قین لفتح قاف مجمع ہو کر چلتے ہیں  
کہ اطہر و مہینہ میں فساد کریں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو ابن عاص کو روانہ کیا اور بنی سو حناجر  
و انصار ہراہ کیے اور تین گھوڑے اور دو علم ایک سیلہ دو سرا سفید جب قریب تر پہنچے تو معلوم ہوا کہ جماعہ کفار زیادہ  
تاجار توقف کر کے حضرت صلعم سے مدد چاہی انجذاب نے ابو عبیدہ ابن الجراح کو مع دو سو آدمیوں کے روانہ کیا کہ حضرت  
شیخین رضی اللہ عنہما بھی انہیں تھے سوائے کہ پہنچے سے کافروں کو خوف پیدا ہوا تو اکثر کفار بھاگے اور بعض مقابل ہوئے  
جب اسلام کا غلبہ ہوا تو وہ بھی بھاگے عمرو ابن عاص نے چندے توقف کیا اس سر میں اونٹ و بکری بکرا کر فوج  
کرتے اور کھاتے تھے اس سر کو غزوہ ذات السلاسل بھی کہتے ہیں اس لیے کہ مشرکوں نے ایک کو دوسرے سے  
باندھا تھا تاکہ بھاگ نہ سکیں اور بعض کے نزدیک ذات السلاسل ایک کنواں ہوا رضی اللہ عنہ میں صاحب الجراح  
نے اس سر کو سال ختم میں لکھا مگر صحیح یہ کہ سال ششم میں واقع ہوا ہے اس لیے کہ روایت اہل تحقیق عمرو ابن عاص ہا صفر  
سنتہ ثمانیہ میں اسلام لائے ہیں اور حضرت نے جو عمرو ابن عاص کو اس سر میں لکھا یا ابن ہبہ کہ تخمین بھی ہراہ تھے  
سو وجہ یہ ہوئی کہ عمرو ابن عاص قبل اسلام عدو خیر الامم تھا اور طاقت اصحاب عظام کے دے رہتا تھا جب ایمان لایا تو  
حضرت رحمۃ اللعالمین نے چاہا کہ انرا اس وحشت کو ازل کریں جو قدیم سے ہر قلوب اصحاب میں اور امن میں ہون حضرت  
کی طرف سے اور نا امید ہون رحمت خدائے چنانچہ عمرو ابن عاص امیر مہاجرین بنے اور نازک امام تھے تا وقتیکہ مدینہ منورہ میں  
آئے پھر اسی سال میں بعد قرض و قتل فتح مکہ ابو عبیدہ ابن الجراح کو کاروان قریش پر جو قبیلہ حبشہ سے تھا  
اسکے لوگ دریائے کناسے پر کرتے تھے روانہ کیا اور تین آدمی ہمراہ کیے ان میں عمر ابن خطاب جابر ابن عبد اللہ رضی  
عنا بھی تھے انرا راہ میں ناراہ باقی نراہ ابو عبیدہ نے فرمایا جو کچھ چیز از قسم طعام باقی ہو سب لوگ جمع کریں کہ جسد

وہ تو شہ دان بھر چکا اور ہر ایک شخص کو تھوڑا تھوڑا دیا گیا یہاں تک کہ ایک خرے پر نوبت آئی کہ اسی کو چوستے اور پانی پیتے تھے جب وہ بھی نہ رہا تو درختوں کے پتے پانی میں تر کر کے کھانے لگے اسی سبب غزوہ جس الخط کبیر الخار الجمیہ و سکون الباء الموحدة کہلاتا ہوا و خطبہ بر گما سے درخت ہو سبب اضطرابی لشکر کے لوگوں نے پتے و درختوں کے کھاتے تھے یہاں تک کہ ہونٹھا اونٹن خنچی ہو گئے تھے آخر کار دریا کے کنارے پہنچے اور بنوک سے غلبہ کیا اسوقت پریشان ہوئے تو اللہ نے دریا سے ایک ہی مردہ کالی ایسی بڑی کہ ایک ماہ کامل اسی کا گوشت سب لشکر نے کھایا اور صحیح یہ کہ نصف ہ تمام شکر نے مل کر کھایا اور بعد ازاں اٹھارہ دن تک بعض آدمی لشکر کے اور بعض تمام مہینے تک کھاتے رہے کیونکہ احادیث میں روایات مختلف ہیں بعض میں ایک ماہ بعض میں نصف ماہ اور بعض میں اٹھارہ دن پس تطبیق بین الاحادیث اسی طرح ہوتی ہے الغرض بلحاظ تاریخ لشکر اسلام داخل مدینہ ہوا صحیح سلم اور مسند امام احمد بن حنبلہ وارد ہے کہ ابو عبیدہ نے کہا وہ مچھلی ایسی تھی کہ اس کے حدقہ چشم میں لوگ بیٹھیں جیسا کہ تیرہ آدمی آسمین تھے اس سریر کو سیف البحر کہتے ہیں حضرت جابر سے روایت ہے کہ اسی بڑی مچھلی کھجوں دیکھی نہیں اسکی پسلی کے نیچے سے آدمی گھوڑے کا سوار نکل جاتا تھا اول دسکے کھانے میں تردد ہوا مگر اضطراب کھانے لگے کہ تین سو آدمی وہاں رہے اور کھاتے رہے جب دینے میں آئے تو حضرت صلعم سے یہ قصہ نقل کیا سلم بن ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وہ مردہ ماہی روزی تھی کہ خدا نے تمہارے واسطے کالی تھی سو کیا تمہارے ساتھ اس کے گوشت سے کچھ باقی ہو تو کھلو کھلا ابو عبیدہ کہتی ہیں کہ ہنہ کسی قدر گوشت اسکا بھیجا حضرت نے کھایا اور صحیح بخاری میں ہے کہ ابو عبیدہ اس مچھلی کی پہلو کی ایک بڑی لیکھڑی کی اور ایک شخص کو اونٹ پر چڑھا کر اس کے نیچے بھیجا سلم اس آدمی کا نہ پہنچا انھوں نے نام کہی بستر لکھا ہوا و جتہ الحافل من عنبر و ہوا صحیح اور قیام ساحل بحر نصف ماہ بیان کیا ہے فائدہ امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کہ وہ تھری ہو کھانا اس مچھلی کا جو کہ خود بخود مچا اور پانی پر اتر آوے اسی کو عربی طافی کہتے ہیں کہ طافی طوف یعنی علو سے ہوا و نزدیک مالک شافعی کے طافی کا کھانا مضائقہ نہیں ہے اور دلیل حنفیہ حدیث ہے کہ ابو داؤد و ابن ماجہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جابر نے کہا قال رسول اللہ صلعم بالصب عن المائز فکلو و ما لفظ المائز فکلو و ما لفظ فلا فکلو یعنی ہر ماہی کہ ضرور و دازان آب پس بخورید انرا دآن ماہی کہ بیند اند و انرا آب پس بخورید انرا دآن ماہی کہ رب پیر و بال آب آید انرا بخورید چنانچہ ہی اسے و طریق علی ایطالاب و ابن عباس و ابن عمر و ابی ہریرہ کا یہ کہانی السدایہ لیکن شرط حرمت طافی میں یہ ہے کہ پیٹ اور ہر کوئی نہ کہ اگر پشت بالہ ہوگی تو حلال ہے کہ انانی چلی و مختصر الخوانہ و جامع الرموز و ابن حزمی و ابن و اللہ النخار و قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر مچھلی آفت سے مرے تو حلال ہے چنانکہ قریب میں تنگی مکان سے مری یا شکر یا مال یا حوض وغیرہ میں کہ ممکن ہو کر یا اسکا بلا شکار یا بسبب کھانے دوا کے پانی میں ڈال کر مرے اور جو ماہی کہ شکر طافی میں پائی جاوے وہ بھی حلال ہے نہ طافی کیونکہ یہ ماہی آفت سے مری ہے کہ انانی البلازیہ اور جو مچھلی کہ در مچھلی و در مچھلی

وہ تو شہ دان بھر چکا اور ہر ایک شخص کو تھوڑا تھوڑا دیا گیا یہاں تک کہ ایک خرے پر نوبت آئی کہ اسی کو چوستے اور پانی پیتے تھے جب وہ بھی نہ رہا تو درختوں کے پتے پانی میں تر کر کے کھانے لگے اسی سبب غزوہ جس الخط کبیر الخار الجمیہ و سکون الباء الموحدة کہلاتا ہوا و خطبہ بر گما سے درخت ہو سبب اضطرابی لشکر کے لوگوں نے پتے و درختوں کے کھاتے تھے یہاں تک کہ ہونٹھا اونٹن خنچی ہو گئے تھے آخر کار دریا کے کنارے پہنچے اور بنوک سے غلبہ کیا اسوقت پریشان ہوئے تو اللہ نے دریا سے ایک ہی مردہ کالی ایسی بڑی کہ ایک ماہ کامل اسی کا گوشت سب لشکر نے کھایا اور صحیح یہ کہ نصف ہ تمام شکر نے مل کر کھایا اور بعد ازاں اٹھارہ دن تک بعض آدمی لشکر کے اور بعض تمام مہینے تک کھاتے رہے کیونکہ احادیث میں روایات مختلف ہیں بعض میں ایک ماہ بعض میں نصف ماہ اور بعض میں اٹھارہ دن پس تطبیق بین الاحادیث اسی طرح ہوتی ہے الغرض بلحاظ تاریخ لشکر اسلام داخل مدینہ ہوا صحیح سلم اور مسند امام احمد بن حنبلہ وارد ہے کہ ابو عبیدہ نے کہا وہ مچھلی ایسی تھی کہ اس کے حدقہ چشم میں لوگ بیٹھیں جیسا کہ تیرہ آدمی آسمین تھے اس سریر کو سیف البحر کہتے ہیں حضرت جابر سے روایت ہے کہ اسی بڑی مچھلی کھجوں دیکھی نہیں اسکی پسلی کے نیچے سے آدمی گھوڑے کا سوار نکل جاتا تھا اول دسکے کھانے میں تردد ہوا مگر اضطراب کھانے لگے کہ تین سو آدمی وہاں رہے اور کھاتے رہے جب دینے میں آئے تو حضرت صلعم سے یہ قصہ نقل کیا سلم بن ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وہ مردہ ماہی روزی تھی کہ خدا نے تمہارے واسطے کالی تھی سو کیا تمہارے ساتھ اس کے گوشت سے کچھ باقی ہو تو کھلو کھلا ابو عبیدہ کہتی ہیں کہ ہنہ کسی قدر گوشت اسکا بھیجا حضرت نے کھایا اور صحیح بخاری میں ہے کہ ابو عبیدہ اس مچھلی کی پہلو کی ایک بڑی لیکھڑی کی اور ایک شخص کو اونٹ پر چڑھا کر اس کے نیچے بھیجا سلم اس آدمی کا نہ پہنچا انھوں نے نام کہی بستر لکھا ہوا و جتہ الحافل من عنبر و ہوا صحیح اور قیام ساحل بحر نصف ماہ بیان کیا ہے فائدہ امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کہ وہ تھری ہو کھانا اس مچھلی کا جو کہ خود بخود مچا اور پانی پر اتر آوے اسی کو عربی طافی کہتے ہیں کہ طافی طوف یعنی علو سے ہوا و نزدیک مالک شافعی کے طافی کا کھانا مضائقہ نہیں ہے اور دلیل حنفیہ حدیث ہے کہ ابو داؤد و ابن ماجہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جابر نے کہا قال رسول اللہ صلعم بالصب عن المائز فکلو و ما لفظ المائز فکلو و ما لفظ فلا فکلو یعنی ہر ماہی کہ ضرور و دازان آب پس بخورید انرا دآن ماہی کہ بیند اند و انرا آب پس بخورید انرا دآن ماہی کہ رب پیر و بال آب آید انرا بخورید چنانچہ ہی اسے و طریق علی ایطالاب و ابن عباس و ابن عمر و ابی ہریرہ کا یہ کہانی السدایہ لیکن شرط حرمت طافی میں یہ ہے کہ پیٹ اور ہر کوئی نہ کہ اگر پشت بالہ ہوگی تو حلال ہے کہ انانی چلی و مختصر الخوانہ و جامع الرموز و ابن حزمی و ابن و اللہ النخار و قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر مچھلی آفت سے مرے تو حلال ہے چنانکہ قریب میں تنگی مکان سے مری یا شکر یا مال یا حوض وغیرہ میں کہ ممکن ہو کر یا اسکا بلا شکار یا بسبب کھانے دوا کے پانی میں ڈال کر مرے اور جو ماہی کہ شکر طافی میں پائی جاوے وہ بھی حلال ہے نہ طافی کیونکہ یہ ماہی آفت سے مری ہے کہ انانی البلازیہ اور جو مچھلی کہ در مچھلی و در مچھلی



حلال نہیں ہو کہانی مجمع البرکات اور اگر ماہی مجروح دریا میں مردہ پانی جاسے حلال ہو کہانی القنیہ اور جو چھلی کہ سردی یا گرمی پانی سے مر جائے آسمان و روایت میں ایک کہ حلال نہیں ہو کیونکہ حرارت و برودت زامنی صفات ہیں اور کثرت اسباب موت یہی واقع ہوتے ہیں قول امام غلام و امام شریک کہ کہانی مجمع البرکات در دوسری یہ کہ حلال ہو کیونکہ موت اسکی سبب یہ سے واقع ہوئی پس یہ ایسی ہو جیسے آب و پانی خشکی میں ڈال دیا اور مر گئی اور اسکی جلالت میں شبہ نہیں ہے اور یہی قول امام محمد کا ہے اور فتویٰ اسی پر کہانی الغنایہ و احادیث مجمع البرکات خزانۃ الغنیین پس پچھلی جہاں لشکر اسلام اس ستر میں کھائی حالت اضطرار میں اسی قسم سے ہو گی کہ سبب شہادت حرارت یا برودت پانی سے مر گئی تھی کہ موج دیکھتا ہے بحکم تابی کل کہ اسلام کو کج رو بروا لے کہ انھوں نے کہانی فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ اگر ماہی مردہ پانی جاسے اور بعض جمہور میں پڑا اور بعض پانی میں پس اگر سر میں برہی حلال ہے اور اگر سر پانی میں ہو تو دیکھنا چاہیے اور اگر زین پر کم از نصف یا نصف ہو تو حلال نہیں ہو کیونکہ وضع نفس پانی میں ہو معلوم ہوا کہ آفت سے میں مری بلکہ منظر لطیف ہے اور جو اکثر نصف زین پر ہے حلال ہے جس طرح اگر تمام بدن میں برہو تو حلال تھی اذلا کہ حکم اکمل تھی قول پوشیدہ نہ رہے کہ شریعت میں کوئی وزن تفریق نہیں ہو کہانی الفتوح و حل انواع السمک بلا کوفہ یعنی انواع سمک و نزع حلال ہیں اور حیوۃ الحیوان میں ہو کہانی ماہی کو وہ ہو کہ جو بزرگ ہو چھ اسکا ستارہ ہو اسکی راحت کے واسطے اور مولانا فیح الدین محدث نے جوابات سوال الاسولوی احمد علی میں لکھا ہے کہ شریعت میں کوئی وزن تفریق نہیں ہو امام حنفیہ کے نزدیک اگر برابراں ساج ہو یا آدمی کو کھاسکتی ہو تو حرام ہے اور زردیاں اما سمون کے کتنی ہی کلان ہو حلال ہو لیکن اس فعل کی نہیں لکھی ہے شاید مولانا نے کسی کتاب میں لکھا ہو اسی سال میں ایک رستہ نصاریہ نے اپنی غلام سمیون ایک نبی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بولیا کہ آنجناب وقت صومعہ و ضیاع اسپر چلوں فرماتے تھے اور اسی سال کے رمضان میں غزوہ فتح واقع ہوا اسی کو فتح الفتوح کہتے ہیں اور سبب وقوع یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ میں بھی ایک شرط تھی کہ جو کوئی چاہے عہد فریش میں رہا تو اور جو چاہے عہد غیر میں ہو بنو بکر نے قریش سے عہد چھپان کیا اور بنو خزاعہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان دونوں میں باہم قدیم عداوت تھی اور چونکہ قریش حضرت مسلم سے لڑنے لگے تو انکی آپس کی لڑائی بند ہو گئی تھی جب کہ حدیبیہ میں قریش سے صلح ہو گئی تو عداوت قدیمہ بنو بکر و خزاعہ نے ظہور پکڑا اور صورت یہ پیدا ہوئی کہ ایک مروہ بنی و ایل کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنے لگا وہاں ملک غلام بنی خزاعہ کا حاضر تھا اسنے منع کیا اس مرد کو کہ نہ مانا خزاعی نے اسکو مارا کہ اسکا سر ٹوٹ گیا تب اسنے بنو بکر سے فریاد کی انہیں سے بنو نقایہ بنو خزاعہ سے لڑتے پرستعد ہوئے اور قریش سے مستعدی اعانت ہوئے قریش نے ہتھیار دیے اور ایک جماعت قریش مانند عکرم بن ابی جہل و کثر بن حصص و صفوان بن امیہ و ہشیل بن عمرو و حوطب بن عبد العزیٰ پوشیدہ با خواص و توابع شریک ہوئے اور پہلے شب خون مارا پھر تو جنگ عظیم ہوئی کہ لڑتے ہوئے قریش مر مر میں در آئے اور بنی نضر خزاعہ قتل ہوئے بنو خزاعیوں نے نوفل بن معاویہ سے کہ امیر بنو بکر تھا کہ اگر حرم کی عورت خیال میں رکھو اور خدا سے ڈرو نوفل بولا کہ اگر چہ یہ کلام نہایت بزرگ ہو لیکن آج ہم اسکی پروا نہیں رکھتے تا جا خزاعیوں

بیک بن اور قمار کے گھر بٹا ہ پکڑی اور نبوکدور قزیش اپنے اپنے گھر گئے اور پوشیدہ ہو رہے اور یہ گمان میں تھا کہ یہ کسی نہ جاننا  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی وقت اللہ نے خبر دی بلکہ خزانہ کے رزق کرنے والے نے اسی وقت رات میں حضرت کو  
 چکار اور شفقت کیا اور مدد چاہی حضرت نے جواب دیا بلکہ ایک ایک حضرت میمونہ نے جبکہ حجر بن ابی وضو کر رہے تھے  
 آواز لیکر شک پر چھاپ کر کہا جواب دیتے ہیں فرمایا کہ راجز زلفہ کا مجھے بکارتا ہو اور مجھے مرد چاہتا ہو اور فریاد کرتا ہو کہ قزیش  
 نبوکدور کی مدد کی بعد از ان صبح کو آنجناب نے حضرت عائشہ سے کہا کہ رات خالص میں ایک بات ہوئی بولیں یا رسول اللہ کیا  
 آپ کا گمان ہے کہ قزیش عیسائی کرینگے حالانکہ تمہارے لاکھوں گز قمار کر دیا ہو فرمایا کہ انھوں نے عہد توڑا کہ خدا کا ایک حکم نہیں ملتا ہو  
 پھر تین دن بعد اسکی عمرو بن سلمہ خراسی جالینس آدمیوں سے رہنے میں آیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت آنجناب  
 مع اصحاب مسجد شریف میں جلوہ فرما تھے اسنے ایک قصیدہ جمین سرگندشت مفصل تھی پڑھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا  
 جسکے یہ شعر اور کھڑے ہو گئے اور چادر اپنی کھینچے اور فرماتے تھے مدد نہ دیا جاؤں میں اگر مدد نہ دوں میں نبوکدور کو ان مومنین  
 جن میں نہ دکتا ہوں انہیں کی اسوقت کچھ اور بھی تھا سو حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ ابراہیم اور کرتا ہو نصرت بنی کعبہ پر بعد کے عرفا  
 بن سلمہ وغیرہ سے فرمایا کہ تلک اپنے گھروں کو روانہ ہو کہ وہ لوگ حضرت ہوئے اور قزیش اس حرکت شنیعہ سے پشیمان ہوئے چنانچہ  
 عارت بن ہشام و عبد اللہ بن ابی ریحہ ابوسفیان بن حرب کے پاس گئے اور کہا اسے ابوسفیان یہ بڑا فساد ہوا اسکی اصلاح  
 یہ ضرور ہو ورنہ تمہیں عبد اللہ اپنے ہم عہدوں کا عوض لینے ابوسفیان بولا کہ میری زوجہ ہند نے ایک خواب دیکھا اور وہ  
 یہ کہ جانب جنوب سے خون بہتا ہوا ملے میں آیا اور موضع خندہ میں ٹھہر کر غائب ہو گیا اسوقت میں خوفناک ہوں اور وہ بھی  
 دیتی ہو اور تمکو معلوم ہے کہ یہ حرکت جو قزیش سے ہوئی میری صلاح سے نہیں تھی اور نہ میں اسی تھا اب اسبناوے یہ معلوم  
 ہوتا ہو کہ میرے میں جا کے محمد صلعم سے اسنو عہد کرو اور مدت صلعم کو زیادہ کرو اور ہر گاہ اس فساد کی خبر ہو جاگی تو پھر شکل نیکی  
 چنانچہ ان لوگوں نے ابوسفیان کو جانب مدینہ روانہ کیا اور حمیبہ ام المومنین بیٹی کے پاس آیا اور چاہا کہ فرارش حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر بیٹھے حمیبہ نے کلمات سخت پسیناب کے حق میں فرمائے کہ تم شرک ہو چکا است شرک سے بھرے ہو اور یہ بھوننا  
 جناب سید الطاہرین کا ہو ابوسفیان نہایت ناراض ہوا اگر حمیبہ نے اس فرش پر بیٹھے نہ دیا بلکہ پیٹ دیا ابوسفیان غصہ ہو کر  
 حضرت صلعم کے پاس آیا اور دربانے یا دتی مدت صلعم کے کتار حضرت نے کچھ نہ سنا کہ ناامید ہو کر حضرت صدیق اکبرؓ کو فواد  
 اعظمؓ و فاطمہؓ کے پاس آیا اور بولا کہ لوگ سفارش کرو سب کہا جا رہا کچھ اختیار نہیں ہو اور اپنے پاس سے ایک دیانت علی  
 ابن ابیطالبؓ کے پاس آیا اور کہا اسے ابوالحسن تم سنی کرو کہ مدت صلعم دراز ہو جاوے وہ بولے حضرت صلعم کا غم ہو چکا ہے اب کسی  
 سفارش نہ چلیگی ابوسفیان نے کہا میں نہایت پریشان ہنر ہوں کوئی راہ کا لو جس سے نجات کی صورت پیدا ہو علیٰ حق  
 نے فرمایا کہ تو کھڑے ہو کہ آواز بلند بچا کر کہ جانب میں کے لوگوں کو میں نے اپنے جوار میں لیا سو اسنے یہی بات کہی اتنا زیادہ کیا  
 کہ میرا گمان نہیں ہے کہ محمد میرا چار و در کرین پھر سجدہ میں آیا حضرت سے کہنے لگا کہ اسے محمد صلعم یہ امن نہیں ہے کہ تم جو اسکی



حضرت نے فرمایا اسے ابوسفیان تو یہ بات کتنا بعد ازاں ابوسفیان نے میں گیا اور کیفیت گزشتہ بیان کی قریش نے کہا تو نے  
 کچھ کام نہ کیا نہ تو لڑائی کی خبر لایا نہ صلح کی علی ابن ابیطالب نے تجھے ٹھٹھا کیا تھا اور بعد چلے جانے ابوسفیان کے حضرت رسول مقبول  
 پوشیدہ سفر کی طیاری فرمائی اور حضرت ابو بکر صدیق سے مخفی ارشاد کیا کہ تم بھی طیاری کرو اسی طرح اور یار و سب بھی فرمایا لیکن  
 اصحاب کے برسبیل جزم و یقین غم حضرت معلوم تھا پھر حضرت صلعم نے اطراف مدینہ کے قبائل کو لکھا کہ جو کوئی ایمان بخدا  
 و روز جزا رکھتا ہو سو یکم رمضان شریف کو مدینہ یا سکینہ میں صلح ہو کے آوے چنانکہ جملہ قبائل اسلم و غفار و خزیمہ و جندہ و شعیب  
 داخل مدینہ ہوئے مگر غزیمہ کہ وہ منزل قدیر میں ملحق ہوئے اور کیفیت طیبہ ابی بلتعہ نے قریش کو اس طرح لکھی کہ یہاں قریش کی رسول  
 صلعم جا کر کلمہ بگیش کا لیل لیسیر کا سبیل لینے اور سدا قریش غم و اندیشہ کا شکر دارم پر آتے ہیں جیسی رات اتنی جلد کہتے ہیں صلح  
 سیلاب اور اگر تمنا ہی تشریف لاوینگے تو بھی اقتدا کی مدد کر گیار اور انجا رعدہ و راکہ کا تم اپنی فکر کرو اسلام و نبی کے تہنیں لکھنا  
 ان رسول قدیر پر محمد و احمد و ادیر نوشت میر وایت صحیحہ سماء سارہ کو دہ بقولے ام سارہ کو دہ کوئی زانی عمر کو جو قبیلہ خزیمہ  
 تھی اور جانب کے جاتی تھی دیکھا کہ قریش کو پہونچا دے یہ سارہ مکے سے مدینہ میں گئی تھی اسوقت تک حضرت صلعم تجھ پر شک و غم نہ  
 تھے سو آنجناب نے پوچھا تو سلمان ہو کر آئی ہو آسنے کہا نہیں پھر فرمایا ہجرت کر کے آئی ہو آسنے کہا نہیں پھر فرمایا پھر کس کام کو آئی ہو  
 بولی محتاج ہوں چنانچہ حضرت صلعم نے بنی عبدالمطلب سے باہر و طعام دلوا یا سودہ حاطب کے پاس گئے حاطب حلیف بیٹے اس تھے  
 انھوں نے یہ خط دیا اور دش دنیا را سکویے وہ عورت اس خط کو اپنے بالوں میں چھپا کے لعلی علام الغیب نے حضرت رسول مقبول  
 اس حال سے مطلع کیا تب حضرت صلعم علیہ السلام نے علی ابن ابیطالب و بنی النعمان و طلحہ و عمار و ابو ثریب و عقیل و خوادہ و مقداد  
 بن اسود کو فرمایا کہ روضہ خاخ پر سوار ہو کے جاؤ وہاں ایک عورت لیگی آسکے پاس ایک خط حاطب بن ابی تمیمہ کا لکھا ہوا اس خط کو  
 میرے پاس لاؤ اور عورت کو جانے دو اگر خط نہ دے تو اسکی گردن مارو فائدہ خاخ بالنائین المجمعین ایک موضع ہے مابین مدینہ و یثرب  
 اصل میں روضہ خاخ و بنہ راکہ کو کہتے ہیں وہاں خست شقاو کے بکثرت تھے اسی سبب سے روضہ خاخ  
 کہلایا یا بجل علی نفی کرم اللہ وجہہ اپنے یاروں کے روضہ خاخ پر سماء سارہ سے جا ملے لگا آسکے پاس خط لایا ارادہ کیا کہ وہاں چلین  
 پھر علی نفی سوچے کہ حضرت صلعم کا فرمانا جھوٹ نہیں تہ تب تلوا لھنچ کر فرمایا کہ خط نکال نہیں تو مارنا ہوں آسنے بخوف و شہید خط حاطب  
 اپنے چوٹی سے نکالا اور حوالہ کیا کہ آسکو لیکھا حاضر ہوئے حضرت صلعم نے حاطب سے پوچھا کس سبب سے تو نے یہ خط لکھا تھا  
 حاطب نے اتنا کہ کیا رسول اللہ بن سلمان ہوں متر یا منافق نہیں ہوں لیکن تم قریش کا ہوں اور یہ سبب عیال و اطفال  
 مکے میں ہیں اور وہاں کوئی بھائی بند نہیں جو خبر گیری انکی کرے بجلاؤٹ و رما جرون کے سو میں نے چاہا کہ قریش پر اپنا  
 حق ثابت کروں تاکہ آسکے عاٹ سے انکے محافظت کریں ماسے اسکے اور کوئی سبب نہ تھا اور میں فرجیابا ہوں کہ اللہ تعالیٰ  
 آپ کی فتح ظاہر کرے یا میری اس تحریر سے کچھ ضرر نہ ہوگا حضرت نے فرمایا حاطب سچ کہتا ہے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ یہ منافق  
 اسکو قتل کیجیے ورنہ ارشاد ہو کہ میں گردن ماروں فرمایا اسے عزت ملے کہ شخص اہل مدینہ ہو لینے ہر کی لڑائی میں موجود تھا

شاہد کہ خلیفہ رسول اللہ کے ایمان کو خوب جانچا اور انکو ایشاد کیا ہوا عملوا کہ تم فقہ و حجت لکم البتہ یا فقہ غفر لکم یعنی کرو جو تمہارا  
 ہی چاہے مقرر واجب فی تمہارے واسطے بہشت یوں فرمایا انکو بخش چکا ہوں یعنی انسے کوئی گناہ بھی ہو تو باکل معاف ہو گا  
 فی البخاری فی باب فضل من شہد بدلاً اس جگہ سے ثابت ہوا کہ جب خلفائے اربعہ حضرت صلعم کو برا کیا یا انہیں کسی طرح ملنے کیا انہ  
 اپنے ایمان میں خلل ڈالے انکیوں کہ وہ بزرگ سب کی لڑائی میں تھے باجماع حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رونے لگے اور کہا اللہ  
 و رسولہ اعلم اور حاکم کے حق میں یہ کہ یہ سورہ شحہ میں نازل ہوا یا ایہا الذین آمنوا لاتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء لقولہم یومئذ  
 الخ یعنی اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست کہ انکو پیغام پیچودستی سے اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل  
 روانگی پر رمضان کو حضرت ابوقحافہ رض کو جمعیت تھے سو غازیوں کے نائب اور قیدیہ راہم پر روانہ فرمایا چار ابوقحافہ منسل تھے  
 حضرت صلعم کے حضور میں آگئے انرض بعد روانگی قحافہ کے بقولے دوم رمضان و بقولے دہم بعد نماز عصر روز چار شنبہ بقولے  
 ابوہریرہ غزاری کو و بقولے ابن ام مکتوم کو و بقولے کلثوم ابن حصین غزاری کو خلیفہ بنیہ فرمایا اور ام سلمہ رض کو ساتھ لیکے مدینہ سے تھے  
 پہلے حبیب بن عدینہ پر کہ کعبہ میں حملہ فرماتے تھے وہ بچے تو لشکر کا اندازہ کیا نہایت سو ماجرین مع تعداد سپ اور چار ہزار تھا  
 آیا اللہ اسلحہ اپنے چار سوا اسلحہ مع تنی اسب محدود ہو اسی طرح او قبائل پھر یزید التمام کو موضع مصلصل سے کہ بغیر مرد و مہاجر و لشکر و  
 کی خبر گیری کو بطور طبع روانہ فرمایا اور انا طریق میں بعض اہل کہ جمعیت کر کے نکلے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر انجم حضرت  
 عباس بن عبد المطلب سے اپنے بیٹوں کے حاضر ہوئے کہ انکی تشرف آوری سے آنحضرت نہایت سرور ہوئے اور فرمایا کہ  
 اہل عیال میں نے کو روانہ کرو اور خود میرے ساتھ ہو کہ وہ ہم کا بھو اور اہل عیال کو روانہ کیا یہ حضرت بہت دنوں سے اسام  
 لاکھ تھے لیکن چھپاتے تھے اور ہمراہ شکرین قریش ہر ذرہ وہ بد جیرا و قہر کھلے تھے لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کوئی  
 عباس سے ملے قتل کرے کیونکہ وہ بھڑکے ہیں چنانکہ کلمی سے روایت ہو کہ عقیل بن ابیطالب اور نوفل بن حارث ابن ابی  
 ذریہ انکے ذمہ قرار پایا تھا اور بعض کے نزدیک جعفر اور عقیل کا قیدیہ لینے کا ذمہ عباس نے لیا تھا اور انکے پاس وقت بہری نہیں تھا  
 سو نہ تھا کہ اسی میں سے لوگوں کو کھلاتے تھے سو حضرت نے وہ سونا لے لیا عباس بولے کہ یہ میرا قیدیہ ہو فرمایا نہیں وہ سونا کمان پر  
 جو تھے تم افضل انبی بی بی کے پاس وقت خروج و ولایت سپرد کیا ہو عباس بولے کہ انکی خبر ملک کمان سے ہوئی فرمایا مجھے  
 خدا نے مطلع کیا اسی وقت عباس نے کہا اللہ ان لا اللہ و انک رسول اللہ سوائے سیر کوئی اس اراد پر مطلع نہ تھا بعد اس  
 حضرت صلعم نے انکو عمارت و ستایہ حاج پر مقرر کیا یعنی قریش کو سیات سے منع کرتے تھے اور حرات خیرات کی ترغیب دیتے تھے  
 اور تعمیر و آبادی کعبہ پر تخلص فرماتے تھے اور آپ فرم جاحیوں کو بلایا کرتے تھے سو چند روز سے ابوہریرہ بن کعب انکو قید کر رکھا تھا  
 جب حضرت صلعم کی آمد کی خبر ہوئی تو اپنے بے کچھ روز سپرد کر چھوٹے اور حضرت سے آئے تولد انکا سال قبل سے پہلے ہوا کہ  
 والدہ انکی ایک عورت قبیلہ خزیمہ قاسط سے تھیں انھیں نے کعبہ پر اول سے غلاف حریر و دیاج چڑھایا ہوا اور سبب  
 یہ ہوا کہ عباس اہم طہولیت میں گم ہو گئے اسے سنت مانی غلاف چڑھانے کی جب عباس ملے تب اسے غلاف چڑھایا

عمر بن خطاب نے انکے لئے دعا کی کہ اللہ انکے لئے بہشت میں سے ایک مکان عمارت فرمائے جس میں وہ ہمیشہ رہیں اور انکے لئے ایک عورت سے ایک بیٹا ہو جس کا نام عباس ہو



حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر عباس بنی و انما منہ زواہ اتر منی شریف انھاسی برس کی ہوئی بارھویں جب تیرہ سال تھی درمچیری میں فات ہوئی ختہ اجمع میں مرقون میں از محمد ابو سفیان ابن عمارش ابن عبد المطلب اور عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں از محمد ولید عبداللہ بن ابی اسیر بن الغیرہ بن عتہ حضرت صلعم کہ وضع ابو اسیر ہوئے کرایمان لائے اور ہمارے چہر حضرت صلعم نے منزل کہید میں بروایت عثمان بن زیدہ انھاسی اور اولہ لشکر کو انھاسی کی اجازت دی کہ آخر رمضان مضطر سے واجب منزل مراظران میں جلوہ فرما ہوئے اور کہ مخمر چار فرسنگ توشہ اسلام میں بارہ روز رہا شمار میں نے گرفتار کیا بنا غافل تھے کہ کسی خبر نہ تھی صرف خوف و ہراس لبتہ دون میں تھا اس مقام میں عبداللہ بن ابی اسیر فرمایا کہ ہر شخص لگ جلاوے چنانچہ سبے آتش روشن کی وقت شب سفیان بن حرب حکیم ابن خاتم قبیل ابن قحطاط بن سہبہ کے سے برآمد ہوئے اور مراظران کی بارہویں پر چڑھ کر کہنے لگے تو روشنی نظر آئی اور تمام وادی میں آتش نظر آئی ابو سفیان بولا یہ آتش غریہ ہر دہل نے کہا آتش خراہ ابو سفیان نے جواب دیا کہ خراہ تیرہ دہل و لگا اکثر یہ لوگ سی فلکیں سے ہے اور حضرت عبا اختر شہار سرور بنیہ صلعم پر سوار ہو گیا ہر موضع ایک میں پہنچے لگا کر کوئی نہ کہہ کر شیش تیرہ فروش لے تو حال کمون تاکہ بخیران کا سے بیان کرے وہ لوگ اپنی فکر کیا اور بوسیدہ خلاص تیرہ فروش کے رہائی پائیں دفعہ ابو سفیان بیل حکیم ملاقی ہوئے ابو سفیان نے پوچھا کیا زور شور ہو رہی روشنی کسی ہر عباس نے فرمایا محمد رسول اللہ باشوکت تمام کہی ہزار غازیوں نے شریف کہیں آئے کہا صلح کیا ہوا یا جو تیرے ساتھ سوار ہوئے حاضر ہو تو میں امان کی درخواست کروں چنانچہ وہ سوار ہوا اور حکیم قبیل کے کو گئے اور عباس بن عمر خطاب کے دیرے کے پاس آئے فاروق عظم نے ابو سفیان کو دیکھ کر تلواریاں کھینچی اور پوچھے دو اور کہتے تھے کہ احمد لہدین نے تجھ کو بلا امان پایا عباس نے شہرت جلد ہکا اور حضرت کے پاس حاضر ہوئے پیچھے سے عمر نے کہا اور جناب رسالت آپ سے عرض کیا کہ ابو سفیان جو ارشاد ہو تو گردن روں عباس نے کہا میں نے اس کو امان دی ہر سپرد دون صاحبوں میں گفتگو سے طویل ہوئی تب حضرت صلعم نے فرمایا ہر عباس اس کو صبح کو لانا چنانچہ صبح کو لائے حضرت نے فرمایا اسے اپنی سفیان کیا ہنوز وقت نہیں آیا جو تو معلوم کرے کہ مسجد حق واحد ہر اور میں پیغمبر صادق ہوں بقول حق ناطق ابو سفیان بولا کہ تمہارے علم و کرم میں کچھ شبہ نہیں ہر اور میں بے شک تصدیق ہوں عباس نے فرمایا ابوابی سفیان فرصت وقت غیبت جل و قبل نے عمر کے اسلام قبول کر چنانچہ اسے بعد توقف دعوت پیغمبر قبول کی اور اسلام لایا عباس کو یا حضرت یہ شخص معاشرت دست ہر اسکے حق میں کچھ ارشاد ہو فرمایا میں نخل بیت ابی سفیان فہو اس میں اعلق علیہا ہر جو آسن میں چون بیت احرام فہو آسن میں لقی السلاح فہو آسن مہاج میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب کہ فتح ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ جو ابو سفیان لگا لگا اس کو امان ہر اور جسے تمہارا وال خیر اس کو امان ہو تب انصار نے کہا کہ حضرت کو اپنے برابر فہو اپنی ہوتی اور اپنے وطن کی غیبت آتی یہ بات حضرت کو وحی سے دریافت ہوئی فرمایا ہر گردہ انصار تمہنے کہا کہ اس مرد کو اپنے پیغمبر کو خواہش ہوئی اپنے شہر کی بجائے یہ بات مقرر ہوئی ہو فرمایا یہ نہیں ہوتا ہر میں مقرر بندہ اللہ کا اور بنی ہوں میں نے

ابو سفیان بن عمارش ابن عبد المطلب اور عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں از محمد ولید عبداللہ بن ابی اسیر بن الغیرہ بن عتہ حضرت صلعم کہ وضع ابو اسیر ہوئے کرایمان لائے اور ہمارے چہر حضرت صلعم نے منزل کہید میں بروایت عثمان بن زیدہ انھاسی اور اولہ لشکر کو انھاسی کی اجازت دی کہ آخر رمضان مضطر سے واجب منزل مراظران میں جلوہ فرما ہوئے اور کہ مخمر چار فرسنگ توشہ اسلام میں بارہ روز رہا شمار میں نے گرفتار کیا بنا غافل تھے کہ کسی خبر نہ تھی صرف خوف و ہراس لبتہ دون میں تھا اس مقام میں عبداللہ بن ابی اسیر فرمایا کہ ہر شخص لگ جلاوے چنانچہ سبے آتش روشن کی وقت شب سفیان بن حرب حکیم ابن خاتم قبیل ابن قحطاط بن سہبہ کے سے برآمد ہوئے اور مراظران کی بارہویں پر چڑھ کر کہنے لگے تو روشنی نظر آئی اور تمام وادی میں آتش نظر آئی ابو سفیان بولا یہ آتش غریہ ہر دہل نے کہا آتش خراہ ابو سفیان نے جواب دیا کہ خراہ تیرہ دہل و لگا اکثر یہ لوگ سی فلکیں سے ہے اور حضرت عبا اختر شہار سرور بنیہ صلعم پر سوار ہو گیا ہر موضع ایک میں پہنچے لگا کر کوئی نہ کہہ کر شیش تیرہ فروش لے تو حال کمون تاکہ بخیران کا سے بیان کرے وہ لوگ اپنی فکر کیا اور بوسیدہ خلاص تیرہ فروش کے رہائی پائیں دفعہ ابو سفیان بیل حکیم ملاقی ہوئے ابو سفیان نے پوچھا کیا زور شور ہو رہی روشنی کسی ہر عباس نے فرمایا محمد رسول اللہ باشوکت تمام کہی ہزار غازیوں نے شریف کہیں آئے کہا صلح کیا ہوا یا جو تیرے ساتھ سوار ہوئے حاضر ہو تو میں امان کی درخواست کروں چنانچہ وہ سوار ہوا اور حکیم قبیل کے کو گئے اور عباس بن عمر خطاب کے دیرے کے پاس آئے فاروق عظم نے ابو سفیان کو دیکھ کر تلواریاں کھینچی اور پوچھے دو اور کہتے تھے کہ احمد لہدین نے تجھ کو بلا امان پایا عباس نے شہرت جلد ہکا اور حضرت کے پاس حاضر ہوئے پیچھے سے عمر نے کہا اور جناب رسالت آپ سے عرض کیا کہ ابو سفیان جو ارشاد ہو تو گردن روں عباس نے کہا میں نے اس کو امان دی ہر سپرد دون صاحبوں میں گفتگو سے طویل ہوئی تب حضرت صلعم نے فرمایا ہر عباس اس کو صبح کو لانا چنانچہ صبح کو لائے حضرت نے فرمایا اسے اپنی سفیان کیا ہنوز وقت نہیں آیا جو تو معلوم کرے کہ مسجد حق واحد ہر اور میں پیغمبر صادق ہوں بقول حق ناطق ابو سفیان بولا کہ تمہارے علم و کرم میں کچھ شبہ نہیں ہر اور میں بے شک تصدیق ہوں عباس نے فرمایا ابوابی سفیان فرصت وقت غیبت جل و قبل نے عمر کے اسلام قبول کر چنانچہ اسے بعد توقف دعوت پیغمبر قبول کی اور اسلام لایا عباس کو یا حضرت یہ شخص معاشرت دست ہر اسکے حق میں کچھ ارشاد ہو فرمایا میں نخل بیت ابی سفیان فہو اس میں اعلق علیہا ہر جو آسن میں چون بیت احرام فہو آسن میں لقی السلاح فہو آسن مہاج میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب کہ فتح ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ جو ابو سفیان لگا لگا اس کو امان ہر اور جسے تمہارا وال خیر اس کو امان ہو تب انصار نے کہا کہ حضرت کو اپنے برابر فہو اپنی ہوتی اور اپنے وطن کی غیبت آتی یہ بات حضرت کو وحی سے دریافت ہوئی فرمایا ہر گردہ انصار تمہنے کہا کہ اس مرد کو اپنے پیغمبر کو خواہش ہوئی اپنے شہر کی بجائے یہ بات مقرر ہوئی ہو فرمایا یہ نہیں ہوتا ہر میں مقرر بندہ اللہ کا اور بنی ہوں میں نے

حجرت کی خدائی طرف اور تجھاری طرف اب میری زندگی تجھاری زندگی کے ساتھ ہو موت میری تجھاری موت کے ساتھ باجماع ابوحنیفہ  
 رخصت ہوا حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ میں ابوسفیان کی ارناد و عشاؤ سے طعن نہیں ہوں اسکو میں قید رکھنا  
 لازم ہوتا کہ شوکت اسلام دیکھے فرمایا اجلس ابوسفیان عند خط انجیل حتی یصلی المسلمین رواہ البخاری عن جرد بن سیر رضی اللہ  
 عنہ یعنی ہنگام کہ ابوسفیان کو پہاڑ کے ٹکڑے یا اس خواہ گھوڑوں کے ازدحام میں تاکہ لشکر اسلام دیکھے چنانکہ حضرت عباس  
 اسکو لیکر کھڑے ہوئے لشکر نکلنے لگا ابوسفیان ہر گز وہ کلام بوجھتا تھا عباس تلاتے جاتے تھے ابوسفیان کتنا تھا جھگڑا  
 لوگوں سے اسے عباس عجلہ لکھ کر بھیج کر کہ ایک علم عظیم انسان نظر آیا ابوسفیان نے کہا یوں ہیں حضرت عباس نے فرمایا ہمارے  
 ہیں محمد بن عبد اللہ انکی عمارت تھے انھوں نے ابوسفیان سے مخاطب ہو کر کہا آج خونریزی کا دن ہے آج حرم میں لڑنا حلال ہے  
 بعد از ان ایک لشکر طویل القدر قلیل النفر کہ اسمیں حضرت حمزہ لعل المبین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و انجمین باقرہ قصویٰ پر سوار تھے  
 پلید ہوا علم دار حضرت زبیر و اسنے صدیق بائیں اسٹیلین جنم بعد از ان کا بر ما جبر و انصار کیر گویاں بعض سوار اور بعض پیادہ مسلح  
 طیارہ ہر گز کا بظرافت تھے ابوسفیان بجائے عظمت و شوکت حضرت عباس سے بولا کہ تمہارے براور اسے کا ملکا عظیم ہو گیا عباس  
 کما یزیدت اور سالت ہونہ لکھ اسسلطنت تو اب تک شایہ اپنی جہالت میں ہے ابوسفیان نے فریاد کی کہ اوجھ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اپنی  
 قوم کے قتل کا حکم دیا ہے فرمایا نہیں نے کہا سعد بن ابہ کہتے ہیں فرمایا آج دن ہے رحمت کا قریش کو اللہ صاحب غرت دینگے اور حرم میں  
 عظمت اور کھینچے بلایاں فاخرہ منیت اور علی مقنی سے فرمایا کہ حدیث ابہ سے علم بیکرست نرمی سے داخل حرم ہو اور ایک ایت ہے کہ  
 علم قیس بن سعد کو عنایت کیا اور بر تو اسیر کو دیا اور جمع میں ارفا آیا یوں ہو سکتا ہے کہ اول علم حضرت علی ابن ابیطالب کو عنایت کیا  
 پھر بنو ہاشمات سعد کے بیٹے قیس کو دیانہ سعد رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ شاید قیس سے کسی طرح کا قصور ہو جا پھر فرمایا  
 عنہ کو دلو ابانقصہ لشکر اسلام فی طوی میں ہو چکا تھا جلوہ فرائی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گیا اس دن غلبہ کی شدت تھی قریش خیر تھے  
 ابوسفیان شہید داخل کئے ہو قریش نے استقبال کر کے پوچھا کیا خبر کیا ہے اور تیرے پیچھے کون آئے ابوسفیان نے کہا تم میں سے لشکر کے  
 میری رائیں کسی کو طاقت مقادرت نہیں ہو گا اسکو ماں ہو جو داخل بیت الحرام ہو یا میرے گھوڑوں سے ہے یا دروازہ اپنا بند کرے  
 یا تھپاکر اولے سناہ ہندے کے کہا احوال غلبہ پر فروت بیوقوف ہو اسکو مارو کہ پھر ایسی باتیں نہ کرے ابوسفیان نے کہا اگر  
 اسلام لاینگی مقول ہوگی اپنے گھوڑے کیواں بند کرے میں سچ کہتا ہوں جب سید المرسلین مقام دی طوی میں شریف فرما ہو تو لشکر  
 آراستہ دیکھنا نظر تواضع بجا بنیوی سہبارک بہت تھکا یا کریش مبارک کا دوسے سنگ گئی یہ خیال کر کے کہ کئے کئے طرح  
 کی وحشت اور وحشت سے نکلنے کا اتفاق ہوا تھا اور اب کس عظمت و شوکت سے رب العزت نے مجھ کو مل کیا اور ایک ایت ہے کہ  
 کہ حضرت نے بلان ہی پر سجدہ کیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو ان پر علم اسلام کھڑا کر واد میرا ہمارے چہ کہہ دیا  
 اور سعد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد ہوا کہ تمہیں میں سے یا چاہو کثیر روانہ ہوں اور خالد بن ولید کو ایما ہوا کہ اسے قبائل علم غفار  
 و ضریرہ و حمیرہ براہ لفظ افضل کئے سے داخل ہوئے علم شریف مٹی موت پر قائم کریں اور ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ سے علم دیا کہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
 جرد بن سیر رضی اللہ عنہ  
 من مانی رواہ  
 فیہ اشہم  
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
 قتات سال  
 یزید بن موفون  
 یحییٰ بن موفون  
 احوال الانبیاء جلد دوم  
 ص ۳۶۶  
 کتب خانہ دارالافتاء  
 دارالافتاء دارالاحیاء  
 دارالاحیاء دارالاحیاء



غیر صلح یطعن وادی سے جاتیں اور سب لوگوں کو تاکید فرمادی کہ ہمارے جھون پڑھ کر کچھ اور نہایت تفسیر کر دیا کہ حسب تکلفی  
 نہ اسے تم پر گزرتا کہ جو باجلاش کفر ہے پھر طابق حکم انور و انہ ہوا اور حضرت طریق اذ آخر سے تشریف لیجئے روایت ہو کہ ایک جانب سے  
 عکرم بن ابی حبل و صفوان بن امیہ و ہشیل بن عمرو بن عبد اللہ بن معمر جامع بنو بکر و بنو حارث بن عبد مناف و طائفہ منزل اٹھا خال  
 بن ابید سے مقابل ہوئے مگر خال نے بھی مقابلہ کیا چنانچہ موضع خندہ میں لڑائی شروع ہو گئی اور لڑائی سخت ہوئی مسلمانوں نے  
 مارے مارے مروانہ بیت الحرام تک کافروں کو پہنچایا چوبیس نفر کافروں میں سے آٹھ بھائی بنو بکر کے چار بھائی کے مارے گئے اور  
 دو مسلمان شہید ہوئے اور ان کے ایک عکرم کے ہاتھ سے شہید ہوا اور روایت صحیحہ صاحب تہذیب الخلفاء نے لکھا ہے کہ اس عکرم کے بیٹے  
 یا تیرہ کا فرارے گئے اور خال دین و لیدی کی طرف میں صرف سلمہ بن اعلم الجہنی شہید ہوا اور کرزا بن جابر قمری اور حبیب بن خاتمہ  
 بھی شہید ہوئے مگر حضرت خال کے لشکر کے علاوہ دوسری راہ جاتے تھے وہ ان مارے گئے باجلاش قریش نے نہایت خاس  
 اٹھائی اور خال دین ابید نے کیفیت مفصل حضور اقدس میں عرض کی فرمایا قضا و اللہ فی حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ  
 آنحضرت کے میں داخل ہوئے تو استغاثہ ہوا کہ خال دین ابید لکھ کو مارے ڈالے تھے نہ بنی نضال ابید کی بھی کہ خال دین سے کہ اسے رفع علم السیف یعنی تلوار قریش  
 اٹھا کر اسے جاکے کتبہ فیم السیف تلوار قریش میں کہ خال دین رضی اللہ عنہ نے اور بھی قتل میں گرمی شروع کی بیان تک کہ شہری کا قتل ہو گیا  
 حضور اقدس نے خال دین عتاب فرمایا اور خال دین حکم کرنے کا سد باب کیا خال دین نے اس کی کراہی حکم نہایت پوچھا بلکہ حکم کا جو بوجھا تھا  
 اپنے اس شخص کو جانے والے سے انکار کیا اسے کہ ایک شخص مسیب کہ لڑکان بن بانوں بن بن مجھے ملا اسکے ہاتھ میں ایک تھما اسے  
 کہا تو دین خال دین سے کہ وضع فیم السیف نہیں تو میں تجھے قتل کروں گا مجھے یا حضرت یسار غبار بن السوا اس شخص کے حکم کے اور  
 بجائے ان کا معلوم ہوا کہ وہ شخص فرستہ تھا اور غلو خبا کہ یہ یا تھا کہ شہر آدمی مقتولان حکم بارتھل ہوا دین اس لیے کہ جناب محل قبول  
 صلوات علیہ وسلم نے بروا حدیث مجھے چچا آپ شہید ہوئے تھے فرمایا تھا اگر قریش پر قابو نہ آجائے شہر آدمی قتل کروں گا سو خدا سے کا  
 کتاب کی بات کو چا کر دیکھنا فی سوغۃ الاحباب و اللعاج بسبب وقوع اس واقعہ کے خفیہ کہتے ہیں کہ کتبہ بیک بن واد ثاقبہ کہتے ہیں صلح  
 بربیل ان پیشین دخول الفتح حضرت صلوات علیہ وسلم اپنے خیمے میں جو حجون پر قائم تھا جلوہ فرما ہوا تلوار غل فرما کر ذریعہ بنی اور خود رکھا  
 حالت قتل میں تھے حضرت فاطمہ علیہا السلام تعین اس وقت ام ہانی بنت ابرہہ نے اس کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا کہ ابی بکر  
 شہر کے شہر کو قتل کرین اور میں اس کو امان دی ہو فرمایا ہے امان دی جس کو تو نے امان ہی رواہ البخاری و مسلم اور بعض کہتے ہیں  
 کہ یہ حاملہ ام ہانی کے گھر میں واقع ہوا اور وہاں بعد غسل حضرت نے کٹھن کو تین باز چاشت کی بھی اور امین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ وسلم سوار ہوئے و اپنے صدیق اکبر ابوبکر بنی ہاشم بن جعفر بن اسامہ بن عثمان بن طلحہ اور محمد بن سلمہ شہر کے تھے اور  
 اسامہ ابن زید روایت تھے عبد اللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آواز میں سورہ انفعا کا فتح کیا پس پڑھتے ہوئے  
 بلا احرام داخل جرم ہوئے اور بعد میں تشریف لائے اور لکڑی سے جھڑک دیا اور تکیہ کی اہل اسلام نے متابعیت کی  
 اہل مکہ پر زہ پڑا اور ہارون کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے دیکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ طواف فرمایا اور طواف

عکرم بن ابی حبل و صفوان بن امیہ و ہشیل بن عمرو بن عبد اللہ بن معمر جامع بنو بکر و بنو حارث بن عبد مناف و طائفہ منزل اٹھا خال بن ابید سے مقابل ہوئے مگر خال نے بھی مقابلہ کیا چنانچہ موضع خندہ میں لڑائی شروع ہو گئی اور لڑائی سخت ہوئی مسلمانوں نے مارے مارے مروانہ بیت الحرام تک کافروں کو پہنچایا چوبیس نفر کافروں میں سے آٹھ بھائی بنو بکر کے چار بھائی کے مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوئے اور ان کے ایک عکرم کے ہاتھ سے شہید ہوا اور روایت صحیحہ صاحب تہذیب الخلفاء نے لکھا ہے کہ اس عکرم کے بیٹے یا تیرہ کا فرارے گئے اور خال دین و لیدی کی طرف میں صرف سلمہ بن اعلم الجہنی شہید ہوا اور کرزا بن جابر قمری اور حبیب بن خاتمہ بھی شہید ہوئے مگر حضرت خال کے لشکر کے علاوہ دوسری راہ جاتے تھے وہ ان مارے گئے باجلاش قریش نے نہایت خاس اٹھائی اور خال دین ابید نے کیفیت مفصل حضور اقدس میں عرض کی فرمایا قضا و اللہ فی حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت کے میں داخل ہوئے تو استغاثہ ہوا کہ خال دین ابید لکھ کو مارے ڈالے تھے نہ بنی نضال ابید کی بھی کہ خال دین سے کہ اسے رفع علم السیف یعنی تلوار قریش اٹھا کر اسے جاکے کتبہ فیم السیف تلوار قریش میں کہ خال دین رضی اللہ عنہ نے اور بھی قتل میں گرمی شروع کی بیان تک کہ شہری کا قتل ہو گیا حضور اقدس نے خال دین عتاب فرمایا اور خال دین حکم کرنے کا سد باب کیا خال دین نے اس کی کراہی حکم نہایت پوچھا بلکہ حکم کا جو بوجھا تھا اپنے اس شخص کو جانے والے سے انکار کیا اسے کہ ایک شخص مسیب کہ لڑکان بن بانوں بن بن مجھے ملا اسکے ہاتھ میں ایک تھما اسے کہا تو دین خال دین سے کہ وضع فیم السیف نہیں تو میں تجھے قتل کروں گا مجھے یا حضرت یسار غبار بن السوا اس شخص کے حکم کے اور بجائے ان کا معلوم ہوا کہ وہ شخص فرستہ تھا اور غلو خبا کہ یہ یا تھا کہ شہر آدمی مقتولان حکم بارتھل ہوا دین اس لیے کہ جناب محل قبول صلوات علیہ وسلم نے بروا حدیث مجھے چچا آپ شہید ہوئے تھے فرمایا تھا اگر قریش پر قابو نہ آجائے شہر آدمی قتل کروں گا سو خدا سے کا کتاب کی بات کو چا کر دیکھنا فی سوغۃ الاحباب و اللعاج بسبب وقوع اس واقعہ کے خفیہ کہتے ہیں کہ کتبہ بیک بن واد ثاقبہ کہتے ہیں صلح بربیل ان پیشین دخول الفتح حضرت صلوات علیہ وسلم اپنے خیمے میں جو حجون پر قائم تھا جلوہ فرما ہوا تلوار غل فرما کر ذریعہ بنی اور خود رکھا حالت قتل میں تھے حضرت فاطمہ علیہا السلام تعین اس وقت ام ہانی بنت ابرہہ نے اس کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا کہ ابی بکر شہر کے شہر کو قتل کرین اور میں اس کو امان دی ہو فرمایا ہے امان دی جس کو تو نے امان ہی رواہ البخاری و مسلم اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حاملہ ام ہانی کے گھر میں واقع ہوا اور وہاں بعد غسل حضرت نے کٹھن کو تین باز چاشت کی بھی اور امین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم سوار ہوئے و اپنے صدیق اکبر ابوبکر بنی ہاشم بن جعفر بن اسامہ بن عثمان بن طلحہ اور محمد بن سلمہ شہر کے تھے اور اسامہ ابن زید روایت تھے عبد اللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آواز میں سورہ انفعا کا فتح کیا پس پڑھتے ہوئے بلا احرام داخل جرم ہوئے اور بعد میں تشریف لائے اور لکڑی سے جھڑک دیا اور تکیہ کی اہل اسلام نے متابعیت کی اہل مکہ پر زہ پڑا اور ہارون کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے دیکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ طواف فرمایا اور طواف

عکرم بن ابی حبل و صفوان بن امیہ و ہشیل بن عمرو بن عبد اللہ بن معمر جامع بنو بکر و بنو حارث بن عبد مناف و طائفہ منزل اٹھا خال بن ابید سے مقابل ہوئے مگر خال نے بھی مقابلہ کیا چنانچہ موضع خندہ میں لڑائی شروع ہو گئی اور لڑائی سخت ہوئی مسلمانوں نے مارے مارے مروانہ بیت الحرام تک کافروں کو پہنچایا چوبیس نفر کافروں میں سے آٹھ بھائی بنو بکر کے چار بھائی کے مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوئے اور ان کے ایک عکرم کے ہاتھ سے شہید ہوا اور روایت صحیحہ صاحب تہذیب الخلفاء نے لکھا ہے کہ اس عکرم کے بیٹے یا تیرہ کا فرارے گئے اور خال دین و لیدی کی طرف میں صرف سلمہ بن اعلم الجہنی شہید ہوا اور کرزا بن جابر قمری اور حبیب بن خاتمہ بھی شہید ہوئے مگر حضرت خال کے لشکر کے علاوہ دوسری راہ جاتے تھے وہ ان مارے گئے باجلاش قریش نے نہایت خاس اٹھائی اور خال دین ابید نے کیفیت مفصل حضور اقدس میں عرض کی فرمایا قضا و اللہ فی حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت کے میں داخل ہوئے تو استغاثہ ہوا کہ خال دین ابید لکھ کو مارے ڈالے تھے نہ بنی نضال ابید کی بھی کہ خال دین سے کہ اسے رفع علم السیف یعنی تلوار قریش اٹھا کر اسے جاکے کتبہ فیم السیف تلوار قریش میں کہ خال دین رضی اللہ عنہ نے اور بھی قتل میں گرمی شروع کی بیان تک کہ شہری کا قتل ہو گیا حضور اقدس نے خال دین عتاب فرمایا اور خال دین حکم کرنے کا سد باب کیا خال دین نے اس کی کراہی حکم نہایت پوچھا بلکہ حکم کا جو بوجھا تھا اپنے اس شخص کو جانے والے سے انکار کیا اسے کہ ایک شخص مسیب کہ لڑکان بن بانوں بن بن مجھے ملا اسکے ہاتھ میں ایک تھما اسے کہا تو دین خال دین سے کہ وضع فیم السیف نہیں تو میں تجھے قتل کروں گا مجھے یا حضرت یسار غبار بن السوا اس شخص کے حکم کے اور بجائے ان کا معلوم ہوا کہ وہ شخص فرستہ تھا اور غلو خبا کہ یہ یا تھا کہ شہر آدمی مقتولان حکم بارتھل ہوا دین اس لیے کہ جناب محل قبول صلوات علیہ وسلم نے بروا حدیث مجھے چچا آپ شہید ہوئے تھے فرمایا تھا اگر قریش پر قابو نہ آجائے شہر آدمی قتل کروں گا سو خدا سے کا کتاب کی بات کو چا کر دیکھنا فی سوغۃ الاحباب و اللعاج بسبب وقوع اس واقعہ کے خفیہ کہتے ہیں کہ کتبہ بیک بن واد ثاقبہ کہتے ہیں صلح بربیل ان پیشین دخول الفتح حضرت صلوات علیہ وسلم اپنے خیمے میں جو حجون پر قائم تھا جلوہ فرما ہوا تلوار غل فرما کر ذریعہ بنی اور خود رکھا حالت قتل میں تھے حضرت فاطمہ علیہا السلام تعین اس وقت ام ہانی بنت ابرہہ نے اس کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا کہ ابی بکر شہر کے شہر کو قتل کرین اور میں اس کو امان دی ہو فرمایا ہے امان دی جس کو تو نے امان ہی رواہ البخاری و مسلم اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حاملہ ام ہانی کے گھر میں واقع ہوا اور وہاں بعد غسل حضرت نے کٹھن کو تین باز چاشت کی بھی اور امین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم سوار ہوئے و اپنے صدیق اکبر ابوبکر بنی ہاشم بن جعفر بن اسامہ بن عثمان بن طلحہ اور محمد بن سلمہ شہر کے تھے اور اسامہ ابن زید روایت تھے عبد اللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آواز میں سورہ انفعا کا فتح کیا پس پڑھتے ہوئے بلا احرام داخل جرم ہوئے اور بعد میں تشریف لائے اور لکڑی سے جھڑک دیا اور تکیہ کی اہل اسلام نے متابعیت کی اہل مکہ پر زہ پڑا اور ہارون کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے دیکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ طواف فرمایا اور طواف

سے آئے تشرکین کہنے لگے کہ تو بت سنا کہ تھے اور پانوں انکے پیسے سے چلے تھے ایک لکڑی سے جواب کے  
 ہاتھ میں تھی اس سے اشارہ فرمائے تھے اور یہ آیت جلالتی و عزتی الباطل ان الباطل کل من ہذا یعنی آیا حق اور باطل میں شک باطل میں ہے  
 سو جسکے منہ کی طرف اشارہ کرتے تھے وہ بت کرتا تھا اور جسکی پشت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ اندھا کرتا تھا اسی طرح سب  
 بت اٹھ اٹھ کر گئے گریہ اور تصویریں جو دیوا کعبہ پر چھینیں تھیں انکو چاہے زفرم کے پانی سے دھو لیا اور لاجبہ رون کعبہ تشریف لے گئے  
 اس سے فراغت ہوئی تو ارادہ ہوا کہ کعبہ کے اندر تشریف لیجائیں بلال سے ارشاد ہوا کہ عثمان بن طلحہ جو کعبہ سے کنبی لاؤ اور کنبی سلا فر  
 بہت سعد والدہ عثمان کے پاس تھی حضرت بلال نے طلب کی اس نے اس غدر سے انکار کیا کہ تم بھر مجھے زور دے عثمان بن سلا فر  
 کہتا تھا کنبی میرا کدے نہیں ملوئی دوا لگے یہی چاہیگا اسی ردو کہیں حضرت صدیق و فاروق عظمیٰ رضی اللہ عنہما تشریف لگاؤ کہ مار  
 حضرت صلا اللہ علیہ وسلم کنبی کے منظر میں جلوہ حاضر کر رہے تھے انہوں نے کلیہ عثمان اپنے بیٹے کو دی اور کہا اگر کلیہ کو بتیرے پاس ہے تو بتیرے  
 اس سے کہیم وعدہ کے پاس ہے چنانچہ عثمان کنبی لیکے حاضر ہوئے حضرت نے چاہا کہ عثمان کنبی دے عباس ابن عبد المطلب لے لیا اور  
 جسطح سنایہ زفرم میرا پاس ہو کلیہ بھی مجھے ملے عثمان کو اشتباہ ہوا اسے جو کنبی دینے کو پڑھا تا تھا کنبی لیا حضرت نے فرمایا  
 عثمان اگر ایسا نہ ادا یوم جزا ہو تو کنبی حوائی کے لئے کہ اسے کما حقہ یا رسول اللہ یا اللہ تب حضرت نے کنبی پائی اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما  
 طلسم سے فرمایا کہ اندرون بیت جاکے تصویریں شتون پیغیزون کی جو کعبہ کی دیواروں میں کھینچی ہیں شاو جبت حکم جاری ہوا یا تو  
 آنحضرت صلا اللہ علیہ وسلم بن درغل ہوئے اور تصویر حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام بن عفران سے دہوا و بن و فرمایا اللہ حساب  
 لعنت کرتے ہیں اس قوم کو جو تصویر کرتے ہیں اپنے غیر مخلوق کی پھر بنا برقع و حجام و روانہ بند کر دیا اور دو کھت نماز ادا کی کہ تھی  
 ابن عربی و ابو مصعب وغیرہ نے اس وایت کو ترجیح دی کہ کذا فی اللہ یا اللہ تب حضرت ابراہیم و اسماعیل تصویریں میں خیال کے تیرے تھے  
 حضرت ابن عباس سے بخاری میں وایت ہو کر آسکو حضرت اقدس نے دیکھا فرمایا خدا لعنت کے شکرین کعبہ پر خردار ہو خدا کی قسم اللہ کا  
 معلوم تھا کہ ابراہیم و اسماعیل نے کعبہ پر ویت کمال نہیں لیا خیال کے تیرے یہ طلب کیا کہ فروں کے پاس تین تیرے ایک ایک لکھا خدا نے  
 اجازت دی اور کعبہ پر لکھا تھا منع کیا تب سے کو خالی چھوڑا تھا و اول سے امر و نہی سمجھتے تھے اور تیرے میں تعین کرتے تھے اور  
 آن تیرے کو دونوں پیغیزون کی تصویریں بن لگایا تھا تاکہ لوگ جانیں کہ یہ حضرت بھی انہوں نے کنبے تھے جب کہ تیرے ہوئے تو حضرت صلا  
 نے یہ جان لیا اور لعنت کی فائدہ یہ چھوڑا کہ اپنے نبیوں کے آمار نے کو حضرت علی کو اللہ تعالیٰ کو حضرت علی کو اللہ تعالیٰ کو اپنے دیکھ  
 سب کعبہ پر چھایا اور حضرت علی نے انہیں کہا کہ آپ میرے کندھوں پر سوار ہوں فرمایا کہ تم باریتوں نہیں لکھا سکتے ہو دین  
 بار ولایت تھا لوگ سوچا رہے استاد و استاد حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تھا نا عشرتہ میں لکھتے ہیں کہ جبت لکڑی کے  
 اشارے سے گریہ ہوئی کیا حاجت تھی اور شاید یہ لکھتے تھے کہ جبت لکڑی کے  
 علی کی برائی فیصلہ ثابت کرتے ہیں اور تشریف کہتے ہیں فی شاربہ الوصیت حال کہ جو وہ حضرت جنتہ لکھا اللہ علیہ وسلم  
 یان فرمائی یعنی تم نبوت اٹھا سکو گے اس سے تشریف اٹھانے اٹھانے حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی برائی

ابن عباس  
 نے یہ بھی









وہ سراسر اسے ترین بنابرین خود کافی شرح ادا القاضی اور تحقیق صحیح ہو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منجاب کرتے تھے مگر  
 او کہ ہم کا لیکن ننگ کا سیاہ نہ تھا بلکہ سرخ لعل سیاہی تھا اور یہی بقول صحابہ سے ہوا کہ اس کی شرح مشرق میں ہو کہ خضاب میں  
 یہ مقام پر اختلاف ہو لیکہ بنی معلوم نے خضاب کیا یا نہیں ان میں رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو آپ کا خضاب کا معلوم نہیں اور مضمون نے  
 کہا کہ خضاب کیا تھا تحت ان کی حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ہو کہ انھوں نے حضرت کا روضہ خضاب کیا اور قول عثمانیہ ہو کہ حضرت علی  
 نے کاس خضاب کیا اور اکثر کہل کا جو کسی نے دیکھا ہو وہ بیان کیا اور ہر مقام پر ہو کہ خضاب افضل ہو یا ترک نزدیک بعض کے ترک  
 افضل ہو اس لیے کہ تفسیر سہری سے بھی ظاہر ہو اور بعض کے نزدیک خضاب افضل ہو کہ صحابہ کرام کی ایک حالت خضاب کیا جو حضرت صدیق اکبر  
 خا کا خضاب فرماتے تھے اور بعض حضرات سے خضاب کرتے تھے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہو اور بعض سیاہ خضاب  
 کرتے تھے چنانچہ حضرت عثمان اور بن حبیب ابن عقیق بن عامر اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم سے قول ہو اور ہم خضابوں کا مذہب ہو کہ خا  
 اور سیاہ کا رنگ سیاہ ہو چنانچہ قتادہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کا مذہب تھا خضاب کیا ہو مرد اور عورت کو زردی  
 سرخی کا اور صح قول میں خضاب سیاہ حرام ہو اس واسطے کہ حدیث صحیحین میں وارد ہو یہی کہ تو تیر کر اور جو سیاہی سے استہی قول الا مکمل  
 طحاوی اور موسیٰ بن ہر کہ سیاہ خضاب کی حرمت غیر مجاہدین کے حق میں ہو اور غازیون کو حرام نہیں کا فردن برعب ٹانے نیوٹے  
 اور اصحاب کیا نے جو خضاب کیا کیا شاید اس کا یہی عمل ہو کہ ان کے راق نے اپنے استاد میں راسن علی محدث سے سنا دہ اپنے ساتھ  
 دہلی سے نقل کرتے ہیں کہ منع وہ سیاہ خضاب ہو جو عمر کے سوا اور دیگر صحابہ میں معلوم ہو کہ سیاہی کے خضاب و سیاہ خضاب  
 مستثنیٰ ہو جو اس طرح صحیح بخاری شریف اردو ہو کہ جب اباحم بن علیہ السلام کا سہرا کشید ہو کہ شام کو گیا تھا اور شہر بیک خضاب تھا  
 تھی واللہ اعلم وعلیہم السلام اتھمہ بن خطیبہ وغیرہ ان کا کہ ہر شریف لیکے اور وہاں اجلاس فرمایا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے  
 اور اہل قریش حیت کرنے لگے حضرت نے عورتوں کی حیت میں ایک گوشہ چادر کا بڑا دایا تھا ہرامانی بت اہل طایف کے گھر نشین  
 لائے اور غسل کے کٹھن کھت صلوة خمی یعنی نماز چاشت ادا کی اور سجدہ و رکوع و راز کیا پھر نزل گاہ پر کہ شعب بیطالب و خف  
 بنی کنیہ تھا جلوہ افروز ہوئے قبل خول رشاد ہوا تھا اگر گیارہ مہرچہ موتیں جان کہیں ملین قتل ہوں ایک عبدالغری ابن بطل نفع  
 خارج ہو و طائر حکہ کہ بروز فتح اگر کہنے کے پر و سچ لپٹ گیا تھا جب حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم طواف میں تھے ایک صحابی نے اس کا  
 نرا ابن بطل متعلق باتا لکھتہ فرمایا اتھمہ بن خطیبہ ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا یہ مرد و سپہ ریشہ میں اگر مسلمان ہوا تھا ایسے  
 عبد اللہ نام رکھا اور ایک قبیلہ کی زکوٰۃ لینے کو مع ایک شخص خزامی کے روانہ فرمایا اس نے خزامی کو قتل کیا پھر اس خوف سے کہ قصاص  
 میں قتل ہو گا مدینہ کو نہ گیا اور نہ کوہ کامال لیکے گئے کو روانہ ہوا سو آپ آسکا خون ہر کیا تھا کہ مارا گیا اور سر عبد اللہ  
 بن سعد بن ابی شراح رضاعی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہ وہ کاتب وحی تھا کجی خرابات میں اس جنس کے گلے میں جھنجھ  
 واللہ علیہم السلام خواہ ان اللہ عنہم جو اسے تبدیل کی او کہ بھی قتل سکے کہ آپ رشاد فرما دیں اس جنس کا کلمہ اس کی زبان پر نہ لگایا  
 اپنے کما ہی کلمہ تو اسے لوگوں میں کہنا شروع کیا کہ محمد کو خبر نہیں ہوتی میں جو جاتا ہوں لکھتا ہوں اور مجھ پر وحی

ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا یہ مرد و سپہ ریشہ میں اگر مسلمان ہوا تھا ایسے عبد اللہ نام رکھا اور ایک قبیلہ کی زکوٰۃ لینے کو مع ایک شخص خزامی کے روانہ فرمایا اس نے خزامی کو قتل کیا پھر اس خوف سے کہ قصاص میں قتل ہو گا مدینہ کو نہ گیا اور نہ کوہ کامال لیکے گئے کو روانہ ہوا سو آپ آسکا خون ہر کیا تھا کہ مارا گیا اور سر عبد اللہ بن سعد بن ابی شراح رضاعی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہ وہ کاتب وحی تھا کجی خرابات میں اس جنس کے گلے میں جھنجھ





اسلام آباد

مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ

三

[illegible]

وہ وقوع فعل خلافت مردت سے مراد و الشماوۃ ہو جاوے گا قال انما فی حق و قلعہ الماوروی فی المادی اور شیبہ بامریہ و مریہ  
 احد الامر و شہادۃ لانه یکن ان شیبہ و جتہ و امثہ فی النہایہ اشعر الذی فیہ غفۃ امقرقہ معینہ ہوی جتہ و ان کانت مینہ فلا اوکیرہ  
 شاعرانہ و مطر پر پرتا ہوا محمول پر بالغمہ ہوا میں اگر حل پر بالغمہ ممکن ہو تو جاترہر ملکہ احسن ہوا و حضرت حسان بن ثابت اور عبد اللہ  
 بن احمر و کعب بن مالک شاعر رسول الثقلین منع فراتے ہیں اور بعض اہل تحقیق قائل ہوں میں یعنی اگر بالغمہ حد امکان سے خارج ہو  
 تو ترک بالغمہ ہنری والا جائز اس لیے کہ کلام الہی اور حدیث رسالت نبوی اولیٰ احوال صحابہ اور تابعین میں حال بجا بماندہ واقع ہوا ہوا و زید  
 جمہور شافعیہ ہر کہ جس مروج کا حل کسی طرح محل مبالغی پر نہ ہو سکے تو حرام ہوا قال الرفعی ہوا الص و انہ کسائر انواع الکذب اور تحجب  
 و قسم ہر ایک کہ حسین نہ کر بہشت و دوزخ و مدح انبیاء و اولیاء و توحید و نبوت شوق و ذوق محبت الہی ہو و وسارہ کہ حسین بیان  
 مکارم اخلاق ہوا عطا ہو جو بطرح اشعار حضرت مولانا مودود خواجہ حافظ و حضرت شیخ سعدی علیہم الرحمۃ قال ابن عبد البر ان شافعی قال ان  
 کلام حسن و قبح قبیح کذا قال ابن سیرین اشعی اور متبع کتب و واضح ہر کہ حضرت ابو بکر علی رضی و عمر خطاب علیہ صدیقہ رضی اللہ  
 عنہم نے شعر کہ میں مگر جناب پیغمبر خدا صلعم نے خود کوئی شعر نہیں فرمایا اور اللہم لا عیش الا عیش الاخرۃ فارحم الانصار و المہاجرۃ  
 کلام موزون بلا قصد صادر ہوا و فقہ ابو الیستہان میں فرماتے ہیں ان غزلیات من الزجر و الزجر لایکون تطویرا و انما ہوں السج فی الکلام  
 فائدہ غیبت اس شخص کی جو کھلے ہوئے گناہ کرنا ہو اور جو اسکی دست پر چھپا کر کتب معتبرہ میں مذکور ہو کہ غیبت و شکایت چھپکر  
 درست ہو ایک کتب ظلم ظالم کی بدھری فوت صلاح و شور کے تیسری قوت کو اچھی چوتھی اس جگہ جہاں بدولت ظلم غیبت اسکا نشانہ  
 نہ لیتا ہو جو طرح حادث اعوانا لاجال میں لکھا جاتا ہو یا چون جملہ میں نہ کجبت ہوا و اصل حقیقت میں غیبتا ہو تو اسکا حال ظاہر  
 کر دینا چاہیے تاکہ اور کوئی اس کے قریب میں نہ آوے چھپتی ہو جو کام کو ظاہر عمل میں لاوے بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت  
 کہ حضرت فرمایا ہر اہل بیت کے گناہ سبوات ہونے کو اس کے گناہ نہ معاف ہونگے جو اپنے پوشیدہ گناہوں کو ظاہر کرے ہر اہل بیت  
 یہ بات بھی ظاہر میں داخل ہو کہ بندہ رات کو کوئی بڑا کام کے پھر کو صبح اس حالت میں ہو کہ اس کے رتبے اس گناہ کو چھپا ڈالا ہو خود شخص  
 یوں کہے کہ او میان فلان نے اپنے تورات کو ایسا ایسا کام کیا رات کو اس کے رب نے گناہ پر پردہ ڈالا اور وہ صبح کو خدا کے پردہ کو  
 کھولنا ہو یہاں تک ثابت ہوا کہ پوشیدہ گناہ کو ظاہر کرنا سخت گناہ ہو کاش گناہ کر کے شرم کرے تو خدا پردہ پوشی کر کے وہ  
 سنا و العیوب ہر جب اسے پردہ فاش کیا تو مغفرت و پردہ پوشی کے لائق نہ رہا اور جو بعض نادان استقوال ایسا کرتے ہیں گویا اپنا کپڑا  
 کھلا رہی مٹے میں ہر گاہ ایسے گنہگار کا یہ حال ہو تو اس فاسق کا حال جو بے تحلف سب کے سامنے گناہ کرنا ہو اور شرم اپنے  
 ہیشہ میں نہیں کتا کیا ہونا ہو غالباً وہ سبک جان کر حرام کرنا ہو اگر نہ ہوتا تو لاریسے ہیشہ میں سے شرم کرنا ہو جو لوگ اس فعل کو  
 نہیں کرتے ہر اہل نے شرمنا اور بے توجہ آیات احادیث بخوبی سمجھ ہو کہ جو لوگ گناہ کبیرہ کھلا کھلی بے پردہ کرتے ہیں جس طرح  
 ہمارے ہمد کے لوگ کیوں اور لویوں کو واسطے حرام کاری کے نوکر کہتے ہیں و بے محابا اپنے پہلو سے لگانے ہوئے ہٹے ہٹتے  
 سوبلا شہرہ قیامت اس فعل کی اعتقاد سے آنکی نازل ہو جاتی ہوا و نزل میں خوف عقاب کچھ نہیں رہتا ہر گویا کھانے پینے کی

نفس



یہ سب باتیں

یہ سب باتیں

یہ سب باتیں

یہ سب باتیں

سی عادت سمجھتے ہیں کہ یہ گناہ شرع میں حرام ہے اور اس پر منع شدید ہے اور زبان بھی اقرار کرتے ہیں کہ گناہ ہے اور اس کا نام سباحت محض ہے اس لیے کہ استباح گناہ بھی ہے کہ گناہ کو استباح جانے یہ کہ استباح کے اور درود حرمت اس گناہ کا بھی انکار کرے بلکہ حبیب حق نے خوف عقاب کیا اور اس کو عقاب واقع نہ جاتا تو وہ گناہ سباحت ہو گیا اور معاملہ سباحت اس گناہ کے ساتھ عمل میں لایا استباح کفر ہے بعض فقہاء ظاہر میں یہ سمجھتے ہیں کہ انکار درود حرمت بھی شرع میں لازم استباح ہے یہ بات تو نادانوں کا وقوع ہے اور از روئے احادیث و آیات تحقیق استباح میں اسی قدر کافی ہے جو بیان کیا گیا انکار درود حرمت دل و زبان سے ضرور نہیں ہے بلکہ اوقات بعض لوگ اس طرح اعتقاد کرتے ہیں کہ شمع میں فلاں مصحیت بنظر مصلحت عام حرام ہوئی ہو تاکہ رسم فاسد شیوع نہ پڑے اور رفتہ رفتہ دوسری قباحت پیدا ہو جائے اور بنا برتجوئیف و ترمیم عہد عقاب عذاب فرمایا ہے اور فی نفسہ یہ فعل کچھ قباحت نہیں کہ کتاب اور عقاب اس پر مرتب نہیں ہوتا ہے کہ احق الحق فی التفسیر والغریبی دشوان خوشی قابل جزا ہے ابن عبد المطلب عم رسول انقلین صلی اللہ علیہ وسلم کہ بروز فتح مکہ بھاگ کر طائف میں گیا اور ایمان لایا اور ایلچیان طائف کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بچاؤ اور کیفیت شہادت حضرت ابی المونیہ جنہ ابن عبد المطلب کی پوچھی اس نے بیان کی تو روبرو آنے سے منع فرمایا چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سانس نہ آتا تھا اور اسی خوشی نے زمان خلافت ابی المونیہ حضرت صدیق کبر علی اللہ عنہ میں سیکڑا کذاب کو قتل کیا چنانچہ خوشی کا اثر قتل خبر اناس وقت تک شراٹاں لگا رہا جو ان عبد اللہ ابن لعلی کہ مسلمانوں کی جو بہت کرتا تھا فتح مکہ کے روز اتفاق ہو گیا ابن ابی سب بنو ہاشم ہانی بنت اریطاب جانب حیران بھاگ گیا بعد چند روز میں کہ مسلمان ہوا اور شہر مشرک ماریہ گیارہ روز لیکن عورتیں سوا اول سماء ہند بنت عیینہ زوجہ ابوسفیان تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی تھی فتح کے روز نقاب سے پردا اور عورتوں کے ساتھ حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اسلام لائی اور نقاب نکال کر کہنے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سماء ہند ہوں زوجہ ابوسفیان بن رب کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مسلمان ہوئی ہو تو میرے حق میں تیرے اپنے عرض کیا کہ میں چاہا تھا کہ سب زیادہ کہ تم کتنی تھی اب میں سے زیادہ دوست کتنی ہوں حضرت نے فرمایا اور بھی محبت زیادہ ہوگی پھر کچھ گھڑیاں گزریں تو ان کو ڈر کر بلور یہ بھیجے یہ سب تو ان سے آنحضرت نے بیعت کلاسیہ فرمائی دوسری قریشیہ تصنیف لعلی القاف فتح الار و سکون التتانیہ تیسری فتح قاف و سکون راحلہ و فتح تاف و قریہ عبد التون و دون ان خطل کی لونیہ تھیں ان مسلمانوں کی جو گایا کرتی تھیں فتح مکہ کے بین قریہ ایمان لائی اور قریہ قتل ہوئی اور قریہ سامونہ خلافت حضرت عمر یا اہل خلافت حضرت عثمان تک زندہ تھی جو تھی اب کثیر الزاد بن خلل وہ بھی ماری گئی یا چونکہ سارہ کثیر الزادہ و بن ہاشم کی تھی اور صحیح ہے کہ کثیر الزادہ بن عبد المطلب کی تھی اس کے ساتھ میں اختلاف ہے ابن ہاشم و صاحب عنوان الدہر و ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ سارہ اسلام لائی اور محمدی جامع صحیح ابن ابی نعیم کامل التاریخ کے نزدیک قتل کی گئی اور قاتل اس کے ابی المونیہ علی ابن اریطاب کہے م اللہ وجہ تھے چھٹی ام سعد و تھی قتل ہوئی







طرف چھکتی ہیں پھر خوب لڑے کہ ابطلہ نے تنہا نبیل نعر کا قتل کیا اور حضرت صلعم نے نبیضا سے اسے اور شت خلک علی ابن ابی طالب سے لیکے دشمنوں پھینکی کہ سبیل ہو کے بھاگے اور فتح اسلام ہوئی سب تر کا فرار سے گئے اور قبیلہ سیف سے بعضے جابلطیف بھاگے اور بعضے جانب اوطاس اور بعضے طرف طبن نخلہ آئے وہ روایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت عباس کی آواز سن کر اول اوصحاب آئے پھر پڑے ہوئے پھر بعد از ان اتنی ہونے لیکر نہ لیا گئے پچھتے پچھتے یہ کہ یہ بھاگنا نہ تھا بلکہ پھر حضرت کی پناہ میں آتے تھے تاکہ مدد ملے جان لے کر ایک طرح کی کل چلے مسلمانوں میں واقع ہو گئی تھی چنانچہ شکوہ شریف میں ابن ابی اسحق تابعی سے روایت موجود ہے بیان ہجرات میں وہ حدیث لکھی جابے کی اور جو نہ ہریت اوایل میں واقع ہوئی سو اس سے کہ اول کی مسلمانوں نے کہا تھا کہ تم تھوڑے دن کو بہت جگہ فتح ملی ہے اب تو ہم ذل ہزار میں حق تعالیٰ نے اور بیا اور امتحان کیا تاکہ اس بات پر نظر رکھیں چنانچہ سورہ بارات میں ارشاد ہوتا ہے و یومئذ ینادی

اعلمکم انکم فی انفسکم شیئا وضاقت علیکم الارض ما رحبت ثم ولتم مہربین ثم انزل قد سکنت علی رسولہ وعلی المؤمنین و انزل جنودہم واما وعتب الذین کفروا واولئک انراکافون یعنی دن جن میں کہ جب اترے تم اپنی کثرت پر پھوہ کام نہ آئی تمہارے اور تنگ ہوئی تم زمین باوصف فراخی کے پھوٹے تم نہشت دیکھا تمہاری اقد نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر ایمان و محبت جو تھے نہیں کہیں اور مادی کافروں کو اب بھی سزا ہو سکودن کی سعید بن جبیر کے نزدیک پانچ ہزار فرشتے مدد کو آئے تھے روتا کہ فرشتے صرف بنا لشجیع اہل اسلام و محبوب اہل کفر کے نازل ہوتے تھے وہ واسطے لڑائی کے اور سفید کپڑے پہنے گھوڑوں پر سوار اور ستائین ہزار ہندے تلے میں لکھن چھوڑے تھے اور نہ ہریت دیکھا تو سکون نے خوشی کی اور غلبہ میں بجائیں ابو سفیان کہتا ہے نہ ہریت کثرت اور نہیں جاتی اور کلدہ ابن اقل نے کہا اب سحر باطل ہوا اور جب فتح ہوئی تو شرمندہ ہوا اور چھائیاں کوٹیں نہری کہتے ہیں کہ شہید ابن عثمان کہتا تھا کہ میں حضرت کے پیچھے دوڑا کہ عرض طلحہ ابن طلحہ اور عثمان ابن طلحہ کے قتل کرو ان اللہ نے اس خیال پر انجنا کو مطلع کیا تو اپنے میری طرف دیکھا اور میرے سینے پر لکب ضربہ مار کے فرمایا اعدیک قد یاشیتہ سو میرے جسم میں لرزہ آیا اور حضرت صلعم میرے محبوب تھے گئے میں نے کہا کہ اشد کات سوال اللہ وان اللہ قد اطلعک علی نفسی یعنی میں کو اپنی تیا ہوں کہ تم رسول خدا ہو اور اللہ نے مطلع کر دیا کہ میرے خیال پر اور اسی عرصہ میں اوطاس کی جانب البعام اشعری مع سلمہ ابن الاکوع و ابو موسی اشعری کہ برادر زادہ ابو عامر تھے روانہ کیے گئے اور ایک عتہ اسلام آنکے ساتھ گئی کہ آئے بقام اوطاس میں لڑائی ہوئی ویران البصرہ اور المؤمنین حضرت زبیر بن العوام کے ہاتھ سے مارا گیا اور تین سو ہوانان ہجرت تھے سو نفر ہجری درید کے قتل ہوئے اور اسی وقت بنو ہاشم نے کہ تابعین نے ہر رضی اللہ عنہ سے تھے وریک اسرکاٹ لیا اور اسی لڑائی میں ابو عامر کے ہاتھ سے ایک مرد حبشی کے ہاتھ سے لگا اور ابو موسی اس کا قتل کیا گیا کہ ابو عامر اپنی حیات یابوس ہو اس سے کہ خون پھلا تھا لہذا ابو موسی کو اس پر کیا اور وصیت فرمائی کہ اگر مردن تو میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانا اور آتہ غفار کے واسطے التماس کہ ناچانچہ حضرت ابو موسی کے ہاتھ پر لڑائی فتح ہوئی اور ابو عامر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی بعد از ان ابو موسی اشعری نے حاضر ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام حال مع سلام درخواست ابو عامر عرض کیا انجنا بنے وضو فرما کے دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا اللهم اغفر لیس

ترجمہ کریں

لے جو کہ

نہ





نہ جاتا تھا اور چونکہ طائف میں اشجار اور غنہ بکثرت واقع تھے اس لیے حضرت صلعم نے ملین حالت محاصرہ قلعہ میں فرمایا کہ سب کھائے تب اہل طائف نے منت مساجت کی لہذا حضرت رحمۃ اللعالمین نے منع فرمایا اور سناوی کرانی کہ جو کوئی قلعہ سے نیچے اترے اسے آذہر چنانکہ تیس آنہ ہزار سے اترے آزا جملہ انصاریہ ابن الحارث بھی ہیں کہ بڑا چاہ میں بیٹھا اترے تھے لہذا انھیں بوجہ ہوئے اور مسلمان ہوئے روایت ہو کہ اندون رات کے وقت آنحضرت صلعم نے خواب کھا لکھیا کہ دودھ کا بھرا ہوا رو برو رکھا ہو سو ایک خروس نے اپنے چوچ سے کرا دیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تعبیر فرمائی کہ اس سال طائف فتح ہوگا آخر کار ہلال ذیقعدہ طائف میں دیکھ کر بشورہ نوفل ابن معاویہ حضرت رحل مقبول نے طائف سے کوچ فرمایا اور پانچویں ذیقعدہ کو موضع حجلہ میں تین شریف فرما ہوئے اور قوت روانگی پر درخواست کسی شخص کے یوں دعا فرمائی اللہم اہل قلعہ جو خود فتح ہو گیا اور غوث بن لک کے مسلمان ہوا اور سارے ہوازن مسلمان ہو گئے غوث کو حضرت نے امیر کیا اسے مقابلہ کر کے قہقہہ کو بھی مسلمان کیا اور جب اہل طائف اسلام لائے تو فرمایا ہوا لار اعداء اللہ انھیں خزانہ میں چند روز قوم ہوازن کی انتظار فرمائی کہ اگر وہ لوگ مسلمان ہو کے حاضر ہوں تو مال حساب اکھا واپس کیا جا گا ورنہ آئے ناچا تقسیم کیا اور زیاد بن ثابت رضی اللہ عنہ شتر و غنم کے شمار کرنے میں بگم رسول اللہ صلعم مصروف ہوئے چنانکہ ایک ایک پیادے کو چالیس جانیں کر بیان اور چار چار اونٹ اور ہر سوار کو بارہ بارہ اونٹ اور فی نفر سوار ایک ستر جانیں کر بیان مگر تھنقہ القاب کو زیادہ لایا چنانچہ صحیح مسلم بن افع ابن حریج سے روایت ہو کہ ابوسفیان ابن حرب ابن صفوان ابن امیہ اور عیینہ اور حصین ابن جابر کو سو سو اونٹ عنایت ہوئے اور عباس ابن مرداس کو آٹھ سو صحیح مسلم کے اور کتابوں میں تمام وارد کا بھی جو چنانچہ حکیم ابن خرام کے نام دو سو شتر لکھے ہیں حقیقت یہ کہ قوم بن قریظ کے لوگ تھے ایک دفعہ کہ بروز فتح مکہ مسلمان ہوئے لیکن اسلام میں آنے کے ضعف تھا مثل ابوسفیان ابن حرب و معاویہ ابن ابی سفیان و عیینہ ابن حصین و سہیل بن عمرو و غیرہم غرض انکو زیادہ دینے سے یہ تھی کہ حالات ایمان آنے کے قلوب میں مضبوط و کامل ہو جائے دوسرے کفار تھے کہ انکو بھی حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سو سو اونٹ عنایت فرمائے اس لیے کٹھ سے ایمان دین یا دشمنوں کے شریک نہ ہوں و احسان فراموشی نہ کریں جس طرح صفوان امیہ وغیرہ کا آخر کار یہ بات بسبب سلام صفوان واقع ہوئی گذافی درج الذکر بھاج میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ فتح مکہ خیرین بھی فتح ہوا تو اسباب طال بکثرت ہاتھ آیا تو حضرت صلعم نے قریش کو سو سو اونٹ عنایت کیے تب بعض نوجوان انصار کما کہ خدا سے تاملے حضرت کو بخشے کہ قریش یعنی ساکنان مکہ کو عنایت فرمائے ہیں اور ہر کچھ چھوڑتے ہیں حالانکہ ان کے خون ہاری تلواریں نکلتی ہیں چنانچہ ہاری تلواروں کے زور سے مسلمان ہوئے ہیں جبکہ غیر انجناب صلعم کو ہوئی تو حضرت نے انصار کو ابانجیہ میں جمع فرمایا اور پوچھا تو کیسے ہوں اور دشمنوں نے اتنا س کیا کہ یا رسول اللہ کہ ہمارے دانا لگو کونجیہ بات ہرگز نہیں کہی لیکن نوجوانوں کی ایسی گفتگو کی تھی انجناب نے فرمایا کہ قوم قریش کو مصیبت تازہ پڑی ہو کہ اپنا کفر چھوڑ کر آئے ہیں سو میں نے چاہا کہ انکو انعام دوں و زالیف قلوب کروں تم کیا اس بات پر ارضی نہیں ہو کہ یہ لوگ نہ کامال ایک پھر بیاد تم اپنے گھروں کو خدا کے رسول کو لیکر پھر وادرا لگو ایک چلیں وادرا انصاری اصحاب راہ چلیں تو میں انصار یوں کی راہ چلوں یعنی قریش کو مسلمان کر دوں

بوجہ انصاریہ  
کہ مسلمان ہوئے  
دور انصاریہ  
بیشب  
نہ جاتا تھا  
خبر

انصار کما کہ خدا سے تاملے



انگو صیبت تازہ چڑی ہو کہ بجائی زندگانی غزوات میں قتل ہو گیا۔ بنی سلام کی غولی آئے قلوب میں حجب نہیں سوتا یقیناً کتاب کے لئے لکھ کر  
 دنیا مناسب تھا اور تمام ایمان دار لوگ ہو کہ دنیا کا لینا مناسب نہیں فرشتے نے دنیا بانی تھے مجھے پامال کیا جانے بھرہ شہر قسمت اس کی  
 حقہ میں سوال قبول صلا اللہ علیہ وسلم آوین تہذیب حب حضرت صلا اللہ علیہ وسلم نے فوسلون کو زیادہ مال دیا تو ایک منافق یہیں قید  
 بنی تمیم نے جب کا قب ذی الخویصر تھا کہ اسی کی اہل سے خروج نکلا اور اسی کے حق میں کریمہ و نعم من بائزک فی الصدقات نال  
 ہوئی کہنے لگا کہ قسم جو خدا کی قسم میں کچھ انصاف نہ ہوا اور اس میں خدائی خدائی ہوئی یہ بات حضرت صلا اللہ علیہ وسلم نے  
 سنی تو فرمایا اوسے بروکون انصاف کر کجا جس وقت کہ میں نے انصاف نہ کیا بلاشبہ امید ہوا اگر انصاف کروں میں بنی یزیدی  
 و سودندی تمھاری سیری عدالت میں ہوا و مجھ کو خدا نے جہنم لدا اللہ میں بنا یا ہوا و عادل کیا ہوا اگر میں اٹھ کروں تو کھوسو گامامی  
 اور یزید کا ہی کے کچھ بھی نہیں ہوا اس حال میں حضرت عرضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حکم دیجئے تو میں اس کی گردن روں فرمایا چھوڑو  
 اسکا میں لیل ہر شخص صلا اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق پر اور ذیل ہر سپر کہ حضرت صلا اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کے واسطے برائے نہیں تھے  
 باوجودیکہ اسے ایسی یادوں کی یاد اگر کوئی شخص اس میں ایسی بے ادبی حضرت صلا اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہ سے توہم حکم کرے اسکا خود  
 ارتداد کا اور اسکو قتل کرے اور بخاری و مسلم بن عبد اللہ بن سوہری اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلا اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جرم  
 موسیٰ القداوی بالکفر میں ہر انصاف نے رحمت کر کے اللہ ہوئی پر اللہ وہ تو اس سے زیادہ ترایدا ویا گیا پر اسے صبر کیا یہ تارہ سطرف ہوا کہ  
 بعض قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قیمت کی کہ ہارون کو زخمی کر کے مار ڈالا سو خدا نے ہارون کی لاش بلا حراست کھائی  
 کہ شبہ رہ نہ ہو خدا اللہ کے بگاڑنا کو پیسہ کو کھیت چھوڑتے ہیں ان کے ان اسیا کج بخاری اور مسلم بن ابوسعید خدری روایت ہے کہ  
 حضرت صلا اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر اسکی نسل اور اصل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن پڑھگی کہ ان کی حلقہ قوم سے نیچے نہ آئے مگر جامعہ دین  
 قرآن کی تاثیر ہوگی ہاں پڑھنے کے اس پر عمل کرینگے مسلمانوں کو قتل کرینگے بت پتھوں کو چھوڑ دینگے دوسے لوگ کھجائی گئے اسلام سے  
 جیسے تیرکل جاتا ہوتا ہے سے اگر میں نے انکو پایا تو مقرر قتل کر دینگا قوم عدا کا سا قتل شارق الا نوا میں ہو کہ یہ حدیث فی الخویصر کے  
 حق میں فرمائی ہو جب اسنے کہ انھار خدا سے ڈرے شہید حضرت کجا سنا سنی ہا ہوا جسکو حضرت علی نے یمن سے بھیجا تھا فہم  
 کرتے تھے ہا میں قرعہ عاتقہ عینہ زیدیل کے چاروں سردار عرب نو مسلم تھے حضرت ابوسعید خدری سے بخاری شریف میں روایت ہے کہ  
 کہ دو قوم خارجی پیدا ہوئی جنہوں نے علی رضی کی امت سے سزا کار کی اور کہ بنی ناس نے انکو قتل کیا اور میں بھی اس لڑائی میں موجود تھا  
 جو حضرت صلا اللہ علیہ وسلم نے خلافت فرمائی تھی ان میں موجود تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ قرآن شریف  
 ظاہر کی عبادت کرتے ہیں اور دین شکر و عبادت بھرا ہے قصہ بختیم ہو جانا کہ کے ہوا ان کے لوگ دین سے نفرت سے زیادہ قس لے کر  
 کہ حاضر ہو کر اسلام لائے اور کہا ہمارے قوم کے لوگ بھی اسلام لائے ہیں اور ان میں تو شخص شہادت تھے اور ابوہریرہ مدنی لکھا  
 رئیس تھا اور ابوہریرہ قال عن رضی عنہ بھی ان میں تھا الغرض سب لوگوں نے کہا کہ یا حضرت اپنے کلمہ سے ان اسباب کا ملاو چھوڑا  
 واپس کیجیے گا نہیں حضرت کی عمر و حالہ وحوالہ میں بھی فرمایا میں نے تقسیم ہن تاخیر کی مگر تواترے دیر کی اب ایک بات اختیار کرو

حکایت و تفسیر

تقریباً ۱۰۰۰ سال قبل از مسیح

تقریباً ۱۰۰۰ سال قبل از مسیح

قیدی بابل دون چیریں میں بیٹنگی انھوں نے قیدی مانگے فرمایا جو سیرا حق اور نبی ہانم کا ہر وہ چھوڑے دیتا ہوں اور وہاں  
 حقوق میں سفارش کرو گانم لوگ بعد نماز طہر کے مجھے دیکھ کر دانیو چنانچہ بعد نماز آج تھانے خطیٹھاوا اور اصحاب حکما تھارے  
 بھائی سلمان مجھے مجھے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اسیروں کو واپس کر دو جو خوشی سے دیتا ہو دے اور جو نہ دیا جاتا ہو تو اسکو اور کھینک  
 جب قیدی پادینکے برلاوینکے اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت فرمایا ایک آدمی کے عوض من اٹھ غنایت کے وگنا اصحاب نے کہا کیا  
 کہ ہم سب انہی میں فرمایا کہ تمھارے ہر ایک کی خواہ مخواہ واضح نہیں جب تک تمھارے یہاں کھنڈار و تھنار اصل حال ظاہر کریں  
 رواہ انھیں عن سحر بن خضر و مردان بن محکم اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تقسیم مال غنیمت صاحب اموال سلام قبول کریں تو قیدی  
 مال واپس کر دینا واجب نہیں حضرت صلعم نے بطور احسان واپس فرمایا ہوا اور بعد ازاں احسان کے انجانے عوف بن مالک خاں ہاکو  
 بوجھا کہ وہ کمان پر لوگوں کے ساتھ اٹھتے ہیں ہر وہ ملایا اگر وہ بھی مسلمان ہو کر حاضر ہو تو اسکے عیال و مال واپس کر دوں اور سوانٹ و زیار  
 دوں چنانکہ یہ عوف بن مالک نے سنی وہ موقع حجاز میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا حضرت اہل مال غنایت فرمایا قیدیہ تفرکیا اور قیاسی سلم  
 انکارا دہیم بھی سوار کیا کہ عوف نے تقیوں پر جبار کے اکثر کو مسلمان کیا اچانک بعد فرغ از غنم موضع حجاز سے کبارہ کو س کے  
 سے شمال مغرب کے کونے میں واقع ہر عمر کا احرام کیا اور کئے میں جلوہ فرما ہوئے پھر ناسک عمرہ ادا کر کے شیعہ کو متوجہ ہوئے اور آخر بقیدہ  
 خواہ واپس چلے گئے سوا ہی ل میں عباس بن مرداس سلام لائے اور حال یہ ہوا کہ مرداس کے پاس ایک بت تھا جسکو ہمارے تھے  
 سوانے مرتے وقت عباس کو وصیت کی تھی کہ یہ بت نفع اور ضار ہر اسی کی عبادت کرنا عباس نے حسب وصیت پیرا سکی تشر  
 شروع کی لکن ان کے پاس لگا بیٹھا تھا کہ دفعۃً اسکے پیٹ سے آواز نکلی سے قتل لاقبال بن سلیم کھلا + اودی ضار و عافش اہل سجد  
 ان لودی ورت النبوة والکمد + بعد ابن محمد بن قمرش مستدلی + اودی ضار و کان یجید مرقۃ قبل الکتاب لابی محمد ابو عباس  
 اس بت کو لوگ میں کھلایا اور حضور شہر کائنات میں حاضر ہوا سلام لایا اور اسی سال کی دیکھ میں حضرت ابراہیم بن رسول شہد ام المومنین  
 حضرت یزید قیام سے پیدا ہوئے اور اسی سال میں حضرت نے ام المومنین سعوہ بنت زبیر کو طلاق دی چاہی انھوں نے اپنی نوبت حضرت  
 صدیقہ کو بخشی اور ازواج مطہرات میں منسلک ہیں اسی سال میں زینب بنت رسول شہد و جلالی العاص نے وفات پائی اسی سال میں ہر  
 او طاس متعہ کے تین دن حضرت تھی پھر حرام ہو یعنی تا قیام قیامت کیا گیا تھوڑے ہر کہ مدی عورت سے کہے کہ میں محبت کے واسطے  
 ستہ کرنا ہوں بے پانچ یا نزل روپوں کے دو دن کو یا سال بھر کو سوا سکی تحریر کی یہ صورت واقع ہوئی کہ جب حضرت رسول قبول صلعم عمر  
 کرنے کو کہے تین تہین الے تو کہے سے نکلتے وقت و نون بازو کہے کے دونوں ہاتھوں سے تھامے اور فرمایا کہ متو حرام کیا گیا تا قیامت  
 اور تا اب چونکہ یہ کلام دہی بات میں واقع ہوا تھا اور ساجین کتر حاضر تھے اس سبب شہرت اسکی قرار واقعی نہونی یہاں تک کہ  
 بعضہ غیر ہی سے خلافت امیر المومنین عمر بن خطاب میں مرکب متعہ ہوئے یہ خیر خلیفہ کو ہونی آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ ستہ گاہ  
 حضرت کے وقت میں جائز ہوا تھا آخر کار حرمت اسکی ثابت ہوئی چونکہ اس مقدمے میں کوئی حکم میں نے نہ دیا تھا ابی مرتبہ و گذر  
 ان مومن کینہہ زناکی صد فاعل جاری کرونگا اسی وقت سے یہ کام قطعاً موقوف ہو گیا اگر اہل شیعہ کہ حکام امیر المومنین عمر

قیدی ہوں

نور اللیث

فرع خلاف

نہان شیعہ

نہان شیعہ

نہان شیعہ

نہان شیعہ

نہان شیعہ

نہان شیعہ

نہان شیعہ



وہی ہے جس نے

عناد کی رکھتے ہیں جب کبھی قابو پاتے ہیں اس پر کہیں مرکب نہ ہونے میں حال کہ کلام اللہ میں کئی آیتیں حرجت متنی پر درج  
 دفعہ کھتی ہیں ایک یہ سورہ مومنون والذین ہم یفرحون فاطون اللہ عز وجل ملک استیما تم فائیم غیر ملوین فمن تنجی  
 وراہ ذلک و لک ہم العادون شیخ جو لوگ اپنی شہوت کو دکتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سوا بے لانا نہیں  
 پھر جو کوئی ٹھوٹے اس کے سوا دہی میں جس سے بڑھتے والے اس سے پیدا ہو کر زن متعہ زوجه نہیں ہر اس لیے کہ کوئی حکم  
 از قلم فقہ کے میراث طلاق عدت وغیرہ اہل سنت کے نزدیک ہر شیعہ کے نزدیک پانچ منہاج النساء یہ کے نصف لکھا ہے  
 کہ متعہ زوجہ ہر اگرچہ اس میں بعض چیزیں وجہ کی نہیں ہیں بلکہ حاق ارث و نفقہ طلاق ایمان طہار بقولی و اصلاح اقوال پر  
 اور تہذیب الیہ حکام میں ہر ایسی فی التہذیب و اصلاح و اعلان اور عدت منکوحہ و متعہ میں بھی اختلاف ہے کیونکہ عدت طلاق کی از قلم  
 نص قرآنی تین ماہ ہیں اور متوفی عسا الوجہ کے چار ماہ و دل دن و متعہ کی عدت و ماہ اور اگر حیض سے پاک ہو تو پانچ ایس کی  
 اور عدت وفات کے نو ماہ پانچ دن اگر لوطی ہو اور دو خند اسکا اگر بی بی ہو اور اگر حاملہ ہو عدت اسکی بعد الاجلین کیا قال الشیخین  
 اہل بیت دوسری آیت سورہ نسا کی و ان ختم الا تمسوا فی النسا فی فاکو اطاب لکم من النساء منی و ثلاث مباح فان ختم الا  
 فواحده او مالک ایہ یعنی اگر ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے تم تمیز کرو ان کو حق میں تو نکاح کرو جو نکاح خوش آدین عورتیں دو دین تین  
 چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر کر دو گے تو ایک ہو یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہو اس آیت سے ثابت ہو کہ نکاح کا حصہ چار میں ہو اور متعہ کسی عدت  
 محصور نہیں ہر میں ان متعہ منکوحہ نہ کنیز البتہ حرام ہوگی اس واسطے کہ حصہ عورتوں کا انھیں دو قسم میں لیا گیا یعنی منکوحہ اور  
 لوطی و شیعہ کو بھی اسکا اقرار ہے کیونکہ ولید لوطی تھا روایت امام جعفر صادق سے ہے کہ حضرت کو گونج حال منعی کا پوچھا کہ یہ متعہ  
 چاہے نکاح میں ہے یا نہیں فرمایا نہ چار سے ہر نہ شیعہ سے اور مقداد کی کنیز العرفان میں اجماع امام کا نقل کیا ہے کہ متعہ  
 بہا میں اعتبار عدد کا نہیں اور بعد نقل اس حدیث کے لکھا ہے کہ تقدیر بالانج تمتع بہا نیست من انکوحات والا تمتع نکاح اور جو  
 بعض بیوقوف اہل تشیع صاف کثافت مغز کی دامن میں گھستے ہیں یا در یہ کہتے ہیں کہ آئینہ میں شہد با کوزوجات میں نکاح  
 اور اسکو صحت از انج اہل سنت کے واسطے سمجھتے ہیں سو بخیر اولاد و خیر ہر اسکا قول دلیل از انج نہیں ہو سکتا مگر کیا صاف  
 اس میں شبہ ہو کہ جیسا منکوحہ عقد کے باعث وجہ کسلائی ہو ویسا ہی متعہ بھی وجہ ہو سکتی ہو حالانکہ یہ باطل ہے اسکا تفسیر عقلا  
 مجاز کی ہر لہذا صدیقوں میں ترویج اور نکاح عقیدہ بلفظ متعہ یا پس الطلاق ترویج اور نکاح کا متنی پر اور متعہ کو زوجہ کہنا بطریق مجاز  
 بطریق حقیقت نہیں والا نکاح البیہ لوطی کہ حدیث شریف میں موجود ہے لازم ہو گا کہ یہ بھی ایک قسم نکاح کی ہو لہذا اولاد  
 تیسری آیت سورہ نسا کی داخل لکم و امر ذلکم ان تنکحوا با ما لکم محضین غیر محضین یعنی حلال نہ ہوں تمکو جو ان کے سوا ہیں کہ طہار  
 اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ متنی ممکن لکھنی جو عورتیں حرام فرمائیں ان کے سوا حلال ہیں چار شرطوں سے ایک یہ کہ  
 طلبہ یعنی زبان اسکی اجاب قبول کرو و دوسرے مال دینا قبول کرو یعنی ہر تیسرے قید میں لانا منظور ہے متنی نکاح انا حاصیہ کرو  
 عورت اس مرد کی ہو یا اس کے چھوٹے یا بزرگ یعنی بڑت کا ذکر نہ آئے چوتھے پوشیدہ بانی نہ ہو بلکہ کم سے کم دو مرد ایک

وہی ہے جس نے

وہی ہے جس نے







کے عہد میں یابن عباس دیگر صحابہ کیلئے واقع ہوا اور وہ روایات اثبات حرمتہ ابدیہ پیش ہوئیں خود ابن عباس قائل تحریم کرمی  
کے ہوئے اور علت عند الضرورت سے رجوع فرمائی چنانکہ روایت ترمذی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

انما كانت المتعة في اول الاسلام كان الرجل يقدم البلدة ليس له بها سفر فتمتزوج المرأة لقدر ما يرى ان يقيم فيها ثم يرحل و يصلح  
الشيء حتى اذا نزلت الاعلى انما جهلوا ما ملكت اياهم الا ان قال ابن عباس فكل فرج سواها حرام يعني ابن عباس نے فرمایا کہ البتہ  
متعہ درست تھا اول اسلام میں کہ جو شخص جس شہر میں جاتا اور کسی سے اسکو شناسائی نہ ہوتی تو وہ بقدر ایام قامت کے متعہ کرتا تھا

پس وہ عورت متعہ کے اسباب کی نگاہ میں کرتی اور اسکی حیروں کی اصلاح یہاں تک کہ جب نسل ہوا کریمہ الاعلیٰ ازوجہم  
کہ جس میں نہ قسم کی ممانعت حلال ہو ایک بی بی سے ایک لفظی سے اور سوا اسکے حرام تو ابن عباس نے فرمایا کہ جو فرج کہ سوا ان دونوں

کے ہر وہ حرام ہے اور صاحب یہ نے جو حدیث متعہ کی امام مالک کی طرف کی وہ حواشی ہر ایک سے معلوم ہوتی ہے اور  
سبب غلطی کا یہ ہوا ہے کہ اگر مالک دو شخص تھے ایک اصرار وادہ شیعہ کہ ایسا جب متعہ اور دخل فی الدہریکا قائل دوسرا امام مالک

دونوں کی حرمت قائل موطا امام میں اور انکے فقہ کی کتابوں میں صاف متعہ حرام لکھا ہے چنانچہ شرح مختصر میں فہم مالکی لکھتے ہیں انما  
عندنا ان المتعہ منہی لیس مطلقاً اور سالار ابن ابی زید مالکی میں بھی لايجوز نکاح المتعہ اجماعاً اور منہج الوفیہ فی فقہ المالکیہ میں موجود

کہ لايجوز نکاح المتعہ و الفصحح الی اجل و امام مالک متعہ پر سختی کرتے ہیں اور اپنی موطا میں یہ حدیث حرمت متعہ کی لائے کہ  
ان قوله بنت الحکم دخلت علی عمر بن الخطاب فقلت ان سبیلنا ایتممت بامرہ مولدہ فقلت منہ فخرج عمر بن الخطاب فرما یمیر

رداءہ فقال ہرہ المتعہ ولو كنت قد مت فیما رحمت لیس فیہ خیر منہ فی حکم کی حضرت عمر کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ بوجہ ابن ابیہ  
نے ایک عورت مولدہ کے ساتھ متعہ کیا اور عالم ہوئی پس مکمل عمر خشن اکابر اسکی کھینچے ہوئے اور کہا کہ یہ متعہ ہے اگر تمھارے

خبر پہلے ہوتی تو سنگسار کرتا سوا اسکے اس باب میں شہادت علامہ حلی کے کشف الحق میں کیا کہ ہر کہ فرماتے ہیں نہ بہت لائق  
الی اباحتہ نکاح المتعہ و خالف فیہ الفقہاء الاربعہ اور اسی طرح اتفاق الحق میں بھی مذکور ہے اس بیان سے واضح ہوا کہ

دائم کے نزدیک متعہ حرام ہے اور سبب ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اجماع صحابہ بھی متعہ ہو گیا اب الزام دینا شیعوں کا یا جو پھر  
اسی سال میں حضرت علیہ السلام نے فاطمہ زہراؑ کو نکاح کیا اور اسی سال میں مدینہ طیبہ میں قحط پڑا اور اسی سال کو

مراجعت از حجۃ علماء ابن ابی بکر بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر سال منذ بنی ہادی حاکم بصرہ کے پاس دیکھے گئے کہ وہ  
ایمان لایا کہ انی رخصۃ الاحباب مگر اکثر اہل تاریخ نے اس بات کو سال ششم میں اور بعض نے سال ہفتم میں لکھا ہے الاحباب طبقات اور

صاحب سلج نے اسی سال میں دیکھا ہے اور اسی سال میں بنی نضر علی بن ابی القیس پر قبیلہ اسد کے حاضر ہوئے اور اسلام لایا  
اور حضرت علیہ السلام نے انکو نماز و زکوٰۃ اور اسے خمس کے واسطے حکم دیا پھر ان لوگوں نے سوال کیا کیا

رسول اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم نے انکو نماز و زکوٰۃ اور اسے خمس کے واسطے حکم دیا پھر ان لوگوں نے سوال کیا کیا  
ختم یعنی خاتموں کو ان دنوں فتح شہادہ فوجیہ اور دبا بھیم وال حملہ و شہید ہر سجدہ یعنی کہ دوا و فقیر روزانہ فقیر یعنی بیخ وخت

نہی  
نہی

الکرم



کہ اسکا جوف خالی کر کے عینڈ ڈالتے تھے اور قزفت بضم میم و فتح زاز مرقوطہ و تشدید فاسطلاً بزفت یعنی قیر اندو و اس سلسلے میں  
بعض علما کہتے ہیں کہ اول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ظروف میں کھانے سے منع فرمایا تھا اور جب حرمت شراب کی بخوبی اطلاع  
قائم ہو گئی اور آثار اسکے باقی رہے تو حرمت دانی جاتی رہی اور بعض کہتے ہیں کہ ابھی کہ راست باقی ہوا تھا جب سال نہم ہجرت کا  
شروع ہوا تو محرم کے مہینے میں محرم الاعداء بن کواۃ قبایل سلاسیہ پر روانہ کیے گئے اور ابجد شیرین بنیان بنی کعبہ بھیجے گئے کہ وہ  
مع بنو تميم چہرہ ذلت الاسلام پر جمع تھے چنانچہ بنو کعب نے حساب کر کے زکوۃ مولیٰ مدیری اور بنو تميم نے کہا کہ بخلانہ کیوں مال ضائع  
کرتے ہو بنو کعب نے ہم مسلمان ہیں ہم پر کوۃ فرض ہے بنو تميم نے ارادہ کیا کہ مال زکوۃ کا بشیر سے حصین لیں وہ بھاگے اور  
مدینہ طیبہ میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتیبہ بن حصین غزازی کو بھیجا اور پچاس سو اساتھ گئے کہ وہ لوگوں کیلئے مردود  
کیا رہے عتوبین اور قیس اڑ کے گرفتار کر لائے کہ رہ نہ بت عارس کے گھر میں قید ہوئے عقب اب کے عطارہ ابن حاجب نے زبیر فان  
ابن ابوقیس ابن عامر عینیتہ بن حصین نعم بن عبد و عمر ابن اہم واقشع ابن حابس وغیرہ و سب انہی تھے چند خطیب اس شاعر ہوا کہ کفار  
ہوئے اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ صدیقہ رضی اللہ عنہما میں موقوف آفرور تھے وہ سب فلاح دروازہ پر کھارنے لگے

حق میں اللہ صاحب نے فرمایا ان لہذین یاد ونگ منہا الحجرات اکثر علیہم لا یعقلون لو انہم صمد وحتی تخرج الہم لکان خیر الہم یعنی جو لوگ  
انجاست نہ میں تجھ کو دیوار کے باہر سے وہ اکثر یہ قیوف میں اگر وہ صبر کے جب تک کہ نکلتا ان کی طرف تو ان کو بہتر متابعہ از ان طہر کے قیو  
حضرت صلا اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی پھر وہ کو متوجہ ہو کر لوگ وہ میں کچھ کہنے لگے آنحضرت صلا اللہ علیہ  
وسلم متوجہ ہو کر بعد از وقت صبح مسجد میں جلوہ فرما ہوئے تب بنو نمیر نے التماس کیا کہ ہم وہ لوگ ہیں جن کی من زین لہ و زوم نہیں ہے  
یعنی سائیں مارا ارشیں فکومش مار عیب فرمایا یہ صفت خدا کی جو تمام نبی عرض بیان کر دیوے ہے ہر شاعر و خطیب نے یہ جانتے ہیں  
کہ مفاخرت کریں حضرت نے فرمایا یا بشر عشت و لا بالانفجار مت لیکن تم شاعروں وغیرہ کو لاؤ سو عطار دیا اور ایک قصیدہ متضمن  
اپنی شرافت مفاخرت پڑھا اسکے جواب میں ثابت بن قیس ابن شماس نے ایما سے رسول اللہ ایک خطبہ محتوی حدیث و ثنائے  
رسول برحق و شتمل بر فضائل مہاجرین و انصار و مجاہدین پڑھا تب زرقان ابن بدر آیا اسنے کہتے شاعر طرے حضرت مسلم نے ثنائے  
ابن ثابت کو اشارہ فرمایا اسنے فی البدیہہ چند شعر تصنیف کر کے ثنائے پھر اقرع ابن جائبس نے طرے ہو کر کئی شعر پڑھے اور ثنائے  
ابن ثابت نے جواب دیا اقرع بولا و اللہ خطیب شاعر غیر خدا کے ہمارے خطیبوں و شاعروں سے فضل میں اور اسی وقت سے ان

اور حضرت رحمۃ اللعالمین صلعم نے اوروے احسان قیدیوں کو واپس فرمایا پھر سی سال خالدا بن ولید بنی مصلط پر روانہ کیے گئے اور وجہ یہ ہوئی کہ حارث بن قمر حاضر ہو کے مسلمان ہوا اور احکام صوم و صلوٰۃ سیکھ کر اپنی قوم میں گیا اور وقت غصت گہنچا کیا رسول اللہ میں اپنی قوم کو دعوت اسلام کر دینا چاہتا تھا کہ اس سے زکوٰۃ دلاؤ گا پھر میرے فلاں وقت کسی شخص کو روانہ کیجیے گا یا بحارث نے کئی شخصوں کو مسلمان کیا اور زکوٰۃ کا ال وصول کر کے اپنے پاس رکھا اور اس شخص میں تھا کہ جو کوئی حضرت صلعم سے آجائے اسکے سپرد کروں آنحضرت نے ولید بن عقبہ ابن جعفیہ کو بھیجا انکی آمد کی خبر پا کے

بنابر استیصال چند لوگ برآمد ہوئے سو عجیب اتفاق ہوا کہ قوم ولید اور قوم مذکور میں پیش از اسلام حدوت تھی ولید اس غقبہ نے  
 تصور کیا کہ یہ لوگ سیر قتل کرنے کو نکلے ہیں ہجہ کا خوف سے اور مینے میں شہور کردہ باک فغانی قوم کے لوگ قمر ہو گئے اندھا  
 حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو روانہ فرمایا اور شاہد کیا کہ جلدی نہ کرنا سو خالد وہاں گئے ورنہ لوگوں نے  
 سجدہ بنائی ہزار ہا مہینہ بیت ستم ہونے والی اسے اسی حادثہ میں یہ کرمہ سورہ حجرات میں نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا  
 ان جابرکم فاسق نبیائکم فینو ان تصینوا قوا بجمالیہ مقصی اعلیٰ ما فعلنم نادین یعنی اسے ایمان والو اگر آدھے تم باطل ایک گنہگار  
 خبر لیکر تو تحقیق کرو کہ میں جانہ پڑوسی قوم پر نادانی سے پھیل کر کپڑے لگو اپنے فعل پر بعد اسکے اسی حال میں بنی ہاشم بن شریف  
 مرتبہ میں بتا بیلا حکام شرع محمدی بھیجے گئے اور اسی سال میں قطیفہ ابن عامر قبیلہ خثعم پر ہمارہ بنی اذیون کو روانہ کیے گئے جب ان پر  
 تو مقابلہ ہوا غلبہ اسلام ہوا وٹ و کر یاں لوٹ میں ملے کہ ہر شخص نے چار اونٹ پائے اور ایک ٹٹ کے مقابل میں کر یاں  
 کی گئیں اور اسی سال میں حلفہ بن مجزہ مدنی حاکم خثعم بنی کر نواح جدہ میں خرابی کرتے تھے بھیجے گئے اور تین سو آدمی ان کے ہمراہ گئے  
 وہ لوگ خبر پا کر بھاگے یہ سیر بعضوں کے نزدیک صغریٰ اور بعضوں کے نزدیک بک بن الاخری میں واقع ہوا ہر ایک بعض کے نزدیک  
 امیر سریران بن کثیف تھا اور اسی سال میں ضحاک ابن سفیان کلابی بنی کلاب میں ایک عام اسلام بھیجے گئے سوائے مقابلہ  
 واقع ہوا اور اسلام کی فتح ہوئی اور غنیمت بھی ہاتھ آئی اور اسی سال میں بنی ہاشم بن سفیان بنی کعبہ کے اور عبد اللہ ابن اللہب  
 بن یاسان پر فاع ہوئے اور اسی سال میں امیر مہین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بنا بر خرب بت خانہ فلیس کہ بنی ہاشم نے اسکو مقبول  
 دیا تھا وارز ہوئے کہ عدی بن عامر تیس دن کا جاننا شام بھاگ گیا اور رخت عدی گرفتار ہوئے اور بت خانہ جلادیا گیا پھر حضرت  
 صلوات اللہ علیہ وسلم نے ہر شہر عدی کو آنا دفرمایا تب وہ جانب ملک شام پہنچے بھائی کے پاس گئی اور سال چہرہ میں سیکولیکر مجلس ہوی  
 میں حاضر ہوئی کہ وہ بھی اسلام لایا بعد ازاں اسی سال کی حرب میں غزوہ حوک واقع ہوا یہ مقام جو وہ نمران برودہ بنو لکھنزل میں ہے منورہ سے  
 شام کی راہ میں واقع ہے بعض کے نزدیک نام ایک موضع کا ہے اور بعض کے نزدیک نام قلعہ کا ہے اور قابوس میں ہر کو نام ایک نام کا ہے  
 مابین مینہ و شام اور بعض کے نزدیک نام ایک چشمے کا ہے لاس میں میں واقع ہے ہر تقدیر یہ غزوہ آخرین غزوات ہوا و عجب یہ کالونا  
 واقع ہوا کہ مینہ میں یہ خبر شہور ہوئی کہ قیصر روم پہلے واقعیت قبیلہ بنو فہار و غسان قریح بنا بر قدرت و تلای مینہ  
 ارادہ رکھتا ہے اور سب قبا و مقدہ بخش ہزار آدمی ایک پیشکش کیا ہے اور ہر لقا کے نزدیک پہنچا ہے اور حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کہ سیر ارادہ قیصر سے لڑائی کا ہو سب لوگ تیار ہوں چونکہ گرمی شدید و مسافت بعید تھی لوگوں نے کھلے پیشکش کی کہ  
 آنکھ میں آندہ صاحب نے اپنے کلام میں فرمایا کہ ترجمہ یہ ہوا ایمان والو کیا ہوا ہر کو جب کہا جائے کہ کوہ کو آندہ کی راہ میں  
 ٹھہر جائے نہ ہر میں ہر کیا بھیجے دنیا کی زندگی پر آخرت چھوڑ کر سوچ نہیں دنیا کا بڑا آخرت کے حساب میں مگر منورہ اور حضرت  
 صلوات اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا دنیا آخرت کے پہلو میں ایسے ہی جسطرح کوئی اگلی دبا میں ڈال کر اٹھاوے اور دیکھ کتنے  
 تری ویا اگلی میں پہنچی بتنیہ سستی کرتے والے اکثر منافق تھے اور معذہ بعد صبح و خیر صبح بھی تھے پس وہ لوگ

یہ خبر  
 سن کر  
 ہر ایک  
 نے اپنے  
 حصہ  
 میں  
 حصہ  
 لیا  
 اور  
 اس  
 سال  
 میں  
 بنی  
 ہاشم  
 بن  
 سفیان  
 بنی  
 کعبہ  
 کے  
 اور  
 عبد  
 اللہ  
 ابن  
 اللہب  
 بن  
 یاسان  
 پر  
 فاع  
 ہوئے  
 اور  
 اسی  
 سال  
 میں  
 امیر  
 مہین  
 علی  
 بن  
 ابی  
 طالب  
 کرم  
 اللہ  
 وجہہ  
 بنا  
 بر  
 خرب  
 بت  
 خانہ  
 فلیس  
 کہ  
 بنی  
 ہاشم  
 نے  
 اسکو  
 مقبول  
 دیا  
 تھا  
 وارز  
 ہوئے  
 کہ  
 عدی  
 بن  
 عامر  
 تیس  
 دن  
 کا  
 جاننا  
 شام  
 بھاگ  
 گیا  
 اور  
 رخت  
 عدی  
 گرفتار  
 ہوئے  
 اور  
 بت  
 خانہ  
 جلادیا  
 گیا  
 پھر  
 حضرت  
 صلوات  
 اللہ  
 علیہ  
 وسلم  
 نے  
 ہر  
 شہر  
 عدی  
 کو  
 آنا  
 دفرمایا  
 تب  
 وہ  
 جانب  
 ملک  
 شام  
 پہنچے  
 بھائی  
 کے  
 پاس  
 گئی  
 اور  
 سال  
 چہرہ  
 میں  
 سیکولیکر  
 مجلس  
 ہوی  
 میں  
 حاضر  
 ہوئی  
 کہ  
 وہ  
 بھی  
 اسلام  
 لایا  
 بعد  
 ازاں  
 اسی  
 سال  
 کی  
 حرب  
 میں  
 غزوہ  
 حوک  
 واقع  
 ہوا  
 یہ  
 مقام  
 جو  
 وہ  
 نمران  
 برودہ  
 بنو  
 لکھنزل  
 میں  
 ہے  
 منورہ  
 سے  
 شام  
 کی  
 راہ  
 میں  
 واقع  
 ہے  
 بعض  
 کے  
 نزدیک  
 نام  
 ایک  
 موضع  
 کا  
 ہے  
 اور  
 بعض  
 کے  
 نزدیک  
 نام  
 قلعہ  
 کا  
 ہے  
 اور  
 قابوس  
 میں  
 ہر  
 کو  
 نام  
 ایک  
 نام  
 کا  
 ہے  
 مابین  
 مینہ  
 و  
 شام  
 اور  
 بعض  
 کے  
 نزدیک  
 نام  
 ایک  
 چشمے  
 کا  
 ہے  
 لاس  
 میں  
 میں  
 واقع  
 ہے  
 ہر  
 تقدیر  
 یہ  
 غزوہ  
 آخرین  
 غزوات  
 ہوا  
 و  
 عجب  
 یہ  
 کالونا  
 واقع  
 ہوا  
 کہ  
 مینہ  
 میں  
 یہ  
 خبر  
 شہور  
 ہوئی  
 کہ  
 قیصر  
 روم  
 پہلے  
 واقعیت  
 قبیلہ  
 بنو  
 فہار  
 و  
 غسان  
 قریح  
 بنا  
 بر  
 قدرت  
 و  
 تلای  
 مینہ  
 ارادہ  
 رکھتا  
 ہے  
 اور  
 سب  
 قبا  
 و  
 مقدہ  
 بخش  
 ہزار  
 آدمی  
 ایک  
 پیشکش  
 کیا  
 ہے  
 اور  
 ہر  
 لقا  
 کے  
 نزدیک  
 پہنچا  
 ہے  
 اور  
 حضرت  
 صلوات  
 اللہ  
 علیہ  
 وسلم  
 نے  
 فرمایا  
 کہ  
 سیر  
 ارادہ  
 قیصر  
 سے  
 لڑائی  
 کا  
 ہو  
 سب  
 لوگ  
 تیار  
 ہوں  
 چونکہ  
 گرمی  
 شدید  
 و  
 مسافت  
 بعید  
 تھی  
 لوگوں  
 نے  
 کھلے  
 پیشکش  
 کی  
 کہ  
 آنکھ  
 میں  
 آندہ  
 صاحب  
 نے  
 اپنے  
 کلام  
 میں  
 فرمایا  
 کہ  
 ترجمہ  
 یہ  
 ہوا  
 ایمان  
 والو  
 کیا  
 ہوا  
 ہر  
 کو  
 جب  
 کہا  
 جائے  
 کہ  
 کوہ  
 کو  
 آندہ  
 کی  
 راہ  
 میں  
 ٹھہر  
 جائے  
 نہ  
 ہر  
 میں  
 ہر  
 کیا  
 بھیجے  
 دنیا  
 کی  
 زندگی  
 پر  
 آخرت  
 چھوڑ  
 کر  
 سوچ  
 نہیں  
 دنیا  
 کا  
 بڑا  
 آخرت  
 کے  
 حساب  
 میں  
 مگر  
 منورہ  
 اور  
 حضرت  
 صلوات  
 اللہ  
 علیہ  
 وسلم  
 نے  
 ارشاد  
 کیا  
 دنیا  
 آخرت  
 کے  
 پہلو  
 میں  
 ایسے  
 ہی  
 جسطرح  
 کوئی  
 اگلی  
 دبا  
 میں  
 ڈال  
 کر  
 اٹھاوے  
 اور  
 دیکھ  
 کتنے  
 تری  
 ویا  
 اگلی  
 میں  
 پہنچی  
 بتنیہ  
 سستی  
 کرتے  
 والے  
 اکثر  
 منافق  
 تھے  
 اور  
 معذہ  
 بعد  
 صبح  
 و  
 خیر  
 صبح  
 بھی  
 تھے  
 پس  
 وہ  
 لوگ



جو با بعد زمین پہلے پانچ موصی صاحب تھے کہ توبہ انکی قبول ہوئی ایک ایک دفعہ فاری دو مکر الوصیہ سلمی تیسرے کعب بن لک چوتھے  
 مرارہ ابن الزبج یا چون ہلال بن ابی القصبہ شہر اردنی بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کمر سامان حرب کچھ بھی تھا و لہذا لقب بہ شہر  
 ہوا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی تنگی کے لشکر کی توجہ و دوستی کر دے اس کے واسطے بہشت ہر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ  
 عنہ چار سو اونٹ اور دو ہزار اشرفی درود تھے پچاس راس سپ بھی لائے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے خوش و راضی ہوئے کہ ان میں  
 اشرفیان لیے ہوئے آچھا لیتے اور فرماتے تھے کہ عثمان کو اب کوئی کام ضرر نہ کر سکیگا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے  
 مال سے نصف اہل خدا میں لائے اور قدوہ حضرت ابابختر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام مال پانزہ کبا حضرت عمر رضی اللہ  
 عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ ابوبکر مجھ پر خیر میں غالب رہا کرتے تھے اس غزوہ میں مجھے دست میں خوب تھامیں بچا کاس قمر  
 میں غائب ہو گیا سو کل مال سے نصف لایا حضرت نے پوچھا عیال و اطفال کے لیے کیا چھوڑا میں نے کہا اتنا ہی رہا ابوبکر سب  
 لائے آپ نے پوچھا اڑ کے بالوں کے لیے کیا رکھا ہوا بولے خدا اور خدا کا رسول حضرت نے فرمایا فرق تم دونوں میں ایسا ہی  
 جیسا تم دونوں کے کلون میں یعنی حضرت ابوبکر نے عیال کے واسطے خدا اور رسول کو بتایا اور حضرت عمر نے مال کو اور ظاہر ہے کہ  
 دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر سے کہا کہ میں کبھی تم پر غالب نہ ہو سکا اور عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ  
 عنہ نے چالیس اذیہ ملا گذرانا اسی طرح طلحہ و زید و سعد بن عبادہ و محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہم موافق اپنے اپنے مقدور کے لائے اور بعض عمر رضی اللہ  
 نے اپنا زہر دیا اور ابو قتیل انصاری ایک صاع خرمہ لائے اس پر اہل نفاق شہسے سجان اللہ منافقوں کی زبان سے کسی طرح  
 بچاؤ نہیں اگر زیادہ لائے تو کہتے یہاں وہ جو کم لائے تو ظلم کرنے لگے آچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان درست کیا اور  
 فرمایا کہ سب لوگ شہیدۃ الوداع میں جمع ہوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امام گردانا اور حضرت ولایت مآب  
 اسد اللہ انصاری علی ابن ابیطالب کو ام اللہ وجہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ فرمایا اس وقت حضرت امیر المومنین نے التماس کیا کہ میں  
 میں کسی غزوہ میں غزوات سے نہیں بھیجا ابکی مرتبہ کس واسطے حضرت مجھے چھوڑے دیتے ہیں فرمایا اما رضی ان تکون فی بمنزلہ  
 ہارون بن موسیٰ الا لاسبج بعدی یعنی کہا تو راضی نہیں ہو کہ ہو تو مجھے مرتبہ ہارون بن موسیٰ سے مگر کہ میرے بعد ہی نہیں ہوگا  
 اور صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علی تیرا رتبہ میرے نزدیک  
 جیسے ہارون کا مرتبہ موسیٰ کے نزدیک مگر اتنا فرق ہو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بر وایت صحیحہ ثابت ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ حضرت  
 صلعم نے خلیفہ فرمایا تو کم بخت منافق بولے کہ علی رضی اللہ عنہ کا ہونا حضرت پر گران ہوا اس لیے ساتھ نہ لیا علی رضی اللہ عنہ کو اس بات سے  
 سخت ملال خاطر ہوا تو ولایت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آنحضرت میں حاضر ہوئے اور منافقوں کی گفتگو بیان کر کے التماس کیا  
 کہ یا حضرت آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں پر خلیفہ کرتے ہیں فرمایا اس میں کچھ رتبہ نہیں گھٹا دیکھو حضرت موسیٰ جب کہ وہ طور پر چلے  
 تو اپنے بڑے بزرگ کو خلیفہ کر گئے تھے سو جیسی عزت ہارون کی موسیٰ کے نزدیک تھی ایسی تمہاری عزت میرے نزدیک ہو  
 کہ وہ پیغمبر تھے تم پیغمبر نہیں اس لیے کہ میں خاتم النبیین ہوں اس حدیث سے بڑی فضیلت ثابت ہوئی نیز کہ حضرت صلعم

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تمام مال پانزہ کبا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ ابوبکر مجھ پر خیر میں غالب رہا کرتے تھے اس غزوہ میں مجھے دست میں خوب تھامیں بچا کاس قمر میں غائب ہو گیا سو کل مال سے نصف لایا حضرت نے پوچھا عیال و اطفال کے لیے کیا چھوڑا میں نے کہا اتنا ہی رہا ابوبکر سب لائے آپ نے پوچھا اڑ کے بالوں کے لیے کیا رکھا ہوا بولے خدا اور خدا کا رسول حضرت نے فرمایا فرق تم دونوں میں ایسا ہی جیسا تم دونوں کے کلون میں یعنی حضرت ابوبکر نے عیال کے واسطے خدا اور رسول کو بتایا اور حضرت عمر نے مال کو اور ظاہر ہے کہ دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر سے کہا کہ میں کبھی تم پر غالب نہ ہو سکا اور عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس اذیہ ملا گذرانا اسی طرح طلحہ و زید و سعد بن عبادہ و محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہم موافق اپنے اپنے مقدور کے لائے اور بعض عمر رضی اللہ نے اپنا زہر دیا اور ابو قتیل انصاری ایک صاع خرمہ لائے اس پر اہل نفاق شہسے سجان اللہ منافقوں کی زبان سے کسی طرح بچاؤ نہیں اگر زیادہ لائے تو کہتے یہاں وہ جو کم لائے تو ظلم کرنے لگے آچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان درست کیا اور فرمایا کہ سب لوگ شہیدۃ الوداع میں جمع ہوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امام گردانا اور حضرت ولایت مآب اسد اللہ انصاری علی ابن ابیطالب کو ام اللہ وجہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ فرمایا اس وقت حضرت امیر المومنین نے التماس کیا کہ میں میں کسی غزوہ میں غزوات سے نہیں بھیجا ابکی مرتبہ کس واسطے حضرت مجھے چھوڑے دیتے ہیں فرمایا اما رضی ان تکون فی بمنزلہ ہارون بن موسیٰ الا لاسبج بعدی یعنی کہا تو راضی نہیں ہو کہ ہو تو مجھے مرتبہ ہارون بن موسیٰ سے مگر کہ میرے بعد ہی نہیں ہوگا اور صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علی تیرا رتبہ میرے نزدیک جیسے ہارون کا مرتبہ موسیٰ کے نزدیک مگر اتنا فرق ہو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بر وایت صحیحہ ثابت ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ حضرت صلعم نے خلیفہ فرمایا تو کم بخت منافق بولے کہ علی رضی اللہ عنہ کا ہونا حضرت پر گران ہوا اس لیے ساتھ نہ لیا علی رضی اللہ عنہ کو اس بات سے سخت ملال خاطر ہوا تو ولایت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آنحضرت میں حاضر ہوئے اور منافقوں کی گفتگو بیان کر کے التماس کیا کہ یا حضرت آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں پر خلیفہ کرتے ہیں فرمایا اس میں کچھ رتبہ نہیں گھٹا دیکھو حضرت موسیٰ جب کہ وہ طور پر چلے تو اپنے بڑے بزرگ کو خلیفہ کر گئے تھے سو جیسی عزت ہارون کی موسیٰ کے نزدیک تھی ایسی تمہاری عزت میرے نزدیک ہو کہ وہ پیغمبر تھے تم پیغمبر نہیں اس لیے کہ میں خاتم النبیین ہوں اس حدیث سے بڑی فضیلت ثابت ہوئی نیز کہ حضرت صلعم

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تمام مال پانزہ کبا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ ابوبکر مجھ پر خیر میں غالب رہا کرتے تھے اس غزوہ میں مجھے دست میں خوب تھامیں بچا کاس قمر میں غائب ہو گیا سو کل مال سے نصف لایا حضرت نے پوچھا عیال و اطفال کے لیے کیا چھوڑا میں نے کہا اتنا ہی رہا ابوبکر سب لائے آپ نے پوچھا اڑ کے بالوں کے لیے کیا رکھا ہوا بولے خدا اور خدا کا رسول حضرت نے فرمایا فرق تم دونوں میں ایسا ہی جیسا تم دونوں کے کلون میں یعنی حضرت ابوبکر نے عیال کے واسطے خدا اور رسول کو بتایا اور حضرت عمر نے مال کو اور ظاہر ہے کہ دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر سے کہا کہ میں کبھی تم پر غالب نہ ہو سکا اور عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس اذیہ ملا گذرانا اسی طرح طلحہ و زید و سعد بن عبادہ و محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہم موافق اپنے اپنے مقدور کے لائے اور بعض عمر رضی اللہ نے اپنا زہر دیا اور ابو قتیل انصاری ایک صاع خرمہ لائے اس پر اہل نفاق شہسے سجان اللہ منافقوں کی زبان سے کسی طرح بچاؤ نہیں اگر زیادہ لائے تو کہتے یہاں وہ جو کم لائے تو ظلم کرنے لگے آچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان درست کیا اور فرمایا کہ سب لوگ شہیدۃ الوداع میں جمع ہوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امام گردانا اور حضرت ولایت مآب اسد اللہ انصاری علی ابن ابیطالب کو ام اللہ وجہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ فرمایا اس وقت حضرت امیر المومنین نے التماس کیا کہ میں میں کسی غزوہ میں غزوات سے نہیں بھیجا ابکی مرتبہ کس واسطے حضرت مجھے چھوڑے دیتے ہیں فرمایا اما رضی ان تکون فی بمنزلہ ہارون بن موسیٰ الا لاسبج بعدی یعنی کہا تو راضی نہیں ہو کہ ہو تو مجھے مرتبہ ہارون بن موسیٰ سے مگر کہ میرے بعد ہی نہیں ہوگا اور صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علی تیرا رتبہ میرے نزدیک جیسے ہارون کا مرتبہ موسیٰ کے نزدیک مگر اتنا فرق ہو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بر وایت صحیحہ ثابت ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ حضرت صلعم نے خلیفہ فرمایا تو کم بخت منافق بولے کہ علی رضی اللہ عنہ کا ہونا حضرت پر گران ہوا اس لیے ساتھ نہ لیا علی رضی اللہ عنہ کو اس بات سے سخت ملال خاطر ہوا تو ولایت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آنحضرت میں حاضر ہوئے اور منافقوں کی گفتگو بیان کر کے التماس کیا کہ یا حضرت آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں پر خلیفہ کرتے ہیں فرمایا اس میں کچھ رتبہ نہیں گھٹا دیکھو حضرت موسیٰ جب کہ وہ طور پر چلے تو اپنے بڑے بزرگ کو خلیفہ کر گئے تھے سو جیسی عزت ہارون کی موسیٰ کے نزدیک تھی ایسی تمہاری عزت میرے نزدیک ہو کہ وہ پیغمبر تھے تم پیغمبر نہیں اس لیے کہ میں خاتم النبیین ہوں اس حدیث سے بڑی فضیلت ثابت ہوئی نیز کہ حضرت صلعم

کے بعد سو اعلیٰ کوئی لائق خلافت نہیں جیسا فریق ثانی کہتے ہیں کیونکہ یہ بات بے جوہر ہے اس لیے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے سامنے مگر تھے اور خلیفہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ہوئے تھے اگر حضرت ہارون علیہ السلام فرما دیتے کہ یہ ہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوتے تو البتہ پوری مثال تھی فائدہ اس حدیث سے واضح ہوا کہ ہر طرح کی خلافت ہارون بلکہ ہارون کے بعد خلیفہ تھے جیسا کہ حضرت ہارون کی تھی ہاں یہ مقرر ہو کہ اس مقام سے خلافت بخوبی ثابت ہو لیکن اس میں اختلاف ہے کہ یہ نہیں ہے وفضل حضرت یحییٰ فرمادیں انورین رضی اللہ عنہم احادیث میں ہزار ہا ہیں مولانا صاحب نے لکھا ہے کہ حافظ بن العین عراقی و ابن عبد البر نے اس قول کو تصحیح دی ہے اور وہ یہاں لکھے کہ ہر کس کو خلیفہ کہا تھا اور علی رضی اللہ عنہ کو اہل عیال پر چھوڑا تھا لیکن یہ قول ضعیف ہے اور خلاف سیاق حدیث بالجمہر انجاء صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ پنجویں جب بنی ہاشم کے لیے لپٹا اور شیعہ الوداع میں لٹ کر کا شمار فرمایا تو بروایت شریک اور بروایت صحیحین مرد نکلا اور کھوٹے اور اوٹ بکثرت تھے بروایت ذیل ہزار اسٹ بارہ ہزار اوٹ تھے بعد اسکے علماء صدیق کہہ کر کیا اور پیشوا امام فرمایا اور اسے کہنے سے یہ ابن العوام کو بخشا اور ہوا رقم اس اسید بن جعفر کو اور ہوا رخسرخ ابو جہان پہلوان کو بخشا کیا جب یہاں سے لشکر کا کوچ ہوا تو عبداللہ بن ابی منافق سے ہر ایسوں کے پلٹ گیا ان منافقوں کی قطع میں سورہ برات جسکو ابن عباس نے فاضلہ کہتے ہیں نازل ہوئی اور حضرت مسلم نے فرمایا کہ اللہ کا اسان ہوا کہ شریک سے مجھے محفوظ رکھا جو بعض روایت میں شریک کا لشکر اور بعض میں شریک ہزار کا سو کچھ تعارض نہیں ہے کیونکہ شریک ہزار جمع ہوئے تھے شریک ہزار گئے ہونگے خواہ بچے ہزار شریک ہونگے اور مجاہدین تیس ہزار فائدہ اس سفر میں موضع حجر دیار نمودیر گزر ہوا حضرت مسلم نے فرمایا کہ یہاں سے کل جاؤ قیام نہ کرو کہ اس مقام پر عذاب نازل ہوا اور خود انجاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام گزیر گئے اس مقام سے معلوم ہوا کہ جس جگہ عذاب نازل ہوا وہاں جانا چاہیے قصہ کہ اسلام تبوک میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ خبر اقصیٰ غلاما اگر یہ وہیں کے بعد اتفاق سے صحابی صفا و خیر حضرت عمر جانبینہ مراجعت فرمائی ورج اللہ میں کہ انجاء بنی ہاشم روز توقف فرمایا کہ آوازہ شوکت سلام لطافت میں پہنچا اور غلامی الغنم پر عرب غالب ہوا ولیک مہ بھی قیصر کے نام لکھو یا رسول اللہ کہ قیصر نے ایک خضیہ نویس قیدیہ عثمان کو لشکر میں بھیجا تھا اسنے علامات و شواہد سے بخوبی دریافت کیا کہ حضرت بنی ہاشم ہاں اور قیصر سے جا کے عرض کیا تب اسکو دایہ اسلام پہلو لگ کر لجا طماک دولت طمازہ کر سکا اور بعض کے نزدیک پوشیدہ ایمان لایا اسی عرصہ میں حکم آئے والہی خرماد اور خرم نے حاضر ہو کے خیر قبول کیا اور فرمان امان پایا فائدہ اس سفر میں اکثر معجزات کثرت اب طعام و انجاء بالغیب میں صادر ہوئے تھے انجاء قریب تبوک ایک اٹنی کم ہو گئی بعض کے نزدیک تہ قصویٰ تھی سوز پڑن القیصر شافق نے کہ یہ وہابی قتیق سے تھا اور اسلام لاکر منافق بناتھا ایک صحابی کے دیرے میں کہنے لگا کہ محمد آسمان کی جہن بہت کہتے ہیں یہ وہابی اٹنی کا حال نہیں جانتے اسی وقت حضرت کو اللہ صاحب نے شافق کے بقولے سے خبر دی اور مطلع کیا کہ غلامی جگہ دخت میں ہمارا اٹنی کی ایک گئی ہو وہاں ہر انجاء بنی ہاشم نے اپنے خیمے میں ان صحابی کے روبرو جگہ دیرے میں بنائی تھی

تاریخ پنجویں

تاریخ پنجویں





جو سو سو ہویات نہ بدلوں کا اپنے فرمایا ان تینوں صحابیوں کو کوئی بات نہ کہ سو و نون ساخی گھر میں بیٹھ سبے میں جو ان کے گھر سے  
 نکلتا مسجد شریف میں آئے آپ کے ساتھ نماز پڑھتا اور سلام کرتا اچھا چلے گئے دیتے تھے معلوم نہیں کہ کب متہ دیتے تھے یہاں  
 میں بلے مبارک پہ خیال کرتا تھا کہ ہلائے یا نہیں اور میں آپ کے قریب نہ پڑھتا تھا اور نہ ہی گاہ دیکھتا تھا اور جب میں نماز میں  
 متوجہ ہوتا تو حضرت سیری طرف دیکھتا اور جب میں نماز میں متوجہ ہوتا تو حضرت سیری طرف دیکھتا اور جب میں دیکھتا تو آپ منہ  
 پھیر لیتے ایک دن میں بازار میں جاتا تھا بادشاہ غسان کا آدمی ملائے خط دیا اس میں سیری طلب تھی مجھے نہایت رنج ہوا میں نے  
 خط کو توڑ میں ال دیا حضرت کو فہمائے ہیں کہ پھر حضرت کا حکم پہنچا کہ تینوں کی زوجہ ان کے پاس نہیں ہیں بلکہ طلاق دینے کی  
 اجازت چاہی ارشاد ہوا کہ صرف علیہ رہنا منظور ہے میں نے اپنی زوجہ کو اس کے گھر بھیج دیا پھر ساتھی ہلال بن ابیہ کی جو روئے  
 بغیر سیرانی انکی خدمت کی اجازت لی مگر مباشرت کی امتناع ہی چاہس میں نے کے بعد و نون وقت صبح ایک شخص نے  
 ایک سپاہی سے پکار کے کہا بشارت ہو تمہیں لے مالک تھامری توبہ قبول ہوئی میں نے سجدہ شکر کیا اور حضور اقدس میں حاضر  
 طلبہ نے اٹھ کر تنہا کی اور معاف کیا یہ احسان طلبہ کا نہیں بھولتا اور حضرت کا چہرہ خوشی سے چمکتا تھا اور آپ نے فرمایا بشارت  
 تھے ایسے دن کی جو بہت بہتر ہو ان دنوں میں جیسی تھی مان تھے جیسی کہ اس نے میں سبب خیرت کرنے کا دل چاہتا  
 آنجناب نے منع کیا اور فرمایا کچھ لینے پاس بھی رہنے دے اور منافقین جلیلہ تھے والوں کو خدا تعالیٰ نے نصیحت کیا سو بہتر  
 میں انکی خدمت اور جتنی بھونے کی آئیں تا میں اور ہمارے لیے بعد ذکر قبول تمہ فرمایا یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین  
 اور ثابت ہو کہ اسی ہفتہ میں وقت مراجعت حضرت سول مقبول صلعم سے ضرار پر کہ کبھی صلا و جموع ہو پونچے اور حکم خدا اسکو گرا دیا سو رفت  
 ابن ابی ترشم و مع ابن عمری کے بعض ان دنوں نے باعانت توابع اپنے کہ اس میں خوشی قاتل امیر خمرہ بھی تھا سجدہ منافقین کو  
 گرا دیا اور وہ ان کے لوگوں کو محال نہ کیا کہ وہ مقام اہل مدینہ کا ملکہ ہو گیا اور اسکا تفصیل فطاح سال و دین مذکور ہوا اور اس میں جن  
 کے وہ ثقیف آئے اور اسلام لائے گھر ڈھکے تھے کہ چند روزلات و طاعیہ کو نہ گرا دینا و نماز بھی ادا کر کے دو دنوں تا میں  
 آنجناب نے قبول فرمائیں اور عثمان ابن ابی العاص کو اس فرمایا اور ان کے بھیچے ابوسفیان ابن حرب و بنو شریح شعبہ کو بنا برہم طاعیہ و لات  
 کہ یہ دونوں بت طائف میں تھے روانہ کیا کہ انھوں نے دو دنوں کو گرا دیا رایت ہو کہ وہ ثقیف میں ایک آدمی مجرم بھی تھا اسکو حضرت نے  
 اپنے پاس نہیں بلایا کسی کی معرفت کھلا با کہ تو اپنے گھر جا تیرا اسلام قبول ہو تو بل یہ اس واسطے فرمایا کہ حضار مجلس عالی کو اسکی خطا  
 نظر نہ آوے اور وہ لوگ حقیر نجائیں کہ اس میں ہر خبیثہ ہوتا اور جو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ باری متعلق ہر دوسرے کو لگاتی ہے سو جو  
 آنحضرت نے اپنے پاس طلب فرمایا سو غلط ہے کہ یہ دوسری حدیث سے ثابت ہو کہ آنحضرت نے مجرم کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا یہ کہ ایک  
 حدیث سے اس قدر مفہوم ہوتا ہو کہ اگر ایسے ہمارے کسی کو نفرت آئے اور وہ اسکی صحبت سے پرہیز کرے تو درست ہے کہ اذ قال شیخ ابی  
 یزید فلو و فسادت بالفتح پیش کے برسولی رفتن و دافیش کے برسولی رفتہ و خود جمع و دافہ جمع الجمع جس معنی کہتے ہیں کہ اسی  
 سال میں تین تین دنوں بعد الطواف غزوہ ہو کہ واقع ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ ابتدا و دیا بلجیان بعد رجوع جہانہ سے سال میں

سیدنا

سیدنا

سیدنا

سیدنا





قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قطع حبلہ یا ہذا حبلہ لم یقطع حبلہ من اللہ و من قطع حبلہ من اللہ لم یقطع حبلہ من اللہ  
 جب یہ رضی اللہ عنہما سے ابراہیم پیدا ہوئے تو اور وجہات کو شک ہوا لہذا حضرت نے غزلت فرمائی اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک شخص  
 کسی بی بی کے گھر میں بکری بیچ کی اور وجہات طہرات کو حتمہ عنایت کیا سب نے لیا زینب نے واپس کر دیا حضرت نے کچھ زیادہ  
 پھر بھی واپس کیا اور یہ بات کر رہی تھی لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزلت اختیار کی مگر وہ دونوں قول ضعف میں تھا حاصل غزلت تیس دفعہ  
 ہوا اور چاند نکلا تو حضرت حذیفہ بن یمان نے عاتشہ صدیقہ کے حجرے میں تشریف لائے وہ ولین با حضرت ابی توالتیس ہی روز  
 مچے ہیں فرمایا میں کاسپا تیس کا ہوتا ہوں اور گلے تیس کا بعد ازاں جب آیتہ تخییر سورہ تخییر میں نازل ہوئی تو پھر خدائے عاتشہ سے ملا  
 کہ کیا بات تجھے کہتا ہوں جواب میں بات کا بلا مشورہ پر روماد لپنے کے نہ دینا پھر کہا اس عاتشہ قدس نے تم کو اختیار دیا یا اگر چاہو  
 تو مجھے کنارہ کرو اور جو خدا کی ضرورت کا ہو تو فقر و فاقہ قبول کرو عاتشہ ولین کا خیر میں حاجت تھا وہ میں پر حق خدا و حمایت  
 رسول خدا چاہتی ہوں دنیا کی زینت مجھے و کار نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیقہ سے کمال خوش ہوئے پھر مجاز وجہات مطاہرین کو  
 عاتشہ صدیقہ کے کما اور اسی سال میں قصہ حج سہ ماہ مسجد غیاثیہ واقع ہوا یہ عورت تین برس پیش از حج حاضر ہوئی تھی سو اسے کما  
 کر میں دنیا کی ہر آپ مجھے پاک بن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پھیر دیا صبح کو دو سو گون پھر آئے اور کما کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ  
 کیا معنی کی طرح مجھے نے حضور خدا میں جلد ہوں فرمایا تا وضع حمل صبر کرادھا ایک انصاری کے سپرد کیا جب وہ لڑکا جنی تو ایک باپ چیلین پڑ  
 لائے فرمایا دو دودھ پلا سو اسے دو برس دودھ پلایا اور بعد ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے کہا کہ عاتشہ  
 نے لڑکا ایک سالان کو دیا اور خراج دینہ ایک گائے کا سب سے تک لکھ دیا اور حج کر لیا خالہ ابن ابی لید نے ایک چھرا لڑکا اسکے سر میں لگا اور  
 خون کی چھینٹ ان پر پڑی خالہ نے گالی دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خالہ یہ تائید پر زیادتی نہ کر اگر ایسی تو بے شرف و خراج لینے والی کریں تو انہ  
 قبول کرے اور نہ ختنے پھر بعد نماز جنازہ مقبرہ اسلام میں دفن کیا اور اسی سال میں بخاشی نے وفات پائی صحیح بخاری میں جابر انصاری  
 سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت خدیجہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھو کہ سبے نماز پڑھی عقب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شافعیہ و خالہ بیان سچا کہ  
 کہیت غایت پر نماز جنازہ پڑھو خلافاً لظہیر الماکینہ وہ کہتے ہیں کہ جنازہ حضرت پرنکشف ہوا تھا اور شافعیہ بھی کہتے ہیں کہ جو مردہ شہر  
 غائب ہے اس پر جنازہ پڑھو اور جو شہر میں ہو غائب نہ ہو شہر میں دوق ہو جائز نہیں اس سال میں بروایت صحیحہ وفات پائی ام کلثوم بنت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ماہ ولقیدہ ولید بن ابی بن سلول منافق مر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب عہد بنظر سال تاج  
 بامید اسکے کہ شاید اسلام لائیں پھر ان مبارک لپٹا اسکو پھرایا چنانکہ ہزار آدمی یہ معاملہ دیکھ کر ایمان لائے اور توجہ الحافل میں لکھا کہ  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مبارک اسلئے پھرایا کہ اسے غزوہ بدر میں عباس بن عبد المطلب کو فیض پہنایا تھا سو اس کے  
 بچے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ احسان کیا روایت صحیحہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی کہ حضرت عمر رضی اللہ  
 عنہ نے بہت منع کیا مگر بعد اسکے موافق کر لے لایا قبیل طے احد نہ مات بل انتقام ہونے کے بعد کسی منافق پر نماز نہیں پڑھی گئی اسی سال ولقیدہ  
 کے آخر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ حج کریں و یا نہت ہو کہ مشرکین حبشہ پر ہزار طواف کرتے ہیں سو مخالفانہ ان کے کر دیا

نیز

نیز

نیز



جنگ کو مال دیا اور کثیر لوگوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا اور عبد الرحمن بن عوف اور جابر بن عبد اللہ مسافر  
 ابو ہریرہ و دوسرے کو ساتھ کیا اور تین سو آدمی اور بھی ہمراہ فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ تم اگر کسی سے حج ادا کرو اور لوگوں کو تعلیم کرو اور ادا اس سو  
 برس کے تیشیل یا چالیس آئین لوگوں کو سننا یہ جو عجب حضرت امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے میں نے یہ سچا احکام ہاتھ  
 حضرت جبریل حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پیغام خدا لائے کہ اے رسالت تم خود کرو یا کسی شخص کو بھیجو جو نسب میں تمہارا  
 قریب حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین عبید اللہ بن علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کر روانہ کیا اور  
 فرمایا کہ ادا اہل سورہ براءت صدیق سے لیکر تم لوگوں کو سننا یہ جو امر ہے جاریا میں کہ یہ بھیجو کہ بہشت میں جا لگا کر مسلمان لوگوں کو بھیج  
 طواف نہ کرے اور بعد اس سال کے کوئی مشرک حج نہ کرے اور اب تک لوگوں کو خبر نہ پائی کہ میں ہر سو حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے  
 موضع عرج میں سوچنے صدیق اکبر نے پوچھا امیر ہوا کرتے ہو یا مامور ہوں امیر صرف سورہ براءت و جبارہ حکم مجھے عنایت کیجئے کہ میں  
 تبلیغ رسالت کروں گا صدیق اکبر نے جواب دے کہ جب تک میں غل غل نہ کرے تو میں اس حج صدیق رضی اللہ عنہ نے تعلیم فرمائی اور احوال  
 سورہ براءت علی ابن ابیطالب ٹپڑھی اور جاریا تین علی روشن الاشدافرائین آری سال میں جو عمر بن الخطاب عجلانی اور حضرت  
 قیس اسکی عورت میں قنقیہ بنان سے حرمت مودہ واقع ہوئی کہ قصہ رسکا صحیح میں موجود ہے اور بعض قصہ لعان ہلال بن ابیہ کا بھی  
 اسی سال میں بیان کرتے ہیں مشکوٰۃ شریف میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ہلال بن ابیہ نے حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کے روبرو  
 جو روئے شریک بن تھامی حرام کاری کا عیب لگا یا حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہوں اس بات کو ثابت کرنا تیری ہڈی پر بار  
 ٹپڑگی ہلال نے کیا رسول اللہ جب کوئی اپنی عورت سے حرام کئے غیر کو دیکھے تو جلا اسوقت گواہ ڈھونڈو پھر حضرت صلوات اللہ  
 علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا یعنی حکم شرع یوں ہی جو حجت بنیفا رہے ہلال نے کہا میں قسم کھاتا ہوں اسکی جیسے تمھو کو سچا بیٹہ کیا ہو  
 میں نے قول میں سچا ہوں خدا کے لئے وہ آئین انا لکھا جس میں طے مارے ہو سچا کی سو حضرت جبریل آئے اور اس مضمون کی آیتیں سورہ  
 نور میں لائے ترجمہ کیا یہ ہر جگہ لوگ عیب لگا دیں اپنی عورتوں کو اور شاہزادوں کے پاس ملے اپنی جان کے تو ایسوں کی گواہی یہ ہر گز گواہی نہ  
 چار اللہ کے نام کی کہ میں شیک سچا ہوں اور پانچویں بار کہے کہ خدا کی لعنت اس پر اگر وہ جھوٹا ہوا اور عورت سے یار یوں ترقی ہو کر گواہی دو  
 چار اللہ کے نام کی کہ مقررہ مرد جھوٹا ہوا یا پانچویں بار کہے کہ اللہ کا غضب ہو اس عورت پر اگر مرد سچا ہو سو ہلال نے اسی طرح گواہی دی  
 اور حضرت مسلم فرماتے جاتے تھے کہ بلاشبہ اللہ کو معلوم ہو کہ تم دوسرے ایک جھوٹا ہو تم دونوں میں کوئی تو یہ بھی کہنے والا ہو جلیل گوہی  
 دے چکا تو عورت کھڑی ہوئی اسنے اسی طرح چار بار گواہی دی پانچویں میں لوگوں نے روکا اور کہا خدا کی لعنت لکھا گیا اسکو وہاں نہ جا  
 اگرچہ جو بھی تو سوگوت کرو عورت تم کو لٹی ابن عباس فرماتے ہیں ہم سمجھے کہ شاید عورت پلٹ جاگی یعنی اپنے عیب کو انکار کر لی مگر  
 آئے کہا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ کیواسے نصیحت نہ کروں گی چنانکہ آئے پانچویں گواہی دی حضرت مسلم نے فرمایا دیکھتے رہو اس عورت کو  
 اگر اسکا اور کا سیاہ آنکھ والا اور موٹے سر نہ الا او تیلی پٹ لیں گے پیدا ہو تو حقیقت میں شہر یکا بن شحاکا لطف فرمودہ (کا و سیاہی)  
 پیدا ہوا تب حضرت مسلم نے فرمایا اگر قرآن کا حکم پیشتر نہ آتا تو میں اسکو حدارتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کو حکم

جس طرح علی ابن ابیطالب  
برائے خداوند سورہ  
براءت

نہاں علی  
نہاں ہلال بن ابیہ

ظاہر ہے اگرچہ قریب خلاف اسکے ظاہر ہوا اور یہ بھی محکا کہ شہادت ایک محبت ہو گا ہونہا شہادت فعلی لیکن حضرت امام عظیم صاحب نے فرمایا  
 شہادت محبت نہیں ہے اور حضرت صلعم کو یہ حال وحی سے معلوم ہوا ہوا کہ جبال و بحیرت کا ہوا تو اہل بیت و آلہ و صحابہ و انصارین حضرت سید الکونین  
 صلعم نے خالہ بن ابی کعبہ بنی حارث بن کعب پر روانہ فرمایا کہ وہ لوگ اسلام لائے اور اسی مہینے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ جو کہ وہاں تھے  
 طے ہو کر وہاں گیا کہ جناب ولایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے اس قوم میں یہوئے و نہی کے لئے انکار و ایادی اس جاتہ جناب امام کا اور اسکی بہن  
 گرفتار ہوئی اور مال کثیر لے کر آیا اور دو گواہین کے قتل کی گردن میں آویزاں تھیں انکو جناب میر نے حضرت صلعم علیہ السلام کے واسطے  
 بطور تحریک لیں اور مدینہ طیبہ میں نہضت فرما دیے اور جب دختر حاتم مجلس حضرت صلعم علیہ السلام میں حاضر ہوئی تو اسنے نہایت شہادت  
 انرا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انرا فرماتین تو وضع اسنے فی محلہ واقع ہو کر لے لیا میں نے اسکو اور فرمایا اور ایک دھڑ اسکو غائب کیا  
 وہ اب گھرائی وہاں کے تمام کی طرف گئے اور عدی اپنے بھائی کو رہنے میں بھیجا جب مجلس علی میں حاضر ہوا تو جناب صلعم نے اسکے واسطے  
 چادہ اپنی بھائی کو عدی اسی پہنچایا اور حضرت صلعم نے یہ بھی عدی نصیحتیں حضرت کی سنکر ایمان لایا حاتم احکام حیدر کا شکای کی  
 انھیں سے مروی ہے اور اسی سال رمضان میں مسجد حیدر میں عبد اللہ بن علی رضی اللہ عنہ نے اسکو فرمایا کہ حیدر کے حاضر ہو کر اسلام لائے اور  
 بنا بر تحریک بخاندی غلامہ کبیرہ و اللہ و نعمتین ایسا کہ میں نے تمہارا دھڑ اپنے انھوں نے تمہارا جلایا اور تو اسحضرت صلعم نے گروہ حریر کے لیے  
 دے برکت فرمائی بعد ازاں قوافل ذی الخلد بیان لائے بخاری و مسلم میں جو برضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نے مسجد کو اس کام پر  
 بھیجا چاہا تو میں نے کہا کہ حضرت میں گھر سے نہیں چڑھ سکتا ہوں حضرت نے میرے بٹنے پر دست مبارک سے کہا اور فرمایا اللہم  
 شہیدہ واجلہ ہوا ہوا ہوا یعنی اسو خدا شہر سے اسکو گھوڑے پر اور کر کے اسکو ہدایت کرنے والا دراد باب اس عاکی برکت سے  
 حریر شہوار ہو گئے اور بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے قیامت قائم نہوگی زبان تک کہ جو حریر کا بیڑا  
 قوم دوس کی عورتیں ت کے گرد جھکا نام ذی الخلد ہر دوس ایک تہم تھا میں میں کبھی اسکے لگ ذی الخلد کو کعبہ بانی کے تھے  
 سو حضرت نے فرمایا قیامت کے نزدیک وہ قوم متہر ہو جاگی اور اس بت کو پھر نایابی اور عورتیں اسکے گرد چوڑنگی اس حدیث سے پایا جاتا ہے  
 کہ ذی الخلد کا نام ذی الخلد تھا جس جس کسی نے ذی الخلد کی تفسیر تجا نے سے کی ہوا سمحت ہو بعد اسکے ماہ سوال میں ہر فرد  
 بنی حارث بن کعب اہل بکران حاضر ہوئے انکو دیکر کہ انجناب فرمایا یہ لوگ گویا ہندوستان کے ہیں ان لوگوں نے جب حضرت کو دیکھا  
 تو کہلا شہدائک رسول اللہ ان لا الہ الا اللہ تب حضرت صلعم علیہ وسلم نے فرمایا اللہم ان لا الہ الا اللہ و انے رسول اللہ  
 پھر لوگ حضرت سے بے نیچے سے حضرت صلعم نے عمرو بن جزام کا نیکے پاس بھیجا اور ایک خط میں احکام ضروری لکھوائے تاکہ انکو تعلیم  
 کریں اسی سال میں جو حضرت نے حریر بن عبد اللہ کو ذی الخلد سے متبع بن لکھ کر حبیب کے پاس بھیجا یہ شخص نواح طائف میں تھا  
 اور ذی الخلد کے بادشاہ میں سے ملتا تھا عا یا اسکی برہیت کی حقیقت تھی سو اسنے دعوت اسلام قبول کی مگر حریر و بن ہرم نے  
 یہاں تک کہ حضرت صلعم نے سفر آخرت فرمایا اور ذی الخلد نے خلافت عمر فاروق میں اسلام قبول کیا اسی سال میں خالہ بن ابی  
 مع خالہ بن ابی جانب بکران بھیجے گئے وہاں کے لوگ مسلمان ہوئے اور قیس و سہ و شرار مدینہ میں آئے اور قیس نے جو جب ارشاد

کتابہ حریر

کتابہ حریر

کتابہ حریر

کتابہ حریر

کتابہ حریر

کتابہ حریر

کتابہ حریر

کتابہ حریر

کتابہ حریر









کہ طرح سید نے دعویٰ ثبوت کیا تھا اسی طرح تین آدمی اور بھی تہنہ مکر و تھکایت سے سراج تہنہ نیت عمارت بن ہو کر اسے نبی ثبوت  
 بانی نبی سے بین ثبوت کا دعویٰ کیا اور اس قوم کے لوگ اسے گرویدہ ہو چکے تھے یہ سید نے تھا اور مکان قیام اس کا فردہ کا اسکے مقام سے  
 متصل واقع تھا اسکو ایسے عکاتوں غالب کیا کہ باوجود غلبہ پر کلب ہوئے سید نے اپنے پیروں پر طبعاً وہ تجارت حضار اپنے کے من  
 مخالف بھیجا کر وہ بنے تامل چلی اکی خواہ سید گیا جب تھک گیا ہوا تو سید نے اپنی خرافات و اہیہ و اکاذیب بشرتہ سنار کہ تین دن  
 خیر میں ہا اور نکاح کی درخواست کی اسے قبول کیا آخر کار نکاح بھی ہوا تین دن تک دونوں بہرہ الہ و ہم نوا رہے بعد اسکے سبب سخت  
 اپنی قوم میں اکی تو قوم کے لوگوں نے کچھ اسکا کیا واقع ہوا جو استعداد توقف فرمایا اسے کہا سید نے بغیر حق ہر صاحب الہ مرا سلیے  
 میں نے اس سے نکاح کر لیا ہر قوم کے بعض لوگ بولے کہ نہر قدر قرار پایا اسے کہا کہ میں محبت و عشق سید میں بخیر تھی ہر کا خیال  
 نہیں ہا علیٰ قوم نے کہا کہ نکاح بلا مہر جائز نہیں ہوا چار سراج پھر سید کے پاس آئی اور تعین مہر میں گفتگو کرنے لگی سید نے کہا  
 کہ نصف حاصل غلات یا سہ اور معافی ہمارے معیت و غنا تمام قوم سے تھا لہذا ہر چاہیہ شریفان رجب کو کہ جائے نکاح سے توبہ  
 مقرر تھا بلکہ اگر دیکر قوم میں نکاح سے کہ سید نے بغیر ہر بعض ہر سراج نماز صبح و عشاء سے معاف کر دی ہیں اب کوئی آدمی یہ دونوں  
 نمازیں نہ پڑھا کرے بالکل سراج مطلق نفیس ہو کر اپنے خیرہ میں آئی اور انتظام میں مصروف ہوئی اسی عرصہ میں اللہ جل جلالہ نے اسے  
 اسانی لیکر سید پر لوٹ چکے اور اس مردود و قتل کے خبر پر سراج میں ہو چکے کہ وہ سلمان چوہا اور زبان ہا ویا ہا بی بی بیبا  
 زندہ ہی اور بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ مسافہ مذکورہ فوج سید نے خیرہ میں پوشیدہ ہو کر کچھ اسکا نشان نہ ملا و سراج کی شخص  
 اسو دابن کعب بنی کرمان میں تھا اسکو فوج ہمارا سراج و عجم بھی کہتے ہیں اس سبب کہ اسکے پاس لڑائی تھی کہ اسکو تھوڑے سا تھا  
 خواہ اسکے شیطان کا نام نہ لیا ہمارا تھا اور جو لوگ فوج ہمارا سراج و عجم کہتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ اسکے پاس ایک شخص را کہ جاتا تھا اور  
 نام اسکا اکثر تھوڑے عرصہ بیان کیا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ تہہ یقین فوج ہمارا تھی کہ اسے ایک گے سے کہ سجدہ کرنا تعلیم کیا اور بعض کہتے  
 کہ وہ شیطان کے مطیع تھے ایک صحیح دوسرا سقیم کہتے دونوں امور واقعہ کی خبر ہے تھے بالکل فوج ہمارا اس مردود کا یون ہوا کہ باذان فوجی حال  
 نہ تھا کی وفات ہوئی تو یہ مردود شک لیکر آیا اور اہل صفایہ غالب کیا اور ہر لڑنے باذان کو شہید ڈالا اور زبانہ زوجہ ہر کو اپنی نکاح میں لایا  
 یہ خبر فوجہ بن سیکر اہل قبیلا مرد کو کہہ ہوئی اسے سخت صدمہ کہ لکھی اور معاذ بن جبل کہ عامل میں تھے اسکے وقت ابو موسیٰ اشعری  
 پاس چلے گئے اور دونوں حضرات میں اسے اس مقام میں فرمان واجب الانعان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا اس  
 سے کہ تم سب لوگ متفق ہو کر شہر سو غنسی کذابک دفع کرو چنانچہ معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری نے مسافہ مرد زبانہ کو یہ پیغام دیا کہ  
 اسونچے پر دشوہر کو ناحق قتل کیا ہو چکے عجب کی بات ہو کہ تو اسکے پاس لے کر تھی جو سوائے فیروز پٹی ابن عم اپنے کو نقب کی  
 راہ سے طلب کیا اور اسکو کذابک قتل کر لیا جب اسکو کاسر تن سے جدا ہوا تو ایک کذابک از مثل آوار کا و خلق سے نکلی جو کیدار و نچو چکا کہ  
 یہ کیا آواز ہو مرد زبانہ نے جواب دیا کہ خاموش رہو تمہارے پیغمبر رومی نازل ہوئی ہو جب صبح ہوئی تو موزن اسلام نے انان میں کہا  
 انشد ان محمد رسول اللہ و ان عہدہ کذاب اسوقت خبر قتل ہونے اسود کی ظاہر ہوئی اور یہ خبر بعد وفات آنجناب بنے میں شہر کی

سراج تہنہ نیت

سراج تہنہ نیت عمارت بن ہو کر اسے نبی ثبوت

سراج تہنہ نیت عمارت بن ہو کر اسے نبی ثبوت





ہم پنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے قریبوں کو پھر تم کو جو لوگوں کے دعا کریں اور جو تمہوں پر خدا کی لعنت ٹالیں ہم ہوں یا تم جب یہ آیت نازل ہوئی تو صبح کو حضرت صلعم حضرت امام حسن کلا تمہ پر لکے اور امام حسین کو گود میں لیے برآمد ہوئے یاد و نون کو بسبب درستی کے گود میں لیے تھے اور فاطمہ علیہا السلام تمہیں دیکھ کر حضرت صلعم کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہما وجہ فاطمہ کے پیچھے و حکم کیا انکو کہ جب میں نماز کروں تم آمین کہنا اور اس وقت حضرت صلعم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنَّا اِنَّا اِنَّا جب پیشواک نصارے نے ان صورتوں کو دیکھا تو کہا اے بر شعا تو قوم میں دیکھتا ہوں انکی صورتوں کو کہ اگر خدا سے دعا ست کریں کہ یہ لوگو اکٹھے تھے تو فوراً اکٹھے دیوے اس مقام میں دیکھنا چاہیے کہ ان جہروں پر کسی اور تجلی عکاسی تھی کہ بیکانہ نے اسکو دریافت کیا اور از خود رفتہ ہوا مومن بیکانہ کا کراہت نور سے آشنا ہو کر بحال ہو گا آخر کار اس ترسانے کا ہرگز سبب نہ کرنا چاہیے چاہے دینا قبول کیا اور اسلئے ہم نے لکھا کہ نصاریٰ بخوان میں عاقبت مسمیٰ بحدیث و سید و شخص ہر دار تھے سو عاقبت یہ صورتیں نورانی دیکھ کر اپنے مکان پر گیا اور بولا کہ سبب یہ کھینچو نہیں تو ہلاک ہو جاؤ گے اور تم خوب جانتے تھے کہ محمد رسول برحق ہیں تب ان لوگوں کو دھڑا رکھ دینا قبول کیے اکیڑا راہ جب میں اولیکہ راہ صفر میں اور ہر سال میں درہن درہن منظر کین بشرطیکہ اہل اسلام عشر طلب کریں اور حکم میں سے نکالیں حضرت صلعم نے قبول کیا مگر فرمایا کہ تم لوگ سو نہ کھاؤ یہ بات نصاریٰ نے قبول کی اور ایک صلعم لکھا گیا کہ اس پر حجاب کی گواہیاں ہوں اور ابو عبیدہ ابن الجراح ہرسم حکومت و قضاائے ہمراہ کیے گئے اور جب چکر عاقبت سلیمان ہوئے اور صلعم قائم رہا عمر خلافت حضرت عمر فاروق تک اسلئے نصارے ہجران خلافت کیا فائدہ اس آیت کو کہ ہم سب لکھتے ہیں اور ہر لعنت میں معنی لعنت کروں کہ یہ و ہلک و الضم و الملک معنی لعنت مباد لعنت کرنا یا لکھ کر دینا ساتھ لعنت کے اصل تہال کی یہی برعکاس کے اطلاق ہوا اسکا اس دعا جو میں کو شش کجاے اور عادت عرب کی جاری تھی کہ جب ایک قوم آپس میں اختلاف و تکذیب ایک دوسرے کی کہتے ہوں یا کہتے تو باہر نکلتے اور لعنت کرتے ایک نے سرے کو اور کہتے تھے لعنت اللہ علی الکاذب و الظالم سو حضرت صلعم کو بھی درگاہ غربت ارشاد ہوا کہ سبب یہ نصارے سے اور جو ایسے موقع میں حضرت صلعم نے اپنی زوجات اصحاب کے ساتھ زلیا سوا سوا اسلئے کہ ایسے وقت میں آنکے ساتھ لینے سے نصاریٰ پر عرب بڑا اور کمال حقیقت ثابت نہوتی اسلئے کہ رفیقوں اور پیہوین کا نقصان آدمی بہت بڑا اگر ان نہیں ہوتا جتنا اولاد کا ہوتا ہوا اور جو شیعہ اس آیت حدیث سے حقیقت خلافت علی رضی اللہ عنہ کی دلیل پلاتے ہیں سو محض بے جرات ہوں اس سے اور خلافت کیا نسبت ہو قرابت و محبت اور چیز اور خلافت اور چیز اگر صرف قرابت و محبت حضرت صلعم کی خلافت کے واسطے شرط ہوتی تو فاطمہ ہر اعلیٰ قرضی پر خلیفہ ہونے میں مقدم تھیں حالانکہ یہ مذہب کی کانین ہر دہشت صحیحہ و کجہرہ کے قصہ کے حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر نصاریٰ سبب لکھتے تو بصورت بندر و سورنخ ہو جاتے اور تاخیر کل انہرگ ہو جاتا اور ہر دون کے ساتھ جو درختوں پر ہر محل جاتے اور اسی سال میں حضرت صلعم نے حجۃ الوداع اور فیلاد اور حالہ ہوا کہ جب تائب ارادہ جمع فرمایا تو طرف وجانب میں اطلاق فرمائی کہ ہمارا غم جانب بیت اللہ شریف مصمم ہو جسکو دولت مراخت و کار ہو وہ حاضر ہو سو اکثر لوگ مدینہ یا سکینہ میں جمع ہوئے ہمارے کلب کلب لکھا گیا عہد جاری جہر فی حصہ مندر و رہا و زوجات مطہرت سے ٹھہرا

تفہیم

تفہیم





قربانی اپنے ساتھ لائے تھے یہی من مول لیتا اور صلیح نم لوگ حلال ہو گئے ہو میں بھی ہو جانا اگر آپ نہیں ہو سکتا جب تک کہ خرد لوگوں نے ستر  
 ابن جہیم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ حکم خاص ہی سال کے لیے ہوا یا ہمیشہ کے واسطے ہو فرمایا ہمیشہ کے واسطے فائدہ کفار کے نزدیک ہم  
 حج میں عمرہ کرنا نہایت برتھا سو اس حکم کے دور کرنے کے واسطے اصحاب سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ عمرہ کر کے احرام مکمل کر لے  
 اور سر نہ لٹا دے تب بعض اصحاب نے احرام اتارنے میں تامل ہوا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے کی حاجت حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قربانی کے سبب نہ چاہتا ہوں نہیں تو میں بھی احرام اتار دیتا اور حلال ہو جانا غرض جن لوگوں کے پاس  
 قربانی تھی وہ احرام باندھے سہا و جن لوگوں کے پاس قربانی نہ تھی وہ خارج ہوئے اور سر نہ لٹائے اور بعضوں نے ٹھوکرے بال کرتا دیے  
 وہ یہ سمجھے کہ بدرون حج کیسے کیا سر نہ لٹائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات نا پسند آئی کہ انہوں نے حکم بکلمہ میں کیوں تامل کیا اس واسطے  
 نہیں یا سر نہ لٹاؤ والوں کے واسطے دعا کی اور کترانے والوں کے لیے نر کی آخر ش نبی بار حست خوش کیا ان کو ترانے والوں کو بھی دعا  
 شریک کر لیا پھر حال میں حضرت امیر قاضی علیہ السلام بھی یوں سے تشریف لائے اور کئی اذیت قربانی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے اپنے ساتھ لائے اور نیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک ہوئے یعنی صلیح احرام کیا کہ جیسا حضرت رسول مقبول نے احرام باندھا  
 ویسا میں بھی باندھتا ہوں اور جب علی نقی نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو احرام سے خارج دیکھا تو فرمانے لگے تم صلیح احرام سے  
 خارج ہوئیں انہوں نے فرمایا کہ میرے باپ نے مجھ کو حکم دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے قول کی تصدیق فرمائی یا محمد حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم بالائے حجوں بجا عمرہ و حج میں ہر ایک پہاڑی ہر اترا اور انہوں نے بھی بعد عمرہ و حج نہ ہوا رجو اور نبی میں تشریف لائے اور جو  
 حلال ہوئے تھے وہ بھی احرام حج باندھ کے ساتھ تھے اسی جگہ نمازین ظہر و عصر و مغرب و عشاء فرما دے قربانی چاہتا تھا تو وہ اس کو عذر ہوئے اور  
 قبل موصول عذر سے ایک لمحہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وادی خمیر میں بیٹھا وہ تھکا ہوا تھا اسی خمیر میں ملوہ فرما ہوئے حتیٰ کہ آفتاب وسط  
 سے گذرنا تو خطیبین نے فرمایا اور نماز ظہر و عصر کو جماعت جمع کیا بیکانہ ان دعا قامت اور خطیبین نے انہوں سے فرمایا کہ تمہارے خون و تہمت  
 مال تم پر حرام ہیں جیسی اس تھکے دن کو حرمت ہو اس مہینے اور اس ہی پر صلیح لگے میں اور ذبیحہ کے مہینے میں عرنے کا دن حرام ہو گیا  
 زیادتی کسی طرح درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو حرام جانو یعنی کسی کو دوسرے مسلمان کے ناحق جان ماری اور مال کا چھین لینا  
 درست نہیں گاہ ہو کہ حالت کفری ہر چیز پر سے دونوں قدوں کے نیچے بگ لگی یعنی کفر کے رسوم باطلہ جیسے نوشکرنا جو می کو پوچھنا اور سب  
 میں لعنت کرنا سو قوت ہو گئیں یا جو کفر کی حالت میں خون ہر دہانے لگے یعنی اب انکا دعویٰ کرنا درست نہیں اور البتہ اپنی برادری  
 خونوں پہلے انوں جب کو میں دیا تھا ہوں برعین حارث کے بیٹے کا خون ہو جو وہ دہ پنا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں اور ذہیل کی قوم  
 اسکو مار ڈالا تھا اور کفر کی حالت کا سودو بایا گیا اور اپنے خاندان کے بچاؤں کے سوا اور کو میں دہا ہوں سوچا عباس  
 ابن عبد المطلب کا بیٹا جو سودو سب باڈا لایا یعنی بیٹا کا لینا حرام ہو گیا صرف اصل فرض لینا دنیا چاہیے سوڈو و اللہ سے  
 عورتوں کے مقدسے میں یعنی انکو ناحق بچ نہ دو اس واسطے کہ تم نے انکو اپنے قابو میں کیا ہو خدا کی امان اور انکی شرم گاہ کو تنے  
 حلال کیا ہو خدا کے حکم سے اور تمہارا حق آپ پر ہے کہ جب کو تم چاہو اسکو تمہارے گھر میں آنے دین سو اگر ایسا کریں تو انکو اسی

سودو و اللہ سے

سودو و اللہ سے

سودو و اللہ سے

مار مارو جس سے ہلاک نہ ہو جائیں اور عورتوں کا تمپر دستور کے موافق کھانا کپڑا دینے کا حق ہو اور مقررین تم لوگوں میں وہ چیز جو تم پر واجب ہے  
 کرنا کے بعد تم کو بھی گمراہ نہ ہو گے اگر اسکو خوب پڑے رہے اور آپ پر عمل کرو گے وہ چیز خدا کی کتاب ہے یعنی قرآن شریف و تم لوگ سمجھا  
 میں مجھے پوچھ جاؤ گے سو تم کیا کہتے ہو لوگوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اپنے خدا کا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور بخوبی ادا کیا اور نصیحت کی  
 سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمے کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اور لوگوں کی طرف جھکا کر فرمایا کہ خداوند اگواہ سو خداوند ا  
 گواہ سو خداوند اگواہ سو وفا ندرہ ہوا یعنی سو چار قسم ہوا ایک تو فرض منفعت جو متعارف ہو دوسرا فرض حکما مثلاً ایک  
 مکان گزوی رکھا اور اسکا کرایہ کھایا یا کسی شخص کو تو کچھ روپیہ قرض دیا اور یہ ٹھہرا لیا کہ فلاں غریب جاہل ہو دل بائیں روپیہ کی اس  
 رعایت چاہیے تیسرے ہوا افضل مثلاً یہ چلتے دیکر اس کے عوض اور سکے کے روپیہ بڑھوتری سے لینا مگر اس طرح کے لین دین  
 میں صورت جواز کی بھی کلفتی ہو اور وہ یہ کہ روپیہ کو سادہ میں کچھ شے شامل کے طرف کھینچ پھارے وہ حساب کے جو کچھ اسکے ذمہ  
 ہوا ہو لے چلتے ہوا اس پر یعنی گہیون دینا اور اسکے عوض اور غائب نہ بڑھا کر لینا یا جنس بدلے اور جنس مدت کے وعدہ  
 بر لانا اس طرح کار ہوا اکثر یہ بات میں رواج پذیر ہو مثلاً بالفصل ایک شخص نے جو واسطے تم نیری کے لیے اور اقرار کیا کہ فصل میں  
 اسکے بے لگہیون یا وغلہ لوگھا اگر اس میں مدت درمیان نہ تو وغلہ کے عوض غلہ لینے میں کچھ قباحت نہیں یہ لکھا ہو استاذ ادا  
 نے ہفتہ ہفتہ کی تفسیر میں جو سو تفسیر غزنی کے ہوا یہ بھی فرمایا کہ اگر مسلمانوں کا گواہ ہو کہ تین چہرین سے کو کینے سے پاک کرتی ہیں ایک  
 عمل باخلاص کرنا دوسری نیک خواہی بھالی مسلمان کی تیسری لزوم جماعت لیل الی اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مضطر تھے کہ کو  
 ام افضل ثلث الحاث ماد عبد اللہ ابن عباس نے ایک پیلے میں وہ بھیجا حضرت نے سب لوگوں کو روہر و تناول کیا پھر پتہ چلا اور  
 اور مسئلہ ظہر و عصر اور قسوی ہر سوار ہو اور جانب ہوتی یعنی چل اوجہ کہ وسط وادی عرفات ہر روانہ ہوا اور توجہ قبلہ ہوا راستہ  
 کے واسطے کمال انصر و ذاری دعا حضرت فرمائی یہاں تک کہ خبر ہوئی کہ گناہ تھاری امت کے بخشو گا اگر مسلمان سو حضرت نے خبر سنا اور بھی  
 دعا میں بہانہ کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور بعد غروب آفتاب فرو رفتہ میں آئے آسمان ابن زبیر اس وقت روہر  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے وہیں بات کو سجا اور نماز صبح اہل وقت ادا فرما کر شمر حرام یعنی چل فرج میں آئے اور توجہ  
 الی القبلة دعا و ذاری میں مشغول ہوئے اور امت کے حق میں پھر بہانہ فرمایا یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے موافق دعا جبری  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور قبل طلوع آفتاب فضیل ابن عباس کو اپنا روایت فرمایا اور سورہ ہٹی  
 میں جلوہ فرما ہوئے اور حمزہ و عتبہ میں سات کنکریان مابین اور ہر کنکری میں تکیہ فرمائی اور تلبیہ ترک کیا اور وہی  
 خطبہ جو عرفے کے دن فرمایا تھا پھر فرمایا اور خرم و جبال کی کیفیت اور صورت سے اطلال غشی پھر غریب تشریف لائے  
 اور پھر ۳۳ اوٹ موافق اپنی عمر کے دست مبارک سے غفر فرمائے اور سنتیں ۳ اوٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے  
 عکرا لے پھر مومے مبارک منڈوا کر تقسیم کیے ایک نصف ابو طلحہ انصاری کو اور ایک نصف زو جات طہرات اور  
 اصحاب اخیار کو عنایت کیے خالد بن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ مومے پیشانی مجھو ملین کہ میں بطور شکر کھوں



سوموسے پیشانی انگوٹھے نقل پر کر زوجات مطہرات کے واسطے ایک گاسے نیچ کی اور دو بکران بھی بعضی روایت میں ہیں اور بعد سحر کے ارشاد کیا کہ تھوڑا تھوڑا گوشت لیک کر چنانچہ گوشت پکایا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیکر تناول فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ گوشت اور پوست تقسیم کرو اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہیں دیا بلکہ اجرت اٹھ لی علیہ عنایت فرمائی اور بعد اسکے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطہر کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور مکے میں آئے اور قبل نماز طہرات مرتبہ کعبے کے گرد پھرے اسکو طواف الصدہ بولتے ہیں پھر نماز طہر پڑھ کر قیام پر کہ جہاں آب زم زم جمع کرتے ہیں تشریف لائے اور نبی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ بانی مذہب کیپڑا کر یہ خوف نہ ہو کہ لوگ ہجوم کر گئے تو میں تمہارے ساتھ پانی کھینچتا سودہ لوگ ایک ڈول پانی لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیادہ پھر نماز میں تشریف لیگئے اور باقی روز شنبہ اور شب یکشنبہ اور روز و دو شنبہ اور شب سہ شنبہ منی میں قیام رہا اور پیادہ پاتینوں حجرات میں بعد از نماز انکرا طیان پھینکتے رہے شروع اس حجرہ سے فرماتے تھے جو خیف سے بلا ہوا جو خیف زمین نشیب کو بولتے ہیں اور اس جگہ وہ مقام مذہب جہاں سجنی واقع ہے حجرہ میانہ میں پھر حجرہ عقبہ میں اور حجرہ اول و ثانیہ میں مکے واسطے توقف کیا اور حجرہ عقبہ میں قیام کیا لیکن دعل کے واسطے توقف نہیں فرمایا روایت ہے کہ بروز یکشنبہ و دوسرے دن یوم النحر سے کہ اسکو یوم الرؤس کہتے ہیں خطبہ بلغہ پڑھا اور پھر روز سوم بھی خطبہ پڑھا اور اس خطبے میں وصیت فرمائی کہ دوسری الارحام سے نکلی کرو پھر شب چار شنبہ محصب میں ہجرت فرمائی اور ارشاد کیا کہ کوئی شخص مکے سے نہ جائے جب تک طواف الوداع نہ کرتے چنانچہ سحر چار شنبہ قبل از صبح مکہ میں تشریف لائے اور طواف الوداع کیا فائدہ محصب مکان ہوجان قریش اور بنی کنانہ نے قسم کی تھی کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے شادی بیاہ نہ کریں یہاں تک کہ تنگ ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کریں اور تین برس تک یہ معاملہ بحال افضل اسکا بیان ہو چکا ہے سو جب حجۃ الوداع کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو چلے اور قریب پہونچے تو اسامنا بن زید نے پوچھا یا رسول اللہ کل کہان اترے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا نبی غلام انصار اللہ خیف بنی کنانہ حبث تھا سناو علی الکفر یعنی اترینگے کل انصار اللہ بنی کنانہ کے ٹیلے پر جہاں کفار قریش اسپین ہر قسم ہوئے تھے کفر قریشی محصب میں اترنے کا یہ فائدہ ہو کہ خدا کا احسان باد پرے کہ جہاں کافروں نے کفر پر کمر باندھی تھی وہیں مسلمانوں کو خدا نے کیسا غالب کیا اور تاکہ کافر لوگ شرمندہ ہوں اس حدیث کی روایت بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے ہے کہ قصہ حجۃ الوداع میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذیل دن گئے میں رہا اور قصری نماز پڑھتے رہے بعد اسکے جانب بیزر واد ہو کے آخری الحجہ جلوہ فرماے مزید ہوئے فائدہ اس حج کو حجۃ الوداع اسلیے کہتے ہیں کہ خطبہ میں جن چیزوں کو لوگوں کی وداع فرمائی اور ارشاد کیا خدا و اعمی مناسک فانی لا ادری علی الاصح بعد عامی ہذا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے میں کہ امت کرتے تھے بلکہ حجۃ الاسلام کہتے تھے فائدہ صحابہ میں اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس

جمع میں قاریان یا غویہا متبع اور یہی سبب ہو کہ جو لوگ بعد صحابہ کے ہوئے وہ بھی اختلاف کرتے آئے چنانچہ حضرت  
امام عظمیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام قرآن کا باندھا تھا اور ایسی سبب سے امام صاحب کے نزدیک قرآن افضل ہر  
نسبت افراد اور متبع کے چنانچہ امام فخر الدین نورانی رحمۃ اللہ علیہ وحقیقین شافعیہ نے اس مقام پر ایسی بات کو ترجیح دی ہے اور  
فرماتے ہیں کہ طریق جمع بین الروایات یہ ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول مفرد تھے پھر قاریان ہوئے جو جس شخص نے افراد  
تجزیہ کیا وہی اصل ہے اور جس نے قرآن روایت کیا اسے آخر امر پر اعتماد کیا اور جس نے متبع روایت کیا اسے متبع لغوی یعنی  
انتفاع اور ارتفاق ارادہ کیا ہو فائدہ افراد یہ ہو کہ فقط جمع یا عمر کے واسطے احرام باندھے اور قرآن یہ ہو کہ حج اور عمر کے واسطے  
کے لیے احرام ساتھ کرے اور متبع یہ ہو کہ حج کے مہینوں میں پہلے عمر بجالا دے بعد اس کے حج کرے اور احرام حج یا عمر کے  
نسبت باندھنے کو کہتے ہیں کہ نا دو ختمہ کپڑے پہنے اور زبان سے بھی کہے بیک اللہم حجہ عمرہ قرآن میں اور بیک اللہم  
لعمرة افراد عمر میں اور بیک اللہم حجہ عمرہ ج میں اور ابو جعفر طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے قرآن اور متبع اور افراد تینوں میں سے فرماتے تاکہ معلوم ہو کہ تینوں جائز ہیں اس لیے کہ اگر ایک بات کا حکم ہو  
تو گمان نہ ہو تاکہ اس کا غیر جائز نہیں ہے پس اضاقت تینوں امور کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی اور ہر ایک  
نہ وہ امر بیان کیا جبہ مامور ہوا تھا اور اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا خواہ بتاویل یا اس سے  
کہ اوہی اس کا مامور ہوا تھا فائدہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحلیفہ میں پہنچے ہیں تب اسما بنت عمیس سے  
محمد بن ابی بکر سید ہوئے تو اسما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بھیجا کہ میں اب کیا کروں فرمایا غسل کر کے نکام لگاؤ  
اور ایک کپڑا گندہ محل مخصوص میں خون نقاس کے واسطے رکھ کے احرام باندھے رہے فائدہ موضع شہد میں حضرت  
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوا وہ رونے لگیں آپ نے پوچھا آنھوں نے بیان کیا فرمایا کہ حیض ایک امر ہے کہ خدا نے  
آدم کے بیٹوں پر قدر کر دیا ہے کچھ حرج نہیں سوائے طواف کے سبب کان حج بجالاؤ اور بعد حصول طہارت طواف کر لینا یعنی  
احرام باندھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ بن گنجم کرین اور عمرہ ترک کرین لیکن حلال نہون اور حج کو زیادہ کرین  
اور تمام اعمال حج بجالاؤین سوائے طواف بیت اللہ کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بروز بخراک ہوئیں اور طواف بیت اللہ  
شرف ہوئیں فائدہ یہ جو ذکر کیا گیا کہ حضرت نے محققین کے واسطے تین بار دعا کی اور مقصرین کے واسطے ایک بار جیسا  
حدیث بخاری اور مسلم سے کہ ابو جعفر نے روایت کی جو دفعہ ہو تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج میں سرشتا نابال کمتر نے  
سے افضل ہو فائدہ واردات حجرہ الوداع سے نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دنیا ہو  
یعنی آج میں پورا دین تم کو دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں تمہارا دین تمہارا کیا میں تمہارے واسطے دین مسلمان یہ  
آیت روز جمعہ بعد عصر مقام عرفات میں کہ حضرت ناقہ قصوبی پر سوار تھے نازل ہوئی کہ اس کے بوجھ سے قریب تھا کہ بازو نہا کا  
ٹوٹ جائے صحیح بخاری میں طارق بن شہاب سے روایت ہو کہ یہود نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جو آیت تم

تفہیم  
ابن کثیر



پڑھتے ہو اگر آیت میں نازل ہو تو تم خیر کرتے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آیت ہر دفعہ نازل ہوئی اور ہم عمرنے میں تھے اور اس دن پانچ عیدین ہوئیں جمعہ اور عرفہ اور عید یوم النصارے و محوس اور سو اُس دن کے اور کعبہ و اعیان اہل تل مجتہع نہیں تھے ہن اور ہارون ابن عمرو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت عمرؓ نے عنہ بیت رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں روئے عمر نے کہا یا رسول اللہؐ جہنت تھے کہ دین میں باقی ہوگی ان کی تکمیل ہوگی تو اب کوئی چیز کامل ہوگی بلکہ ناقص ہوگی فرمایا تو نے سچ کہا چنانکہ بعد نزول اس آیت کے پھر حلال اور حرام اور فرائض اور حکم کچھ بھی نازل نہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد اسکے اس عالم میں اکاشی دن جلوہ فرما رہے گویا بیخبر وفات تھی اور جب یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنی تو کہا یا رب اب حضرت تمہارے پاس سے حضور خداوندی میں تشریف لیجائیے سب لوگ رونے لگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی دہمچی فرمائی اور ارشاد کیا کہ جبریل ہر سال ایک مرتبہ کلام اللہ میرے پاس پڑھتے تھے ابکی دو مرتبہ پڑھاؤ شاید سال آیندہ میں تم میں نہ ہو گا فائدہ بعد ہجرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اچھے اولاد اور کوئی حج اور نہیں فرمایا اور پیشان ہجرت بعض کے دو اور بعض کے تریزہ زیادہ ادا کیے ہن اور سب پابعدہ فرمایا ہر اسی سفر میں وقت مراجعت از مکہ غدیر خم میں کہ حوالی حیفہ واقع ہر نماز طہراول وقت ادا کر کے بارگاہ متوجہ ہو کر فرمایا استوالی بالمؤمنین الشہید سب کمالی یا رسول اللہؐ پھر حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا اس گنت مولاہ فعلی مولاہ اللہ مال من والاہ دعاؤ من عداہ اسے آخر الحدیث یہ حدیث بخاری و مسلم میں نہیں ہے مگر صحیح ہر دو مرد مولے سے نام و معین و قریب ہر اولے یعنی اوئے اسلیے کہ مفعول بمعنی فعل نہیں کیا پس ہر شیعہ حاملین ہیں اور سب اس خطبہ کا یہ ہوا کہ میں جو لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے تمہیں سے کچھ لوگوں نے نکات حضرت علیؓ کی کی تھی اور نکات انکی بیجا اور نافسی سے تھی اور ہر مسلمان پر اپنی محبت اور محبت حضرت علیؓ کی واجب گردانی بعد سماعت اس خطبے حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مبارکباد دی اور کہا اب تو مولی ہر مومن اور مومنہ کے ہو گئے یہ حدیث کتاب کوۃ باب ۲ مناقب علی رضی اللہ عنہ کی فصل ثلث میں نام احمد سے مروی ہے اور ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے اور صحیح مسلم میں زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد حمد و صلوة اس بات کا دریافت کرنا ضرور ہے کہ میں آدمی ہوں قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا پیغام لانے والا آوے تو میں اسکا کسنا مانوں اور میں دو بجاری چیزیں چھوڑتا ہوں ایک کتاب اللہ حسین نور ہدایت ہے سولہ اور خوب چمٹ جائے یعنی اس پر عمل کر دو اور دوسرے اہل بیت میرے مخلص و نجات دہندگان اپنے اہلبیت کے مقدمے میں یہ کلام تین بار فرمایا و فرمایا کہ اس جگہ حضرت نے تمام عرب کو بزرگی قرآن اور اہلبیت کی جنائی اسلیے کہ حضرت کو معلوم تھا کہ اُسٹ میں اختلاف پڑ گیا اور قرآن کے مضمون سے لوگ غفلت کر گئے اور تعظیم اور محبت اہلبیت میں بعض لوگ قصور کر گئے بلکہ محبت کثان عداوت پر کہنا مومن کے جس طرح خارج ماضی سلفیہ کہ میری موت قریب ہے میں ہمیشہ زندہ رہوں گا کہ مجھے ہر چیز دریافت کرتے رہو میرے بعد ہدایت کی صورت یہی ہے کہ تم

محمود علی آقافورت  
بیخود دل کریم  
باشما و دیگر فریبده  
اجنبای غفلت از رخسار  
فقد

[illegible]

عمل کعبیہ اور اہلبیت کی تعظیم و محبت کہ وہ قرآن کی تفسیر ہیں اور بیت ہیں بہن بیت نسب و ہر بیت سکنی و بیت ولادت  
پس اولاد و جملہ اہلبیت ہیں از بہت نسب از جد قریب کی اولاد کو بیت کہتے ہیں چنانچہ فلاں کا گھر بزرگ ہوا اور  
اہلبیت سکنی از طاح ہیں اور للاق اسکا مرو کی عورتوں پر بہت مشہور و خاص ہر حسب عرف و عادت اور اولاد و ترفیہ اہلبیت  
ولادت ہیں اور باوجود شامل ہونے اہلبیت کے تمام اولاد حضرت کو علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام بسبب ذاتی فضائل اور  
علاقہ محبت کے ممتاز و مخصوص ہیں اور للاق اہلبیت کا ان چار شخصوں پر شائع و فاعل ہو پس واضح ہوا کہ اہلبیت گھر والوں کو  
کہتے ہیں اور ہندوستان میں بھی بی بی کو گھر کے لوگ کہتے ہیں پھر بیسیوں کو نہ داخل کرنا اہلبیت میں جہالت ہر یا تعصب  
بارے احمد کہ اس حدیث پر پورا عمل اہل سنت کو نصیب ہوا کیونکہ احکام عمل و عقیدہ قرآن کے موافق ہر قرآن کے ہوتے  
کسی چیز پر عمل نہیں کرتے اور جملہ اہلبیت کی محبت و تعظیم واجب جانتے ہیں بخلاف خارج و لوہب کا اکثر اہل بیت سے عداوت  
رکھتے ہیں اور شیعہ کا تو محب حال ہو کہ قرآن کو تمامہ تسلیم کرتے ہیں اور اہلبیت کو کمال مانتے ہیں حالانکہ یہ حدیث اہل تارک  
فیہم الثقلین ہا انکم ہما لن تفلوا بعدہ احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ و عزلی اہلبیتی متفق علیہ ہر سو کتاب اللہ کی نزدیک  
شیعہ درجہ اعتبار سے ساقط ہوا و مثل تورات و انجیل قابل تسک نہیں رہی اسلیے کہ بقول شیعہ محدث ہوا و اکثر احکام اس  
منسوخ ہو گئے ہیں اور آیتیں اور سورتیں کہ مانع احکام و مخصوص عموماً تھیں چوری گئیں اور جو باقی ہر بعض الفاظ اسکے متبدل  
اور بعض لفظ اور بعض ناقص ہیں چنانچہ کلینی نے ہشام بن الم سے روایت کیا ہوا القرآن الذی جابہ جبریل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم شیعہ عشر الف آیت یعنی وہ قرآن جو آئے تھے حضرت جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ سترہ ہزار  
آیتیں تھیں اور محمد بن نصر سے روایت کیا ہوا کہ ابو عبد اللہ نے فرمایا کان فی لم یکن اسم سبعین رجلاً من قریش باسماہم و ہما  
اباہم یعنی تھے لم یکن کی سورت میں نام تشریف کے اور انکے باپ دون کے اور روایت کیا ہوا کلینی وغیرہ نے حکم تشریف  
سے کہ آئے کہ اہل نام زین العابدین نے یوں پڑھا ہوا کہ و ما ارسلنا من قبلك من سول ولا نبی ولا تحدیث پھر فرمایا کہ تھے علی ابن ابی طالب  
حدیث اور روایت کی ہوا بن جہم اللہ نے وغیرہ نے ابو عبد اللہ سے کہ ان نام تشریف اہل بن انام خدا نہیں ہر بلکہ کلام اللہ  
یہ ہوا ان ایضہ ہی از کی من ایلم اسی طرح شیعہ کے نزدیک ثابت و مقرر و مشہور ہے کہ بعضی سورتیں تمامہ کلام اللہ سے محال و الکی  
جسطح سورۃ الولا تہ اور بعض سورتوں کی اکثر آیتیں خارج کی گئیں ہیں جسطح سورۃ اخطاب کہ پیش سورۃ انعام تھی سلطان  
سورتوں سے فضائل اہلبیت و احکام امامت اہلبیت کے ساقط کر دیے گئے ہیں اور لفظ و لیک لا تخرن ان اللہ معہ  
محال گئی اور لفظ عن ولایۃ علی کریم انہم و حقوہم سورتوں اور حقوہ لیک نہ ہوا میر جملہ خیرین الف شہر سے اور کلہ تہی بن ابیہا  
کلہ فی اللہ المؤمنین اقتال سے اور لفظ آل محمد آیہ سی علم الذین ظلموا سے یعنی آل محمد و متعلق بقلیون اور لفظ علی کہ  
اکل قوم ہا دسے و ذکر کل ذلک ابن شہر آشوب لما زدرانی فی کتاب الثالب اور اسی طرح کلمات و آیات بیما حضرت شیعہ  
نے تار کیے ہیں اور سید محمد تہ العصر نے بارہ ضعیفین لکھا ہوا کہ چون نظم قرآنی تقسم عثمانی است بر شیعان احتیاج بران

بنی بن ہاشم  
لابن جبریل  
کعب بن لہب  
دفعہ ستان  
اسے ہشام  
نہا ایک  
میں از کل  
سے



نشاہت اور اس کتاب میں دوسرے مقام میں یہ علاوہ ان کے چونکہ قرآن مجید ثالث اجتماع باک بر شیعیان بخیر و اندیشہ و اہل بیت علیہم السلام  
 الی عبارت اس صورت میں شیعہ کے نزدیک قرآن محفوظ اور کتب پیشین میں کچھ بھی فرق نہ رہا اور حسیط وہ لائق تمسک نہیں  
 ہوں قرآن بھی منہ دار تمسک نہ رہا باقی یہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل اہل حضرت بعضی اقارب ہر اور شیعہ بعض عزت کے  
 اٹھارہ کرتے ہیں چنانچہ رقیۃ و ام کلثوم بنات حضرت صلعم کو عزت میں نہیں شمار کرتے بجاۃ زوجہ حضرت عثمان غنی چنانچہ احقاق  
 میں ہر کہ رقیہ و ام کلثوم حضرت کی دختر تھیں نہ بطن خدیجہ سے اور صحیح الفاضلین میں ہر کہ سواس حضرت فاطمہ کے آپ کے کوئی  
 دختر نہیں حالانکہ قرآن میں بصیرت جمع ارشاد ہو یا ایہا النبی قل لزوجک دنیا تک اور ظاہر ہر کہ اطلاق جمیع کاتین سے کمتر میں  
 درست نہیں و محمدنا و آلہ و المعاد میں ہر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ام کلثوم بنت نبیک اور حضرت عباس اور انکی  
 اولاد اور حضرت زبیر بن عوفیہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت میں داخل نہیں جانتے بلکہ برکت میں اس باعث سے کہ حضرت  
 عباس و ابن عباس حضرت فاروق اور کلثوم کی تفریح میں واسطہ ہوئے تھے حالانکہ شیعہ کی مجالس میں یہ جوہر کہ حضرت خیر الانس  
 جناب عباس کی عظمت بجا لاتے تھے اور حضرت زبیر کو اس باعث سے کہ جنگ حمل میں شریک تھے حالانکہ کشف الغمہ میں کتب ہو  
 کہ جب اس جنگ میں ابن حزمہ نے آپ کو شہرت شہادت پہنچایا حضرت امیر کو غزوہ یمامہ میں نے تیرے بدخواہ کو ٹھکانے  
 پہنچایا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خیر العباد سے یاد ہو کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہر غصہ میں کیا اپنے تئیں اب خیر سے جہنم میں پہنچا جہنم  
 فرمایا اللہ صدق رسول اللہ شہر قاتل ابن صفیہ النار اور اکبر اولاد حضرت فاطمہ ہر اکو بھی دشمن رکھتے ہیں چنانچہ زبیر بن علی  
 بن حسین کہ بڑے عالم متقی و منور تھا و مردانیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور سچائی میں زبیر سے دشمنی رکھتے ہیں اور ابراہیم بن ہاشم  
 کاظم کو کذاب کہتے ہیں حالانکہ وہ بڑا اولیاء میں تھے اور متقیوں میں علی برادر حضرت امام حسن مجتبیٰ کو بھی کذاب لکھتے ہیں اور حسن بن حسن  
 ششی اور ان کے بیٹے عبد اللہ محض اور ان کے بیٹے محمد کو جو کہ لقب نفس زکیہ ہیں مرد اور کافر شمار کرتے ہیں اور ابراہیم بن عبد اللہ  
 اور زکریا بن محمد باقر کو اور محمد بن عبد اللہ بن حسن اور محمد بن قاسم ابن حسن کو اور سچائی میں عمر کو کہ بخلا خذا زبیر بن علی ابن حسین  
 میں تھے مرد اور کافر جانتے ہیں اور جماعہ سادات حنفیہ اور حنفیہ کو جو کہ قاتل امامت حضرت زبیر شہید کے ہیں خیال اور گمراہ کہتے ہیں  
 اور جماعہ شیعہ یہ ان کے حق میں اعتقاد کفر و ارتداد اور خلود و دوام فی النار کا رکھتے ہیں اور وجہ اسکی بھی ظاہر ہے اس لیے کہ ان کے  
 امامت ایک امام کا نزدیک اثنا عشرہ کے مانند دیگرین نبوت ایک نبی کے ہر اور وہ کافر و الکافر محمد فی النار اور یہ بزرگوار مسکرات  
 امام وقت بلکہ امامت بعض ائمہ ماضیہ میں بھی ہوئے ہیں اور طائفہ قلیل اثنا عشرہ اس طرف گئے ہیں کہ یہ بزرگوار اعراف میں ہونگے  
 مثل حضرت عباس عم رسول اللہ اور بعض کہتے ہیں کہ بعد عذاب نبی اپنے اجداد شفاعت سے نجات پائینگے اور یہ دونوں تو  
 موافق قواعد و اصول اس فرقے کے رکبان و سرور ہیں قول اول مطابق ہے کیونکہ شفاعت حق کفار میں بالاجماع مقبول نہیں  
 اور با این ہمہ اعراف دارالخلد نہیں ہر اس مقام سے معلوم ہوا کہ شیعہ سب اہلسنت کے دوست نہیں ہیں اولیسی دہائی محبت کا  
 شرع میں اصلاً اعتبار نہیں چھوٹے قرآن کی بعض سورتوں کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا درست نہیں اور طرفہ یہ ہر کہ جن

اُمّہ اشاعرہ کو مانتے ہیں انکی طرف ہزاروں محبوب و قبائح نسبت کرتے ہیں کہ اُس سے سرتاپا استحقاق و اہانت لازم آتی ہو اور ملاحظہ کتب حضرات شیعہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں اختلاف غلیظ پایا جاتا ہے اور کتب بعد حضرت امیر المومنین محمد بن جعفر بن خنفیہ کو امام جانتے ہیں زیدیہ امامت علی بن الحسین کے قائل نہیں باقرہ امام باقر و زکریا امام زکریا امامت کے مقرر ہیں اور موسویہ بعد امام جعفر کے حضرت موسیٰ کاظم کو امام کہتے ہیں حنفیہ عبداللہ بن جعفر کو اور حنفیہ علی بن جعفر قرطبیہ بعد اسماعیل آٹکے بیٹے محمد کو امام جانتے ہیں اور اثناعشریہ جعفر بن موسیٰ کاظم اور جعفر بن علی برادر حضرت امام موسیٰ کذاب بناتے ہیں اور سلسلہ امامت کا امام حسن عسکری پہنچاتے ہیں بن بعد جعفر بن جعفر بن علی کی امامت کے قائل ہیں بنو کنتہین کہ امام حسن عسکری اولاد تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کے فرزند آخر الزمان ہیں کہ صوفیہ میں کہ باپ کے ورور دم گئے اور بعضوں نے مدعیوں کو پہنچایا ہے حضرت بنی داخل مدینہ ہوئے اُس کے بعد حضرت جبریل عجلہ سفید پہنچے خوشبو لگائے کمال حسن و جمال باموسے سیادہ تشریف لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب زانو سے زانو ملا اور دونوں ہاتھ اپنے زانو مبارک پر رکھ کر ایمان اور اسلام اور احسان اور قیامت اور علامات قیامت سے سوالات کرتے رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجز ارشاد کرتے رہے جب کہ رخصت ہوئے تو اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کون شخص تھا فرمایا ابھی جانا ہو گا بلا لاؤ بعض اصحاب گئے تو انکا نشان نہ پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد جبریل علیہ السلام تھے اور میں انکو ہمیشہ پہچان لینا تھا لیکن کج بین نے بھی نہیں پہچانا غالب ہو جانے سے معلوم ہوا کہ جبریل تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ جبریل علیہ السلام تعلیم و تعجید دین کی گئے تھے اور اسی سال میں قصہ جام کہ تیم داری اور عدی نصرانی نے چڑایا تھا واقع ہوا اور اسی سال میں ضام بن ثعلبہ حاضر ہوا اور احکام دین اسلام سیکھ کر اپنی قوم بن گیا اور انکو مسلمان کیا جب سال یازدہم ہجرت اور بہت سوم موت و شصت و سوم مولد ابابو اذخر صغیر میں ارشاد آئی ہوا کہ اہل بقیع کے وسط استغفار کرو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھیری رات میں بقیع میں کہ قبرستان مدینہ ہوا اور حضرت کے مکان بحدایت متصل بلکہ کئی قدم کے فرق سے واقع ہوا تشریف لیگئے اور دعا مغفرت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اہل بقیع تم پیشقدمی کر گئے اب فتنہ طاہر ہوا جو مسلمین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ سیری باری کی رات حضرت میرے پاس تشریف لائے اور اتنا لیٹے کہ حضرت کے گمان میں سو گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آہستہ اپنی چادر لی اور آہستہ جوتہ پہنا اور آہستہ دروازہ کھولا محکوم رشک آبا کہ شاید حضرت کی اور بنی بنی پاس جاتے ہیں بھی اپنی کرتی ہیں اور رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان بقیع میں آئے اور بہت دیر تک وہاں کھڑے رہے پھر تین بار ہاتھ اٹھا کر دعا کی بعد وہاں سے پھرے بنی بنی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھپٹے میں بھی چھپی آخر میں جلدی سے آگے آکر لیٹ رہی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا ای عائشہ میرا کیا حال ہو جو دم بھولی اور

سید  
شفیع  
حیدر علی

ن

من قاضی

معارف  
معارف  
معارف



ہا ہستی ہو چکا تھا کہ جس خیر سے فرمایا اسکا سبب تھا جسے یا مجھ کو یا مہربان کا دانا خبر واسطے کہ گواہین کے کیا یا رسول اللہ میرے ان باپ کی  
 قربان ہو چکا تھا کہ اسکا فرمایا تو ہی تھی سیاہ سیاہ جسکو میں نے اپنے گے دیکھا میں نے کہا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہربانی سے  
 میری چھائی پر دھکا دیا کہ میرے دروہوں نے لگا اور فرمایا کیا تو نے یہ گمان کیا کہ اللہ اور اسکا رسول تجھ پر لگا کر گواہی تیرے باری کی  
 رات کسی اور نبی ہی پاس میں جاتا ہے حضرت عائشہ نے کہا جس چیز کو لوگ چھپاتے ہیں خدا اسکو جانتا ہی ہو فرمایا ان جانتا ہی ہو چکا تھا  
 کہ البتہ جبریل میرے پاس آیا تھا جبکہ تو نے دیکھا پھر اسنے جگر بجا اور تجھے چھپا دیا اور جبریل بھی میرے پاس نہ آیا تھا اور تو اپنے پسر  
 انا چکی تھی اور میرے گمان میں یہ آتا تھا کہ تو سونگے سو مجھ کو برا لگا کہ تجھ کو جکاؤں اور میں ڈرا کہ تو گھر ایگی سو جبریل نے کہا کہ تمہارا اللہ  
 حکم دیتے ہیں کہ شیع کے قبرستان میں جاؤ اور انکے واسطے استغفار کرو فائدہ اس حدیث سے نکالنا کہ بے ضرورت کبھی سو کو  
 جگانا نہ چاہیے اور عورت کو خافہ کے پاس برہنہ سونا درست ہو اور قمار پر جانا اور مردوں کے واسطے مغفرت چاہنا سنت ہو یا حلال  
 روز بروز بخاک کی شدت ہوئی یہاں تک کہ آپ مسجد میں امانت کے لیے نہ جاسکتے تب ارشاد کیا کہ ابوبکر سے کہ دو امام ہوں حضرت  
 عائشہ فرماتے ہیں میں نے خیال کیا کہ جو شخص آپ کی جگہ امام ہو گا پھر آپ کی وفات ہوگی تو لوگ اسے منحوس کہیں گے لہذا میں نے  
 التماس کیا کہ ابوبکر نرم دل ہیں محراب کو حضرت سے خالی دیکھ بیتاب ہو جائیں گے اور شدت رقت سے ناز نہ پڑھا سکیں گے حضرت  
 نے فرمایا کہ دو ابوبکر سے ناز نہ پڑھاؤں پھر میں نے حضرت سے کہا کہ تمام عمر کے لیے اجازت ایلو حصہ نے عرض کیا حضرت  
 ناخوش ہوئے اور فرمایا ابوبکر کے ہوتے دوسرے کو امام ہونا ہرگز نہ چاہیے الغرض صدیق اکبر نماز پڑھانے کھڑے ہوئے جہاں کمال  
 آنحضرت جو اس مقام پر نہ دیکھا بیتاب ہو گئی اور ایسی وقت غالی ہوئی کہ تمام اہل مسجد نے لگا اور مسجد میں شوق قیامت برپا ہوا آنحضرت  
 شوق سے کھڑے ہوئے پھر حضرت فاطمہ علیہ السلام نے حال عرض کیا تب آپ مسجد میں تشریف لیگئے اور نماز پڑھی اور لوگوں کو تسلی  
 اور فرمایا اے مسلمانوں! تمہیں خدا کے سپرد کیا خدا سے ڈرتے رہو اور اسکی اطاعت کرتے رہو اور میں اب نیا کو چھوڑا ہوں کتب حدیث  
 ظاہر ہو کہ ابوبکر صدیق رض نے جب نماز پڑھائے میں جب کلام امت شروع کی دو با آنجناب مسجد میں تشریف لیگئے ایک با آپ نے  
 حضرت صدیق کے پیچھے نماز پڑھی صفت میں بیٹھکے چنانچہ صحیح ابن حبان میں موجود ہے آخر نماز آپ کی تھی اور ایک مرتبہ آپ  
 کھڑے ہوئے حضرت صدیق کے تشریف لیگئے حضرت صدیق نے چاہا کہ پیچھے ٹھینے آنجناب نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو  
 اور آپ ابوبکر کے پاس جا بیٹھو اور امام ہوئے اور ابوبکر خدا دہنی طرف آپ کے کھڑے ہوئے لوگ ابوبکر کی نماز کو دیکھ کے ناز نہ پڑھتے تھے اور ابوبکر  
 جناب سول مقبول کی نماز سے یعنی امام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر صدیق بطور مکبر کے تھے امام کے ارکان سے لوگوں کو مطلع  
 اور یہ صورت صحیح میں ہو اور ایک مرتبہ آنجناب حضرت وفات یعنی صبح دوشنبہ کو حجرے کے دروازہ تک تشریف لائے اور پردہ اٹھا کر  
 کیفیت جماعت کی ملاحظہ فرمائی اور لوگوں کو نماز جماعت پر قائم دیکھ کر خوش ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیچھے ٹھنکا تھا  
 آنجناب نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپ مسجد تشریف میں تشریف نہیں لائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ جناب سول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی است سے آدمیوں میں سے جو شخص کے پیچھے نماز پڑھی ایک حضرت ابوبکر صدیق

صحیح بخاری  
 جلد ۱۰

دوسرے عبدالرحمن بن عوفؓ کے ایک سفر میں جناب ابو سلمہ نے اپنے باپ عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قصاص حاجت آنے میں یہ یہوئی صحابہ نے عبدالرحمن کو امام کر کے نماز شروع کر دی ایک کھیت پڑھ چکے تھے کہ آپ تشریف لائے عبدالرحمن نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر ہوا آپ نے ایکٹ لگے پیچھے پیچھے اور ایک کھیت باقی رہی تھا اور ایک کھیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے اور بھی نماز پڑھی تھی اسکی صورت یہ ہوئی کہ آنجناب نے برقع نزع کیا میں نبی عمر بن عوف کے واقعہ تمامہ فناء میں تشریف لے گئے تھے آپ کو توقف ہوا صحابہ نے حضرت ابوبکر کو امام کر کے نماز شروع کر دی اس اثنا میں جناب تشریف فرما ہوئے ابوبکر صدیقؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ قائم ہوا اور تمام نماز لگے پیچھے پیچھے روایت صحیحہ کہ شروع بیماری میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ریشا د کیا کہ شہر تہامی یہ جو غم خورہ اور سکون موحہ وقع لون الف قصودہ متعلقہ سے وہ سہو شکیبائین اور زید بن جراح اپنے والد کے خون کا انتقام بوجہی الین اور تجیز لشکر شروع فرمائی اور لو اپنے ہاتھ سے باندھی اور حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو ہمراہ جانے کا حکم دیا اور اسامہ بن زید کو کہ عمر اٹھا رہے ہیں کے تھے سوار کیا اور اجلہ صحابہ کے مثل ابوعبیدہ بن الجراح اور عثمان بن عفان اور سعید بن زید اور سعد بن قاص اور قناده بن النعمان وغیرہم رضی اللہ عنہم کو بھی تعینات فرمایا اور ربہ سلمی کو عملدار قرار دیا یہ حال دیکھ کر اہل نفاق و اجلاف عرب نے بطور طعن کہا کہ ایک غلام کو سوار و ماہرین اور الفداء بتاتے ہیں خواہ یہ کہا کہ ایک نوجوان کو ماہرین و لہین پر امیر کرتے ہیں کہ یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کان تک پہنچی تو مسہرہ بارک پٹی باندھے ہوئے تھے جس سے برآمد ہوئے اور نیزہ شریف پر کھڑے ہو کر خطبہ بلین پڑھا کہ صحیحین میں مذکور حوالہ کنتم بطعونون فی امارۃ فقد کنتم

قطعونون فی امارۃ ایہیں قبل دایم لشکران کا ناطق اللہ مارتہ وان کان لمن احب حب الناس وان نزل من احب الناس الی بعدہ روا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما لینی اگر ہو تو طعن کرتے اسکی امارت میں اس تحقیق تھے غم طعن کرتے اس کے باپ کی امارت میں پہلے اور قسم خدا کی باپ اسکا لائق امارت کے اور محبوب بن لوگون سے طرف میرے اور یہ یعنی اسامہ محبوب ترین آدمیوں میں کہ میری طرف بعد باپ کے کہ سبب بیانی کی انتہا کے روایگی لشکر ملتوی رہی اور ابوبکر صدیقؓ کو حضرت نے اس تعیناتی سے علم دیا کہ جنہوں نے یعنی امارت سجدہ شریف پر مامور کیا ہر فرد و شنبہ دون شہر زونفات آنجناب کو افاقہ ہو گیا تھا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے لشکر کے رخصت ہو کے لشکر گاہ میں باہر رہنے کے ٹھہرے موضع جوف میں کہ ایک فرسخ واقع ہو کیشنبہ کو مرض نے زیادتی کی یہ خبر سن کر اسامہ رضی اللہ عنہ ٹھہر گئی صبح کو دوشنبہ کے دن آپ کو تخفیف ہو گئی اسامہ پھر آپ سے رخصت ہو کر لشکر کو گئے اور روانہ ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ حالت نزع عطاری ہوئی ام ایمن والدہ حضرت اسامہ نے یہ حال کہلا بھیجا وہ پھر گئے اور جریدہ بن الجھب سلمی نے کہ عملدار اس لشکر کے تھے علم کو لاکے در مسجد پڑھا کر دیا اور بعد انتقال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبرؓ نے اس لشکر کو روانہ فرمایا مگر حضرت عمرؓ کو باجائز اسامہ واسطے مشورے اور خلافت کے رکھ لیا اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے جماعت باندہ ہزار مسلمانوں کے جلے اس قوم ناپاک کو ترخ کیا اور جالیس دن کے بعد مدینہ میں تشریف لائے احادیث صحیحہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر وقت میں کئی مرتبہ بقیع میں تشریف لے گئے ہیں ایک وہ



کہ بیان کیا گیا دوسری بابت پر کہ ۲۸ صفر سال پانچویں ہجری ابو موسیٰ کوستان بقیع میں گئے اور دعا اور تنہا فرما کر حضرت یونس  
 خاتون کے حجرے میں جلوہ فرما ہوئے پھر کچھ روز سلاخی ہوا اور پھر علی بن ابی طالب کے نزدیک تیار ہی اول شہریج الاول  
 میں ہوئی کہ حضرت صلعم وقت نصف شب جانب بقیع تشریف لے گئے صبح کو یاد آٹھ اور ایک آیت حضرت عائشہ صدیقہ سے  
 کہ صلعم ایک چٹان کے کوہن کر کے بقیع تشریف لائے تو مجھ کو درس میں پایا اور میں کہہ رہی تھی کہ ہمارے سرور کھتا ہو فرمایا  
 بلکہ میں کہتا ہوں کہ میرا سرور کھتا ہو بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کے پاس  
 بسبب شدت درد سر کے کہا اے میرا سرور کھتا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر تو اس عالم سے جاے میرے  
 روبرو تو بخشش مانگوں تیرے واسطے اور دعا کروں واسطے تیرے یعنی متفکر کروں نفسیات کے لیے اور دعا کروں رفعت و جلال  
 کے واسطے میں نے کہا وہاں کتنا معنی سخت ہو مصیبت مجھے قہر خدا کی میں گمان کرتی ہوں کہ تم میری موت چاہتے ہو پس اگر  
 واقع ہو مرنے پر یعنی اگر میں اس جہان سے رخصت ہو جاؤ گی تو اللہ آپ ہو گئے اسی دن میں صحبت کرنے والے  
 اور عیش کرنے والے ساتھ کسی زوجہ کے زوجات مطہرات سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقصود اور مطلوب ہے  
 کہ اگر میں مر جاؤں گی اور آپ زندہ رہینگے تو مجھے بھول جائینگے اور اپنی بیویوں سے مشغول ہو گئے فرمایا چھوڑا عالت ذکر  
 اپنے درد سر کا اور اپنی نجات کے یاد کرنے کا اور مشغول ہو میرے درد سر اور ذکر موت میں کہ میں اس عالم سے جاتا ہوں  
 اور تم میرے بعد زندہ ہو لی اس واقعے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی سے دریافت کیا پھر فرمایا البتہ میں نے قصد کیا تھا  
 یا ارادہ کیا تھا کہ بیچوں کسی کو الوداع کی طرف اور اسکے بیٹے کے یعنی عبدالرحمن کے کہ فرزند شہید تھا اور وصیت کروں ابوبکر  
 یعنی خلافت کی اور ولید بن ابی اسود کو کہ میں اس کو با واسطے خوف اسکے کہ کہیں کہنے والے یعنی برکہ وصیت کی حضرت  
 نے ابوبکر کو خلافت کبریٰ کی اور اقتصار کیا خلافت صغریٰ پر کہ وہ امامت نماز کی پر باوجودیکہ اس میں بھی اشتراک تھا  
 اس خلافت کبریٰ کا یا اگر ذکر کرنا اگر ذکر کرنے والے یعنی خلافت کی غیر ابی بکر کے لیے خواہ اپنے لیے یا اپنے غیر کے واسطے پھر کہا  
 میں نے انکار کر رکھا اللہ تعالیٰ غیر ابی بکر کی خلافت کا اور دفع کر دیا اہل اسلام یا برعکس عبارت مذکور کے فرمایا کہ دفع کر رکھا اللہ  
 اور انکار کر دیا میں نے اس لیے سبب خلیفہ کرنے کے امامت صغریٰ میں اس لیے کہ امامت صغریٰ علامت ہوا امامت کبریٰ  
 کی جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وقت منازعہ فرمایا کہ جب اختیار کیا حضرت نے ابوبکر کو امیرین میں تو کوئی نہ  
 اختیار کریں ہم انکو امور دنیا میں حاصل ارشاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہ اس سبب نہ لایا میں نے ابوبکر  
 اور اسکے بیٹے کو اور نہ وصیت کی اور میں نے جانا کہ خلافت ابوبکر کو ہونے والی ہو اور ایسا ہی واقع ہوا حضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا تھا اور سلم میں روایت ہے کہ فرمایا عائشہ نے کہ فرمایا مجھے پیغمبر خدا نے اپنے مرض موت میں بلایا تھا  
 اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو تا کہ میں لکھ دوں اس کو اپنی خلافت نہیں کوئی اگر ذکر کرنے والا آرزو کرے یا کوئی  
 کہنے والا کہے کہ میں لائق زیادہ ہوں پھر آپ نے کیا کچھ ضرورت نہیں خدا سے تعالیٰ اور مسلمان لوگ خود مانینگے

RARE BOOK  
NOT TO BE ISSUED

سوائے ابی بکر کے دوسرے کی خلافت کو ان دونوں صدیقوں سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت صلعم کو صدیق اکبر کی خلافت بدل گئی اور چاہا کہ اپنے رب و ربکا کو خلیفہ فرماوین مگر حضرت نے تقدیر اور اجماع پر چھوڑ دیا کہ آخر وہیسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا بالجمہ حال غرض میں بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زوجات مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے تھے چنانچہ جب حضرت سیمونہ کے گھر میں مرض کی شدت ہوئی اور زوجات مطہرات وہیں حاضر ہوئیں اور حضرت کا دل پر چاہتا تھا کہ ایام بیماری میں عانتہ صدیقہ کے گھروں میں رہوں لہذا بار بار فرماتے ہیں انا عندی عنی کل من کمان ہو گا جب اس کلام کی تکرار ہوئی تو امہات المؤمنین نے تفرس کیا کہ حضرت اس حالت میں عانتہ کے گھر میں رہنا چاہتے ہیں چنانچہ سب بیسیان راضی ہوئیں اور آنجناب پرستیاری علی رضی اللہ عنہ اور فضل بن عباس حجرہ عائشہ میں جلوہ افروز ہوئے اختلاف ہو کر آنجناب کو کون بیماری تھی بعضی مرد خاصہ کہتے ہیں خاصہ ایک رنگ گردے میں ہو کر جب وہ حرکت کرتی ہو رہا ہوتا ہوا بعضی دوسرے بیان کرتے ہیں اور بھی روایت ہو کر اور ان مطہرات سے کسی نے کہا تھا کہ آپ کو مرض ذات الجنب ہوا ذات الجنب ایک پسلی کی بیماری ہوتی ہے جو مشورہ ام سلمہ اور اسماء بنت عیس کے لئے ذکر و تجویز کیا یہ وہ املاک شش میں دیکھ آئیں نہیں لہذا کہتے ہیں دو کو جو بیمار کے منہ میں ایک ہی جانب سے ڈالی جائے سو آپ کے منہ میں ڈالی ہو چکا حضرت نے اشارہ منع کیا کسی نے نہ مانا یہ سمجھے کہ بسبب تلخی کے آپ منع فرماتے ہیں اور غلبہ مرض سے اسوقت بول دے سکتے تھے جب اس حال سے افادہ ہوا اور تجویز مرض کا حال دریافت ہوا تو فرمایا کہ ذات الجنب شیطان کے اثر سے ہوتا ہے انبیاء کو ایسی بیماری نہیں ہو سکتی پھر فرمایا بتیبتہ آدمی کو ستر میں سب کے منہ میں اسی طرح ڈالی جائے سو اسے عجب اس کے کہ وہ اس مشورے میں شریک نہ تھے چنانچہ لہذا اسی طرح ڈالا گیا یہاں تک کہ حضرت سیمونہ کے بھی حالانکہ وہ روزہ دار تھیں اور بعض کے نزدیک شت نجار تھا صحیحین میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہو کر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیسیٰ حالت مرض میں حاضر ہوا آپ کی شدت تھی اور جب میں نے ہاتھ اپنا جسم شریف پر رکھا تو مجھ کو تھل تھل ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو حرارت شدید لاحق ہو فرمایا ہاں میری تپ ایسی ہے جیسی تم میں سے دو آدمیوں کو ہو میں نے کہا آپ کو دو اجر ہو گئے فرمایا جس سلمان کو اظہر شدید ہوتی ہے اسکی سیات کا کفارہ چلوتا ہے و جسطح درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے وہ اسکا شاد الناس بالانبیاء ثم لا تفل فلالش اور بعض کے نزدیک اثر اس زہر کا تھا جو حضرت نے غیب میں کھایا تھا چنانچہ بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہو کہ حضرت نے مرض موت میں فرمایا اے عائشہ ہمیشہ تمھارے کہ پاتا تھا در داس کھانے کا جو کہ کھایا تھا خیر ترین اور اب پاتا ہوں کشتا رگ جان کا اس زہر کے اثر سے مراد زہر سے وہ لقمہ زہر کو دیکر ایک بیوی نے بکری کے گوشت میں ملا کر بھیجا تھا اور آپ نے اس میں سے ایک لقمہ تمھارے لئے لیا تھا اور آپ کو دوسرا دینا بخاری نے عارض ہوا کہ وہی مرض موت میں ظاہر ہوا لقمہ زہر سے مرض موت کا ہونا اسلئے کہ آپ کی وفات بطور شہادت ہوا ابو بکر صدیق کی بھی موت اثر زہر سانپ سے جسے خاتون کاٹا تھا ہوئی چنانچہ شکوہ میں روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود ہے بالجمہ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ در دوسرا اور



منہ

تپ لاحق تھا اور تیرہ بھی تھامیسی قول صحیح ہو فائدہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت شاہ عبدالغفر رحمہ اللہ نے ستر شاہین  
 میں لکھا ہے کہ شہادت سر پہ آنجناب کو بواسطہ سبط اکبر حضرت امام حسن علیہ السلام کی ہوئی اور جبرئیلؑ نے یہ حضرت امام حسین  
 علیہ السلام اور اس حدیث سے حصول شہادت سر پہ بذات خاص متحقق ہوتا ہے اور بھی جلال الدین یونانی وغیرہ علماء نے  
 نے تصحیح کی ہے کہ آپ کی موت بشہادت بسبب زہر کے ہوئی تو حجت یہ ہے کہ مقصود حضرت استاد والا استاد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے  
 کہ شہادت سر پہ علی وجہ الکمال آپ کو بذریعہ امام حسن علیہ السلام کے ہوئی اس لیے کہ کمال شہادت کا یہ ہے کہ تاخیر نہ ہو و لہذا ایشیا  
 یعنی یہ کہ بعد زخمی ہونے کے تاخیر نہ کر کے کچھ دوا یا غذا کھا کے زخمی مرے موجب نقصان شہادت کا شمار کیا جاتا ہے پس اصل  
 شہادت آپ کے حاصل ہوئی لیکن شہادت کا کہ مقتضی آپ کے منصب عالی کا تھا بواسطہ حضرت حنین کے حاصل ہوئی سر پہ  
 بسبب حضرت امام حسن کے کہ صدمہ زہر سے بالات اور تیرت شہید ہوئے بخلاف آنجناب کہ بعد چند سال کے اپنے وفات پائی اور  
 چہرہ کاملہ بواسطہ امام حسین علیہ السلام کے پس آپ کی شہادت شہادت جملہ انبیاء و شہداء سے کامل ہوئی فائدہ اختلاف ہے  
 کہ آپ کو بیماری کس دن کس تاریخ کون مینے میں لاحق ہوئی بعض آخر ماہ صفر کہتے ہیں اور بعضے اول بیج الاولیٰ ابن جوزی نے  
 کتاب الوفا میں ابتداء مرض ماہ صفر بیان کیا ہے اور دس راتیں باقی تھیں اور سلیمان بنی نے ابتداء مرض بایسویں صفر ہر  
 قراری ہر سطح یہ اختلاف ہے ابتداء ایام مرض میں بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں پورہ دن اور بعضے بارہ دن اور بعضے اٹھارہ دن  
 اسی طرح تاریخ وفات میں اختلاف ہے ابن جوزی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے باہوین بیج الاولیٰ اور سلیمان بنی نے دوسری بیج الاولیٰ  
 قراری ہر سطح ہوا اول شیخ عبدالحق دہلوی نے سالہ ماہ ثابت باسنہ میں بعد تحقیق لکھا ہے کہ وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ  
 باہوین بیج الاولیٰ روز و شبہ سال زمرہ حری میں ہوئی اور جو اختلاف یوم وفات میں بعض کتب میں مذکور ہے لائق اعتبار  
 نہیں ہے چنانچہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ولیدیکم یوم الاثنين و دخل المدینہ یوم الاثنين و خرج من مکہ الی المدینہ یوم الاثنين و توفی یوم الاثنين  
 اور صاحب ہجر المحافل نے لکھا ہے کہ الفقہ اعلیٰ انہ صلی اللہ علیہ وسلم توفی یوم الاثنين فی شہر بیج الاولیٰ مگر وقت وفات میں اختلاف  
 بعضے وقت زوال اور بعضے قبل زوال کہتے ہیں اور شہوریون ہی بزرگ شیخ عبدالحق دہلوی نے سالہ ماہ ثابت باسنہ میں وقت شہادت  
 لکھا ہے کہ اسی وقت آنجناب داخل مدینہ ہوئے تھے و امتداد علم بالصواب والیہ المرجع والیہ المآب فائدہ سہیلی اور توالیہ اس کے علم میں  
 ایک اشکال قوی بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اتفاق اہل حدیث اور باب سیر کا اس بات پر ہے کہ حجۃ الوداع میں عرفہ کا دن یعنی تاریخ  
 ۱۲ ذی الحجہ جمعہ تھا پس غرہ ذی الحجہ جمعہ ہو گا اور محرم اور صفر اور ذی الحجہ کامل فرض کریں یا ناقص بعض کو کامل اور بعض کو ناقص تو دو شبہ تاریخ باہوین  
 بیج الاولیٰ یوم وفات نہیں پڑتا حالانکہ اکثر روایا صحیحہ صریحہ الدلالة اس پر دال ہیں کہ یوم وفات دو شبہ تھا اور تفصیل یہ ہے کہ اکثر متنبون  
 ماہ کامل فرض کریں تو غرہ ذی الحجہ جمعہ و شبہ او غرہ محرم روز شبہ او غرہ صفر روز و شبہ او غرہ بیج الاولیٰ اور ذی الحجہ جمعہ و شبہ او غرہ  
 یک شبہ پڑتا ہے اور اگر ایک مہینہ ناقص فرض کریں تو دو روز و شبہ پڑتا ہے اور جو دو دن ناقص فرض کریں تو باہوین روز جمعہ  
 پڑتی ہے اور اگر تینون مہینے ناقص اعتبار کریں تو باہوین تاریخ جمعہ پڑتی ہے ہر صورت تاریخ باہوین روز و شبہ نہیں ہوتی اور میں نے

بین اختلافات  
و بعضی مرضبین اختلافات  
و بعضی زمان





وہ نہ کر سکے تو کوئی اور کرتے جس طرح بانی کا چھٹا مطلق میں بلکہ جب بہت حاجت ہو تو واجب ہوا کہ کوئی اس مقام میں نہ  
 کرے کہ حاکم اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ تھا سر مبارک آنجنا کا علی رضی کی گود میں اور یہ حدیث اس کے خلاف ہے تو صرف  
 تعارض ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ تقدیر صحت روایت یوں تطبیق کیجاسکے کہ تھا سر مبارک علی کی گود میں قبل وفات اور حضرت عائشہ  
 کی گود میں وقت وفات کذا فی شرح مشکوٰۃ اور محبین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی  
 علیہ وسلم حالت صحت میں فرماتے تھے کہ بلا رضامندی کسی پیغمبر کو موت نہیں آتی سو جو شخصت کو مرض موت میں غشی سے  
 ہوش آیا تو آپ نے اُنکو کھول کر فرمایا اللہم الرفیق الاعلیٰ اس وقت میں نے جانا کہ حضرت نے ہلکے چھوڑا اور موت کو اختیار کیا اور  
 آخری کلام حضرت کا تھا بعد اسکے پھر کلام نہیں فرمایا اور رفیق علی سے انبیاء میں کہ ساکن ملا را علی یعنی اعلیٰ علیین میں جس طرح  
 دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضرت فرماتے تھے مع ان ین اعلم من النبیین الصالحین والشدائد والاصحابین حسن اور  
 فریقاً یا مراد ملا علی سے عالم ملکوت یعنی ہشتے فریقہ اسماء ان کے رہنے والے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ مراد رفیق اعلیٰ سے حضرت رب العزت  
 ہیں اور اطلاق رفیق کا اللہ جل شانہ پر آیا ہے اور حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل آئے اور کہا خدا سے تعالیٰ مشتاق ہیں اور اختیار  
 دیتے ہیں تمکو چاہو دنیا میں رہو چاہو میان آؤ حضرت نے فرمایا اخترت الرفیق الاعلیٰ سہلی کہتے ہیں کہ حالت طفلی میں حضرت نے  
 حلیمہ کے پاس اول کلمہ کہہ کر کہا تھا اور بروز السب برکلم اول ہلی اور آخر الرفیق الاعلیٰ جیسا کہ حیوان میں واقعہ سے روایت  
 الکھمی ہے کہ جب شک ہوا حضرت صلعم کی موت میں تو اسامہ بن مہزم نے اپنا ہاتھ دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھا اور کہا  
 وفات بانی حضرت نے اور اٹھائی گئی تہذیب آپ کے مونڈھوں میں سے ویہی اور ابو نعیم نے بھی اسی طرح روایت  
 کی ہے جب لوگوں کو یہ حال معلوم ہوا تو حضرت کے اہلبیت اور اصحاب پر قیامت کا رنج و ملال ہوا حضرت عثمان کو سکوت ہوا  
 اور حضرت علی جا بجا اندہ ہو گئے اور حضرت عمر کے ہوش جاتے سہا و قتل بجا زہی جی کہ وہ فرمانے لگے کہ حضرت نے وفات  
 نہیں بانی جو کوئی یہ کہے گا اسے قتل کرونگا صرف حضرت عباس اور صدیق اکبر قتل تھے اور قبل وفات حضرت صدیق اکبر  
 اجازت لیکر اپنی زوجہ بنت خادجہ کے پاس شہن میں کہ ایک مقام پر کنارے مدینہ کے چلے گئے تھے خبر وفات کی پا کر آنے  
 دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ مدہوشانہ تھکا رہا تھا کھڑے ہیں اور لوگ آئے کہ وہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ کا انتقال  
 نہیں ہوا آپ کو خدا نے بلالیا جیسے موسیٰ کو طور پر بلالیا تھا آپ تشریف لاکر منافقین کے ہاتھ پر کڑوا بیٹھے منافقین نے خبر  
 اور انی ہوا ابو بکر صدیق آتے ہوئے حجرہ میں چلے گئے اور چہرہ مبارک سے جاوڑا اٹھا کے شلے مبارک کا بوسہ دیا اور رونے  
 اور کہا طہت حیا و مینا آب پاکیزہ میں حیات اور موت دونوں میں اور آپ پر اللہ دو موتیں جمع نہ کرے گا جو موت مقدس  
 سو ہو چکی ہے پھر باہر نکلے اور حضرت عمر کو آئے مقولہ سے روکا لوگ حضرت عمر کو چھوڑ کر انکی طرف آئے انھوں نے خطبہ پڑھا کہ  
 سن کان لبید محمد افان محمد اقدامات و سن کان یحید اللہ فان اللہ حی الامیوت اور یہ آیت پڑھی و اما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ  
 الرسل یخبری اللہ انما انزل من فیہ سب کو موت رسول اللہ صلعم کا یقین ہوا اور وہ غفلت کا پردہ اٹھ گیا

۴  
 روز بروز  
 طے ہوا





دل میں بنا کر بھی بنی بن نے چاہا کہ میں نے تیرے گردن حضرت ابوبکر نے روکا اور خود تیرے گردن میں نے سوچی تعین بہت  
خوبی سے ادا کیں انصار کے فضائل اور مناقب بیان کیے اور اُن کے حقوق کو بھی تسلیم کیا انھوں نے امارت کے باب  
میں جو دعویٰ کیا وہ گل امارت چاہتے تھے پھر انھوں نے کہا میں ابیر و سلم میری بھی ایک امیر میں رہے اور ایک  
میں میں یعنی ہاجرین میں تب ابوبکر صدیق نے یہ حدیث پڑھی الائمۃ من قریش یعنی سردار اور بادشاہ قریش میں سے ہوں انصار  
خاموش رہے تب ابوبکر صدیق نے کہا میں خطا بخواہ ابو عبیدہ سے بیعت کر و حضرت عمر کہتے ہیں کُلّ تغیر میں ایک یہی بات مجھے  
ناپسند ہوئی کہ نسبت اس کلام کے اگر میری گردن ماری جاتی تو قبول تھا اس لیے کہ میں امام ہوں اُس جماعت پر نہیں ابوبکر ہوں  
میں نے ابوبکر سے کہا کہ تمہارے بھوتے کون امام ہو سکتا ہو ہاتھ دراز کرو انھوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے بیعت کی اور حضرت ابو عبیدہ نے اس پر  
حاضرین نے بیعت کی صحابہ حق قرین ہو کر بعد فمائش ابوبکر سعد بن عبادہ نے بھی بیعت اسی وقت کی اور یہ روایت غلط ہے کہ سعد بن عبادہ نے  
تمام عمر بیعت نہیں کی مدینہ چھوڑ کر یمن کو چلے گئے بعد ازاں غسل میں تردد ہوا اول دروازے حجرہ سے آواز  
آئی کہ حضرت طاہر اور مطہر میں غسل مت دو پھر دوسری بار آواز آئی کہ غسل دو اول کہنے والا شیطان تھا او  
میں حاضر ہوں پھر تردد ہوا کہ کپڑے سمیت غسل دین یا برہنہ کر کے اس حالت میں سب کو نیند آگئی اور گوشہ خانہ سے  
آواز آئی کہ غسلو فی ثیاب رواہ ابی ہریرہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا فی الدلائل خیال آواز کے سنتے ہوئے اصحاب اٹھے اور  
مع قبض حضرت علی رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب اور فضل القرم و قنوط بن یثیون حضرت عباس رضی اللہ عنہم نے ہوا چھ حضرت  
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غسل دیا اور اسامہ بن زید اور شمران ہر دو صلی علی غلام آزاد و رجل مقبول صلعم بھی شریک ہوئے  
یعنی قمیص پر پانی ڈالنے تھے اور اُس سے بدن کو ملتے تھے اس اثنا میں انصار نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس شرف میں  
سہمیں بھی کچھ نصیب ہو حضرت ابوبکر نے ایک شخص کو انصار میں سے تعینات کر دیا کہ پانی دینے میں اور اسی طرح کے  
کاموں میں مدد کرے ایک روایت ہے کہ خوبی کے بیٹے اُس انصار سے کہ شریک تھے روایت ہے کہ اول اب خالص یہی شخص  
کہ بعض تین ایک جگہ مدینہ میں ہوا اور سعد بن جثیمہ کے ملک تھا غفلت دیا یہ اس کے آب برگ کنار سے پھر کافور کے پانی سے اور  
حالت انتقال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھا کہ کوئی چیز چاہے برائے نہ ہو مگر فرمایا صلے اللہ علیک لفظ طہت  
وینتہا بعد ازاں تین کپڑوں میں جو سفید تھے اور انہیں قمیص اور عمارہ نہ تھا لکھنا یا حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ  
پہلے چھوٹی میں لپیٹا تھا اور اس میں قمیص اور عمارہ نہ تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کہ نبی تین کپڑوں کے ایک  
قمیص تھا جس میں روح مبارک کے مفارقت فرمائی تھی اسی روایت پر علماء خفیہ کا عمل ہے یعنی اُن کے نزدیک راہ و رفاہ  
اور قمیص کفن میں ہونا چاہیے اور تودی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ جس قمیص میں غسل دیا تھا اس کو کافا لکھا اور بعض کے  
نزدیک سوائے تین کپڑوں کے عمارہ اور قمیص بھی تھا اصل یہ ہے کہ حضرت صلعم کے کفن میں روایتیں مختلف ہیں صحیح ہے  
حضرت ام المومنین کا یہ کہ اُس قول کی تفسیر میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مراد یہ ہے کہ تین کپڑے تھے سوائے





قد فہما منہ و قال و اللہ لا یسہما احد بعدک مگر روایات صحیحہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت صلعم کو دفن کرنے لگے تو شتران علام آزاد آنحضرت نے چادر بچھا دی اور کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ اور کوئی اس چادر کو بعد حضرت کے اوڑھے صحابہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ انھوں نے بھلو ڈالی اسی جگہ سے علماء کہتے ہیں کہ بچھنا چادر وغیرہ کا قبر میں کر دینا جائز نہ ہے علماء لکھا ہے کہ متعدد نماز جنازہ سے کی ہونا اور بے جماعت ہونا اور گھر میں مدفون ہونا خواص نبی کریم سے ہی کلمہ بعد دفن کے کئی ایٹھوں سے کہ مدینہ میں تو تھیں منہ قبر کا بند کیا گیا اور خاک ڈالی گئی اور قبر مذکور سنم بنائی گئی یعنی بطور گویا شتر اور بلندی بعد ریاک بالشت کر دی گئی بعد اُسکے حضرت بلال نے ایک مشک پانی سر سے پیردن تک ڈالا اور نیکریان بزم سفید و سرخ جمع کر دیں اور بعض کہتے ہیں کہ قبر حضرت صلعم کی زمین کے برابر کر دی گئی تھی یعنی سطح تھی مگر صحیح بخاری میں سفیان غار سے روایت ہے کہ میں نے قبر رسول اللہ صلعم دیکھی ہے اور ابو نعیم نے اس قدر زیادہ کیا ہے کہ قبر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بھی سنم تھی و لہذا اطلالہ زما در استجاب تسنیم کے قائل ہیں اور امام عظیم و امام مالک امام احمد اور ایک جماعہ شافعیہ اسی طرف کے مائل ہیں اور بعض شافعیہ استجاب تسنیم کے اور تفسیر نظم الجواہر میں مفتی محمد علی اللہ فرج آبادی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ بعد دفن کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قبر پر آئیں اور روئیں پھر ایک مشت خاک قبر سے لے کر نکھڑوں سے لگائی اور یہ شعر زبان مبارک سے فرمائے **ما دخلی من شتم تریہ احمد اجد ان لم یسہم مدی الزمان** و لایا حبست علی مصائب لوانہا حبست علی الایام حزن بیا لیاہ یعنی کہا چاہیے اس شخص کو جو سونگے مٹی خزار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چاہیے کہ نہ سونگے ساری عمر کوئی خوشبو پڑیں مجھ پر و مصیبتیں جو پترتین دنوں پر تو ہو جاتی راتیں اور بخاری کہ بعد دفن کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا انس اطابت النفس ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القرب یعنی اے انس آیا گوارا ہو اتھارے نفسوں پر اے اصحاب کہ و انو تم پیغمبر پر مٹی پوشیدہ ہو رہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی بروز دوشنبہ اور دفن کیے گئے بدھ کی شب میں اور بعضوں نے کہا مشکل کے دن بعد دھلنے آفتاب کے خط نصف النہار سے اور قول اول از دوسرے روایت درایت صحیح تر ہے اور وجہ توقف کی ظاہر یہ واقع ہوئی کہ اول وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف پڑا پھر غسل دینے میں تردد ہوا پھر استقرار خلافت میں نزاع رہی بعد از ان مقام دفن میں اضطراب رہا پھر اواسے صلوٰۃ میں گفتگو رہی استقرار خلافت باجماع بہت عرصہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تا حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سب باتیں ہیں کہ حضرت صلعم کی بعض سنم برس کی اور بعض باسنم برس چھ مہینے کی اور بعض پینسٹھ برس کی کہتے ہیں مگر ارباب تحقیق سنم برس کی کہتے ہیں اس قول کو امام احمد بخاری نے ترجیح دی ہے اور عجائب اتفاقات سے ہے کہ حضرت صلعم نے اپنی عمر میں ترسٹھ اونٹ خرچ کیے اور سنم رقبہ آزاد فرمائی مسلم بن ابو بکر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جب ارادہ اللہ کرنا ہو کسی امت پر اپنے بندوں رحمت کرنے کا تو امت سے پہلے اس امت کے پیغمبر کی قبض روح کرنا ہو یعنی پیغمبر کی وفات امت سے پہلے ہوتی ہے پھر اس قبض کو

۱۔ حدیث بخاری  
۲۔ حدیث بخاری  
۳۔ حدیث بخاری  
۴۔ حدیث بخاری  
۵۔ حدیث بخاری  
۶۔ حدیث بخاری  
۷۔ حدیث بخاری  
۸۔ حدیث بخاری  
۹۔ حدیث بخاری  
۱۰۔ حدیث بخاری  
۱۱۔ حدیث بخاری  
۱۲۔ حدیث بخاری  
۱۳۔ حدیث بخاری  
۱۴۔ حدیث بخاری  
۱۵۔ حدیث بخاری  
۱۶۔ حدیث بخاری  
۱۷۔ حدیث بخاری  
۱۸۔ حدیث بخاری  
۱۹۔ حدیث بخاری  
۲۰۔ حدیث بخاری  
۲۱۔ حدیث بخاری  
۲۲۔ حدیث بخاری  
۲۳۔ حدیث بخاری  
۲۴۔ حدیث بخاری  
۲۵۔ حدیث بخاری  
۲۶۔ حدیث بخاری  
۲۷۔ حدیث بخاری  
۲۸۔ حدیث بخاری  
۲۹۔ حدیث بخاری  
۳۰۔ حدیث بخاری  
۳۱۔ حدیث بخاری  
۳۲۔ حدیث بخاری  
۳۳۔ حدیث بخاری  
۳۴۔ حدیث بخاری  
۳۵۔ حدیث بخاری  
۳۶۔ حدیث بخاری  
۳۷۔ حدیث بخاری  
۳۸۔ حدیث بخاری  
۳۹۔ حدیث بخاری  
۴۰۔ حدیث بخاری  
۴۱۔ حدیث بخاری  
۴۲۔ حدیث بخاری  
۴۳۔ حدیث بخاری  
۴۴۔ حدیث بخاری  
۴۵۔ حدیث بخاری  
۴۶۔ حدیث بخاری  
۴۷۔ حدیث بخاری  
۴۸۔ حدیث بخاری  
۴۹۔ حدیث بخاری  
۵۰۔ حدیث بخاری  
۵۱۔ حدیث بخاری  
۵۲۔ حدیث بخاری  
۵۳۔ حدیث بخاری  
۵۴۔ حدیث بخاری  
۵۵۔ حدیث بخاری  
۵۶۔ حدیث بخاری  
۵۷۔ حدیث بخاری  
۵۸۔ حدیث بخاری  
۵۹۔ حدیث بخاری  
۶۰۔ حدیث بخاری  
۶۱۔ حدیث بخاری  
۶۲۔ حدیث بخاری  
۶۳۔ حدیث بخاری  
۶۴۔ حدیث بخاری  
۶۵۔ حدیث بخاری  
۶۶۔ حدیث بخاری  
۶۷۔ حدیث بخاری  
۶۸۔ حدیث بخاری  
۶۹۔ حدیث بخاری  
۷۰۔ حدیث بخاری  
۷۱۔ حدیث بخاری  
۷۲۔ حدیث بخاری  
۷۳۔ حدیث بخاری  
۷۴۔ حدیث بخاری  
۷۵۔ حدیث بخاری  
۷۶۔ حدیث بخاری  
۷۷۔ حدیث بخاری  
۷۸۔ حدیث بخاری  
۷۹۔ حدیث بخاری  
۸۰۔ حدیث بخاری  
۸۱۔ حدیث بخاری  
۸۲۔ حدیث بخاری  
۸۳۔ حدیث بخاری  
۸۴۔ حدیث بخاری  
۸۵۔ حدیث بخاری  
۸۶۔ حدیث بخاری  
۸۷۔ حدیث بخاری  
۸۸۔ حدیث بخاری  
۸۹۔ حدیث بخاری  
۹۰۔ حدیث بخاری  
۹۱۔ حدیث بخاری  
۹۲۔ حدیث بخاری  
۹۳۔ حدیث بخاری  
۹۴۔ حدیث بخاری  
۹۵۔ حدیث بخاری  
۹۶۔ حدیث بخاری  
۹۷۔ حدیث بخاری  
۹۸۔ حدیث بخاری  
۹۹۔ حدیث بخاری  
۱۰۰۔ حدیث بخاری

اپنی امت کو ہر اول بنانا ہوا اور پیشوا بھیجتا ہوا امت کے آگے اور جب خدا کسی امت کی ہلاکی اور بربادی چاہتا ہو تو موت پر  
غذاب بھیجتا ہوا اس امت کے پیغمبر کے پیچھے پھر مٹاتا ہوا امت کو پیغمبر کے سامنے ہی تو پیغمبر کی آنکھ کو ٹھنڈک اور روشنی بخشی  
امت کو مٹا کر حساب اسکو ان کافروں نے جھوٹا کیا اور اس کے حکم کو نہ مانا یعنی جس امت پر خدا اکرم اور رحمت کیا چاہتا ہو تو اس کے  
پیغمبر کی پہلے وفات ہوتی ہو تاکہ امت اس کے غم میں صبر کرے اور ثواب پائے اور اس کے بعد اس کی شریعت پر عمل کرے تو وہ نافرمان  
حاصل کرے اور پیغمبر اپنی امت کے نیک عمل دیکھ کر خوش ہو اس عالم میں اور گواہ رہے امت کے ایمان کا گو یا حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے میرے اس ارشاد سے اپنی امت کو دلاسا دیا کہ میرے فراق میں پریشان دل نہ ہوں میری وفات کا غضب الہی  
نہ جانیں خدا کی رحمت سمجھیں اسی واسطے اس امت کو امت مرحومہ کہتے ہیں اور جس امت پر خدا غضب کیا چاہتا ہو تو  
اس کے پیغمبر سے پہلے امت کو ہلاک کرتا ہو یا پیغمبر کے دل کے پھوپھے پھوٹیں اس واسطے کہ اس امت کو سختی نے اپنے پیغمبر کی  
قدردانی اسکو رنج دیا اور جھٹلایا جس طرح حضرت نوح اور حضرت لوط اور حضرت صالح اور حضرت ہود کی امتوں کا حال  
کہ پیغمبر ان کے زندہ رہے اور امت غذاب الہی سے ہلاک ہوئی انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی  
میری زندگی تمہارے لیے بہتری کہ مجھے باتین کرتے ہو اور میں تم سے باتیں کرتا ہوں پھر وفات میں پاؤں تو موت میری  
تمہارے واسطے بہتری کہ تمہارے عمل مجھ پر عرض کیے جائیں گے اگر نیک ہونگے تو حمد الہی کروں گا اور بد ہونگے تو استغفار  
کروں گا رواہ الحارث فی مسندہ اگرچہ حضرت صلعم نے بنظر شفقت واسطے تسلی قلوب اصحاب امت کے یہ ارشاد فرمایا  
لیکن جب حضرت کی وفات ہوئی تو شدت رنج و الم سے کوئی بیہوش ہو گیا اور کوئی جاماندہ چنانچہ حضرت انس فرماتے ہیں  
کہ جب کہ سواود دن کہ داخل ہوئے رسول خدا مدینے میں تو روشن ہو گئی ہر چیز مدینے کی یعنی درو دیوار وغیرہ اور جب کہ  
ہوا و دن کہ وفات پائی اُسین حضرت نے تاریک ہوئی مدینے میں ہر چیز اور زمین جھاڑے تھے ہنسنے مانتے اپنے  
خاک سے اس حال میں کہ دفن حضرت میں مشغول تھے یہاں تک کہ نا آشنا جانا ہنسنے و لون کو یعنی پیغمبر ہو گئے حال ہمارا  
بسبب وفات رسول اللہ صلعم کے بتلیہ حیات مسمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدلائل قویہ ثابت ہوئی کوئی مسلمان  
اس سے انکار نہ کرے ابی دردار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ درود بھیجو بکثرت بروز جمعہ  
کیونکہ یہ دن مشہور ہے میں اس میں فرشتے اور کوئی بندہ نہیں کہ مجھ پر درود بھیجے مگر یہ کہ وہ درود مجھ کو پہنچا کر  
جہان کمین میں ہوں میں نے کہا اور بعد وفات آپ کے فرمایا بعد وفات بھی تحقیق اللہ نے زمین پر حرام کیا ہو کہ بعد  
پیغمبروں کا کھانے رواہ البیہقی فی الکبریٰ دروس ابن ماجہ بخودہ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین پر پھرتے ہیں کہ صلوٰۃ میری امت کی جو مجھ پر بھیجتے ہیں  
پہنچاتے ہیں واہ الدار قطنی اسی طرح اور حدیثین بہت ہیں کہ ان سے حیات مسمرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
اور بھی دیگر انبیاء علیہم السلام خصوصاً اور عموماً بعد چشیدن موت کی بارگاہ ثابت ہوتی ہو اور بھی ثابت ہوتا ہو کہ کہیں



قبور سے نکلتے ہیں اور انکے شریفہ پر گزر فرماتے ہیں چنانچہ شب مغراج میں اکثر انبیاء و الو العزم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اقتدا کی اور آسمان پر طاقی ہوئے اور جو موت قرآن شریف میں مذکور ہے کہ انکے میت و انہم میتون اور جس موت پر اجماع منعقد ہوئی سو وہ موت مراد ہے کہ جملہ انبیاء اور شہداء اور مسلم اور کافر کو ہوتی ہے پھر انبیاء اور شہداء بعد اس موت کے بہ حیات مستمرہ زندہ کیے جاتے ہیں اور ان حضرات کے سوا سب اور مردہ زندہ کیے جاتے ہیں مگر بعد سوال منکر اور کبیر کے پھر مر جاتے ہیں اور کرمیہ امتنا اتننننن و احینا اتننننن انھیں دو موت اور دو حیات کا اشارہ ہے اور پوشیدہ نہ رہے کہ حیات انبیاء بھی بقدر شان اور مرتبہ ہے اور حیات شہداء سے افضل ہے اور حیات شہداء حیات دیگر صلحا اور عساکر سے افضل ہے یعنی انکو بھی بنا برادر اک لذت و آلام برزخ تاروز قیامت حیات سے ناگزیر ہے گویا حیات دیگر ان بجز حیات انبیاء حیز اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ احکام دنیویہ اُسپر مرتب نہیں ہوتے بخلاف حیات انبیاء علیہم السلام کہ احکام دنیویہ کا ترتیب اُسپر ہوتا ہے چنانکہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ نظر ثبوت حیات مستمرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص حضرت کا وارث قرار نہ پایا اس قول کو امام الحرمین نے ترجیح دی اور یہ احکام شہداء میں جاری نہیں ہیں چہ جائے دیگر ان آویں کی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق کہا ہے کہ موت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مستمرہ نہیں ہے بلکہ حق جل شانہ نے سبب مائت جاری کر کے پھر زندہ کیا اور انتقال ملک وغیرہ مشروط بموت مستمرہ نہیں واضح ہوا کہ حیات انبیاء علیہم السلام اکمل و اعلیٰ ہے حیات شہداء کا کذا فی الموابہا اللہ فیہ و جذب القلوب اور تحقیق اس مقام کی اس طرح ہے کہ نقاب چہرہ شاہد مقصود سے اٹھا دے یہ ہے کہ اس مقام پر چار باتیں ہیں ایک اثبات بقا و روح بعد مفارقت جسد و تشری اثبات بقا و جسد بعد مفارقت روح تشری اثبات مقارنت ہر دو بعد مفارقت کہ حیات اسی سے عبارت ہے جو چوتھی اختلاف میان انبیاء و شہداء وغیرہم سوا اول میں تمام مل و دخل و صوفیہ و متکلمین و حکماء و شرا فیین و مشائیین متفق ہیں اصلا اختلاف نہیں نہ کسی روح کی خصوصیت ہے اور دوسری انبیاء کے واسطے مخصوص ہے کہ اجساد و انکے قبروں میں باقی ہیں اور احادیث کثیرہ سے کہ بعض اُنکے صحیح ہیں اور بعض کمتر از صحیح ثابت ہوتا ہے اور تیسرا اور مرتبہ بعض اتباع انبیاء علیہم السلام کو مثل شہداء اور بعض اولیا اور صلی کو بھی متحقق ہے کہ یہ مقام اُنکے تفصیل کا نہیں ہے اور تیسری بات بھی بنا برادر اک لذت و آلام برزخ تاروز قیامت کمتر اس حیات سے کہ بعد حشر حاصل ہو ضروریات سے ہے اور جو کوئی اس میں اختلاف رکھتا ہے اُس سے فقیر کو کچھ کام نہیں ہے استدلال اس مطلب پر اور تو منکر پر وظیفہ علم کلام ہے اور چوتھی اثبات اختلاف میان انبیاء و شہداء وغیرہم سوا اسکا حال یہ ہے کہ خالق ذوالجلال نے قوت اور تصرف میں ارواح کو مختلف پیدا کیا ہے جطرح اجساد کو مختلف بنایا ہے جنہ روحن کہ اصل خلقت میں مستعد تصرفات جلیلہ ہیں سو وہ بعد مفارقت بدن و حیات جسمانی بھی

اسی طرح کے تصرفات ظاہر کرتے ہیں اور بعض اُنہیں کے بسبب یا خدمت عامہ استعداد کو منصفہ طور پر  
لاتے ہیں سو بعد مفارقت ابدان بھی اُنسے وہ تصرفات جلیلہ ظاہر ہوتے ہیں اسی لحاظ سے اور ان  
بسبب عدم تصرفات باقیہ تصرفات کے زمرہ اموات میں شمار کرنا چاہیے اور انکو منجہ احیا بالجملہ ان  
دونوں فریق میں فرق بتین ہے مگر اس تقریر سے نہ سمجھا جائے کہ ارواح دیگران بعد فنا سے ابدان مجدد  
واجساد سے بالکل بے علاقہ ہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تولدت والہم برزخی کون دریافت کرے بلکہ یہ بات ہے  
کہ بعد مفارقت اجساد تصرفات احیائے ظاہر نہیں ہوتے گویا یہ اموات ہیں اور انبیا و شہداء و اولیاء  
کہ اُنسے تصرفات زندگان طور پر ہیں اگرچہ یہ سب زندہ ہیں لیکن اس بات میں انبیا علیہم السلام  
اور ان پر تفضل ہے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں پس حیات حضرت بھی  
کامل و فاضل تر ہے فوائد صلواتہ حدیث سے خارج ہیں مگر مقتضائے مالایدرک کلمہ لایترک کلام چند فوائد سے  
اس کتاب کو زینت دینا مناسب ہے لہذا التماس ہے اول جو کوئی ایک مرتبہ حضرت پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ  
اسکی جزا میں دس بار یا زیادہ اس سے درود بھیجتا ہو مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن حبان و ترمذی نے  
روایت کی ہے من صلی علی واحدہ صلی اللہ علیہ عشر احقرت شیخ الحدیثین شرح میں فرماتے کہ اس مقام میں  
بعض کہتے ہیں کہ یہ کس طرح ہوتا ہے کہ مصلیٰ ایک بار درود پڑھے اور اسپر دس بار درود پڑھا جائے جواب یہ ہے  
کہ ایک بار صفت فعل مصلیٰ کی ہے اور حکم من جاہ بالحنۃ فلہ عشر اشکالہا جزا اسکی دس درگاہ رحمت حق ہے  
اس مقام سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جناب حق سے ایک بار درود پڑھا ہو جو بالقرین  
ایک بار بھی ہو شاید کہ وہ ایک شرافت و نفاست میں برابر لاکھ بار کے ہو اہل علم فرماتے ہیں کہ صلوات  
حضرت خالق ایک بار بھی بندہ ناکارہ پر دنیا و مافیہا سے بہتر ہے بلکہ مہمات دو جہانی سے اولے ترجیح ہے  
انکہ دس بار ہو دس مرتبہ سیات تیسرا رفع درجات چوتھا ثواب درود کا برابر آزادگی چند غلاموں کے ہے  
پانچواں جواب درود کا فرشتوں سے ملتا ہے چھٹا درود پڑھنے والے پر فرشتے و خدا دس مرتبہ درود بھیجتے ہیں  
ساتھ ان درود سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ قیامت تک مصلیٰ پر درود بھیجتا ہے ایک بار و اسکا شرف  
دوسرا منصب میں اور پیر کے زیر زمین اور گردن زیر عرش اتھو ان ہستغفار مالا لئکہ فوان اور الہ سعادت  
شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دسواں خوشنودی حضرت عزت جل جلالہ کیا رہو ان امان سخط خدا سے  
حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ جب میں ذکر خدا بھول جاتا تھا تو درود سے تقرب چاہتا تھا کیونکہ حضرت  
فرماتے تھے جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے ناخوشی حق سے مامون رہے کہ ان فی القول البدیع بارھواں مصلیٰ زیر عرش  
ہوگا بروز حشر تیرھواں بلکہ تیراں مصلیٰ بروز حساب گوان ہوگا چودھواں تشکی روز قیامت سے محفوظ رہیگا



پندرہ سو سال پہلے صراط سے باسانی عبور کر چکا سو لکھواں بہشت میں کثرت ارواح سے سرفراز ہو گا کشتہ روان  
 سنایات سے پاکی اور حسات میں افزونی ہوتی ہے اٹھارہ سو سال جس عا میں درود ہوتا ہے وہ آفت عدم قبول سے  
 مصون ہوتی ہے آئیسواں قرب والصال حضرت برز قیامت اور یہ فائدہ میرے نزدیک جملہ فوائد سے افضل  
 واعلیٰ ہے کہ عین مطلوب طالبان و مقصود عاشقان ہر پیشواں فوائد درود کے خوانندہ اور اولاد کو ہمیشہ ملے  
 اکیسواں مصافحہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برز قیامت اسی طرح اور فوائد میں جس طرح برآمد حاجات و دفع فقر  
 و حصول غنا و امان از غرق و طاعون و دبا و مغفرت از گناہان و سہولت حفظ قرآن کہ تفصیل اس کی چاہیے  
 اور قول بدیع و شرح و رد التقریب وغیرہ میں مذکور ہے اور افضل الفوائد یہ ہے کہ خوانندہ درود کو اگر نیت خاص  
 و بہ محبت تمام ہو رویت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حال ہوتی ہے فائدہ رویت آجتناب بعد وصال خواب میں متفق علیہ  
 اور بیداری میں مختلف فیہ قسطانی سخاوی سے انکار نقل کی ہے ولایعنا ربہ کیونکہ روایت اس دید کی نہیں ہے  
 مگر حکایات کامل اولیا اور وہ کاشتمس فی نصف النہار ثابت ہیں اور بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت  
 من رانی فی المنام قیسرانی فی البقۃ ولا یشمل الشیطان بی یعنی جو شخص کہ مجھ کو اُسے دیکھا عالم رویا میں  
 وہ دیکھیکا مجھ کو جاگتے عالم دنیا میں اور شیطان مجھے متحمل نہیں ہوتا علما کو معنی حدیث میں اختلاف ہے  
 بعضے کہتے ہیں کہ برز قیامت دیکھیکا اور نقصان اسکا پڑتا ہے کیونکہ رویت آجتناب قیامت میں سب  
 مومنوں کو نصیب ہوگی اور بعض کے نزدیک یہ حدیث مخصوص بزنان آن سرور ہے یعنی جو کہ عالمانہ ایمان لایا  
 اور اُسے خواب میں دیکھا وہ دولت صحبت سے بھی مشرف ہوگا و سمین بھی نظر ہے کیونکہ لفظ حدیث متفق  
 عموم ازمنہ ہے تخصیص مان حیات آنحضرت نادرست ہے اور کوئی وجہ نہیں پائی جاتی مگر استبعاد رویت آجتناب  
 بعد وفات چشم سر و مذکور علی اللہ عزیرہ اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ حکم مخصوص اُسی کے واسطے ہے جو اہلیت  
 رویت آجتناب کتا ہو وہم الاولیاء یہ تخصیص بھی خلاف مقتضا ہے لفظ حدیث کے ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ اس  
 حدیث کو عموم پر رکھیں اور کہیں کہ جسے آنحضرت کو خواب میں دیکھا وہ بیداری میں بھی دیکھیکا عوام الناس  
 قبل الموت وقت احتضار دیکھینگے اور روح بدن سے خارج نہوگی تا وقتیکہ جمال جہان آرا سے مشرف نہوگا  
 موافق و خاتمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خواص الناس طول حیات میں دیکھینگے بیشتر یا کمتر  
 علی ما شاء اللہ و علی حسب تباعم باسنہ اور بعضے اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ مقتضای حدیث یہ ہے کہ  
 بیداری میں دیکھیکا نہ چشم سر اور اولیاء البتہ بیداری میں چشم دل دیکھتے ہیں نہ چشم سر و احوال چشم دل  
 اس قدر غالب ہوتی ہے کہ چشم سر مستور ہو جاتی ہے کہ اس میں گمان ہوتا ہے کہ یہ چشم سر دیکھا ہے علامہ سیوطی فرماتے ہیں  
 کہ بعض صحابہ نے مانند ابن عباس حضرت کو خواب میں دیکھا اور اس حدیث کو یاد کیا اور حضرت میمونہ رضی اللہ

بہر رویت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

عنہما سے قصہ کما وہ آئینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لائیں آنکو دکھلایا کہ ابن عباس نے رو سے مبارک  
دیکھ لیا اور جس طرح دیکھنا آنحضرت کا بیداری میں ممکن ہو اسی طرح دیکھنا فرشتوں کا بھی جاسوز ہو  
چنانچہ مسلم نے عمران ابن حصین سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے ملائکہ مجھ پر اگر سلام کرتے تھے جب میں نے  
دفع کھایا تو فرشتوں نے ملاقات ترک کر دی پھر میں نے دفع کھانا موقوف کیا ملائکہ نے آنا شروع کیا  
تو دوسری نے اپنی شرح میں لکھا ہو کہ پواسیر کے دفع کے واسطے دفع کھایا تھا اور ابن اشیر نے نہایت یہیں لکھا ہو  
کہ جو کہ دفع کھانا توکل و تسلیم کے منافی تھا فرشتوں نے بھی ترک تسلیم اختیار کیا اب دریافت کرنا چاہیے  
کہ ذات پاک آنحضرت جو مرکب جسد و روح سے ہو مشاہدہ ہوتی ہو یا مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر  
ارباب حال مثل امام غزالی وغیرہ فرماتے ہیں کہ مثال آنحضرت دیکھتے ہیں اسی طرح جو کوئی خدا کو جو اپنے  
دیکھتا ہو اور ابو بکر ابن عربی فرماتے ہیں کہ رویت آنحضرت صلعم پر صفت معلوم آنجناب اور اک حقیقت ہو  
اور غیر صفت معلومہ پر اور اک مثال اور سیوطی نے اسی قول کو اختیار کیا ہو اور فرمایا ہو کہ ذات شریف آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھنا یا جسد و روح محتجب نہیں ہو کیونکہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور ارح طیبہ اُنکے  
بعد فنا سے ابدان پھر رو کیے جلتے ہیں اُنکے اجساد میں اور ابو منصور بغدادی فرماتے ہیں کہ محققین اہل کلام  
خائل ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام زندہ ہیں اعمال حسنة اپنی امت کے سُکر خوش ہوتے ہیں اور اعمال بد سے  
ناخوش اور صلوة امت آنکو پہنچتی ہو اور مرنا انبیاء علیہم السلام کا نہیں ہو مگر غیبت چشم مردم سے پس وہ  
مانند ملائکہ موجود ہیں زندہ دیکھے نہیں جاتے ہیں مگر بکبر مت الہی کہ جسکو سرفراز فرما دیں ذلک فضل اللہ  
یوقیہ من یشاء اور اس قول پر شاید ہو کہ ابو یعلیٰ وہب متقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ  
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الانبیاء لا یتیرکون فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ و لکنہم یصلون بنی بصری اللہ  
حتی تنفخ فی الصور اس طرح ابن جناب تاریخ میں و طبرانی کبیر میں اور ابو نعیم حلیہ میں اور ابو الحسن راعوانی  
بعض کتب میں روایت کرتے ہیں ان اللہ لا یتک نہیہا فی قبرہ اکثر من نصف یوم اور کہا ہو کہ مجموع احادیث  
واقوال سے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں جب چاہتے ہیں حضرت کہیں جانے کو تشریف  
لیجاتے ہیں اور سیر فرماتے ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی نے حکایات  
اولیاء و کرام رویت آنحضرت علیہ السلام میں اکثر بیان کیے ہیں اور قصص معانیہ دیگر انبیاء علیہم السلام و ملائکہ  
میں بیداری میں بہت ذکر کیے ہیں آزا بجلہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ یا غنی نے لکھا ہو کہ ایک مرتبہ مصر میں قحط پڑا  
ابو عبد اللہ قرشی نے چاہا کہ دعا کریں آنکو امتناع ہوئی تب وہ جانب شام تشریف لے گئے اور حضرت ابراہیم  
علیہ السلام سے ملاقات کر کے دعا کی درخواست کی کہ تھو دفع ہو گیا اور بھی یا غنی نے روایت کی ہو کہ شیخ عبد القادر جیلانی

روایت فرماتے ہیں  
وہ بیداری میں

بعض کتب میں  
روایت کرتے ہیں



فرماتے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل ظہر دیکھا کہ فرماتے ہیں اے فرزند آدمیوں سے کلام میں نہ  
 عرض کیا کہ میں عجبی ہوں فصحا سے بعد اوسے کس طرح بات کروں فرمایا تمہارا اپنا کھول سو میں نے تمہارے کھولا  
 تو حضرت نے سات مرتبہ آب دہن اپنا میرے منہ میں ڈال کر فرمایا تکلم علی الناس فادع الی سبیل ربک  
 یا حکیمہ والموعظۃ الحسنۃ سو بعد ظہر کے میں نکل کر بیٹھا اور خلق کثیر جمع آئی اور میں نے وعظ کیا جب بند ہوا  
 تو علی مرتضیٰ کو دیکھا فرماتے ہیں کہ اے فرزند آدمی کلام کرو اور آب دہن مبارک اپنا چھ مرتبہ میرے منہ میں ڈالو  
 اور خلیفہ ابن موسیٰ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر خواب و بیداری میں دیکھتا تھا  
 اور اکثر افعال و اعمال آنجناب سے خواب بیداری میں دیکھتے ہیں چنانچہ ایک بار میں سترہ بار دیکھا ہوں اور  
 شیخ ابو العباس موسیٰ سے روایت ہے کہ اگر ایک لحظہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے غائب ہوتے تو میں  
 آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کرتا تھا اسی طرح حکایات اکثر لکھے ہیں چنانچہ مازری توفیق عربی الایمان میں  
 اور عبد اللہ ابن ابی حمزہ ہجۃ النفوس میں اور شیخ صفی الدین البونصر رسالہ میں بیان کرتے ہیں اور  
 ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ منکر اسکا اگر منکر کرامات اولیا ہو تو اس سے کلام نہیں اور جو معتقد کرامات ہو  
 تو یہ بھی از جملہ کرامات ہیں کہ کتابوں کے اس قول سے جواب عدم رویت صحابہ اور تابعین بھی نکلتا ہے  
 کیونکہ صحابہ اور تابعین سے بسبب قرب زمانہ نبوت کے ظہور خوارق عادات بہت کم تھے یہ دولت متاخرین  
 اولیاء کے نصیب میں لکھی تھی اور کون اسکی انکار کر سکتا ہے جب کثرت حکایات متواتر ہونے سے دروازہ انکار  
 بند کر دیا ہو لیکن غایت الامر یہ ہے کہ حصول اس نعمت کا کمال بیداری میں نہ تھا بلکہ مقدمہ نوم میں تھا حالانکہ  
 کوئی مانع بیداری کا نہیں ہے کیونکہ رویت ملائکہ بیداری میں بالاتفاق جائز اور واقع ہے پھر انبیاء کی رویت میں  
 کون مانع ہے اور امام حجتہ الاسلام احمد غزالی فرماتے ہیں کہ ارباب قلوب بیداری میں ملائکہ اور ارواح  
 علیہم السلام کو دیکھتے ہیں اور انکی آواز سنتے ہیں اور اخذ فائدہ کرتے ہیں اور نقل ہے کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے  
 ستر مرتبہ سے زیادہ یہ دولت حاصل کی ہے اور انکی ایک کتاب تنویر الحاکم فی روتہ النبی والملك بھی ہے کہ  
 اس میں اثبات رویت فرماتے ہیں اور بدلائل وبراہین ثابت کرتے ہیں جب یہ واضح ہو تو اب مخفی نہ رہے  
 کہ جس نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسنے حق دیکھا چنانکہ ہماری اور مسلم ابو قتادہ سے مرفوع روایت کرتے ہیں  
 من رآنی فقد رآی الحق اور حضرات صوفیہ اس حدیث سے طلب توحید و جود کی کا بھی نکالتے ہیں کہ یہ کتاب اس  
 مقام کی گنجائش نہیں رکھتی اور ابو ہریرہ سے مرفوع روایت ہے من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان  
 لا یمثل فی صورتی رواہ الشیخان حاصل یہ کہ اگرچہ اللہ جل شانہ نے شیطان کو قدرت صورت پکڑنے کی  
 دی ہے کہ جس صورت میں چاہے تمثیل ہو جائے لیکن قوت تمثیل بصورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں عطا کی

آورد فقیر کے نزدیک یہ بات ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منظر اسم ہادی تھے اور شیطان منظر اسم مضل  
پھر کس طرح شیطان بصورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمثل ہو سکتا ہو اس سیریح روایت ہو کہ جب کوئی شخص  
انکے روبرو دیکھتا کہ میں نے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو وہ دیکھتا کہ آپ کی صفت بیان اگر برحالا  
علیہ مبارک کے بڑی تو کہتے تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ہو اور حاکم نے عاصم ابن کلیب سے  
روایت کی ہو کہ اُسکے باپ نے ابن عباس سے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہو  
ابن عباس نے کہا تو وہ صفت پیغمبر صلعم بیان کر اُسے حسن بن علی علیہ السلام کی شبیہ بیان کیا ابن عباس نے  
کہا درست ہو بیشک تو نے دیکھا ہو اب علیہ مبارک کا مجملہ بیان سنو اور مفصلاً آئندہ احوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
دیکھ لیجو کہ حضرت ہمارے میاں قد سفید رنگ آمیختہ بسرخی تھے اور درمیان دونوں شانوں کے تھوڑا بڑھتا  
اور بال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تا زمرہ گوش اور حد پیری کو نہ پہونچے تھے سر اور ریش میں ہلکین بنیں بال سفید  
تہایت روشن تھے اور چہرہ شریف مانند شب چمار دہم چمکتا تھا اور نیک تن اور معتدل البدن تھے جب خاموش  
ہوتے تو مہابت اور بزرگی ظاہر ہوتی اور جو کلام فرماتے تو لطف اور تازگی اور جو کوئی دور سے دیکھتا جمال  
اور نازکی مشاہدہ کرتا اور جو کوئی نزدیک سے دیکھتا ملاحظت اور شیرینی پاتا اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
شیرین گفتار کشادہ دہان روشن دکشادہ دندان اور میان دو شانہ خاتم نبوت و صفت کنندہ کہتا کہ میں  
نہ دیکھتا کہ نبی ایسا پیش از حضرت اور نہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قاضی ابوبکر ابن العربی کہتے ہیں کہ روت  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت پر ادراک حقیقت حضرت ہو درتہ ادراک مثال پر ہی طرح قاضی عباس فرماتے ہیں  
کہ جس کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورت اور صفت میں دیکھا اُسے حقیقتہً دیکھا ورنہ بتاویل  
اور نو دی کہتے ہیں کہ دونوں ویائے حقیقت ہیں اور لائق منصب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں ہو اور معنی اس  
کلام کے یہ ہیں کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در خوا  
بہ نسبت دیدن جسد مبارک کہ در فون است در مدینہ بر صورت معرفہ باشد یا غیر آن بلکہ دیدن شالی ست از عالم مثال  
حقیقی کہ آنحضرت راست صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ جسد شریف آکہ آن بود در دار دنیا چنانکہ آن مثال آکہ است  
در عالم مثال خواہ بر شبہ صورت این جان باشد یا نہ بہر دو نقد بر دیدن حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
در جسم شالی چنانکہ دیدن صحابہ رضی اللہ عنہم دیدن ہمین حقیقت بودہ در جسم شہادی غایۃ الامر یہ کہ اگر  
بر صورت سر و قد ہو تو اکمل ہو اور یہی مراد ہو قاضی ابوبکر کی کہ صورت غیر معرفہ کو روایتے مادیل کہتے ہیں  
اب کچھ خلافت کلام قاضی اور نو دی میں نہ رہا اس محاکمے کا اشارہ حافظ ابن حجر نے بھی کیا ہو اور  
حاصل اس گفتگو کا یہ ہو کہ دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں ہو یا بیداری ایک ہی حقیقت کی



دیکھو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آلہ جبریل علیہ السلام کی ہر بصورت اصلیت اور گاہی بصورت وحیہ اور کبریا  
 شک نہیں ہے کہ دونوں صورت میں ذات جبریل علیہ السلام دیکھی جاتی تھی اور اسی جگہ سے اشکال رویت  
 ہزاران ہزار اہل مشرق و مغرب کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت واحد میں مرتفع ہو گیا کیونکہ جائز کہیں کہ  
 کہ ایک آن میں صورت شالیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہزار آئینہ میں دکھائی دی اور علامتہ الوقت مولانا حضرت  
 قنوجی لکھنؤ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ترح اجساد و مجتہد بہ ارواح و تشخص اخلاق و اعمال ظہور جبریل  
 بصورت وحیہ و تشبہ او بصورت بشریہ در عالم مثال است و آنرا عالم خیال نیز گویند و این عالم را شبہ است  
 بچوہر جسمانی در بودن محسوس مقدار سے و یا چوہر عقلی در لطافت و نورانیت و ہر موجود در صورت سے است  
 در عالم مثال و این حکم شامل است افلاک و کواکب و حیوانات جن و انس و ملائکہ و شیاطین و لو نفوس کاملہ  
 انسانیہ مشکل میشوند درین عالم باشکالے متغیر اشکال محسوسہ کہ ایشان راست در دوار دنیا و اظہار میکنند  
 بر ہر کسے کہ مے خواہند و این قدرت بکمال اسلاخ انسان است از غشکی لوازم ابدان و زیادہ می شود  
 این قوت بعد انتقال انسان و از آخرت بہمت ارتفاع مانع بدنی و بہین سبب نکشف میگردد و صور انبیا و  
 اولیا بعضے ساکین صالحین را چنانکہ مروی است از پیارے کہ دریافتند صحبت نبی را صلے اللہ علیہ وسلم  
 و معلوم است کہ صورت جسدیہ سے کہ محسوس مے بود مد فون است در مدینہ و صورت وحیہ نیست از متالش  
 کہ محسوس گردد و در کش عقل است و بس انتہی بلفظہ اور غرض اس بیان سے یہ ہے کہ بزرگترین ثمرات اور  
 گرامی ترین فوائد صلوٰۃ کا یہ ہے کہ صورت کریمہ حضرت محبوب عالمین صلی اللہ علیہ وسلم مشاعر مصلی  
 منطبع ہو جائے باطل غائب متصل اور یہ نہیں حاصل ہوتا مگر جب مداومت صلوٰۃ بخلوص نیت و محافظت شرع  
 و آداب اور ملاحظہ معانی ہو کہ اس سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باطن مصلی میں تمام جم جائے  
 اور اتصال تام مابین مصلی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پہنچے تو بحکم الموضع من احب ہمیشہ  
 عین الوصال میں رہی اور مقتضائے المرحلین سبب مطیع شجرہ طیبہ محبت ثمرہ اطاعت نختہ اور مفہوم  
 من یطع اللہ و رسولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من الانبیاء و الصالحین و الشہداء و الصالحین  
 و حسن اولئک رفیقاً معیت ابدی و ما افقت سرمدی اس گروہ والا شکوہ سے کہ سرگروہ ان حضرت خاتم النبیین  
 حاصل ہو و الحق برکت کثرت درود سے کہ خلوص نیت سے ہو باطن مصلی کا آئینہ جمال حضرت احمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم بے شبہ ہو جائے کہ تمامی حرکات اور سکونات میں صورت کریمہ دیدہ بصیرت سے غیبت قبول  
 نہیں کرتی اور یہی ہوا قصہ درجہ رویت کا اور اگر ساتھ اسی دولت غیر مترقبہ کی گاہ گاہ بیداری  
 یا خواب میں بھی دیکھنا میسر ہو جائے فاما ہوا لا نور علی نور تنبیہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ صلی علی

۴  
 جگہ روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کی طرف سے ایک کتاب عطا فرمائی جس میں تمام احکام و قوانین لکھے ہوئے تھے۔

محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ ابراہیم افضل ہے  
صلوٰۃ محمد و آل محمد سے کیونکہ تشبیہ مقتضی ہے کہ مشبہ بہ وجہ تشبیہ میں اقویٰ ہو مشبہ سے یا مساوی کمتر  
ہو تا اصلاً جائز نہیں پس کما صلیت علی ابراہیم سے مفہوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ ابراہیم برکیت یا کیفیت میں  
فضیلت رکھتی ہے صلوٰۃ آنحضرت پر یا برابر ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ ابراہیم افضل ہوں آنحضرت سے  
یا مساوی اور یہ خلاف اجماع است ہے پس میں کہتا ہوں کہ حل اس اشکال میں اقوال متعدد دیکھے گئے ہیں  
بعض انہیں سے بیان کرتا ہوں اول یہ کہ ہنوز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی فضیلت کا علم حاصل  
نہ ہوا تھا کہ یہ کلام ارشاد کیا ہے کیونکہ مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے  
کہا یا خیر البرۃ آنحضرت نے فرمایا وہ ابراہیم ہیں یہ جواب ابن عربی مالکی کا ہے مگر اس جواب میں کسی شخص نے  
اعتراض کیا ہے کہ بعد علم فضیلت صیغہ صلوٰۃ تبدیل کرنا لازم تھا لیکن یہ اعتراض بے اصل ہے کیونکہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم باوصف اسکے کہ مغفوریت اپنی آیۃ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر سے  
جانتے تھے پھر بھی ایک مجلس میں سو مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتے تھے اور یہ نہ تھا مگر شکر نعمت اور اک  
مغفوریت کا اسی طرح طلب صلوٰۃ ابراہیم بعد علم فضیلت شکر آتھا دوسرا یہ کہ یہ کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
باز دے تواضع فرمایا ہو تاکہ امت کے لوگ بھی یہ صفت حاصل کریں تیسرا یہ کہ تشبیہ اصل صلوٰۃ باصل صلوٰۃ  
نہ قدر صلوٰۃ میں جسطرح انا او حینا الیک کما او حینا الی نوح و کتب علیکم الصیام کما کتب علی الدین من قبلکم  
و احسن کما احسن اللہ الیک اس جواب کو نووی نے حضرت امام شافعی سے منسوب کیا ہے اور قرطبی نے  
اسکی ترجیح بیان کی ہے حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ یہ سخن از باب تشبیہ نہیں ہے اگرچہ صورت تشبیہ ہو بلکہ  
من قبیل الحاق غیر معزوف ہو بسبب تاخر معزوف بسبب تقدم اور لازم نہیں ہے کہ جس جگہ صورت تشبیہ ہو  
تو معنی تشبیہ یہی ہوں بلکہ تشبیہ میں یہ بھی لازم نہیں ہے کہ ہمیشہ مشبہ بہ افضل یا مساوی ہو کیونکہ کبھوں کبھوں  
مشبہ سے ہوتا ہے چنانچہ مثل نوزہ شکوۃ فیہا مصباح میں اور فا ذکرہ اللہ ذکرکم اباءکم میں واقع ہے چوتھا یہ کہ  
اللہ صلی علی محمد داخل تشبیہ نہیں ہے پس تشبیہ متعلق آل محمد سے ہے اور ابن دقیق العید نے اس پر اعتراض  
کی ہے کہ آل محمد انبیاء نہیں ہیں اور آل ابراہیم انبیاء ہیں مساوات دو نون میں ممکن نہیں ہے پس طلب مثل  
ما حصل للانبیاء و غیر الانبیاء بولایہ و جوز اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جمیع صفات انبیاء کیہ و کیفیت مطلوب نہیں ہیں  
کہ مساوات لازم آئے بلکہ ثواب مثل ثواب انبیاء مقصود ہی باپچوان ابن قیم کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ  
عنہ تفسیر آیت ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراہیم علی العالمین میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم ہیں پس معنی صلوٰۃ کے یہ ہوتے کہ صلوٰۃ بھیج آنحضرت پر خصوصاً مثل اسکے



کہ ضمن صلوٰۃ ابراہیم اور آل ابراہیم میں عموماً بھیجا تھا پس ترجیح صلوٰۃ آنحضرت ظاہر ہوتی ہے پس  
افضلیت مجموعہ ثانی باعتبار اسکے ہر کہ وہ مشتمل صلوٰۃ آنحضرت پر ہر چھٹوان قول حلیہ ہر کہ سبب  
تشبیہ یہ ہر کہ فرشتوں نے اگر حضرت ابراہیم کے گھر میں کھاتھا رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ  
حمید مجید اور تحقیق معلوم ہر کہ آنحضرت اور آل آنحضرت اہل بیت ابراہیم ہیں پس معنی یہ ہو کہ قبول کہ  
و عا حق آنحضرت اور آل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ ملائکہ نے ضمانت کے واسطے دعا کی ہر ج طرح  
قبول کی دعا ملائکہ حق ابراہیم اور آل ابراہیم میں کہ اس وقت موجود تھے اور ملائکہ نے صریحاً انکے واسطے  
دعا کی تھی ولہذا ختم دعا انک حمید مجید پر ہوئی ہر ج طرح فرشتوں نے ختم کی تھی پس تشبیہ استیجاب  
دعا میں ہر نہ کیست اور کیفیت میں تاکہ مساوات یا افضلیت لازم آئے سائون قول عبد اللہ بن فریور ابادی  
کا ہر کہ بعض اہل کشف سے نقل کرتے ہیں کہ عرض تشبیہ سے حصول کمالات انبیاء ہر اتباع آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کو ج طرح حاصل تھی آل ابراہیم علیہ السلام کو آٹھوان قول مولانا جلال الدین دوانی ہر  
کہ سید صفی الدین سے نقل فرماتے ہیں کہ وجہ تشبیہ اس جگہ یہ ہر کہ کل من الصلوٰۃ اتین افضل من الصلوٰۃ  
علیٰ اسابقین پس صلوٰۃ سید المرسلین افضل ہر صلوٰۃ سابقین سے اور سابقین میں ابراہیم علیہ السلام  
بھی ہیں اور صلوٰۃ برابر ابراہیم افضل ہر صلوٰۃ سابقین پر اس جگہ سے لازم آیا کہ صلوٰۃ آنحضرت پر افضل ہر  
صلوٰۃ ابراہیم سے وہو المطلوب تحقیق دوانی فرماتے ہیں کہ یہ توجیہ الرس انبق در شیع ہر سید علیہ الرحمۃ نے  
مجھے بالمشافہہ کہا تھا اگر کوئی کہے اس توجیہ سے لازم آتا ہر کہ صلوٰۃ آل آنحضرت پر افضل ہو گئی صلوٰۃ  
آل ابراہیم سے حالانکہ آل ابراہیم انبیاء ہیں پس لازم آئی تفضیل آن حضرت آل ابراہیم پر کہ انبیاء تھے  
میں کہتا ہوں کہ یہ ملازمت قابل تسلیم نہیں ہر کیونکہ حاصل اس توجیہ کا تفصیل مجموعہ صلوٰۃ اتین ہر  
مجموعہ صلوٰۃ اتین ہر اور تفضیل مجموعہ علی المجموع سے تفضیل صلوٰۃ آل آنحضرت صلوٰۃ آل ابراہیم پر  
لازم نہیں آتی علاوہ یہ کہ تفضیل ششی بر ششی کچھوں بعض وجوہ سے ہوتی ہر اور بعض سے نہیں ہوتی  
لان التفضیل ہو الزیادۃ بوجہ پائس تفضیل آل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم پر باعتبار بعض وجوہ  
ممكن ہر کہ جائز ہو اور حدیث شریف میں وارد ہر ان اللہ عباد الیسوا بانبیاء یغبطہم الانبیاء اور اگر کوئی  
کہ جب وجہ تشبیہ افضلیت صلوٰۃ اتین صلوٰۃ سابقین سے مقرر ہوئی تو وجہ تشبیہ میں قوی ہوئی  
نہ مشبہ بہ میں اور اصل محذور نے خود کیا بلکہ قوی ہو گیا تو جواب یہ ہر کہ وجہ تشبیہ مشبہ بہ میں قوی ہر  
باعتبار شہرت و ظہور کے اور ہر گاہ کہ صلوٰۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل آنحضرت صلی اللہ  
پر مشہور تر اور ظاہر تر افضلیت میں صلوٰۃ سابقین سے مثل صلوٰۃ ابراہیم اور آل ابراہیم نہ تھے سلی

۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

بعض روایات

دوسرے کو مشہد نہ گردانا اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہر گاہ وقت وجہ شبہ مشبہ بہ بین اصلی باعتبار ظہور اور  
 شہرت تھی تو اول سے کیسے اسپر اکتفا نہ فرمائی تو جواب یہ ہے کہ احتیاج یہ ہوئی کہ افضلیت صلوٰتین پر  
 معلوم ہو جائے اور اگر ابتدا شہرت اور ظہور پر اکتفا فرماتے تو یہ فضیلت معلوم نہ ہوتی انتہی کلام الدروانی  
 فائدہ اس مقام پر مناسب معلوم ہوا کہ مواضع اور محل درود پڑھنے کے مفصل بیان کروں تاکہ فائدہ  
 خاص و عام حاصل ہو پس واضح ہو کہ مواضع صلوٰۃ متعدد ہیں اول وقت دخول اور خروج مسجد سے  
 ابن النس نے عمل الیوم واللیلۃ میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب  
 مسجد میں داخل ہوئے تو فرماتے بسم اللہ اللہم صل علی محمد اور جب نکلتے تو فرماتے بسم اللہ اللہم صل علی  
 محمد وقت سماع اذان طہرائی نے بحکم کبیر بن عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے  
 جو کوئی سنے اذان تو کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدًا عبده ورسوله اللہم  
 صل علی محمد وبلغہ درجۃ الوسیلۃ عندک واجعلنا فی شفاعتہ یوم القیامۃ واجب ہو جائے اسکے لیے  
 میری شفاعت اگرچہ احادیث سے ظاہر مفہوم ہوتا ہے کہ یہ دعائیں سماع اذان میں کے لیکن  
 حدیث عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد اتمام اذان کہنا چاہیے باقی احادیث اُسی پر  
 محمول ہیں کذا فی القول البلیغ اور جو بعضے مردم الذر جتہ الرفیعۃ زیادہ کرتے ہیں وہ کسی روایت میں  
 نہیں آیا ہے کذا قال السخاوی فی المقاصد الحسنة اور لفظ مقام محمود روایت نسائی اور ابن حبان  
 اور طبرانی اور بیہقی میں بتعلیف یعنی المقام المحمود آیا ہے اور صحیح بخاری میں یون آیا ہے اللہم رب ہذہ  
 الدعوة التامة والصلوة القائمة ات محمدک الوسیلۃ والفضیلۃ والبعثۃ مقام محمود الذی وعدتہ  
 اور روایت بیہقی میں انک لا تخلف المیعاد بھی آیا ہے تیسرے صلوٰۃ عند اقامۃ الصلوٰۃ یعنی وقت  
 قدامت الصلوٰۃ وہی دعا پڑھے جو بعد اذان پڑھی جاتی ہے جو تھے صلوٰۃ فی التہجد کما ہو المشہور  
 پس قعدہ اخیرہ میں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بین التہجد والدعائیں ہی اور نزدیک امام شافعی کے  
 واجب اور قعدہ اولے میں از روئے قول امام اعظم اور مالک اور احمد اور قول قدیم شافعی سے  
 زیادہ برتہند مگر ناچاہیے اور قول جدید شافعی سے استحباب نکلتا ہے یا بخوش صلوٰۃ قنوت میں چھٹے  
 صلوٰۃ بعد الصلوٰۃ ساکنین موقف آخر روز عرفہ میں آٹھویں مطلق موقف عرفہ میں نوین مقام  
 ملتزم ہیں بین الباب والحجرہ دسویں عند النجوم گیارہویں عند العطاس یعنی چھینک کے وقت  
 الحمد للہ علی کل حال ماکان من حال وصلی اللہ علی محمد وابل بیتہ بارہویں الصلوٰۃ عند دخول المنزل  
 تیرہویں الصلوٰۃ لیلة الاثنين چودھویں الصلوٰۃ یوم الجمعة پندرہویں الصلوٰۃ لیلة الجمعة سولہویں

الصلوة



الصلوٰۃ لیلة الاربعاء شتر صون الصلوٰۃ عند ارادة بروية وقصد لقاء صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا رکعتوں  
 الصلوٰۃ بعد الفراغ من الوضوء انیسویں الصلوٰۃ طر فی النہار بیسویں الصلوٰۃ عند القيام بصلوٰۃ اللیل  
 کیسویں الصلوٰۃ بعد الفراغ من التہجد بائیسویں الصلوٰۃ یوم السبت ویوم الاحد ولیلہ الاحد تیسویں  
 الصلوٰۃ لیلة الثلاثاء چوبیسویں الصلوٰۃ یوم الخمس پچیسویں الصلوٰۃ فی المساجد چھبیسویں الصلوٰۃ  
 عند المرور بالمساجد ستائیسویں الصلوٰۃ فی خطبۃ الجمعۃ اٹھائیسویں الصلوٰۃ عند تکبیرات الفیدین  
 اکتیسویں الصلوٰۃ فی صلوٰۃ الجنازہ تیسویں الصلوٰۃ عند ادخال المیت فی القبر اکتیسویں الصلوٰۃ  
 عند زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم وداعہ صلی اللہ علیہ وسلم علما کو اختلاف ہے کہ قبر شریف کے پاس  
 سلام افضل ہے یا صلوٰۃ شیخ محمد الدین فیروز آبادی اور سخاوی کہتے ہیں کہ سلام افضل ہے اور بعض  
 صلوٰۃ کو افضل کہتے ہیں اور شک نہیں ہے کہ جمع بین الصلوٰۃ والسلام افضل تر ہے بیسویں صلوٰۃ  
 عند مشاہد الاثار النبویہ تینتیسویں الصلوٰۃ فی بیت المقدس چونتیسویں الصلوٰۃ عند خطبۃ المروج وخطبۃ  
 پینتیسویں الصلوٰۃ فی اول الرسائل یہ بات اول حضرت صدیق اکبر نے ایجاد کی جب طریقہ ابن حاجر  
 حامل نبی سلیم کو نامہ لکھا ہے بعد اسکے ہارون رشید نے چھتیسویں صلوٰۃ عند رکوب الدابة سینتیسویں  
 الصلوٰۃ عند طلب الغنی اترتیسویں الصلوٰۃ فی اکنتہ الفضلۃ اکتالیسویں الصلوٰۃ عند خوف الفرق جالیسویں  
 الصلوٰۃ عند وقوع الطاعون اکتالیسویں الصلوٰۃ اول الدعاء ووسطہ وآخرہ بیالیسویں الصلوٰۃ عند الصلوٰۃ  
 علی غیرہ من الانبیاء علیہم السلام تینتالیسویں صلوٰۃ عند قصد حفظ القرآن چوالیسویں الصلوٰۃ  
 عند اقام من المجلس تینتالیسویں الصلوٰۃ عند المجلس مع الاخوان چھیالیسویں الصلوٰۃ عند لقاء الإخوان  
 سینتالیسویں صلوٰۃ فی المشی بشرط طہارۃ المكان اترتالیسویں الصلوٰۃ عقب الذنب اسلکے کہ صلوٰۃ بسبب  
 تطہیر نفس ہر ذیل سے اور متوجہ کثیر فضائل انچاسویں صلوٰۃ بعد تلاوۃ القرآن انچاسویں صلوٰۃ فی مجلس  
 ذکر اللہ کا تونین صلوٰۃ اول کل کلام وکل امر کہ شان باتونین صلوٰۃ عند ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمہ اللہ ذکرہ علم یصل علی یعنی خوار  
 وذلیل ہو حیوۃ و شخص کہ ذکر کیا جاوے میں اُسکے نزدیک اور درود نہ بھیجے مجھ پر ظاہر حدیث سے ظاہر ہے  
 کہ جسوقت نام مبارک سرور کائنات کا کسی کے روبرو دلیا جائے تو اسکو درود بھیجنو جب ہر اور بعض علما  
 استحباب افضلیت نکالتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک بار واجب ہے جس طرح سجدہ تلاوت تہنیت طس  
 مگر یہ شخص خلاف جمہور ہے اور طحاوی کے نزدیک اکیبا تمام عمر میں واجب بطور سے اظہار شہادتین اور  
 باقی مستحب ہے مگر یہ قول کبریا یا ایہا الذین آمنوا صلوٰۃ علیہ وسلم اسلیما سے روہو تاہی کیونکہ اس ترکیت میں

امروا سے وجوب کے ہی بالاتفاق پس کاتب الحرم کا یہ مذہب ہی کہ جب ذکر اسم مبارک آنجناب آوے صلوٰۃ  
سامع و قائل پر واجب ہو کہ اپنے پیغمبر کے لیے اللہ سے رحمت مانگے اور اُنکے بعد اُنکے آل پر نہایت قبولیت  
رکھتی ہو کیونکہ اُنپر اُنکے لائق رحمت نازل ہوتی ہو اور دہل رحمتیں مانگنے والے کو ملتی ہیں پھر کہیوں  
نہ حاصل کرے پنجابہ و سوم الصلوٰۃ عند قراءۃ الحدیث و نشر العلم بنبأہ و چهارم الصلوٰۃ عند کتابۃ اسمہ صلی اللہ  
علیہ وسلم اور سوائے ان مقامات کے اور بھی مواضع از روئے استقرار بہم پہنچتے ہیں لیکن فقیر کو کف غفر اللہ  
اسی قدر پر اکتفا کی ہو تو ضیح در بیان بعض حالات و واردات مرض موت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم از انجملہ  
یہ ہو کہ چالیس برس سے حضرت صلعم نے مرض موت میں آنذا فرمائے از انجملہ سات دینار آنحضرت کے پاس تھے  
انکو خیرات کر دیا تاکہ کچھ باقی نہ چھوڑیں از انجملہ اکثر وصیت حضرت صلعم کی مرض موت میں رعایت نماز اور  
احسان کرنے کی تھی لونڈی و غلام سے لکھا جاتا کہ فی الحدیث الصلوٰۃ و ملائمت ایما نکم از انجملہ نماز ادا کرتے تھے  
حضرت اصحاب کے ساتھ مدت مرض میں سوائے تین دن کے اور بعضوں نے کہا سترہ نمازین نہیں پڑھائیں  
ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھا اور رکھے آنحضرت ایک روز ظرف مسجد کے اور نماز ادا فرمائی  
اور کہا اے گروہ مسلمانوں کے تمکو رخصت کرتا ہوں اور خدا سے قوالے کی پناہ میں سونپتا ہوں خدا خلیفہ  
ماورکاز ساز میرا ہی پیسر پس میری طرف سے ہو یہ نصیحت کہ تقویٰ اختیار کر کہنا اور نگاہ رکھنا طاعت اسکی اسلئے  
کہ میں دنیا کو چھوڑتا ہوں اور جدا ہوتا ہوں تم سے اور اکثر روایات میں ہو کہ امام ابوبکر تھے ابن عباس سے  
روایت ہو کہ نماز نہیں پڑھی حضرت صلعم نے شیخے کسی کے اپنی امت میں سے سوائے ابی بکر رضی اللہ عنہ کے اور  
سوائے عبد الرحمن ابن عوف کے کہ ایک سفر میں اُنکے پیچھے ایک رکعت پڑھی تھی از انجملہ بخاری اور مسلم نے  
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کھٹے حضرت صلعم نمبر پڑا اور فرمایا ایک بندہ کو اختیار دیا  
اللہ نے درمیان اُسکے کہ دے اُسکو ناز و نعمت دنیا سے جو چاہے اور درمیان اُسکے کہ جو خدا کے پاس ہو یعنی ثواب  
آخرت پس اختیار کیا اُس نے اللہ کے پاس والی چیز کو سروسر دے ابوبکر اور بولے قربان ہوں ہم تم پر ساتھ باپوں اور  
باکون کے پس تعجب کیا مجھے ابوبکر کے معقولے پر کہ کیوں قربان کرتے ہیں حالانکہ یہاں کوئی باعث نہیں ہو  
پھر کہا لوگوں کہ دیکھو طرف اس بزرگ کے خبر دینے میں رسول خدا احوال ایک بندہ غیر معین سے اور وہ  
کہتا ہو قدیناک یا یا ثناء و اہانتنا سو تھے حضرت وہی اختیار دیے گئے اور ابوبکر دانا تر ہمارے تھے کہ سمجھ گئے یہ حدیث  
حضرت صلعم نے مرض موت میں پہلے رات بیشتر از وفات فرمائی تھی اور اگرچہ آنحضرت نے فکر بندہ غیر معین کا فرمایا تھا  
لیکن ابوبکر صدیق بقرینہ مرض اور اختیار رکھنے نے ثواب آخرت اور ترک کرنے ناز و نعمت دنیا کے سبب کمال فہم دور کر  
پہنچان کیا کہ حضرت صلعم نے موت کو اختیار کیا پس پورے لگے اور جن لوگوں نے نہ سمجھا اُنھوں نے تعجب کیا

تہذیب احوال جناب سات  
تابہ صلی اللہ علیہ وسلم



از آنجمله و ارمی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کما انھوں نے باہر نکلے پیغمبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُس بیماری میں کہ جسمین وفات پائی اس حال میں کہ ہم تھے مسجد میں در حالیکہ تھے حضرت باندھے ہوئے یہ مبارک اپنا کپڑے سے اور منبر پر چڑھے اور ہم بھی منبر کے بیٹھے سو فرمایا قسم ہو اس ذات پاک کی جسکے ہاتھ میں تیری جان ہے کہ میں دیکھتا ہوں اس مقام سے حوض کوثر کو پھر فرمایا کہ ایک بندے کو دکھلائی گئی دنیا اور آرائش دنیا سوسے اختیار کی آخرت اور نہ سمجھا اس نکتے کو کوئی سوائے ابوبکر کے اور جاری ہوئے انیسویں ابی بکر کی آنکھوں سے سو روئے پھر کما ابی بکر نے بلکہ ہم خدا کرتے ہیں تمہارے باپ و امین و جانین و مال اپنے یا رسول ابو سعید کہتے ہیں کہ اترے حضرت صلعم منبر سے پھر نہ کھڑے ہوئے اُسپر اُسوقت تک یعنی دو آخری کھڑا ہونا تھا منبر پر از آنجمله منقول ہے کہ عباس نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں پہچانتا ہوں چہرے عبدالمطلب کے بیٹوں کے بوقت موت اور دوتا ہوں کہ نہ انھیں پیغمبر خدا اس درد سے جا اور طلب کر افسے یہ امر یعنی خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہرگز نہیں دینگے اور میں ہرگز نہیں طلب کرتا از آنجمله بخاری و مسلم میں عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ پشیمانہ کے دن حضرت صلعم کی بیماری سخت ہوئی اور درد غالب ہوا اور حضرت فرمایا میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دوں تاکہ اُس تحریر کے بعد تم بھی نہ جھٹکو یعنی تم ہرگز مختلف و حیران نہ ہو تو اصحاب نے کاغذ لانے اور نہ لائیں گفتگو کی پھر اصحاب نے کہا کہ حضرت کا کیا حال ہے درود سے زبان کیا بے قابو ہو گئی ہے اُسکو حضرت سے تحقیق کرو پھر حضرت صلعم سے اس بات کو تحقیق کرنے لگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب مجھکو نہ چھیرو جبین اب میں مشغول ہوں اُس سے ہتر نہو جسکو تم پوچھتے ہو اور حضرت نے آنکھوں میں باتون کی وحیست فرمائی ایک تو یہ کہ مشرکوں کو عرب کے ٹاپوں سے نکال دو و شرے یہ کہ ایلچیوں سے سلوک کرنا جسطرح میں کرتا ہوں یعنی از روئے کسیت و کیفیت تاکہ محب لیاقت مابین اُنکے تمیز رہے اور یہ اسواسطے فرمایا کہ ایلچی لوگ خوش ہوں اور غربت کریں مولفہ القلوب اور یہ سخن عام ہے سب ایلچیوں کے لیے خواہ کافر ہوں یا مسلمان راوی نے کہا کہ تیسری خبر مجھکو یاد نہیں رہی اور کہا ہے علما نے تیسری بات یہ تھی کہ سامان درست کر دینا شکریہ اسامہ کا اور جانب شام اُسکو بھیج دینا کیونکہ آنحضرت صلعم اُسکے اسباب کی درستی کر رہے تھے کہ اُسی اثنا میں بیمار ہو یا تیسری بات یہ تھی کہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ پوجی جائے اور بھی بخاری میں دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ مانگا تو بعض اصحاب نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے جو حکم خدا کی کتاب کفایت کرتی ہے یعنی لکھنا چند ان ضرورتیں ہیں اور بعضوں نے کہا کاغذ لاؤ یعنی حضرت عمر نے فرمایا امر دین میں ہو جب قول خدا سے و عمنہ و ابل اللہ علیہ وسلم کتاب خدا کافی ہے اور سنت بھی تابع و مفسر و مبین اُسکی ہے اور یہ خطاب کیا تھا حضرت عمر نے اُنکو جو جھگڑے تھے

اس بات میں پس یہ رہی آپ نے حضرت صلعم پر اور حضرت عمر کو مقصود اس کہنے سے تخفیف و آسائش دینی  
آنحضرت کی تھی وقت سختی و درد بیماری اور جان لیا تھا انھوں نے کہ یہ حکم بطور حرم و وجوب کے نہیں ہوا اور عادت  
ستہ تھی کہ جب حکم کرتے تھے حضرت صحابہ کو ایسا حکم کہ بطور ایجاب الزام کے نہ تو وہ گفتگو کرتے تھے سوچھوڑ  
دیتے تھے آنحضرت انکی راہ پر اور اگر کوئی امر ضروری ہوتا تو دھچھوڑتے تھے انکی راہ پر اس مقام پر شیعہ عمر فاروق پر  
طعن کرتے ہیں کہ انھوں نے کاغذ نہ کھنکھایا اور نہ فرامانی کی اسکا جواب یہ ہے کہ تمہارے علم کا قصور ہے عمر فاروق پر  
کوئی مقام طعن نہیں ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوٹھری میں اکثر اصحاب و اہل بیت تھے اور حضرت  
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی جو کاتبِ وحی میں انہیں تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب حاضرین سے کاغذ مانگا  
اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاغذ نہ لائے تھے تو علی مرتضیٰ و ابن عباس کا ہاتھ کھینچ لیا تھا اور حضرت صلعم کے ہاتھ  
کسی چیز کے لکھنے کا دستور نہ تھا سو اسے قرآن کے سو قرآن سب پورا ہو چکا تھا اس واسطے اصحاب کو مائل ہوا تھا اور  
بعد گفتگو کے حضرت سے پوچھا بھی لیکن حضرت نے نہ فرمایا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر واجب نہ تھا  
حالا وہ بران حضرت صلعم بعد اس گفتگو کے پانچ دن زندہ رہے اگر لکھنا واجب ہوتا تو دوسرے وقت اسکو لکھواتے  
اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جن تین چیزوں کی حضرت نے وصیت فرمائی انھیں کو لکھواتے اور دعویٰ کرنا شیعہ کا مقصود  
کتابت سے وصیت کرنا علی مرتضیٰ کو تھی اور خلیفہ کرنا آپکا منظور تھا یہ خالی تناقص سے نہیں ہے اس لیے کہ یہ خود کہتے ہیں  
کہ عمر رحمہ اللہ میں خلیفہ کرنا انکا نفس قطعی سے ثابت ہوا پھر جب یہ ہو چکا تھا تو احتیاج تحریر کی کیا تھی اور یہ کہنا حضرت  
عمر کا کہ قرآن کفایت کرتا ہے اسکا یہ مطلب نہیں کہ حضرت کی حدیث کی بھی حاجت نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ سب کے بعد  
قرآن میں اہمیت کم و نیکم نازل ہو پھر اب کوئی حکم تازہ دین کا باقی نہ رہا قرآن اور حدیث میں دین کی تفصیل ہو  
اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عین شدت بیماری میں لکھوانے کی تکلیف دینا مناسب  
نہ جانا کچھ نا فرامانی نہیں کی بلکہ عین محبت اور خیر خواہی ہے اس واسطے کہ دستور بیماری میں مصیبت اور تکلیف سے  
بزرگوں اور عزیزوں کو بچانا استعداد جو بیان ہوا اہل ہر باقی نزل اور جدل بے فائدہ ہے جس کسی کو زیادہ تحقیق منظور  
تھی اثنا عشر یہ دیکھے آؤ انجملہ بخاری اور مسلم میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عذراعت کرے یہود اور نصاریٰ پر کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو  
مسجد بنایا بخاری شریف میں ہے کہ یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں ارشاد فرمائی پانچ روز پیش از  
انتقال جسٹہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوف ہوا کہ اگلی امتوں نے اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کے قبور کو  
مسجد گاہ بنالیا اور خراب ہوئے ایسا نہ ہو کہ میری امت کے لوگ بھی خراب جائیں لہذا خبردار کر دیا کہ قبروں میں مسجد نہ بنائے  
جس طرح یہود اور نصاریٰ قبروں پر مسجدیں بنا کر عبادت کرتے تھے اور جانب قبور مسجد کرتے تھے کہ صاف شرک تھا





دنیا کا کچھ لگاؤ نہیں یہاں تک کہ اولاد اور وارثوں کو کچھ انکا حصہ نہیں ملتا پوشیدہ رہے کہ انبیا علیہم السلام کے مال اور عمارتیں میں فریقین کے طور پر ارث جمیع اہل سنت کے طور پر یہ حدیث جو مذکور ہوئی کہ لا یرث ما ترکنا صدقہ اور امامیہ کے طور پر وہ حدیث جو کلینی میں امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ ان الانبیا رلم یروا ویرثوا ولا دنیا را وانما یرثوا من احادیثہم فمن اخذ بشئ منها فقد اخذ خطا وافر یعنی بیہون کا کوئی وارث نہیں ہوتا نہ دہم میں نہ دینار میں مان انکے وارث ہوتے ہیں لوگ حدیثوں میں یعنی علم میں پس جس نے حاصل کی تھوڑی سی حدیث پس اس نے حاصل کیا تر حصہ نیکی کا اور کلینی کے شارح نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام میں چیز کو چھوڑ مرن اگر وہ صدقہ ترک کرے ہر اس میں ترکے کا حکم نہیں اور جو حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حضرت صدیق اکبر سے حصہ مانگا سولس حدیث سے اطلاع نہ تھی اور جب مطلع ہوئیں خاموش ہو رہیں اگر کوئی بد اعتقاد حضرت صدیق اکبر پر کچھ طعن کرے تو وہ بھی خیال کرے کہ صرف حضرت صدیق اکبر راوی حدیث شریف کے تین ہیں بلکہ جناب امیر بھی راوی اس کے ہیں وراے اسکے حضرت صدیق اکبر نے صرف جناب فاطمہ سے یہ بات نہیں کہی بلکہ ازواج مطہرات سے بھی فرمائی تھی جیسا کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب رسول مقبول صلیم نے وفات پائی تو بیبیوں نے ارادہ کیا کہ عثمان کو ابو بکر کے پاس طلب میراث بھیجیں سو میں نے ایسی فال رسول اللہ لا یرث ما ترکنا صدقہ رواہ الشیخان اور حکم عدم میراث کا صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہیں دیا بلکہ بڑے بڑے صحابہ کو بلا یا سب نے کہا کہ تجھے حضرت صلعم سے یوں من سنا ہو اور جو حدیث اول میں بیبیوں اور کچھ کچھ کو کرے جو حاصل اسکے ہے کہ حضرت کے پاس کچھ زمین مدینہ اور فدک اور خیبر میں تھی اور حضرت کا معمول تھا کہ اُس کے حاصلات اپنی بیبیوں کو سال بھر کا خرچہ دے کر جو باقی رہتا تھا اُسکو محتاج مسلمانوں میں خرچ کیا کرتے تھے اس پر فرمایا کہ میرے وارث تو ایکے ہیں ابراہیم بھی کچھ نہ پائینگے اس لیے میں نہیں چھوڑونگا دینار اپنے ملاک میں کہ تقسیم کریں پس یہ اختیار ہے حقیقہ اور احتمال یہ بھی ہے کہ اختیار ہی صورت میں اور نہ ہی ہر محتون میں یعنی نہ تقسیم کریں وارث میرے دینار پھر باقی سبب علت اُسکی بطور استیفاء باقی رہے یہ زمین سو بوجہ خرچ زوجات کا زندہ راہ خدا میں صدقہ ہو اور زوجات مطہرات حکم عدت والی عورتوں میں تقسیم کیے کہ جائز نہ تھا انکو نکاح کرنا بعد حضرت صلعم کے بوجہ بضع مرتج و لہذا جاری ہوا انکے لیے نفقہ اور حامل سے مراد وہ ہیں جو حضرت صلعم کے بعد خلیفہ ہوئے پس وہ بھی صرف کریں ترکہ اپنے مصارف میں اور پونچاویں مستحقین کو جس پر حضرت صلعم صرف کرتے تھے اور انحضرت ملے تھے نفقہ اپنے اہل کا صفایا میں سے کہ تھا حضرت کے لیے اموال سے نفقہ اور فدک سے اور باقی صرف کرتے تھے مسلمانوں کے مصالح میں لیکن اور کسی کے لیے یہ امر درست نہیں تھا پھر ان اموال کے متعلق ہوئے ابو بکر انھوں نے اُسی طرح لکھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے تولیت اُسکی حضرت عباس علی کو تفویض فرمائی جب ان میں نزاع ہوئی اور انھوں نے تقسیم کی درخواست کی تقسیم نہ کیا مگر مدت تک تولیت اُسکی سپرد اہل بیت رہی جب کہ تو خلاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آئی تو یہ حضرت بسبب اپنے مال کے بے پروا تھے انھوں نے مردان وغیرہ اپنے اقارب کی

اس صورت میں  
خبر دے کر گویا  
نہیں بوجہ نفقہ  
بہتر کا ہو اور  
جس پر دل دیا  
میں جناب فاطمہ  
تو تھوڑی گنا  
ہو اور لیکن توکل  
جب صلعم کا  
ابو بکر نے اور  
بہنات اور بیت  
قد میراث نہ تھی  
حدیث کو مانیں  
کہ ان میں مال کا  
لا رسول مقبول  
فرمایا ہی فرمایا  
ابو بکر میں  
بوجود روایت تھی  
جناب عمر کو  
انکہ ان عورتوں اور  
طہرات کے نفقہ  
اور خزانہ کا  
ان کا خلیفہ مستحق  
والساقی میں انھوں  
روایت تھی انھیں  
متعلق انھیں  
تک صلیب  
زین علیہ السلام  
نہیں ہے انھوں

۱۱









خواہش نہیں کرتی ہوں مگر یہ جانتی ہوں کہ بروز قیامت آپ کے ازواج میں اٹھائی جاؤں اور میں اپنی نوبت آپ کی  
محبوبہ عائشہ کو بخشے دیتی ہوں حضرت صلعم نے درخواست سودہ منظور فرمائی اور بقول صحیح طلاق نہیں دی یا حضرت فرمائی  
انھیں کے قصہ میں کرمیہ دان امرتہ خافت من بعد انشوراء اور عراضا نازل ہوئی اور ان کے فضائل میں مندرج ہوئی  
وفات کلمیٰ خرافات حضرت عمر بن الخطاب واقع ہوتے البقیع میں مدفون ہیں اور وہاں لکھا ہے کہ سال چوتھ ہجری میں  
معاویہ ابن ابی سفیان وفات ہوئی اور بیوہ الحافل میں سال پنجاہ و پنج ہجری میں لکھی ہے روضۃ الاحباب میں ہے کہ  
حضرت سودہ سے ایک حدیث بخاری میں دی ہے اور چار سنن اربعہ میں لکھے گئے ہیں کہ اسما بنت عمیس نے اول نش  
انھیں کے واسطے بنائی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ اسے زینب بنت جحش کے بنائی گئی تھی مگر اصح یہ ہے کہ اول نش حضرت فاطمہ  
کے واسطے ترتیب دی گئی تھی اور وفات فاطمہ علیہا السلام مقدم ہے کہتے ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طویل القامتہ و طہیم  
و تحیم نہیں تھیں مگر حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا مان انکی ام زمان بنت عمر ابن العاص تھیں اور کہتے  
ہے کہ ام عبد اللہ مراد عبد اللہ بن عبد اللہ بن زبیر بن عوف رضی اللہ عنہا تھیں کہ انکو حضرت صدیقہ نے منیٰ کیا تھا قصہ  
انکے نکاح کا یوں ہے کہ بعد وفات خدیجہ خولہ نے حضرت سے کہا کہ آپ نکاح کیون نہیں فرماتے اگر یا کرہ درکار ہو تو عا  
بنت صدیق اکبر ہو اور غیبیہ کی خواہش ہے تو سودہ بنت زمعہ موجود ہے حضرت نے فرمایا دونوں سے پیغام کہ سو بروایت صحیح  
اول خولہ سودہ کے پاس گئیں انھوں نے قبول کر لیا پھر صدیق اکبر کے پاس آئیں اور پیغام کہا انکو یہ وعدہ ہوا کہ میں نے  
حضرت سے عقد موافقات باندھی ہے میری بیٹی سے حضرت کس طرح نکاح کرینگے یہ خبر حضرت نے سنی اور فرمایا کہ اخوت نسبی رضی  
موجب حرمت ہے نہ اخوت سلامیہ خولہ نے صدیق اکبر سے کہا صدیق اکبر نے کہا کہ تو اندک توقف کر دین آتا ہوں اور وجہ اسکی  
یہ ہوئی کہ طعم ابن عدی نے اپنی بیٹی جبر کے واسطے عائشہ کو چاہا تھا سو حضرت صدیق اکبر کے گھر گئے انے انکو کہا کہ وہ لو کہ  
اپنی بیٹی دیکھ کر میرے بیٹے کو دین آبا ہی سے پھر اچھا ہوتا ہے یہ ہرگز نہ ہوگا پھر صدیق اکبر نے اسکے بیٹے سے کہا اے بھی رہی جوڑیا  
صدیق اکبر نے غنیمت سمجھا اور جلدی سے اپنے گھر آئے اور خولہ سے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غریب خانہ پر روض فرمایا  
بجھاکو منظور ہو چنانچہ آنحضرت تشریف لائے اور نکاح کیا پانچویں مہر قرار پایا کہ اسی وقت حضرت نے فرض لیکر تسلیم کیے اس وقت  
حضرت عائشہ کی پچیس برس کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ مہر سارے بارہ اوقیہ تھا کہ صدیق اکبر نے حضرت صلعم کی طرف سے ادا کیا  
کہ زانی ہجری المبارک سال اول و بقولے سال دوم ہجرت مدینہ منورہ میں بھر تو برس کے واقع ہوا  
اور اٹھارہ برس کی تھیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی عمر پینسٹھ یا چھیٹھ برس کی ہوئی اور شب سہ شنبہ  
ستر خون رمضان المبارک سال پنجاہ و ششم ہجری میں وفات ہوئی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اور محمد بن قاسم  
ابن ابی بکر و عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر نے قبر میں رکھا اور بخت البقیع میں رات کے وقت دفن کیا انکے سودہ  
کوئی عورت باکرہ آنحضرت کے نکاح میں نہیں آئی انکو اچلہ فقہا میں شمار کرتے ہیں اور نبی ہفتی فصیحہ و بلیغہ تھیں

حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر  
رضی اللہ عنہا طویل القامتہ و طہیم  
و تحیم نہیں تھیں مگر حضرت عائشہ  
صدیقہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا  
مان انکی ام زمان بنت عمر ابن العاص  
تھیں اور کہتے ہیں کہ ام عبد اللہ  
مراد عبد اللہ بن عبد اللہ بن زبیر  
بن عوف رضی اللہ عنہا تھیں کہ انکو  
حضرت صدیقہ نے منیٰ کیا تھا قصہ  
انکے نکاح کا یوں ہے کہ بعد وفات  
خدیجہ خولہ نے حضرت سے کہا کہ آپ  
نکاح کیون نہیں فرماتے اگر یا کرہ  
درکار ہو تو عا بنت صدیق اکبر ہو  
اور غیبیہ کی خواہش ہے تو سودہ  
بنت زمعہ موجود ہے حضرت نے فرمایا  
دونوں سے پیغام کہ سو بروایت صحیح  
اول خولہ سودہ کے پاس گئیں انھوں  
نے قبول کر لیا پھر صدیق اکبر کے پاس  
آئیں اور پیغام کہا انکو یہ وعدہ ہوا  
کہ میں نے حضرت سے عقد موافقات  
باندھی ہے میری بیٹی سے حضرت کس  
طرح نکاح کرینگے یہ خبر حضرت نے  
سنی اور فرمایا کہ اخوت نسبی رضی  
موجب حرمت ہے نہ اخوت سلامیہ







ام سلمہ آخرین از زوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و وفات میں مگر بعض مہینوں کو تو راہ دیتے ہیں اور سب سے پہلے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام  
 ام سلمہ نے وفات پائی ہر شائون زینب بنت جحش اسدیہ اور والدہ انکی امیر بنت عبدالمطلب تھیں یعنی حضرت صلعم کی بھوپھی کی بیٹی  
 تھیں اصل انگار نام بڑہ تھا سو حضرت صلعم نے دیکھا کہ یہ نام مشہور ہے کہ نفیس ہے اور کہ یہ لائق کو انکسک کے خلاف ہو اسلئے زینب کے بعد  
 دل نکاح نکاح زینب سے ہوا اور جب نے بیٹے طلاق دی تو حضرت صلعم نے نکاح کیا تو روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نے زینب کے ساتھ  
 زید کا نکاح کرنا چاہا تو خود زینب اور عبد اللہ بڑہ زینب نے سبب شرافت نسب لے کر فرمایا کہ زینب سے نکاح کرنا تو حضرت صلعم نے  
 فرمایا و ما کان لہ من دین الا منہ و ذاق فی اللہ در سولہ امرا ان کیوں لہم الخیرۃ من امرہم و من لہیں اللہ و رسولہ فقد فضل صلا الامین یعنی  
 کام نہیں کسی ایمان دار مرد یا عورت کا جب حضور اوسے اللہ اور اسکا رسول کچھ کام کہ انکو رہت اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم  
 چلا اللہ اور اسکے رسول کے سوا رہ بھولا صحت چوک کر دیکھ کر زینب عبد اللہ راہی ہوئے کہ حضرت صلعم نے نکاح کر دیا اور صلعم میں  
 کہ حضرت نے دین دینا اور ساٹھ درہم اور ایک ڈھنی اور ایک کرتہ اور ایک انگار اور ایک چادر کا ان اور پچاس مہینوں اور  
 غیش صلح خضرے خشک کتب کے پاس بھجوائے باجملہ زینب کے گھر میں رہنے لگیں مگر زید انکی نظر میں حقیر و کم رتبہ لگتے اسلئے  
 باہم لڑائی ہو کر تھی اور موافقت مزاجی نہ تھی اور زید ہمیشہ حضرت صلعم سے شکوہ کیا کرتے اور عرض کرتے کہ میں زینب کو  
 چھوڑ دیتا ہوں مگر حضرت صلعم منع فرما اور کہتے کہ میری خاطر سے اسے بھجھو قبول کیا ہوا اب چھوڑ دینا دوسری ذات ہے  
 لیکن جب مکر یہ معاملہ گذرا اور بار بار یہ قضیہ ہوا تو حضرت صلعم کے دل میں آیا کہ اگر زید چھوڑ گیا تو زینب کی دہائی خیر اسکے نہیں  
 کہ میں نکاح کروں لیکن منافقوں کی بدگوئی سے اندیشہ ہو کہ یہ لوگ کہیں اپنے بیٹے کی جو روگین بھی حالانکہ وہ ایک حکم بیٹے کا  
 کسی مہینہ نہیں ہو اور اللہ جل شانہ نے حضرت کو ایک سال شیری آگاہ کر دیا تھا کہ زینب تمہاری بی بی ہوگی آخر کار ایک دن زید آگاہ  
 یا حضرت نک ہو کر میرے زینب کے طلاق دی آنجناب خاموش ہو کر جب عدت کے ایام گذر گئے تو زید ہی کو بھیجا کہ تم جا کر میرے ساتھ نکاح  
 پیغام دے گا کہ صلعم ہو کہ دفعہ اس لہر کا زید کی رضامندی ہو اور صلعم نے یہ نکاح کا پیغام زینب تک میں اپنے اللہ سے شہد  
 کہ کرونگی اسکا جواب دہنگی سو زینب نے دو رکعت نماز ادا کر کے دعا مانگی یا الہی تیرا پیغمبر مجھے نکاح کا پیغام کر رہا ہے اگر میں اسکے لائق ہوں تو مجھکو  
 نکاح میں دے اللہ تعالیٰ نے سورہ اخزاب میں آیت نازل فرمائی ظالم فاضی زید نہ سوا طر از جنبا یعنی بھرب تمام کر نکاح یا اس عورت سے اپنی عورت  
 چھوڑے اسکو تیرے نکاح میں دیا یعنی جب نے اپنے اسکو چھوڑ دیا تب ہی تیرے ساتھ نکاح کر دیا اور بقوت یہ کہ زید نازل ہوئی تو حضرت صلعم عائشہ رضی اللہ عنہا  
 گھر میں تھے سو فرمایا کوئی زینب کو مبارکباد ہو چلاوے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا نکاح میرے ساتھ کر دیا اسی وقت مسماہ سلمیٰ خاوند نے  
 یہ بشارت سر سر سعادت زینب کو پہنچائی انھوں نے سجدہ شکر ادا کیا اور سلمیٰ کو انعام سے سرفراز کیا پھر دو بیٹے کے بڑھ کر  
 کے اور بعد نزول آیت حضرت صلعم زینب کے گھر میں تشریف لائے تو زینب نے کہا یا رسول اللہ بلا خطبہ گواہ نکاح کس طرح ہو  
 آنجناب نے فرمایا اللہ لزوج و جبرئیل مشاہد اسی سبب سے زینب بطور افتخار اور بیبیوں سے کہا کہ تمہاری بی بی کے نکاح کا  
 خدا ہی اور تمہاری متولی اولیا ہیں انفرقہ اللہ ہی کے فرمانے سے نکاح بندھ گیا تھا ہر مہینہ نکاح کرنے کی حاجت نہ تھی بطرح



اب کوئی مالک اپنی لوٹدسی و غلام کا نکاح کرے کہ جتنا چاہیے کہ یہ بات از جملہ خصوصیات حضرت صلعم سے بہرہ ور کسی کو جائز نہیں ہے کہ بلا ہر گوارہ نکاح کرے یہ معاملہ سانچہ ہاہ ذیقعدہ میں بقول صاحب موبہد لہ نہ واقع ہوا اور سخاوی کے نزدیک سال چارم میں بعد اس معاملہ کے زینب رضی اللہ عنہا نے کھانا بہتر کیا کر لوگوں کو کھلایا اور منافقون نے طغی دے کہ محمد نے اپنے بیٹے کی عورت کو گھر میں ڈالا جو بت آیات نازل ہوئی اکان محمد ابا احد بن جاکم و لکن رسول اللہ و حاتم النبیین اور مرویات انکی کہ بت میں گیا وہ حدیثین ہیں و حدیث متفق علیہ اور باقی اور کتابوں میں عمر ترین برس کی ہوئی اور حضرت تیس بیان کی ہے اور وفات سال ستم ہجری میں ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ ادا فرمائی اور محمد بن عبد اللہ بن جحش اور اسامہ بن زید نے قبر میں بقیع میں مدفون ہیں حضرت عائشہ انکی شان میں فرماتی ہیں کہ نہیں تجھی کوئی عورت اُن سے بہتر دین میں اور ڈرنے والی اللہ سے اور بڑی صادق اور بڑی سلوک کرنے والی اپنے ماتے داروں سے اور بت اللہ دینے والی اور بت خراج کرنے والی اپنے نفس کو اس عمل جہنم میں تو اب صدقہ کا ہوا اور قرب خدا کا حاصل ہو فائدہ پوشد نہ رہے کہ سبب حقیر گئے زید کا نظر زینب میں اور انکا کرنے عبد اللہ کا تزویج سے یہ تھا کہ زید ابن حارثہ کو انکی والدہ سماءہ سعدیہ بنت ثعلبہ کہ قبیلہ بنی من بن طی میں سے تھی لیکر وسط ملاقات اپنی قوم کے نیکی اور بنی من نے ایک قوم کو جاتیہ میں لوٹ لیا تھا لو انکا گز بنی من پر ہوا تو ان لوگوں نے زید کو اٹھا لیا تھا یہ اندون آٹھ برس کے سو انکو بار بار عکاظہ میں لاکر بیچا اور حکیم بن خرام بن خولید نے اپنی بھوچی خدیجہ کے لیے چار سو درہم کو نول نیابہ حضرت صلعم نے خدیجہ سے نکاح کیا انھوں نے آنحضرت کو سبک کر دیا بس کے اُنکی خبر انکے اہل کو پہونچی سو حارثہ اور عبد و نول بہائی لینے کو آئے اور کچھ رو پیٹنے لگے حضرت نے زید کو اختیار دیا کہ چاہو یہاں ہو میرے پاس یا اپنے باپ چچا کے ساتھ جاؤ زید نے حضرت کی خدمت میں رہنا اختیار کیا بسبب اسکے کہ سلوک و احسان حضرت کا اپنے ساتھ دیکھا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو ہمراہ لیکر اُسی وقت حجر کی طرف تشریف لائے اور فرمایا اسی حاضرین گواہ ہو کہ زید میرا بیٹا ہے وارث ہوگا میرا اور میں وارث ہوگا اسکا سو مشہور ہو زید ابن محمد یہاں تک کہ وقت طہور اسلام آیا اور یہ کریم و عظیم الامم ہو قطع عنہ اللہ تعالیٰ بکار و انکو ساتھ نام لکھے باپوں کے کہ یہ افضل بہتہ بن گئے لوگ انکو زید ابن حارثہ اور آنحضرت صلعم نے زید کو نول پائیش میں بڑے تھے اور ایک قول کے موافق اولم دون سے زید ہی اسلام لائے ہیں بعد اسکے حضرت نے ام امین اپنی لوٹدسی آرا سے انکا نکاح کر دیا کہ اُن سے اسامہ پیدا ہوئے پھر نکاح کیا زینب بنت جحش سے تو اس سبب کہ زید غلام تھے زینب کو عاز و ننگ تھا اور اس سبب سے زید حقیر نظر آتے تھے انکی نظر میں آو فضائل زید کے بہت ہیں از انجملہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کسی صحابی کا نام نہیں لیا مگر زید کا کما قال فلما نفخی لہ منہا دھراً از انجملہ حضرت نے فرمایا ہے کہ زید محبوب ترین لوگوں سے ہے میری طرف اور اسامہ بیٹا اسکا بعد اسکے اور روایت میں حدیث میں اُن سے اسامہ نے اور بھی اور اصحابوں نے وفات پائی یعنی شہید ہوئے غزوہ موتہ میں حالت امارت میں عمر پچیس برس کی ہوئی اور وفات سال ہجرت میں چہری ماہ حمادی الاول تھا اٹھویں جویرہ خضرہ مصطفیٰ بنت الحارث ابن ابی ضرار انکا نام بھی برہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جویرہ لکھا اول شافع ابن صفوان مصطفیٰ اپنے چچا راجھائی نکاح میں تھے جب شافع غزوہ مدینہ میں کہ اسکو غزوہ مصطلق بھی بولتے ہیں مار گیا تو جویرہ یلوٹ میں آئیں اور زینب

وہ لوگ

نصف

حوار







امام شمس بن ابی امیہ و سودہ بنت زمعہ اور چار نفر عربیہ غیر قریش زینب بنت جحش و ہبیرہ بنت الحارث ہلالیہ زینب بنت خرمہ ام سلمہ  
و جویزہ بنت الحارث خزاعیہ اور ایک غیر عربیہ بنی نضیر سے صفیہ بنت حنی بن اخطب اور ایک بنی نضیر یا بنی قریظہ سے ریحانہ بنت شمعون  
خواہ بنت زید بن عمر اور زوجات کے دیگر وہ تھے ایک گروہ عائشہ و حفصہ و سودہ و صفیہ کا اور دوسرا گروہ ام سلمہ و خیرہ کا اور باہم ازواج کے  
غیرت اور شک بھی گا گا ظاہر ہو جاتا تھا کہ بیان اسکا فائدہ علیحدہ میں بعد بیان وجات اور سرکاری کے انشاء اللہ لکھا جائیگا تحقیق نہ رہے  
کہ موابہ لہ نہ میں سوائے ازواج سہلرات مذکورہ الصدر کے بارہ بیبیاں اور بھی تھیں ہیں کہ ان سے حضرت صلعم نے خطبہ خواہ نکاح فرمایا اور  
قبل دخول یا بعد دخول تفریق واقع ہوئی ایک شراف بفتح شین معجمہ و تخفیف را و بفاہنت خلیفہ کلبیہ خود ہر و کلبی کی تھی کہ حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے عقد کیا مگر شراف نے قبل دخول وفات پائی دوسری خولہ بنت بدیل ابن بہیرہ کہ یہ بلا ہر نکاح میں درآئی یعنی اپنے نفس کو  
بہ کیا اور قبل دخول اس سے وفات پائی اور بعض اہل تحقیق کے نزدیک یہ عورت جس نے اپنے نفس کو بہ کیا میمونہ رضی اللہ عنہا تھیں اور بقولے  
زینب بنت جحش تھیں بقولے زینب بنت خرمہ اور بعض کہتے ہیں ایک عورت بنی عامر سے تھی ام شریک یا تقریبہ العامریہ کہ نام اسکا  
غریبہ بنم عین فتم را و نشد یہ تختانیہ بنت عامر بن خوف بن عامر بن لوی تھا اور بعض کہتے ہیں بنت اود بن عوف تھی در بعض سو کہ لکھ  
کہتے ہیں تیسری عمرہ بنت یزید ابن الجون بفتح الجیم اور جامع الاصول میں اسکا کنوہ کہ جو نہ لکھا ہے اور وہ بہ میں لکھا ہے اسما بنت النعمان  
بن ابی الجون الکندیۃ الجونیہ اور ابو عمر نے لکھا ہے عمرہ بنت عبد بن ادس ابن کلاب کلابیہ و در راجع میں ہو کہ بالاتفاق آنحضرت نے  
اس عورت سے نکاح کیا ہے اور سبب نفارقت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے اسکو طلب کیا وہ نہ آئی اور بعض کہتے ہیں  
کہ اس عورت نے کہا عوذ باللہ منک چنانچہ جامع الاصول میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ بنت الجون حضرت کے پاس آئی  
اور کہنے لگی اعوذ باللہ منک حضرت نے فرمایا تو نے پناہ بزرگ پکڑی اپنے گھر جا کر یہ طلاق کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ  
ابو سید سے فرمایا دو کپڑے اسکو دو کر اس کے گھر پہنچا دے اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ سے فرمایا تین کپڑے متہ کے دو کر حضرت کر د  
اور بعض روایں اس عورت کا نام ام ایوبہ بعض روایں امام بیان کیا ہے کہ ان فرض جس نے عوذ باللہ منک کہا ہے اس کے نام میں اختلاف کثیر ہے اور یہ بھی اختلاف ہے  
کہ اس نے اپنی طرف سے کہا یا بسبب شک اور غیرت کے بعض ازواج رسول اللہ صلعم نے سکھلا دیا جو تھی اسما بنت النعمان کندیہ اسکو حضرت نے  
قبل دخول طلاق دی ایک روایت میں کہ عوذ باللہ منک اسی کی زمانہ صادر ہوا ہے یا چوپڑی قلیا لقیان و ماروقانیہ بصیغہ تصغیر بنت  
قیس خہر شہاب بن قیس کندی اسکو شہم نے حضرت صلعم سے عقد کیا اور وہ موجودہ تھی اور قبل درود اس کے حضرت صلعم نے وفات پائی ایک روایت  
کہ آنجناب نے وصیت فرمائی تھی کہ یہ عورت مختار ہو جاوے پر وہ میں یہ کہ امات مومنین میں دخول ہو اور چاہے جدائی اختیار کرے  
سحب وہ آئی تو اس نے جدائی اختیار کی اور عکرمہ بن ابی حل کے نکاح میں آئی جب یہ خبر حضرت ابوبکر صدیق کو پہنچی تو آنجناب نے چاہا  
کہ اگر اسکا جلاوین حضرت عمر نے کہا یہ عورت امات مومنین میں داخل نہیں ہو گی کہ حضرت صلعم نے دخول نہیں فرمایا اور نہ اسکو پرکھ میں لکھا اور  
ایک روایت ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ کو چھوڑ کر تباہوں یا سیبا بوجہ ہیا ہما بیت اصلت سیکہ جب حضرت صلعم نے انکو غوث لکھا  
فرمائی اور خیر اسے خوشی سے گئی اور ایک روایت کہ ایک مدنی سلیم نے حضرت سے تمنا کی کہ میری بیوی زینب علی جمال ہے اسکو نکاح میں لے لیں



انہی کی خواہش فرمائی یا ارادہ خواہش فرمایا تو اس میں دے اسکی تعریف میں کہا کہ ایک صفت اسی میں یہ ہو کہ ہرگز اسکو مرض و رحمت لاحق نہیں ہو اگر حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھکو اسکی حاجت نہیں ہو اس مقام سے نکلا کہ جبکہ کبھی مرض یا رحمت لاحق نہ ہو وہ بھی اچھا نہیں ہو اسکی نسبت الخ لم یفتح فاعوجہ و کسرا و مہملہ اخت قیس اس سے حضرت صلعم نے عقد فرمایا یہ عورت نہایت غیور تھی سو اسنے فتح نکاح چاہا حضرت نے منظور کیا اور اسکو بچھڑے لے کھالیا اور بعضوں کے نزدیک اسنے اپنے نفس کو سبب کیا تھا کہ زانی الموبہ کی ٹھوٹیں اہم شرکاء میں بغین ذرا و مجرہ بھینہ تصغیر سنت عام ابن عوف کہ بنی عام سے اور بعض کے نزدیک قبیلہ انصار سے اور بقول قبیلہ اس سے تھی اسکی بھی آنحضرت نے نکاح کیا اور قبل و قبلہ بعد از منہاقت فرمائی تو اسکی نسبت کعب کہ پیش از دخول منہاقت فرمائی اور بعض کہتے ہیں اسی نے استعاذہ کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ دخول فرمایا اور اسنے حضرت کپاس فات پائی اور قول اول اصح ہو اور بعض کہتے ہیں کہ نکاح نہیں کیا صرف خواستگاری فرمائی تھی لہذا فی المدارج والدیہ ہذا درود و خدہ الاحباب میں ہو کہ اسکی ران میں سفید رخ تھا لہذا آنجناب نے منہاقت فرمائی تو اسکی فاقہ بنت الضحاک کلابہ کہ حضرت نے اس سے نکاح فرمایا اور قبل دخول آیتہ تخییر نازل ہوئی سو اسنے دنیا کو اختیار کیا آخر کار اسکی یہ نوبت پہنچی کہ استخوان خرد و بردارے سرگین چنا کرتی تھی کسی نے پوچھا تو کون ہو اسنے کہا میں وہ بدبخت ہوں جسے اختیار کیا دنیا کو خدا اور رسول پر گویا رسول علیہ السلام نے طبعیان بن عمرو بن عوف اسکو بھی حضرت نے قبل دخول طلاق دی باطل و بطل ایک عورت بنی غفار سے کہ نام اسکا صحیح معلوم نہیں ہوتا اسکو بھی حضرت صلعم نے قبل دخول طلاق دی تو طلاق فرماتے ہیں کہ اس عورت کے بدن میں داغ سفید تھا اور دلالت میں ہو کہ یہ عورت بنی امیہ بن سعد سے تھی اس سے حضرت نے نکاح کرنا چاہا تو اسکے باپ نے دروغ کہدیا کہ اسکے سفید داغ ہو چہرہ وہ گھرا یا تو اسکے داغ سفید تھے فائدہ یہ بارہ بیسیان جھکا ذکر کیا گیا انہیں سے شراف اور ذوال قبل دخول حضرت صلعم کے مری ہیں اور مسماۃ سنا سے بالاتفاق نوبت زفات نہیں پہنچی لیکن استقدرا اختلاف ہو کہ فات پائی یا مطلقہ ہوئی اور مسماۃ علیکہ میں اختلاف دخول اور عدم دخول اور فوت اور طلاق ہو اور مسماۃ عالیہ کے دخول میں اختلاف ہو اور طلاق میں اتفاق اور ام شریک میں اختلاف ہو اور فقیہ بالاتفاق دخول نہیں فرمایا اور جب حضرت صلعم نے فات پائی تو یہ ذمہ تھی اسی سبب سے بعض کے نزدیک حضرت صلعم نے دوسرا بیسیان چھوڑیں ہیں اور موبہ لہ نہیہ اور مدارج النبۃ کتاب معتبرہ سے واضح ہو کہ چند عورتیں اور بھی ہیں کہ انہیں حضرت صلعم نے خطبہ کیا اور نکاح نہیں کیا ایک ام مانی بنت ابیطالب کہ نام انکا فاختہ بروایت صحیحہ تھا کہتے ہیں کہ عبدالمطلب حضرت صلعم نے اور ہبیرہ ابن دہب مخزومی نے انکی خواہش کی تو ابیطالب نے ہبیرہ سے عقد کر دیا حضرت صلعم نے ابیطالب سے شکایت کی ابوطالب نے کہا اسی ہبیرہ اور مجھے اور قوم و ہب سے مصاہرت واقع ہوئی ہو اور میں نے انکی بیٹی چاہی تھی سو طریقہ کرم مقتضی ہوا کہ مکافات اسکی کروں پھر فاختہ کے اولاد ہوئی جعدہ و عمرو بنوسف زانی تب کہتے انکی ام مانی واقع ہوئی اور فتح مکہ میں ام مانی ایمان لائیں اور ہبیرہ کے مفارقت واقع ہوئی اسوقت حضرت صلعم نے خطبہ کیا ام مانی کے

واللہ میں جاہلیت میں نہ ہو دست لکھتی تھی پس کس طرح اسلام میں دوست نہ لکھتی ہوگی تم آنکھوں سے زیادہ عزیز ہو  
 گئے میں ایک عورت ہوں کہ اولاد دیتے رکھتی ہوں مجھ کو خوف ہو کہ اگر اسکے حال کی رعایت کرونگی تو آپ کی خدمت میں  
 تصور ہوگا اور جو آپ کی خدمت میں معرفت رہوگی تو اسکے حال کی رعایت نہو سکیگی یہ ضائع ہونگے اور مجھ کو ضرر  
 آتی ہو کہ آپ میرے پاس تشریف لاویں اور ایک لڑکا دو دو پیتا ہو اور ایک بستر پر کبھی دینے پڑا ہو حضرت صلعم  
 فرمایا کہ عورات قریش بڑی مہربان اولاد ہوتی ہیں چنانچہ حضرت صلعم نے عزرات اُنکے قبول فرمائے وفات لگی زمانہ  
 لعادہ ابن ابی سفیان میں ہوئی دوسری خولہ بنت حکیم تیسری حرہ بنت حارث عطفانیہ چوتھی سودہ قریشیہ پانچویں  
 صفیہ بنت بشامہ مفتیہ بار مودہ و تحفیف شبنم قوطیہ یہ عورت بعض غنائم میں ہاتھ آئی تھی آنحضرت نے فرمایا یہ چار  
 اپنے شوہر کو اختیار کرے اور چاہے مجھے اسنے شوہر کو اختیار کیا چھٹویں ضبا عبد بنمضہ و مودہ و تحفیف مودہ بعد الا  
 عین حملہ مفتوحہ بنت عامر شامیہ امامہ بنت حمزہ ابن عبدالمطلب کہ جب حضرت سے پیغام نکاح ہوا تو آنجناب نے  
 فرمایا کہ یہ میرے بھائی رضاعی کی بیٹی ہے اٹھویں غرہ بنت ابی سفیان اسکو ام حبیبہ ام المؤمنین نے عرض کیا کہ حضرت صلعم  
 حضرت نے فرمایا کہ تیری زندگی میں یہ مجھ پر حرام ہو نوین ایک عورت بنت جذبہ ابن حمزہ تھی دشوین ایک عورت تھی  
 کہ حضرت نے خطیبہ کیا اسنے کہا میں اپنے باپ سے دریافت کروں تو نکاح کرونگی جب اسکے باپ نے اجازت دی تو حضرت صلعم  
 فرمایا میں نے دوسری عورت کو ہم خانہ کیا ہے اب تیرے ساتھ نکاح نہ کرونگا اور سرکاری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 بروایت تین دلقولے چار تھیں اول ماریہ بنت شمعون قطیبہ کہ موقوف قطبی صاحب مصر والی اسکندریہ نے یہ کہی تھی  
 سو یہ صاحب جمال سفید پوست تھیں مسلمان ہوئیں حضرت نے ہلک میں تصرف کیا اور اسنے حضرت کو محبت پیدا ہوئی  
 کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو ایک نوع کا رشک پیدا ہوا تھا انھیں سے ابراہیم پیدا ہوا اور ایک گھرانے کے لیے حضرت نے  
 بنو ایاح کو مشریعہ ام ابراہیم کہتے ہیں اب بھی اسکی زیارت کرتے ہیں دوسری حمیدہ کہ بعض سبا میں حضرت کو تھی  
 تیسری ایک کنیز تھی کہ زینب بنت جحش نے آنجناب کو بہیہ کی تھی اور بقول ابن عبد البر وغیرہ چوتھی ریحانہ بنت زید  
 بن عروہ بنت شمعون سبا سے بنی انصیریہ قرظیہ سے تھی فائدہ اصح یہ ہے کہ ہر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 پانچ سو درہم سے زیادہ نہ تھا مگر ام المؤمنین صفیہ اور ام حبیبہ کا انکا ہر تھا اور ام حبیبہ کا چار سو دینار  
 خواہ چار ہزار درہم تھے اور پانچ سو درہم ایک ہزار پانچ سو پچتراشے کے ہوتے ہیں اور کلدار اور ڈبل اور پتلی دار ایک سو  
 چار آنہ ہوتے ہیں اور دار السلطنہ کھنوکے دیکسو چھتیس روپیہ پندرہ آنہ تین پائی اور پندرہ جر تینیس سے اور چار سو  
 دینار خواہ چار ہزار درہم جو ہر ام حبیبہ کا تھا سو حساب ماشہ بارہ ہزار چھ سو ماشہ ہوتے ہیں و بحساب کلدار اور ڈبل  
 و پتلی دار ایک ہزار پچاس روپیہ اور دار الخلافہ کھنوکے ایک ہزار پچاس روپے دس آنہ پانچ پائی اور پانچ جر تینیس سے  
 اور وجہ اختلاف روپیوں کا یہ ہے کہ روپیہ کلدار اور ڈبل اور پتلی دار بارہ ماشہ کا ہوتا ہے اور کھنوکے سات سو چار ماشہ کا

درہم

درہم

فائدہ



فائدہ جن عورتوں سے حضرت صلعم نے عقد کیا اور قبل دخول یا بعد دخول طلاق دی یا بوفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل غارت واقع ہوئی وہ سب مسلمانوں پر امام شافعی کے نزدیک مطلقاً حرام ہیں اور نووی نے اسکی تصحیح کی ہے اور امام الحرمین نے دخول شرط کیا ہے اور انہی نے اسکی تصحیح فرمائی ہے اور کساری مدخولہ میں صحیح حرمت ہے مومنوں پر کیونکہ وہ بلا شک اصحاب المؤمنین میں معدود ہیں اور جو عورت کہ قبل دخول عقد حضرت میں اس جہان سے سفر کرے وہ بھی بالاتفاق ام المؤمنین ہے فائدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قوت مباشرت چالیس نفر تک کی عنایت کی تھی اسی واسطے مباح تھا کہ جس تعداد سے چاہیں عورتیں اپنے نکاح میں لائیں بخاری میں انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلعم ایک ات میں سب بیبیوں کے پاس پھر آتے تھے اور وہ گیارہ تھیں اور ایک روایت میں نو اور ہم اصحاب باہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ حضرت کو تیس نفر کی قوت اللہ نے دی ہے اور طاؤس اور مجاہد سے روایت ہے کہ قوت چالیس تن کی تھی اور ایک روایت میں قوت چالیس مرد اہل جنت کی دی گئی تھی اور روایت صحیح میں آیا ہے کہ ہر ایک اہل بہشت کو قوت سو مرد کی ہوتی ہے اکل اور شرب و جماع میں اور یہ کمال فضل اور شرف اور امتیاز آنحضرت ہے رجال امت پر اور حکمت تکثیر نسائے تھی کہ احکام درونی جنسے واقفیت مشکل بہت چہاں کہ عبارت زیادت تکلیف بہ قیام حقوق و حسن معاشرت و صحبت اور صبر تحمل ہے اور پیر ظاہر ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے نوبت اور میتوت اور نفقہ اور کسوت وغیرہ حقوق میں جو قدرت آنحضرت میں تھی عدل فرماتے تھے اور بہترین سیرت و حسن معاشرت سے بسر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے اہل و عیال سے بہ حسن معاشرت اور سیرت رہتا ہے وہ بہترین مردم ہے کیونکہ میں بہترین تمھارا ہوں اپنے اہل کے ساتھ مکر و ربا ب محبت فرماتے تھے کہ خداوند ایہ قسم اور عدالت جو میں کرتا ہوں میرے اختیار میں ہے اور اس پر قدرت رکھتا ہوں مگر جس چیز کا مالک نہیں ہوں اس پر ملامت نہ کرنا یعنی محبت اور جماعت میں تجھے کہتے ہیں کہ رعایت سادات حضرت پر واجب تھی مگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ محض کرم اور تفصل اور مروت بطیب قلوب ازواج تھی اور باوجود اسکے اس طرح فرماتے تھے کہ گویا واجب ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر فرماتے تو قرعہ ڈالتے جس بی بی کے نام قرعہ پڑتا اسی کو سہرا رکاب لیجاتے تھے کذا فی المدارج فائدہ باوجود اس عدل اور انصاف کے ازواج مطہرات باہم غیرت اور رشاک گاہ گاہ ظہور پذیر تھا اور یہ بحکم طبیعت بشریہ اور مقتضائے غیرت و محبت اور ناشی غایت محبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ دوسرے کی شرکت پسند نہیں آتی تھی اور یہی معنی غیرت کے ہیں کہ محب کو جدائی اپنے محبوب کی گوارا نہیں ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ زوج معشوق زوجہ ہوتا ہے خصوصاً حضرت صلعم کہ تمام عالم کے بلکہ مالک عالم کے محبوب تھے پھر ازواج مطہرات کی جنکو سفر فرمائی ہم بستری اور قد مبوسی کی حاصل تھی کیونکہ محبوب نہوں اور کس طرح انکی باہم رعایت نہو لہذا جب کسی عورت سے حضرت صلی اللہ وسلم قصد نکاح فرماتے تھے تو ازواج مطہرات اس نہ پر تھیں

احوال بان شہادت ام المؤمنین

تفہیم الاذکار

مدارج

بان شہادت احوال بان شہادت

مصرف ہوتی تھیں کہ کسی صورت میں آنجناب اُس سے التفات نہ فرمائیں یا جب باہم اپنی توجہ حضرت کی زیادہ از روئے محبت  
 باقی تھیں تو رشک کرتی تھیں چنانچہ مدارج النبوة میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا  
 ایک نوع کی عنایت اور رعایت بنظر عزت و شرف ہوئی تو عائشہ صدیقہ محبوبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو غیرت و اس گریہ ہوئی  
 اور حضرت سے کہنے لگیں کہ مجھ کو محبت صفیہ سے بہت ہے کہ وہ ایسی اور ویسی ہے یعنی قصیدہ القامۃ ہے حضرت نے فرمایا اے  
 عائشہ تو نے وہ کلمہ کہا کہ اگر اُسکو دریا میں ڈالیں تو متغیر ہو جائے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 صفیہ کے پاس تشریف فرما ہوئے تو یہ روتی تھیں حضرت نے پوچھا کیوں روتی ہو صفیہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ عائشہ  
 اور حضرت مجھے ایذا کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم بہتر ہیں کیونکہ ہم کو شرافت نسب پیغمبر خدا کی ہے حضرت صلعم نے فرمایا  
 کہ تو کیوں نہیں کہتی کہ تم کس طرح مجھے افضل ہو حالانکہ اب میرا بارون اور چچا میرا موسیٰ ہے اور حضرت عائشہ  
 رضی عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں سفر میں حضرت صلعم کے ہمراہ تھی صفیہ کا اونٹ بیمار ہو گیا اور چل نہ سکا  
 اور زینب کے پاس اونٹ زیادہ تھے سو حضرت صلعم نے زینب سے فرمایا کہ صفیہ کا اونٹ خستہ ہو گیا ہے تم ایک  
 اونٹ اُسے دو تو وہ منزل پر پہنچے زینب نے کہا اس یہودیہ کو میں کچھ نہ دوں گی حضرت صلعم اُن سے ناخوش ہوئے  
 اور دو مہینے یا تین مہینے اُن کے پاس تشریف نہیں لے گئے اُسی طرح کی سیاست اور تادیب آنحضرت صلعم کی  
 اہمات المومنین کے ساتھ ہوتی تھی اگرچہ بعض سے زیادہ محبت کھتے تھے لیکن حق میں رعایت کسی کی نہ فرماتے  
 اور نقل ہے کہ جب صفیہ مدینے میں آئیں تو عورتیں انصار کی آواز دہن و جمال شکر بطور تفریح دیکھنے کو آئیں  
 اس حال میں حضرت عائشہ صدیقہ نقاب منہ پر ڈال کر انہیں شامل ہو کر پوشیدہ تشریف لائیں تاکہ صفیہ کو دکھیں  
 حضرت رسالت آب صلعم نے عائشہ کو پہنچان لیا جب عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں سے باہر نکلیں تو حضرت صلعم  
 اُن کے پیچھے تشریف لگے اور کو نہ چادر کا پکڑ کے بولے اے عیسیٰ تو نے صفیہ کو دیکھا کیسا پایا عائشہ نے عرض کیا اگر آپ  
 باہر بیرون دیا ہے تو عائشہ تو ایسا کہتی ہے وہ تو مسلمان ہوئی ہے اور اچھا اسلام لائی ہے نقل ہے کہ مرض موت  
 حضرت صلعم میں جملہ اہمات المومنین جمع تھیں صفیہ نے کہا یا رسول اللہ باللہ میں خوش تھی اس میں کہ یہ مرض  
 جو آپ کو پہنچے ہوتا اس وقت سب بیسیوں نے باہم انکھوں سے اشارہ کیا کہ سرور کائنات صلعم اس غمزہ و اشارے پر  
 مطلع ہوئے اور ناخوش ہوئے اور اظہار کر رہے تھے فرما کر ارشاد کیا کہ صفیہ اس دعویٰ میں سچی ہے اسی طرح اور اور اراج کو  
 حضرت عائشہ سے رشک غیرت تھا چنانکہ بخاری میں قصہ ہرایا اور محقق اصحاب باصفا کہ نوبت عائشہ میں پہنچتے تھے  
 اور ایسی وجہ سے دیگر ازواج نے شکایت کی اور ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے اور حضرت عائشہ سے روبرو  
 جناب رسالت آپ مکرار ہوئی مذکور ہے اور فقیر کاتب الادب نے اُسکو بتفصیل احوال ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
 کو کیا ہے اور مدارج میں ہے کہ حضرت صلعم نے جب اسما رکند یہ سے نکاح کیا تو ابو سیدہ ساعدی کو روانہ کیا کہ اسما کو مدینے میں



اولادے وہ گئے اور اسما کو مدینے میں لائے عورتیں مدینے کی آواز حسن و جمال سے منکر دیکھنے کو آئیں اور مہمانانہ طور پر  
ایک عورت کو سکھایا کہ تو اسما سے کہہ دے کہ تو پادشاہ کی بیٹی ہے اگر چاہتی ہے کہ شوہر مجھے محبت کرے تو وقت خلوت  
کھنا اعوذ باللہ منک کہ شوہر تجھ کو نہایت دوست رکھگا سو اُس نے اُسی طرح کہا حضرت صلعم نے اُسے چھوڑ دیا اور  
ایک روایت ہے کہ جب اسما حضرت صلعم کے حضور میں آئی تو زوجات مطہرات کو نہایت رشک پیدا ہوا مگر نبی کریم  
اُس سے شفقت اور مہربانی سے پیش آئیں چنانکہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اُس کے ہنسی لگائی اور حضرت عائشہ صدیقہ  
رضی اللہ عنہا نے سر کے بال گوندے اور اسی حالت اختلاط میں دونوں نے کہا کہ جب حضرت صلعم خلوت کریں  
تو کھنا اعوذ باللہ منک چنانچہ جب اسما کو حضرت صلعم نے گھر میں داخل کیا اور پردہ ڈالا اور چاہا کہ مباشرت فرمادیں  
اُس نے کہا اعوذ باللہ منک حضرت صلعم نے فوراً ماتم کھینچا اور فرمایا تو نے بڑی پناہ پکڑ لی اپنے گھر جا اور ابو سید سے  
کہ اسکو گھر اسکے پہنچا دے بعد ازاں حضرت صلعم کو دریافت ہوا کہ یہ فریب عورتوں کا تھا انہن صواب یوسف  
وان کید کن عظیم اس مقام سے واضح ہوتا ہے کہ شاید عورتوں کو واسطے محبت شوہر کے ایسی بات جائز ہو و لہذا  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سزا اور جزا نہیں دی اور نہ منع و زجر فرمایا اور نہ کچھ ناراض ہوئے اسی مقدار  
فرمایا کہ عورتوں کو کید اور مکر ہوتا ہے اور مکر انکا عظیم ہے چنانچہ قرآن شریف میں حق زبان یوسف علیہ السلام میں  
وارد ہے ان کید کن عظیم اور صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی کسی بی بی پر رشک نہیں آیا اسلیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے لیکن خدیجہ پر  
ابیتہ رشک آتا تھا اس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو یاد بہت کرتے تھے حالانکہ میں نے انکو دیکھا تھا  
ایک روز میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ آپ خدیجہ کو یاد بہت کرتے ہیں شاید انکی برابر  
دنیا میں کوئی عورت نہیں فرمایا مگر خدیجہ ایسی تھی اور ایسی تھی یعنی اُس میں بہت خوبیاں تھیں اور میری اولاد  
سب اُس سے ہوئی خلاصہ یہ کہ خدیجہ سے مجھے دو سبب سے محبت ہے ایک تو یہ کہ اُس میں خوبیاں بہت تھیں  
میری نسل قیامت اُسے قائم رہیگی چنانچہ حضرت فاطمہ بنت خدیجہ علیہا السلام کی اولاد ہے اور کسی کی نہیں ہے  
اُس حدیث سے فضیلت خدیجہ کی عائشہ صدیقہ پر مضموم ہوتی ہے مگر اکثر احادیث فضائل حضرت صدیقہ پر  
وارد ہیں لہذا اسما کو اس بات میں اختلاف ہے چنانچہ شیخ الاسلام زکریا انصاری بہتہ المحافل میں فرماتے ہیں  
کہ افضل درجہ مطہرات خدیجہ اور عائشہ اور ان دونوں کے باہم فضیلت میں اختلاف ہے ابن عماد فضل خدیجہ  
کرمی کے قابل ہیں اور ابن داؤد سے سوال کیا گیا کہ ان دونوں سے کون افضل ہے جواب دیا کہ خدیجہ اور  
تفصیل اس مقام کی مواہب لدنیہ اور مدارج میں ہے فقیر کاتب الحروف کے نزدیک فضیلت میں دونوں برابر ہیں  
اور وجہ فضائل دونوں طرف قوت میں ہم پتہ ہیں اگر تفصیل احادیث میں ہوگی تو من وجہ تفصیل ملی

احمد رضا  
رحمۃ اللہ علیہ

حاجہ

حاجہ

حاجہ

حاجہ

حاجہ

حاجہ

حاجہ

حاجہ

واللہ اعلم بالصواب توضیح اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں پوشیدہ نہ رہے لہذا حجاب اولاد و انساب  
متفق علیہ چھ نفر ہیں دو بیٹے قاسم و ابراہیم اور چار بیٹیاں زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ اور اکثر اہل علم  
انساب کے نزدیک ایک فرزند عبد اللہ کے ہیں ہوئے تھے اور طیب و رطابہ ان کا لقب تھا اور دارقطنی کے نزدیک  
یہ قول ثابت ہے پس مجموع اولاد سب سے ہوئی تین بیٹے اور چار بیٹیاں اور بعض طیب اور رطابہ کو سوا عبد اللہ  
بیان کرتے ہیں پس ذکر پانچ ہوتے ہیں اور جملہ اولاد نافر آور بعض عبد اللہ کو مٹتے کرتے ہیں تو جملہ اولاد  
آٹھ نفر ہوتے ہیں اور بعض طیب اور رطابہ کو ایک بطن سے کہتے ہیں اور رطابہ اور مطہر کو ایک شکم سے پس  
اس حساب میں سب اولاد گیارہ تن ہوتی ہیں اور بعضوں نے نقل کیا ہے کہ قبل بعثت ایک بیٹا عبد مناف  
پیدا ہوا تھا پس مجموع بارہ ہوتے ہیں اور سب حالت اسلام میں ہوئے سوا عبد مناف کے بالجمہ سب  
اقوال کے ملائے سے آٹھ بیٹے ہوتے ہیں قاسم و ابراہیم متفق علیہا اور چھ مختلف فیہ اور اصح یہ ہے کہ تین بیٹے  
قاسم و ابراہیم و عبد اللہ تھے اور چار بیٹیاں اور سب اولاد خدیجہ بنت خویلد کی ہیں سوا ابراہیم کے کہ وہ  
مار یہ قبیلہ سے ہوئے کذا فی المصاب و المدارج اور اختلاف ہے اکبر اولاد میں بعض کے نزدیک اکبر اولاد قاسم  
بعد از ان زینب پستہ رقیہ بعد از عبد اللہ پستہ ام کلثوم اور بعض کہتے ہیں اکبر اولاد زینب پستہ قاسم بعد از ان  
ام کلثوم پستہ فاطمہ پستہ عبد اللہ مقلب طیب و رطابہ پستہ ابراہیم ابن عبد البر نے کہا یہی صحیح ہے لیکن  
عند التحقيق اہل علم انساب کے نزدیک اکبر اولاد قاسم ہیں کہ پیدا ہوئے پیش از نبوت اور انھیں کے  
باعث سے حضرت صلعم ابو القاسم کہلائے بعض کے نزدیک سترہ چھ زندہ رہے وہو الصواب و بعض کے نزدیک  
دو برس زندہ رہے اور بعض کے نزدیک قابل مشی ہوئے تھے اور بعض کے نزدیک اس قدر زندہ رہے کہ لائق  
سواری ناقہ اور اسپ کے ہوئے بہر تقدیر روایت صحیحہ وفات انکی قبل بعثت ہوئی ہے اور وہ وہاب لدنیہ میں ہے  
کہ مستدرک سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وفات عبد اسلام میں پائی اور عبد اللہ بعد اسلام کے مکہ میں پیدا ہوئے  
اندر المقلب بطیب و رطابہ تھے اور طفولیت میں وفات پائی انھیں کی وفات پر عاص بن داہل سہمی بر عمر و عاص  
کہا تھا کہ بیٹے محمد کے مر گئے انکی نسل باقی نہ رہیگی اللہ نے اسی عرصہ میں سورہ کوثر نازل فرمائی اور شان گناہ  
ہو لا نبر اسمین نازل کیا یعنی تیرا دشمن اور غیبت کنندہ اور بدگوینہ آخرت ہو گا کہ دنیا اور آخرت میں  
کوئی اسکا نام نہ لے گا اور اگر کوئی نام بھی لے گا تو بہ لعنت و مذمت لے گا اور تیرا نام دنیا اور آخرت میں بلند  
رہیگا اور تیری اولاد شرف و عزت میں منتشر ہوگی اور ابراہیم مدینہ مطہرہ میں پیدا ہوئے مار یہ قبیلہ رضی اللہ عنہما  
ماہ ذی الحجہ سال ششم و بروایت سال نہم ہجرت میں صحیح بخاری میں انس ابن مالک سے روایت ہے کہ فہد بابا  
حضرت نے آج کی رات میرے بیٹا ہوا میں نے اسکا نام اپنے باپ کے نام پر ابراہیم رکھا روایت ہے کہ ہر فرد تو



تمام رکھا اور ساتویں دن دو کبش عقیقہ میں ذبح فرمائے و لقب لے ایک گوسپند اور بعد حلق راس چھون باون کے چاندی ٹیکٹون کو صدقہ کی اور بال زمین میں دفن کرائے اور ابوہند نے بال مونڈے اور ام سیف زوجہ ابو سیف آہنگ کرنے دو دو پلایا اور قابیلہ ابراہیم زوجہ ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلمیٰ تھی اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ جب رسول خدا نے سنا کہ ابراہیم سکرات میں ہیں تو حضرت نے عبد الرحمن ابن عوف کا ہاتھ پکڑا اور ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور دیکھا کہ ابراہیم قریب لمرگ ہیں سو انکو گود میں لیا اور چشم مبارک سے شگہ روان ہوئے اور فرمایا اے ابراہیم تیری فوت سے میں غمگین ہوں آنکھیں روتی ہیں اور دل جلتا ہے اور میں

نہیں کہتا ہوں وہ بات جس میں خدا ناراض ہو گا قال ان العین تدریج والقلب تحزن ولا نقول الا ما یرضی بہ ربنا وانا لفرآک یا ابراہیم لمخزون اسوقت عبد الرحمن نے کہا یا رسول اللہ آپ روتے ہیں اور حالانکہ میں فرما چکے ہیں رونے میت پر فرمایا اے ابن عوف جو تو دیکھتا ہے رحمت اور رقت ہے مردہ پر کہ پیدا ہوتا ہے اور ہر حال میت سے اور میں نے نہیں کی ہے مگر دو صورت سے ایک اُس آواز سے جو وقت نغمہ لہو و لعب اور فراموشی کی ہو اور دوسرے وہ آواز کہ وقت مصیبت ہو اور منع کرتا ہوں میں منہ پیٹنے اور کپڑے پھاڑنے لیکن اشک ریزی رحمت ہے اور جو رحم نہ کرے وہ رحم نکلیا جائیگا اور عبد الرحمن بن حبان ابن ثابت نے اپنی ان سیریں سے کہ خواہر مار یہ قطبہ تھیں روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی تھیں کہ میں سر ہانے ابراہیم کے تھی اور میں اور میری بہن مار یہ فریاد کر رہی تھیں اور حضرت منع نہ کرتے تھے اور جب روح ابراہیم مقبوض ہوئی تو حضرت فریاد سے منع کیا اور ایک روایت ہے کہ جب حضرت صلعم رونے تو اسامہ ابن زید نے فریاد کی حضرت نے منع کیا

اسامہ نے کہا یا رسول اللہ آپکو دکھ کر میں نے فریاد کی تھی فرمایا ابکاؤ من الرحمة والصرخ من الشیطان عمر حضرت ابراہیم کی شتر روز کی بروایت ابی داؤد ہوئی اور ایک روایت میں سولہ مہینے آٹھ روز کی ہے اور بعض کے نزدیک بائیس ماہ چھ روز کی اور بعض کے نزدیک یکینیم سال اور دایہ ابراہیم یا ابو بردہ یا فضل ابن عباس غسل دیا اور عبد الرحمن ابن عوف نے پانی ڈالا اور سر بر صغیر اٹھائے گئے اور حضرت صلعم نے نماز پڑھی اور قبر عثمان ابن مظعون کے قریب مدفون ہوئے اور قبر کی نشانی کر دی اور پانی چھڑکا گیا اور حضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے پتھر قبر پر رکھے اور روز وفات وہم محرم دہر داتے دہم بیج الاول روز شنبہ تھا اور اسی دن کسوف شمس واقع ہوا لوگوں نے کہا فوت ابراہیم سے ایسا ہو حضرت صلعم نے فرمایا یہ دونوں نشانیاں خدا کی ہیں کسی کی موت و حیات سے منکشف نہیں ہوتیں بلکہ اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تاکہ عبرت پکڑیں اور صدقہ دین اور استغفار

کریں اور بندہ آزاد کریں اور سبب شہدہ کا یہ ہو کہ کسوف بست و شتم بست ختم میں بقاعدہ بخوم ہوتا ہے اور یہ دہم کو ہوا تو لوگوں کو اشتباہ واقع ہوا حالانکہ خدا کو اس قاعدہ کا ابطال منظور تھا پس اس حدیث میں دلیل ہے

وہم کو ہوا تو لوگوں کو اشتباہ واقع ہوا حالانکہ خدا کو اس قاعدہ کا ابطال منظور تھا پس اس حدیث میں دلیل ہے

ابطال قول اہل نجوم پر جو قائل ہیں کہ سوائے تاریخ بہشت ہشت و سبب نہم کے کسوف نہیں ہوتا اور منقول ہے کہ برزخ وفات ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو میں والدہ ابراہیم کے وہ طہارہ آرزو کرو کرتا اور تمام قبطیوں سے جزیہ موقوف کر دیتا اور صحاح اخبار میں موجود ہے کہ فرما یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ابراہیم میرے بیٹے نے ایام رخصت تمام نہیں کی اور دنیا سے رخصت ہو گیا تحقیق اس کے واسطے دو دھپلانے والی بہشت میں ہو گی تاکہ ایام رضاء کامل ہو جائیں اور بخاری نے اس حدیث کو براہ ابن عازب سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہر رضاء فی الجنۃ البتہ اس کے لیے دو دھپلانے والی بہشت میں ہے یعنی اس کو اللہ نے بہشت میں داخل کیا اور دو دھپلانے والی مقرر کی اور بعض کہتے ہیں کہ بہشت سے عالم برزخ مراد ہے اور بعض نے تاویل کی ہے کہ مراد رضاء سے اتمام نعمائے بہشت ہے لیکن ارتکاب مجاز باوجود امکان حقیقت غیر جائز ہے اور شیخ المحدثین مولانا عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج میں فرماتے ہیں کہ حکمت و خلق ضمیر و اتمام مدت رضاء کو کول بعلم رسالت سے انتہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کمال فی الحال بعد انتقال از دنیا داخل بہشت ہوتے ہیں اور جنت موعودہ والاں موجود ہے اور بعض مشائخ طریقت رحمہم اللہ کہ قائل ترقی بعد الموت ہیں اس حدیث سے تمسک کرتے ہیں کہ یہ دلالت تکمیل نقصان پر کرتی ہے واللہ اعلم بالصواب یہاں تک ذکر صاحبزادوں کا تھا اب صاحبزادوں کا حال لکھا ہوں اول زینب اکبر بنات ہیں ابن سہمی کے نزدیک تولد انکا سال سی ام تولد آنحضرت صلعم میں ہوا اور بعد بعثت آنحضرت اسلام لائیں اور جب جوان ہوئیں تو قیط ابو العاص ابن ابی بکر ابن عبد الغری ابن عبد شمس ابن مناف سے نکاح کیا یہ ابو العاص بیٹا مالہ یا ہند بنت خویلد خواہر اعمیانی حضرت خدیجہ کبریٰ کا تھا بعد اس کے زینب نے جانب مدینہ ہجرت فرمائی اور بسبب کفر ابو العاص کے جدائی واقع ہو گئی اور بعد کئی برس کے ابو العاص بھی مدینہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور حضرت صلعم نے بہ نکاح اول ما بہ نکاح جدید زینب کو سپرد ابو العاص فرمایا پھر اسے علی نام ایک بیٹا پیدا ہوا اور ایک بیٹی مسماۃ امامہ علی پسر زینب نے قبل بلوغ و قریب بحمد بلوغ وفات پائی اور امامہ زندہ رہیں کہ بعد وفات حضرت فاطمہ علیہا السلام کے مطابق وصیت انکے علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اس نے ایک بیٹا محمد اوسط پیدا ہوا لیکن زندہ نہیں رہا اور بعد علی رضی اللہ عنہ کے مغیرہ ابن نوفل ابن حارث کے نکاح میں آئیں اس سے بھی نام ایک بیٹا ہوا وہ بھی زندہ نہیں رہا بالجملہ کوئی اولاد یا احفاد زینب سے دنیا میں نہیں رہا اور وفات زینب سال ہشتم ہجری میں ہوئی اور سوودہ بنت زیدہ و ام سلمہ و ام ایمن و ام عطیہ انصاریہ نے غسل دیا احادیث سے واضح ہے کہ حضرت نے عورتوں سے فرمایا دھوؤ اسکو تین بار یا پانچ بار اور ایک روایت میں سات بار یعنی اگر لطافت تین بار میں حاصل ہو تو زیادہ مشروع نہیں ہے ورنہ زیادہ کرو کہ لطافت حاصل ہو

بہشت میں دو دھپلانے والی بہشت

بہشت میں دو دھپلانے والی بہشت





الکتاب

عثمان ابن عفان سے اور ام کلثوم نے سال نہم ہجرت میں وفات پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ جناد  
 ثرمی اور اسما بنت عیس اور صفیہ بنت عبدالمطلب اور ام عطیہ نے غسل دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی قبر پر  
 بیٹھ کر آنکھوں سے روئے اور فرمایا کوئی ہر حاضرین میں جس نے آج کی رات عورت سے صحبت نہ کی ہو ابوطالب انصاری  
 اتنا س کیا یا رسول اللہ میں ہوں فرمایا قبر میں اتر و چنانچہ ابوطالب نے قبر میں رکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 یہ آیت پڑھی منہا خلقتکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم ماریہ آخری پھر فرمایا بسم اللہ فی سبیل اللہ و علی ما  
 رسول اللہ بعضے شراح کہتے ہیں کہ یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ تم میں کوئی بڑھنے صحبت عورت سے  
 آج کی رات نہ کی ہو بطور تعریض تھا عثمان ابن عفان پر کہ انھوں نے شب کو اپنی لونڈی سے صحبت کی تھی اور سب  
 یہ ہوا کہ ام کلثوم کی بیماری نے طول کھینچا تھا اور بے طاقت ہو گئی تھیں عثمان ناچار رستقت ہوئے جا رہے تھے  
 اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے مطلع کر دیا اور بروایت صحیحہ ثابت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ وفات  
 ام کلثوم حضرت عثمان سے فرمایا کہ اگر تیسری بیٹی میری ہوتی تو میں تجھے عقد کر دیتا اور ایک دایت کہ اگر دوسری  
 تو ایک کو بعد موت دوسرے کے تجھے دیتا بروایت صحیحہ ثابت ہو کہ رقیہ اور ام کلثوم سے کوئی اولاد عثمان ابن  
 عفان کی نہیں باقی رہی بلکہ کہتے ہیں کہ ام کلثوم ایک مدت عثمان کے پاس رہیں مگر اولاد نہیں ہوئی اور جس  
 نزدیک اولاد ہوئی لیکن زندہ نہیں رہی اور رقیہ وقت ہجرت اولی جانب حبشہ حاملہ تھیں سو وہ حمل کر گیا بعد اسکے  
 ایک بیٹا ہوا عبد اللہ ابن عثمان جب وہ دو برس کا ہوا تو خروس نے اسکی آنکھ میں چونچ ماری مگر گیا اچھا حال ان دنوں  
 صاحبزادیوں سے کوئی لڑکھایا لگی حضرت عثمان کی زندہ نہ رہیں رہی اور نہ کچھ اسکا نام و نشان ہو مگر اور ازواج سے  
 حضرت عثمان کے اولاد ہوئی اور باقی رہی کہ انی المدارج بعض کتب تو ازواج سے واضح ہوتا ہے کہ جلد اولاد کو  
 وراثت حضرت عثمان عدوین ستر تھیں آٹھ بیٹے اور نو بیٹیاں عبد اللہ اکبر والدہ اسکی خانہ بنت غزو ان  
 و عبد اللہ مغر والدہ انکی قینیت رسول اللہ صلعم و عمر و ابان و خالد و مریم والدہ انکی ام عمر بنت جذب ابن حنیفہ  
 ابن ابی الحارث ابن ارویہ و بلید و سعید و ام عثمان والدہ انکی فاطمہ بنت الولید ابن عبد الشمس ابن المغیرہ ابن  
 عبد اللہ ابن عمر مخزومی و عبد الملک مان اسکی ام نبینہ بنت حلقہ ابن حصین بدر فراری و عائشہ ام ابان و  
 ام عمر و والدہ انکی ماریہ بنت سبیبہ ابن ربیعہ بن عبد الشمس ابن عبد مناف و ام خالد و اردین و ام ابان و ام عمر  
 والدہ انکی ماریہ بنت الفراقیہ ابن لاجول ابن عمر ابن قحلبہ ابن الحارث مگر ایک بیٹی کا نام معلوم نہیں ہو نظر  
 و امند اعلم حقیقۃ الحال اما فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تولد انکا بقول ابن جوزی پانچ برس  
 قبل از نبوت ہوا ہر اور شیخ نے شرح سفر السعادت میں اسی قول پر کثرت فرمائی ہے اور مدارج میں فرماتے ہیں  
 کہ ملاوت شریف سال اکتالیس ہولہ حضرت رسالت پناہ میں ہوئی اور یہ قول ابو عمر راوی کا ہے اور مخالفت قول



ابن اسحق کے ہر کوئی کہ اسے روایت کی ہو کہ حملہ اولاد آنحضرت قبل بعثت پیدا ہوئے مگر ابراہیم اس واسطے کہ قول ابو عمر میں بعد انقضاء ایک برس نبوت کے ولادت فاطمہ ثابت ہوئی ہو اور قول ابن جوزی کو اشہر روایات میں گردانا ہو انتہی اور کرمانی میں ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح حضرت فاطمہ علیہا السلام کا علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے بعد غزوہ اُحُد کے فرمایا اور عمر شریف پندرہ برس پانچ مہینے کی تھی اور یہ قول مؤید قول ابو عمر کا ہے بہر تقدیر حضرت فاطمہ اصغر بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول اصح ہیں اور بقولے رفیعہ اور بقولے ام کلثوم اور حضرت فاطمہ علیہا السلام سیدہ عورات عالم اور سیدہ دارسار اہل شہت ہیں اور حدیث مرفوعہ سے ثابت ہو کہ حضرت سیدہ علیہا السلام کو فاطمہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ بروز قیامت دیوم حساب انکو اور انکے ذریعہ کو آتش دوزخ سے یکسو کھینکا اور ایک روایت میں لفظ حبیبین بھی واقع ہو یعنی حق تعالیٰ جل شانہ در حق تعالیٰ انکو اور انکے دوست داروں کو آتش دوزخ سے دور رکھینکا اور قطبم از روئے لغت بمعنی منع طفل است از شیر گویا سیدہ بازر کھنے والی ہیں آتش دوزخ سے کذا فی الموبہ اللہ نیہ والمدارج اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ جب فاطمہ علیہا السلام آئیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور دست شریف انکا پکڑتے اور جبین مبارک کو بوسہ دیتے اور اپنے مقام پر بٹھلاتے تھے اور اسی طرح جب حضرت حمۃ للعالمین محبوب الکونین صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ کے پاس تشریف لاتے تو یہ تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑی ہوتیں اور استقبال کر کے آنجناب کا ہاتھ پکڑتیں اور اپنی جگہ بٹھلاتیں کذا فی المدارج النبویہ میں کہتا ہوں کہ میرے تہ کسی کو حضرت کے نزدیک حاصل نہ تھا جو حضرت فاطمہ کا تھا اور زکریہ اور راضیہ اور بتول حضرت سیدہ کے القاب سے ہیں اور وجہ تلبیب یہ بتول یہ کہ تلبن معنی قطع ہو سو حضرت سیدہ فضل و کمال و حسن و جمال میں عورات عالم سے منقطع تھیں اور بھی دنیا اور ماسوے اللہ سے علیحدہ تھیں اور بسبب مرت و محبت اور نورانیہ و نبویہ کے سبب سے زہرہ کہلاتی تھیں اخبار الدول میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو بتول و زہرا و وطاہرہ مطہرہ و فاطمہ کہتے تھے اور دستور آنحضرت صلعم یہ تھا کہ جب فاطمہ آئیں تو آپ اپنے مقام پر انکو جگہ دیتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ کے برابر کوئی شخص پیارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ تھا اور صورت و سیرت انکے پر خاست چال و دو حال میں مشابہ تیرا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم بجز فاطمہ نہ تھا اور تو مان سے روایت ہے کہ حضرت جب ارادہ سفر فرماتے تو سب لوگوں سے مل کر انکو فاطمہ زہرا سے ملنے کو تشریف لاتے تھے اور جب معاودت فرماتے تو اول فاطمہ زہرا کے پاس آئے کہ زمانہ جدائی قصیر ہو جائے فلما سلف نے لکھا کہ افضل ترین مخلوقات بعد الانبیاء علیہم السلام فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں اس واسطے کہ وہ ایک منکر امین بدن سفید الانبیاء علیہم السلام کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ کے حضور میں کہا کرتے تھے کہ محبوب ترین مخلوقات ہمارے دل میں تھا رسے باپ تھے انکے بعد تم ہو اور

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اکثر فرماتے تھے اربعہ محمد آ فی اہل بیت یعنی حضرت صلعم کو ان کے اہلبیت میں سے ہیں کہ  
 کذا فی اخبار الدول و ترجمہ الصدوق جب عمر حضرت فاطمہ علیہا السلام کی سولہ برس و بردائیتہ پندرہ برس  
 پانچ مہینے یا ساڑھے چھ مہینے کی ہوئی تو سال دوم ہجرت میں و بقول ابو عمر سال سوم میں بعد غزوہ احد حضرت صلعم  
 علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کہ عمر انکی اکیس برس پانچ مہینے کی تھی نکاح کر دیا کذا ذکرہ الطبرانی فی ذخائر العقبی  
 فی مناقب ذوی القربی اور حال تفصیلی اس مقام کا یہ ہو کہ جب فاطمہ جوان ہوئیں اول حضرت صدیق اکبر نے  
 بعد اُسکے عمر فاروق نے خواہش نکاح کی حضرت سیدہ سے طاہر کی حضرت رسول خدا صلعم نے سکوت فرمایا  
 یا کما وہ چھوٹے ہو تب دونوں صحابی امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کے پاس گئے اور کہا کہ تم درخواست کرو حضرت سے  
 یہ کہ میرا نکاح فاطمہ زہرا سے کر دیجیے علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں یہ سنکر اپنی چادر اوڑھتا ہوا حضرت صلعم کے  
 حضور میں آیا اور التماس کیا کہ حضرت فاطمہ کے ساتھ میرا نکاح کر دیجیے فرمایا مرحبا و ابلا بعد ازان حضرت نے  
 فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا وہ خاموش ہو رہیں پھر حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا تیرے پاس کچھ ہر دو بولے  
 میرا گھوڑا اور زرہ ہو فرمایا گھوڑا جدا دے واسطے ضرور ہر زرہ کو بیچو سو میں نے چار سو اتنی درہم کم زرہ بھی کہ  
 حضرت عثمان نے خرید کی و زر قیمت ادا کر کے زرہ بھی واپس کر دی میں نے قیمت اسکی گونٹہ چار دین باندمی لو  
 حضرت کے پاس آیا حضرت نے درہم لکھا اپنے پاس رکھے پھر انجناب نے ایک ٹمٹھی درہم لیکر بلال کو دیے اور فرمایا  
 کہ اسکی خوشبو لے آؤ اور اہلبیت سے ارشاد کیا کہ فاطمہ کا جہیز طیار کر دینی سامان خانہ داری چنانچہ ایک چارپائی  
 بنائی گئی اور ریش خرمی کی رستی سے بنی گئی اور ایک توشاک چمڑے کی طیار ہوئی جس میں رخت خرے کا بہت  
 بھر گیا امام احمد نے روایت کیا ہے کہ ایک مکلی مخطوطہ اور ایک مشک اور ایک تکیہ چرمی بھی جہیز میں تھا کذا فی الکوا  
 و در ایک روایت ہے کہ ایک پلنگ و نہالی کتان کی دو چادر بڑی کی ایک تکیہ و بازو بند چاندی کے اور  
 ایک پانی بھرنے کی مشک اور دو گھڑے مٹی کے اور چند چیزیں اسی قسم کی تھیں تو روایت ہے کہ ایسے امور کا  
 انصرام ام سلیم والدہ انس رضی اللہ عنہ نے کیا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ نے جہیز طیار کیا تھا حضرت  
 انس سے روایت ہے کہ میں حضرت کے پاس حاضر تھا دفعۃً آثار وحی بشرہ فورانی پر نمود ہوئے بعد اونی  
 کو وقت کے فرمایا کہ اس وقت حضرت جبریل نے کہا کہ ان اللہ یا مرک ان تزوج فاطمہ من علی پھر بعد کئی دن کے  
 حضرت صلعم نے مجھے فرمایا کہ ابوبکر و عمر و عثمان و عبد الرحمن اور ایک جماعت انصار کو بلاؤ کہ میں انکو لایا  
 جب سب لوگ جمع ہوئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے علی مرتضیٰ غائب تھے یعنی حضرت کے کام کو گئے تھے حضرت  
 پیغمبر خدا صلعم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم کیا کہ میں نکاح کر دوں فاطمہ کا علی ابن ابیطالب سے  
 سو تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اسکا نکاح کیا چار سو متقال فقرہ پر اگر علی راضی ہو پھر ایک طاس میں

خطبہ حضرت

۴  
 خطبہ حضرت  
 میں جن کی  
 یہ روایت  
 کہ فاطمہ  
 و در ایک  
 روایت ہے  
 کہ ایک  
 پلنگ و  
 نہالی  
 کتان کی  
 دو چادر  
 بڑی کی  
 ایک تکیہ  
 و بازو  
 بند چاندی  
 کے اور  
 ایک پانی  
 بھرنے کی  
 مشک اور  
 دو گھڑے  
 مٹی کے اور  
 چند چیزیں  
 اسی قسم کی  
 تھیں تو  
 روایت ہے  
 کہ ایسے  
 امور کا  
 انصرام  
 ام سلیم  
 والدہ انس  
 رضی اللہ  
 عنہ نے کیا  
 اور صحیح  
 یہ ہے کہ  
 حضرت  
 ام سلمہ  
 نے جہیز  
 طیار کیا  
 تھا حضرت  
 انس سے  
 روایت ہے  
 کہ میں  
 حضرت کے  
 پاس حاضر  
 تھا دفعۃً  
 آثار وحی  
 بشرہ  
 فورانی  
 پر نمود  
 ہوئے بعد  
 اونی  
 کو وقت  
 کے فرمایا  
 کہ اس وقت  
 حضرت  
 جبریل نے  
 کہا کہ ان  
 اللہ یا مرک  
 ان تزوج  
 فاطمہ من  
 علی پھر  
 بعد کئی  
 دن کے  
 حضرت  
 صلعم نے  
 مجھے فرمایا  
 کہ ابوبکر  
 و عمر و  
 عثمان و  
 عبد الرحمن  
 اور ایک  
 جماعت  
 انصار کو  
 بلاؤ کہ  
 میں انکو  
 لایا  
 جب سب  
 لوگ جمع  
 ہوئے اور  
 اپنی اپنی  
 جگہ پر  
 بیٹھے  
 علی مرتضیٰ  
 غائب تھے  
 یعنی حضرت  
 کے کام کو  
 گئے تھے  
 حضرت  
 پیغمبر خدا  
 صلعم نے  
 خطبہ پڑھا  
 اور فرمایا  
 کہ اللہ نے  
 مجھ کو حکم  
 کیا کہ میں  
 نکاح کر دوں  
 فاطمہ کا  
 علی ابن  
 ابیطالب سے  
 سو تم لوگ  
 گواہ رہو  
 کہ میں نے  
 اسکا نکاح  
 کیا چار سو  
 متقال فقرہ  
 پر اگر علی  
 راضی ہو  
 پھر ایک  
 طاس میں



خرمے شکائے اور اذن لوٹنے کا دیا کہ سب نے کوٹے اسی حال میں علی مرتضیٰ نے حضرت نے انکی طرف دیکھ کر  
 تبسم فرمایا اور کہا کہ مجھ کو حکم کیا اللہ نے کہ فاطمہ کا عقد تیرے ساتھ کروں سو میں نے چار سو مثقال چاندی  
 مہر قرار دیکر تیرے ساتھ عقد کیا تو راضی ہوا علی مرتضیٰ نے کہا میں راضی ہوا یا رسول تب حضرت صلعم نے  
 فرمایا جمع اللہ شملکما و عزجدکما و بارک علیکما و اخرج شملکما کثیرا طیباً یعنی اللہ جمع کرے تمھاری برکات کی  
 اور عزیز کرے تمھاری کوشش اور برکت نازل کرے تم دونوں پر ظاہر کرے تم دونوں سے اولاد پاکیزہ  
 حضرت انس فرماتے ہیں کہ بعد اُن دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت ظاہر ہوئی کہ انی المورسب القصہ بعد کح کے  
 جناب سیدہ باجارت حضرت صلعم ہمراہ ام امین علی مرتضیٰ کے گھر آئیں اور حضرت صلعم نے حضرت مرتضیٰ سے  
 فرمایا کہ فاطمہ سے بات نہ کرنا جب تک میں نہ آؤں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں گھر میں ایک خط  
 تھا اور حضرت سیدہ مع ام امین ایک طرف کہ عشا کے بعد جناب صلعم تشریف لائے اور فرمایا یا امین میرا بھائی ہے  
 ام امین نے کہا موجود ہو کیا تم نے نکاح ایسا کیا ہے اپنی بیٹی سے فرمایا ہاں اور گھر میں داخل ہوئے اور  
 فاطمہ سے فرمایا پانی لاؤ میرے پاس سو فاطمہ کا نسہ کلاں چوبین میں پانی لائیں حضرت نے پانی لیا اور حضرت کے  
 کلی ڈالی اور فاطمہ کو اپنے سامنے بلایا اور اُنکے سر و سینے پر وہ پانی چھڑکا اور فرمایا اللہم اعینہا بک و وزیرہا  
 من الشیطان الرجیم پھر کھانا پھر فاطمہ نے پیٹھ پھیری کہ حضرت نے دونوں شانوں کے بیچ میں پانی ڈالا اور  
 اسی طرح پڑھ اے اُسکے اسی طرح علی مرتضیٰ سے کیا پھر فرمایا داخل ہا ملک بسم اللہ الرحمن الرحیم اے اے اللہ  
 ابو حاتم و احمد فی المناقب روایت ہے کہ مویز و خرمے طعام ولیمہ میں حضرت صلعم نے عنایت فرمائے تھے بعد اس  
 معاملے کے حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ گھر کے اندر کا کام ج طرح روٹی پکانا اور جھاڑو دینا اور چکی پیسنے فاطمہ  
 کیا کرے اور باہر کا کام علی خواہ انکی والدہ فاطمہ بنت اسد چنانکہ ائمہ حارث نے لکھا ہے کہ چکی پیسنے کے نشان  
 حضرت سیدہ کے ہاتھوں میں پر گئے تھے اور چو لھا چھوکنے سے رنگ مبارک متغیر ہو گیا تھا ایک دُر خانب لایا  
 فرمایا کہ تمھارے باپ اکثر نوڈیاں بانٹتے ہیں تم بھی اپنے لیے کوئی نوڈی مانگ لاؤ سو جناب سیدہ اس کام کو  
 حاضر حضور ہوئیں مگر سلام کر کے چلی آئیں اور دنیا کی شکایت نہ کر سکیں علی مرتضیٰ نے ایک دن پھر بتا دیا  
 حضرت صلعم اسدن حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تھے مگر جب حضرت سیدہ تشریف لیگئیں تو جناب کو گھر میں  
 نہ پایا تب حضرت عائشہ سے فرمایا کہ ایک نوڈی مانگے انی تمہی تو رات کو حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ آج  
 ایک نوڈی مانگنے کو تشریف لائی تھیں حضرت صلعم اُسی وقت جناب سیدہ کے گھر گئے اور فرمایا کہ ابھی بار  
 نوڈیاں آئیں تو یاد دلانا ہم حکم دینگے اور فرمایا کہ دنیا کی مشقت چند روزہ ہے اسکو اسی طرح گزر جانے دو  
 آخر کار جب نوڈی عنایت فرمائی تو ارشاد کیا کہ اگر ایک کام وہ کرے تو ایک کام تم کرو یا یہ کہا کہ آدھا کام

حضرت سیدہ باجارت حضرت صلعم ہمراہ ام امین علی مرتضیٰ کے گھر آئیں اور حضرت صلعم نے حضرت مرتضیٰ سے فرمایا کہ فاطمہ سے بات نہ کرنا جب تک میں نہ آؤں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں گھر میں ایک خط تھا اور حضرت سیدہ مع ام امین ایک طرف کہ عشا کے بعد جناب صلعم تشریف لائے اور فرمایا یا امین میرا بھائی ہے ام امین نے کہا موجود ہو کیا تم نے نکاح ایسا کیا ہے اپنی بیٹی سے فرمایا ہاں اور گھر میں داخل ہوئے اور فاطمہ سے فرمایا پانی لاؤ میرے پاس سو فاطمہ کا نسہ کلاں چوبین میں پانی لائیں حضرت نے پانی لیا اور حضرت کے کلی ڈالی اور فاطمہ کو اپنے سامنے بلایا اور اُنکے سر و سینے پر وہ پانی چھڑکا اور فرمایا اللہم اعینہا بک و وزیرہا من الشیطان الرجیم پھر کھانا پھر فاطمہ نے پیٹھ پھیری کہ حضرت نے دونوں شانوں کے بیچ میں پانی ڈالا اور اسی طرح پڑھ اے اُسکے اسی طرح علی مرتضیٰ سے کیا پھر فرمایا داخل ہا ملک بسم اللہ الرحمن الرحیم اے اے اللہ ابو حاتم و احمد فی المناقب روایت ہے کہ مویز و خرمے طعام ولیمہ میں حضرت صلعم نے عنایت فرمائے تھے بعد اس معاملے کے حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ گھر کے اندر کا کام ج طرح روٹی پکانا اور جھاڑو دینا اور چکی پیسنے فاطمہ کیا کرے اور باہر کا کام علی خواہ انکی والدہ فاطمہ بنت اسد چنانکہ ائمہ حارث نے لکھا ہے کہ چکی پیسنے کے نشان حضرت سیدہ کے ہاتھوں میں پر گئے تھے اور چو لھا چھوکنے سے رنگ مبارک متغیر ہو گیا تھا ایک دُر خانب لایا فرمایا کہ تمھارے باپ اکثر نوڈیاں بانٹتے ہیں تم بھی اپنے لیے کوئی نوڈی مانگ لاؤ سو جناب سیدہ اس کام کو حاضر حضور ہوئیں مگر سلام کر کے چلی آئیں اور دنیا کی شکایت نہ کر سکیں علی مرتضیٰ نے ایک دن پھر بتا دیا حضرت صلعم اسدن حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تھے مگر جب حضرت سیدہ تشریف لیگئیں تو جناب کو گھر میں نہ پایا تب حضرت عائشہ سے فرمایا کہ ایک نوڈی مانگے انی تمہی تو رات کو حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ آج ایک نوڈی مانگنے کو تشریف لائی تھیں حضرت صلعم اُسی وقت جناب سیدہ کے گھر گئے اور فرمایا کہ ابھی بار نوڈیاں آئیں تو یاد دلانا ہم حکم دینگے اور فرمایا کہ دنیا کی مشقت چند روزہ ہے اسکو اسی طرح گزر جانے دو آخر کار جب نوڈی عنایت فرمائی تو ارشاد کیا کہ اگر ایک کام وہ کرے تو ایک کام تم کرو یا یہ کہا کہ آدھا کام

وہ کرے اور آؤھا تم اور چکی پیسنے میں تم بھی اُسکے شریک ہو اگر داد و برد و بہت میسر ثابت ہو کہ جناب امیر نے  
 تاحیات حضرت سیدہ دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا ایک مرتبہ حارث ابن ہشام برادر ابی جہل نے علی رضی  
 ورنخواست کی کہ تم مسماۃ غور بنت ابی جہل سے نکاح کرو علی رضی نے حضرت صلعم سے مشورہ کیا اور صحیح یہ کہ حال  
 شک حضرت سیدہ علیہا السلام نے حضرت صلعم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ لوگوں کو گمان ہو کہ آپ اپنی بیٹی کے  
 واسطے غصہ نہیں ہوتے اور علی رضی ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرتے ہیں تب حضرت نے خطبہ پڑھا اور فرمایا خبردار جو  
 کہ بنی ہشام بن مغیرہ کی اولاد مجھے اسکی اجازت مانگتی ہو کہ اپنی بیٹی کو علی رضی ابن ابیطالب سے نکاح کریں  
 سو میں انکو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں انکو اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ ابوطالب کا بیٹا یہ چاہے کہ میری بیٹی کو  
 طلاق دے اور انکی بیٹی سے نکاح کرے سو میری بیٹی میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہو مجھکو بھی وہی چیز رنج دیتی ہو جو  
 اُسکو رنج دیتی ہو مجھکو تکلیف دیتی ہو جو اُسکو تکلیف دیتی ہو اس حدیث کو بخاری و مسلم نے مسور ابن مخزومہ سے روایت کیا ہے  
 اور شرح مسلم میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایذا دہی بنی صلعم کو بہر وجہ حرام ہے اگرچہ وہ ایذا پیدا ہو  
 اُس چیز سے کہ اصل میں مباح ہو اور یہ حضرت ہی کے خواص سے ہے اور حضرت علی کے نکاح کو دو وجہ سے منع فرمایا  
 ایک یہ کہ اس سے ایذا ہوتی فاطمہ کو اور سبب ایذا رسول ہوتا پس ہلاک ہوتے علی رضی ایذا دہی رسول خدا سے  
 لہذا منع فرمایا گو یا شفقت فرمائی علی رضی پر دوسرے خوف کیا فتنہ کا فاطمہ پر سبب بغیرت کے اور بعضوں نے کہا ہے  
 کہ اذن نہ دینا حضرت کا منع کرنا جمع سے نہ تھا بلکہ حضرت نے قصداً اسی سے خبر کر دی کہ تقدیر یہ ہو کہ یہ دونوں جمع نہ ہوں  
 اور سبھی بیٹے سعید بن القطان سے منقول ہے کہ اُس نے عبداللہ ابن داؤد سے قول حضرت صلعم لا اذن الا ان یکب علی ان  
 یطلق ابنتی ویکب ابنہم ابن داؤد نے کہا کہ حرام کیا اللہ نے علی پر یہ کہ نکاح کریں فاطمہ کی حیات میں کسی اور سے  
 اس قول سے واما تکلم الرسول فحذرو واما تکلم عنہ فانتہوا یعنی جو کچھ دے تمکو رسول پس لے لو اور جس سے منع کرے  
 باز رہو سو جب فرمایا حضرت صلعم نے کہ نہیں اذن دیتا میں تو نہ حلال ہو اعلیٰ کو یہ کہ نکاح کریں کسی سے فاطمہ پر مگر  
 یہ کہ اذن دین رسول خدا اور سنائیں نے عمر ابن داؤد سے کہتے تھے جب فرمایا حضرت صلعم نے کہ فاطمہ ٹکڑا میرے  
 گوشت کا ہے قاتق میں ڈالتی ہو مجھکو وہ چیز کہ قلع میں ڈالتی ہو اُسکو اور ایذا دیتی ہو مجھکو وہ چیز کہ ایذا دیتی ہو اُسکو  
 حرام کیا اللہ نے علی پر یہ کہ نکاح کریں فاطمہ نہ ہر پر اور ایذا دین رسول خدا کو بقول اپنے واما کان کلم ان تو ذرا  
 رسول اللہ یعنی نہیں لائق ہو تمکو کہ ایذا دو رسول خدا کو نقل کہیں یہ دونوں روایتیں حافظ ابو القاسم دمشقی نے  
 کاتب الحرمین لکھنا ہے کہ کوئی شخص اس مقام سے یہ نہ سمجھے کہ اگر کسی کی عورت دوسرے نکاح کرنے سے ناراض ہو  
 خاوند سے تو خاوند نکاح دوسرا نہ کرے اسلئے کہ یہ بات خصائص آنحضرت سے ہے کہ انکی ایذا سے منع نہ ہوتی نہ کوئی  
 عورت مثل فاطمہ نہ ہر پر نہ کوئی باپ مثل سرور کائنات سوائے اسکے حضرت صلعم صاحب شریعت تھے انکو اختیار تھا

مسور ابن مخزومہ  
 علی غور



کہ اسکو منع کریں اور کسی جائز نہیں بقولہ تعالیٰ فَاَكْبَرُ اَطَابُ لَكُمْ مِنَ النَّسَاؤِ مَنِي وَثَلَاثَ وَرَبَاعِ اس حدیث سے  
 کیسی بڑی فضیلت حضرت فاطمہ کی نکلتی جو جبکی انتہا نہیں اسی حدیث کو دیکھ کر امام مالک فرماتے ہیں لَا أَفْضَلَ  
 اَوْ جَدًّا عَلٰی بَعْضَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ اَسْمٰی طَرَحَ فَضَائِلَ حَضْرَتِ سَیِّدَہ کے حدیث سے افرون ابن ازہجد  
 مصابیح میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت کی بیبیاں حضرت کے پاس بیٹھیں تھیں کہ فاطمہ زہرا  
 تشریف لائیں حضرت صلعم نے فرمایا وہ بیٹی میری جیسا بچہ بٹھلایا آنکو اور انھے سرگوشی فرمائی یعنی کان میں بات کہی تو فاطمہ  
 رونے لگیں جب حضرت نے آنکو غمگین دیکھا تو دوسری مرتبہ کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنسے لگیں میں نے پوچھا حضرت نے  
 تم سے کیا کہا فرمایا کہ حضرت کا بھید میں نہیں کہہ سکتی جب حضرت کا انتقال ہوا تو میں نے فاطمہ سے کہا کہ میرا حق جو تم پر  
 اسکی قسم دیتی ہوں کہ اُس سرگوشی کا حال کہو فاطمہ نے کہا اب تو کچھ مضائقہ نہیں اول بار جو حضرت نے فرمایا  
 سو یہ تھا کہ ہر سال جب ریل ایک مرتبہ قرآن کا دور فرماتے تھے ابکی سال دو مرتبہ دو رکعت سو مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ  
 میری موت قریب ہے اس واسطے میں رونے لگی پھر دوسری بار حضرت نے میرے کان میں کہا کہ بعد میرے میرے اہل بیت سے  
 پہلے تو ہی مرگے خدا سے ڈرتے رہو اور صبر کچھو میں تیرا بہتر پیشوا ہوں اور کہا اس سے راضی نہیں ہوئی کہ ہوشی  
 عورتوں کی سردار ہو یا یون فرمایا کہ مسلمانوں کی عورتوں کی سردار ہو اس سے میں خوش ہوئی مولانا جلال الدین  
 سیوطی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے ظاہر ہو کہ فاطمہ زہرا تمام مومن بیبیوں پر فضیلت رکھتی ہیں حتیٰ کہ مریم  
 و عائشہ صدیقہ پر بھی اور جو بعض آیات میں مریم کو عموم النساء سے مستثنا کیا ہے سو دلیل قارض کی نہیں ہو سکتی کیونکہ  
 جائز ہے کہ حضرت صلعم کو از روے وحی فضیلت فاطمہ زہرا بتدریج معلوم ہوئی ہو اور آخر کو عموم فضل ثابت ہوا جو  
 اور جو بعض علما کہتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ کو فاطمہ زہرا پر فضیلت ہے اس دلیل سے کہ عائشہ پرشت میں حضرت  
 صلعم علیہ السلام کے پاس ہو گئی اور فاطمہ علی کے پاس اور اس میں شبہ نہیں کہ مقام پیغمبر خدا اعلیٰ و اشرف ہوگا  
 مقام علی مرتضیٰ سے سو یہ مدفوع ہے اس طرح سے کہ حدیثوں میں صاف وارد ہے کہ حضرت صلعم فاطمہ رضی اللہ عنہا سے  
 خطاب کر کے فرمایا کہ میں اور تو و علی و حسن و حسین ایک مکان و مقام میں ہونگے اور یہ وہی اپنے قبا وے میں  
 لکھتے ہیں کہ اس مقام پر تین مذہب ہیں صحیح ترین یہ ہے کہ فاطمہ افضل ہیں عائشہ سے اور بعضے قائل مساوات ہیں  
 اور بعضے متوقف چنانکہ اسمہ و شعیبہ اور بعضے شافعیہ قائل بتوقف ہیں اور امام مالک فرماتے ہیں لَا أَفْضَلَ  
 اَوْ جَدًّا عَلٰی بَعْضَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کَمَا ذَكَرْنَا سَابِقًا اَوْ رَامَ سَبْکِی فرماتے ہیں کہ مختار ہمارا اور ہمارے دین کا یہ ہے کہ فاطمہ  
 افضل ہیں بعد انکے خدیجہ بعد انکے عائشہ رضی اللہ عنہا مگر خدیجہ و عائشہ میں اختلاف ہوا اور حق یہ ہے کہ بعضی  
 مختلف ہیں اور بعضے علما فضیلت یعنی کثرت ثواب عند اللہ راویتے ہیں و لیکن کوئی شخص بحسب شرف ذات  
 و طہارت لہنت اور پاکی جوہر کے فاطمہ و حسن و حسین کو نہیں پہونچتا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ازہجد جامع مذہبی ہے

بہارِ نبوی ج ۱ ص ۱۰۰

کہ فرمایا حضرت صلعم نے فاطمہ مجسمہ ہو کر رک دی تھی میرا وہ چیز جو رک دی تھی سو فاطمہ کے دل کو اور کساد دل  
 کر دی تھی ہو چکا وہ چیز کہ شاد دل کر دی تھی سو فاطمہ کو اور نسبت قطع ہو جاوے گی ہر ذریعہ است سوائے میرے نسب  
 اور سبب اور سسرال کے اور صوفی محرقہ میں ابو ایوب سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذریعہ  
 بیکار کیا پکارنے والا عرش کے اندر سے یا اہل طبع کتسوار و سکیم و غصوا البصار کم حتی تمز فاطمہ بنت محمد صلعم علی الصراط  
 ختم مع سبعین الف جاریہ من الحور العین کمر البرق یعنی اہل محشر جھکا لو تم سر اپنے اور بند کر لو اپنی آنکھیں ہانک کہ  
 گزر جائے فاطمہ بیٹی محمد کی صراط پر پس گندہ رنگی فاطمہ ساتھ ستر ہزار لونڈیوں کے حور عین سے ماند گذرنے  
 برق کے ہر چند فضائل سیدہ بہت ہیں مگر اس مقام میں اسی قدر کافی ہیں اب جاننا چاہیے کہ اولاد میں  
 بیٹے اور تین بیٹیاں آنجناب کے ہوئی محسن و حسین اور محسن اولاد و کور اور رقیہ اور ام کلثوم اور زینب اولاد انات  
 اور فصل الخطاب سے معلوم ہوا ہے کہ رقیہ نام ام کلثوم کا بیٹا اس صورت میں دو ہی بیٹیاں معلوم ہوتی ہیں  
 اور اصحیح ہوا اول خیاں کہ محسن رقیہ نے صغریٰ میں وفات پائی اور ام حسن حسین ممتاز شہادت خفی و جلی ہوئے کہ  
 حال افضل اسکا آخر میں ذکر کیا جائیگا اور ام کلثوم کا نکاح علی رضی اللہ عنہ نے ہر ذریعہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ  
 فرمایا اسے رقیہ زید پیدا ہوئے لیکن کوئی اولاد باقی نہیں رہی اور فصل الخطاب میں ہے کہ زید و ام کلثوم نے  
 ایک دن وفات پائی ہو اور صحیح یہ ہے کہ بعد شہادت عمر ابن خطاب ام کلثوم سے خون ابن جعفر نے نکاح کیا اسے کچھ  
 اولاد نہیں ہوئی و بعد وفات عون محمد ابن جعفر کے نکاح میں آئیں اسے ایک بیٹا ہوا مگر لڑکپن میں مر گیا اور بعد  
 محمد کے عبد اللہ ابن جعفر نے نکاح کیا اسے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی اور انھیں کے پاس ام کلثوم نے وفات پائی  
 تب عبد اللہ نے زینب سے نکاح کیا اسے علی پسر و ام کلثوم بیٹی پیدا ہوئی سو ام کلثوم قاسم ابن محمد ابن جعفر کے نکاح میں آئیں  
 اسے بکثرت اولاد ہوئی اور علی بن عبد اللہ کے بھی بہت اولاد ہوئی کہ انکو جعفر بن کہتے ہیں اور عبد اللہ ابن جعفر کے اور بیویوں  
 بھی نسل رہی ہو انکو بھی جعفر بن بولتے ہیں لیکن ان دونوں میں فرق یہی ہے کہ اول فاطمہ ہیں اخبار الدول میں ہے کہ جب  
 حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو وقت میان عصر و مغرب تھا اسی وقت حضرت فاطمہ نفاس سے پاک ہوئیں اور غسل کر کے  
 نماز مغرب ادا فرمائی اسی واسطے زہرا نام ہوا اور عمر حضرت فاطمہ کی اٹھائیس برس کی اور ایک روایت میں اسیس برس کی ہے  
 اور وفات بروز شنبہ تاریخ سوم رمضان المبارک سال یازدہم ہجری واقع ہوئی اور قبر شریف بروایت صحیحہ البقیع میں ہے  
 اور روایت بعضے انکے گھر میں ہے کہ وہ گھر داخل مسجد ہو گیا ہو اور بعض روایات غریبہ میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت فاطمہ  
 رضی اللہ عنہا صبح بخلاف عادت خوش و خرم تھیں اور ٹہنی سے ارشاد فرمایا کہ میرے نہانے کو پانی لاؤ چنانکہ  
 اسے موجود کیا تو حضرت سیدہ نے نہایت مبالتہ سے غسل فرمایا اور کپڑے پاکیزہ و لطیف پہنے اور مستقبل قبلہ لیٹیں اور اپنا  
 ہاتھ رخسارہ کے نیچے رکھ کر فرمانے لگیں کہ میں جان بجاں آفرین سپرد کرتی ہوں اب کوئی شخص مجھ کو نہ کھینے اور نہ چھوئے



اسی وضع سے مجھے فن کر دے بعد ازان علی مرتضیٰ تشریف لائے تو انھوں نے موافق وصیت عمل فرمایا مگر ابن جوزی وغیرہ اہل حدیث نے اسکو موضوعات میں لکھا ہے اور بھی یہ وایت حدیث اسما بنت عیسیٰ کے خلاف ہے جسکو امام محمد وغیرہ کبار محدثین نے اسطرح لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ نے وقت نزع روح اسما بنت عیسیٰ وجہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ یہ مجھکو نہایت بد معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی عورت مر جاتی ہے تو اُسپر ایک چادر اُٹھا کر نکالتے ہیں کیونکہ قدر و قامت کا صاف نظر پڑتا ہے اور اسوقت تک یہی دستور تھا کہ عورتوں کی نعش مردوں کی وضع پر نکالتے تھے اسما نے التماس کیا کہ اے بیٹی رسول اللہ کی میں نے اراضی حبش میں ایک طریقہ نعش بنانے کا دیکھا ہے کہ اگر نہایت ستر ہو جاتا ہے سو میں تمھارے واسطے بناؤں گی اور اسی وقت چند لکڑیاں درخت ترخڑے کی منگواریں اور انکو صاف کر کے جھکائیں اور اُسپر چادر ڈالی حضرت سیدہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور فرمایا یہ وضع نہایت خوب ہے کہ اس میں عورت و مرد میں تمیز ہو جاتی ہے جب کہ میں وفات پاؤں تو اُسی طرح نعش بنانا اور تو ہی غسل دینا اور علی مرتضیٰ کو شریک کرنا اور کسی کو آنے نہ دینا چنانکہ جب سیدہ نے وفات پائی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور گھر میں جانے لگیں اسما نے حسب وصیت روک دیا کہ انھوں نے اسکی شکایت صدیق اکبر سے فرمائی اور یہ بھی کہا کہ اسما نے ایک ہودج عروسی واسطے لاش کے بنایا ہے تب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دروازہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر تشریف لائے اور پکار کر فرمانے لگے کہ اے اسما تو زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنت رسول اللہ کے پاس آنے سے کیوں روکتی ہو اور کون چیز جدید تو نے اختراع کی کہ اسما نے کہا کہ خود سیدہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کہا تھا کہ کوئی آدمی اور سوائے تیرے اور علی کے یہاں نہ آنے پائے اور جو شیخ جدید میں نے بنائی ہے وہ میں نے انکو دکھائی تھی اور انھوں نے پسند فرما کر اجازت دی تھی یہ سنکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت رسول اللہ علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی تو اُسی کے مطابق عمل کرنا واجب و لازم ہے چنانچہ اسما بنت عیسیٰ اور حبش البیت نے غسل دیا انتہی اس سے وایت سے آگاہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وفات فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پر ظاہر ہو اور نہ دفن ہونا آنجناب کا انکے حجرہ خاص میں واضح تر کیونکہ اگر گھر ہی میں دفن ہوتے تو حاجت نعش بنانے کی بنا پر تشریف لائے کذا قال قدوة المحدثین شیخ عبد الحق الدہلوی فی جذب القلوب الی ديار المحبوب فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ صلوٰۃ غیر حضرت صلعم غلیظہ کر بعضے عدم جواز مطلق کے قائل ہیں و ہذا اضعفت ہذا اور بعضے کہتے ہیں کہ پیغمبر ان پرستقلالاً جائز ہے اور انکے غیر پر تبعا کہ مذہب بخاری و اسحاق و ابو ثور و ابو داؤد و طبری کا یہ ہے صلوٰۃ غیر انبیاء پر بھی استقلالاً جائز ہے و سلوک اول خدائے فرمایا وصل علیہم و صل علیکم دوسرے وقت لانے صدقہ کے حضرت نے ابی اوفی سے فرمایا اصل علی ال ابی اوفی تیسرے دونوں ہاتھ اٹھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن عبادہ کے لیے عافرائی اللہم اجعل صلوٰۃ

اس تمام حدیث میں امام محمد نے اسکا ذکر نہیں کیا ہے اور بھی یہ وایت حدیث اسما بنت عیسیٰ کے خلاف ہے جسکو امام محمد وغیرہ کبار محدثین نے اسطرح لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ نے وقت نزع روح اسما بنت عیسیٰ وجہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ یہ مجھکو نہایت بد معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی عورت مر جاتی ہے تو اُسپر ایک چادر اُٹھا کر نکالتے ہیں کیونکہ قدر و قامت کا صاف نظر پڑتا ہے اور اسوقت تک یہی دستور تھا کہ عورتوں کی نعش مردوں کی وضع پر نکالتے تھے اسما نے التماس کیا کہ اے بیٹی رسول اللہ کی میں نے اراضی حبش میں ایک طریقہ نعش بنانے کا دیکھا ہے کہ اگر نہایت ستر ہو جاتا ہے سو میں تمھارے واسطے بناؤں گی اور اسی وقت چند لکڑیاں درخت ترخڑے کی منگواریں اور انکو صاف کر کے جھکائیں اور اُسپر چادر ڈالی حضرت سیدہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور فرمایا یہ وضع نہایت خوب ہے کہ اس میں عورت و مرد میں تمیز ہو جاتی ہے جب کہ میں وفات پاؤں تو اُسی طرح نعش بنانا اور تو ہی غسل دینا اور علی مرتضیٰ کو شریک کرنا اور کسی کو آنے نہ دینا چنانکہ جب سیدہ نے وفات پائی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور گھر میں جانے لگیں اسما نے حسب وصیت روک دیا کہ انھوں نے اسکی شکایت صدیق اکبر سے فرمائی اور یہ بھی کہا کہ اسما نے ایک ہودج عروسی واسطے لاش کے بنایا ہے تب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دروازہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر تشریف لائے اور پکار کر فرمانے لگے کہ اے اسما تو زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنت رسول اللہ کے پاس آنے سے کیوں روکتی ہو اور کون چیز جدید تو نے اختراع کی کہ اسما نے کہا کہ خود سیدہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کہا تھا کہ کوئی آدمی اور سوائے تیرے اور علی کے یہاں نہ آنے پائے اور جو شیخ جدید میں نے بنائی ہے وہ میں نے انکو دکھائی تھی اور انھوں نے پسند فرما کر اجازت دی تھی یہ سنکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت رسول اللہ علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی تو اُسی کے مطابق عمل کرنا واجب و لازم ہے چنانچہ اسما بنت عیسیٰ اور حبش البیت نے غسل دیا انتہی اس سے وایت سے آگاہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وفات فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پر ظاہر ہو اور نہ دفن ہونا آنجناب کا انکے حجرہ خاص میں واضح تر کیونکہ اگر گھر ہی میں دفن ہوتے تو حاجت نعش بنانے کی بنا پر تشریف لائے کذا قال قدوة المحدثین شیخ عبد الحق الدہلوی فی جذب القلوب الی ديار المحبوب فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ صلوٰۃ غیر حضرت صلعم غلیظہ کر بعضے عدم جواز مطلق کے قائل ہیں و ہذا اضعفت ہذا اور بعضے کہتے ہیں کہ پیغمبر ان پرستقلالاً جائز ہے اور انکے غیر پر تبعا کہ مذہب بخاری و اسحاق و ابو ثور و ابو داؤد و طبری کا یہ ہے صلوٰۃ غیر انبیاء پر بھی استقلالاً جائز ہے و سلوک اول خدائے فرمایا وصل علیہم و صل علیکم دوسرے وقت لانے صدقہ کے حضرت نے ابی اوفی سے فرمایا اصل علی ال ابی اوفی تیسرے دونوں ہاتھ اٹھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن عبادہ کے لیے عافرائی اللہم اجعل صلوٰۃ

درستک علی آل سعد بن عبادہ رواہ ابو داؤد والنسائی وسندہ حسنہ چوتھی دلیل یہ ہے کہ معنی صلوٰۃ بالتحقیق رحمت اور شائین اور ظاہر ہے کہ جواز دعا میں ان دونوں سے اختلاف نہیں ہے تو چاہیے کہ صلوٰۃ میں بھی نہ خصوصاً جب کتاب وسنت میں صحیح وارد ہو ہو وہاں ہر سبب الصبیح اور نہ سبب نام اعظم کا یہ ہے کہ تبعاً جائز ہے طاقاً بلا قید و عدم جواز استقلالاً اور نہ سبب سفیان ثوری کا یہ ہے کہ استقلال میں ترک ادب ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ فضل الخطاب میں مسلمین یہ ہے کہ صلوٰۃ غیر آنحضرت صلعم پر وصال سے خالی نہیں یا آل و ازواج و ذریعہ پر ہی یا ان کے غیر پر واول بعیت آنحضرت مشرعی ہو اور بدو آنحضرت جائز اور ثانی اگر وہ غیر ملائکہ اہل اطاعت ہیں عموماً کہ ان میں انبیاء بھی داخل ہیں چنانچہ کہتے ہیں اللہ صلی علی ملائکہ المقربین علی اہل طاعتک جمعین یہ بھی جائز ہے اور اگر طائفہ میں شخصین ہیں تو مکروہ ہے اور اگر تحریم کے بھی قائل ہوں تو بھی ہو سکتا ہے خصوصاً جب اپنا شمار کردار میں یا اسکی مثل پر یا افضل پر منع کریں اور اگر احیاناً یہ تو مضائقہ نہیں اور استعمال سلام میں مردوں پر استقلالاً جائز نہیں مگر انبیاء و اہل قبور اور زندہ دن پر غائب ہوں یا حاضر بالاتفاق جائز ہے اور بعض علماء قائل ہیں کہ صلوٰۃ مخصوص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہی اور رضوان صحابہ کے لیے اور رحمت سب مسلمانوں کے حق میں اور ابن العربی کے نزدیک تحقیقات بنا جفظ مراتب ہے اور نووی کہتے ہیں کہ ترحم اور ترضی صحابہ تابعین نیز تبع تابعین کے لیے مستحب ہے اور بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ سلام بمعنی تحیہ جو مستلزم جواب ہے نہ ہے و مردے حاضر و غائب پر جائز ہے اور اسلام معنی دعا کا قریب معنی صلوٰۃ ہے یہ تو مخصوص حضرت صلعم کو ہی نہیں بلکہ تبعاً اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں عبارت بعینہ یہ ہے اختلاف کردہ اند کہ آیا جائز است صلوٰۃ و سلام غیر انہما بالاستقلال یا نہ نعمتاً جو کہ انت کہ مخصوصیت یا انبیاء است متشاکر نیست با ایشان جز ایشان بلکہ ذکر کردہ شود بغیرت و رحمت رضوان اہل نقل کردہ است بطبیعی کہ ان خلاف اولی است بعضے گفته حرام است یا مکروہ بکہر است تحریمی یا تنزیہی متعارف و تفریق میں تسلیم و دلالت رسول اللہ از ذریعہ و از اول جمہرات و ذکر قبعی مشائخ اہل سنت و جماعت کنایت آن یافتہ میشود اللہ اعلم اور مولوی ولی اللہ فرح آبادی در واقفین میں لکھتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ علی غیر ذریعہ اولاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ سلام و بھی لفظ صلوٰۃ بلا تبعیت بھی جائز ہے اور مقتضائے ادب بھی ہے کیونکہ صلوٰۃ و سلام ان لوگوں پر گویا حضرت پر ہی اولیٰ کا ذکر کرنا بعد حضرت کے صلوٰۃ کے مثل اجماع کے قرار پایا ہے بلکہ بعضوں نے کہا ہے کہ بدو صلوٰۃ آل کے صلوٰۃ حضرت پر قبول نہیں ہے تو صحیح اولاد علیہ السلام کے شرعاً حضرت صلعم کے حال ہو اسے یہ میں رتبہ نبوت رسول اللہ اور انکی اولاد علی و امام و امیر و رقیہ نبوت رسول اللہ اور اولاد انکی عبد اللہ و اکرم ثوم و اکرم ہر اولیٰ رضی اللہ عنہ اور اولاد انکی حسن حسین و محسن و اکرم ثوم و رقیہ رتبہ جعفر ابن ابیطالب و انکی اولاد عبد اللہ و عون و محمد و عقیل و زبیر و انکی سلم و حمزہ ابن عبد المطلب و انکی اولاد کو فضل و عبد اللہ و قثم و عبید اللہ و حارث و عبیدہ و عبد الرحمن و کثیر و عون



وتمام احوال واداد انکی ام حبیبہ و امیہ صغیرہ و عتبہ بن ابی لہب عباس بن عبد المطلب از زوجہ انکی اور بیٹی انکی امیہ  
و پسر عبد اللہ ابن عباس بن عبد اللہ بن الزبیر بن عبد المطلب اور بن انکی خضاعہ و جہمہ و ابراہیم الاسود و سفیان ابن  
حارث ابن عبد المطلب و درون بیٹے صغیرہ و حارث و عبیدہ ابن الحارث ابن عبد المطلب کہ غزوہ بدر میں شہید ہوئے  
و چند ابن الحارث ابن عبد المطلب کہ لقب نکاحیہ بدو باوجود و تشدید ثانیہ بر صغیرہ بنت عبد المطلب مادر بنی  
ابن المورم یہ لوگ باتفاق ایمان لائے ہیں عاتکہ و امیہ و آردی بنات عبد المطلب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں سلمان  
ہوئے اور بعض کہتے ہیں بنی تویح اصحاب پیغمبر خدا جو ایمان لائے ہیں یہ میں اول معدل الفضل و المدی و الصدوق  
و افضل المومنین و الصحابہ بالتحقیق عبد اللہ ابو بکر صدیق ابن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم  
بن مرہ بن کعب بن بؤتی بن غالب القرشی القسیمی ہیں کہ انکو سبب اوتام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے شرف حاصل  
حاصل ہوا والدہ انکی ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر لقب شریفہ کنیت ابو بکر و آردی نے ابو بکر سے روایت کی ہے کہ میں نے اکثر علی بن ابیطالب کو منبر پر کھتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کو زبان پیغمبر صدیق فرمایا ہے  
و واضح ہو کہ حضرت ابو بکر کا یہ لقب خاص ہے اور زبان میدا برار اور سائر متاخرین انصار پر بلکہ ائمہ اطہار کی زبان پر بھی یہ لقب  
جاری رہا اور رفیقین کی کتابوں میں موجود کہ جناب غزوی الیہ صدیق ہیں اور بنکر صدیقیت زندقہ چنانچہ دارقطنی نے حضرت  
امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ آیا ایک شخص امام زین العابدین کے پاس چہرہ عرض کرنے لگا کہ حال ابو بکر کا کچھ فرمائیے  
فرمایا کیا ابو بکر صدیق کا حال پوچھتا ہے کہ آپ انکو صدیق فرماتے ہیں فرمایا آپ نے روئے تجھ پر سے ماتم تحقیق رسول خدا نے  
اور جملہ مہاجر و انصار نے امام نکاح صدیق رکھا اب جو اسکو صدیق نہ کہے تو اسکی بات کو اللہ سچا نہ کرے دنیا میں نہ عجبی میں  
اور کتاب منہج المقال شیون فیصل سے کہ خالص صحابہ ائمہ اطہار تھا ان الجنۃ لتناق الی نشۃ کے ذیل میں مرقوم ہے کہ صدیق  
اور ثانی انہیں ادہانی الغار ابو بکر کا لقب ہے اور یہ گاہ امام جعفر کی نسبت مادی و جانب صدیق کے ساتھ ملتی ہے اسواسطے ارشاد  
امام جعفر و مہابات تمام ہے کہ ولدی ابو بکر صدیق حرمین قاضی شومتری الحقائق الحق میں اس خبر کا راوی ہے کہ اگر کشف الغمہ میں ہے کہ لوگوں  
امام محمد باقر سے مسئلہ پوچھا کہ آیا تلوار پر چاندی چڑھانا درست ہے فرمایا ہاں درست ہے اسواسطے کہ ابو بکر صدیق نے اپنی تلوار پر  
چاندی چڑھائی تھی پس سائل نے کہا کہ اب ابو بکر صدیق کہتے ہیں سو آپ اپنی جگہ سے ہٹ کر اور فرمانے لگے کہ وہ تو بہترین خلوف  
ہے بہترین خلوف بہترین خلوف جو نہ کہے اسکو صدیق نہ سچا کرے اسکو اللہ دنیا اور عجبی میں ہر چند شومتری نے اس  
روایت میں تفسیر وغیرہ کا احتمال پیدا کیا لیکن مفید نہیں اسواسطے کہ جبکو امام معصوم ہاں تاکید فرمانے کو نعم الصدیق  
نعم الصدیق نعم الصدیق اور اس کے منکر و تشدید عابہ بدو و پھر تفسیر نامعقول کو کما ان گنجائش قبول ہے باوجودیکہ  
باقردار مانے ہر اس اتقیا میں محقق کہا کہ ائمہ بدی پر تفسیر مارو اور اولان بزرگوں نے کبھی تفسیر نہیں کیا اور کبھی  
بخواتیم الذہب میں امام جعفر اور امام باقر کی روایتوں کی نسبت بالخصوص تفسیر کا احتمال محال لکھا ہے اور ترمذی کی

صاحب جہاد و شہداء  
و صحابہ کرام و ائمہ  
و صلوات اللہ علیہم  
و علیٰ آہل بیتہ

روایت ہے کہ ایک دن ابو بکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضرت نے فرمایا انت عتین اللہ من التارکین شری  
 آنکی انگشتی رسول اللہ کی تھی ولادت شریف مکہ میں دو برس یا دو برس چار ماہ بعد واقعہ اصحاب قبل کے  
 واقع ہوئی خوش رو صاحب جمال تابان خفیف البدن خفیف رخسار گماے سبز خد بن پر خودار و متدل القامتہ  
 و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اڑھائی برس عمر میں چھوٹے تھے اول دون میں آنجناب ایمان لائے اور قصہ حراج کی  
 تصدیق کی اور کافرون و منکرون کو جواب دیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور عیال و اطفال شہمنان میں  
 چھوڑے اور مراقت غار مشہور کا شمس فی نصف النہار ہو اور وقت وفات پیغمبر خدا ثابت القتل رہے اور مسلمانوں کی  
 قتل و دلاسا میں مصروف ہوئے و باجماع امت اول خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہ عباس کہتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 میں نے جس کسی سے اسلام میں کلام کیا اسے جواب دیا مگر ابن ابی قحافہ نے کہ عباس سے میں نے کسی امر کی گفتگو کی  
 اسے قبول کیا اور عبد اللہ تہمی سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت کی اسے  
 قبول میں تر و کیا مگر ابو بکر نے اصلاً تردد نہ کیا اور ثابت ہے کہ حضرت صدیق اکبر گاہ گاہ بنابر تجارت احوال مکہ خطبہ  
 باہر جاتے تھے ورنہ مکے ہی میں رہتے تھے اور بڑے صاحب مال اور بڑے جو کہ کریم فصیح البلیغ اعلم اقرا شیع تھے اور  
 بسبب یاست قوم مرجع خاص و عام تھے اور ایک سو پالیس حدیثوں کی روایت کتب صحاح میں آئے ہیں و سبب قتلہ  
 روایت قہر مدتہ و سرعتہ وفاتہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ ہمگیں بدت خلافت اڑھائی برس بلکہ بروایت  
 دو برس تین مہینے کئی دن ہیں اور عمر تمام تر سٹھ برس کی موافق عمر پیغمبر کے ہوئی بایسویں خواہ تیسویں جمادی الثانی  
 شب سہ شنبہ وفات پائی و آقادی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ بروز دوشنبہ ہفتم جمادی الثانی سال سیر دوم ہجری  
 ابو بکر نے غسل حالت سردی میں کیا تو بخار لاحق ہوا کہ پندرہ روز بیمار رہے جب عشرہ اخیرہ جمادی الاخری کے آٹھ دن  
 باقی رہے وفات پائی روز سہ شنبہ بایسویں تاریخ وقت شب تھا اور ظہرانے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ وہ فرماتے تھے جب ابو بکر کو حالت احتضار شروع ہوئی تو عائشہ سے فرمایا کہ ماؤ شتر جکا دو دھمیں بیا کر تاکھا اور  
 کانہہ کلان جبین آٹا سانا جاتا تھا اور چادر جسکو میں اڑھتا تھا بعد فوت میرے عمر بن خطاب کے پاس پہنچا دینا کیونکہ میں حالت  
 خلافت میں اسے متفق تھا چنانچہ حضرت عائشہ نے بعد وفات ویسا ہی عمل فرمایا تب حضرت عمر نے کہا رحمک اللہ یا ابوبکر  
 حقہ اتعبت من جاد بعدک کذا فی اخبار الدول وغیرہ اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ بعد وفات رسول مقبول  
 احوال ابو بکر روز بروز متغیر ہوتا جاتا تھا یعنی مفاقت آنجناب میں لاغر و ضعیف ہوتے جاتے تھے آخر وفات پائی اور  
 ابن شہاب صحیح روایت ہے کہ ایک شخص ابو بکر کے واسطے حریرہ لایا تھا اسکو باتفاق حارث بن کلاہ کھا رہے تھے دفعۃً حارث نے  
 کہا اے خلیفہ کھانے سے ہاتھ روکا سمیٹیں ہر ملاہ میں اور تم ایک دن ہر دو کا اسی وقت آنجناب نے ہاتھ کو روکا مگر ہمیشہ پیار سے  
 اور بعد انقضائے سال و نوز نے ایک روز وفات پائی اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یثابت احد فاما علیک



نبی و صدیق و شہیدان یعنی ٹھہر جا اسی جبل احد خزان نیست کہ تجھ پر ایک نبی و صدیق و دو شہید ہیں اور یہ حدیث  
 سابق کی حدیث سے منافات رکھتی ہے تو جواب یہ ہے کہ منافات و تناقض کچھ نہیں ہے ابوبکر صفت صدیقہ اور حضرت  
 شہادت دونوں کہتے تھے مگر آنحضرت نے بصفت صدیقہ کہ انحصار و صاف میں تھے اکتفا فرمایا کیونکہ صفت شہادت عام  
 و مشترک چاروں میں تھی اور اسی سبب سے آنحضرت نے اپنے نفس لطیف کو تعبیر نہیں فرمایا مگر بصفت نبوت کہ خاص ہے  
 حالانکہ آنجناب بھی بصفت شہادت و موصوف تھے چنانچہ بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 مرض موت میں تصریح فرمائی ہے کہ موجب اس مرض کا نہ ہو جو کہ خیر میں لکھا یا تھا اور اخبار الدول میں ترجمہ النور  
 نقل کیا ہے کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب ابوبکر کی وفات نزدیک پہنچی تو مجھ کو طلب کرنے فرمایا کہ اے  
 علی مجھ کو اسی دوہر میں غسل دینا جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا اور میرے کپڑوں میں گفتنا اور اس مکان  
 دروازہ پر یہاں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں اگر قفل اُس مکان کا از خود کھل جائے تو اُسکے اندرون  
 و فن کرنا ورنہ مقابلہ سالنوں میں حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے وصیت اُنکی جاری کی جب کہ جنازہ  
 حجرہ شریفہ کے دروازے پر رکھا تو قفل از خود کھل گیا اور آواز آئی ادخلوا الجیب الی الجیب فان الجیب الی الجیب  
 شتاق یعنی پہنچا دوست کو دوست کی طرف کہ دوست دوست کا مشتاق ہے پھر میں نے اُنکو دفن کیا اور شریفہ لکھا  
 برابر دوش مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھا و قد قبل فی تاریخہ بست و دوم از جمادی الاخری بود  
 کہ بدر البقاء نقل نمود عقل سال وصال و فرمودہ دین جو وقت صاحب بود حضرت صدیق اکبر کے زمانہ جاہلیت میں  
 دو مشکوچہ تھیں ایک قتلہ بنت عبد العزیٰ مادر عبد اللہ اور اسماء ذات النطاقین دوسری رومان بنت عامر و عبد الرحمن  
 اور عائشہ صدیقہ اور زمان اسلام میں دو مشکوچہ اسماء بنت عیسٰی مادر محمد بن ابی بکر دوسری حبیبہ بنت حارثہ انصاری  
 جو کہ وقت وفات حاملہ تھیں اُنہیں بیٹی پیدا ہوئی اور زمانہ خلافت آنحضرت میں حضرت عمر قاضی اور عثمان بن عفان  
 اور زید بن ثابت کاتب و عتاب بن اسد عامل مکہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طائف اور مجاہد بن ابی امیہ صفا  
 اور زیاد بن ولید مالک حضرموت اور بحر بن میں جریر اور سواد عراق میں منشی بن حارثہ اور ہشام بن ابی عبدہ  
 جراح و شرجیل اور زید بن ابی سفیان مگر یہ تینوں صاحب خالد بن ولید کے تحت حکومت کیونکہ وقت وفات حضرت  
 صدیق خالد محاصرہ دمشق میں مصروف تھے اگرچہ فضائل ایک تفصیل یہ ہے کہ اُنکے باپ ابو قحافہ اور والدہ اُنکی  
 ام الحیرہ بنت عم ابو قحافہ اور زوجات طاہرات ام رومان بنت عامر و اسماء بنت عیسٰی و حبیبہ بنت حارثہ اور عاتقہ  
 اسماء و عائشہ و ابنا عبد اللہ عبد الرحمن و محمد و ولید ابی محمد بن عبد الرحمن و ولید بنت عبد اللہ بن زبیر بن اسماء  
 سب کے پیش رو صحبت رسول مقبول مشرف ہوئے اور ہمیشہ تابع فرمان رہے اگرچہ یہ کہ بخاری میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کسی قوم میں بنا بر صلح تشریف لے گئے اور نماز کا وقت آگیا تو گون نے ابوبکر کو نام کیا اور نماز شروع کر دی پھر حضرت صلح

تشریف لائے اصحاب نماز میں تھے حضرت صلعم بھی نیت کر کے صف میں کھڑے ہو گئے اصحاب نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کی تشریف آوری سے آگاہ ہوا اور حضرت صدیق اکبر کی یہ عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف نہ دیکھتے تھے جب لوگوں نے بہت تالیان بجائیں تو صدیق نے نظر کو پھیر کر دیکھا کہ حضرت رحمۃ اللعالمین صف میں کھڑے ہیں اور حضرت نے اشارہ کیا وہیں ہوا امامت کیے جاؤ صدیق اکبر نے دو تون ہٹا اٹھا کہ خدا کا شکر کیا کہ حضرت صلعم نے مجھ کو امامت کرنے کو فرمایا پھر مجھے بیٹے یہاں تک کہ صف میں برابر ہو گئے اور حضرت امام الکونین نے آگے بڑھ کر امامت فرمائی جب نماز تمام فرمائی تو کھڑا ہوا ابو بکر میرے ارشاد کے بعد لوگوں کا قائم نہ رہا عرض کیا کہ ابو جحافہ کے بیٹے کی یہ لیاقت نہیں کہ پیغمبر کے آگے امام ہو پھر حضرت نے اصحاب سے فرمایا مجھ کو کیا یہ کہ میں نے دیکھا تھا کہ تم نے بہت تالیان بجائیں کوئی ضرورت اگر نماز میں ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبردار ہو گا کہ کرنا پڑے تو چاہیے کہ باوجود بلند سبجان اللہ کے یعنی تالیان نہ بجانا چاہیے اس واسطے کہ جب سے سبحان اللہ کہا تو اس کی طرف التفات کیا جائیگا یعنی امام سبحان اللہ کہنے سے خبردار ہو جائیگا اور تالی مارنا عورتوں کے واسطے جائز ہے یعنی اگر امام کی خطا پر عورت واقف ہو تو سبحان اللہ نہ کہے بلکہ ہاتھ کو ماتھ پر مارے اس واسطے کہ عورت کی توجہ رخسے سے الٹ کر رخسار کو خیال نہ آتا یہ حدیث بخاری و مسلم میں سہیل ابن سعدی سے مروی ہے اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہایت عمدہ فضیلت ثابت ہوئی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی امامت کا حکم دیا بلکہ اول ابو بکر صدیق کے پیچھے نماز کی نیت بھی کر چکے تھے سبحان اللہ اس سے زیادہ کون کمال ہو گا کہ تمام عالم کا امام اس کو اپنا امام بناوے از انجملہ بخاری و مسلم میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض میں فرمایا کہ ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھاوے میں نے کہا یا رسول اللہ ابو بکر نرم دل ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانے کو کھڑا ہو گا رونے لگیگا قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے عمر کو فرمایا کہ وہ نماز پڑھاوے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر سے کہو نماز پڑھاوے پھر میں نے حصہ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو حصہ نے حضرت سے یہی کہا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کون خلاف نمائی کرتے ہو کہ ابو بکر سے کہو لوگوں کو خود امام ہو کر نماز پڑھاوے بالجماعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں پانچ صلح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی یہ اشارہ ہے حضرت صدیق اکبر کی خلافت کا کہ جو عمدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص تھا یعنی امامت نماز سو اپنی حیات میں خیریت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا جس طرح کوئی بادشاہ اپنی زندگی میں کسی کو تخت و چتر شاہی دوائے تو یہ علامت ہے کہ پادشاہ نے اس کو اپنا ولی عہد کیا از انجملہ بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کیا بکبار صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور کہا مقرر خدا نے تمہارا کیا ہے اپنے بندے کو دنیا و آخرت میں ہو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا تو ابو بکر صدیق رونے لگے کہ تمہارا کیا ہے انکے رونے سے کہ یہ رونے کا کون مقام ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلد انتقال ہوا تب ہنسنے اس کا مطلب سمجھا

نہایت کثرت  
میں

نہایت کثرت  
میں



یعنی حضرت نے اپنی موت کی خبر دی تھی مگر اصحاب میں سوائے حضرت ابوبکر صدیق کے کوئی اس بھید سے واقف نہ ہوا  
ہم سب سے زیادہ وہ عالم تھے جب صدیق ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امت کو سب سے زیادہ رفاقت کی  
اور مال کی راہ سے تیرا مجھ پر احسان ہو اگر خدا کے سوا اسے جانی دوستی کسی اور سے کرتا تو مجھ سے کرتا لیکن ہمارے تیرے  
اسلام کی برادری اور محبت ہی آزاںجملہ بخاری مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کہ جو شخص جو راویو کا خدا کی راہ میں لاوینگے اُسکو بہشت کے چوکیدار تو سب چوکیدار دروازوں بہشت کے کینگے اُرمیان اور حضرت  
تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو تو کسی طرح ٹوٹا نہیں ہو فرمایا رسول مقبول صلی اللہ  
علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو امید ہے کہ تو انھیں لوگوں میں ہر جسکو بہشت کے فرشتے خوشی سے بلاوینگے اس حدیث سے عہدہ  
فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نکلی اور بہشتی ہونا ثابت ہوا اور جو بنا چرخ کرنے سے میرا وہی کہ دو اشرفی یاد و روپیہ یاد و پیسے  
یاد و کوئی یاد و روپیہ سے اسی طرح ہر شے کا جو آزاںجملہ جانع عبدالرزاق میں بطریق صحیح مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق میں نافع تر مال ابی بکر سے نہیں ہوا راوی کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مال ابوبکر صدیق  
رضی اللہ عنہ کو بے محابا بلاتا مال و ترود خرچ کرتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر میں اور اپنے مال میں کچھ امتیاز و فرق نہ رکھتے تھے  
آزاںجملہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن مدینہ میں رسول مقبول پر باجماعہ مہاجرین انصار حاضر تھا اور باتیں کر رہے  
ہوئے تھے کہ حضرت نے عرض کیا کہ فضائل لوگوں کے بیان کرتے ہیں  
خبر کیا کہ اگر یہ نہ کہو یہ تو خبر دار ابوبکر پر کسی کو تفصیل نہ بھیج دیا کیلئے کہ وہ تم سب سے افضل ہو دنیا و آخرت میں آزاںجملہ ابو داؤد اور ترمذی  
جابر سے سند صحیح روایت کی ہے کہ ایک دن ابوبکر کے آگے آگے میں جاتا تھا دفعہ حضرت صلعم نے تو فرمایا تم آگے اس شخص کے چلے ہو  
جو تم سے دنیا و آخرت میں بہتر ہو واللہ کہ آفتاب طلوع و غروب نہیں ہوا پس بعد انبیاء و مرسلین کے کسی پر کہ بہتر ابوبکر سے ہوا اور امام جعفر  
علی آبادیہ و علیہ السلام نے بسند متصل صحیح اپنے باب محمد باقر سے اور وہ اپنے باب امام زین العابدین کا اور حضرت سید الشہداء کا خاتم  
العباد امام حسین علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ علی رضی فرماتے تھے  
مجھے حضرت صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے آفتاب طلوع و غروب نہیں کیا بعد پیغمبر دن کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر سے آزاںجملہ صحیح بخاری میں  
ابو داؤد اور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صدیق و فاروق میں کچھ گفتگو ہوئی کہ اُس سے دونوں میں بیخبر ہو صدیق اکبر حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تھکنے سے کہ میرے اور عمر کے گفتگو ہو گئی ہو سو میں اپنے قصہ ہوا چہ شریک اور عمر سے  
قصہ معاف کر دیا انھوں نے معاف نہ کیا اندازہ میں آیا ہوں حضرت نے فرمایا خدا امعاذ کیگا اور تجھ کو بیشک کا بعد اسکے حضرت  
عمر بھی اس گفتگو سے پھٹتے اور غصہ فقیر کرنے کو حضرت صدیق اکبر کے گھر گئے وہاں سنا کہ وہ حضرت صلعم کے پاس گئے ہیں جب  
عمر رضی اللہ عنہ حضرت صلعم کے حضور میں آئے تو حضرت کے چہرہ مبارک پر غصہ نمود ہوا صدیق اکبر ڈرے تو گھٹنوں پر بل عاجزی سے  
کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ عمر کا کچھ قصور نہیں زیادتی میری تھی حضرت نے فرمایا کہ اللہ مجھ کو بخشے تمھاری طرف پیغمبر کے بھیجا ہے

سوال اول تھے کیا کہ جو تاناہو اور ابوبکر نے کہا سچا ہو اور اسے اپنی جان و مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میرے ساتھ ہو میری خاطر سے چھوڑ دے یعنی کسی طرح کا رنج نہ ہو چاہے اس حدیث کے بعد جمیع اصحاب حضرت صدیق اکبر کا برا خیال رکھنے لگے کسی نے انکو رنج نہیں دیا اور انجملہ ایک بڑی فضیلت جناب صدیق اکبر کو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمام مخلوق کو خاطر داری پیغمبر خدا میں فرمایا ہوسوف یطیعک بک فرضی اسی طرح صدیق اکبر کے حق میں عہد کیا ہوسوف یرضی یعنی انھیں کہ راضی ہو گا صدیق اکبر خدا سے اور بھی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتنی فرمایا ہے وہیہا الاتقی الذی یوتی مالہ تیرکی اور دوسری جگہ فرمایا ہے ان اگر یکم عند اللہ القسکم بس مقتضای مجموعہ ایمین ثابت ہو کہ حضرت ابوبکر اکرم الناس ہوں عند اللہ اور یہی معنی فضیلت کے ہیں وہ وہ عمر ابن خطاب بن ابی سلمہ بن کسر الفداء و سکون التھانیہ ابن عبد العزی بن ریح بن عبد اللہ بن قریظ بن زید بن عدی بن کعب القرظی العدوی نسب آنجناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کسب میں ملتا ہے اور والدہ انکی ختمہ بنت ابی جہل بنت ہاشم ابی شام بن المغیرہ بن عبد المطلب بن عبد المطلب نے دولت مصاہرت پیغمبر خدا بسبب ابوت ام المومنین حضرت کے عطا فرمائی اور خلیفہ بھی کیا کہنت آنجناب جو شخص اور لقب فاروق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبب اس لقب کا یہ ہے کہ عمر ما بین حق و باطل خرق کرتے تھے آتہ ولادت انکی عمر محرم سال چار و ہمسایہ نیم و اٹھ اصحاب قبل میں واقع ہوئی اور سال نہم ہجرت میں اسلام لائے انھیں سچ چالیس سلمان پورے ہوئے اور عمر ساٹھ برس کی تھی اشرف قریش سے تھے ایام جاہلیت میں سفارت و رسالت انھیں کے نام مقرر تھی یعنی نامہ و پیغام انھیں کے ہاتھ سر درازوں کے پاس کفار قریش بھیجا کرتے تھے اور سفید رو سرخ چشم بلند بالا تھے کہ روایت ہے کہ لوگوں میں جب کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا تھا گویا اونٹ پر سوار ہیں اور لوگ پیادہ وہب ابن نبہ کہتے ہیں کہ وہ عمر خطاب نے ریت میں اس طرح مذکور ہے کہ قرن حدید شد بدین یعنی عمر بن عبد المطلب نے پہاڑ کے ہی اور تیز سخت و امانت دار ہو اور روایت ہے ثابت ہے کہ اول انھیں کا خطاب امیر المومنین ہو چنانچہ عسکری نے اوائل میں اور طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے بطریق آنجناب عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ اسے سلیمان ابن حشمہ سے سوال کیا کہ زمانہ ابوبکر میں من خلیفہ رسول اللہ انی ظن لکھتے تھے اور عند خلافت عمر خطاب میں اول من خلیفہ نبی مکرابی ظان لکھتے تھے پھر کہونکہ یہ بات متغیر ہوئی اور اطلاق امیر مومنین کا عمر رضی اللہ عنہ پر کیا گیا اور کون شخص تھا جسے اطلاق اس لفظ کا کیا اور فرامین میں لکھا گیا ابوبکر ابن سلیمان نے کہا خبر دی مجھ کو مسماہ شیفا مہاجرہ نے کہ ابوبکر من خلیفہ رسول اللہ لکھتے تھے اور عمر من خلیفہ رسول اللہ اس وقت تک کہ انھوں نے عامل عراق کو نامہ لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ دوم دوزی شعور جلد میرے پاس و انہ کرنا کہ احوال عراق اہل عراق آئے دریافت کروں عامل عراق نے لبید بن ربیعہ اور عدی بن ابی حاتم کو بھیجا جب یہ دونوں مدینہ میں پہونچے اور مسجد میں گئے تو عمر و ابن عاص ملائے کہ کیا ہم امیر المومنین کے پاس جانا چاہتے ہیں تم اجازت حصول ملازمت حاصل کرو عمر بن عاص نے کہا واللہ عتہ امیر المومنین کے اطلاق میں صواب کیا بعد اس کے عمر نے حضرت عمر سے کہا اسلام علیک یا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے امیر المومنین کی طرح کہا عمر و نے حال بیان کیا اور کہا تم امیر ہو لو ہر مومن میں آوی کہتا ہے کہ اسدن سے یہ کلمہ

احوال عمر بن خطاب

عمر بن خطاب

عمر بن خطاب

کتاب



مسکاتبات وغیرہ میں لکھا گیا اور امام نووی نے تہذیب میں لکھا ہے کہ ربیعہ اور عدی نے اس نام سے حضرت عیسیٰ کو  
 سے کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مغیرہ ابن شعبہ نے عقبہ بن امیہ بن ابی اسلمہ اور ابن عساکر نے معاویہ ابن خرقہ سے  
 روایت کی ہے کہ ابی بکر رضی اللہ عنہ لکھتے تھے من ابی بکر خلیفہ رسول اللہ جب عہد خلافت عمر ابن خطاب ہو اوصحاب  
 ارادہ کیا اوکو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کما کرین حضرت عمر نے فرمایا یا امین تطویل ہو اصحاب نے کہا تم ہمارے امیر ہو  
 فرمایا ان میں تمہارا امیر ہوں اور تم ہونین ہو اسی تاریخ سے امیر المومنین لکھا گیا آنحضرت عمر رضی اللہ عنہ او  
 ان لوگوں میں ہیں جسپر بحیثیت خلافت شمشیر اس اسم کا ہوا ہے اور جو عبدالرحمن بن جحش پر ایک سرسہ میں اطلاق  
 امیر المومنین کا ہوا ہے سو وہ محض اسی وقت پر خصوصیت رکھتا تھا اسی طرح اول حضرت عمر نے حدیث بن حمرانی  
 کوڑے مارے اور اول تجدید حرمت میتہ انھیں نے فرمائی اور اول انھیں نے بیع انھما اولاد سے نہی فرمائی  
 اور اول نماز جنازہ اربع تکبیرات سے انھیں نے پڑھی اور اول قضات انھیں نے مقرر فرمائی اور اول تعین تاریخ  
 مشورت علی رضی حضرت عمر نے فرمایا ابن سعد نے سند آدھے روایت کی ہے کہ جب عمر خلیفہ ہوئے تو اول یہ کلام فرمایا  
 اللهم انی شدید غلیظی ضعیف نقولنی وخیل فسختی اور انھیں نے عہد خلافت میں اپنے بیٹے پر حد زنا جاری فرمائی تھی  
 یہ مقام محل عبرت ہے اور قدور بشر سے خارج جو حضرت عمر نے فرمایا ہے کیفیت اس واقعہ کی بعض کتب حدیث میں اس طرح  
 مذکور ہے کہ ایک روز جناب فاروق اعظم مسجد نبوی میں بیٹھے تھے اور اصحاب رسول مقبول گردا گرد جمع تھے دفعتاً ایک  
 عورت نوجوان ایک طفل نوزاد گود میں لیے ہوئے دوازہ مسجد سے داخل ہوئی اور بولی یا امیر المومنین السلام علیک  
 حضرت عمر نے فرمایا وعلیک السلام اگر کچھ حاجت رکھتی ہو بیان کر کہ اسکا سرخام کروں اُس نے کہا حاجت یہ ہے کہ اپنے  
 خوند کو مجھے لیکر پردہ لکھیے فرمایا امیر المومنین کھاتیرے پاس کس طرح پہنچا میں نہیں پہنچا تاہوں وہ بولی کہ یہ لڑکا تھا کہ  
 بیٹے عبدالرحمن ابو شحمہ کا ہے فرمایا کہ یہ حرام کا لڑکا ہے یا حلال کا عورت نے کہا میری جانب سے حلال کا ہے اور ابو شحمہ  
 کی طرف سے حرام کا حضرت عمر نے کہا خدا سے ڈر سچ بیان کر اُس نے کہا کہ میں ایک دن راہ میں چلی جاتی تھی جب قریب باغ  
 بنی بنجار کے پہنچی تو بیٹا تھا رامست و سرشار شراب خوردہ دوکان لسیکہ یہودی سے کہ ہمارا مشہور یہود ہے کہ آتا تھا اسنے  
 ہتھکڑیاں کر دیتا انداز میں شروع کی ہر چند میں نے اسکا کہی لیکن اُس نے نہ مانا اور باغ میں لہجہ کر مجھے وہ کام کیا حرم و عورت  
 کر تا ہے تو میں بیہوش ہو گئی جب ہوش آیا اور اپنے گھر آئی معلوم ہوا کہ حاملہ ہو گئی ہوں سو میں نے محل اپنا اپنے چھائے اور سب  
 لوگوں سے پوشیدہ رکھا تاکہ رسوا و فضیحت نہوں حتیٰ کہ مدت محل گذر گئی اور آثار تولد نمود ہوئے آخر کار جنگل میں جا کر  
 یہ لڑکا جنی اول میں نے چاہا کہ اسے ہلاک کر دوں مگر خوف خدا نام ہو کر باز رہی اب تمہارے پاس آئی ہوں اور تمہارے  
 بیٹے ابو شحمہ پر داخواہ ہوں لازم ہے کہ ماہین میرے اور اسکا جو حکم خدا ہو فرمائیے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منادی کوادی  
 کہ مردم شہر مسجد میں جمع ہو سکا اور شاوکیا کہ سب لوگ حاضر ہو اور خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ دو تین دن میں

داخل ہوئے اور پوچھا ابو جحیم کہاں ہے بی بی نے کہا اسی وقت ستر خوان پر کھائے کو بیٹھا ہو حضرت عمر فاروق ابو جحیم کے پاس  
 تشریف لے گئے اور فرمایا کہ امی بیٹے میرے کھانا کھائے یہ طعام تو مشہور تھی ہر روز نیا سے ابو جحیم نے یہ کلام سنا تو رنگ لے کر چہرے کا تھیر گیا  
 اور اچھے ہاتھ سے گڑا بعد اس کے حضرت عمر نے فرمایا میں کون ہوں ابو جحیم میرے باپ ہو اور خلیفہ حضرت رسالت تاب فرمایا  
 کہ فرمان برداری میری تجھ پر واجب ہے یا نہیں کہا وہ سبب سے فرمان برداری اپنی فرض ہو ایک سن حبشہ والو الدیہ وہاں سے  
 من جہت الخلافہ فرمایا تجھ کو قسم دیتا ہوں بحق پیغمبر میرے و بحق والدیہ اپنے کے کہ اتنے کہوں نسیکاً یہودی کی دوکان سے شہر آ  
 لیکر بی بی تھی اور مست ہوا تھا اسے کہا ہاں ایک بار یہ حرکت مجھے ہوئی تھی سو میں نے نادم ہو کر توبہ کی ہو فرمایا تو نے خوب کیا  
 ہو توبہ کی کیونکہ سرمایہ مسلمان تو یہ ہو پھر فرمایا کہ امی بیٹے میرے جھکوخدا کی قسم ہو کہ تو کبھوں باغیچہ نبی بنجا رہیں گیا تھا اور  
 کسی عورت سے صحبت کی تھی ابو جحیم خاموش ہو رہا اور رونے لگا حضرت عمر نے فرمایا کہ خوف نہ کر سچ بیان کر خدا سے تعالے  
 بہت گود دوست رکھتا ہے ابو جحیم نے کہا سچ ہے کہ یہ حرکت بھی مجھے سرزد ہوئی تھی لیکن میں نے توبہ کی اور سبب نادم ہوں  
 حضرت عمر نے جب ابو جحیم کی زبان سے اقرار کر لیا تو ہاتھ پکڑا اور کشان کشان گھر سے باہر قریب مسجد کے لے گئے اور حاضرین  
 مسجد کے در و در و چاہا کہ سوتا زمانہ کہ حازر نا حق ناکندہ امین بلکہ خدا ہی ماریں ابو جحیم نے کہا امی باپ میرے مجھے نصیحت نہ کرو  
 بہتر ہو کہ تلوار سے اسی جگہ ٹکڑے ٹکڑے کر دو فرمایا گھر میں تغیر درست نہیں ہے اللہ صاحب فرماتے ہیں ولیمشہد عبد البھا طاعت  
 من المؤمنین یعنی وقت مارنے حد کی چاہیے کہ جامعہ کثیر مسلمانوں کے حاضر ہوں تاکہ شہرت واقع ہو اور وہ در و در کاٹ لوگوں کو  
 عبرت ہو اور مجرم بھی سبب عذاب جسمانی کے کہ سوتا زمانہ ہو اور عذاب روحانی کی کہ شہر منگی در سوائی ہو آلودگی گناہ سے بچو بی  
 پاک ہو جائے بعد اسکے اسی طرح کھینچے ہوئے مسجد میں لائے اور اصحاب پیغمبر خدا صلعم کے رو برو کہاکہ عورت نے سچ کہا اور ابو جحیم  
 نے بھی اسکو تصدیق کیا بعد ازاں افغان غلام سے کہا کہ تازیانہ لیکر سوتا زمانہ اسکے مارا اور پاسداری کو چھوڑا اور ضرب تازیانہ تین شیر  
 تلخ بولا کہ مجھے یہ ہوگا اور رونے لگا حضرت عمر نے فرمایا امی باپ میری فرمان برداری عین فرمان برداری رسول خدا ہے پس چون  
 کہتا ہوں اسکو بجالا دالا رسول خدا کے سامنے شہر منگی ہوگی ناگزیر افغان نے کپڑے ابو جحیم کے بدن سے اتارے اسوقت مردم حاضر  
 مسجد میں ونا پٹنا پڑ گیا اور ابو جحیم دم بدم حضرت سے تعلق دزاری کرتے تھے اور کہتے تھے کہ امی باپ میرے رحم کرو اور حضرت عمر روتے تھے  
 اور فرماتے تھے خدا سے تعالے کہ پردہ کا رتیرا ہر رحم کرے تجھ پر اور کچھ میں کرتا ہوں اسی واسطے ہو کہ پردہ کا میرا مجھ پر اور تجھ پر رحم فرما  
 اور عرض اجراء حد شروع ہوئی اور حضرت عمر صلعم سے بار بار فرماتے تھے کہ تازیانہ لگا تو تفت نہ کر اور ابو جحیم روتے اور پٹلاتے تھے  
 یہاں تک کہ ستر تازیانہ کی لوبت پہنچی اسوقت ابو جحیم نے کہا امی باپ میرے ایک آنجو رو پانی مجھے عنایت فرما فرمایا امی بیٹے میرے  
 اگر رب العالمین نے مجھ کو پاک کر کے اس عالم سے اٹھایا تو قریب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ شہرت جھکوخدا لائینگے کہ پھر جھکوخدا پاس  
 نہ لینگے اور غلام سے کہا کہ تازیانہ مار جب استی تازیانہ ہو گئے تو ابو جحیم نے کہا اسلام علیک یا ابی ریحان ہو تا ہوں حضرت عمر نے فرمایا  
 و علیک اسلام اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف ہونا تو میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ بعد تجھ سے میں نے



اس حال میں چھوڑا کہ قرآن پڑھتا تھا اور حد و دھاراجا رہی کرتا تھا بعد اسکے حضرت عمرؓ نے غلام سے فرمایا کہ تازیانہ مار  
جب لوٹے تازیانہ ہو گئے تو ابو شحمہ پر پہنوشی طاری ہوئی اور آواز فریاد و فغان منقطع ہو گئی اسوقت اصحاب رسول اللہؐ نے  
انتہاس کیا کہ اب تازیانہ باقی ماندہ کو موقوف دوسرے وقت پر رکھنا مناسب ہو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسنے گناہ کو موقوف  
نہیں کیا میں سزا دہی میں کیونکر تاخیر کروں پھر غلام سے ارشاد کیا کہ تازیانہ یہاں تک کہ آخر تازیانہ پر ابو شحمہ نے  
اجان بحق تسلیم کیا اسوقت حضرت عمرؓ روئے اور بولے اے اللہ تعالیٰ تجھے گناہوں سے پاک کرے بعد اسکے ابو شحمہ کا  
اپنی گود میں کیا بیٹھے اور رونے لگے اور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ پدرت قربان تو کہ تری حق کشتہ ہست پدرت قربان تو کہ  
حد تمام گناہ مردی پدرت قربان تو کہ مادہ رو بہ رخا ہر مردان بر تو رحم نہ کرند اسوقت لوگوں نے جانا کہ ابو شحمہ نے انتقال  
خود سے برین فرمایا اور اسدن مدینہ میں تمام آدمیوں پر ماتم سخت ہوا اور ہر شخص شدت گریہ و زاری سے بیتاب تھا اور بتی  
کہ حبسیت ابو شحمہ پر حد ماننی شروع ہوئی اور وہ فریاد و فغان کرنے لگے تو بعض لوگوں نے انکی والدہ سے کہا وہ روتی پڑھتی  
وہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور بولیں کہ میں عرض ہر تازیانہ کے پیادہ پاچھ کر ونگی اور بعض ہر تازیانہ کے  
جسدہ رو پیہ حسین فرماؤ فقر اور مساکین کو صدقہ کر دینی حضرت نے فرمایا کہ حج و صدقات عرض حد کے نہیں ہو سکتی صبر کر کہ  
ان اللہ مع الصابرین بالجملة بعد واقعہ کے چالیس روز گذرنے پر خذیفہ ابن الیمان کہ عمدہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اور حضرت نے انکے حق میں فرمایا تھا ما جدمکرم خذیفہ صدقہ تشریف لائے اور مجمع صحابہ میں فرمانے لگے کہ میں نے اجرات کو  
جناب سالت تاب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور بیٹھا حضرت عمر کا خلعت پہنے ہوئے ہمراہ تھا حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر کو میرا سلام پہنچا کر کہدینا کہ شاباش اسی طرح خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن پڑھ اور حد و دھار  
قائم رکھ بعد ازاں ابو شحمہ نے کہا کہ میری طرف سے میرے باپ کی خدمت میں سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ خدا سے تعالیٰ  
تجھ کو پاک کرے جس طرح تجھ کو گناہ سے پاک کیا آخر جبرابن شیرید المدینی فی کتاب المفتی واخر غیرہ مختصر بتغیر اللفظ مدت  
خلافت حضرت عمر فاروق دس برس چھ ماہ ایک روز کم قدر تھی اور واقعہ شہادت انجناب سطر و واقع ہوا کہ عند خلافت  
حضرت موصوف میں یہ سورت تھا کہ سبایاے بالعین مدینے میں آئے نہ پاتے تھے اتفاقاً مغیرہ بن شعبہ عامل کو فونے لکھا  
کہ ایک غلام نہایت ہوشیار کا رحدادی و نقاشی وغیرہ سے واقع کاریمان ہر اگر ارشاد ہو تو مدینے میں بھیجا جائے  
تاکہ مسلمانوں کو منفعت حاصل ہو انجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینے میں آیا اور رہنے لگا ایک دن حضرت کے پاس فرما کر  
کہنے لگا کہ چارہم خراج کے جو مجھے لیے جاتے ہیں وہ مجھ پر ان میں کچھ کم کر دینا چاہیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو کوئی پیشکش  
واقع ہو اس لحاظ سے یہ خراج کچھ گران نہیں ہو اس باعث سے تخفیف نہیں کیا جائیگی وہ مرد و مجوسی علیہ اللعنة ما فیہم  
اور یہ کہتا ہو اور دوازے سے لکھا کہ عمر کا عدل سب کو پہنچا کر تجھ کو نہ پہنچا بعد چندے اُس مرد و نے ایک خنجر و زربان  
خرید کیا اور اسکو نہر اکودہ کے گھاٹ میں لگا تاکہ امیر المؤمنین کو شہید کر دے اور امیر المؤمنین کی یہ حالت تھی کہ





تاکید فرمائی ازاں بعد انطاکیہ کو فہ و ابوہ از و موصول و طوس و سمرقند و صغد و آذربائیجان و ہند و چین و ہمدان و جرجان و حلب  
 و اصفہان و غیرہ فتح ہوئے اور چار ہزار مسیحی بنائی گئیں اور چار ہزار کینسہ توڑے گئے اور ایک ہزار نو سو منبر  
 بنا کر خطبہ رکھے گئے کہ یسوع اعراف کی پیمائش ہوئی اور جزیرہ اور خراج باندھا گیا منشی آنجناب کے دو شخص تھے عبدالرحمن  
 بن خلف خزاعی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما اور داروغہ حبیب اللہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تھے اور پانچ سو انتالیس  
 حدیثیں حضرت عمر سے مروی ہیں اور مناقب آپ کے بکثرت ہیں اور احادیث میں بہت ہیں از انجاء وحی آسانی سولہ یا  
 بیس یا اکیس جگہ مطابق ہے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہے چنانچہ ابن عساکر نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت  
 کی ہے کہ فرمایا علی نے ان فی القرآن را یا من رآ عینی ہر آیت قرآن میں راے ہر راے عمر سے اور بخاری و مسلم میں  
 حضرت عمر سے روایت ہے کہ فرمایا میں نے موافقت کی اپنے پروردگار سے تین باتوں میں ایک یہ کہ میں نے کہا یا رسول اللہ  
 اگر تمام ابراہیم علیہ السلام کو مصلیٰ گردا میں تو بہتر ہو اسوقت کریمہ و آخند و اس تمام ابراہیم صلیٰ نازل ہوئی دو ستر  
 میں کہا یا رسول اللہ فاجرو متقی سب ازواج مطہرات کے حضور میں چلے آتے ہیں اگر انکو حکم حجاب فرمایا جائے تو ہرگز  
 اسوقت کریمہ و اذاسانہ میں متاعا فاسکو ہر من در او حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد و بزار و طبرانی نے عبد اللہ  
 ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات سے پردہ کو فرمایا یا زینب رضی اللہ عنہ  
 فرمایا ای عمر ہم پر وحی نازل ہوتی ہے تم ہم پر حکم کرتے ہو اسی عرصہ میں یہ آیت نازل ہوئی تیسرے ایک مرتبہ  
 ازواج مطہرات جمع ہوئیں تھیں اور باہم رشاک غیرت کی گفتگو کرتی تھیں اور حضرت کو طال تھا سو میں نے کہا  
 یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دینگے تو اللہ آپکو ان سے بہتر عطا کرے گا اسوقت کریمہ صلیٰ رہے ان طلاق ان  
 بعد کہ ازواج اخیر انکے نازل ہوئی اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر گاہ  
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقوں کے واسطے استغفار میں الحاح بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے  
 کہا سو اعلیٰ یعنی برابر ہر انکے واسطے استغفار اور عدم استغفار یا رسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سو اعلیٰ  
 استغفرت ہم ام لم تستغفروا اور ابن ابی حاتم نے عبدالرحمن ابن ابی ملی سے روایت کی ہے کہ کہا انھوں نے  
 ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور اسے کہا وہ جبریل جو تمھارے پیغمبر پر وحی لاتا ہے ہمارا دشمن ہے عمر نے  
 من کان عدداً اللہ و ملائکتہ و رسلا و جبریل و میکال فان اللہ عدو لکافرین بعد اس کے یہی آیت نازل ہوئی موافق  
 قول عمر رضی اللہ عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب آیت ثلثہ من الاولین  
 و طیل من الاخرین نازل ہوئی تو عمر ابن خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر روئے اور عرض کیا یا نبی  
 یم ایمان لائے آپکا اور تصدیق کیا تمھارے فرمائے کو اور ہم لوگوں سے جو کہ نجات پائینگے وہ قلیل ہیں پس  
 نازل ہوئی ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الاخرین حضرت صلعم نے فرمایا ای ابن خطاب ہر آیت نازل ہوئی آس

یہ روایت  
 صحیح ہے

باب میں جس میں چھکو ترو تھا اور اللہ نے ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الآخرین فرمادیا حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ کے رسولؐ بنا و صدقنا بہ بنینا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام سے مجھ تک ایک ثلثہ اور مجھ سے قیامت تک ایک ثلثہ اسی طرح اور آیات میں کہ تفسیر و تفسیر میں تفصیل انکا بیان ہو اس مقام اسی قدر کافی ہو اگرچہ علامہ احمد و ترمذی و حاکم نے عقبہ ابن عامر سے اور طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لو کان ہدی بنی لکان عمر ابن الخطاب از انجملہ علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سراج الالبخری فی الجہنمی عمر چراغ ابن جنت کا ہو گا بہشت میں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت اس حدیث کی ہے بعض علما اس حدیث کے معنی میں فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ چالیس شخص جنکی تمامی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ہوئی وہ سب بہشتی ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ انہیں چراغ ہیں اس واسطے کہ اسلام انکا اسلام عمر سے قوی ہو کہ اسی وقت سے انھوں نے انھارا اسلام کیا اور پوشہ تھے ظاہر ہوے جس طرح راہ رو روشنی چراغ میں چلتا ہے کہ لانی النہایہ بلجوزی از انجملہ بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جس حالت میں میں ہوتا تھا دیکھا میں نے لوگوں کو کہ میرے سامنے کی گئے اور آپہ کرتے ہیں انہیں سے بعض کا کہ نہ تو چھاتی تاک پہنچتا ہے اور بعض کا اسکے نیچے اور عمر خطاب میرے سامنے کیا گیا اور اس پر کرتے تھا کہ وہ اسکو زمین میں گھیسٹا جاتا تھا صحابہ نے کہا اسکی تعبیر کیا ہے فرمایا دین قائمہ دین سے یہ مناسبت ہے کہ جس طرح کہ نہ بدن کو چھپاتا ہے اور سردی گرمی سے بچاتا ہے ویسے ہی دین بھی روح و دل کو محفوظ و مصون رکھتا ہے کہ کفر و گناہ سے بچاتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کا دین حد سے زیادہ کامل تھا اور بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حالت میں کہ میں ہوتا تھا سو میں نے اپکو ایک کنوین پر دیکھا اُس پر ایک ڈول پڑا ہے سو میں نے اُس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا بھر اسکو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر نے لیا اسنے ایک ڈول نکالا انکے کھینچنے میں کچھ سستی و آہستگی تھی خدا اسکو معاف کرے گا پھر ڈول پل ہو گیا عمر ابن خطاب نے لیا سو میں نے ڈول نکالا ایسا عجیب غریب بڑا ڈول اور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک اسنے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو اسودہ کر کے انکی نشست گاہ میں بٹھلایا تو شیر نہ رہے کہ عرب میں اونٹوں کی کثرت از بس ہو سو پانی پلانے کو کنوین پر لاتے ہیں اور خوب پلا کر علیحدہ بٹھلاتے ہیں سو ڈول کھینچنے سے میں کی سرداری مراد ہے کہ بعد حضرت علیہ السلام کے صدیق کو ہوگی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالے یعنی انکی خلافت تھوڑے دن ہی کی اسلام خوب بن چھپا گیا چنانچہ کل دو برس کے خطاب خلیفہ رہے اس مدت میں میلہ گذارے غیرہ اہل ارتداد سے معرکہ رہا کہ انکو مار کر عرب کا اسلام مضبوط کیا اور کسی قدر کا شام فتح کیا تھا کہ وفات پائی اور عمر فاروق خلیفہ ہوے دس برس تک کام کیا پھر وفات ہوئی خوب اسلام عالم میں پھیلا ملک شام و مصر و ایران عراق و اکثر ارضیں فتح ہو اور چار ہزار شہر بڑے بڑے درے پر گنات کے



داخل قبضہ اسلام ہوئے چار ہزار تین سو ساڑھے سوا سو تیس اور چار ہزار پچاس تین جامع طیار ہوئے اور پیشوا خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے کہ لوگ غنی ہو گئے اس حدیث سے ترقی اسلام و رصیدت اکبر فاروق اعظم کی خلافت کا اشارہ نکلا اور جو کچھ حضرت ہونے والا تھا جواب میں دکھلایا گیا اور بخاری مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے کہ جس حال میں ہوتا تھا میں نے آپ کو یعنی بنفس نفیس ہشت کے اندر دیکھا تو یکا یک وہاں ایک عورت ہو رہی تھی کہ ایک محل کے کنارے میں نے کہا یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے کہا عمر کا جو جھکوک عمر کی غیرت یا د پڑی تب میں پلٹ آیا پست دو کر یعنی مرد و عورت اس عورت یا اس جانبی مرد کے جانے سے غیرت آتی ہے اس واسطے میں گیا عمر فاروق یہ سن کر رونے لگے اور التماس کیا کہ یا حضرت کیا آپ ہی پر جھکوک غیرت آتی یعنی یہ بات مجھے ممکن نہ تھی پتھر سے امیر المؤمنین عثمان بن عفان ابن ابی العاص ابن امیہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف خلیفہ ثالث رسول اللہ ہیں یہ بھی شرف مصاہرت سے متمنا ہوئے کہ رقیہ دام کلثوم بنت اخصرت سے نکوح ہوے مان انکی اردی بنت کرب بن بضم الکاف و سکون الراء و فتح الباء و سکون الزاء و خیر بضم یاء و عجم آنحضرت سے نکوح ہوے رسول اللہ اور کرب بن ربیعہ ابن حبیب بن عبد الشمس یہ دو آنورین الکا لقب ہے اور کنیت ابو عمر و نیز ابو عبد اللہ انھیں نے حضرت رسول مقبول سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے کئی ہزار درہم کو زمین ہول لی اور حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بوجھن ہشت بھی کہ حضرت نے داخل مسجد فرمائی و کنیت ابو عبد اللہ یہ ہے کہ رقیہ بنت رسول اللہ جب عبد اللہ پیدا ہوئے تب عبد اللہ کنیت ہوئی و لاوت باسعادت ایک چھ برس پیشتر تولد حضرت رسول مقبول سے ہوئی تھی تھے حضرت عثمان ميانہ قد خوش روح و صفا اور انکے ننہ پر نشان خچے چمک کے بزرگ ریش تھے خوب صورت لوگوں میں اور فرمایا آنحضرت نے ام کلثوم کو نکاح کیا میں نے تیرا اسکے ساتھ جو شبہ ہے ساتھ جد تیرے ابراہیم علیہ السلام کے اور ساتھ تیرے باپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی حیا انکی اس وجہ کہ گھر کے اندر دروازہ بند کر کے غسل کرتے تھے اور حیلے پیٹھ اپنی سیدھی انہیں کر سکتے تھے اور بعد مسلمان ہونے صدیق اکبر علی رضی و زید و حارثہ رضی اللہ عنہم کے اسلام لائے ہیں بہ ترغیب صدیق اکبر اور خیمہ سعیدین اولین و اول المهاجرین و احد المفسر المبشر بالجنت ہیں اور بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ توقف سبہ شامہ روز خلیفہ ہوا اور وجہ توقف یہ ہوئی کہ لوگوں نے عبد الرحمن ابن عوف سے درباب خلافت مشورہ کیا تو انھوں نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ میں امیر کروں میں نے انھیں انھوں پر پنجاب چھ کے تجویز کر دیا و علی رضی اللہ عنہ شیر خدا کو زبیر ابن العوام نے قبول کیا اور سعد ابن ابی وقاص نے عبد الرحمن کو اور طلحہ نے عثمان کو مگر عبد الرحمن نے انکار فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی خواہش نہ کی آخر عبد الرحمن نے بلا در خواست حضرت عثمان کے انھیں سے بیعت کی بعد از ان علی رضی اللہ عنہ مہاجرین و انصار نے بیعت کی اور سند نام احمد بن ابی داؤد سے روایت ہے کہ میں نے عبد الرحمن ابن عوف سے کہا کہ تم نے کس طرح عثمان سے باوجود علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی عبد الرحمن نے کہا میرا قصور نہیں ہے بلکہ میں نے حضرت علی سے کہا کہ میں جیت کرتا ہوں تم سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و میراث ابو بکر و عمر پر وہ کہتے تھے کہ میں اسکی استطاعت نہیں رکھتا ہوں تب میں نے اسی طرح عثمان سے کہا اے عثمان قبول کیا کہ زبیر ابن العوام نے فرمایا کہ میں نے انھیں سے بیعت کی

حضرت عثمان بن عفان

عبدالرحمن نے عثمان سے کہا کہ اگر تمہیں بیعت نہ کروں تو تم تباہ و کس سے عثمان نے کہا علی رضی اللہ عنہ پھر میں علی رضی اللہ عنہ سے کہا  
 انھوں نے فرمایا عثمان سے بیعت کرو بعد ازاں میں نے سعد ابن ابی وقاص سے شوریٰ کیا انکی راے بھی اسی پر قائم ہوئی  
 اور اجاہ اصحاب بن المہاجرین والاضار بھی انھیں پر راضی ہو گئے ان سے بیعت کی گئی انکے شری انکی انگشتیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی تھیں جب کہ وہ کنوین میں گر پڑی تب ایک خاتم نقری نبوی اور اسپر فخر بن ابولتذین کندہ کر دیا و بروایت آنت بالری  
 خاتم فسوی بعضے کہتے ہیں کہ جسد سے انگشتی چاہ میں گری اسی دن سے امور خلافت میں خلل پڑا اور مفسد  
 شروع ہوئے اور قضیہ شہادت کا یوں واقع ہوا کہ جب حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو برہایت صلہ رحم  
 بنخواب نے بعض قارب کو جابجا امیر فرمایا چنانچہ معاویہ ابن ابی سفیان کو شام میں بھیجا اور سعد ابن ابی العاص کو  
 کوفہ میں اور عبداللہ ابن عامر ابن کریم کو بصرہ میں اور عبداللہ ابن سعد ابن ابی الشرح کو مصر میں یہ شخص جہانی  
 رضا علی حضرت عثمان کا تھا اور مروان ابن الحکم کو اپنی نیابت میں رکھا اور نہ انہی اسی کو سپرد فرمائی چونکہ مروان  
 نہایت متسلط ہو گیا تھا اس سبب سے کوئی شخص کچھ بھی کہ نہ سکتا تھا لیکن مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی  
 شرارت و بدطینتی سے ناراض رہتے تھے اس اثنا میں چند کس مصری عبداللہ ابن سعد حاکم مصر کے ظلم سے داؤد خواہ ہوئے  
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسکو ایک نامہ متضمن بضائع و موقوفہ لکھ بھیجا اسے خیال بھی نہ کیا بلکہ بوجہ داؤد خواہوں کے  
 چند آدمیوں کو قید کر لیا اور ایک شخص کو قتل بھی کر دیا اس سبب سے سات سو آدمی اہل مصر سے متغیث ہوئے اور بوسیلہ  
 علی رضی اللہ عنہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما احوال تفصیلی اپنا عثمان سے بیان کیا تب حضرت عثمان نے حکم عزل  
 عبداللہ صادر فرما کر ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر مہنی ہو وہ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا  
 کہ حضرت عثمان نے فرمان امارت و حکومت انکے نام کا لکھ دیا اور چند نفر اصحاب مہاجرین و انصار سے ہمراہ فرما کے مصر کو  
 روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار ان لوگوں کو ملا اس کے جلد چلنے سے ایسا مفہوم ہوتا تھا کہ طلب کیا ہوا  
 جاتا ہو یا کسی کو بلانے جاتا ہو اس سبب سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہیوں نے پوچھا تو کون ہو کہاں جاتا ہو اس نے کہا کہ  
 میں امیر المومنین کا غلام ہوں انکا بھیجا ہوا حاکم مصر کے پاس جاتا ہوں لوگوں نے حاکم مصر محمد ابن بکر کو بتلایا وہ بولا  
 میں تو عبداللہ کے پاس بھیجا گیا ہوں محمد ابن ابی بکر سے کچھ کام نہیں ہو پھر پوچھا کس واسطے بھیجا ہو اسے کہا ایک پیغام  
 دیا ہو پوچھا کوئی فرمان ہو اس نے اسکا کیا جواب لکھ کر گزار کر کے اسکا اسباب لکھا تو مطرہ میں ایک خط لکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 یہ تھا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی مصر میں پہنچیں تو کوئی جیلہ کر کے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو باطل کرنا  
 اور تو اپنے کام پر بحال رہنا اور میں اس آدمی کو قید کر دینا جو تیرے ظلم کی شکایت کرے گا اور عنوان نامہ پر لکھا تھا میں  
 عثمان ابی عبداللہ ابن ابی الشرح چنانچہ اس خط کے دیکھ کر محمد ابن ابی بکر نے اپنے رفیقوں کے مدینہ منورہ کو نوٹے اور  
 یکجہ جمع کر کے حال عثمان بیان کیا تب علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کا براہ اصحاب رسول اللہ نے حضرت عثمان سے ہتھسار فرمایا



وہ بولے کہ غلام و شتر بلاشبہ میرا ہی لیکن یہ خط میں نے ہرگز نہیں لکھا اور نہ میری اطلاع سے لکھا گیا تب علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ مہر تمھاری ہو فرمایا میری ہو کہا کیونکہ تمھارا غلام تمھارا اونٹ پر سوار مہری خط لکھا گیا یا ہن ہمہ کہ تم وقف بھی نہیں کہا و العبد نے میں نے یہ خط لکھا اور نہ حکم لکھنے کا دیا اور نہ غلام کو مصی طہ پہنچا اب سکو تحقیق ہو کہ یہ شرارت مروان کی ہو کہ خط لکھا ہو لہذا مصریوں نے مروان کو طالب کیا تاکہ قتل کریں چونکہ نہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص حکم شرع مروان سے صادر نہیں ہوا امیر المومنین نے مائل فرمایا مصریوں نے باغانت و ادا و بعض اہل قبائل نبی زہرہ و بنی مخزوم و بنی غفار و بنو ثعلابہ خانہ خلافت کا یہ گھیرا یہاں تک کہ چالیس شبانہ روز پانی بند کیا اور اس قدر فرصت نہ دی کہ مسجد میں نماز ادا کریں ایک روز بلوایون کے مقابل ہو کر فرمایا کہ میں تمکو خدا و اسلام کی قسم دیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ تم جانتے ہو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہو تو سو بیرہمہ کے آب شیرین کس میں نہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیرہمہ کو مول لیکر وقف کرے تو اسکو بہشت میں گنواں ملیگا سو میں نے اسکو خرید کیا اور وقف کر دیا آج تم لوگ مجھے اسکے پانی سے روکنے پہلو ایون کہا یہ بات درست ہو فائدہ روز بصرہ و حمامہ و سکون اوہی و بعض نے ہمزہ سے بھی پڑھا ہے یہ یک گنواں ہو جانب شمال مسجد قبلتین ہو ادوی عقیق میں کہ اسکا پانی شیرین و لطیف و پاکیزہ تھا عوام اسکو بی رحمت بولتے تھے اسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لاکھ درہم کو خرید فرمایا تھا بعد اسکے مخالفین بلوایون سے کہا تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلاں خانہ خرید کر کے اس میں ملاوے اسکو اس سے بہتر از جنت میں مسکونین نے اس گھر کو خرید کر کے مسجد داخل کیا اور تم مجھ کو اس مسجد میں نماز پڑھنے کو روکتے ہو بولے نعم رست و ورت ہو پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر اور میں رضی اللہ عنہم کو ہبیر لفتح الشک و کسر لہما و الموحدة و سکون التحیت یعنی پہاڑ کہہ کر تھو دفعۃً پہاڑ نے حرکت کی یعنی خوشی سے کہ بعض تھکر کے گرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دھماکا کر فرمایا اسکن تبیر فاما علیک بنی و صدیق و شہیدان یعنی تھکر جا کہ ہبیر خرابین نیست کہ تھکر پیچ و صدیق و دو شہیدین بلوایون نے کہا درست ہو تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ان لوگوں نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار اسی کلام کو بتاوا از بلند فرما کر اپنے تمام پر شریف لائے کلمہ اللہ اکبر بنا بر زیادتی مبالغہ ثبوت حجت میں بولتے ہیں اس حدیث میں شہیدان سے مراد شہید حقیقی ہیں کہ مقتول ہو چکے ہوں از ہم سے اور وفات پائی ہو قریب تر اثر جرح سے نہ شہید حکمی ہیں وار د نہیں ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امیر المومنین ابوبکر و شہیدین اسلئے کہ سب تکلی موت کا عند البعض وہی اثر زہر قدیم کا تھا انخیا والدول میں ہو کہ ابوامامہ باہلی کہتے تھے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قید ہو تو میں بھی گھر کے اندر تھا سو میں نے سنا کہ حضرت عثمان نے فرمایا قریب ہو کہ مجھ کو قتل کریں اور میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو کہ حلال نہیں ہو تا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب اول اہل اہل و آدم و زنا بعد الاحسان ثر و قتل نفس ناحق مگر ان اسباب ثلاثہ سے کوئی سبب مجہم یا ناہنن جاتا ہو پھر کیونکر مارینگے روایت ہے کہ جب حضرت امیر المومنین عثمان کو بیاس کی شدت ہوئی تو آنجناب نے جھٹ پر کھڑے ہو کر پوچھا علی مرتضیٰ تم میں ہیں بلوایون نے کہا علی مرتضیٰ نہیں ہیں

میں  
حضرت میں ہوا ہے

قریباً سعد بن ابی وقاص بن بولے وہ بھی نہیں مین باچار ساکت ہوئے پھر فرمایا جلا کوئی ایسا بھی ہو کہ علی رضی سے جا کر کہے کہ مجھے پانی پلائیں کوئی بھی نہ لولا لیکن جناب ولایت مآب کو خبر ہو گئی آنجناب نے ایک مشکیزہ دروایتے تین سہوچے آب شیرین و لطیف سے بھر دیا کہ پیچھے بلوائیوں نے امیر المؤمنین تک پہنچنے نہ دیے مگر زمرہ صواعق محرقہ میں ہو کہ مولیٰ بنی ہاشم و بنی اسبہ کمال جد و جد سے وہ پانی خلیفہ برحق تک پہنچایا ایک روایت سے ثابت ہے کہ جب حضرت امیر المؤمنین یحییٰ بن اسماعیل بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت عثمان محاصرے میں ہیں اور بلوائیوں کا ارادہ شہید کرنے کا ہے تو آنجناب نے علامہ رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم سے باندھا اور تلوار ساتھ میں لیکر یہ دن و لیلۃ تشریف لائے اور حضرت حسنین جگر گوشہ کمال رسول القلیں صلوٰۃ اللہ علیہم کو پیش پیش کیا اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ صحابہ مہاجرین و انصار کو ساتھ لیا اور جانب خانہ حضرت عثمان تشریف لے چلے اور دروازہ حضرت امیر المؤمنین پر پہنچے اور گھر کے اندر ملاقات کو کہہ لیا السلام علیک یا امیر المؤمنین تم امام وقت ہو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ام سے ایک اختیار کر دیا تو اپنے گھر سے باہر نکل کر تھا کہ کوہ کہ ہم بھی شریک ہیں خوارہ دروازہ دوسری طرف تو ڈر کر مکہ خطہ کو چلے جاؤ یا جانب شام معاویہ کے پاس تشریف لیا جاؤ امیر المؤمنین نے کسی ام کو منظور نہ فرمایا ہر سہ سخن میں عذرات اور وجوہ اور دلائل تو یہ بیان فرمائے تا کہ نہ جناب امیر نے مہجرت فرمائی اور صحیح یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے یہ کلام کیا ہے چنانچہ ترجمہ صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ جب مغیرہ نے قینون سخن عرض کیے تو سخن اول کا جواب امیر المؤمنین نے یہ دیا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ اول خون ریز مسلمانان بیت محمد صلی صلی صابہا الصلوٰۃ والسلام کا میں ہوں اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے ہو کہ عدول کریگا ایک شخص مکہ منظمہ میں نصف عذاب عالم کا اسپر ہوگا سو میں نہیں چاہتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں اور تیسری بات کا یہ جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ واپس جوت و مجاورت رسول خدا ترک کر کے شام کی طرف جاؤں بالجملہ حضرت علی رضی کا تشریف لیا جا بعد محاصرہ و روایات صحیحہ ثابت نہیں ہوتا لیکن آنجناب نے حضرت حسنین کو مع قنیر مولیٰ کے اور علیؑ در تیر و غیرہ اصحاب نے اپنے اپنے میٹھوں کو دروازے حضرت عثمان پر بھیجا اور تاکید شدید کر دی کہ بدوائی او با شمس اندرون خانہ نہ گھسنے پائیں چنانچہ ان بہادر یوں نے در آمد خانہ سے باز رکھا تو بلوائیوں نے تیر اندازی شروع کی کہ روسے مبارک حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلودہ ہو گیا اور مردانہ اندر گھر کے مجروح ہو گیا اور محمد بن ابی طلحہ بھی زخمی ہوئے اور قنیر و اکابر شیر خدا نے بھی سر پر چوٹ اٹھائی لیکن داخل خانہ سے باندھ کھامد بن ابی بکر نے کہ او با شمس چالاک فتنہ انگیز تھا دیکھا کہ حضرت حسنین زویدہ رسول القلیں کے سب سے بنی ہاشم فساد و فتنہ برپا کرینگے کام بگڑ جائیگا چالاکی کر کے دوسروں کو ہمارا راہ دوسری جانب سے ایک پروسی انصاری کے گھر میں ہو کر حضرت عثمان کی حویلی میں دوڑا آنجناب اس وقت کلام اللہ پڑھتے تھے اور زور عثمان ہماۃ ثلاثی تین سو محمد بن ابی بکر نے ریش مبارک پر ساتھ ڈالا حضرت امیر المؤمنین نے کہا یہ حرکت اگر تیرا پات کھتا تو بد جانتا اسے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تب محروں نے شہید کیا بعد اسکے قینون بلوائی مسقر ہی فتنہ انگیز اسی راہ سے نکل گئے



نام مصریوں کا بعض کہتے ہیں بادین عباس مسودہ ابن عمر ان اور بعض عمر بن الخطاب صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض عمر بن الخطاب صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں ہن و ہن صری و تھے جیسے قتل کا اشارہ مردان نے کیا تھا اور بعض اسود بنی کو بیان کرتے ہیں جو اصمغ اور اسوقت سبب تنہائی حضرت خلیفہ ثالث کا یہ تھا کہ جو لوگ آپ کے ملک وغیرہ تھے وہ سب پشت پر تھے انکو خبر نہ تھی اور حضرت عثمان کی بی بی نے ہر چند شور و غل کیا لیکن جو ملی بہت بڑی تھی اور دار الخلافہ میں شور و ہنگامہ اور مقابلہ ہو رہا تھا کسی نے آواز انکی نہ سنی آخر کا جھپٹ پر چڑھیں اور شہادت خلیفہ سے آگاہ کیا کہ دروازے سے لوگ اندر آئے بعد ازاں حضرت علی کو اطلاع ہوئی وہ بھی مع طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص وغیرہ تشریف لائے اور ترجیح کر کے ایک طمانچہ حسن کے منہ پر چسکا چھاتی پر لڑا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو سخت شست فرما کر ارشاد کیا کہ یہ لوگ گس طرح گھر میں داخل ہوئے جب کہ تم دروازے پر تھے پھر اسی حالت میں مکان پر تشریف لائے لوگوں نے پورش کی اور کہا کہ ہم تم سے بیعت کرتے ہیں اپنا ماتمہ بڑھاؤ فرمایا میں شرم کرتا ہوں کہ بیعت کروں قاتلان عثمان سے اور جیسا آتی ہی اللہ سے کہ میں بیعت کروں اور عثمان دفن نہیں ہوئے ناچار سب چلے گئے اور پھرائے تو فرمایا جیسے اہل بدر اتفاق کرینگے وہ خلیفہ ہوگا چنانچہ اول برضا و رغبت اہل بدر نے بیعت کی بعد ازاں اور لوگوں نے اور مردان غیبت مع اپنے بیٹے کے مفرور ہوا اور آنجناب زوج عثمان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ عثمان کو قتل کیا اُسے عرض کیا کہ میں نہیں جانتی ہوں اتنا معلوم کہ محمد بن ابی بکر اور دو شخص اور جنکو میں نہیں پہچانتی گھر میں آئے پھر محمد کو طلب فرمایا اور اظہار زوج عثمان کا بیان محمد نے کہا وہ سچ کہتی ہیں واللہ میں دار عثمان میں گیا تھا اور قصد قتل رکھتا تھا مگر عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا تو میں نے توبہ کی واللہ میں نے نہیں مارا زوج عثمان نے کہا یہ سچا ہے لیکن یہی شخص و شخصوں کو لگیا تھا وہیں درود و شخص سودان بن حمران اور قشیر تھے برادیت صحیحہ انھیں نے شہید کیا اور علامان عثمان نے انکو مارا کر تانی میں لکھا ہے کہ یا محمد سید خیم بعد العصر درجہ سال سی و پنج ہجری میں تلاوت قرآن شریف میں جب آیہ کریمہ یٰٰمٰیٰ کٰی لٰم پر پہنچے تو او با شون نے شہید کیا اور اثاث الہیت لوٹ لیا اور لاش بڑی رہی بلوایوں کے خوف سے دفن نہ ہوئی شب شنبہ کو جیسا وہاں لوگ سو رہے تو زبیر بن العوام اور حکیم بن حزام اور شور بن مخرمہ اور جیسر بن مسلمہ و ابو خیم بن حدیفہ بدری اور ثیار بن کرم اور عمرو بن عثمان نے خون آلودہ کپڑوں میں بستر شہد ابعد نماز جنازہ دفن کیا اور ایک روایت ہے کہ تین دن لاش پڑی رہی حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ اہل فتنہ سے اجازت لی اور حنظل البقیع میں دفن کرنا چاہا بلوایوں نے روکا ناچار گورستان مسلمان اور جہودان میں دفن کیا امیر معاویہ نے اپنی حکومت میں ایک دیوار کھینچ کر مقبرہ مسلمان میں داخل کر دیا اور حضرت شیخ عبدالحق محدث جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ ابن شیبہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے حضرت طلحہ و زبیر کی اپنی حیات میں اجازت اپنے دفن کی حجرہ مبارک سید عالم میں لی تھی جب ان کے دفن کا ارادہ کیا تو مصریوں نے روکا اور نماز جنازہ بھی پڑھنے نہ دیتے تھے اور دفن کرنے سے قتل کر دیتے تھے ام المومنین ام حبیبہ یہ قصہ شکر درود اور مسجد پر

اور فرماتے کہ لیکن کہ تم لوگ بیٹ جاؤ اللہ میں دفن کر دینی ورنہ میں بائیں کھلی آتی ہوں اور کشف ستر رسول اللہ کرتی ہوں تب مفسد باز آئے اور اسی رات کو جسکے دن میں شہید ہوئے جبریل بن مطعم وغیرہ اصحاب کرام نے جو اول بیان ہوئے ہیں بلاشبہ کہ اٹھا کہ بقیع میں لے گئے مفسد دن نے منع کیا آخر کو جس کو کب میں لے گئے اور جبریل بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھی اور اسی جگہ قبر کھود کر دفن کیا اور ایک دیوار قبر پر اگر ان کے دفن کو پوشیدہ کر دیا یہ جس کو کسا ایک جگہ ہی بقیع سے باہر بطورستان پورب طرف امان بن عثمان کا دیوان لوگ دفن کرنے سے کہہتے کرتے تھے نقل یہ کہ ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُس جگہ کھڑے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک دھالک ہوگا اور یہاں دفن کیا جائیگا اس جہت سے یہ جگہ آدمیوں کو مانوس ہو جائیگی پس اول جو شخص مان دفن ہوا حضرت عثمان تھے بعد ازاں مروان نے کہ حکومت معاویہ میں عامل مدینہ تھا اس جگہ کو بقیع میں داخل کیا اور جس پتھر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر بطور علامت رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ انا جعلناک للمؤمنین اماما اسکو اٹھا کر حضرت عثمان کی قبر پر رکھ دیا اور حکم دیا کہ لوگ انھیں گردہ میں مردوں کو دفن کیا کریں، روایت ہے کہ ایام محاصرے میں اکثر اصحاب مہاجر اور انصار اور مولیٰ حضرت عثمان اجازت تھا بلکہ اہل نجی اور طغیان چاہتے تھے مگر حضرت عثمان نے اجازت نہ دی مدت خلافت بارہ برس کی مقدار تھی اور عمر پانسی برس کی از روئے کتب جامع تواریخ و نیز دیگر تواریخ دریافت ہوتی ہے کہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کی حالت اسلام اور کفر میں آٹھ بیسیاں ہوئیں حضرت قیث بن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ام کلثوم بنت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناخبتہ بنت مروان ام عمر و بنت جذب فاطمہ دختر ولید ام البنین دختر عتبہ بنت دختر سعید امہ دختر عبدالغری اور اولاد و ذکور گیارہ عمر و عبداللہ کہ عبداللہ صغر ابان خالد سعید قتیبہ و شیبہ سعیدہ عبدالملک اور اولاد اناث چھ مرثیم ام سعید عائشہ ام العیّان ام عمر ام البنین اور عمال کی تفصیل یہ ہے عبداللہ رضی اللہ عنہ من قاسم بن بیطلان بن حنظل بن امیہ بن من عبد اللہ عامر بصرہ بن ابو موسیٰ اشعری کو ذہب معاویہ بن ابوسفیان و مشق بن عبد اللہ بن خالد حصین بن علقمہ بن الحاکم فلسطین بن شعث بن قیس آذربائیجان بن حنابل بن افزع اصغان بن بشر بن امیہ بنان بن سعد بن قیس ی میں اخفت خراسان میں زید بن ثابت قاضی مدینہ منورہ ابو ہریرہ قاضی مکہ مکرمہ ابو ذر و قاضی شام رضی اللہ عنہم مروان کاتب حبشہ عبداللہ بن معتد تمیمی رضی اللہ عنہ سیدہ افسانہ حضرت جوتجہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ آنجناب لایت تاب حلیفہ چہارم بن نلو سبب وجبت سیدہ افسانہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی شرف مصاہرت حاصل ہو ائمہ حدیث کے نزدیک تولد اچکا کعبہ میں ہو اور اہل تحقیق کے موافق تاریخ تیرہویں جب یوم جمعہ تھا اور واقعہ صحابہ فیل سے تیس برس گزرتے تھے اندون ابوطالب سفر میں تھے اچکی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم نے نام اسد رکھا اسی کے معنوں پر اچکوحید رکھتے ہیں چنانچہ خود حضرت شیخہ ابریزین فرماتے تھے انا الذی یعنی امی حید رحیم حبیب الہی لب سفر سے آئے تو علی نام رکھا اور جب لایت تاب چلتے پھرنے لگے تو ابوطالب کے ایمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنے لگے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت پہنا یا گیا تو بعض کے نزدیک لایت



دس خواہ بارہ برس کے تھے اور صحیح یہ ہے کہ سات برس کے تھے جسوقت حضرت محبوب بنی النعلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت ظاہر کی  
 حضرت یسویہ السلامین سرور دنیائے بلاتامل قبول کی صحیح یہ ہے کہ وہ شنبہ کو حضرت سرور کائنات نبی ہوئے اور منگل کو آپ ایمان لائے  
 مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان ظلم قاصر اور ادراک اہل ادراک کے دریافت سے عاجز و جناب باتفاق اہل شفا اور کرامت  
 اور باجماع اہل فناء اور بقا سرور و میا بین قاضی ثناء و ثناء پانی تپنی نے سیف السلول میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے  
 خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک حاصل ہونا منصب لایت کبریٰ کا منحصر فیض اقدس روح پاک علی مرتضیٰ کے  
 رہتا چلا آیا ہے اور اب یہ منصب روح پاک حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہے اور تا ظہور  
 حضرت امام محمد علی علیہ السلام اسی طرح رہیگا آخر میں مناقب بقول ائمہ ہدایت حضرت ولایت مآب کے کثرت ہیں کہ اور کسی کے  
 حق میں نہیں منجملہ تواترات یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بنی وانا منہ یعنی علی مجھے ہے اور میں علی سے ہوں  
 شاید مراد یہ ہے کہ علی کا کمال مجھے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم میں ظاہر ہو گا اور باقی رہیگا اور میری اولاد اسی سے  
 چلیگی پھر فرمایا اللہم ال من دلاہ و عا دہ من عا دہ یعنی جو اُن سے محبت رکھے تو اُس سے محبت رکھنا اور جو اُن سے عداوت رکھے تو  
 اُس سے عداوت رکھنا یہاں سے ظاہر ہے کہ محبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مسلمان کا ایمان ہے اور عداوت جو حب کفر و خذلان  
 اور کینت مولانا فعلی و مولانا عینی میری و علی کی موالات ایک ہی ہے جسکو اُن سے موالات نہیں ہے اسکو مجھے بھی نہیں ہے پس جس طرح  
 بدون موالات مصطفوی ولایت الہیہ کا حاصل ہونا محال ہے اسی طرح بدون ملائے مرتضوی بھی وہ ولایت نہیں حاصل ہو سکتی  
 اور انجملہ فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکھنا علامت نفاق ہے چنانچہ جامع ترمذی میں ابو سعید خدری  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گروہ انصار اسی بات سے منافقوں کو پہچانتے تھے کہ وہ علی مرتضیٰ سے بغض رکھتے تھے یعنی حضرت  
 سرور کائنات سے جو انکو بغض تھا کھٹکتے نہیں پاتا تھا اگر علی مرتضیٰ کی نسبت انکا خبث باطن کچھ کھل جائے تھا اور انجملہ حضرت نے فرمایا  
 کہ جو چیز میں نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضیٰ کے واسطے مانگی اور انجملہ فرمایا کہ مسجد میں بحالت جناب سہی کو آنا نہیں درست مگر  
 بجھو اور علی مرتضیٰ کو یعنی طہارت حقیقیہ و حانیہ اتنی غالب تھی کہ نجاست حکیمہ بدینہ کے احکام منسوب ہو گئے تھے اور اجماع فرمایا انا مدینہ  
 و علی ما یہا یعنی میرا اقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضیٰ کے کسی کو حاصل ہو گا اور انجملہ فرمایا کہ مجھے وحی ہوئی کہ علی ابن ابیطالب قائم الخلقین و  
 یعنی علی میری امت کا پیغمبر لائے والا ہر جنت میں اور امام التقیین سید المؤمنین ہے اور انجملہ فرمایا کہ علم میرا جسکے پیچھے قیامت کو آدم اور اولاد آدم  
 ہوگی علی مرتضیٰ کے ہاتھ میں ہو گا اور انجملہ مستدرک حاکم میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت ایک دن جناب سیدہ کے گھر  
 تشریف لائے علی مرتضیٰ ہوتے تھے آپ نے جناب سیدہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں اور تو اور یہ جو سوتا ہے اور چہرہ قیامت کو ایک ہی  
 مکان میں ہونگے اور انجملہ جامع ترمذی میں ہے کہ آنحضرت نے ایک دن جناب علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکو مجھے دران دونوں  
 اور انکے والدین سے محبت ہوگی وہ قیامت کو میرے پاس ہو گا اور انجملہ یہ کہ حضرت فاروق عظیم دمانگا کرتے تھے کہ اے ایسا ہو کہ  
 کوئی مشکل آئے اور علی ابن ابیطالب میرے پاس نہوں یہاں ہے ظاہر ہے کہ علی مرتضیٰ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر کے کلام سے نکالا گیا ہے

و علی ما یہا یعنی میرا اقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضیٰ کے کسی کو حاصل ہو گا اور انجملہ فرمایا کہ مجھے وحی ہوئی کہ علی ابن ابیطالب قائم الخلقین و

جس کا نام اب تک چلا آتا ہے اور انجمن حضرت عمرؓ نے اکثر فرمایا کہ لولا علیؓ لکنا عمرؓ انما جملہ سند رک حاکم میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا  
 انظر الى وجه علي عباد الله انما البؤس برؤيته روايت ہے کہ جناب سیدہ نے زمانہ مناکحت کے بعد آنحضرتؐ کے حضور میں عرض کیا کہ مجلس آدمی  
 آپ نے میرا سابقہ کیا حضرت نے فرمایا کیا تو خوش نہیں اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا تاہم وہ زمین سے تیرے باپ کو  
 اور تیرے شوہر کو اور انجمن حاکم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ باجاء واحد بن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل  
 باجاء علی بن ابیطالب جب عمر شریف تائیس یا اٹھائیس برس کی پہنچی تو ہجرت نبوی سے تیس برس یا دو سو سال ان کی شادی جناب بنت الرسول  
 سیدہ الفسارہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کے ساتھ ہوئی کہ حال تفصیلی اسکا ذکر حضرت فاطمہؓ میں لکھا گیا ہے اور تھے آنجناب میانہ قدراور  
 رنگ مبارک گندم گونہ در سے سبزہ رنگ اور نزدیک سے سرخ و سفید معلوم ہوتے تھے قد میں فی الجملہ تصدیق اور کشادہ دہن بدن پر  
 بال کثرت اور چہرہ روشن بزرگ جسم عظیم البطن خندہ دہن بچو ماہ لیلیۃ البدن نکھیں بڑی ہڈی نہایت روشن ہسیاہ اور کچھ شریف  
 مثل لمحیہ مبارک حضرت سرور کائنات انبوہ تھی ضرورت خضاب کی نہیں ہوئی مگر کبھی کیا بھی ہے اور کلائیان اور ماتھ زبردست و درو  
 جس کو پکڑ لیتے وہ سالن لے سکتا تھا اور بدن مبارک گھٹا کسا ہوا جیسا محبوب عالمیں کا بدن اقدس تھا اور رفتار شریف  
 مشابہ رفتار رسول اللہ یعنی قدم جمانے چلنا اور چال میں صفائی سرکہ کارزار میں بہت ہی عسرت محسوس تھی چلتے اور دل بہت قوی رہتے  
 اور جو کچا سامنا کرتا اس پر ہی غالب آتے اور کسی کی کچھ پروا نہ رکھتے اور اپنے ارادے و اعیہ کے گرد کرنے میں کبھی نہ ڈرتے  
 اور شدت گراما اور شدت سرد و نون کی نسبت برابر تھے اگر چاہتے تو گرمیوں میں لباس سرد پہنتے اور اگر چاہتے تو جارتوں میں  
 لباس گرم یا اتفاقاً آنجناب حضرت رسول خدا کے مقرر کیے ہوئے بہت ہیں اور انجمن سید یعنی اولیاء کا ملین کے سردار اور افسر و مسلوبین  
 یعنی بادشاہان کو گون کے جلسے شریف فیضان غیب کی بندگان خدا کو پہنچی ہے اور بیچاران دل کو ان سے شفا سے کلی حاصل ہوتی ہے اور اسد اللہ  
 یعنی اہ حق میں کسی سے نہیں ڈرتے اور ان سے بڑھتے ہیں اور اب تو تراب یعنی خاکساران راہ خدا کے مبدو و سر نشا اور مظهر غیب اور  
 اور جناب ولایت مآب جناب اس لقب سے خوش ہوتے تھے اتنا اور لقب سے انہیں طرح آنحضرت لقب اُمی سے مسرور ہوتے تھے اس لقب کا  
 شان و دل بخاری شریف اور سلم و خیرہ سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ ایک دن حضرت سید المرسلینؐ خاتون جنت کے گھر میں جلوہ فرما ہوئے اور  
 علی رضی کو پوچھا جناب سیدہ نے عرض کیا کہ مجھے غصہ ہو کر باہر چلے گئے ہیں اور جہان قلیولہ نہیں کیا جناب سالن مآب نے درمیت  
 تو معلوم ہوا کہ مسیہ بدین سوتے ہیں تو آنجناب شریف لائے دیکھا کہ حضرت شیر خدا ابو خنیں خاک پر جہان گج سے بویا کر و شیلے سوتے ہیں  
 چادر گرہی ہوئی اور بدن مبارک خاک آلود ہو رہا ہے حضرت نے فرمایا مایا تراب اسی دن سے یہ کنیت ہو گئی یعنی ابلی حقیق اس نام میں  
 اشارات دقیقہ نکالتے ہیں چنانچہ فقیر نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ درویشی حقیقت خاکستریختہ و آبیہ بردرختہ نہ کف پارا یاد رکھو  
 نہ پشت پارا یاد رکھو اور حضرت جو اس لقب سے خوش ہوتے تھے انکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بہر تہہ کمال عبودیت کا ہے اور عبودیت  
 جس قدر کمال ہوتا ہے اسی قدر تعلیات الہیہ کا اس میں کمالات ہوتا ہے پس ابوبکرؓ جنی اصل فنا ہوا اور حضرت امیر اصل و مرجع  
 و منتہی سلاسل فقر ہیں شیخ محمد بکریؒ نے بعض حالات میں فرماتے تھے سبحان اللہ آدم من التراب علی ابوالتراب اور ایک لقب آپکا

درمیت





ہاتھ ڈالے انکی ہیبت جلال سے شہناں عرب کا پتہ ہیں بن بلیم نے کہا وہ تو بیکسوں کی طرح رہا کرتے ہیں اور اندھیرے میں مسجد میں یا کرتے ہیں  
 انکے حضور میں دو زبان چلی پہر و گہیاں کچھ بھی نہیں جانتے انکا بار و ان کا کتنی بڑی بات ہر آنحضرت بن بلیم نے ایک تلوار ہزاروں کو مول لی  
 اور اسکو ہر آنکو دوا کی ایک شخص نے پوچھا یہ کیسے واسطے اسنے فرمایا میں کہتا ہوں کہ اس سے مازا منظور ہو اس شخص کا جسکی داستان عرب و عجم میں  
 مشہور ہیں کون سمجھے کہ بھٹو نے جناب لایت تاب کے حضور میں خبر پہنچائی آپ نے خود بھی ہر وہ وصال کے شوق میں پوچھ بھیجا کہ تو نے تلوار کیوں  
 نہ ہر آنکو دوا کی ہر آننے کہلا بھیجا کہ اپنے اور تمہارے دشمن مارنے کو پھر حضرت نے کچھ تعرض کیا یا جبرائیل رضی اللہ عنہ میں ہوا اور جناب رضی اللہ عنہ  
 اس مضان میں ایک در حضرت امام حسن کے وقت نماز میں ہر وہ اظہار فرماتے اور ایک در حضرت امام حسین کے گھر اور ایک در عبداللہ بن جعفر  
 طیار کے یہاں اور تین جاہل قوموں سے زیادہ متاثر کرتے اور ہر وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ آتے ماضی میں اور تاریخ منہضت کی آپ کو انتظار ہی  
 اور بن بلیم کو نے میں جب آیا تو کبھی بھی جناب میر کے حضور میں بھی آتا اور بیت المال سے کچھ مانگ بھی لیتا تھا اور آجنا بعض اوقات  
 فرماتے تھے کہ جسکو رسول اللہ نے اس امت کا امیر بنایا اسکو ہر وہ بھی بن بلیم پر چنانچہ ایک دن آپ کے حضور سے کچھ مانگ کر لے چلا آؤ  
 آپ نے فرمایا کہ اللہ میرا قاتل ہی ہو جاٹا ہوں نے عرض کیا کہ اگر حکم دیجیے تو ہم اسے مار ڈالیں حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ مارا جائیگا  
 تو مجھے کون ماریگا اور فرمایا کہ قبل وقوع جرم سزا دینی نہیں پہنچتی اور بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہو میری  
 حواری کے خون سے رنگنے والے کو کہ وہ آتا نہیں اور گاہے فرماتے کمال تمنا ہے کہ وہ دن کون ہو گا کہ بخت ترین اس امت کا اپنا کام  
 تمام کرے یہ اشارہ اسطوف ہو کہ سدا امام محمد وغیرہ کتب معتدہ حدیث میں وارد ہوا ہر سند امام احمد اور تدرک حاکم میں عمار بن سہر  
 مروی ہو اور اب علی اور طبرانی نے عثمان ابن حبیب بنی اور خود جناب میر سے اور جابر بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہو کہ جناب  
 رسالت تاب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی امتوں سے بڑا بخت مرد سرج رنگ قد آور ابن سالف تھا جسے ناقہ صالح  
 علیہ السلام کو بے سپر کیا یعنی کو بے اسنے کاٹ ڈالے اور اس امت میں بڑا بخت وہ شخص ہو جو محاسن یعنی ریش علی مرتضیٰ کو خون سے  
 آلودہ کرے یا کئی کئی شہید کرے یا کچھ نہ کہ حضرت ولایت تاب کو اپنی شہادت پر حسب ارشاد رسالت تاب علیہ السلام یقین و اذق تھا لہذا  
 شب نور ذہم مضاف شریف آجنا بابر بار اٹھ اٹھ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تھے کہ واللہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھے کئے  
 نے جھوٹ کہا یہی بات ہو جسکا مجھے وعدہ ہو حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس امت کو جناب لایت تاب فرماتے تھے کہ آج کی  
 رات میں نے پیغمبر خدا کو دیکھا کہ میرے منظر ہیں اور ترجمہ صواعق میں ہو کہ حضرت امیر نے فرمایا حسن کے آج کی رات میں نے حضرت صلح کو جو اب  
 دیکھا اور جو کچھ امت سے مجھے پہنچا تھا بیان کیا حضرت نے فرمایا انکے حق میں عاقل اللہ ابلیس بھی خیر الیہم ابلیس بھی شر الیہم یعنی بار خدا یا  
 بدل دے انکے بہتر محکو اور بدل دے انکے اسی شخص جو مجھے بدتر ہو انکی نسبت اور جب سب صداق یا کاذب نہ ہوا ہوتی تو جناب سلطان  
 اول لایت گھر سے باہر تشریف لائے لگے وہاں بطین تھیں وہ خلاف معمول چلائے لگیں آجنا بابر فرمایا کہ میرے فراق میں جلائی ہیں  
 پس جو ہیں شاہ ولایت کو ہر باریے نبوت و آفتاب برج رسالت حامل عمدہ شہادت الصلوٰۃ کہتے ہوئے لوگوں کو نماز کے وسطے جگاتے ہو  
 یہ آندہ ہوئے شہید بلوں گھات میں لگے ہاتھ آپ پر ہاتھ چلا یا مگر تلوار استون پر پڑی ٹوٹ گئی اور وہ بھاگ گیا اور گھر میں پہنچا



ایک مرد بنی امیہ نے اسکو کسی وقت قتل کیا اسی ستون کی آرمین ابن لمخ خارجی مرد و لغت اللہ علیہ کھڑا تھا اسے تلوار چلائی کہ سیر کر  
 اس مقام پر لگی جس جگہ عمر و ابن عبد دوکے ہاتھ کا زخم تھا جناب شیر خدا نے غور ارشاد کیا فرات برب الکعبہ یعنی میں نجد اپنی مراد کو  
 پہنچاؤ بعض آیات میں ہے کہ میں نماز میں اسے تلوار ماری بالجمہ اچھا مجروح اٹھالائے اور سجد کے لوگوں نے کہ آواز کیسے مانگے  
 ابن لمخ کو گرفتار کر لیا اور بعد تجہیز و تکفین جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ پر کاٹ کے جلاد یا لغت اللہ علیہ علی من تبعہ انہ انما ابدا  
 اور انجناب عجیب و غریب جلوہ فرما ہوئے تو حضرت حسین علیہ السلام کو بلا کر فرمایا کہ تقوا سے آگے پر مضبوط رہنا اور دنیا کی طرف  
 متوجہ نہ ہونا اور دنیا کے نقصان سے آزد و خاطر نہ ہونا اور یکسویں پیغمبر کرنا اور حق بات میں کسی کا خوف نہ کرنا اور محمد ابن خنیفہ کی  
 نسبت بھی فرمایا کہ تو بھی نصیحت یاد رکھنا اور ان دونوں بھائیوں کی تعظیم و توقیر بہت کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہیں پھر آپ مصروف  
 تہلیل و تبسج ہوئے اگرچہ خمر ماری تھا مگر زہر نے اثر کیا کہ اکیسویں رمضان شب یکشنبہ سن عالم پایدار سے نہضت فرماتے خطیر القدر  
 اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ستر خوں رمضان سند چالیس کو مجروح ہوئے اور اکیسویں کو جلوہ فرمائے فردوس برین ہوئے مگر اکیسویں رمضان  
 سند چالیس ہجری اصح ہے اور حضرت حسین علیہ السلام عبد اللہ ابن جعفر نے غسل دیا اور محمد ابن خنیفہ نے پانی ڈالا اور وہ جو بوط حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل سے باقی تھا حضرت امیر کے کام میں لگا اور تین کپڑوں سے کفن دیا جس میں قمیض تھا اور حضرت امام حسن نے  
 سات بکیروں سے نماز پڑھی اور جسم شریف کو نجف اشرف میں جسکو نجف الجبروت کہتے ہیں اور کوفہ سے نزدیک سی جامع سے ایک فرسنگ  
 جبرہ النعمان کی راہ میں ہدفن کیا اور ارشاد شریف کو بے نشان کر دیا تاکہ فرقہ ملعونہ خارجہ کیسی طرح کی بے ادبی کریں اور بعض کا تاثر ہے  
 مروی ہے کہ ہم نے جناب امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ جنابہ تصوی کو کہاں دفن کیا آپ نے فرمایا کہ نہ کوفہ سے ایک فرسنگ نجف الجبروت  
 دفن کیا اور قبر شریف کو موافق آپ کی وصیت کے چھپا دیا ظاہر اس وصیت کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جناب ولایت تاب کو جس جگہ سے  
 ابوابا بقبا پنا خوش آیا تھا اسی سبب سے اپنی گناہی بیان تک پسند آئی کہ قبر کو بھی بے نام نشان کر دینے کا حکم دیا چنانکہ اسی اثر  
 یہ ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے اس امر کو ایسا کر دیا کہ اسکی زیارت بظلمہ اقتضائے احوال اولیاء اللہ ہو گئی اور مردان خدا کا مکر و قرار کا  
 اور وضع شاد ولایت کمال عظمت ترین میں ہوا اور اب ستر شریف شرف میں واقع ہو گیا کہ زمانہ سابق میں کوفہ آباد تھا اور نجف  
 بیرونجات میں واقع تھا فی الحال عمارت کوفہ سے کچھ بھی باقی نہیں ہو مگر وہ مسجد حسین جناب امیر مجروح ہوئے تھے برقرار ہے اور مقبل سے  
 تمام دفن ایک فرسنگ ہے اور حراب میں بظلمہ لکھا ہے کہ ز قتل امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ لقل ہے کہ یہ مسجد حضرت فوج کی  
 بنوائی ہوئی ہے اور بعض متاخرین اہل سیر نے لکھا ہے کہ وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت فوج اور آدم علیہما السلام کی قبر بھی اسی گنبد میں ہے  
 لیکن مرقدان دونوں بزرگوں کے ظاہر نہیں ہیں عمر جناب ولایت تاب کی ترسٹھ برس کی ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ وقت شہادت  
 انجناب چونتیس برس کے تھے اور بعض کہتے ہیں پینتیس برس کے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ انجناب بوقت شہادت اترسٹھ برس کے تھے مگر  
 صحیح و حتمہ علیہ یہ ہے کہ وقت شہادت ترسٹھ برس کے تھے اور مدت خلافت چار برس نو مہینے ایک دن اور مدت اقامت مدینہ چار ماہ و بعد ازاں  
 جانب عراق نہضت فرما ہوئے اور انیس سہریہ خدمت میں تھیں اور جناب ولایت تاب کے سو گریٹے اور اسی قدر بیٹیاں ہوئیں

اور بعض اہل سیر نے انیس جل بیان کیے ہیں مگر اس کے تحقیق بعض اہل سیر وضع ہو کر اپنی بیہمانی تو تعین اور ان سے پندرہ لڑکے اور  
ستر و گریبان جوین تمام درجات یہ ہیں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کہ اپنی حیات میں حضرت امیر نے دوسرے نکاح نہیں فرمایا  
دوسری ام البنین بنت حزام تیسری اسماء بنت عیسیٰ چوتھی ام حبیبہ بنت ربیعہ پانچویں امہ بنت ابی العاص چھٹی خور بنت جعفر  
نویں محبت ام القیس آٹھویں امی بنت مسعود نویں ام حیدر بنت عمر اور نام اولاد ذکر یہ ہیں حسن حسین مجتبیٰ علیہم السلام  
عبداللہ عثمان جعفر علیہ السلام ابو بکر محمد بن علی محمد اکبر مشہور محمد خفیفہ عمر و محمد اولاد محمد الاصل عمر عباس چنانچہ حضرت حسین علیہ السلام  
اور محمد بن حنفیہ و عباس اور عمر و حسن و علی اور نام صاحبزادیوں کے یہ ہیں زینب ام کلثوم رقیہ حضرت فاطمہ سے اور  
رنگہ ام ثانی مینوئہ ام الحسن ام کلثوم حضرت زینب بنت جحش سے فاطمہ امیہ خدیجہ ام الکلام ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت ام حنفیہ  
سوانح عجیبہ یہ ہے کہ حضرت لایت اب کی شہادت کے روز ہر سنگ بیت المقدس کے نیچے سے خون نکلتا تھا حضرت استاد والا ستاد دولا نا  
محمد العزیز قدس سرہ کہتے ہیں کہ وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات سے خلافت نبوت کی منقطع ہو گئی تو گو قاتل انکا جہنم  
بیت المقدس کا قاتل ہو کہ چونکہ قرم بنی اسرائیل کی نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چل جانے سے منقطع ہوئی اور بنی اسماعیل کی نبوت  
بہار حضرت محمد علیہ السلام کی وفات سے جاتی رہی صرف خلافت جانشینی باقی تھی سو بروز شہادت جناب امیر منقطع ہوئی چنانچہ  
آنجناب کی شہادت کا حال جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا اے عرب کے لوگ جو چاہیں سو کریں کیونکہ اب کوئی  
مانع نہیں رہا اگر کوئی شہد کرے کہ اس وقت تک اکثر اصحاب ائمہ موجود و مخطو و نصاب میں مشغول تھے پھر کھڑے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
یہ بات فرمائی تو جواب اس لہجہ کا یہ ہوا کہ اگرچہ اکثر اصحاب ائمہ موجود تھے اور بے تکلف افعال غیر مشروعہ سے مانع تھے لیکن امر ذی انکا  
اور دیوان کے ارشاد اور عالموں کے نصاب کے طور پر واقع ہوتا تھا اور حضرت امیر المؤمنین کا حکم حضرت صلح کے حکم کے مانند تھا اس وقت  
حضرت عائشہ صدیقہ نے اس طرح فرمایا اگر کسی کو شبہ ناشی ہو کہ قذرا بن سالف کی حرکت تمام فرقہ و ثود ہلاک ہوا اور ابن ملجم ملعون کی  
حرکت سے اس امت کو کسی طرح کا آسیب نہیں پہونچا پس اس شبہ میں فرقہ کیسا ہو قتل اس شبہ کا یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق  
دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ ہلاکت ناقصہ علیہ السلام اکثر لوگ فرقہ ثود کے رہی تھے چنانکہ بعد وقوع واقعہ قتل سب لوگوں نے ناقصہ کا  
گوشت باہم تقسیم کر کے کھایا اور اس امت مرحومہ کے اکثر بلکہ سب اس حرکت سے ناراض ہو کر اس وقت سے آج تک ابن ملجم ملعون پر  
غفرین لیں کیا کرتے ہیں دوسرے یہ کہ بعد ہلاکت ناقصہ کچھ بھی غائب ہو گیا اور بعد شہادت جناب لایت تاب کرم اللہ وجہہ اولاد کرام  
علیہم السلام اہل باقی رہی اور اس نور تقویٰ کا ہمیشہ ایک شخص حامل پیدا ہوتا رہا کہ امام وقت ہو اور اسی باعث سے اس امت کو  
حرمان اس نور سے نصیب نہیں ہوا گوکہ منیت جدانیہ کمالات پر ہم ہوئی اور حسب استعداد متفرق یعنی ہر چند کہ وہ منیت اجتماعیت لگی  
لیکن وہ نور متفرق منتشر ہو کے حسب استعداد ہر فرقے میں اہل خیر و صلاح سے قائم رہا ان وجہ سے یہ امت اس طرح کے عذاب سے  
محفوظ رہی حضرت استاد والا ستاد فرماتے ہیں کہ اس قصہ میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ شہوت فرج خیس تین شہوات سے ہے کہ قتل  
ادی کی اس خطرناک ہرجائی ہوا اور اسی وجہ سے حرکات حیوانیہ صادر ہوتے ہیں دوسرا یہ کہ یہ شہوت شہوت مطلقاً صفت خبیثہ سے ہے تو



کیونکہ سلاطین عیاش کو لوگ مغلوب الغضب سے برکتے ہیں اور سیرت یہ کہ صفت غصہ سے سیاست و ہمت حاصل ہوتی ہے اور یہ تو یہ  
 تعلق و چا پلوسی اور قوت فاعلہ قوت منفعلہ سے بہتر ہے تیسرا یہ کہ جب شہوت غضب سے کسی شخص کا حق واجب تلف ہو جائے تو  
 نبی آدم میں یہ امر سخت معصوب ہو میں بہت تر وہ ہے کہ شہوت غضب کے اپنے حقوق نفس پر مقدم رکھے اور حق نفس تلف کرے اور  
 اس سے زیادہ یہ ہے کہ اپنے نفس کے واسطے دوسرے کا حق تلف کرے اور اس سے زیادہ یہ کہ ان دونوں کے واسطے ایک جماعہ کے حقوق  
 تلف کر دے اور حقوق مختلف ہیں حقوق نبویہ اور حقوق اخرویہ اول سہل ہے دوسرا سخت چوتھا یہ کہ بنی انسان پر تین حقوق عمدہ ہیں  
 ایک حق منہ حقیقی دوسرا حق قوم کہ موت و حیات میں اس کی طرف احسان ہو تو یہ تیسرا حق نفس خود پس بہت تر چنانچہ  
 وہ جو کہ عرض خیس تر امر کے جماعہ حقوق کو ضائع کرے اور یہ صوفیہ قرار میں تھا کہ اسے نابالغ استیفاء و خس شہوات اپنا حق تلف کیس کہ  
 بے نام نشان ہوا اور حق خدا بھی تلف کیا کہ ناقہ اللہ کو جو حکم کعبہ کھتی تھی پر سپر کیا اور حق قوم بھی تلف کیا کہ سبب نیست نام بود  
 اب تک نشان نہیں بلکہ اور اس امت میں قاتل و لایۃ تاب کا یہی حال ہوا کیونکہ جلیل حضرت صالح کی صورت کما یہ صدق نبوت پر  
 اونی گوئی اور تعلیم اس کی میں قبول شریعت تھا باکہ لایۃ حضرت صالح اسی اہ سے جلوہ گر تھی اسی طرح جو جسمانی حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 کہ ختم خلافت حضرت صلح النبیات میں منہصر تھی اور بستگان امت اسی خیمہ حیات سے سیراب ہوتے تھے اور حاجات ظاہری و باطنی اسی قبلیہ سے  
 طلب کرتے تھے سو اب بخت نے اس وجود شریف کو معدوم کیا اور حق خدا و حق امت و حق نفس تلف کیا کہ بدایت کاملہ جاتی رہی اور امت مثل  
 جار و بے ریمان تفرق الکمالات ہو گئی اور خود بے نام نشان و کندہ و فرخ ہوا اپنا چوٹا ابو العاص ابن الربیع ہو کر اسے سبب حیات نبی  
 بنت رسول اللہ صلعم سے نعمت مصاہرت حاصل کی تھی چھوٹا ابن عبد اللہ ابن ابی بکر کہ اخوت عائشہ صدیقہ سے اس وقت کو پہنچے تھے حضرت  
 تعلیم الاسلام و اکبر اولاد صدیق اکبر میں ساقی و ابن عبد الرحمن بن عوف ان محمد بن ابی بکر کہ یہ دونوں بھی سبب اخوت عائشہ صدیقہ کے دست  
 مصاہرت سے سرفراز ہوئے ان ابن عبد اللہ ابن عمر کہ اخوت ام المومنین حفصہ سے اس نعمت کو پہنچے دشوان معاویہ گیا چھوٹا ابن ابی سہیل  
 کہ سبب اخوت ام حبیبہ کے انکو یہ دولت حاصل ہوئی اب چھوٹا ابن عبد اللہ ابن جحش کہ سبب اخوت زینب رضی اللہ عنہا کے اس مرتبہ کو پہنچے  
 تو ضیح در بیان عم و عات حضرت صلح محققین کے نزدیک عام پنجاب گیا رہا فقر تھے اور عات چھوٹا ابو عمارہ و بر و اتی ابو یعلیٰ حمزہ بن عبد المطلب  
 کہ برادر رضاعی بھی تھے یہ حضرت غزوہ احد میں شہید ہوئے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں انکی اولاد تھی اور جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسماہ عمارہ  
 ایک بیٹی تھی اور امامہ تھی سو یہ قول ضعیف ہے ۲۔ ابو الفضل عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ یہ حضرت تین برادر حضرت عمر بن  
 ابی سلمہ تھے غزوہ بدر میں اسلام لائے اور بنا بر عات مستضعفین کہ مصلحین ہے پھر فتح مکہ میں حاضر ہوئے سال سی و تیس ہجرت بعد خلافت  
 ذی النورین میں ان خلافت ہوئے انکی اولاد و بیٹے اور تین بیٹیاں از انجملہ افضل عبد اللہ و عبید اللہ و قثم و عبد الصاحب میں  
 سعد و جہنم۔ ابی طالب برادر علی رضی اللہ عنہ نام نکاح عتبات تھا حال انکی وفات کا اول کھل گیا انکے چار بیٹے طالب و عقیل  
 و جعفر علی رضی اللہ عنہم اور دو بیٹیاں ام بانی و حاتمہ از انجملہ طالب کو جن کا ٹھکانا اسی سبب سے انکے اسلام کے خبر نہیں ہوئی  
 اور سبب بھارت میں دین و دین بریں کا فرق عمر میں تھا ۳۔ حارث اگرچہ شخص ثقیل ابی عبد المطلب کا تھا لیکن فقیر و کف نے

وہابیہ و عوام

سبب بزرگی اسلام کے حمزہ و عباس کو سبب کفالت خیر الانام کے ابولہب کے مقدم کیا ہو اسکی اولاد سے ابوسفیان ایمان لانے فتح مکہ میں اور فخر غزوہ خندق میں اور عبداللہ بن مسعود نے عبد اللہ رکھا تھا۔ ۵۔ قثم اور رادری حارث  
 صغیر السن گیا۔ ۶۔ زبیر بن عبد اللہ ابن زبیر و سہیل بن عبداللہ و ام سلمہ ۷۔ عبد اللہ بن مسعود ۸۔ عقیقہ ۹۔ مغیرہ اسی کو  
 جمل بفتح حاء مملہ و سکون جیم کہتے ہیں۔ ۱۰۔ رزیر اور علقی عباس رضی اللہ عنہ ۱۱۔ ابولہب کا فرزند ابی اسحاق عبد العزی تھا  
 لیکن عات رسول اللہ بن ۱۔ مسعود صفیہ و زبیر ابن العوام خولہ رادری عباس رضی اللہ عنہ کہ مسلمان ہوئیں اور مدینہ میں آئیں اور عبد اللہ بن  
 ابن خطاب رضی اللہ عنہ میں داخل فرودوس ہوئیں ۲۔ مسعود کا لہ ابو امیہ مخزومی کے نکاح میں تھیں اسی سے ام سلمہ اور عبد اللہ صغیر  
 اور زبیر اور قریبہ اور کسرے پیدا ہوئے مگر عالمہ کے اسلام میں اختلاف ہو ۳۔ رادری و جعفر بن زبیر عبد ربی اور والدہ طیب  
 کہ ہاجرین اولین میں محدود ہیں اور بدری صحابی ہیں جنگ ابادین میں کہ بفتح ہمزہ و جیم و فتح و ال حملہ و شہید ہوئے ۴۔ امیمہ  
 زوجہ حبش ابن ابی الدہام المؤمنین بنی عبد اللہ کہ غزوہ احد میں شہید ہوئے اور احمد اعمی شاعر و ام حبیبہ خمسہ کہ یہ تینوں شہر  
 شہر صحبت رسول اللہ ہوئے اور عبد اللہ کہ بعد اسلام حبش میں جا کر نصرانی بنا اور مر گیا امیمہ کی اولاد میں ۵۔ برہ و جعفر ابی  
 ابن ہلال مخزومی مادر ابو سلمہ زوج اول حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت صحیحہ کہ بعد فوت ہوئے عبد اللہ کے برہ نے کر تبار بن سبوح  
 لیشی سے نکاح کیا اُس سے مسعود رادری والد امیر المؤمنین عثمان ابن عفان پیدا ہوئے ۶۔ ام حکیم ثنبیہ کسی کتاب میں  
 نہ کو را خوال حالات و اخوات حضرت صلعم کا نظر سے نہیں گذرا اسی سبب فقیر موقوف کی کتاب بھی معذور ہو اور جدات و دوئم  
 پر رادری و حبیبہ مدنیہ میں جمادات کا ذکر کیا ہو اور کچھ احوال اسکا پایا نہیں جاتا اس واسطے تعرض اُنکے اسماء سے بے فائدہ ہو  
 توضیح در بیان فضیلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اخوات رضاعیہ اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ حضرت صلعم کی دو ایمان تھیں  
 ایک نوبہ کنیز ابی لبابہ و سرور صاحب اللبس اسکی دو دھیر المؤمنین حمزہ اور ابوسلمہ ابن عبد اللہ اور عبد اللہ ابن حبش نے بھی ہاتھ دیا  
 مسعود طہریت ابی ذویب سعدیہ و جہ حارث ابن عبد العزی والد عبد اللہ و سہیل و امیمہ کہ تینوں اسلام لائی ہیں بعض اہل سیر نے  
 لکھا ہے کہ ابوسفیان ابن حارث نے بھی طہریت یہ کا و دو دھیر ہاتھ دیا و خاصہ یعنی دیکھ جسے پرورش کیا و تھیں اول ام میں دوسری ہاتھ  
 کہ انبیان کے ساتھ برویش حضرت میں صرف رہتی تھی توضیح در بیان و اہل حضرت صلعم طہری اور حبیبہ ہجرت الحافل نے اکتیس غلام اور سترہ  
 لونڈیاں لگی ہیں و جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں اُنکے غلام لکھے ہیں لیکن فقیر باتباع محب طہری موقوف ہجرت الحافل کے بیان کرتا ہوں  
 ۱۔ زید ابن حارثہ ابن شراحیل کہی ہیں احوال انکا پیشتر نکاح زینب میں لکھا گیا ہو غزوہ موتہ میں واقع سال ہجری شہید ہوئے ۲۔ اسامہ  
 ابن زید کہ وقت وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس برس تھے واقع سال نبیہ و حیار ہجری بمقام وادی القریہ وفات پائی  
 اور مدینہ میں دفن ہوئے پھر چھتر برس کی ہوئی اور فضائل انکے بہت ہیں اور بڑی فضیلت یہ کہ ابن رسول اللہ کلام نے تھے اور حضرت صلعم  
 امام حسن اور اسامہ کو گود میں لیتے اور فرماتے خداوند دوست رکھتا ہوں ان دونوں کو تو بھی انکو دوست بنا ۳۔ ثوبان ابن جعد و  
 انکو حضرت نے بعد خرید کر کے آرا دیا تھا مگر یہ پیش خدمت میں رہے اور بعد وفات جانب شام چلے گئے پھر مدینہ آئے کہ بعد اسکے

۱۔ قثم  
۲۔ عقیقہ  
۳۔ مغیرہ  
۴۔ امیمہ  
۵۔ برہ  
۶۔ ام حکیم  
۷۔ عبد اللہ  
۸۔ عقیقہ  
۹۔ مغیرہ  
۱۰۔ رزیر  
۱۱۔ ابولہب

توضیح در بیان فضیلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اخوات رضاعیہ

لونڈیاں لگی ہیں

امام حسن اور اسامہ کو گود میں لیتے اور فرماتے خداوند دوست رکھتا ہوں ان دونوں کو تو بھی انکو دوست بنا



محسن میں چل دینچ یا پنجاد و چارمین وفات پائی ۴۔ ابو کبشہ نام انکا سلیم لقب لے اوس تھا انکو بھی حضرت نے  
 خرید کر کے آزاد کیا یہ بھی حاضر غزوہ بدر اور جملہ شاہدین تھے بسال سیرۃ جہم بن ذر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ علفہ ہوئے اسی دن  
 انھوں نے وفات پائی ۵۔ انسہ انکو بھی مول لیکر آزاد کیا انکو ابوانسہ اور ابو سمرج بھی کہتے ہیں بعض کے نزدیک غزوہ بدر میں حاضر تھے اور  
 بعض کے نزدیک اُحد میں تھے اور زندہ رہے بعد حضرت کے اور وفات پائی خلافت صدیق اکبر میں کنفی الاصابہ ۶۔ شقران بنضم شین و  
 سکون قاف نام انکا صاحب تھا بعض کے نزدیک منجملہ ترکہ عبد اللہ تھے اور بعض کے نزدیک عبد الرحمن بن عوف نے تحفہ دیا تھا اور  
 بعض کے نزدیک خرید کر کے آزاد کیا تھا ۷۔ رباع لونبی اسود انکو و قد عبد القیس سے لیکر آزاد کیا انو ایک طائفہ حبش کا نام جسکو لونب  
 بولتے ہیں ۸۔ یسار کسی لڑائی میں ماتحت تھے عربین نے انکو شہید کیا تھا ۹۔ ابی رافع قطبی نام انکا اسلم تھا یا ابراہیم انکو عباس نے  
 بہیمانہ کیا حضرت نے آزاد کیا اسوقت کہ جب اسلام نے اسلام عباس رضی اللہ عنہ کی خبر دی اور بعد آزادی سلمی کنیز آزاد اپنی سے عقد  
 فرما دیا انسہ عبد اللہ جو کہ طلی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے عشق تھے پیدا ہوئے وفات انکی بعد خلافت ذی النورین میں واقع ہوئی  
 ۱۰۔ ابو موسیٰ بنضم مہم و فتح واد و سکون یا و کسرا اولاد فرینہ سے تھے انکو بھی خرید کر کے آزاد فرمایا تھا کہ انفی الاستیعاب  
 ۱۱۔ فضالہ انکو بھی آزاد کیا تھا وفات انکی شام میں ہوئی ۱۲۔ رافع کہ سعید بن عاص کی اولاد کو درث میں ملا بعض نے  
 آزاد کیا اور بعض نے غلامی میں رکھا تب حضرت صلعم نے سنا اور قیمت دے کر آزاد فرمایا یا چنانچہ رافع کا یہ قول تھا کہ انامولی  
 رسول اللہ پوشیدہ نہ رہے کہ یہ بارہ غلام وہ ہیں جنکو حضرت صلعم نے بالاتفاق آزاد کیا ہو ۱۳۔ مدح کہ فاعل بن زید الجذی نے  
 حضرت کو ہدیہ دیا تھا غزوہ ادوی القریٰ میں شہید ہوئے جدام بروزن غراب ایک قبیلہ کا نام ۱۴۔ کرکہہ انکو ہوزہ بن علی یامی نے  
 بطور پیش کش بھیجا تھا ۱۵۔ زید جد بلال ابن یسار ۱۶۔ جیدہ ابن عبد الغفار ۱۷۔ طہمان باغضج والضم ۱۸۔  
 یا نور قطبی خواجہ سہرا برادر عم زاد ماریہ والدہ ابراہیم کہ متوقس نے بطریق تحفہ بھیجا تھا ۱۹۔ واقد وبقولے ابو واقد  
 ۲۰۔ ہشام ۲۱۔ ابو ضمیر کہ منجملہ غنائم تھے آنجناب نے آزاد کیا نام انکا سعید تھا اور بعض کے نزدیک ورج بفتح و  
 ابن مسند اور بعض کے نزدیک ورج ابن شیرزاد حمیری ۲۲۔ ابو سعید احمد ۲۳۔ ابو احمد مہران لقب بقیہ بن رزن  
 سیکنہ انکو حضرت نے مول لیکر آزاد کیا تھا اور بعض کے نزدیک ام سلمہ کے غلام تھے انھوں نے بدین شرط آزاد کیا کہ تا حیات حضرت  
 صلعم کی خدمت کریں وہ بولے اگر یہ شرط نوتی تو بھی میں حضرت کی خدمت نہ چھوڑتا اور وجہ انکے لقب کی یہ ہو  
 کہ سفر میں اسباب رسول اللہ صلعم اور انکے یاروں کا سہ چلتے تھے اسین اختلاف نہیں ہو لیکن نام میں تمکات پر  
 بعض مہران اور بعض کیسان اور بعض طہمان و بعض ذکوان کہتے ہیں اور مولد بعضے عرب اور بعضے فارس بیان کرتے ہیں  
 علامہ بخاری نے ذکر کیا ہو کہ حجاج کے زمانہ میں نہ رہے ہیں مگر محققین کو اس بات میں گفتگو ہو اور ہجرت المہاجرین  
 وفات انکی حضرت جابر کے ساتھ بعد سال ہجرت ہجری کے لکھی ہو ۲۴۔ ابوہند انکو وقت مراجمت حدیبیہ سے خرید کر کے  
 آزاد کیا انھیں کی شان میں فرمایا ہو چوایا ہند و نزوج الیہ ۲۵۔ حبشہ حادی شتران ۱۶۔ انسہ حبشی فصیح اللسان

۱۲۔ حبشہ حادی شتران ۱۶۔ انسہ حبشی فصیح اللسان

غزوہ بدر میں حاضر تھے بعد ازاں آزاد ہوئے اور خلافت خلیفہ اول میں فوت ہوئے ۲۷ - ابو لبابہ بن رباح  
 ابو امامہ انکو حضرت صلعم کی پھوپھی نے بہہ کیا تھا آنجناب نے آزاد کیا ۲۸ - رقیق بن خنیم غنیم ہو ازن تھے انکو بھی  
 حضرت نے آزاد کیا ۲۹ - ابو عبیدہ ۳۰ - جنین ۳۱ - ابو ذؤبہ بن اکر موالی حضرت صلعم کا تھا اب اسماء کثیران بنانے چاہتے  
 اسلامی ام رافعہ ام رافعہ البورافعہ وقابلہ حضرت فاطمہ دابراہیم ۲ - برکہ ام امین ماوراسامہ کہ حضرت کو ورثہ پر رہیں  
 ملین تھیں انھوں نے حضرت کو پرورش کیا تھا انکو بھی آنجناب نے آزاد کر دیا تھا اول عید حبشی کے نکاح میں تھیں  
 جس سے امین پیدا ہوا بعد اسکے زید ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں ان سے اسماء پیدا ہوئے ۳ - ام المومنین ہاریرہ  
 والدہ ابراہیم کہ تھیں مقوقس سے تھیں حضرت نے انکو آزاد کر کے نکاح کیا ۴ - شیرین اخت ہاریرہ ۵ - زہیمہ  
 ۶ - رضویہ ۷ - ام ضمیرہ ۸ - ام رافعہ ۹ - میمونہ بنت سعد ۱۰ - خضرہ ۱۱ - خولیلہ ۱۲ - ریحانہ بنت عمر القرظیہ ۱۳ -  
 بیچہ بالتصغیر والمہامہ ۱۴ - سایہ ورتین لونڈیاں اور تھیں کہ ان کے نام معلوم نہیں ہوئے کہ بنی قریظہ سے تھیں یا کجہ  
 تحقیق حضرت مولانا ولی اللہ محدث دہلوی کی یہ کہ لونڈیاں سترہ تھیں چنانچہ سردار محزون سے وضع ہوا  
 صاحب بیعتہ المہافل نے سات لونڈیوں کے نام لکھے ہیں اور جمال الدین محدث نے نو کے نام بیان کیے ہیں اللہ اعلم  
 توضیح در بیان خدام احرار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم - ابو حمزہ حضرت انس بن مالک ابن النضر انصاری خزرجی ہیں  
 کہ جب حضرت رسول قبول صلعم مدینہ منورہ میں جلوہ فرما ہوئے تو عمر انکی بارہ یا دس برس کی تھی ام سلمہ والدہ انس نے  
 بنا بر خدمت بطور بد یہ پیش کیا چنانچہ دس برس تک حضرت کی خدمت کی ہر وفات انکی سال نوذوقبولے نوذوقیہ  
 نوذوقبولے نوذوقبہجری میں مقام بصری میں ہوئی اور عمر شریف ایک سو تین برس کی ہوئی اور آخر اصحاب ہیں جنھوں نے  
 بصرہ میں وفات پائی اور یہ حضرت علم دین سکھانے کو خلافت عمر خطاب میں جانب بصرہ تشریف لائے تھے  
 ۲ - ہند ۳ - اسماء بہرہ و دختران حارثہ سلمی ۴ - ربیعہ ابن کعب سلمی وفات انکی سال شصت و سہ ہجری میں ہوئی  
 شمار انکا اصحاب صفہ میں ہر ترتیب آب وضوء ان سے متعلق تھی ۵ - عبد اللہ ابن مسعود المدنی کہ کفش بردار رسول اللہ  
 تھے سال شصت و یک ہجری میں بمقام کوفہ وفات پائی ۶ - عقبہ ابن عامر جہنی سائیس رسول اللہ تھے اور عہد سلطنت  
 معاویہ ابن ابی سفیان بن مصر کے عامل ہوئے اور سال پچا ہشت میں وفات پائی ۷ - بلال ابن رباح بفتح الراء المملہ  
 والموحده انھیں نے اول اذان کہی انکو ابن حمامہ بھی بولتے تھے اور حمامہ انکی والدہ کا نام تھا فضائل ان کے  
 احادیث میں بکثرت وارد ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ابو بکر سیدنا و اعحق سیدنا عمر چوتھ برس کی ہوئی  
 اور سال ستم ہجری میں بمقام دمشق وفات پائی ۸ - سعد غلام آزاد صدیق اکبر ۹ - ذومجہر وبقولے دو مجہر برادر زادہ  
 سنجاشی تھا وبقولے ہمشیرہ زادہ ار اول صحیح ہر وفات شام میں ہوئی صاحب وضعتہ الاحباب نے خواہر زادہ  
 سنجاشی لکھا ہے یہ سہوہر ۱۰ - مجہرہ ابن شداد اللیشی ۱۱ - ابو ذر غفاری کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

سیدنا بلال

ام سلمہ والدہ انس  
 اول مالک ابن انور  
 کے نکاح میں تھیں  
 انھیں بیچ کر دیوے  
 اور مالک مشرک دارا گیا  
 یہ عمر ام سلمہ کی بیوی تھیں  
 اور ابو طلحہ بنی نضیر  
 تھیں کیا بھی ان کے  
 انکار کیا بھی ان کے  
 اعلان لائے تو ان کے

مدینہ انار اسلمہ  
 نکاح کیا ان سے  
 ملے جبکہ  
 دساون ہجرت  
 میں تھیں ان کے  
 بیٹے تھے ابو ہریرہ  
 گویند اس کا  
 برادران ان کا  
 وبقولے دو مجہر



عائلہ ریزہ مقرر کیا تھا اسی مقام میں واقع سال سنی ۳۱۱ء ہجری فوت ہوئے عبداللہ ابن مسعود نے نماز پڑھی  
 کذا فی سرور المعزوں و ہجرتہ المفاضل و جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں بتائیں کہ وہ خادم درگیاں و خادمہ  
 بیان فرمائے ہیں تو ضیح و در بیان پاسبانان حضرت صلعم ۱۔ سعد ابن معاذ سید الانصار کہ غزوہ بدر میں نگاہبان  
 خیمہ تھے ۲۔ ذکوان ابن قیس ۳۔ محمد ابن مسلمہ انصاری کہ یہ دونوں غزوہ اُحد میں حارس تھے ۴۔ زہیر  
 ابن العوام کہ جنگ خندق میں حارس تھے ۵۔ عتبہ و ابن بشیر ۶۔ سعد ابن ابی وقاص ۷۔ ابویوب انصاری  
 کہ یہ تینوں اصحاب غزوہ خیبر میں نگاہبان حضرت صلعم کرتے تھے ۸۔ بلال ابن رباح و اوی القرنی میں  
 چونکہ ارسے گزاری روضۃ الاحباب مگر وہاں نے حضرت صدیق اکبر کو حارس روز بدر عیس میں لکھا ہے  
 اور مغیرہ ابن شعبہ کو مدینہ میں و ہوا الصبح فائزہ یہ درست و نگاہبان اس وقت تک تھی جب تک کہ عیدہ و اللہ عیسیٰ  
 من الناس نازل ہوئی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریق کو موقوف کیا  
 چنانچہ عبداللہ ابن شفیق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زوات کی کہ تو ضیح و در بیان یحییٰ ابن حضرت صلعم  
 کہ سب گیارہ تھے اگرچہ ذکر بعض کا سال ششم ہجرت میں لکھا گیا لیکن بنا براتمام فائدہ اس مقام میں بالاختصار  
 بیان کرنا پڑا ۱۔ عمرو ابن امیہ ضمیری کہ نجاشی پادشاہ حبشہ کے پاس بھیجے گئے تھے ۲۔ وحیہ کلبی کہ برقل  
 پادشاہ روم کی طرف بھیجے گئے تھے ۳۔ عبد اللہ ابن حذاقہ کہ کسری پادشاہ فارس کے پاس بھیجے گئے تھے  
 ۴۔ خابط ابن بلتہ کہ متوقفت پادشاہ مصر اور اسکندر یہ کے پاس بھیجے گئے تھے ۵۔ عمرو ابن العاص جانب  
 حیفر و عبداللہ پسران جلدی پادشاہ عمان کے پاس روانہ کیے گئے تھے وہ دونوں ایمان لائے اور عمر و نے  
 رعایا سے نکوہ سبھی لی اور حاکم کے طور پر اسی مقام میں رہے یہاں تک کہ حضرت صلعم نے وفات پائی ۶۔ سلیم  
 ابن عمرو کہ جانب ہوذہ ابن علی الحنفی رئیس ہایمہ کے پاس گئے تھے اُسے نامہ مبارک پڑھ کر جواب میں لکھا  
 کہ دین اسلام نہایت بہتر ہے مگر میں تم خلیفہ شاعر ہوں سو مجھ کو بعض اختیارات عنایت ہوں حضرت صلعم نے  
 منظور نہ فرمایا وہ ایمان نہ لایا ۷۔ شجاع ابن وہب سدی کہ حارث ابن شمر غسانی پادشاہ بلقا کے پاس  
 بھیجے گئے تھے وہ مصر میں ملا اور نامہ مبارک کو پڑھ کر پھینک دیا اور کہا کہ میں یہ لشکر اسی طرف لاتا ہوں  
 مگر پادشاہ روم مانع ہوا بعد اُسکے حضرت نے انکو جبکہ لفتح جیم و موحده ابن الایم غسانی لفتح ہمزہ و سکون تھانہ  
 پاس بھیجا اُسے اسلام قبول کیا پھر نصرانی ہو کر مراد وایت ہو کہ جبکہ مردطیل تھا بعضے کہتے ہیں بارہ گر کا لہ تھا  
 اور جب گھوڑے پر چڑھتا تو پیر زمین پر رہتے تھے ۸۔ عمار بن ابی امیہ مخزومی کہ حارث ابن عبد کلال حمیری کہسری  
 و سکون المیم و فتح ابار کے پاس بھیجے گئے یمن میں ۹۔ علاء ابن الحضرمی کہ منذر ابن سادی پادشاہ بحرین کے  
 پاس بھیجے گئے وہ مسلمان ہوا ۱۰۔ ابو موسیٰ اشعری ۱۱۔ معاذ ابن جبل کہ یہ دونوں پادشاہ یمن کے پاس بھیجے گئے

۱۔ زہیر ابن العوام  
 ۲۔ ذکوان ابن قیس  
 ۳۔ محمد ابن مسلمہ  
 ۴۔ سعد ابن ابی وقاص  
 ۵۔ عتبہ و ابن بشیر  
 ۶۔ سعد ابن ابی وقاص  
 ۷۔ ابویوب انصاری  
 ۸۔ بلال ابن رباح و اوی القرنی  
 ۹۔ علاء ابن الحضرمی  
 ۱۰۔ ابو موسیٰ اشعری  
 ۱۱۔ معاذ ابن جبل

وہ مع رحمت بلاتامل اسلام لایا واللہ اعلم تو ضیح در بیان نشانیاں نو پسندگان حضرت صلعم کہ سب پچیس نفر تھے  
 ۱۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۔ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ۳۔ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ۴۔  
 علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ ۵۔ حارث ابن فیہرہ ۶۔ عبد اللہ ابن الارقم ۷۔ ابی ابن کعب ۸۔ ثابت  
 ابن قیس ابن شماس ۹۔ خالد ابن سعید ابن العاص ۱۰۔ ابان برادر خالد ۱۱۔ خطلہ ابن ابی عامر سدی کہ زنی کو  
 کیکن اصحابہ اور استیغاب میں ہو کہ منشی خطلہ ابن ربیع بن اور خطلہ ابن ابی عامر غسیل الملائکہ میں اور ربیع بن  
 وقع باوجودہ و کسر تختانیہ مشدودہ اور اسدی بضم ہمزہ وقع شین حملہ دشرت تحتیہ مکسورہ و نیز بسکون تحتیہ نزد  
 اہل لغت بنا تخفیف منسوب بجانب سید بن عمرو بن تمیم کنیت انکی ابوری بکسر را و سکون موحده و کسر حین مہملہ  
 و تشدید تحتانیہ کہتے ہیں ۱۲۔ زید ابن ثابت ۱۳۔ معاویہ ابن ابی سفیان ۱۴۔ شرجیل ابن حسنہ ۱۵۔ عبد اللہ  
 ابن عبید اللہ ابن ابی ابن سہول ۱۶۔ زبیر ابن العوام ۱۷۔ عقیب ابن ابی فاطمہ دوسی ۱۸۔ منیرہ ابن شعبہ  
 خالد ابن عبد الوہید ۱۹۔ علاء ابن الحضرمی ۲۰۔ عمرو ابن عاص ابن وائل قرشی سہمی ۲۱۔ جہیم ابن الصلت ۲۲۔  
 عبد اللہ ابن رواحہ بفتح را و تخفیف داو ۲۳۔ محمد ابن مسلمہ ۲۴۔ عبد اللہ ابن سعد ابن ابی السرح توحیح  
 در بیان مؤذنان حضرت صلعم اول بلال دوم ابن ام مکتوم سوم ابو محمد درہ چارم سعد قرظی جو سب قبایہ میں تھے  
 فائدہ در بیان شعر او آنحضرت کہ مردوں سے انہ تر تھے اور غور و نون سے بارہ تفصیل اکثر کی روضۃ الاحیاء وغیرہ  
 سب مطلقہ میں مذکور ہو تو ضیح در بیان نجباء یعنی جن لوگوں پر رعایت خاص حضرت صلعم کی تھی اول خلفاء و اربعہ  
 بعد از ان سبہ باقیہ من العشرۃ المبشرۃ یعنی ابو محمد طلحہ ابن عبد المطلب و ابو عبد اللہ زبیر ابن العوام الاسدی  
 و ابو اسحق سعد ابن ابی وقاص مالک ابن اہیب الزہری و ابو محمد عبد الرحمن ابن عوف الزہری و ابو الاغور سعید  
 ابن زید ابن عمر و ابن نفیل الحدادی و ابو عبیدہ عامر ابن عبد اللہ ابن الجراح الغہری رضی اللہ عنہم ۱۱۔ حمزہ  
 ابن عبد المطلب ۱۲۔ جعفر ابن ابیطالب ۱۳۔ ابو ذر غفاری ۱۴۔ مقدادہ ۱۵۔ سلمان فارسی ۱۶۔ خذیفہ  
 ۱۷۔ عبد اللہ ابن مسعود ۱۸۔ عمار ۱۹۔ بلال رضی اللہ عنہم تو ضیح در بیان انصار آنحضرت صلعم کہ دس بارہ  
 سر دار تھے ذکر انکا کھا گیا ہو تو ضیح در بیان دواب و اسلحہ و موت و اسباب متضمن بر چہند فائدہ  
 فائدہ در بیان خیل و بغال میر حضرت صلعم اہل تحقیق کے نزدیک دس گھوڑے آنحضرت کے تھے اول سبک  
 باسکون التریک رنگ اسکا کیت مابین سرخی و سیاہی کے اور پیشانی و قوائم سفید تھے اور دست بہت ہلک بدن تھا  
 اور بعض کے نزدیک اوہم یعنی سیاہ تھا غزوہ احد میں انہی پر سوار تھے اور یہ اول اسب ہر کہ حضرت صلعم اُسکے  
 مالک ہوسے ایک اعرابی بنی فزارہ نے دس اوقیہ کو بیچا تھا نام اسکا فرس بفتح الفصاد المعجم و کسر الدار المہملہ تھا  
 یعنی بدغور و غضبتا کہ رنگی سے آنحضرت نے سب نام رکھا یعنی نیاک بکروح اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اسب اوہم

تفہیم

صلعم

شمار نمونہ

مخطوطہ و در آن قسم

مخطوطہ باجم

فی انصاری

تواری کینت

ابو محمد دین

ابو عبد الرحمن

صلعم

مخطوطہ

مخطوطہ

مخطوطہ

مخطوطہ

مخطوطہ

مخطوطہ

مخطوطہ

مخطوطہ

مخطوطہ

مخطوطہ



یعنی مشکلی تھا کیا ایفہم من کلام ابن الاشیر و دوسرا مرتبہ بضم المیم و سکون المہملہ و فتح المثناة الفوقانیہ و کسر اللام و سکون الراء المقطوعہ  
بمعنی رجز گویندہ ہو قسم من الشعر عند الجمهور یہ نام اُسے بسبب خوش آوازی کے پایا تھا اس گھوڑے کو  
حضرت نے سوار ابن حارث محابلی سے خرید کیا جب قیمت دینے لگے تو اُسے مع سے انکار کی حضرت نے فرمایا  
کون گواہی دیتا ہے کہ میں نے مول لیا ہر خزمہ میں ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہ ہوں فرمایا تو حاضر نہ تھا  
خزمہ نے کہا یا رسول اللہ آسمان کی بات میں ہم آپ کو سچا جانتے ہیں کیا زمین کی خبر میں سچا نہ کہیں اُسوقت  
آنجناب نے فرمایا من شہدہ خزمہ اور شہد علیہ سبب اسی سبب سے خزمہ ذوالشہادین کہلائے اور بعض کے نزدیک  
حضرت نے گھوڑا واپس کر دیا اور فرمایا لا بارک اللہ فیہ چنانچہ پیر اُس گھوڑے کا شل ہو گیا تیسرا اگر اربکسر اللام  
و فتح الراء المعجمہ و بقوے شرار بر وزن کتاب اس گھوڑے کو آنجناب بہت دوست رکھتے تھے اسی پر اکثر غزوات میں  
ارکب تھے یہ گھوڑا بجمہلہ ہدایا سے مقوقس بادشاہ مصر و اسکندر یہ تھا جو تھا لیف بفتح اللام و کسر المہملہ و المعجمہ  
کہانی انعاموس یہ گھوڑا خوب فرہ و طیار تھا اسکو ربیعہ بن ابی البراء نے تحفہ دیا تھا پانچواں ظریف بفتح الظاء المعجمہ  
و کسر المہملہ و فتحہا بمعنی کوہ فرخ و پشتہ بلند بر وزن کتف یہ گھوڑا فردہ بال دلال ابن عمر و جذامی نے تحفہ بھیجا تھا  
چھٹواں و ر و بفتح الواو و سکون المہملہ بعد الدال المہملہ یہ گھوڑا تیم دارمی نے ہدیہ کیا تھا اسی کو آنجناب نے  
حضرت عمر کو عنایت کیا حضرت عمر نے ایک غازی کو ہبہ کیا اُس نے نہایت لاغر کر ڈالا ایک روز کسی کے ہاتھ  
پچتا تھا حضرت عمر نے دیکھا اور چاکہ بھلے اسکو خرید کر وں تو حضرت صلعم سے مشورہ کیا حضرت صلعم نے  
منع فرمایا کیونکہ جو خیر اللہ کی راہ میں صدقہ کر دے پھر اُسکو لینا جائز نہیں ہر لان العائد فی ہبتہ کا کلیب و  
فی قیۃ ساقوان ضرر بفتح الضاد و کسر الراء المہملہ یا ضریف قاموس میں ہر کہ یہ نام اسپ سبک کا تھا  
آٹھواں ملاوہ یہ گھوڑا اول ابی بردہ ابن نیاہ کے پاس تھا بعد ازاں آنجناب صلعم کی خدمت میں آیا تو ان  
سے بفتح الیمین و سکون الموحده و فتح المہملہ اسکو آنجناب نے دس اونٹ کے عوض تجارمین سے خرید فرمایا تھا  
اس اسپ پر آنجناب نے ایک مرتبہ مسابقت فرمائی اور سابق رہے دسواں بحر بفتح الموحده و سکون المہملہ اسکو  
حضرت نے تاجر بحرین سے مول لیا تھا اور سیرتین مرتبہ مسابقت فرمائی اور سابق ہوئے اسی کے چہرہ پر ہاتھ پھیر کر  
فرمایا تھا ما انت الا بحر و بحر اسپ جلد رو و کشادہ کام کو بولتے ہیں انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ دوست تراشیا بعد از زمان حضرت صلعم کے نزدیک گھوڑے تھے اور احسن فرس آنجناب کے نزدیک اشقر اغم  
اقرح مجمل مطلق الیمین تھا اور حضرت صلعم فرماتے تھے کہ گھوڑے کو ذلت و تکلیف دینا گناہ ہر فائدہ  
آبل تحقیق کے نزدیک استراجماعا چار اس تھے ایک کدل بزرگ سفید تھا و بقوے سفید و سیاہ تھا مگر سفیدی  
سیاہی پر غالب تھی جسکو شہباء بولتے ہیں یہ استر از جملہ ہدایا سے مقوقس تھا اول سواری اسلام میں اسی پر چڑھا

۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

اور بعض کے نزدیک بالاجماع نہ تھا بعد رسالت مآب صلعم کے جناب امیر کی سواری میں رہا پھر حضرت امام حسن کے پاس رہا اور محمد مجاہد یہ ابن ابی سفیان تک جیتا تھا سب انتہائے گر گئے تھے گھاس و دانہ نہ کھا سکتا تھا صرف جو کھا کر دلوہ کھایا کرتا تھا آخر موضع ینیع میں فوت ہوا دوسرا فضہ روضۃ الاحباب میں ہو کہ یہ ہستہ فروہ ابن عمر حذامی نے تحفہ بھیجا تھا کہ حضرت صلعم نے صدیق اکبر کو سب کچھ سیرور المخزون اور بہتہ المحافل میں ہی کہ صدیق اکبر نے نہ کیا تھا ہوا بھیج تیسرا ایلیہ کہ پادشاہ ایلیہ نے یہ بھیجا تھا چوتھا ایک کہ تر تھا سفید جلیب جناب بروز جنین سوار تھے بہتہ المحافل میں ہو کہ یہ استر فروہ ابن عمر نے یہ بھیجا تھا اور بروز جنین اسی پر سوار تھے و حکم حضرت زین سے نزدیک ہو کہ حضرت نے خاک لیکر کافرون پر ڈالی کہ وہ منہ زخم ہوا اور جب روضۃ الاحباب لکھا ہو کہ بروز جنین آنحضرت دُل پر سوار تھے اور یہ معاملہ اسی پر واقع ہوا اور روضۃ الاحباب میں سوار دُل و فضہ و ایلیہ کے تین استر اور بھی لکھے ہیں ایک بدیہ کسرے دوسرا بدیہ نجاشی تیسرا دوتہ الجنل سے آیا تھا اور دراز گوش حضرت کے پاس تین تھے ایک عیفورہ بالعین کہ فروہ ابن عمر و حذامی نے بھیجا تھا حجتہ الوداع میں فوت ہوا اور بعض کے نزدیک بروز فوت آنجناب صلعم چاہ میں گر کر مر گیا دوسرا عقیقہ بصر مہملہ بصرہ تصغیر کہ ہدایا سے مقوقس سے اور بعض عقیقہ عیفورہ کو ایک ہی کہتے ہیں تیسرا وہ دراز گوش جو خیر میں یا تھے آیا تھا کذافی بہتہ المحافل لیکن روضۃ الاحباب میں ہو کہ ایک دراز گوش سعد ابن عبادہ نے دیا تھا فائدہ در بیان انعام مخفی نہ رہے کہ متبع اسفار معتبرہ سے معلوم ہوتا ہو کہ دایہ از قسم گاؤں سرکار رسول اللہ میں نہ تھا لیکن بنس یا دثیل مادہ شتر شیردار جو دو دین تین مہینے کی جینی ہوئی تھیں موضع غامین کہ متصل مدینہ ہی رہتی تھیں انکا دودھ ہر روز دوشکون میں آتا تھا از انجملہ جنا دسٹرا و عمریں و سعدیہ و لغوم و سیرہ و ربی و بردہ و مہربہ مشہور تھیں اور بھی ایک ناقہ قصویٰ اور صحیح قصوایر و وزن حمراء بالمذینہ تھیں وہ ہو جسکو آنجناب نے وقت ہجرت صدیق اکبر سے مول لیا تھا اکثر حضرت اسی پر سوار ہوتے تھے اور نقل حالت وحی کا سوا اس کے کوئی اٹھانہ سکتا تھا القاب اس کے حضبا و جد عار و صر عار و صلما و مخضرہ تھے بعض شروح مشکوٰۃ میں ہو کہ قصوایر اس ناقہ کو بولتے ہیں جسکا کونہ کان کا کٹا ہو حضرت کی اوٹنی ایسی نہ تھی بلکہ خالق ایسی ہی تھی اور احتمال ہو کہ شتیق ہو قصو سے یعنی دور شدن یعنی خوب دوڑتی تھی اور دو پر بوختی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ تعد و اسماء دلالت کرتا ہو تعد و مسیات پر یعنی جد عار وغیرہ سوا قصوایر کے تھیں کذافی بہتہ المحافل سیرور المخزون میں ہو کہ ایک دوشتر اعرابی کے ساتھ اسے دوڑایا تو شتر آگے نکل گیا مسلمانوں کو یہ بات بری لگی حضرت صلعم نے فرمایا لازم ہو گا اسے قتل ہو کہ کوئی چیز امور دنیا سے غالب آوے مگر کسی وقت اسکو غلبہ کرے اور کتب سیر میں دو ناقہ اور بھی لکھی ہیں ایک وہ کہ سعد ابن عبادہ نے یہ بھیجا تھا دوسری شحاک



ابن صفیان نے تحفہ دی تھی اسکو بردہ کہتے تھے اور بھتہ المداخل اور سرور الخزون میں ہو کہ سرکار نبوی میں ایک تنو  
 بز تھے انہیں ایک گوشت مند مخصوص واسطے دو دھپنے حضرت صلعم کے تھی اور دستور یوں رکھا تھا کہ جب کسی کے  
 پیچہ پیدا ہوتا اور تنو سے قندہ زیادہ ہو جاتی تو ایک بکری ذبح کر دی جاتی تھی اور سرکار عالیہ جادہ مصطفویٰ میں  
 ایک خروس سفید بھی تھا قائدہ در بیان اسلیم حضرت بھتہ المداخل میں ہو کہ حضرت صلعم کے پاس نو تلواریں  
 تھیں ذو الفقار بفتح و کسر فادجہ تسمیہ میں لکھا ہو کہ اس تلوار کی پیٹھ پر اٹھارہ ہرے تھے جس طرح انسان کے ہوتے ہیں  
 اسی کی حق میں حضرت صلعم نے خواب دیکھا تھا گویا ایک طرف اسکی ٹوٹ گئی اسکی تعبیر فرمائی کہ اہل اسلام کو  
 شکست ہوگی سو غزوہ احد میں ظاہر ہوا یہ تلوار اول بندہ ابن الحجاج کی تھی اور غزوہ بدر میں عاص ابن نبہ  
 ابن الحجاج المسہمی باندھے تھا جب وہ قتل کیا گیا تو علی مرتضیٰ کے ہاتھ آئی اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 پسند کیا اور اپنے پاس رکھا بعد اسکے علی مرتضیٰ کو عنایت کی اور بعد اُنکے ائمہ اطہار کے پاس ہی یہاں تک  
 کہ محمد ابن عبدالقادر ابن حسن مشنی معروف بالفن زکیہ وقت شہادت اسکو مکر میں باندھے تھے پناہ عیسیٰ ابن مر  
 بعد شہادت اُنکے مضور عباسی کو دی کہ زانی جذب القلوب اکثر قبضہ و تہمال و دو حلقے اُسکے چاندی کے تھے  
 ۲۔ غضب بفتح العین سکون البجیۃ و الموحدة یعنی شمشیر برندہ یہ تلوار سردار ابن عبادہ نے غزوہ بدر میں نزدیکی  
 ۳۔ مخدوم بکسر میم سکون خا و فتح ذال معتمین مشق خادم یعنی سرعت قطع مہ۔ رسوب بفتح را و ضم سین  
 مہلتین یعنی فرور و زہدہ برزم یہ دو تلواریں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سر یہ قلنس سے لائے تھے ۵۔  
 قلعی بضم قاف و فتح لام و کسر عین مہملہ زیادہ نسبت منسوب بفتح نام موضع ۶۔ تبار بفتح بای و موحدة مضمومہ  
 بر فوقیہ مشدودہ بضمینہ مبالغہ مشق تبر سے یعنی قطع ۷۔ حنف بفتح مہملہ سکون مثناؤہ یعنی موت یہ سیوف ثلثہ  
 غزوہ فقیقاع میں ہاتھ لگیں تھیں ۸۔ قضب بفتح و ضاد معجمہ بروزن فعل کہ تلوار دقیق کو بولتے ہیں  
 یہ اول حدیث ہو کہ حضرت صلعم نے باندھی اور اکثر انجناب اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے اور بعد انجناب خلفاء و راشدین کے  
 پاس ہی بعد از ان خلفاء عباسیہ مروانیہ کے پاس تھے ۹۔ بابور بای و موحدة مشق ابر سے یعنی جو شمشیر کفرانی اللہ و  
 گمراہ موسد صراح میں ثا و ر بیا و ثلثہ فوقانیہ ہو ۱۰۔ ایک تلوار اور تھی بعض کے نزدیک یہ دو تلواریں تھیں کہ عبدالقادر  
 میں سے تھیں اور بھتہ المداخل میں ہو کہ رسوب اور ایک تلوار اور در ثبہ میں حضرت کو ملی تھی اور بھتہ المداخل میں ہو  
 کہ چار نیزہ حضرت صلعم کے پاس تھے از انجما تین نیزے اسلیم سے فقیقاع سے تھے اور ایک مشنی تھا اور جمع البھار میں نام اسکا  
 مشوی تھا اسواسطے کہ جسکے لگے اسکو جنبش سے باز رکھے اور ٹوٹی لغت میں معنی خواہ نہ کردن آیا ہو سواے اُنکے تین حربہ  
 اور تھے ایک نیزہ بفتح فون و سکون موحدة اور نہج اصل میں ایک رخت ہو جسکی لکڑی سے تیر و کمان بناتے ہیں دوسرا  
 نیزہ تیسرا غزوہ فقیقاع میں مہملہ فون و زایہ معجمہ حیرہ تھا بعد از نصف نیزہ اسکو انجناب اکثر عیدین میں پاس

رکتے تھے اور کھنوں اور دونوں میں بھی اور اسی کو نماز عیدین میں بطور سترہ گاڑ دیتے تھے وراے اسکے تین چھریاں بھی تھیں ایک مقدار ذراع سرکج کہ اُس سے وقت رکوب رکب کو مانگتے تھے دوسرے مصرعہ سیمی لبرجون مقدار نیم عصا چسپاں آنجناب مکیدہ کو کر بیٹھ جاتے تھے تیسرے قصب یعنی شاخ درخت سیمی بمشوق اسکو آنجناب اکثر دست مبارک میں رکھتے تھے اور حضرت صلعم کی چار کمانیں تھیں دو حادہ یعنی دو دونوں درخت شوحط کی تھیں شوحط ایک درخت کو ہی ہر جس سے کمانیں بناتے ہیں اور صفراء درخت نیچ کی اور کتوم کہ بروز بدر لٹ گئی اور ایک ترکش تھا کافور نام اور ایک سپر تھی کمانی بھجہ المحافل یہ سپر یہ میں آئی تھی سپر تصویر کرکس کی بنی ہوئی تھی آنجناب دست مبارک رکھ دے مٹ گئی اور بعض کے نزدیک تین سپر تھیں زلوق و فتق دو فرائد کمال دسیری اور کوکب بھجہ المحافل نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کے پاس نو زر ہیں تھیں ۱۔ خرق بکسر غامجہ و سکون مہملہ و کسر نون یہ نام بسبب زخمی کے ہوا ہے کیونکہ خرق لغت میں بچہ خرگوش کو کہتے ہیں ۲۔ تیسرا بتقدیم موحده مضمومہ بر مشناۃ فوقانیہ چونکہ یہ زرہ خرد تھی اس واسطے یہ نام ہوا کیونکہ تیر تھیں یعنی دم بریدہ آیا ہے ۳۔ ذات الفضول یہ زرہ طویل الذیل تھی اس باعث سے مسما بذات الفضول ہوئی اس زرہ کو وقت قدوم مدینہ منورہ سعد ابن عبادہ نے نذر کی تھی اس میں چار حلقے چاندی کے تھے دو جانب سینہ اور دو جانب قفا اور بروز احد یہ زرہ مع فضہ کے جسم مبارک پر تھی اور بروز حنین مع صفدیہ و بروز وفات ابو شحم یہودی کے پاس بعض چند صاع جو کے رہن تھی نقل ہے کہ اس زرہ کو جناب ولایت مآب کرم اللہ وجہہ بدرجہا پہنچے ہوئے تھے ۴۔ ذات ابوشاح ۵۔ ذات الحواشی ۶۔ فضہ کہ اسلمہ بنی قینقار میں یا تھ لگی ۷۔ سعدیہ بعضے کہتے ہیں کہ یہ زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تھی اسی کو مقابلہ جالوت میں پہنتے تھے اور بعض کے نزدیک زرہ داؤد کا نام روحا تھا وہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ نام سعدیہ کا شخڑ یہ تھا اور بعض کے نزدیک صفدیہ اور دوزر ہیں اور تھیں ایک - غنائم بنی قینقار سے اور دوسری ۹۔ حطیمہ کہ علی رضی اللہ عنہ کو عنایت کی اور ارشاد کیا کہ اس سے فاطمہ زہرا علیہا السلام کا مہر لے کر دو اور ایک وایت ہے کہ اس زرہ کے بیچے کا حکم دیا تھا کہ چار سو اسی درہم کو بلی کہ اُس سے جہیز لیا گیا اور بروز احد و حنین باہین دوزرہ کے پہننے ہوئے تھے گذرانی بھجہ المحافل اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ آنجناب پاس دو مغفر تھے ایک موشخ اور دوسرا ذوالسبوغ مغفر بالکسر زرہ خرد کہ اسکو زیر کلاہ پہنتے ہیں اور سبوغ بالضم بمعنی فراخی نعمت و تمام اور مجمع البحار میں ہے کہ ذوالسبوغ نام زرہ کا تھا اور موشخ نام خود کا اور صاحب تہذیب المحافل خود کا کچھ ذکر نہیں کیا لیکن روضۃ الاحباب میں ہے کہ ایک خود بھی تھا جسکو حضرت صلعم بروز احد سر مبارک پر رکھتے تھے اور عرب خود کو بیضہ کہتے ہیں اور اعلام میں لکھا ہے کہ فرق مغفر و بیضہ میں یہ ہے کہ مغفر شبیہ طاقیہ سے ہوتا ہے اور بیضہ طویل اور کسمین حلقہ ہوتے ہیں کہ گردن ننہ اور کسی قدر موٹے اور سینہ چھپ جاتے ہیں اور ایک نطقہ یعنی کچھ چمڑے کا تھا

عمر بن الخطاب  
عمر بن الخطاب  
عمر بن الخطاب  
عمر بن الخطاب  
عمر بن الخطاب



اسمین تین حلقے فقری پڑھے تھے اور ایک لو اور سفید اور دوسرا سیاہ تھا اسی کو عقاب بولتے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لو اور بارک پر لا آئمہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا نزدیک کثرت تحقیق لو اور روایت باہم مترادف ہیں معنی علم جس سے مکان مالک لشکر کا دریافت کریں اور حسب عادت عرب لو اور وقت جنگ امیر لشکر کے ہاتھ میں ہوتا تھا مگر امام احمد و ترمذی ابن عباس سے اور طبرانی بریدہ سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ تھا اور لو اور بالمند و الکسر سفید اور ابن اسحق نے عزوہ سے روایت کی ہے کہ حدوث روایات کا غزوہ خیبر سے ہوا اس سے بیشتر اسکا ذکر نہ تھا اور الوہ یہ بیشتر اس مقام سے روایت و لو اور میں فرق پایا گیا مگر فقیر کے نزدیک یہ فرق عرفی ہے نہ لغوی چنانکہ بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ روایت علم کبیر بولتے ہیں اور لو اور علم صغیر کو فائدہ در بیان بیوت حضرت صلعم تحقیق نہ رہے کہ جسد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال جنت فرمایا تو گھر تھے بعضے جرید تخیل کے اور بعضے پتھر دن کے یعنی نیچے اوپر پتھر رکھے تھے اور بعضے ایسے تھے کہ صرف ٹٹیاں چوب خرمے کی بندھیں تھیں اور ان پر کھگل کی ہوئی تھی اور بلندی ہر ایک کی مقدار قد آدم اور ہر ایک گھر میں ایک ایک حجرہ تھا بعد ازاں بعد وفات اہل بیت و المؤمنین و بعد ابن عبد الملک نے گھروں کو ملا دیا اور حجروں کو داخل مسجد کیا بہتہ المداخل میں ہو کہ اگر اس حکم کا عمر ابن عبد العزیز کے ہاتھ سے ہوا اور جسد مدینہ میں یہ حکم آیا تو طرح کا غم و الم ہو کہ جیسا حضرت صلعم کی وفات کے روز ہوا تھا فائدہ در بیان ملبوسات وغیرہ اشیاء بہتہ المداخل میں ہو کہ جسد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسدن یہ اسباب متروکہ میں تھا دو جامہ جبرہ کہ ایک قسم چادرینی کی ہے اور جبرہ بکسر الحاء المملوہ و فتح الباء الموحده نام محلہ نیشاپور کا اور نام ایک شہر کانزدیک کوفہ کے اور ایک از ارعانی کہ بعضے اسکو یامانی بھی کہتے ہیں عمان بالضم ایک شہر یمن کا ہے و بفتح العین و تشدید المیم ایک شہر یوشام میں اور ایک چادر برنگ سبز مقدار چادر ایک بالشت طویل اور دو درویش عریض اور دو جامہ صحاری اور ایک قمیص صحاری اور ایک قمیص سفید سحلی سحول مومنین ہر یمن میں اور ایک جیبہ مینیہ اور ایک خیمہ یعنی چادر علمدار یا کلیم سیاہ علم دار اور ایک کلمی سفید اور کئی تاج خرد لاطیہ تین ہوں یا چار اور ایک از ارپانچ بالشت کی اور ایک لحاف رنگین ورس کا ورس بالفتح ایک قسم گھاس کی ہے یمن میں مانند کچھدھن سے کپڑے رنگتے ہیں اور ایک کلمی سیاہ اور ایک عمامہ سیاہ اور ایک عمامہ اور جبکو سحاب کہتے تھے سو وہ کلمی کسی محتاج کو عنایت فرمائی تھی اور عمامہ سحاب علی مرتضیٰ کو دیا تھا کہ جب کچھ میں حضرت علی مرتضیٰ اسکو مایندہ کر کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو اہل سر کہتے تاکم علی فی السحاب اور وہ جامہ خاص واسطے یوم جمعہ کے تھے اور ایک و مال نہ صاف کرنے کا تھا

بعد وضو کے اور ایک چادر شب خوابی کی تھی اور دو موزے سادہ بنجاشی بنے بیچھے تھے اور دو موزے  
 وحید نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگو پہنا اور بچھٹ گئے تھے اور ایک نیمہ تھا کن نام بکسر کاف تشدید  
 کہ اُسکو سفر میں کھڑا کر لیتے تھے اور چالیس آدمی کی اُسمیں گنجائش تھی اور ایک دستار خوان تھا سپر  
 کھانا کھاتے تھے اور ایک بچھونا چرمی تھا جس میں بجائے پنبہ لیف خرما بھرا تھا اور ایک پلنگ تھا  
 چوب ساچ کا جسکو پوست خرما کی رسیوں سے بنا تھا اور ایک جوڑا چوتہ تھا حال نعل مبارک کا علیحدہ  
 فائدہ دین لکھو گا اور ایک صند و قچہ چرمی تھا مد لہ نام کہ اُسمیں آئینہ و گنگھی دانت کی اور سہ دان تو قرص  
 و مسواک رکھتے تھے اور ایک کانسہ کلان غرا نام اُسمیں چار حلقے تھے اور چار آدمی اُسکو اٹھاتے تھے  
 اور ایک پیالہ لکڑی کا تھا جس میں تین جگہ چاندی یا لوہے کے پتر جڑے تھے اور ایک حلقہ تھا کہ اُسے پکڑ کر  
 اٹھالیتے تھے یہ پیالہ بعد آنحضرت صلعم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس رہا بعد اُنکے اُنکے بیٹوں کے پاس تھا  
 اور ایک پیالہ شیشے کا تھا اور ایک پیالہ اور ریان نام تھا اور ایک کٹورا پانی پینے کا تانبے یا پتھر کا تھا  
 اور ایک ظرف کلان برنجی جس میں بھدیری و دسمہ بنایا جاتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرمی کے وقت  
 سر مبارک پر لگاتے تھے اور ایک ظرف روئین اسطے غسل کے تھا اور ایک پیالہ بطور روغن دان اور ایک پیالہ جس سے  
 صدقہ فطر دیتے تھے چوتھائی وزن صاع کا ہو گا اور ایک انگشتی بھی چاندی کی تھی جسکا لگین چاندی کا تھا اور سپر  
 محمد رسول اللہ کھدا ہوا تھا و بڑا بیت بخاری ترمذی نقش خاتم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تین سطر میں تھا محمد  
 ایک سطر رسول ایک سطر اللہ ایک سطر اور بعض کے نزدیک انگشتی آہن کی تھی اور لگین چاندی کا تفصیل و تحقیق  
 انگشتی کی آگے بیان کی جائیگی فائدہ بخاری میں عمر و ابن حارث برادر جویریہ زوجہ مطہرہ رسول اللہ صلعم سے  
 روایت ہے مائیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ دینار دلاور ہما ولا عبد الا لامۃ ولا شیئ الا لنبیۃ لہ بیضاء  
 و سلاحہ و ارضاً جعلا صدقۃ یعنی بنین چھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت موت اپنی کے کوئی دیرم و دینار  
 اور غلام و لونڈی اور نہ کوئی شے مگر ایک شتر سفید اور بہتیار اور کچھ زمین جسکو صدقہ کر دیا تھا اس حدیث سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو خیر و بنین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور لونڈیوں کا ہو کر تبت مستبرہ میں لکھا ہے  
 یا تو وہ مر گئے ہونگے یا انکو آزاد کر دیا ہو گا اور بہتیار سے مراد تلواریں اور نیزے اور زرہ اور خود اور عصا بھال اور ہری  
 اور بعض روایت میں خاص ذکر زرہ کا بھی واقع ہوا ہے کہ وہ یہودی کے پاس رہن تھی اور شاید کہ یہ جہر اضافی ہو مبنی  
 اوپر نہ اعتبار کرنے اور ایسی سی چیزوں کے مثل پارچہ بلبوس و دیگر اسباب خاصہ و الابواب و ابواب صحیحہ از روئے حدیث  
 ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے کپڑے وغیرہ شروح بخاری میں ہے کہ ضمیر جملہ کی تین چیزوں کی طرف  
 پھرتی نہ صرف جانب ارض اسلے کہ انجناب نے فرمایا ہے کہ نحن معشر الانبیاء لا نورث مائیکناہ صدقہ یعنی ہم جملہ



انبیاء کے ہیں نہیں میراث چھوڑتے ہیں جو کچھ چھوڑتے ہیں ہم صدقہ ہو عسقلانی نے کہا ہے کہ زمین کی نعمت کو  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کیا تھا پس یہ زمین حکم وقف میں ہو گئی تھی یعنی اس زمین کو صدقہ جاریہ باقیہ اس کے  
 قائم رہنے تک کیا تھا اور کرمانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ زمین کو نصف دادی القریٰ میں تھی اور حضرت کا  
 خمس خیر سے اور حصہ میں نبی رضی اللہ عنہ سے اور صحیح مسلم میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 ماترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینار اولاد بہاؤ لا شبائہ ولا لعلیر اولاد اوصی لشیء یعنی بنین چھوڑے رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے بعد وفات کے دینار اور نہ درہم اور نہ بکری اور نہ اونٹ اور نہ وصیت کی ساتھ کسی چیز کے یعنی قسم مال سے  
 اس لیے کہ بنین چھوڑا کچھ مال تاکہ وصیت فرمائیں اور جو کچھ کہ مال نبی رضی اللہ عنہ کو دیا گیا تھا حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے حالت حیات میں صدقہ کر دیا تھا مسلمانوں پر بعد فقہ عیال کے سوا اے ان چیزوں کے جو حدیث  
 عمر وابن حارث میں مذکور ہیں پس یہ جو محققین علمائے لکھا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے نواح مدینہ میں  
 اوشنیان چھوٹی ہوئیں تھیں انکا دو دم ہر شب آتا تھا اور بکریاں چند دودھ پینے کے واسطے تھیں سو یہ بات  
 صلاحیت معارفہ اس حدیث کی نہیں رکھتی اور اگر صحیح بھی ہو تو محمول ہے اس پر کہ وہ اوشنیان بھی صدقہ کی تھیں  
 اور اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم اجمعین انکا دودھ پیا کرتے تھے اور مراد اولاد اوصی لشیء سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 وصیت نہیں فرمائی تھائی مال اپنے کی مگر اس سے وصیت کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ کتاب اللہ اور  
 اہلبیت اور اخراج یہود کی جزیہ عرب سے اور احسان کرنا یمویوں سے نکل گیا کیونکہ مراد اس سے نفی مطلق  
 وصیت کی نہیں ہے تو ضخیم نفل یعنی پادشہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم طول میں ایک باشت دو انگشت اور  
 عرض متصل کعبین سات انگشت اور بطن قدم پانچ انگشت اور اوپر چھ انگشت اور سر نوکدار اور قبالبین کے  
 بیچ میں دو انگشت کہ اقال الحافظ العلقمی فی حاشیۃ الجامع الصغیر فی احادیث البشر التدریک ذکرہ محمد علی الدمشقی  
 فی سیرت شامی قبیل دوالی کہ بر طول نعلین بندہ و آن دو تا باشت اور مثال نعل مبارک میں ثقات و معتدین نے  
 کتابیں تصنیف کی ہیں چنانچہ محدث تلمسانی کی دو کتابیں ہیں ایک کا نام ہے فتح المتعال اسکے دوسرے باب میں مثال  
 نعل مطہر کی اسناد لکھی ہیں اور انتہا اسکی سہیل ابن ابراہیم نو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کی ہے کہ اصل نعل مبارک  
 انکے پاس تھی اور نافع شمال مبارک کی مشورہ میں اور غوہل کے آفتاب سے زیادہ طاہر تر چنانچہ فتح المتعال میں ہے  
 کہ قاسم ابن محمد فرمایا کہ جو کوئی مثال کفش مبارک کو تبرک کر کے اپنے پاس رکھے اسکو امان ہے باغیوں کی بغاوت  
 اور دشمنوں کے غلبہ و غیظ اس سرکش کے شر اور حاسد کی آنکھ سے اور حاملہ عورت دروزہ کی شدت میں سیدھے ہاتھ  
 پیوے تو اسکی مشکل آسان ہو جائے اللہ کے حکم سے تلمسانی نے کہا میں نے تجربہ کیا صحیح ہے اور اکثر معتدین نے لکھا ہے  
 کہ جس حاجت میں اس سے توسل کیا گیا وہ حاجت برآئی اور جس ننگی میں اس سے توسل کیا گیا وہ آسان ہوئی تلمسانی نے

نفل مبارک کی مثال

میں جہاز پر سوار تھا کہ طوفان سخت آیا اہل تجربہ کو نجات سے یا بوسی ہوئی پیش مثال کفش مبارک ناخذ اکودی اُسے ہول کیا  
اللہ کی مہربانی سے جہاز بچ گیا اور دیا کے واقفوں نے کرمت شمار کیا تو ضیح انگشتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی تھی  
صحیحین میں عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی کہ ایک ہاتھ میں  
رہتی تھی بعد وفات صدیق اکبر کے پاس تھی پھر عمر ابن خطاب کے نصیب ہوئی بعد از ان عثمان بن عفان کو ملی یہاں تک کہ چارہاں میں  
گر گئی اور نہ ملی روایت ہے کہ معقیب خاتم دار کے ہاتھ سے گری تھی اسی کے بعد فقہ اختلاف برپا ہوا اور شہادت حضرت عثمان کی بنا پر  
گو یا خاتم میں ایک سر تھا جس سے انتظام بنا تھا جیسا خاتم سلیمان میں تھا اور صحیحین میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتی میں نگین جیسی تھا کہ اسکو جانب کف دست رکھتے تھے اور انگوٹھی پتھر کی تھی مراونگین  
جیسی سے سنگ جیسا ہوا یا سنگ سیاہ یا صانع اسکا جیسی تھا اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ انگشتی چاندی کی  
اور نگینہ بھی چاندی کا تھا پس صحیحین الحدیثین یوں ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں اور  
ابوداؤد نے معقیب صحابی سے روایت کی کہ خاتم رسول اللہ ہے کی تھی اسپر طبع تھا چاندی کا اور صحیحین میں عبد اللہ  
ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگشتی بنوائی اور دست بہت میں ہنی اور نگینہ متصل  
کف دست رکھا سو لوگوں نے بھی دیکھ کر بنوائیں تب حضرت صلعم نے منبر پر کھڑے ہو کر انگوٹھی اتار ڈالی اور سبکو منع کیا اور فرمایا  
کہ انگشتی فقرہ میں اختلاف ہے بعضے بلا کرمت استعمال اسکا جائز جانتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر بقصد زینت ہو تو مکروہ ہے  
اور بعضے قاضی اور مفتی کے واسطے جائز رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وزن مثقال سے کم چاہیے سو اسطے کہ استعمال اطلاق فقہ میں  
اصل حرمت اور کرمت ہو تو چاہیے کہ قدر ضرورت سے زیادہ نہ ہو اور اسی سبب دو انگوٹھیاں یا زیادہ اس سے پہننا مکروہ ہے لیکن بنا  
انگوٹھیوں کا منع نہیں ہے اور دلائل ہر ایک قائل کے کتب فقہ میں مطور ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ استعمال خاتم فقہ بلا خصوصیت درست ہے  
اکثر اصحاب با صفا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پہنچے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں کیا الا استعمال خاتم طلا بالافاق  
اور اربعہ مکروہ ہوا اس دلیل سے کہ صحیحین میں براہ ابن عازب سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے سبکو انگشتی طلا اور آوند طلا  
منع کیا ہے اور اس صحیح ابن ابی نعیم حضرت دی ہوا ایک جماعہ علماء کے قائل ہے کہ پانچ صحابی اپنی فائز تک سونے کی انگوٹھی استعمال کرتے تھے  
اور صحابہ بن حد کہتے ہیں کہ میں نے طلحہ اور سلوہ صہیب رضی اللہ عنہم کے پاس انگوٹھیاں سونے کی دیکھی تھیں اور نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت  
عثمان رضی اللہ عنہ نے چھپا کہ سب کیا ہے جو تیرے پاس انگشتی طلائی نظر آتی ہے صہیب نے کہا یہ انگشتی ہے دیکھی ہے جو تیرے ہاتھ تھا  
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کون تھا صہیب نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ انی الموبہا کر بعد تحقیق واضح ہوتا ہے کہ حدیث حرمت وہی سے  
شاید اطلاع نہ ہوئی تھی اور انگشتی اس میں بھی اختلاف ہے بعضے قائل ہیں کہ جواز میں بعض قائل کہ کرمت اور انگشتی بھی بالاتفاق مکروہ ہے جو صحیح حدیث  
اسکا کریمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ نام لیا تھا اور تھوڑا سا ہے کہ ابودکر تا ہو اللہ کفر کو اس سبب اور جاکر  
سے پہلے مشور ہوگا اور عاقبت کہ بعد میر کوئی نبی نہ ہوگا اور دوسری روایت میں معقی کر اور بنی التوبہ



اور نبی الرحمة اور نبی الملمحہ اور خدا سیکالے نے اپنے کلام قدیم میں یہ نام فرمائے ہیں بشیر و نذیر و رؤف و رحیم و رحمة للعالمین  
و طہ و کس و منزل و مژر و عبد اللہ و عبد و غزکی و معلم الکتاب و الحکمتہ و مادی الی الصراط المستقیم و الرسول الکرم  
و النور و انشاہ و البشیر و الداعی الی اللہ یا ذہ و السراج المنیر و رسول اللہ و خاتم النبیین و الرسول النبی الا تمی  
و النجم الثاقب و الشہید و الرسول البین و قدم الصدق و نعمتہ اللہ و العروة الوثقی و الرسول الامین اور یہ بھی حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں۔ آمین اور امون و ولی و سید ولد آدم و سید الناس یوم النقیاتہ و دعوة ابراہیم  
و اول من شق عنہ الارض و قاسم و ابوالقاسم اور کتب قدیمہ آئیمہ میں نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تھے  
التکوئل و المختار و مقیم السنہ و المقدس و قثم و ہولجاسح الکامل و صاحب القضیب و صاحب المراۃ اور ہر اولہ لغت میں  
عصا کو کہتے ہیں اور عرب لوگ عصا سے اونٹ بانکتے ہیں سو صاحب المراۃ اشارہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
عربی تھے اور صاحب الساج و روح الحق و ہذا معنی الفارق لیط فی الابل و ما ذمعاہ طیب و الخاتم بکبر التاء  
و الخاتم ففتح التاء یعنی حسن الابیاء خلقا و خلقا اور سمرانی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشفق و متحننا اور توریث  
ارجید اور جو اسماء رسول امت کی زبان پر مشہور ہیں اور خلف بن سلف سے نقل کیے ہیں یہ ہیں مصطفیٰ و محبتی  
و شفیع و شفیع و شفیع و صلح و طاہر و الصاوق المصدوق و امام المتقین و قائد العر المجاہدین یعنی کھینچنے والے گھوڑوں کے  
جنگی پیشانی اور قدیم سفید ہون یہ اشارہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بسبب آثار و ضو کے روشن رو اور  
پا درست ہوگی کہ اس نشانی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو حوض پر بلا دین گے و حبیب رب العالمین و صاحب  
الحوض المورود و اللہ المعبود و المقام المحمود و المحقر المشہود و صاحب الازواج الطاہرات و العلوم و الدرجات و العربی  
و الفرسی و التہامی و المکی و المذنی و الابطحی و سید المرسلین و شفیع المذنبین و قائد الواقدین الی رب العالمین  
اور ابوالحسن جیرانی مغربی نے اپنی کتاب میں ننانوے نام بیان کیے ہیں اور ابوبکر ابن العربی اپنی کتاب اجودی  
شرح شمائل ترمذی میں فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کے ہزار نام ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہزار ہیں  
توضیح و بیان صحاب رسول اللہ صلعم پوشیدہ نہ ہے کہ شمار صحابہ اور ضبط اسماء و صفات  
اور ثابت نہیں لیکن اس قدر کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نوے ہزار صحاب تھے  
اور بعضے چالیس ہزار بھی کہتے ہیں اور مسک اہل سنت و جماعت یہ ہے کہ بعد خلفائے راشدین کے طلحہ و زبیر اور  
عبد الرحمن ابن عوف اور سعد ابن ابی وقاص اور سعید ابن زید اور ابوعبیدہ ابن الجراح افضل ہیں اور بعد انکے  
افضل صحابہ اہل بدر بھڑ اہل احد اور بھڑ اہل بیت رضوان اور یہ ترتیب نزدیک اہل سنت کے بالا جماع ہے  
اور زیادہ اس سے تفصیل اس مسئلہ کی متعلق کتب عقائد سے ہے اس کتاب سے علاقہ نہیں رکھتی اور یہ بھی  
واضح ہو کہ احادیث صحیحہ شان صحابہ میں عموماً وارد ہیں کہ ان سے افضلیت اور کثرت ثواب کی تمام امت پر

ثابت ہوئی ہے اور بھی حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ تابعین سے اور تابعین تبع سے اور تبع تابعین مابعد اپنے سے افضل ہیں اور صحابہ جمع صاحب کی ہر طرح اطہار جمع طاہر کی یا جمع ہر صاحب کی ج طرح راکب و رکب یا جمع صاحب نفیستین اہم جمع صاحب ج طرح خادم و خادم جمع صاحب بکسر ج خائف صاحب و جمع صاحب صحابہ بھی آئی ہے اور جمع البجاریں ہر کہ سوائے اس جمع کے فاعل کی جمع فعال نہیں آئی اور صاحب از روئے نعت ہمیشہ اور ملازم کو بولتے ہیں اور مطلق محدثین میں صاحب و صحابی وہ ہے جسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت ایمان میں ملاقات کی ہو اور ایمان پر ملا ہو اگرچہ اس عرصہ میں مرتد ہو کر پھر ایمان لایا ہو اور عام ہے اس سے کہ رجوع جانب اسلام حیات رسالت مآب صلعم میں ہوا ہو یا بعد وفات مثل عبداللہ بن سعد ابن ابی السرح کہ حیات آنحضرت میں پھر ایمان لایا اور شہادت ابن قتیبہ نے اور جو کوئی حالت ردت میں مرا مثل ابن ابی حنظل و ربیعہ ابن امیہ جمعی و عبدالبن حبش وہ ہرگز صحابی نہیں ہے اور مراد ملاقات و ایمان سے وہ ہے جو بعد بعثت حضرت صلعم کے ہوئی ہو ہذا ہو الصبح اور بعضے تعمیم کرتے ہیں کہ قبل بعثت ہوا بعد اس واقعہ کہ یہ ابن عمر ابن نفیل اور ورقہ ابن نوفل و بحیر اور ویش داخل صحابہ ہوتے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے پیش از نبوت حضرت صلعم کو جان لیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان ہیں اور قبل بعثت مر گئے اور ملاقات بھی عام ہے کہ قبل سن تمیز ہوا بعد پس محمد بن ابی بکر کہ تین مہینے چند روز قبل وفات حضرت صلعم کے پیدا ہوئے تھے داخل صحابہ ہیں اور بعض امتیاز و بلوغ شرط کرتے ہیں اور بعض امتداد مدت صحبت بھی بقدر عرف شرط کرتے ہیں اور بعض مدت صحبت چھ مہینے قرار دیتے ہیں اور سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ میں شمار نہیں کیا جاتا مگر وہ شخص جو ایک برس حضرت کی خدمت میں رہا ہو اور کسی غزوہ میں بھی شریک ہو ہو و الصبح ما ذکرنا او لا اور جو کوئی شخص بعد از نبیانی جمال مصطفوی کے مشاہدہ سے مخدور رہا ہو اسکی صحابیت کچھ خلاف نہیں ہے ج طرح عبداللہ ابن مکتوم و ہذا تعریف صحابی میں بدل رویت لفظ ملاقات محققین نے اختیار فرمائی اور جس کسی نے حضرت صلعم کو بعد وفات عیاں آکر شفا بیداری یا خواب میں دیکھا ہے اسکا شمار صحابہ میں نہیں ہے اور جو بابر تن نے سال ششصد و ست ہجری میں دعوی صحابیت کیا تھا وہ قابل ساعت نہیں ہے اور اخیر صحابہ وفات میں انہوں نے واقعہ پیشی تھے کہ انہوں نے ستر ہجرت و عشرین وفات پائی ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ عکرا اس ابن ذویب بعد قضیہ حمل کے ستر برس زندہ رہے محض بے مہل ہے کہ کذا فی التشریح و رد التقریب تا لوفات نفی سید محمد ولی اللہ فرخ آبادی اور صحیح یہ کہ صحابی عام ہے شامل جن و انس کو لیکن دخول ملائکہ صحابہ میں مثل جبریل میکائیل علیہما السلام کے سوا یہ بات موقوف ہے کہ حضرت صلعم رسول ملائکہ بھی تھے یا نہیں جو شخص قائل بقول اول ہے وہ انکو صحابہ میں داخل کرتا ہے اور بعض جنات کا صحابہ میں ہونا ثابت ہوتا ہے مگر ابن ابی شریک کا میلان اسطوف ہے کہ جن صحابہ میں نہیں ہیں اگرچہ مسلمان ہوں اور حضرت اوس قرنی ابن عامر کہ نسب جانب قرن رویمان بن ناحیہ بن مراد کے ہیں داخل صحابہ میں ہیں مگر بہتر تابعین میں ہیں اور آنحضرت صلعم نے انکی حق میں فرمایا ہے کہ بہتر تابعین ایک شخص ہے کہ کما جاوگیا اوسکو اوس اور اسکی ایک لکھ ہے اور جو کوئی مشبکہ کے کلام محمد بن علی

وہی صحابہ ہیں ان میں سے جو کہ

وہی صحابہ ہیں ان میں سے جو کہ



منقول ہو کہ بہتر اور افضل تابعین سید ابن السیب میں یہ اوسکی ستانی ہو سو کچھ منافات نہیں کیونکہ خیریت و فضیلت  
 اوس کو باعتبار کثرت ثواب کے ہو خدا کے نزدیک اور فضیلت سید ابن السیب کی باعتبار معرفت علوم اور حکام  
 شریع کے ہو اور جو کوئی توہم کرے کہ اوس نے تخلف کیا صحبت رسول مقبول صلعم سے سو خود حضرت صلعم کے فرمانے سے  
 ثابت ہو کہ اوسکی ان کے سبب ہی یعنی بسبب طر اور خدمت جہان ان کے حاضر بنیں ہوا لہذا تو ہم دفع ہو گیا پوشیدہ نہ ہو  
 کہ اخبار اور آثار شان اوس قریں رحمۃ اللہ علیہ میں بہت قیاد ہوئے ہیں چنانکہ علامہ سیوطی نے جمع الجوامع میں اکثر  
 نوکر کیے ہیں کاتب الحروف اس مقام پر چند اخبار اوس میں سے گذارش کرتا ہی از تجلہ صحیح مسلم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ  
 عنہ روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے اِنَّ رَجُلًا یَاتِکُم مِّنَ الْمِیْنِ یَقَالُ لَکُمَا اَوْیْسٌ لَا یَدْرِعُ بِالْمِیْنِ غَیْبَ اَمِّکُمْ کہ  
 قد کان بہ بیاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَادَّہَمَہُ اَلَا مَوْضِعُ الْیَدِیْنِ رَاوَالِدَ رَہْمَ فَمِنْ لَقِیْتِہُ فَلِیْسَتْ تَغْفِرُ لَکُم وَفِی  
 رَوَاۤیَۃٍ مَّا لَمْ تَسْمَعِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ خَیْرَ الْمَتَابِعِیْنَ رَجُلًا یَقَالُ لَکُم  
 اَوْیْسٌ وَلَہُ وَالِدَۃٌ وَکَانَ بِہُ بَیَاضٌ فَمَزَّوْہٌ فَلِیْسَتْ تَغْفِرُ لَکُم یعنی تحقیق ایک شخص آوے گا تمہارے پاس  
 مین کی جانب سے کہا جائیگا اوسکو اوس نہ چھوڑے گا مین میں سوائے والدہ اپنی کے یعنی نہیں ہی اوسکے یہ  
 خیال اہل مین میں سوائے مان کے اور نہیں باز رکھا ہو اوسکو آنے سے مگر اوسکی خدمت نے تحقیق تھی اوسکے بدن میں  
 سفیدی یعنی برص پس دعا کی اللہ سے سو دور کیا اللہ نے اوسکو مگر مقدار و نیار کے یا درہم کے پس جو شخص ملے اوس سے  
 چاہیے کہ بخشش طلب کرے تمہارے لیے یعنی چاہیے کہ درخواست کرے وہ شخص اوس سے کہ بخشش طلب کرے وہ اوسکے لیے  
 اور ایک روایت میں یوں آیا ہو کہ کما عمر نے سنائے نے سوال خدا سے زاتے تھے تحقیق بہترین تابعین ایک شخص ہی کہا جائیگا  
 اوسکو اوس اور اوسکے لیے مان ہو اور تھی اوسکے برص پس حکم کرنا اوسکو اور چاہنا اوس سے کہ متغفار کرے تمہارے واسطے  
 قائم رہے باقی رکھنا برص کا مقدار درہم کے شاید کہ علامت کے طور پر ہو یا اس واسطے ہو کہ اوس بسبب شرم کے متفکرین کو گستاخ  
 اور اس لیے وہ دوست رکھتے تھے گوشہ نشینی اور گمنامی اور مکر وہ جانتے تھے شہرت و مخالفت کو اور ایک روایت میں آیا ہو  
 کہ یہ بسبب دعا کرنے اوس کے تھا کہ دعا کی تھی اتنی چھوڑ میرے جسم میں کچھ نشان اوسکا کہ یاد کروں میں بسبب اوسکے نعمتیں  
 اور جو حضرت نے بہترین تابعین فرمایا سوائے کے لیے کہ حضرت کے زمانے میں تھے اور بسبب نفع شرعی کے حاضر ہونے سے محروم ہو  
 اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو کہ صاحب طلب کرنی چاہیے اہل خیر و صلاح سے اگر کچھ طالب فضل و نفع سے آنا بخیر روایت کیا ہو  
 ابو القاسم عبدالعزیز بن جعفر الحمیری نے اپنے فوائد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بھی بن سعید سے اور اوس نے سعید بن جبیر  
 اور اوس نے عمر بن خطاب سے کہ عمر نے کہا فرمایا حضرت صلعم نے اکیدن اسے عمر میں نے کہا لبتیک سعدیک یعنی حاضر ہوائی جو حکم ہو جائے  
 یا رسول اللہ پس گمان کیا میں نے کسی کام کو سمجھیں گے فرمایا اسے عمر میری امت میں ایک شخص ہو گا کہ اوسکو اوس قریں کہیں گے جو چوکی  
 اوسکو ایک بلا جہد میں یعنی برص میں عاکر گیا خدا سے خود رو کر دیکھا خدا اگر کہے ہوتا پہلو میں رہا بیٹا کہ جب اوس دیکھا یا دیکھا اللہ کو

نصف اول اوس قریں

نصف ثانی اوس قریں

سبب سے تو اوس سے تو کما میری طرف سے سلام اور اپنے لیے دعا کرنا، جیسے کہ وہ کریم و بزرگ ہو نزدیک پروردگار کے اگر قسم کھا کر  
 خدا پر سچا کرے اوسکو خدا شفاعت کرے گا وہ مانند ریحہ و مضر کے لیے کہ نام دو قبیلوں کے ہیں کہ بہت لوگ تھے انہیں یعنی بہت لوگوں کی  
 شفاعت کرے گا عرضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ طلب کیا میں نے اوسکو حضرت صلعم کی جناب میں وہ نہ ملا پہ طلب کیا میں نے ابو بکر کی خدمت میں  
 پھر بھی ملا اور ڈھونڈا میں نے اوسکو اپنی امارت میں کہ تلاش کرتا تھا قافلوں کو جو شہروں سے آتے تھے اور کتا تھا تم میں کوئی شخص  
 مروی یا قونی ہو کہ اوسکا نام اویس ہو آخر ایک شخص نے کہا کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے اسی امیر المؤمنین تو پوچھا ہے ایک بہت اونچا اور  
 فنی کو وہ ایسا نہیں کہ تم شخص اوسکا حال پوچھے میں نے کہا میں دیکھتا ہوں تجکو اوسکے مقدمہ میں ہلاک ہوئیو اوسنے عرض ہی  
 نوکر کر رہا تھا کہ ایک شخص دفعتاً نمود ہوا اوٹ کمنہ پلان پر سوار جا کر کمنہ پہنچے ہوئے سو میرے دل میں آیا اویس ہی ہو گا میں نے کہا  
 اویس قونی ہو اوسنے کہا ہاں میں نے کہا پیغمبر خدا صلعم نے سلام کہا تھا تجکو اوسنے کہا علی رسول اللہ السلام و علیک یا امیر المؤمنین  
 پھر میں نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تھا تمکو کہ دعا کرو میرے لیے بعد ازاں ملاقات کرتا تھا میں اوس سے ہر سال یعنی حج میں اور کتا میں  
 احوال و اسرار اپنے اوس سے اور وہ کتا مجھ سے و ابن عساکر نے حسن بصری روایت کی ہے کہ جب اہل قرآن حج میں آئے تو پوچھا امیر المؤمنین  
 عمر رضی اللہ عنہ کہ آیا تمہارے درمیان میں اویس ہی ایک شخص نے کہا ایک شخص ہے کہ کھنڈ روں میں رہتا اور لوگوں میں نہیں آتا عرض نے کہا  
 میرا سلام ہو پوچھا نا اور کتا کہ ملاقات کرو مجھ سے سو ہو پوچھا یا اوس شخص نے پیغام عمر رضی اللہ عنہ کا اور آیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ہی اویس ہو کہا ہاں پھر اوسکا  
 حال جو حضرت صلعم نے بیان فرمایا تھا کہا اور دعا کی درخواست کی کہ اویس نے دعا فرمائی اور کہا اسے امیر المؤمنین حاجت میری تھی یہ  
 کہ میرا حال لوگوں سے چھپاؤ اور دن دو کہ میں پھر جاؤں یہاں سے پھر مشہور ہے اویس پوشیدہ لوگوں میں یہاں تک کہ بروز نماز و نشید ہو  
 اور بن عساکر نے اپنی تاریخ میں بن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے موسم حج میں اہل مین قبیلہ مراد سے نشان اویس قونی کا  
 دریافت کیا معلوم ہوا کہ اگر اراک غزوہ میں اوٹ جرتے ہیں چنانچہ عمر فاروق اور علی رضی اللہ عنہ سوار ہو کر اراک میں آئے دیکھا ایک شخص نماز پڑھتا  
 اویس جگہ گاہ سے نظر لگائے ہی دونوں نے کہا یہی شخص ہو گا جب سننے آگئی آہستہ آہستہ تو نماز کو سبک کر کے فارغ ہوا دونوں نے سلام کیا  
 اویس نے جواب سلام دیا پھر پوچھا نام کیا ہے کہا عبد اللہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو کوئی آسمان زمین میں ہے وہ عبد اللہ ہے قسم دیتا ہوں تجھ کو  
 پروردگار کہہ گی کہ نام تیرا جو تیری ماں نے رکھا ہے رکھا ہے کیا ہے کہا کیا چاہتے ہو تم نام میرا اویس بن بدار ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی نے کہا گھول  
 یا ایاں پہلو اپنا سو گھولا تو ایک جھبا سفید مقدار درہم نظر آیا سو دوڑے دونوں کہ بوسہ میں اوس دھبے کو چھو کہا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا  
 تجھ کو سلام اور تو ہمارے لیے دعا کر کما میری دعا تمام شرق و مغرب کے مسلمین و مسلمات کیلئے ہے کہ اویس نے اس کے واسطے ہاتھوں میں دعا کرنا  
 دعا کی اویس نے انکے اور تمام مومنین مومنات کے لیے پھر کما عمر رضی اللہ عنہ نے کہ دونوں میں تجھ کو کچھ اپنے رزق سے یا اپنی عطا سے کہا دو کپڑے  
 میرے پرانے ہو گئے ہیں اور دونوں پانچویں گانٹھی گئی ہیں اور میرے پاس چار درہم ہیں جب ہو چکین گے کیلنگا اور کہا جو کوئی  
 رزق کرتا ہے ہفتہ کی آرزو کرتا ہے مہینے کی آرزو کرتا ہے مہینے کی آرزو کرتا ہے سال کی تعداد ان سپرد کیے اوٹ قوم کے  
 اور چلے گئے پھر نظر آئے تو صبح در بیان معجزات محقق دوائی کہتے ہیں کہ معجزہ وہ ہے کہ برخلاف عادت مدعی نبوت کے

چند روایتیں

اس شخص پر

اس شخص پر

بیان معجزات



باتھ پر بنا بطلب غلبہ وقت نزاع منکرین ظاہر ہو اور ولایت صدق پر کرے اور معارضہ اور سکا امکان سے باہر ہو اس وقت میں سب سے پہلے یہ کہ انحال آئیہ سے ہو دوسرے عادت آئی کے خلاف ہو یعنی مباشرت اسباب سے پس سحر خارج ہو گیا اگرچہ ظہور اسکا معنی ہوتا ہے کہ ہاتھ پر ہوتا ہے اسکا معنی ہی کے ہاتھ پر ہونے پر کرامات اولیا معجزات ہوئے اور جو کہتے ہیں کرامات ولی معجزات ہیں حق ہی میں سوئے بغیر بطریق تشبیہ جس کہ قال الحق انجالی چوتھے یہ کہ ظہار معجزہ بمناعت ہو تا کہ تھدی پانی جائے پس ارباضات کہ بنا برہمیں تمہید نبوت قبل مثبت ظاہر ہو میں اول کو معجزات کہ مبین کے بطرح سایہ کرنا ابر کا اور شق ہونا صمد کا اور ارباض از روئے لغت یعنی مضبوط و مستحکم کردن بنا از آب سنگ است اس جگہ سے ظاہر ہو کہ جو خارق عادات قبل از ظہور نبوت ظاہر ہوے میں بنا برہمیں تمام امر نبوت اول کو ارباضات جوتے ہیں اور مجموعہ خارق عادات چارہین ایک ہستدرج جو کہ کفار و فاسق سے ظاہر ہوتا ہے دوسرے معجزات جو عموم الناس اہل اسلام سے ظاہر ہوتا ہے تیسرا کہتے جو اولیا کون سے ظاہر اور قید دعوی نبوت سے یہ تینوں میں خارج ہو گئے ہیں جو تھاسو ہی باعتبار ظاہر گر در حقیقت سحر خارق عادت نہیں ہے بلکہ ظہور ہوا ہے سبب سے جو کوئی ان سباب سے مباشرت کرے اس سے ظاہر ہو جائے اور ہر ظاہر ہو کہ جو غیر سباب علیہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ خلق و انشیں کہ جس طرح شفاے مرضی اور دویہ طبییہ یا رقیہ سے یا چوپین وہ معجزہ موافق دعوی ہو یعنی اگر ظہور معجزہ بر خلاف دعوی ہو تو معجزہ نہیں ہے کہ سبب کہ کتاب آج میں اپنا ایک کونین میں ڈالا اور دعوی کیا کہ پانی اسکا بڑھے گا سو کہ ہو گیا یا شفا کی دعا کی وہ مرضی مر گیا یا بصارت کی دعا مانگی وہ اندھا ہو گیا پوشیدہ نہ رہے کہ دعوی سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ دعوی صریح کی حاجت ہے بلکہ دعوی صریح کی حاجت نہیں ہے قرآن حالہ کافی میں یعنی معارضت سے یہ مراد نہیں ہے کہ فی الحال ہو بلکہ ظہور کا ایام نبوت میں معارضت کیوہے کافی ہو چھٹے اس معجزہ کہ کذب پر دلالت نہ ہو مثلاً نبی مبعوث فرمائے کہ میں اس حیوان کو بلاتا ہوں پھر وہ حیوان تو بولا لیکن اسنے کہا کہ شیخ کا ذبیحہ ہو معجزہ کنہیں کے ساتویں کوئی شخص اسکا معارضہ کر سکے اگر خداوند تعالیٰ دوسرے ہاتھ پر نزل دے کہ ظاہر کرے اور وہ معارضہ کرے تو دونوں معجزہ کنہیں کے کیونکہ معجزہ کو معجزہ اس سبب کہتے ہیں کہ خلق اس کے اتیان مثل سے عاجز ہو تو در حقیقت عجاہ صفت خدا ہو جب یہ معلوم ہو اتوا جانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک پیغمبر کو معجزے غایت کیے ہیں تا ان سے اس پیغمبر کی رستی و پیغمبری ثابت ہو اور خلق اسکا ایمان لائے اور عادت آئی یوں جاری ہو کہ جن نے میں جس چیز کا بہت چاہا ہو اسی اس وقت کے پیغمبر کو اوی قسم کا معجزہ بدین سبب کہ غایت ہو ہو تاکہ لوگوں کو پیغمبر کی رستی بیشک شبہ معلوم ہو چنانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں جادو کا چرچا تھا اور عصا ملا کہ سانپ بنجا تا تھا اور حضرت عیسیٰ کی وقت میں طب کا چرچا تھا اول کو شفاے مرضی کا معجزہ ملا اور ہر حضرت مصلح کے عہد میں فصاحت اور بلاغت کا عرب میں بڑا شور مچا اور تھا اس واسطے قرآن مجید اول معجزہ غایت ہوا اور یہ شامہ واک ان کتب میں ہے باری علی علیہ السلام سورہ من تنذ یعنی اگر تم کو پیغمبر کی رسالت میں داریں کلام کی حقیقت میں شبہ ہو تو ایک رتہ کے برابر ہو سو تمام صحابہ عرب عاجز ہو گئے اور کسی سے برابر ایک آیت کے بھی نہ ہو سکا اور اگر ہو سکتا تو ضرور کہتے معلوم چھوڑ کر اپنی جان نیا کیوں بل کرتے اور یہ معجزہ سبب تھدی قرآن مجید میں موجود ہے کہ لیکن وجہت الانس و الجن علی ان یا تو امثل یا لا یقرآن لایا تو ان بشک و لو کان بعضہم بعض ظہر یعنی اگر جن ہوں انسان جن اسپر کہ لائیں مانند اس قرآن کے تو نہ لاسکین گے اگرچہ ہو ایک دوسرے کا پشت پناہ اور یہ تو عجیب تر از معجزہ ہے

کہ قیامت تک قائم رہے گا اور پیغمبروں کے معجزے باقی رہے اور جب قیامت تک باق ہو وہ نہ شخصت معلوم کے معجزے کی دلیل قائم رہے  
پھر ہر زمانے میں قیامت تک لوگ مسلمان بھی ہوتے جائیں گے اور ایک بڑا عجازیہ ہو کہ ساڑھے بارہ سو کئی برس گزرے ہیں  
اور قرآن شریف میں کسی طرح اختلاف نہیں پڑا حالانکہ ہلال میں بہت مذہب ہو گئے اگر عجاز ہوتا تو ہر شخص اپنے مذہب کے موافق  
جو چاہتا بتا لیتا یعنی محفوظ ہوتا اسکا تحریف و تصحیف سے بھی عجاز ہی جتنا کہ حضرت جل جلالہ فرماتے ہیں نحن نزل الذکر و انزلناہ لعلہ یحفظ  
یعنی ہمارے اوتار ہی قرآن اور ہم اس کے حافظ ہیں یعنی جس طرح اسکا ظہور بلا دخل ناق ہی سی طرح کی اور بشی دخل و تصرف خلق سے  
نہو سکے گی اور بھی ارشاد ہوتا ہے لا یتبدل الباطل من بین یدہ ولا من خلفہ یعنی نہ آویگا اس قرآن میں ہل اگے سے نہ پیچھے  
یعنی کمی و بیشی ایسی کہ اس کے اوصال اور فوہل کو مرتبہ حجت سے ساقط کر دے نہونے پائے گی کیونکہ اس طرح کا دخل اور تصرف بکریں  
امور باطلہ سے ہر بلکہ دشمن اس کے جاہلین کے بیان کرتے ہیں لایہدم ارکانہ ولیس علی احدہما القرآن من قاتلہ یعنی قرآن کا  
کوئی خرنک یا جاہل یا کوئی جز محتاج الیہ حصول نجات کے لیے نہیں ہے بعد قرآن موجود کے نہ یہ کہ نبی مقدم کی تہلیفات الہیہ کی  
نسبت ہی متاخر گوہی دے کہ اس ہمت کے عالموں نے اس کلام کو متغیر کر ڈالا ہے اور اسکی باتوں کو بدل ڈالا ہے اور اپنی  
بدعتوں کے رونق دینے کو اس سے ناکارہ کر دیا ہے اور اسکی تحریف کر نیوالے ہیں اور آئندہ کو دروغ ماننے والے پیدا ہوں گے چنانکہ  
توریت و انجیل کی نسبت حضرت ارمیا اور اشیا اور عیسیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے اور یوہوس اور پطرس حواریوں نے بیان کیا ہے  
اس مقام سے معلوم ہوا کہ توریت و انجیل میں کچھ عجاز تھا اسی سبب سے انہیں تحریف و تصحیف و اختلاف ظاہر ہوا ہے چنانکہ یوہی  
آل حسن موافقی نے رسالہ استفسار میں اور مولوی عباس علی جاموی نے صوتہ الضیغ میں مفصل اس باب تحریف کو بیان کیا ہے  
پس یہ معجزہ معجزات متواترہ تطبیقہ یقینیہ ہیں اور اسی سے حضرت صلحہ احتجاج فرماتے تھے کہ اس باب میں کسی کو اختلاف نہیں ہے  
اگرچہ منکر لوگ صحت احتجاج میں گفتگو کرتے ہیں اما اصل ظہور میں حضرت صلحہ سے اور معارضہ باتیان ادنیٰ سورۃ میں کچھ دشمن  
کرتے اور جو بعضے بعلم یوقوفی سے کہتے ہیں کہ اور کتابیں بھی ایسی ہیں کہ اپنا نظیر نہیں رکھتیں مانند شاہنامہ فردوسی اور گلستان  
سعدی وغیرہ سو یہ قول دلیل و حقیقت حقیقت معجزہ اور کیفیت عجاز قرآن شریف سے ہے کیونکہ عجاز قرآن اس سبب سے  
کہ ہمارے خاتم النبیین صلحہ نے اس سے تحدی فرمائی اور مخاطبین حاضرین عاجز آئے اور یہ بات اور کتابوں میں کہاں واقع ہوئی  
اور کہنے اُن سے تحدی کی اور کس مقام پر عجز مخاطبین ظاہر ہوا اور محض اندام نظیر عجاز نہیں ہے اور اسے اسکے اور کلام سے  
کہ فلاں کتاب عدیم النظیر ہے ممکن نہیں ہے جیسا کہ ملکہ رسوخ معرفت بلخ و بلخ میں نہ رکھا ہوا اور حم غصیر بلکہ کلام اہل غلبہ  
اس امر پر مجتمع نہون پس عدیم النظیر ہوتا ان کتابوں کا جگہ نا واقف اپنے زعم میں عدیم النظیر قرار دیتے ہیں قابل تسلیم ہے  
اور عدیم النظیر ہونا شاہنامہ فردوسی کا غلط محض ہے نیز محمد توراتی متخلص آشوب کتاب سبوت فاروقی بہتر از شاہنامہ تالیف کی ہے  
اور فردوسی پر اکثر جرح کرتا ہے و فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ علامہ کے وجود عجاز میں کی قول میں بعضے متکلمین کہتے ہیں کہ یہ مہلک طبع  
و تالیف عجیب من حیث المطالع و المتطالع کلام بشر میں صلا پایا نہیں جاتا اسی بحث سے محفل صحیحہ اور تلوذ کیہ معارضہ میں متحیر ہیں اور

و عجاز قرآن



جہتوں تکملین قائل ہیں کہ اس کلام کی فصاحت اور بلاغت پہلی مراتب میں واقع ہو کر طاقت بشریہ سے خارج ہو یہی اعجاز ہے اور ابوبکر باقلائی کہتے ہیں کہ حسن اسلوب اور تالیف مرغوب اور غایت فصاحت اور نہایت بلاغت اعجاز ہے اور نظام کے نزدیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو باز رکھا ہے جو طرح نمود مردود کو معارضہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام میں بہوت فرمایا اور قاضی عیاض نے شفا لکھا ہے کہ باعتبار بلاغت قرآن میں سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں اور اس پر ایک دلیل قوی ذکر کی ہو یعنی یہ محققین نے فرمایا ہے کہ کلام اللہ میں سے جس قدر کلام کہ برابر سورہ انا اعطینا الکوثر کے ہے مجرہ ہو اور سین دس کلمے ہیں اور تمام کلام اللہ میں کچھ اوشتر ہے کلمے ہیں سو جب شتر بزرگوں کو دل پر قسمت کریں سات ہزار سات سو چل ہوتے ہیں پس قرآن میں سات ہزار سات سو چترے آئے اور بڑا اعجاز کلام اللہ کا یہ ہے کہ شتر اخبار آئندہ پر ہو کہ اسکے مطابق واقع ہوا اور اس معجزہ کو اہل کتاب پیشین گوئی کہتے ہیں اور یہ اون کے نزدیک عمدہ معجزوں میں شمار کیا جاتا ہے اور کلام اللہ بہت پیشین گوئیوں پر مشتمل ہے اور چند پیشین گوئیوں پر کتاب میں بھی بیان کی اور محقق دوانی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قوت معارضہ خلق سے سلب کر لی ہے سو اسے ان سب امور کے اظہار اور مخفیہ وغیرہ حاصل استقبال کہ وسعت بشریہ سے خارج ہے مثلاً خبر علیہ روم بر فارس و تبرق کد و خبر دخول مردم در دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم واقفا را سر رکھار و منافقین بھی اعجاز ہے اور شہا قرآن قصص انبیاء پیشین اور ام سابقین پر مثل قصہ ابراہیم و یوسف علیہ السلام و انوار اور صحاب کف کہ خبر اخبار اہل کتاب علم انکا ممکن تھا اور حضرت صلعم نے باوجود دائمی محض ہونیکے برو صحیح بیان فرمائے یہ بھی اعجاز ہے اور لائق حق و عجب کہ قلب سامعین پر طاری ہوتا ہے اور حصول فوق و شوق جو قاری اور سامع کو ہوتا ہے یہ بھی اعجاز ہے اور اجتماع حقائق و معارف یقینیہ و رد لائل مرہ بین عقول اور حکام و شریع ضروریہ و خیرات و حسنات و دنیا و دنیویہ باوجود وجازت الفاظ و جودت معانی بھی اعجاز ہے اور آسانی حفظ تعلیم کہ اعمی و بصیر و طفلان صغیر مدت تصویر میں کر لیتے ہیں عجب اعجاز ہے بخلاف دیگر کتب منکر کہ سوایہ پیغمبروں کے کسی کو یاد نہ ہوتی تھی و دوسرے معجزہ شوق القمیر کہ شہوت اسکا باجماع مفسرین و محدثین کر میہ اقربت اساتہ و انشق القمر وان یہ آیتہ یقرضوا و یقولوا سحر سے ہوتا ہے یعنی پاس لگی وہ گھڑی او بھٹ گیا چاند اور اگر وہ دیکھتے ہیں کوئی نئی آیت جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جادو چلا آتا ہے یعنی قیامت قریب پہنچی اور دوسرے آخر الزمان آیا اور جو تم منکر قیامت ہو اس سبب سے کہ وہ مستلزم اجرام علویہ کی خرابی کی ہو تو چاند بھٹ چکا اور لوگوں نے دیکھا اب کوئی استعمال باقی نہیں ما اور امتناع خرق و التیام یہ بہت عقل بل ہو گیا اگر کوئی بیوقوف جابل کہے کہ مراد انشقاق قمر سے انشقاق وقت نفع صورت کار ہو تو جواب اول یہ ہے کہ یہ اسکا غلط محض ہے کہی وجہ سے اول یہ کہ انشقاق قمر کی کچھ خصوصیت ۱۔ سوقت میں نہیں ہو بلکہ جملہ سادایت کا یہی حال ہونا ہے دوسری یہ کہ وہ انشقاق زمانہ آئندہ میں ہے اور آئیہ کر میہ دلالت نہیں پر کرتی ہو تیسری یہ کہ انشقاق وقت نفع صورت بنابر اعجاز نہ ہو گا اور اسکو کافر لوگ سحر نہ کہیں گے اور جواب ثانی یہ ہے کہ مفسرین اور محدثین کا اجماع ہے اس بات پر کہ یہ آیت معجزہ شوق القمر میں نازل ہوئی ہے چنانکہ شیخ سلام اللہ محدث حاشیہ کمالین میں جو تفسیر حلالین پر ہے فرماتے ہیں قدح مفسر علی ان الارادی تلک لآیتہ ہوا لانشقاق الذی کان معجزات من النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا الذی یقع فی یوم القیامت و یصل علی ملک

۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰





کہ ابو نعیم نے وہاں النبوة میں بسند متصل صحیح نقل کیا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک سات کو مکہ کے بت پرست سرور حبشہ جرج  
ابو جہل بن ہشام اور عاص بن وائل اور اسود بن مطلب غیرہ جمع ہو کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اگر تویی پیغمبر  
تو چاند دو ٹکڑے کر کے ہمیں دکھا دے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور پھیل گئے اور اسی معاملہ کو محمد بن یحییٰ  
بسند صحیح متصل بخاری میں اور ابو مسلم نیشاپوری نے دوسری سند متصل سے اپنی کتاب صحیح مسلم میں بالاختصار لکھا کہ انس بن مالک  
کہتے تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے کہا کہ اپنے معجزہ کا نشان ہمیں دکھا دے پیغمبر خدا نے چاند کو اشارہ سے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا  
اور فرمایا گواہ رہو یا فرمایا الہی تو گواہ رہو اور بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن مسعود سے بسند متصل مروی ہے کہ پیغمبر خدا کے ربوہ چاند  
دو ٹکڑے ہو گیا اور ہم نمایں تھے ایک ٹکڑہ ابراہیم بن کرا اور دوسرا ہارثہ کے بیٹے اور احمد بن حنبل اپنی کتاب موطن میں عبد اللہ بن مسعود  
اور جابر بن سلم سے پسند متصل نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا کے سامنے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے مکہ کے بت پرستوں نے دیکھا اور کہا کہ اس  
شخص نے اگر چاند کو کیا ہے تو ہمارے ہی اوپر کیا ہو گا نہ کہ سارے جہان پر سو مسافروں سے استفسار کرنا لازم ہے پھر جب مسافر لوگ آئے  
تو ان سے پوچھا اور ان نے اس واقعہ کے دیکھنے کی گواہی دی اور یہی نے بھی بسند متصل اپنی کتاب میں مسافروں کی گواہی کا قلعہ  
نقل کیا ہے اور جامع ترمذی نے بسند متصل عبد اللہ بن عمر سے اور عبد الرزاق نے بسند متصل عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ چاند  
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ربوہ دو ٹکڑے ہوا اور قاضی عیاض محدث نے اپنی کتاب شفا میں لکھا ہے کہ معجزہ شق القمر کے دیکھنے کے علی بن ابی طالب  
اور حذیفہ بن یمان نے بھی گواہی دی ہے اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے ہر طرف آدمی بھیجے سب جگہ سے یہ ثابت ہوا کہ چاند  
فلاں رات دو ٹکڑے ہوا تھا تب قریش نے کہا کہ یہ سحر شق قمر کا ستر ہے یا بھلا آٹھ صحابی جنگی صحابہ اہل علم کے نزدیک بخوبی ثابت ہو اس  
سات عالموں نے جو سن روایت کے امام ابن عینی ابو نعیم بخاری و مسلم و احمد بن حنبل و بیہقی و ترمذی و عبد الرزاق معجزہ شق القمر کی خبر  
ایسی سندوں سے کہ اس سند کے جتنے راوی ہیں ان کا حال بخوبی مشہور ہے صرف اسم فرضی نہیں ہے وہی کتابوں میں کرنا  
کتابوں کا ہونا ان مؤلفین سے ایسا ہی ثابت ہے جیسا اور نکا ہوتا وہ کسی طبقے میں چھ سات راویوں سے کم نہیں کہاں فصاحت  
لکھا ہے اب محل انکار بیخ و بن سے گر گیا حافظ ابن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث انشقاق قمر کی جماعت کثیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے  
روایت کی ہے اور ان سے تابعین اور تبع تابعین نے سوا ہائیک کہ ہم لوگوں تک پہنچی اور آئیہ کریمہ اسکی مویہ پائی گئی اور  
علامہ ابن السبکی نے لکھا ہے کہ انشقاق قمر متواتر منصوص علیہ فی القرآن ہے اور مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ سیوطی اور  
مدارج النبوة میں بھی اس معجزہ کو مبصر بیان کیا ہے جسکو دیکھنا ہو ملاحظہ کرے بعضے جاہل بے دین اور بے تمیز کفار اعراض  
کرتے ہیں کہ اگر شق القمر ہوتا تو اکثر اہل زمین پر محض نہ رہتا اس واسطے کہ آسمانی حال سب کے پیش نظر ہوتا ہے اور نقل عجائبات  
انسان کی جتنی چیز ہو سوا سکا جواب یہ ہے کہ اہل زمین سے یہ بھی منقول نہیں ہے کہ اس رات کو سب لوگ آسمان کی طرف  
تا کہتے تھے اور کہتے نہ دیکھا اور اگر ایسا بھی ہوتا تو بھی قابل اعتساب تھا کیونکہ تمام زمین پر حال قمر یکسان نہیں ہے کیونکہ  
بعض ملک میں قبل طلوع ہوتا ہے اور بعض میں گھڑی کے بعد اسلئے کہ سطح زمین گڑی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے بعض ملک میں

بعض وقت پہاڑ اور جبل سے جاتے ہیں جب تک کہ خوف و کسوف اسیدہ سے مختلف ہوتے ہیں کہیں جزئی کہیں کلی کہیں مطلق  
 نہیں پھر جب اہل زمین کا یہ حال ہوا تو اگر اوپر شوق قمر مخفی رہا تو کچھ تعجب نہیں حالانکہ کسوف و خسوف اہل تخم کے نزدیک  
 مقرر چیرین ہیں بجلالت شوق القمر کہ اس کا وقت و قاعدہ مقرر نہ تھا کہ جبکہ لوگ منتظر رہیں علاوہ اسکے اگر کسی نے تھا تو  
 دیکھا بھی ہوتا اپنے غلط الحس و خطائے بشری پر عمل کر کے اسکے کہنے و لکھنے سے خاموش رہا ہوا و مشہور کرنا اس کا سانس  
 سمجھا ہو گا وراے اسکے شوق القمرات کو ہوا تھا اور تھوڑی دیر رہا تھا اور رات سکون کا وقت ہو اکثر لوگ مکان کے اندر  
 ہوتے ہیں ایسے حال آسمانی قیل المکث سے غافل رہنا کچھ بعید نہیں ہے اور یہ تو اکثر ہوتا ہے کہ بعض لوگ عجائب فلکی دیکھتے ہیں  
 و اکثر غافل رہتے ہیں فقیر مولف کہتا ہے کہ اس طرح کا ثبوت کامل بقابضہ عقلیہ جو سمعیات کے واسطے درکار ہے یعنی سند و  
 ثبوت ہونا معلوم مطلقاً اور بحضرت یوشع علیہ السلام کی کتاب کے دسویں باب میں درس دوازدہم سے  
 ستیز دہم تک لکھا ہے نصرانیوں اور یہودیوں کے پاس نہیں ہے بلکہ ایک سند بھی حضرت یوشع سے اُن قرون تک کہ وہ  
 کتاب میسر ہوئے تھی مثلاً عبد اللہ بن مسعود کے پاس نہیں ہے اب وہ مجرہ سنا چاہیے کہ نسخہ ۲۵۰ میں ہے یہووا نے امویوں کو بنی اسرائیل  
 کے قابو میں کر دیا و سرن یوشع نے یہووا کے حضور سے اسرائیل کے آگے یون کہا کہ اے آفتاب تو صبحوں پر ٹھہرا رہا اور راتے کتاب  
 تو وادی ایالون کے مقابل سو آفتاب نے درنگ کی اور متاب کھڑا رہا یہاں تک کہ اول لوگوں نے اپنے دشمنوں سے انتقام لیا  
 کیا یہ بات کی کتاب میں نہیں لکھا کہ آفتاب آسمان کے بیچوں بیچ ٹھہرا رہا اور سارے دن مغرب کے سمت مائل ہوا اب میں کہتا ہوں  
 کہ آفتاب سارے دن مغرب کی طرف مائل ہوا کیسی بات ہے سارا دن تونامہ ہے اوس زمانے کا جو آفتاب کے نکلنے سے مغرب میں  
 جانے تک ہوتا ہے پھر وہ کس طرف زمان کا نام دن ہے حسین آفتاب مغرب کی طرف نہ جھکا ظاہر مطلب یہ ہے کہ ہر ایک روز کے  
 وسط سائیں آفتاب قائم رہا پس درحقیقت آٹھ پہر کا دن ہوا چنانکہ رسالہ تحقیق دین حق کے چوتھے باب آٹھ ہوا ٹھہرا رہا صفر میں لکھا ہے  
 اور یہ سمجھنے کی بات ہے کہ چاند کے پھٹنے کو سوسا دن لوگوں کے جو اس وقت متوجہ تھے اور دن نے اگر نہ دیکھا تو بجا ہے اس واسطے  
 کہ رات کو پھٹا تھا اور تھوڑی دیر رہا تھا کہ اس وقت خواص لوگ آرام میں ہوں اور جو کسی عامی مسافر نے دیکھا بھی ہوتا تو اسکے کہنے کو  
 کون مانتا ہے اور جن لوگوں کے افق سے اس وقت چاند متجاوز ہو گیا باجن پر طلوع ہوا وہ بھی نہیں دیکھ سکتے بجلالت آفتاب  
 کہ آٹھ پہر ٹھہرا رہا تو جہاں رات ہو گئی ہوگی اون لوگوں کو بھی سبب دہی ہو جانے رات کے لاریب اطلاع ہوئی اور  
 جن لوگوں پر چاند طلوع ہوا ہو اور غروب ہوا ہو تو یہ بھی احتمال ہے کہ اوسمیں سے بہت تیر و ن کی نسبت ابر غلیظ حاصل ہو  
 بجلالت آفتاب کے کہ ابر کی غلظت بھی اسکے توقف کے ادراک کو منع نہیں کرتی پھر جو جواب نصاریٰ کی طرف سے اس  
 بات کا ہو وہی شوق القمر میں ہمارا جواب ہے اور اس طرح حضرت اشعیا نبی کا مجرہ موافق طریقہ ثبوت سمعیات کے ثابت نہیں  
 اور وہ یہ ہے کہ کتاب اشعیا کے باب شہی و شہتم درس شہتم شہتم ۲۵۰ میں ہے ایک سائے درجہ تک کہ بر ساعت شمس  
 احاز بشیب آمدہ است آنرا تادہ درجہ باز خواہم گردانند بآن ساعت شمس تادہ درجہ کہ شیب آمدہ بود باز گردیدہ سطح



انجیل اول کے درس میں باب سوم سورہ ۱۹۳۹ء میں لکھا گیا اور اس نے خدا کی روح کو اپنے اوپر اترتے کہوت کے مانند دیکھا اور سورہ ۱۹۳۹ء میں لکھا ہوا کہ ناگاہ اور سپر دروازے آسمان کے کھل گئے اور انجیل سوم کے باب بست و چارم درس چوالیس اور پتیا لیس میں جو سورہ ۱۹۳۹ء میں چھاپا ہوا ہے لکھا ہے فخر حضرت علی علیہ السلام نے اصرار سے لکھا ہے  
 عَلِيٌّ وَاطْلُكُمُ الشَّمْسِ مَعْنَى سَارِي زَمِينٍ پُر اندھیرا چھا گیا اور آفتاب تاریک ہو گیا انتہی یہ معاملہ واقعہ صلیب کے ذکر میں لکھا ہے اور انجیل اول کے باب دوم و دہم میں ہے کہ مجوسیوں نے عیسیٰ کے پیدا ہونے کے علامات کے بارے کو طلوع ہوتے دیکھا اور وہاں کی روشنی کے موافق ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ اس کو کھڑا جہان عیسیٰ پیدا ہوئے تھے اگر ٹھہر گیا اور اس نے اب بخور و تامل دیکھا ہے کہ آفتاب کے توقف ایک روزہ کو وسط آسمان میں ہندوؤں نے اپنی تاریخوں میں اور پارسیوں اور چینیوں نے اپنی کتابوں میں نہیں لکھا ہے علی ہذا القیاس میں ہے آفتاب کا پلٹ آنا کہ معجزہ شق القمر سے باعتبار ظہور کے زیادہ ہے کہ کینے کہیں نہیں لکھا ہے اس طرح آسمان کا کھلنا اور پھٹنا اور ستاروں کا لوگوں کے ساتھ چلنا اور وہاں نے تو کیا حضرت عیسیٰ کے ہم وطن لوگوں نے بھی اپنی ہیودیوں نے اپنی تاریخوں میں نہیں لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب معجزے جو انجیل وغیرہ میں لکھے ہیں بالکل غلط اور جھوٹ ہیں اس طرح اور معجزات انبیاء پیشین کے جو تورات اور انجیل وغیرہ میں لکھے ہوئے ہیں اور ان کو ہندوؤں اور چینیوں اور پارسیوں نے اپنی تاریخوں میں درج نہیں کیا محض غلط ہیں پس جو کچھ جواب نصاریٰ کے پاس اس بات کا ہے وہی جواب ہمارا ہے مگر ان کے پاس کچھ جواب نہیں ہے اور ہمارے پاس تو جواب شافی ہے کہ ہمارے بیان کیا اور جو بعض حکیم محقق نامعلوم ہو تو فنی سے کہتے ہیں کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہماری عقل میں نہیں آتا ہے تو جواب یہ ہے کہ معجزہ اسکا نام ہے جس کے ادراک حقیقت میں عقل قاصر ہو عصا کا اثر ہونا آوٹنی کا ہار سے نکلنا مڑے کا زندہ ہونا کب عقل میں آتا ہے جو شق القمر میں تردد ہے اور جو کوئی بے علم و ہتھالی اپنی جمل و نادانی سے یہ کہے کہ سورہ قمر کے شروع میں بیان اس معجزہ کی ضرورت کیا تھی تو جواب یہ ہے کہ بعد اس آیت کے قیامت کا ذکر ہے اور اسی کی تمہید کے لیے یہ معجزہ مذکور ہوا کیونکہ جو کافر قیامت کا انکار کرتے ہیں وہ اپنے انکار کی وجہ سے ایک وجہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ قیامت مستلزم اجرام علویہ کی خرابی کی ہے اور اجرام علویہ کا ٹوٹ پھوٹنا محال ہے اس لیے شروع سورہ میں شق القمر کے معجزے کو ذکر کیا یعنی استدلال و استیعاد عقلی ماخوذ بدہیات سے ہوتا ہے اور جب بدہاتہ عقل گواہی دیتی ہے کہ ٹوٹنا اجرام علویہ کا محال نہیں ہے تو نظر و فکر کی حاجت درباب اس کے استحالے اور عدم استحالے کے کیا رہی کیونکہ چاند پھٹ چکا اور وہ اصل فاسد امتناع خلق اور التیہام مبدت عقل چل ہو گیا اب اس کے آنے میں ایسے شہادت داسیہ مکرنا چاہیے بالجملہ بے ایمانوں نے وہ اعتراض معجزہ شق القمر پر کیے ہیں ایک یہ کہ اگر یہ واقعہ ہوتا تو اور تا لیم کے لوگ دیکھتے اور اپنی توارخ میں لکھتے تو یہ بخوبی ہل اور بیہودہ

کیونکہ عدم نقل اہل تباریخ سے تکذیب لازم نہیں آتی و نہ سہا یہ کہ آسمان اور ستاروں میں خرق و التیام محال ہو سہو  
یہ بھی غلط ہے کیونکہ موافق مذہب اہل اسلام کے آسمان اور ستارے از روئے نصوص قطعیہ اور آیات قرآنیہ پر روز  
قیامت پیش پیش ہونگے اور موافق قواعد حکمیہ بھی یہ بات یعنی عدم خرق و التیام ہل ہی حکماء انگلستان نے  
جو فیثا غوری کی نقل کرتے ہیں صاف لکھتے ہیں کہ سب ستارے کثیف مشل زمین کے ہیں اور سب قائل کون و فساد  
اور خرق و التیام کے ہیں اور حکماء مشائخ جن کا مذہب امتناع خرق و التیام ہی افلاک میں وہ بھی کوئی دلیل  
اس بات پر قائم نہیں کرتے کہ سب افلاک اور کوکب میں خرق و التیام نہیں ہو سکتا بلکہ صرف فلک الافلاک کی  
مستناع خرق و التیام پر دلیل کہ ان کے اصول بے سرو پا چسبی ہی قائم کی ہو چنانچہ صدر شیرازی نے ذکر کیا ہے  
پس راہ کا امتناع فرق موافق مذہب مشائخ کے بھی ثابت نہیں آج کل معجزہ شق القمر کا ثبوت کامل جیسا کہ آج  
ضابطہ عقلیہ موجود ہے ایسا کسی معجزہ کا معجزات انبیاء سابقین سے یہود و نصاریٰ کے پاس نہیں ہے بلکہ سوائے  
تصدیق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی راہ ثبوت کی پائی نہیں جاتی اور صرف کتاب میں لکھا ہوا  
اگر کافی ہو تو حاتم کی ہفت سیر کو بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کے دیکھنے والوں نے لکھی ہیں اس جگہ اور بھی ایک  
قابل ملاحظہ ہے کہ مولف تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ راجہ بلیار نے مسلمانوں کی زبانی تصدیق شق القمر کا سنکر اپنے  
برہمنوں سے نقل کیا تو برہمنوں نے اپنی کتابوں میں دیکھا اور یہ معجزہ لکھا ہوا پایا اور تصدیق کیا اسے پر وہ راجہ یا  
اور سوانح الحرمین اور تاریخ تفصیلی میں لکھا ہے کہ راجہ دھارک جو متصل دریاے چنبل صوبہ مالوہ میں واقع ہے اپنی حجت یا  
بیٹھا تھا اوسنے دیکھا کہ ماہتاب دو ٹکڑے ہو گیا اور پھیل گیا اوسنے اپنے پنڈتوں سے کہا وہ بولے کہ ہماری کتابوں میں  
ہے کہ ایک پتھر عرب میں ہو گا اور اوسکے ہاتھ سے معجزہ شق القمر ہی ہو گا تب راجہ نے ایک ایلمچی مدینہ میں بھیجا  
اور ایمان لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا نام جب اللہ رکھا قبر اوس راجہ کی اوس شہر میں زیارت گاہ ہے  
سولانا وئی اللہ فرخ آبادی نظم الجواہرین فرماتے ہیں حاصل کلام کا یہ ہے کہ اگر منکر شق القمر خدا اور رسول کا مقصد  
تو اوسپر سب طرح کی حجت ہو سکتی ہے اور جو منکر نبوت ہے اوسپر سوائے شمشیر کے کچھ حجت نہیں ہو سکتی اور  
ایمان دار سب مراتب سے قطع نظر کر کے کہہ سکتا ہے کہ شق قمر نہ تھا مگر خرق عادت الہی کے بضرورت تصدیق اپنے  
رسول کے واقع ہوا سوا اظہار بھی اوسی مقدار ہوا جس قدر کہ ضرورت تھی اور وہ ضرورت انھما کی منکرین عرب یہ  
منصہ تھی جنھوں نے درخواست کی تھی نہ کہ تمام عالم پر دیکھو حضرت یوشع علیہ السلام کا معجزہ یعنی آفتاب کا ٹھہرنا وسط  
سما میں سوائے حاضرین معرکہ کسی نے نہیں دیکھا اور عصا کا اثر دانا ہونا سوائے فرعون اور اوسکے تابع کسی نے نہیں دیکھا  
فعل ان الضروریات مقدرة بقدر الضرورة فائدہ جس طرح یہ معجزہ قرآن میں مذکور ہے اسی طرح پیشین گوئی ان  
یعنی آئندہ کی خبریں جس کا ظہور مدت دراز کے بعد ہوا اکثر قرآن میں موجود ہیں از انجیل علیہ روم بر فارس



تفصیل اسکی پیشتر لکھی گئی ہے اس آیت سے ثابت ہے کہ قبلت الروم فی اونی الارض و ہم من عبدہم سید علیہم السلام  
 قوله تعالیٰ وعد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات لیخلفنہم فی الارض الا یہ کہ امین خداوند کریم نے اصحاب رسول صلعم کی  
 خلافت و سلطنت کا وعدہ کیا اور وہ واقع ہوا از انجملہ قوله تعالیٰ فقد رضی اللہ عن المؤمنین اویس یونہی کہ تحت الشجرۃ الایۃ  
 کہ امین وعدہ فتح خیبر کا فرمایا کہ واقع ہوا از انجملہ قوله تعالیٰ لیدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ ثمانین مخلصین و رؤسہم الایۃ  
 کہ امین اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ مسلمان بلاد غدہ بفرار خاطر سال آئندہ میں داخل حرم محترم کہ ہو کر عمرہ بجالاویں  
 سو و یہاں واقع ہوا از انجملہ قوله تعالیٰ و لن یتنوہ ابدا کہ اخبار اس بات پر ہے کہ یہودی ہرگز آرزوے موت نہ کریں گے  
 یوں ہی ہو کہ یہودی باوصف شدت عداوت شتمنی موت نہوے حالانکہ امین مطلب عمدہ کہ تکذیب مخالف تھا حاصل  
 نہوتا تھا از انجملہ قوله تعالیٰ لیدخلن علی الذین کلمہ امین خبر دی ہے کہ اہل اسلام مرد و عورت و بچہ اویان پر غالب ہوں گے  
 اور اس وقت میں ہمسایہ شہر شکست مجوس فارس پس ازان نصاریٰ اغلب اہل اویان تھے سوان و دونوں پر اہل اسلام  
 غالب آئے یعنی سلطنت فارسیوں کی بالکل برہم ہوئی اور سلطنت عیسائیوں کی اکثر تصرف اہل اسلام میں و رآئی  
 اور بعد چند سے یہودی بھی مغلوب ہو گئے بلکہ اکثر زمین ریع مسکون کہ محل سلطنت غلطیہ تھی تصرف اہل اسلام میں و رآئی  
 از انجملہ قوله تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا من یر تدنکم عن دنیہ الا یہ امین خبر دی ہے کہ دفع شد مرتدین اخبار صحابہ  
 کے ہاتھ سے ہو گا کہ ایسا ہی واقع ہوا چنانچہ واقع عمد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہے اسطرح پیشین گوئی ان  
 قرآن میں اکثر ہیں از انجملہ سیرم جمع و دیولون الدبہ یعنی قریب ہے کہ جماعت اہل مکہ ہزیمت کر جائے گی اور پشت  
 پھیریں گے وہ لوگ امین خبر دی کہ کافران مکہ کو شکست فاش واقع ہوگی اور بھاگیں گے سو واقع ہوا ہے کہ لڑائی میں  
 از انجملہ قل للمخلفین من الاعراب ستہ عون الی قوم اولی باس شدید الایۃ کہ اے محمدؐ اون گنواروں سے جو ساتھ  
 سے رہ گئے ہیں سفر حدیبیہ میں ایسا اتفاق ہو گا کہ تم بلائے جاؤ گے واسطے لڑائی بڑی قوت اور دہشت والی قوم کے  
 امین اخبار ہے کہ بعد صلح حدیبیہ کے ایسے لوگوں سے لڑائی کا اتفاق ہو گا کہ دہشت والے ہوں گے اور حاکم اسلام مکہ  
 بلاوے گا سو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت میں واقع ہوا کہ لشکر میلہ وغیرہ مرتدین اور رادشاہ  
 روم کے مقابلے میں اعراب طلب ہوے صحیح مسلم میں سلمہ ابن اکوع سے روایت ہے کہ غزوہ حنین میں ہم بھی شہر  
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھے سو بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھرا اور کفار بقصد خیانت جناب  
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اشتہر سے اوتر پڑے اور ایک منٹھی  
 خاک اوٹھا کر شکر کفار کی طرف پھینکی اور فرمایا شہت الوجوہ یعنی برے ہو جو منٹھہ انکے تو کوئی کافریابی نہ  
 کہ اوکی و دونوں آنکھوں میں خاک نہ بھر ہوئی ہو اور اونھوں نے ہزیمت فاش اوٹھائی اور شکست کھائی اور  
 جو کچھ مال و اسباب اونکا تھا آسما نون میں تقسیم کیا گیا مین کہتا ہوں قرآن شریف میں بیان اسکا یوں فرمایا ہے

بجای اسکی کہ  
 جو کچھ مال و اسباب  
 اونکا تھا آسما نون  
 میں تقسیم کیا گیا  
 مین کہتا ہوں قرآن  
 شریف میں بیان  
 اسکا یوں فرمایا ہے

ذاریت اور میت و لکن اللہ رمی یعنی جس وقت تو نے پھینک مارا تو تو نے نہیں پھینک مارا یعنی تیرے قہین مخفی کی حد سے باہر بات تھی لیکن اللہ نے وہ پھینک مارا یہ عجزہ غزوہ بدر بکری میں بھی واقع ہوا ہر قائد ہ شکوہ شریف میں ابن اسحق تابعی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے برابر ابن عازب صحابی سے پوچھا کہ یا ابا عازب تم لوگ بھاگ گئے کافرون سے غزوہ خنین میں براہ نے کہا نہیں قسم ہو اللہ کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت نہیں پھیری لیکن کئی ایک صحابہ بچنے پس ہتیار رکھے وہ البتہ باہر نکلے اور ایک گروہ کفار سے جو بڑے تیر انداز تھے ملاقاتی ہوئے کہ انھوں نے تیرن پڑھ کر لیا تو صحابہ باصفائے اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ پکڑی اور سوت انحضرت صلعم شتر سفید پر سوار تھے اور ابو سفیان ابن حارث اسکو چھینچتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شتر سے اتر پڑے اور دعائے ظفر و نصرت اللہ سے مانگی اور فرمایا کہ میں رسول اللہ ہوں اسمیں ہرگز جھوٹ نہیں اور میں ابن عبد المطلب ہوں بعد اسکے صحابہ کی صف باندھی برابر ابن عازب فرماتے ہیں کہ اللہ جس وقت لڑائی کی شدت ہوئی تھی تو ہم لوگ پیغمبر خدا ہی سے پناہ پکڑتے تھے اور ہم میں جو بڑا بہادر اور شجاع ہوتا تھا وہ اس جگہ کھڑا رہتا تھا جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے یعنی ہر ایک کا کام تھا کہ بقابلہ دشمن اس جگہ ثابت قدم رہے اور بے تکلف مقابلہ کرے جہاں حضرت خاتم النبیین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تھے مگر یہ برکت حضرت صلعم عجزہ روضہ شمس کہ غزوہ خیبر سے پھرتے وقت موضع صہبا میں واقع ہوا ہر علامہ طحاوی کہ اکابر علمائے حنفیہ سے ہیں اپنی کتاب الآثار میں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صلعم نے خیبر سے معاودت فرمائی اور موضع صہبا میں جلوہ فرما ہوا تو سہرا پنا حضرت علی گرم اللہ وجہہ کی گود میں رکھ کر لیٹے و فتحہ آثار روحی نمودار ہوئے اور مدت نزول یہاں تک دراز ہوئی کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر علی رضی اللہ عنہ سلام تھا ہو گئی جب وحی پہنچی ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے پوچھا کہ تھینے نماز عصر کی پڑہ لی علی رضی اللہ عنہ نے اتھاس کیا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اللہم انہ ان کان فی طاعتک و طاعتہ رسولک فاردو علیہ شمس یعنی اے اللہ اگر علی رضی اللہ عنہ تیری طاعت اور تیرے رسول کی طاعت میں تھا تو آفتاب کو پھیر دے اور سیوت آفتاب ڈوبا کر نکل آیا اور پہاڑ وزمین پر دھوپ پھیل گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مقبول کبریا نے نماز عصر وقت پڑا کی اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر موضع صہبا میں ادا فرمائی اور علی رضی اللہ عنہ کسی کام کو بھیجا یا جوب طے کر شریف لائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر پڑھ چکے تھے اور علی رضی اللہ عنہ نے نہ پڑھی تھی اسی حال میں حضرت صلعم سرسارگ اپنا علی رضی اللہ عنہ سلام کی گود میں رکھ کر سو گئے یہاں تک سوئے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور علی رضی اللہ عنہ نے ادب سے حرکت نہیں فرمائی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو یوں دعا فرمائی اللہم ان علیا جتیس نفسہ علی نبی فرد علیہ شمس یعنی اے خدا تحقیق علی نے اپنے نفس کو مقلد کیا اپنے نبی پر سو پھیر دے اور سپر آفتاب کو آسمان بت عین اور اکثر اہل حائثہ نے روایت کی ہے کہ آفتاب ڈوبا ہوا نکلا اور علی رضی اللہ عنہ نے وضو کر کے نماز عصر پڑھی اس حدیث کو ابن مردودہ نے

میں



حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور احمد ابن ابی صالح لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کا وقوع ایک علامت ہی علامت نبوی  
 معجزہ جس شخص کہ مکہ منورہ میں واقع ہوا کہ قاضی نے شہامین لکھا ہے کہ یونس ابن بکر ابن اسحق سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد قضیہ صبح کے وقت کیفیت آمد و رفت بیت المقدس بیان فرمائی تو کفار قریش نے اپنے قافلہ کا حال پوچھا  
 کہ ہمارا قافلہ کہاں ہے دیکھا حضرت صلعم نے فرمایا بروز چار شنبہ جب چار شنبہ کا دن ہوا اور آخر ہونے لگا قافلہ قریش کا نہ آیا تو قریش نے دھوکہ دیا  
 حضرت صلعم نے دعا فرمائی کہ آفتاب ٹھہر گیا یہاں تک کہ قافلہ آیا اور سہ طیرح جس شخص بروز خندق بھی ہوا ہے معجزہ مشکوٰۃ ص ۲۸  
 میں ہے کہ رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم غار مکہ سے صح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عامرہ ابن نفیرہ اور عبد اللہ بنی جانب مدینہ باسکنہ تشریف  
 لے چکے تھے راہ میں خیمہ امّ مہاجر خزا عیہ پر گذرے یہ عورت عاتکہ من سالہ قویہ تھی اور اپنے خیمہ کے صحن میں تکیہ لگا کر بیٹھتی اور فقیروں کو  
 کھانا دیتی تھی سوا و سدن بھی بدستور بیٹھی تھی حضرت صلعم نے اسکو دیکھ کر فرمایا اگر تیرے پاس شت و خرے ہوں تو تم خرید کرین  
 اوسنے قحط سالی کا عذر کیا اور سوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری خیمہ میں بندھی ہوئی دیکھی فرمایا اس بکری کا کیا حال ہے  
 اور کیونکر چراگاہ میں نہیں گئی امّ مہاجر نے کہا یہ بکری نہایت لاغری سے چل نہیں سکتی حضرت صلعم نے پوچھا اسکے دودھ ہے امّ مہاجر  
 نے کہا اسکے حقن مٹو کے پڑے ہیں دودھ کہاں حضرت صلعم نے فرمایا اگر تو اجازت دے تو میں دودھ دھوون آسنے کہا میراں باپ  
 آپ پر فدا اگر اسکے دودھ نکلے تو آپ دہوئیں حضرت رسول قبول صلعم نے دعا فرمائی اور دست برکت اپنا اسکے تھنوں پر رکھا  
 بکری نے دودھ دینا شروع کیا کہ ایک برابر تین لبر نہ کر لیا اور اول امّ مہاجر کو پلایا پھر اپنے ہاں سپون کو اور سیکے پیچھے حضرت صلعم نے  
 پیالہ چھری مرتبہ دوا اور امّ مہاجر کے پاس بکھریے اور بھیت سلام فرمائی اور وہاں سے جانب مدینہ تشریف لے چکے کہ  
 فی شرح السنۃ النبوی روایت ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد اکثم ابن ابی الجون ابو مہاجر شوہر امّ مہاجر کا آیا اور دودھ دیکھ کر سخت  
 حیران ہوا اور اپنی عورت سے حال پوچھا اوسنے تمام قصید بیان کر کے حضرت صلعم کے اخلاق اوصاف بھی ظاہر کیے اور کہا کہ اونکے  
 ہاتھ کی برکت سے اس بکری کے دودھ پیدا ہوا ہے اُسنے کہا واللہ یہ مرد قریش کا صاحب تھا جسکو وہ ڈھونڈتے ہیں اور چاہتے  
 تمام عالم میں ہو رہا ہے اگر میں اوسوقت ہوتا تو اونکے ہاں ہی کی درخواست کرتا بعد اونکے ابو مہاجر امّ مہاجر نے ہجرت کی اور اپنا اسلام  
 اوسی دن سے شمار کیا تب اسکے اہل مکہ نے سنا کہ کوئی شخص بچا کر اشرار پڑھتا ہے حسین قریش کی مذمت اور امّ مہاجر کی تعریف اور اسکی بکری  
 دودھ کا ذکر تھا روایت ہے کہ وہ بکری اٹھارہ برس جیتی رہی اور صبح و شام دودھ دیتی تھی تو اسب لکھتے ہیں کہ وہ بکری حضرت عمر رضی اللہ  
 عنہ نے تک جیتی رہی اور دودھ دیتی تھی زائہ قحط میں کہ ایک بڑا قحط حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں ہوا تھا وہ صبح و شام دودھ دیتی تھی اور پڑھتے  
 دودھ کا نام نہ تھا معجزہ مسلم بن جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا وضو کیو اسطے پانی لاؤ سو میں نے پانی تلاش کیا  
 نہ ملا تھوڑا پانی مشک میں تھا سو اسکو لایا حضرت صلعم نے دست مبارک نکال کر کھلکھلکے پانی اور تار کیا اسکو وارون والا پیالہ  
 پیرا لاؤ سو میں اسکو لایا آنجناب اوس پیالہ میں ہاتھ رکھا اور میں نے وہ پانی چومشک میں تھا ڈالا دیکھا ہوں کہ حضرت کی اونچلیوں پانی نے  
 خوش رائے تار تار نکالا کہ سب لوگ سیراب ہو اور سیکو پانی کی حاجت نہ رہی بعد اسکے حضرت صلعم نے بنا اٹھ اٹھایا حالاکہ پیالہ وارون کا کچھ تھا

۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

یہ معجزہ غزوہ بواط میں ظاہر ہوا ہے معجزہ صحیحین میں اس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک بار نماز عصر کے واسطے وضو کو مانی نہ ملنے پر اسے تردد میں پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کہیں سے ایک یا سن میں پانی لائے حضرت صلعم نے دست مبارک پناہ و طوفان میں کھانی جاری اور تمام قوم نے وضو کیا قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے بولے تین تلو تھے قتادہ یہ نزدیک بازار مدینہ کے زوردار میں واقع ہو یہ معجزہ بھیقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت صلعم جانب منہ تشریف لیگے کہ ایک جگہ سے بہت چھوٹا پانی لایا گیا کہ حضرت صلعم نے دست مبارک پناہ و طوفان میں کھانی جاری کیا اور پانی نے خوش کیا تو تم نے خوب یہ ہو کر یہ معجزہ صحیحین میں جابر سے روایت ہو کہ غزوہ حدیبیہ میں سبک گیا ہے ہوتا اور حضرت عرض کرنے لگے کہ ہمارے پاس بالکل پانی نہیں ہے مگر آپ کے وضو کے لیے تھوڑا پانی ایک تن میں کھا ہے حضرت صلعم نے اوس ہاتھ میں دست مبارک پناہ کھدیا کہ پانی نے خوش ہوا اور پندرہ سو آدمی سیراب ہوئے اور اگر لاکھ آدمی ہوتے تو بھی اس نعمت سے محروم نہ رہتے قتادہ حضرت موسیٰ سے جو یہ معجزہ صادر ہوا تھا کہ اونکے عصا مارنے سے پتھر میں سے چشمے جاری ہوئے تھے اوسکی نسبت یہ معجزہ علیؑ کیوں کہ پتھر ایسی چیز ہے کہ اوس میں پانی نکلتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وان من الحجارة لمانفجر منه الانهار یعنی بعض پتھر ایسے ہیں ان میں سے نہرین جاری ہوتی ہیں وان منها لما یشقق فیخرج منه الماء یعنی اور بعض پتھر ٹھٹھ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی نکلتا ہے بخلاف گوشت و پوست کے بس انگشتان مبارک سے پانی کا نکلتا بہت عجب ہے علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ ایسا معجزہ کسی اور نبی کا نہیں کہ انکے استخوان گوشت و عصبہ خون سے پانی جاری ہوا ہو سو اسے انتخاب صلعم اور کیفیت اجرائیہ و قول ہیں ایک یہ کہ پانی نکلتا تھا اور میان انگشتان سے درجاری تھا ذات شریف سے دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بھر دیا تھا پانی قلب حضرت میں سو وہ خوش ہو گیا اصحاب آنحضرت سے والا کہ علیؑ لاول و یفضل مبادہ الدین والآخرہ یعنی ماوراء زمزم اور آب کوثر سے بھی افضل ہے معجزہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابن ہشام نے روایت کی ہے کہ میں غزوہ تبوک میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا تو تم نے عرض کیا کہ یا حضرت ہمارے جانور یا سے پانی حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر کسی قدر پانی ہو تو لاؤ سو ایک مرد تھوڑا پانی مشک میں لایا حضرت صلعم نے اوس پانی کو ایک باسن میں ڈالا اور کف دست پناہ کھدیا کہ ایک چشمہ آب جاری ہو گیا اور ہم سب اپنے مویشیوں کو پلایا اور اپنے واسطے ذخیرہ کر لیا معجزہ صحیح بخاری میں عبد بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلعم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ پانی کم رہ گیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کوئی ہاتھ تلاش کر لے جس میں تھوڑا پانی رہ گیا ہو سو صحابہ ایک باسن لائے جس میں پانی بہت کم تھا حضرت صلعم نے دست مبارک اپنا اوس باسن میں رکھا اور فرمایا حمی علی اہلہو المبارک البرکۃ من اللہ یعنی آؤ جلدی پانی پاک کر دیا ہے جس میں برکت کی گئی اور زیادتی اللہ کی طرف سے ہے سو میں نے دیکھا کہ انگلیوں کے بیچ سے پانی نکلتا تھا اور تحقیق ہم نہ کرتے تھے تسبیح طعام کی کھانے کے وقت اس حدیث میں دو معجزے مذکور ہوئے ایک پانی کا دوسرا کھانے کا تسبیح کرنا معجزہ مسلم نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت کے ساتھ جنگ تبوک میں چلے ایک بار حضرت صلعم نے فرمایا اگر خدا نے چاہا تو تم کل تبوک کے چشمے پر پہنچو گے اور تم اوس پر نہ پہنچو گے جب تک کہ دن نہ چڑھے گا سو تم لوگوں میں جو اوپر جاے اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ میں نہ آؤں پھر جیسا حضرت صلعم نے فرمایا تھا



۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

اسی وقت چشم پر پہنچے اور آدمیوں نے شکر سے کل کر اس پانی میں ہاتھ لگایا حضرت نے پوچھا کہ کس نے ہاتھ لگایا ہر معلوم  
ہوا وہ آدمی تھے حضرت اُن پر زافوش ہوئے پانی چشم میں نہایت کم تھا پھر ہاتھوں سے لوگوں نے پانی جمع کیا اتنا تکلی  
سے جمع ہوا کہ حضرت نے ہاتھ مسٹھ دھو کر اس پانی کو چشم میں ڈالا تو چشم نے خوب جوش مارا کہ سب جانور اور آدمی جب تک  
سیراب ہوئے مگر وہ صبح مسلمین ابوقتاہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے ہم سے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو کلمہ کو پانی  
بعد از زوالِ آسمان کا سو لوگ اُس شوق میں رات ہی کو چلے آدھی رات کو حضرت صلح راہ سے ایک طرف کو سونیکے واسطے بیٹھے اور فرمایا  
کہ نماز صبح کے واسطے خیال رکھو چنانچہ شکر کے لوگ سب سو رہے اور حضرت جاگے اور آفتاب نکل آیا تھا فرمایا یہاں سے چلو  
سب لوگ سو رہے اور چلے یہاں تک آفتاب بلند ہوا اور حضرت صلح اترے اور میرا آفتاب طلب کیا آئین کی قدر پانی  
سو حضرت نے وضو کیا اور تھوڑا پانی آفتاب میں چھڑ دیا اور فرمایا کہ اس آفتاب کو احتیاط سے رکھو کہ اس کی شان عظیم ہوگی پھر  
حضرت نے بلالؓ سے اذان لکھا کہ دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض اور فرمائی اور سوار ہو کر تشریف لیجئے یہاں تک  
کہ دو پہر نہ آیا اور گرمی کی شدت ہوئی شکر کے لوگوں نے انہاس کیا کہ یا حضرت شدتِ عطش سے مرے جاتے ہیں فرمایا تم پر  
ہلا کی سوئی اور آفتاب میرا طلب کر کے پانی یا قہمانہ دوانے لگے اور میں لوگوں کو پانی پلانے لگا شکر کے لوگوں نے یورش کیا اور  
آفتاب پر گھرے حضرت صلح نے فرمایا تم سب لوگ سیراب ہو گئے نرمی اور آہستگی اختیار کرو آخر کار سب لوگوں نے اطمینان سے  
خواب پانی پیات حضرت ابوقتاہ اور حضرت صلح باقی رہے ابوقتاہ کہتے ہیں کہ جب سب لوگ سیراب ہو گئے تو حضرت نے فرمایا تو  
بھی پانی پی لے میں نے کہا نہ بیوں گا جب تک آپ نوش نہ کرینگے حضرت نے فرمایا ان ساقی القوم آخر تم شرب یا چنانچہ میں نے پانی  
پیا اور حضرت نے بعد میرے پیا فائدہ یہ بخیرہ اس وقت ہوا جو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے مراجعت فرمائی  
اور دو پہر ڈھلنے واقع ہوا اور سب شکر کے آدمی جو تیس تیر یا ستر تیرا تھے فائدہ اس حدیث سے دریافت ہوا کہ ادب  
یہ ہے کہ اول سب لوگوں کو پانی پلائے تب پلانے والا خود پیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حقیقت ساقی حضرت صلح تھے اور ابوقتاہ  
متوسط ہو گئے تھے مگر وہ صحیحین میں عمران ابن حصین سے روایت ہے کہ حضرت صلح کسی سفر میں تھے گرمی کی شدت ہوئی اور لوگوں  
پر غلبہ شنگی ہوا اور پانی نہ تھا اصحاب نے پیچہ خدا سے اتھاس کیا حضرت نے دو آدمیوں کو پانی دھونڈنے بھیجے یعنی حضرت علی  
اور ایک شخص اور کو تو ایک عورت شتر سوار دو کھالین پانی کی بیٹے جاتی تھی انکو حضرت صلح کے حضور میں لائے حضرت نے  
ماجازت انکے پانی لیکر لوگوں کو پلانا شروع کیا کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور کھالین انکی بے نیچین بعد انکے حضرت نے  
فرمایا کہ اس عورت کو تم لوگ کچھ دینا چاہو کچھ کچھ روپے اور کچھ لے آنا دیا تب حضرت صلح نے فرمایا کہ حضرت ہر  
دور اس طعام کو اپنے گھر والوں کو کھلا اور سمجھ لے کہ ہنر تیرا پانی کم نہیں کیا دیکھیں خدا نے تم کو پانی پلایا فائدہ یہ بخیرہ لکھیں  
کے صبح کو ہر دن چڑھتے واقع ہوا اور چالیس آدمیوں نے پانی پیایا اور جو پانی کی تلاش کو وہ شخص گئے تھے انہیں  
ایک علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ تھے اور دوسرے کا نام نہیں معلوم ہوتا وہ مگر صحیح بخاری میں برابر ابن عازب

اور سلمہ ابن الاکوع سے روایت ہے کہ حدیث میں جو وہ آدمی تھے اور یہ کنوان اس قابل بھی نہ تھا کہ پاس بکریاں پالی  
 بیویں سو لوگوں نے تمام پالی اسکا نکال ڈالا کہ ایک قطرہ بھی نہ رہا پھر حضرت صلعم اسکے کنارے تشریف فرما ہوئے اور ایک تین  
 میں پانی منگو کر وضو کیا اور اپنی کٹی کا پانی ڈول میں ڈالا پھر وہ ڈول کنوین میں ڈالا پانی نے جوش مارا کہ سب کچھ کو  
 اور جانور سیراب ہوئے اور تا وقت کو چکر پیتا رہا فائدہ اول حدیث میں حضرت جابر نے پندرہ سو آدمی بیان کیے تھے اور  
 اس حدیث میں برابر بن عازب نے چودہ سو بیان کیے سو تھارہ بیویں جو آدمی چودہ سو سے زیادہ تھے اور پندرہ سو سے کم دونوں کا بیان  
 بطور تعین تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بیس دن رہے تھے پھر صبح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شرفہ خدیجہ  
 میں اہل شکر نے تین دن سے گھانا نہ کھایا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شربت جو عسے اپنے پیٹ میں پھر رہا تھے  
 میں نے اپنی عورت سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بھوکے ہیں سو اسنے تین سیر جو کا آٹا نکالا اور گوندھا اور ایک بچہ  
 بکری کا فوج کیا اور پکانے کو ٹانڈی میں چڑھایا اور میں نے حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر چپکے سے خبر کی کہ یہ حضرت آپ مع  
 دو تین آدمیوں کے تشریف لے چکے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ شکرستان رحمت و شفقت آباد از بلندی پر فرمایا  
 کہ اے خدیجہ کو دے والو اس مرد نے تمہاری دعوت کی ہے چلو اور مجھے ارشاد کیا کہ اے جابر ٹانڈی نہ اتارنا اور آٹا نہ پکانا جب  
 میں نہ آؤں بعد اسکے حضرت صلعم میرے گھر تشریف فرما ہوئے اور ٹانڈی میں آب و ہن اپنا ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر ارشاد  
 کیا کہ روٹی پکا سو قسم خدا کی ہزار آدمی نے اس تین سیر آٹے سے کھایا اور ٹانڈی بھری ہوئی اس طرح جوش مالتی تھی اور آٹا  
 اتنا ہی بنا رہا اور پکنا جاتا تھا یہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت مشہور ہے اور اسکی سند از بسن معتبر ہے پھر جو عسے جابر سے  
 روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلعم سے کھانا طلب کیا تو آپ نے ایک پیمانہ غلہ جو سے عنایت فرمایا کہ وہ اور اسکی جو رہا اور  
 مہمان کھاتے رہے یہاں تک کہ اسنے وزن کیا تو پھر نہ ملا سو اسنے حضرت صلعم سے یہی قصہ نقل کیا حضرت نے فرمایا کہ اگر تو اس  
 وزن نہ کرتا تو ہمیشہ اس سے کھایا کرتا اور باقی رہتا پھر وہ صحیح مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام مالک صحابیہ ایک  
 بچی میں حضرت کے واسطے بھیجی کرتی تھی کہ حضرت اسکا گھی رکھ لیتے اور کٹی واپس کر دیتے تھے ام مالک اسکو کہہ چھڑتی تھی  
 اور اسکے رٹکے بالے لینے مارے گھر کے آدمی اسی سے گھی نکال کر کھایا کرتے تھے یہاں تک کہ اسنے اس طرف کو پھوڑا تو بعد اسکے  
 گھی نہ ملا ام مالک نے یہ قصہ حضرت صلعم سے نقل کیا فرمایا اگر اسکو اپنے حال پر چھوڑتی اور نہ پھوڑتی تو ہمیشہ اسی سے گھی ملا کرتا  
 پھر وہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ نے منصف آواز سے  
 نفرس کیا اور پوچھا نا اور ام سلیم سے کہا کہ تیرے پاس کچھ ہے اسنے کئی روٹیاں جو کی نکالیں اور دستار خوان میں  
 پلٹ کر مجھے دین سو میں نے لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع چند اصحاب بامصاف سجد میں تشریف رکھتے تھے میں نے  
 جا کر سلام کیا حضرت نے فرمایا جھکو ابو طلحہ نے بھیجا ہوا تیرے پاس روٹی جو میں نے عرض کیا کہ ان یہ سنکر حضرت  
 اپنے اصحاب کے سپرے ہمراہ ابو طلحہ کے گھر تشریف لائے اور دنس دنس اصحاب کو بدعات طلب کر کے انھیں بیٹھوئے

نہ چاہو کہ

نہ چاہو کہ

نہ چاہو کہ

نہ چاہو کہ

نہ چاہو کہ

نہ چاہو کہ

نہ چاہو کہ

نہ چاہو کہ



سے اٹھایا کہ سب لوگوں کے پیٹ بھر گئے سب کے بعد حضرت نے کھایا اور وہ روٹیاں اسی طرح موجود تھیں گو پاکر سب نے کچھ بھی نہیں  
کھایا تھا معجزہ صبح مسلم بن سلہ بن الاکوع اور ابو ہریرہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں لوگوں کا  
پھو کھ کی شکایت کی عمر نے کہا یا رسول اللہ جو کچھ لوگوں کے توشہ دان میں باقی ہوا اسکو طلب فرما کے آپ دعا ہے برکت فرمائی  
فرمایا اچھا پھر حضرت نے ایک چرسہ بھجوا دیا اور لوگوں سے ارشاد کیا کہ جو کچھ بھجوا رہے پاس کھانا پیا ہو اسے لاؤ سو گئی مٹی بھر  
خرمے لایا کوئی روٹی کے ٹکڑے لایا کوئی کچھ لایا پھر حضرت نے چرسہ پر جمع کر کر برکت کی دعا کی اور فرمایا کہ اے شک کے دوگ  
اپنے توشہ دان بھر لو سب لوگوں نے کہ بہذا ایت صحیحہ لاکھ آدمی تھے اپنے اپنے ہاں بھر لیے اور خوب سیر ہو کر کھانا دوا  
پیچ رہا معجزہ بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلعم نے زینب بنت جحش سے  
شکاح کیا تو میری ماں ام سلمہ نے جس ایک ہاں میں مجھے دیکھا کہ میرا سلام کمر عرض کرنا کہ تمہارا کھانا سو میں نے جا کر کھا  
ابنی ماں کا اتھاس کیا حضرت نے فرمایا اسی رکھ دے اور فلان فلان فلان تین شخصوں کو بلا لا اور جو کوئی تجھے ملے اسے بھی  
لیتا آئیں نے ویسا ہی کیا جب پلٹ کر آیا تو گھر آدمیوں سے بھرا تھا پھر میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست  
مبارک اپنا حیس میں رکھا اور دعا ہے برکت فرمائی اور دشمن دشمن آدمیوں کو کھلانے لگے اور فرماتے تھے کہ خدا کا نام لیکر  
کھاتے جاؤ اور اپنے اپنے آگے سے کھاؤ انس فرماتے ہیں کہ سب لوگ سیر ہو کر باہر نکلے پھر ایک گروہ اور آیا وہ بھی خوب  
سیر ہوا پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے انس کو اٹھا لے سو میں نے اٹھایا میں نہیں جانتا کہ جب حیس لاتا تھا تب زیادہ کھانا  
کسی شخص نے حضرت انس سے پوچھا کہتے آدمی تھے بولے تین تو آدمی تھے فائدہ حیس بفتح حاد سکون تھانہ طعامی کما ازخماو  
روغن وقیر و سارندہ حقیقت میں حلویے کے مثل ہوتا ہے کچھ روغن اور گھی اور راتھ سے متاڑا قوط کہتے ہیں وہی کے پانی کو  
لینے دی کا پانی پھر کارماندہ پیئر کے ٹکیان بنا لیتے ہیں اور اسکو قیر و ط بھی کہتے ہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم  
زینب بنت جحش میں ہی کھانا تھا جو ام سلمہ نے ہدیہ کیا تھا مگر مشہور یہ ہے کہ وہیمزینب کا گوشت دروٹی سے ہوا تھا حضرت  
انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بکری حضرت نے شگوئی اور ایک ہزار آدمی کو کھلایا کہ سب سیر ہو گئے قطیفی میں اور تین  
ہون ہو سکتی ہے کہ جس دن گوشت دروٹی پکا تھا اسیدان ام سلمہ نے ہدیہ بھیجا تھا کذا فی شرح الشرح اور جائزہ  
کہ دوسرے دن اتفاق ہوا ہو کہ اقال الشیخ فی شرح الشکوۃ معجزہ شفا میں قاضی عیاض نے حضرت ابوالیوب انصاری  
سے نقل کیا ہے کہ اول ہجرت میں میں نے رسول خدا اور ابوبکر کے واسطے کھانا پکایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول  
تین انصار کو طلب کر کے کھلایا پھر شتر بھرنوئی آدمی کو طلب کر کے کھلایا اور کھانا پچ رہا حالانکہ وہ کھانا آستین  
تھا جو دو شخصوں کو کفایت کرتا اور حضرت نے ایک سو اسی آدمی کو کھلایا اور اٹھیں ایک اعجاز اور ہوا  
کہ جس شخص نے وہ کھانا کھایا وہ مسلمان ہو کر نکلا معجزہ قاضی عیاض نے شفا میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے  
روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے بنی مطلب کو جمع کیا وہ سب چائینس آدمی اور بڑے کھانے واسطے تھے یعنی بعض

جذعہ کھائے تھے اور پانی مقدار فرق پیتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے لیے ایک مد طعام عنایت فرمایا اور ایک پیالہ پانی دیا ان لوگوں نے سیر ہو کر کھلایا اور پانی پیا مگر کھانا پانی جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا فائدہ جذعہ کا وگھوڑا جو تیس برس میں دریا ہوا اور بچہ اونٹ جو پانچویں سال میں ہوا اور گوسفند کہ سال دوم میں ہوا اور اسطلاح فقہانین جذعہ برہ کو کہتے ہیں جو ایک سال سے زیادہ ہوا اور فرق بالفتح والکسر یہاں کہ مقدار تین صاع مدنیہ یا مقدار سولہ رطل کے ہوتا ہے مگر ہر صحیح مسلم میں مقدار سے روایت ہے کہ ہم تین آدمی ہجرت کر کے مدینہ میں آئے اور ہم کو بھوکہ کمارے نہ آنکھ سے سو جھتا تھا نہ کانوں سے سنائی دیتا تھا سو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے حضرت ہم کو اپنے گھر لے گئے اور فرمایا کہ ان تینوں بکریوں کا دودھ دہو ان کا دودھ ہم تم پر بیکار نیکے سو ہم تینوں ان کا دودھ پیا کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ رکھ جھوڑتے تھے اور آنجناب کا دستور تھا کہ رات کو تشریف لاتے اور ہم کو ایسا آہستہ سلام کرتے کہ جاگتا آدمی سنتا اور سوتا نہ جاگتا پھر مسجد میں جاتے اور تہجد کی غائز پڑھتے اور بعد نماز کے دودھ پیتے ایک رات میں ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت مسلم النہدیوں کے گھر تشریف لے گئے تھے میں نے اپنے حصہ کا دودھ پیامیر ایٹ نہ بھرا شیطاں نے میرے دامن میں ڈالا کہ حضرت مسلم جہاں کہیں گئے میں کھانا کھا کر وہاں سے تشریف لائینگے لاؤ میں حضرت کا بچی حصہ پی جاؤں سو میں نے اس کو پی لیا پھر میں پچھتایا کہ میں نے کیوں حضرت کا حصہ پی لیا شاید کہ حضرت مسلم وہاں سے بھوکے آئیں اور حصہ اپنا پیائیں اور میرے لیے بد دعا کریں تو میرا دین و دنیا برباد ہو جائیگا غرض اسی خیال میں میری نیند اچٹ گئی اور میرے دونوں سانچے ہوتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حسب دستور سلام کر کے مسجد میں بیار پڑھی اور دودھ پینے کو آئے سو برتن خالی ملا آسمان کی طرف سر اٹھایا میں نے جانا کہ بد دعا میرے حق میں فرما دینگے مگر حضرت رحمۃ اللعالمین نے یوں فرمایا اے روزی دے اس کو جو مجھ کو کھلانا ہو اور پانی دے اس کو جو مجھ کو پلاتا ہو میں سمجھا کہ اس وعاسے بکریاں مولی ہو گئی ہونگی پھر دیکھا ہوں کہ بکریوں کے حق دودھ سے بھرے ہوئے بکری زمین سو میں نے ان کو دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لے گیا حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ کیا اپنا حصہ پی چکے ہیں میں نے کہا ہاں ہم پی چکے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیا اور مجھ کو عنایت کیا کہ میں نے بیا جب مجھ کو دریافت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوب آسودہ ہو گئے ہیں تب میں نہایت خوشی سے ہنس پڑا اور تمام قصہ بیان کیا حضرت نے فرمایا دودھ زیادہ ہو جانا رحمت الہی سے ہو اگر تو آگے سے تبتا تو میں ان دونوں کو بھی اس رحمت کے دودھ میں شریک کرتا مگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں شدت جوع سے بے آرام تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور ایک پیالہ دودھ کا کھین سے تحفہ لایا کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ احباب صفہ کو بلا لاؤ میں کیا اور احباب صفہ کو لے آیا تو حضرت نے وہ پیالہ دیا اور فرمایا اسے کھاؤ پینو سب لوگوں نے کھایا اور پیالہ اسی طرح بھرا رہا صرف ان گلیوں کا نشان معلوم ہوتا تھا مگر ہر صحیح بخاری میں

مذکورہ ایک صحیح بخاری میں ہے کہ ان تینوں بکریوں کا دودھ دہو ان کا دودھ ہم تم پر بیکار نیکے سو ہم تینوں ان کا دودھ پیا کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ رکھ جھوڑتے تھے اور آنجناب کا دستور تھا کہ رات کو تشریف لاتے اور ہم کو ایسا آہستہ سلام کرتے کہ جاگتا آدمی سنتا اور سوتا نہ جاگتا پھر مسجد میں جاتے اور تہجد کی غائز پڑھتے اور بعد نماز کے دودھ پیتے ایک رات میں ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت مسلم النہدیوں کے گھر تشریف لے گئے تھے میں نے اپنے حصہ کا دودھ پیامیر ایٹ نہ بھرا شیطاں نے میرے دامن میں ڈالا کہ حضرت مسلم جہاں کہیں گئے میں کھانا کھا کر وہاں سے تشریف لائینگے لاؤ میں حضرت کا بچی حصہ پی جاؤں سو میں نے اس کو پی لیا پھر میں پچھتایا کہ میں نے کیوں حضرت کا حصہ پی لیا شاید کہ حضرت مسلم وہاں سے بھوکے آئیں اور حصہ اپنا پیائیں اور میرے لیے بد دعا کریں تو میرا دین و دنیا برباد ہو جائیگا غرض اسی خیال میں میری نیند اچٹ گئی اور میرے دونوں سانچے ہوتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حسب دستور سلام کر کے مسجد میں بیار پڑھی اور دودھ پینے کو آئے سو برتن خالی ملا آسمان کی طرف سر اٹھایا میں نے جانا کہ بد دعا میرے حق میں فرما دینگے مگر حضرت رحمۃ اللعالمین نے یوں فرمایا اے روزی دے اس کو جو مجھ کو کھلانا ہو اور پانی دے اس کو جو مجھ کو پلاتا ہو میں سمجھا کہ اس وعاسے بکریاں مولی ہو گئی ہونگی پھر دیکھا ہوں کہ بکریوں کے حق دودھ سے بھرے ہوئے بکری زمین سو میں نے ان کو دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لے گیا حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ کیا اپنا حصہ پی چکے ہیں میں نے کہا ہاں ہم پی چکے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیا اور مجھ کو عنایت کیا کہ میں نے بیا جب مجھ کو دریافت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوب آسودہ ہو گئے ہیں تب میں نہایت خوشی سے ہنس پڑا اور تمام قصہ بیان کیا حضرت نے فرمایا دودھ زیادہ ہو جانا رحمت الہی سے ہو اگر تو آگے سے تبتا تو میں ان دونوں کو بھی اس رحمت کے دودھ میں شریک کرتا مگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں شدت جوع سے بے آرام تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور ایک پیالہ دودھ کا کھین سے تحفہ لایا کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ احباب صفہ کو بلا لاؤ میں کیا اور احباب صفہ کو لے آیا تو حضرت نے وہ پیالہ دیا اور فرمایا اسے کھاؤ پینو سب لوگوں نے کھایا اور پیالہ اسی طرح بھرا رہا صرف ان گلیوں کا نشان معلوم ہوتا تھا مگر ہر صحیح بخاری میں



کہ جابر کے باب جنگ احد میں شہید ہوئے انہیں قرض بہت تھا جو کچھ خرچہ انکے باغ میں ہوئے انھوں نے چاہا کہ قرض خراجوں کو دین مگر قرض بہت تھا اور خرچہ کم انھوں نے قبول نہ کیا جابر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کر دائی قرض خواہ یہودی تھے راضی نہ ہوئے تب حضرت نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہر قسم کے خرچہ علاحدہ ڈھیر کر سو جابر نے ڈھیر لگائے تو حضرت رحمۃ اللعالمین ایک بڑے ڈھیر کے گرد گھومے اور اسی پر جابٹھے اور جابر سے فرمایا کہ خرچہ تول کر دنیا شروع کر جابر نے فوراً کر کے دنیا شروع کیا یہاں تک کہ سب قرض ادا ہو گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ باوصف ادا ہو جانے کل قرض کے خرچہ کا ڈھیر سیطرہ چوڑا تھا کچھ کمی اس میں نہ ہوئی تھی سو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قرض ادا ہو چکا حضرت نے فرمایا اخیر ذلک ابن الخطاب نبیؓ اسکی خبر دے ابن خطاب اپنی عمر کو یہ اس واسطے فرمایا کہ کوئی فکر تھی جب جابر نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ حال کہا انھوں نے کہا کہ جب حضرت صلعم شریف ملے گئے تھے اسی وقت میں جان گیا تھا کہ اب ضرور برکت ہوگی معجزہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں چند خرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور میں نے عرض کیا کہ آپ دعا سے برکت فرما دین تو حضرت نے انکو جمع کر کے دعا فرمائی اور ارشاد کیا کہ انکو لیکر اپنے توشہ دان میں رکھ جب نکالنے کا ارادہ ہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کر مگر اسکو پرانہ نہ کرنا سو میں نے ان میں سے کسی باریشتر خرچہ نکال نکال کر راہ خدا میں دیے اور خود کھانا کھلاتا رہا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے پھر وہ برکت جاتی رہی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ جب تفرقہ اور فساد امیونین پڑتا تو برکت جاتی رہتی ہے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مجھکو دو غم ہیں ایک اپنے توشہ دان کا اور دوسرے قتل عثمان کا معجزہ جابر ابن عبد اللہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتے تو چوب درخت خرچہ سے جو ستون مسجد تھا لگے کرتے تھے پھر جب منبر بنایا گیا تو اس پر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگے سو وہ لکڑی مفارقت حضرت سے ایسی فریاد کرنے لگی کہ قریب ہوتا شق ہو جائے سو حضرت صلعم نے منبر سے اتر کر اسے اپنے کنار میں لیا اور پیار کیا تو وہ اسطور سے رونے لگی حسب طرح لڑکاروں نے مے خاموش ہونے لگے یہاں تک کہ چپ ہو گئی حضرت نے فرمایا یہ روتی تھی اسلیے کہ اس پر ذکر خدا ہوتا تھا اور اب اس سے محروم ہوئی ہے فائدہ یہ حدیث ایک جگہ کثیرہ احباب سے مروی ہے کہ کوئی جگہ شک کی نہیں ہے مواہب لدینیہ میں علامۃ تاج الدین سبکی سے کہ مشہور علماء شافعیہ سے ہیں منقول ہے کہ فرماتے تھے میرے نزدیک یہ حدیث متواتر ہے اور جاقظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اور حدیث انشفاق قمر دونوں منقول ہیں بدلائل مستفیض کہ جو شخص طرق حدیث سے مطلع ہے اسکو یقین حاصل ہوتی ہے اور قاضی حیا فرماتے ہیں مثنیٰ میں کہ یہ حدیث مشہور و منتشر ہے اور خبر اسکی متواتر ہے عامۃ اہل محلہ اسکی

اخراج میں متفق ہیں معجزہ ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ ایک گنوار آیا اور  
 اسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم کس طرح جانیں کہ تم پیغمبر ہو فرمایا اگر میں اس خوشہ خرے کو بلاؤں تو  
 وہ گواہی دے میری نبوت پر سو حضرت نے خوشہ خرے کو پکارا وہ درخت سے گرا اور اسے صدق نبوت  
 حضرت پر گواہی دی تب وہ اعرابی اسلام لایا اور باذن رسول اللہ وہ خوشہ اپنے مقام پر گیا معجزہ ترمذی اور  
 داری نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا علی مرتضیٰ نے کہ میں حضرت صلعم کے ساتھ بعض نواحی مکہ  
 میں گیا تو جو پہاڑ اور درخت ملا اسے اسلام علیک یا رسول اللہ کہا فائدہ ظاہر حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ  
 حضرت علی مرتضیٰ بھی اُنکے کلام کو سنتے تھے معجزہ ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب سے مجھ پر وحی آئی تھی تب سے کوئی حجر و شجر ایسا نہ تھا جو مجھ کو اسلام  
 یا رسول اللہ نہ کہتا ہو معجزہ جابر ابن سمہ سے سلم میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے میں پہچاننا ہوں اس شخص کو  
 جو مجھے قبل بعثت سلام کرتا تھا معجزہ حاکم و داری نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت صلعم کے  
 ساتھ ایک سفر میں تھا سو ایک گنوار آیا حضرت نے فرمایا اشعدان لا اذک الا اللہ و حدیث لا شریک لہ ان محمد بن عبد  
 و رسولہ اسے کہا کون گواہی دیتا ہو وحدانیت خدا و رسالت محمدی پر فرمایا یہ درخت سلم گواہ ہو اور وہ درخت جنگل  
 کے کنارے واقع تھا سو حضرت صلعم نے اُسکو بلایا اسے حاضر ہو کر تین مرتبہ گواہی دی پھر اپنی جگہ پر چلا گیا معجزہ  
 علی ابن مرثدہ ثقفی صحابی سے شرح السنہ میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت صلعم کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ ایک جگہ  
 پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استراحت فرمائی تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت زمین کھودتا ہوا آیا اور اسے اگر حضرت  
 کو چھپایا پھر اپنے مقام پر چلا گیا جب حضرت باگے تو میں نے یہ معاملہ ذکر کیا حضرت صلعم نے فرمایا کہ اس درخت نے  
 اللہ سے میرے سلام کے واسطے اذن لیا تھا سو اُسکو اذن ہوا کہ اذنی المشکوۃ معجزہ بخاری اور سلم نے من ابن عبد  
 ابن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے باپ سے کہ میں نے سوال کیا  
 مسروق رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا کو فرقہ جنگی آئی کہ کسی نے خبر دی جب وہ قرآن سننے کو آئے تھے مسروق نے کہا کہ عبد  
 ابن مسعود نے مجھ کو خبر دی کہ ایک درخت نے خبر دی تھی کہ یا رسول اللہ جن قرآن سننے کو آئے ہیں سو حضرت صلعم  
 تشریف لے گئے معجزہ صحیح مسلم میں جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت صلعم کے ساتھ تھا کہ حضرت  
 ایک جنگل میں فروکش ہوئے اور واسطے رفع حاجت ضروری کے تشریف لے چلے سو میں باقی لیکر ساتھ ہوا حضرت  
 نے دیکھا تو کوئی مکان بردہ کا نظر نہ آیا دفعۃً دو درخت نظر پڑے سو حضرت اوّل ایک کے پاس گئے اور شاخ  
 پکڑ کر بولے انفا دی علی باذن اللہ یعنی فرمان برداری کہ اور جمع ہو جا مجھے حکم خدا سوا اسے اپنے نہیں ہوں سے  
 پردہ کر لیا بعد اسکے دوسرے درخت سے اس طرح ارشاد کیا اسے بھی فرمان برداری کی پھر حضرت صلعم نے فرمایا



کہ وہ دونوں جلی اور یک خدا سود و نون مل گئے ایسے کہ بخوبی پردہ ہو گیا اور حضرت نے رفع حاجت فرمائی معجزہ قاضی عیاض نے اس امر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں حضرت مسلم کے ساتھ تھا سو حضرت نے مجھے پوچھا کوئی قصہ واسطے رفع حاجت کے بھی ہو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہاں تو کوئی جگہ نظر نہیں آتی فرمایا کہ میں چہستان یا سنگستان ہو میں نے اتنا س کہا کہ کئی درخت خرے کے ملے ہوئے ہیں فرمایا تو اس کے پاس جا کر کہہ کہ رسول اللہ حکم فرمایا اور یہی بات چھ دنوں سے کمدے سو میں گیا اور پیغام حضرت کا اس نے کہا تو درخت و پھر باہم مل کر آیا دیو اور ہو گئے اور حضرت نے اس کی اثر میں قصہ حاجت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اب متفرق ہو جاؤ سود و سب جدا ہو گئے معجزہ قاضی عیاض نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ یہ یحییٰ بن جہات نے کہا کون گوہی دیتا ہو تمہاری رسالت یہ فرمایا یہ درخت سوائے درخت نے اس وقت گوہی دی معجزہ یہی نے ابی اسید ساعدی سے روایت کی کہ حضرت سید المرسلین سلم نے فرمایا تم جاؤ اور تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور دو شہید سود و ٹھہر گیا اور دوسری روایت میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا شہید کے کوئی نہیں ہو اور اس پر انجیل صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم تھے فائدہ اس حدیث سے نکلا کہ حرکت چار کی از راہ افخاری کہ ایسے نزدیک اور شکوہ شرف کیا تھا معجزہ قاضی عیاض نے شغافین روایت کی کہ جب قریش مکہ حضرت مسلم کو تلاش کرنے لگے تو شبیر بھارت نے کہا یا رسول اللہ آپ اتر پڑیں کیونکہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ مبادا قریش آپ کو قتل کرین میرے پشت پر اور میں عذاب الہی میں گرفتار ہوں اور جو کہنا رہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے پشت لیف لائیں فائدہ شبیر بھارت انشاء اللہ اللہ و سکون الخیر ایک پہاڑ دہنے طرف منکے واقع ہو اور جانب مقابل حر اور بامین دونوں کے جنگل و معجزہ حقیل بن اسباط رضی اللہ عنہ کہ میں ایک مرتبہ حضرت مسلم کے ہمراہ رکاب تھا دو کوس کے فاصلہ میں کئی محترے ظاہر ہوئے ایک یہ کہ میں راہ میں بیٹھا تھا اور بانی نہ تھا تب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا یا رسول اللہ میں پیسا ہوں فرمایا اس پہاڑ کے پاس جا کے پانی مانگ میں کہتا ہوں کہ پیسہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو اتقوا النار الی تو خود ما اتقا و الجارہ تب سے میں اتنا رہا ہوں کہ مجھ میں پانی باقی نہیں رہا و معجزہ قاضی عیاض نے شغافین لکھا کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو حضرت جبریل علیہ السلام ایک طبق انار و انگور لائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے اور آواز آتی تھی اے آئی تھی معجزہ بخاری و ترمذی و بیہقی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں کھانا تھا کہ کھانا تھا اور انجنا اب اسے کھاتے تھے معجزہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ بن سلام و ابو سعید خدری و زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز جنگل میں تشریف لے جاتے تھے کہ نعمت ایک آدمی کان میں آئی یا رسول اللہ حضرت نے جواب دیا

بجانب

بجانب

بجانب

بجانب

بجانب

بجانب

دیکھا کوئی نظر نہ پڑا بعد تعویظ نظر آیا کہ ایک ہرنی کو شہنشاہ بن بندھی ہو اسنے حضرت کو دیکھ کر زبان فصیح کھلایا رسول اللہ  
 یہاں تشریف لاؤ چنانچہ آنجناب اس کے پاس گئے اور پوچھا کیا حاجت ہو تیری اسنے کہے کہ کیا رسول مقبول اس پہاڑ میں  
 دو بجے میرے ہیں اگر مجھ کو کھول دیجیے تو میں انکو دودھ پلاؤں فرمایا تو پھر کراہی لگی اسنے کہا ضرور ڈنگی اگر نہ آؤں  
 تو خدا سے تمنا ہے وہ عذاب کرے جو دھیک لینے والا ہوں کو کرنا ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کھول دیا وہ  
 لگی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کے لوٹ آئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ باندھ دیا اور اس کے مالک کے  
 پاس تشریف لے گئے اور ارشاد کیا کہ اس ہرنی کو آزاد کر اسنے فی الفور چھوڑ دیا سو وہ ہرنی دوڑتی پھرتی اور  
 کہتی تھی الحمد للہ لا الہ الا اللہ انک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام احمد و نسائی نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ  
 سے روایت کی ہے کہ ایک اونٹ گروہ انصار کا جس پر کچال بانی کی لادی جاتی تھی سرکشی و شرارت کرنے لگا لاکھون  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی شکایت کی کہ یا حضرت یہ اونٹ ہمکو سوار نہیں ہونے دیتا اور خرمستان و کھیت  
 ہمارے سوکھتے ہیں کہ آنجناب سے اپنے یاروں کے انصار کے باغ میں جلوہ فرما ہوئے اسی باغ میں ایک جانب  
 اونٹ بندھا تھا اسکی طرف آنجناب تشریف لیچے انصار لے گیا یا حضرت یہ اونٹ کتنوں کی طرح کاٹتا ہے تو آپ  
 اس کے پاس بنجائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو خوف نہیں ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ  
 کو دیکھا تو اسنے دوڑ کر سجدہ کیا آنجناب نے اسکی پیشانی دست مبارک سے تھامی اسی وقت سے شرارت و سرکشی  
 اسکی جاتی رہی اور مطیع و منقاد ہو گیا اصحاب نے اسی وقت عرض کیا یا رسول اللہ حیوان لا یقتل آپ کو سجدہ کر  
 ہیں ہم لوگ کہ عاقل ہیں زیادہ ترستی ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں فرمایا کہ آدمی کو لائق نہیں کہ سجدہ کرے آدمی کو اور  
 جو یہ بات جائز ہوتی تو میں عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں فائدہ اس حدیث سے بڑی فضیلت  
 شوہر کی عورت پر ثابت ہوئی اور صاف مستنبط ہوا کہ عورتوں کو مردوں کی تعظیم و توقیر از حد زیادہ کرنا واجب ہے  
 اور اللہ صاحب فرماتے ہیں الرجال قوامون علی النساء یعنی مرد کار گزار ہیں اوپر عورتوں کے پوشیدہ رہے  
 کہ مردوں کو عورتوں پر دو طرح کی فضیلت ہے ایک تو ذاتی مثل عقل و حافظہ اور ہوشیاری و بردباری و نبوت  
 و مشاہدات و قضا و افتاد و اجتماع و غیرہ مراتب سے اللہ نے انکو ممتاز فرمایا دوسرے معنی کہ انکے حق میں بالحق  
 من الموالیم ملاقع و اور اعتبار عورتوں کی مراتب کا نگہداشت میں ناموس سے اور نیکو کاری میں اور شوہر کی فرمان  
 برداری میں متصور ہے فقہ ابو الیث نے تنبیہ میں لکھا ہے کہ مرد کی ناک میں اگر کوئی ایسا مرض ہو کہ ایک سوراخ  
 سے خون آتا ہو اور ایک سے ریم اور عورت اسکو زبان سے چاٹے تو بھی خاوند کے حق سے ادا ہوا اور حدیث  
 شریف میں وارد ہے کہ جو عورت اپنے گھر کو چھاڑ دے صاف رکھے بقدر ہر قدرہ خاک کے نیکی اس کے عمل میں گنہگار  
 اور بدی دور کریں اور بہشت میں اس کے نام پر درجہ ہو اور جو واسطے خاوند کے کچھ خرچ کرے اللہ تعالیٰ اس کے

بہان فضیلت شوہر



اور جو مائیدی یا پیالہ دھو دے خدا اسکو گناہ سے پاک کرے اور جب دیگی میں پکانے کے لیے جس ڈالے  
بقدر ہر دانہ کے خداوند اسکو بہشت میں درجہ کرامت فرمائے اور جب پیالہ دھو کر صاف کرے اور اسکی تیزی  
سے پانی آنکھوں سے نکلے یا چوٹے کی آگ کا دھواں آنکھوں میں لگے اور پانی آنکھوں سے باہر آوے تو گویا وہ  
خدا کی دُرسے روئی ہو اور جو کوئی خدا کے دُرسے روئے دوزخ کی آگ اسپر حرام ہو اور اگر گوشت یا ترکاری  
کھاٹے ہوئے اسکی انگلی کے قیامت کے دن اس زخم میں بہشت کا مشک بھرا جائے گا اسطرح بہت باتیں اخلاق النسا  
میں موجود ہیں اور بھی حدیث شریف میں ہے کہ دروازہ کی تکلیف اور اولاد کی پرورش اور گھر کی خدمت سے  
گناہ عورتوں کے معاف ہوتے ہیں بلکہ ولادت کی سختی سے بالکل عورت کے گناہ مابود ہو جاتے ہیں گویا کہ ماں  
کے پیٹ سے اسدن پیدا ہوئی اور جو عورت اچھے کپڑے پہن کر غیر مرد کے سامنے آوے تو قیامت کے دن  
باس آتین اسکو پہنایا جائیگا اور طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہوگی اور جو اپنے خاوند کے بستر میں خیانت  
کرے قیامت کو دوزخ میں جائیگی اور جو خاوند کے بلا اجازت گھر سے باہر آوے بروز حشر اسکو سپرد دوزخ میں لگ  
کے بیڑی پر پڑے گی اور جو عورت مرد بیگانہ سے اپنا منہ نہ دے بلکہ بروز حشر آتش دوزخ سے اسکا منہ کھلا کر لے لے  
اور جو جنابت سے غسل نہ کرے اور نہ کون کے پیشاب سے اپنے کپڑے پاک کرے اسپر آب گرم دوزخ کا دھواں  
اور جو عورت پانچون وقت کی نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے خاوند کے بستر میں خیانت نہ کرے اور  
غیبت و شتم سے بچے خدا تعالیٰ اسکو اجر نہرا شہید کا دیتا ہے یہ قول ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے اور حدیث صحیح  
آیاء کہ جو عورت فجر کے وقت آراستہ ہو کر خاوند کے روبرو آوے اور اسکی لیش اور سر سنوارے اور باد بکھری  
ہو کہ منظر حکم رہے اسکو بروز قیامت نور کا تاج ملے گا کہ اسکو دیکھ کر لوگ تعجب کریں گے اور نہ اہوگی کہ رسی اپنے خاوند کو  
خوش رکھتا تھا اور شوہر کو لازم ہے کہ رعایت اسکی نگاہ رکھے کا قال اللہ تعالیٰ واللاتی تحافن نشوزہن فشقنہن انحر  
فی المضاجع واضر لوہن یعنی اگر عورت خاوند سے سرکشی کرے اسکی سرزنش میں تفاوت چاہئے اول اسکو سمجھاوے  
اگر نہ مانے تو احتیاط موقوف کرے اگر بھڑکے باز نہ آوے تو طمانچہ اور کپڑے کے تازیانہ سے مارے بضرر خفیف اور احتیاط  
کرے کہ صدمہ ضرب کا موٹھ پر نہ آوے اور کوئی عضو نہ ٹوٹے اور جو خون نکل آوے یا ثن ضرب کا ظاہر ہو تو شوہر کو  
تعزیر دنیا اور جہانہ لایا لازم ہے پوشیدہ نہ ہے کہ چار مقام میں عورت کو تنبیہ چاہیے اول ترک نماز میں ٹوٹنے ترک غسل  
خفیف نفاس میں تیسرے بلا اجازت باہر جانے میں چوتھے نظر بازی کرنے میں دیوار و در کے سوراخ سے ہر صورت مرد  
کو چاہیے کہ غم سے بچیں اور حقانیت و انفسانیت میں فرق سمجھیں ورنہ معاتب ہونگے اور خلاصہ میں لکھا ہے کہ اول خروج بدن  
اون میں دوسرے ترک زینت میں تیسرے ترک اجابت طلب مباشرت میں بدوین عذر چوتھے ترک نماز و غسل جنابت و  
حیض میں حدیث شریف میں ہے کہ جس عورت کو خاوند طلب کرے واسطے صحبت کے اور وہ انکار کرے اور نہ بھٹکی اور ہے

تو فتح تک فرشتے آپ کو پھونک کر آسمان اور مچائیں ابراہیم بن ہر کو عورت کو چاہیے کہ بلا اجازت مال اپنے خاوند کا لیکر  
 اٹھے وہ بلا اجازت روزہ نفل کا ترکے والا ثواب نہوگا اور ایام حیض میں عورت سے مجامعت ممنوع ہے اور جو کوئی  
 حیض کے دنوں میں مجامعت کرے گا تو اس پر کفارہ لازم آوے گا اگر تین دن کے شروع میں جو اقل میاں حیض کی ہے  
 کسی ہو تو قہر سے یہ حرکت صادر ہو جائے تو ایک دینار زر سرخ جسکے پانچ روپیہ دس آٹھ ہوتے ہیں خیرات کرے  
 اور اگر آخر دنوں میں خون کے منقطع ہونے سے پہلے نزدیک کرے تو آدھائیاں چھتاون کو دے اور اگر وہ شخص خود محتاج  
 و بے مایہ ہو تو اپنے فعل سے ناام و پشیمان ہو کر توبہ کرے اور آئندہ کو باز آوے کہ اس کے لیے یہی کفارہ ہے انیس اکیس میں  
 لکھا ہے کہ فرمایا حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے جس عورت کو خاوند اسکا واسطے خلوت کے  
 طلب کرے اور وہ نہ آوے تو جب قدر اسکے حسناں ہوتے ہیں سب دور ہو جاتے ہیں جب طرح سانپ دور ہو جاتا ہے  
 کیونکہ اس سے اور اس پر گناہ ہوتا ہے چنگل کے ریت کے برابر اور جس عورت کا خاوند ناراض ہو اس پر دروازے دوزخ کے  
 کھلے ہیں اور جس عورت کا خاوند خوشنود ہو بہشت میں اس کے واسطے ستر درجے آراستہ ہوتے ہیں اور جو عورت  
 ترش روزی سے اپنے خاوند کو نگاہ کرے بقدر ہر ستارہ کے ایک ایک گناہ لکھا جاتا ہے یہ فائدہ حضرت کے فرمانے کا ہے  
 کہ اگر سجدہ نہ کر جائے تو عورت کو فرمانا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرین پوشیدہ نہ ہے کہ عذرات کو سات مقام پر اجازت جائے  
 کی دنیا م کو جائز ہے اول نیاز زیارت والدین و جد و جدہ دوسرے نیاز بر احوال مذکورین کے تیسرے واسطے تقریت  
 و ماتم پرسی کے چوتھے نیاز زیارت محارم پانچویں چھٹویں عورت قابلہ و غاسلہ واسطے اپنے پیشہ کے اور طلب حق کے مدیون  
 تا ادائے حق دوسرے کی اور اس صورت میں خروج بلا اذن بھی جائز ہے ساتویں نیاز حج بشرط وجوب جمعیت اسباب ہو  
 اگرچہ بلا اذن ہو سوائے مقامات مذکورین کے اور کہیں کی اجازت دنیا شکار نیاز زیارت اجانب یا عبادت اسکے بارے تفسیر  
 ولیمہ وغیرہ ہرگز درست نہیں واللہ و انون نگار ہونگے کذا فی الطحاۃ و ابی الراق اور شروع طریقہ صحیح یہ ہیں کہ یہ اس صورت  
 میں کہ جب کہ خانہ ضیافت ولیمہ محفوظ نہ مومن نہ ہو والا بخاندہ صالحین و صالحات اگر چہ اجانب ہوں تقریبات میں جانا جائز و درست ہے  
 بخیرہ صحیح مسلم میں عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلح ایک انصار کے احاطہ دہلے باغین تشریف  
 لیکے وہاں ایک اونٹ تھا اس نے حضرت کو دیکھا کہ آواز کی اور رونے لگا حضرت رحمۃ اللعالمین صلح نے مہربانی سے اس پر دست  
 مبارک اپنا پیر اور پوچھا یہ اونٹ کس کا ہے اس نے انصار کے کہا میرا ہے فرمایا کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا اس جانور کے مقدمہ میں  
 جسکو خدا نے تیرے ملکیت میں دیا ہے سو وہ البتہ مجھے شکایت کرتا ہے کہ تو اسکو بھوکھا رکھتا ہے اور ہمیشہ اس سے محنت لیتا  
 فائدہ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جانور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بے زبان جانور  
 پر بھی شفقت کرنا واجب ہے اور جو رحم نہ کرے وہ گنہگار ہے لائق عذاب بخیرہ صحیحہ دلائل النبوة میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ایک انصار کے باغ میں تشریف فرما ہوئے



اور ان ایک بکری بندھی تھی اسنے حضرت کو دیکھ کر سجدہ کیا تو ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ تم کو جانیے کہ آپ کو سجدہ کرین فرمایا  
یہ درست نہیں ہے معجزہ شرح السنۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھٹی نے بکری بکری اور  
گڑیہ نے اسکو چھین لیا سو وہ گرگ ایک بلند ٹیلے پر جا کھینچا اور کتنے لگا ای گڑیہ یہ میرا رزق جو اللہ نے دیا تھا تو نے  
چھین لیا اسنے کہا والدین نے بھٹی کو باتیں کرتے نہیں سنا بھٹی نے کہا عجیب تر اس سے یہ بات ہے کہ ایک شخص  
مدینے میں خیر دیتا ہر گزشتہ اور آئندہ کی ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص یہودی تھا سو حضرت مسلم کے حضور میں لایا  
اور سلمان ہوا اور آنجناب نے اس کے قول کو تصدیق کیا اور فرمایا کہ یہ باتیں علامات قیامت سے ہیں قریب ہے  
کہ آدمی اپنے گھر سے باہر نکلے اور پھر نہ آوے کہ اسکی باپوش و تا زیادہ اسکو غمزدہ اس سے جو اس کے اہل خانہ نے  
کیا ہو فائدہ یہ قصہ کئی مرتبہ واقع ہوا ہے اور بعض روایات سے واضح ہوتا ہے کہ نام اس جبر و اس کا بیٹا بن اوس تھا اور  
بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ سلمہ ابن عمرو بن کوع تھا اور علامۃ الوقت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ منبہ ابن وہب سے  
روایت کرتے ہیں کہ اس طرح کا ایک معاملہ سفیان ابن حرب اور صفوان ابن اریثہ کو بھی پیش آیا تھا اور ایک  
ابو جہل کو بھی ایسا ہی اتفاق پڑ گیا تھا مگر باوصف ایسے ایسے معاملات کے ایمان نہ لایا قال صاحب تجرہ الحی فاعلم  
ابن عبد البر کلم الذنب من الصحابۃ رافع ابن عمر و سلمہ بن الاکوع و ایمان ابن اوس لاسلمی قلت و کلم الذنب ایضا  
ابن الحرب و صفوان ابن اریثہ بن کانثہ بن دساہ لابی جہل ابن ہشام معجزہ ابن عساکر نے ابی منظور سے روایت کی ہے کہ جب  
حضرت مسلم نے خیر فتح کیا تو ایک دراز گوش سیاہ ملا اسنے حضرت سے کلام کیا حضرت نے بوجہ تیرا نام کما ہوا لایہ بن شیبہ  
اور کہا کہ میرے جد کی نسل سے ساتھ حار ہوے سو سوائے پیغمبر خدا کے انہ کوئی سوار نہوا اور میں امیدوار تھا کہ آپ مجھے سوار  
ہونگے اور اب کوئی میرے جد کی نسل سے باقی نہیں ہے اور پیغمبر میں اب کوئی سوائے آپ کے نہوگا اور پہلے میں ایک سیاح  
کے پاس تھا کہ جب وہ مجھے سوار ہوتا تو میں قصداً گرا دیتا تھا سو وہ مجھے بھوکھا رکھتا اور مارتا تھا حضرت نے فرمایا تو نیچوڑ  
اور حضرت کے حکم میں اس طرح رہتا تھا کہ جب حضرت کسی کو طلب فرماتے تو اُس کو بھیجے وہ اس کے دروازے جا کر بانس ٹکراتا  
کہ صاحب خانہ خبر پا کر حاضر ہوتا یعنی وہ اشارہ سے بلا لاتا تھا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کثرت  
غم سے کہ یون بن ابوالشیم ابن التبان میں گر پڑا اور مر گیا معجزہ بخاری اور مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے  
کہ میں سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور رہینے کو آیا تھا اور میرا اونٹ نہایت تھک گیا تھا کہ میں سب سے  
پہلے رہتا پھر گزرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس پس مارا حضرت نے اونٹ کو لینے لکڑی سے باکوڑے سے کہ دست مبارک  
میں تھا سو وہ جلا اور برکت دست مبارک سے ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ پہلے ویسا نہ تھا پھر فرمایا حضرت نے کہ اس اونٹ کو سوار ہے  
کا تھو بیڈال ایک اوقیہ لینے چالیس درہم کو سوینے بیجا اور شعل کی چن سواری کی دنیا تک پھر جب میں آیا مدینے میں تو لایا  
کے پاس اونٹ اور دیا حضرت نے مول اسکا اور ایک روایت ہے کہ مول بھی دیا اور اونٹ بھی واپس عطا کیا اور ایک روایت ہے







کہ ابورافع سیودی بڑا مالدار تھا اور دشمن رسول خدا اکثرت اسکی ابو الحقیق ملہم حاد معلوم فتح قات اولے و سکون تختانہ میان  
دوقاف و عتیکہ پنج عین مہار کہ فوقانیہ روزن عتیق ہر پچوڑہ صبح بخاری میں وارد ہو کہ خالد بن ولید کے جنگ خنین میں زخم  
تفک لگ گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ وہن مبارک لگا دیا محبت ہو گئی معجزہ بیقی نے دلائل النبوة میں روایت  
کی ہے کہ حضرت مسلم نے ایک شخص کو دعوت اسلام فرمائی اسنے کہا اگر میری بیٹی کو آپ زندہ کریں تو میں ایمان لاؤں حضرت  
مسلم اسکے قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا یا فلاں اسنے کہا بیک و سعد یک حضرت نے پوچھا تیرا جی چاہتا ہے کہ دنیا میں  
آوے اسنے کہا یا رسول اللہ میں اللہ کو مان باپ سے زیادہ تر مہربان پاتی ہوں اور آخرت کو دنیا سے زیادہ دوست  
رکھتی ہوں معجزہ ۹۰ ہجۃ النبی افل میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کو جنگل میں چھوڑ دیا کہ وہ گم ہو گئی پھر اسنے اگر  
حضرت مسلم سے یہ احوال نقل کیا سو حضرت مسلم اسکا ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے اور آواز دی کہ یا فلاں  
بجاء خدا مجھے جواب دے وہ بولی بیک و سعد یک حضرت نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہوئے ہیں اگر تیرا جی چاہے  
تو اسکے پاس چل اسنے کہا یا رسول اللہ مجھے انکی حاجت نہیں میں نے تو اللہ کو انسے بہتر مہربان پایا ہر معجزہ ۹۱ البونیم نے  
روایت کی ہے کہ جابر نے ایک بکری فوج کر کے پکائی اور خریدنا کہ حضرت کے پاس لائے اور کھانے کے واسطے بیٹھے حضرت  
مسلم نے فرمایا کہ گوشت کھاؤ اور بڑی مسلم رہنے دو انھوں نے اسطرح کیا بعد اسکے آنحضرت نے ہڈیاں جمع فرما کر  
زبان مبارک سے کچھ فرمایا کہ دفعہ وہ بکری زندہ ہو کر ان جھاڑنے لگی کذا فی المواہب معجزہ بیقی ادا بن عدی نے حضرت  
انس فی الدعۃ سے روایت کی ہے کہ ایک جوان الفار نے وفات پائی اور اسکی والدہ نہایت ضعیف اندھی تھی ہم لوگوں نے  
اس میت پر جادو ڈال دی اور اسکی والدہ سے بغیرت پیش آئے اسنے کہا آیا بیٹا میرا مر گیا ہے نہ کہانا وہ کہنے لگی ہاں تو  
جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے پیغمبر کی طرف ہجرت کی اس امید سے کہ تو شد تو ان میں مدد کرے گا یا اتنی یہ مصیبت  
مجھ پر نہ ڈال انس فرماتے ہیں کہ لڑکا اسکا اسیدم زندہ ہو گیا اور اسنے منہ سے چادر اتار کے ہمارے ساتھ کھانا کھایا  
یہ بھی معجزہ حضرت مسلم کو کہ نام آنجناب کی برکت سے دعا قبول ہوئی معجزہ ۹۲ مصابیح میں ہے کہ ام سلمہ بنت لہمان والدہ  
انس ابن مالک نے اتھاس کیا یا رسول اللہ اپنے خادم انس کے واسطے دعا کیجیے فرمایا اللہم انشاء اللہ وہ بارک  
نعم اعطیتہ یعنی ام الدہبت کرمال اسکا اور اولاد اسکی اور برکت دے اس خیر میں جو دی ہو تو نے اسکو انس فرماتے ہیں  
کہ بخدا بلاشبہ ہاں میرا بہت ہے اور نہایت برکت کا ہے اور اولاد میری بلا واسطہ اور اولاد شمار میں آج کے  
دن سو سے زیادہ ہیں اور بلا شک زمین میری البتہ چلتی ہے دو بار سال میں یعنی اسوقت کہ حکایت کرتا ہوں حدیث  
اس شمار کو پہنچے ہیں بعد ازین زیادہ ہی ہوں چنانچہ مروی ہے کہ انس نے کہا کہ عطا ہوے میرے صاحب سے سوائے اولاد  
اولاد کے ایک سو پچیس بیٹے سوائے دو لڑکیوں کے یعنی بہت دلوں بعد نقل کرنے مضمون سابق کے دہذا قول البعض  
کذا ذکر ابن حجر الکی اور انکے بیٹے نے کہا میں نے دفن کیے ہیں لگی اولاد جلی سے قریب نو نفر کے اور ابن عبد البر نے فرمایا ہے



کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ انس کے توارک کے پیدا ہونے سے بہت صحیح ہو اور بعض کہتے ہیں کہ انہی تھے اٹھتر بیٹے اور دو لڑکیاں  
پس جو کچھ ابن حجر نے ذکر کیا ہے وہ ظاہر اسکا مخالف اس نقل کے ہے اور ظاہر حدیث کے بھی مخالف ہے اس لیے کہ وہ ولادت  
کرتی ہو کہ مجموع اولاد کی اولاد تجاوز ستوں سے ہیں نہ اولاد انکی والدہ عامہ معجزہ مصباح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ  
عنه سے روایت ہے کہ میری والدہ مشرکہ تھی اور میں اس سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ تو مسلمان ہو جائے گا ایک مرتبہ حضرت صلعم  
کے حق میں ایسی بے ادبی کی بات کہی کہ مجھ کو سخت بری لگی اور میں حضرت صلعم کی خدمت میں روتا ہوا آیا اور ملتس ہوا کہ  
یا حضرت میری والدہ کے واسطے دعا کیجیے کہ خدا اسکو ہدایت دیوے چنانچہ آنجناب نے دعا کی کہ اے نبی ہدایت کر ابو ہریرہ  
ماں کو اتنی پسند ہے اس بندے اور اسکی والدہ کو پیارا کر دے اپنے ایمان دار بندوں کے نزدیک و ایمان داروں کو ان لوگوں  
کے نزدیک پیارا کر ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت کے حضور سے خوش ہو کر نکلا جب اپنے گھر کے دروازے  
آیا تو میری والدہ نے میری جوتی کی چپ سنی اور کہا ای ابو ہریرہ کہ گھر آ رہے ہیں نے پانی کی آواز پائی اور اسنے  
غسل کر کے جلدی سے کپڑے پہنے اور دروازہ کھولا اور کہا ای ابو ہریرہ اشدان لا اہل الا اللہ و اشدان محمد  
رسول اللہ سو میں خوشی سے روتا ہوا حضرت صلعم کی خدمت میں آیا اور حال بیان کیا آنجناب نے فرمایا اللہ مدد بہت  
خوب ہو اس حدیث سے نکلا کہ خوشی سے بھی رونا آتا ہے معجزہ مصباح میں سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے  
حضرت کے روبرو بائیں ہاتھ سے کھانا شروع کیا آپ نے فرمایا دہنہ سے کھلا اسنے کہا میں دہنہ ہاتھ سے نہیں  
کھا سکتا ہوں فرمایا تو ہرگز نہ کھا سکے گا سلمہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے سبب سخت و بے قیدی کے جو ٹھوٹا ظاہر کیا تھا اسکا فیہرہ  
کہ دست راست اسکا معذور ہو گیا کہ منہ تک نہ جاتا تھا معجزہ مصباح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ ایک بار محمد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں قحط پڑا سو ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ جانور تو ہرگز  
ابھی حال اطفال کی نسبت ہو دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ پانی پر ساوے اسوقت آنجناب خطبہ جمعہ پڑھتے تھے اس حال میں  
دست مبارک اٹھا کے دعا کی اللہم اغننا اللہم اغننا حضرت انس فرماتے ہیں کہ اسوقت مطلق نشان ابر کا نہ تھا دفعہ پہلا  
کے نیچے سے بادل اٹھا اور آسمان بھر گیا اور سات روز برابر پانی ایسا برساکہ آفتاب نظر نہ آیا بعد اسکے حضرت محبوب لکونین  
صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے جمعہ کو خطبہ فرما رہے تھے کہ وہی اعرابی پھر حاضر ہوا اور انہیں اس کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم جانور ہمارے پانی کی شدت سے مرے جاتے ہیں اور زمین بند ہو گئی ہیں دعا کیجیے کہ خدا تعالیٰ منہ کو روکے کہ خشک  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر یون دعا کی کہ اے نبی ہمارے آس پاس پانی برسے ہم پر اب نہ برسے اے نبی ٹیلوں اور باریوں  
اور نالوں اور جنگلوں کے درختوں میں نیچے برسے فوراً اندیشہ کے اوپر سے بادل ٹل گیا احوال کی طرح مدینہ خالی ہو گیا  
اس پاس برسایا معجزہ مصباح میں جاری اور سلمہ بن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کفار قورقہ قریش اور حضرت  
صلعم کی ایذا دی میں سرگرم ہوئے تو حضرت نے ناجار ہو کر یون دعا کی اللہم اغننا کسب کسب یوسف یعنی ای اللہ حبیب

یوسف علیہ السلام کے عہد میں سات برس کا قحط پڑا تھا ویسا ہی قحط پڑے کہ یہ لوگ اپنی شامت اعمال سے آگاہ ہوں اور ایمان لادیں چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ ان کافروں نے ہڈی اور ہڈی کا کھانا آخر کار تنگ ہو کر حضرت سے بلیتی ہوئے حضرت رحمۃ اللعالمین نے دعا فرمائی کہ بلا سے قحط دفع ہو گئی معجزہ ترمذی اور بیہقی نے روایت کی کہ سعد ابن وقاص کے حق میں دعا فرمائی کہ سعد تجاب الدعوات ہو سو اس کا یہ اثر ہوا کہ جب سعد رضی اللہ عنہ اپنے لیے یاغیر کے واسطے دعا مانگتے تو بول ہوتی کہ انی اللہ الواسع معجزہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا فرمائی کہ اس کے سبب سے عزت اسلام ہو ویسا ہی ہو معجزہ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے فرمایا اللہم نعم فی الدین وعلیہ التاویل سولید اس دعا کے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا علم دیا کہ جس کی آج تک قوم ہجو اور اول ترجمان قرآن ہوئے معجزہ بیہقی نے عمرو ابن حریب سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا کی کہ یا اللہ اسکے مال میں برکت ہو جو چیز انھوں نے بھی ناکندہ ہو اسی طرح مقدار کے واسطے دعا فرمائی بخاری میں ہے کہ عروہ ابن ابی السجہ کے واسطے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سے برکت فرمائی تو اس نے اگر خاک بھی ناکندہ ہو معجزہ ابن ماجہ بیہقی نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی واسطے دعا کی کہ انکو گرمی و سردی میں کفایت ہو سو حضرت علی کرم اللہ وجہہ چاروں دن کے کپڑے گرمی میں پہنتے اور گرمیوں کے جاڑوں میں معجزہ بیہقی نے عمرو ابن حصین سے روایت کی کہ جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے واسطے دعا فرمائی کہ اللہ انکو جو کھانا رکھے سو ویسا ہی ہوا قصہ ہے کہ عمران نے کہا کہ میں جناب پیغمبر صلعم کے حضور میں حاضر تھا حضرت فاطمہ تشریف لائیں اور رکھڑی ہوئیں آپ نے دیکھا کہ جو کھانہ سے چہرہ انکار ہو رہا ہے آپ نے اس کے سینہ پر ہاتھ رکھا کہ ای اللہ پیٹ بھرنے والے جو کھانوں کے اور اپنے کرنے والے بچوں کے فاطمہ بنت محمد کو بلندی دے یعنی تکلیف دور کر عمران کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا چہرہ سرخ ہو گیا اور سب چہرہ کی زردی جاتی رہی پھر میں ایک بار انکی خدمت میں گیا انھوں نے فرمایا اس من سے کچھ کھجی جو کھانے کی تکلیف نہیں دی راوی نے بعد روایت حدیث کہا کہ یہ قصہ قبل نزول آیت جناب تھا معجزہ صحیحین میں عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب کسری پر وزیر نے آپ کا نام پھاڑا لا تو حضرت صلعم نے کسری کے واسطے دعا کی کہ اللہ اسکا ملک پھاڑ لے سو اسکا ملک بالکل جاتا رہا یہاں تک کہ فارس کی بھی ریاست نہ رہی معجزہ بیہقی اور حاکم نے ابن احنف سے روایت کی کہ عتبہ ابن ابی لبابہ کے حق میں فرمایا کہ اللہ اس پر رکے کو مسلط کرے سو اسکو شیر نے پھاڑا لا معجزہ بیہقی نے روایت کی کہ عبد الرحمن ابن عوف محتاج تھے اس کے واسطے برکت کی دعا فرمائی ان پر ایسا دروازہ روزی کا کھلا کہ پتھر بھی اٹھاتے سونا چاندی ہو جاتا چنانچہ جب انکی وفات ہوئی تو چار لاکھ دینار سونے کے ان کے وصیوں کو ملے اور لاکھ لاکھ چارون بیسوں میں تقسیم ہوئے معجزہ مشکوٰۃ شریف میں ابوالیاب انصاری سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز بعد غروب



آفتاب برآمد ہوئے تو ایک آواز سنی گئی حضرت نے فرمایا یہود کے عذاب کی آواز ہو جو اپنے قبور میں معذب ہیں حجرہ  
اہل طائف نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر اس پتھر سے ایک درخت میوہ دار بن جائے تو ہم ایمان لاؤں حضرت صلعم  
و عافرائی اور انبیا تھیں اس پتھر پر رکھ دیا تو درخت میوہ دار بن گیا اہل طائف ایمان لائے پتھر حجرہ ایک نصرانی قوم خزرج میں  
مارا گیا اور قاتل کا حال معلوم نہ ہوا تھا حضرت صلعم نے ایک شاخ خرما کی مردے پر رکھ دی اسے نام قاتل کا لکھا ہوا  
پتھر حجرہ ابن زید کیسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر بتوں کو سونے کا کر دو تو میں ایمان لاؤں حضرت صلعم نے  
و عافرائی سارے بت طلائی ہو گئے اور ابن زید ایمان لایا پتھر حجرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ارشاد ہوا کہ  
یہ بلا میں پڑ گیا سو ویسا ہی ہوا کہ اس بلا میں شہید ہوئے پتھر حجرہ صحیح بخاری میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرما کے حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا کہ یہ بیٹا میرا ستید ہے  
امید ہے کہ اسکے باعث سے دو گروہ مسلمانوں میں صلح ہوگی سو یہ بات معاویہ کے عہد میں ظاہر ہوئی پانچواں جادی ۱۱۰  
یعنی ۱۱۰ ہجری میں بایں دونوں عظیم مدین کے یعنی شکر شام اور شکر عراق میں صلح انجذاب کی طرف سے واقع ہوئی اس  
سال کا نام عام الحجامۃ ہوا پتھر حجرہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا کہ اس بیٹے کو میری امت شہید کرے گی  
چنانچہ یہ معاملہ زمانہ زید پدید آیا پتھر حجرہ میں واقع ہوا یہ خلاصہ ہے اس حدیث کا جو بیعتی نے ام الفضل نے وجہ اس سے  
روایت کی ہے اور کاتب اور اوراق کو اس واردات کی احادیث کا ذکر شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام میں بیان کیا  
منظور ہے اس باعث سے یہاں ذکر نہیں کیا پتھر حجرہ انصار سے فرمایا تھا کہ ایک دن ایسا ہو گا میرے بعد کہ تم پر اور وں کو خرچہ  
سو معاویہ ابن ابی سفیان کے وقت میں واقع ہوا پتھر حجرہ ۹۳ ہجری میں وہ غسی کذاب جس رات مارا گیا حضرت نے خبر دی اور اس کے  
کا نام بتلایا حالانکہ وہ مرد و دغا متعلقات میں بین ہلاک ہوا تھا کذا فی المصابیح پتھر حجرہ بخاری میں عبد الرحمن ابن مالک نے علی  
سے کہ سراقہ ابن مالک ابن جہم کا بھتیجا تھا روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے تذکرہ کیا کہ سراقہ تھا کہ قریش کے  
ایلی ہمارے قبیلہ میں آئے اور بولے قریش کہتے ہیں کہ جو کوئی محمد صلعم کو یا ابو بکر کو مار ڈالے یا قید کرے ہمارے پاس لاوے تو ہم  
اسے سوا دس دین چنانچہ میں ایک روز اپنی قوم میں بیٹھا تھا دفعۃً ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں نے ابھی اور سے کچھ لوگ لے گئے  
کہ ساحل کی راہ جاتے تھے تو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب تھے سراقہ کہتا ہے کہ میں نے بھی لیا پھر میں نے اسے دھوکے میں لے  
لو کہ کاذبان فلان آدمی ہونگے کہ وہ میرے سامنے ہو کر گئے ہیں اور میں نے انکو خوب دیکھا ہے وہ نہ تھے کہ میں نے بتھوری دیر  
تو ہم کے لوگوں میں بیٹھا بعد ازاں اٹھ کر گھر چلا آیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرا کھوڑا تیار کر کے بیٹا کے نیچے کھڑا کر پھر میں اپنا  
نیزہ لیکر بصورت قضا حاجت اسی غیلے کے نیچے پہنچا اور گھوڑے پر سوار ہو کر خوب دوڑا یا جب محمد صلعم کے قتل ہوا  
تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں او نہ سے منہ زین پر گر اچھڑ بنھل کر اٹھا تو میں نے تباہ کیا کہ انکو بکسوں گا کہ نہیں سہی  
بدنکلی کر میں نے اعتبار نہ کیا اور سوار ہو کر پھر چلا سوا اتنا قریب پہنچا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قنوت کی آواز کان میں

پتھر حجرہ ۹۳ ہجری میں وہ غسی کذاب جس رات مارا گیا حضرت نے خبر دی اور اس کے کا نام بتلایا حالانکہ وہ مرد و دغا متعلقات میں بین ہلاک ہوا تھا کذا فی المصابیح پتھر حجرہ بخاری میں عبد الرحمن ابن مالک نے علی سے کہ سراقہ ابن مالک ابن جہم کا بھتیجا تھا روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے تذکرہ کیا کہ سراقہ تھا کہ قریش کے ایلی ہمارے قبیلہ میں آئے اور بولے قریش کہتے ہیں کہ جو کوئی محمد صلعم کو یا ابو بکر کو مار ڈالے یا قید کرے ہمارے پاس لاوے تو ہم اسے سوا دس دین چنانچہ میں ایک روز اپنی قوم میں بیٹھا تھا دفعۃً ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں نے ابھی اور سے کچھ لوگ لے گئے کہ ساحل کی راہ جاتے تھے تو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب تھے سراقہ کہتا ہے کہ میں نے بھی لیا پھر میں نے اسے دھوکے میں لے لو کہ کاذبان فلان آدمی ہونگے کہ وہ میرے سامنے ہو کر گئے ہیں اور میں نے انکو خوب دیکھا ہے وہ نہ تھے کہ میں نے بتھوری دیر تو ہم کے لوگوں میں بیٹھا بعد ازاں اٹھ کر گھر چلا آیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرا کھوڑا تیار کر کے بیٹا کے نیچے کھڑا کر پھر میں اپنا نیزہ لیکر بصورت قضا حاجت اسی غیلے کے نیچے پہنچا اور گھوڑے پر سوار ہو کر خوب دوڑا یا جب محمد صلعم کے قتل ہوا تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں او نہ سے منہ زین پر گر اچھڑ بنھل کر اٹھا تو میں نے تباہ کیا کہ انکو بکسوں گا کہ نہیں سہی بدنکلی کر میں نے اعتبار نہ کیا اور سوار ہو کر پھر چلا سوا اتنا قریب پہنچا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قنوت کی آواز کان میں

آنے لگی ناگاہ گھوڑے کے پیر زمین میں دھس گئے اور زمین پشت زمین پر گرا ہر جہد میں نے اسکو مارا پر وہ سیر نہ نکال سکا آخر میری شکل سے  
گھوڑے کی خلاصی ہوئی پھر میں سواری ہو کر چلا سوایسا قریب ہو گیا کہ صرف ایک دو تیر ہی کا فرق رہ گیا ابو بکر صدیق فرماتے ہیں  
اگر اسوقت میں نے حضرت سرور عالم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کو پہنچا حضرت نے فرمایا لا تخرن ان اللہ معنا اور فرمایا  
اللہم افنا شرہ بمناشتت پس اس کلام کے نکلنے سے سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پیر زانو تک زمین میں دھس گئے اور وہ چلایا  
کہ اے محمد دعا کرو کہ میرا گھوڑا خلاص پاوے مجھے جسے کچھ بھی سوکار زمین اور میں محمد کرتا ہوں کہ جو کوئی تمھارے پیچھے آتا ہو گا  
اُسے پھیر لیجاؤ گا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مالک حقیقی سے التماس کیا اللہ ان کا حق و تاقا طلق فرسہ فوراً گھوڑے کے  
پیر زمین سے اُٹھ گئے سراقہ کہتا ہوں کہ میرے دل میں یقین ہو گیا کہ یہ شخص نبی صادق ہیں اور بلا شک انھاروح ہو گا اور زمین  
شایع ہو گا سو میں زار و متاع اپنا نذر کرنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ کیا تب میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر  
نکالا اور عرض کیا کہ حضرت یہ میری نشانی ہے قبول کیجیے سو حضرت نے قبول کیا پھر میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اسحی اہ میں گئے چل  
میرے اونٹ بکریاں بلینگی انھیں سے جو مطلوب ہو سو میرے چرواہوں کو بلا کر لے لیتا حضرت نے فرمایا کہ مجھے کچھ حاجت  
نہیں پھر سراقہ نے ایک فرمان امان طلب کیا سو حضرت نے حاضرین فیہ و لغیم انھار و فتح الہا و سکون التختانیہ علامہ آرام حضرت  
ابوبکر سے ارشاد کیا اُسے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر لکھ دیا سراقہ نام لیکر پھر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب مدینہ باسکینہ روانہ ہوئے  
اور سراقہ نے یہ کیا کہ جو کوئی متلاشی حضرت کا ملا اسکو پھیر لے گیا ابو جہل میں نے یہ حال سنکر قوم مدینہ کو بکایا تاکہ یہ بھی مسلمان نہ ہو جائیں  
سراقہ نے ابو جہل کو لکھ بھیجا کہ ابو جہل اگر دھس جائے تبیر گھوڑے کا تو دیکھتا دیکھتا محمد کو پیچھا پاتا اور تعجب نہ کرتا اب تجھے لازم ہے کہ لوگوں  
کو روکنے کے لئے پیچھے نہ پڑیں اور دیکھ کر قریب تر نہ آنا افضل کا اقام عالم پر ظاہر ہونے والا ہے ابو جہل اس تحریر سے بل ہر فائدہ سراقہ و پیچھے  
مکہ غزوہ خندین سے پھر تہ وقت و موقع ہجرت انہیں حاضر ہو کر اسلام لایا اور فرمان امان جو اُسکے پاس تھا دکھلایا فائدہ لا تخرن ان اللہ معنا  
جو حضرت نے فرمایا اور بلا اُن ہی بلی سید میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا بڑا فرق ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر شو و اول حضرت  
حق اور اُسکے لطف و کرم پر پڑی بعد اُسکے اپنے نفس پر اور حضرت موسیٰ علی بنیہا علیہ السلام کی نظر اول اپنے نفس پر پڑی بعد اُسکے حضرت  
حق پر پیش ہو و حضرت خاتم الانبیاء تم و اکمل ہو اور مطابق ہمارا ریت شیا الارایت الی قبلہ اور یہ حال اہل خدیجہ یمان کجا ہو اور قول حضرت  
موسے علیہ السلام و اِنی ہمارا ریت شیا الارایت الی قبلہ و بعدہ اور یہ حال استدلال بریان کا ہے اور یہی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
لفظ معنا ارشاد کیا تاکہ فقرائے امت کو بھی اُنسی سے حصہ پہنچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ اپنے ذات کو خصوصاً فرمایا جسطرح  
ارینی اور اُنہا حقائق الانبیاء میں واقع ہو اے اور ایک فرق یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو زجر کیا اور جن کلام  
زبان پلانے کے محارہ و مہین واسطے زجر کے موضوع کا وہاں حضرت علیہ السلام نے کلام کوئی حاجت سے شروع کیا کہ لا تخرن مت کہو اس سے مٹو شان  
حضرت نسبت حضرت موسیٰ و فضیلت ابو بکر سید اصحاب سے صاف ظاہر ہو فائدہ یہ بخود حضرت علیہ السلام کا مثل بخود حضرت موسیٰ علیہ السلام  
لکے ہر نسبت قارون کے کہ زمین نے اسکو حضرت موسیٰ کی عداوت سے دھسا دیا تھا لکھ اسقدر فرق ہے کہ انصافیت خاتم النبیین و مہمور شان

بجائے ان کے  
بلا تخرن ان اللہ معنا  
تقریباً دروازہ

بجائے ان کے  
بلا تخرن ان اللہ معنا  
تقریباً دروازہ



رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مجروحہ میں عیان ہو کر آپ نے باقی اسرار خف زمین سے نجات دی بلکہ ہمیشہ کے لیے فرمان مان لکھا یا اور حضرت  
موسیٰ نے تفسیر درازی قارون پر القعات نہ فرمایا اس جمل شانہ نے بھی وحی بھیجی کہ اگر قارون مجھے ایک بار زاری کرے تو میں نے  
نجات دیتا تھیں پکارا کرتے نہ سنا تھیں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہ کسی اور پیغمبر کیجئے تو آئیں  
مطاط ہو کہ تحقیق و امانت کی پیغمبری نہ ملے کیونکہ تحقیق ہر پیغمبر کی کفر و شاعر لوگ اکثر اس بلا میں گرفتار ہیں اور صرف فضیلت کے ساتھ  
تحقیق لازم نہیں آتی کیونکہ اللہ صاحب خود فرماتے ہیں ملک رسول فضلنا بعض علی بعض صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ  
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو نے جانا کہ خدا نے مجھ کو حکم کیا جس میں نے اس سے  
حکم چاہا یعنی میری دعا قبول ہو گئی اور جادو کا حال تبدیل دیا کہ میرے پاس دو مرد آئے سو ایک میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا  
میرے پیر کے پاس اور کہا آئیں جو میرے سر پاس تھا اس سے جو میرے پیر پاس تھا یا آئیں کہا جو میرے پیر پاس تھا اس سے جو میرے  
سر کے پاس تھا کہا اور دوسرا اس کو آئیں جواب دیا کہ سحر ہے اس نے کہا کسی نے اس کو جادو کیا جو دوسرے نے کہا کہ اللہ اعلم  
کی بیٹی نے کیا آئیں کہا کس خبر میں کیا جو دوسرے نے کہا کہ لکھ لکھ اور ان یونین جو لکھی سے چھڑے اور ترخڑے کی بالی کے  
علائق میں آئیں کہا یہ کہاں رکھا جو دوسرے نے کہا دروان کے کوئین میں فائدہ دروان بخت خوال مجھ و سکون را نام  
چاہ کا جو بعض روایات میں اراد ان لفتح منہ دار دی اور دونوں صحیح میں مگر اول صبح اور اشہر و صباح میں ہو کہ ایک مرتبہ حضرت  
صلعم پر جادو ہوا خیال بندی کا ناکردہ کام کو حضرت جانتے کہ کر چکا ہوں اور بخاری میں ہے کہ حضرت صلعم اپنی بیویوں سے  
محبت نہ کر سکتے تھے چنانچہ ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف رکھتے تھے کہ آپ نے دعاے صحت فرمائی اور  
یہ حال جو بیان ہوا بیان فرمایا بعد اسکے مع چند اصحاب اس کوئین پر تشریف لے گئے اور فرمایا یہی کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا  
بالی اس کوئے کا سرخ منہ دی کے رنگ تھا چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھالا اور ایک روایت حضرت  
ابن عباس سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر کو اس کام کے واسطے چاہہ دروان بھیجا آنھوں نے  
جا کر کھالا تو معلوم ہوا کہ ترخڑے کی بالی کا علاقہ ہے آئیں تمثال انبی تصور رسول مقبول موم کی ہی ہوئی کیسی ہر اور سویان انہیں  
چھدی ہیں اور ایک دھاگا باندھا ہے کہ آئیں گیارہ کرہ بن ہجر آتی وقت حضرت جبریل علیہ السلام منہ و تنین لائے کہ ان کے  
پیرھے سے ہر تہ پر ایک ایک گرہ لکھ گئی اور سویان نکلے لگین تو حضرت کو تسکین ہونے لگی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے  
ہیں کہ ان کے کھالتے ہوئے حضرت صلعم کو صحت ہوئی میں نے کہا یا حضرت اس جادوگر یہودی کو منہ اڑیجئے اور شہرہ در فرمائیے حضرت  
فرمایا کہ خدا نے مجھ کو شاخشی میں کس لیے لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں اور شور مچاؤں فائدہ رفع قارض بن الحذین یون ہوتا ہو کہ شاید  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہما کو واسطے کھالتے سحر کے کوئین میں اتار ہو  
فائدہ معاملہ حقوق صحابہ معاودت حدیبیہ سے ماہ و پنج سال ششم ہجری میں واقع ہوا اور جالینس روز را اور ایک روایت میں  
چہ ہفتہ ہفتہ اور ایک قول میں تمام سال اور جمع میں الروایات یون ہو سکتا ہے کہ قوت وغلبہ صحابہ جالینس میں رہا تھا اور بعض آثار اسکے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے دعاے صحت فرمائی اور یہ حال جو بیان ہوا بیان فرمایا بعد اسکے مع چند اصحاب اس کوئین پر تشریف لے گئے اور فرمایا یہی کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا

چوتھے نمبر تک رسالہ انوار الہامی کے ختم ہونے پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب جہاد و شریعت کے لیے ہے۔  
 حضرت کو جادوگر کہا کرتے تھے کہ جب انہیں جادو کے آثار مل جاتے تو انہیں عادات کے اور مشہور دین پر کہ ساحر پھر کا اثر نہیں ہوتا ہے بلکہ جو صاحب  
 حضرت علیؑ نے جادو سے انکار کیا تو کافروں کے نزدیک بھی حضرت کو ساحر کہنا درست نہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی کلمہ پڑھ کر  
 سکے کہ جو غیر عرض ہو حضرت رسالت مآب علیؑ نے فرمایا کہ جو کلمہ اس قدر پر اعتماد شریعت پر نہیں ہوتا  
 کیونکہ شریعت کا قول فعل بھی خدا ہی اور جب نسبت عرض سحر کے ان دونوں میں احتمال ہوا تو شریعت میں فساد پڑا جو ایسا  
 شبہ کا یہ ہو کہ سحر بھی ایک عارضہ ہے جو عوارض شریعہ سے اور انبیاء علیہم السلام بلاشبہ شریعت میں پھر لائق عوارض شریعہ میں عقلا کوئی عارضہ  
 و مانع نظر نہیں آتا اور اس کے ارواح اور باطن ان کے معصوم رہتے ہیں ان اجسام ارضیہ و ارواح ہم سماویہ علاوہ اسکے عقل  
 فعل و عدم قدرت پر جماع یا طیران صغیر کہ بعض آیات میں وارد ہے تبلیغ رسالت میں داخل نہیں ہوا اور نہ قوا و حقد  
 اس واسطے کہ یہ امور دنیویہ ہیں بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امور کے واسطے نہیں ہوئی اور نہ حضرت صلعم کے فضائل میں یہ امر  
 داخل ہو اگر ابلاغ شریعت میں کسی طرح کا نقصان ہوا ہوتا تو البتہ موجب قباح تھا اور بدلائل قطعیہ ابلاغ  
 شریعت میں عصمت و نزاہت ثابت ہو اور کسی حدیث یا روایت میں وارد نہیں ہو کہ حالات عرض سحر میں کوئی فعل یا قول  
 مخالف واقع اور برخلاف اخبار صادر ہوا ہو اور جو مذکور ہو وہ صرف خواطر و تخیلات میں ہوا ان خواطر و تخیلات کو حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم صادق نہیں جانتے تھے اور نہ کچھ اسکا اعتقاد کرتے تھے بلکہ جمیع عقائد صلاح و سداد پر تھے اور قوا و حقد  
 عدم فساد اور جو بعض آیات میں ملحق ضعف و اوروہی سو بھی اگر تسلیم کیا جائے تو عقل تیز نہیں ہوتا بلکہ صاحب تحقیق فی  
 شریعت علی الشکوۃ صحیح بخاری میں ہو کہ غزوہ خیبر میں ایک مرد مسلم کو حضرت صلعم نے فرمایا ہذا من اہل النار پھر وہ شخص کافروں سے  
 لڑا اور بہت مجروح ہوا ایک مجاہد نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو خوب کافروں سے لڑا پھر کس طرح دوزخی ہو گا فرمایا  
 آگاہ ہو کہ وہ دوزخی ہو اس کلام سے قریب تھا کہ بعض کو شک پڑے اتنے میں زخمی ہو گیا تو اسے ترشی سے تیر نکالا اور اپنا  
 سینہ سپر رکھ دیا اور ہلاک ہوا اور بعض کے نزدیک تلوار زمین پر رکھی اور اسکے دھار پر سینہ رکھ دیا اور مر گیا یہ حال کھل کر لوگ  
 دوڑے گئے اور کہا یا رسول اللہ صدق اللہ حدیثک و لا تخرفلان و قتل نفسہ فرمایا اللہ اکبر شہدانی عبد اللہ رسول اللہ و ابلا فی حقہ  
 جوئے سے فرمایا اللہ اکبر کہ بہشت میں نہیں جاتا مگر مسلمان اور اللہ قوت نہیں دیتا اس میں کو فاجر سے اور اسکے جہاد و قتال سے  
 اس حدیث سے نکلا کہ قاتل نفس دوزخی ہو اور نہ برب یہ ہو کہ اگر مومن ہو اور تصدیق ایمانی رکھتا ہو تو ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا  
 اور یہی حکم قاتل مومن کا جو عی قاتل کرے اور قاتل نفس بھی ایک فرقتا مومن کی ہو اور جو قرآن شریف میں اسکے واسطے  
 حکم خلود فی النار کا ہو سو علم کو ہمین تاویلات بہت ہیں اور بعض علماء حدیث اہل فہم اس سے کہتے ہیں کہ اگرچہ قاتل مومن مومن  
 لیکن یہ قسم مومن کے خلد فی النار ہوگی پس یہ لوگ خلود فی النار کو مخصوص کفار سے نہیں جانتے لیکن یہ قول  
 شاذ و مخالف اجماع اہل سنت کے اور جس مرد کا قصہ اس حدیث میں مذکور ہو وہ منافق تھا گو اسے اپنا منافق ظاہر نہیں کیا



لہذا قال الخطیب البغدادی معجزہ ابو قنادہ سے مسلم بن روایت کہ حضرت مسلم نے فرمایا اوسیتہ کے بیٹے، تجھ کو بڑی سختی ہو تا ہو  
تجھ کو گروہ باغی قتل کر گیا چنانچہ عمار بن سمیہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے رفیق تھے جب معاویہ سے معین بن ثراوی ہوئی تو عمار  
باغیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اس حدیث سے نکلا کہ امام حق کرم اللہ وجہہ تھے اور معاویہ مع انکار اپنے کے باغی تھے تو یہ شارق  
میں ہو کہ یہ کلام حضرت نے اس وقت فرمایا جب خود آنجناب عمار بن یاسر کے ساتھ غزوہ اعراب میں خندق کو دلتے تھے اور عمار کے سر  
دست شکار کئے ہوئے تھے یہ حدیث بڑی دلیل حقانیت علی مرتضیٰ کی ہے کہ یوں کہ باغی وہ کہلاتا ہو جو امام حق سے چرے روایت ہو کہ عمار بن  
عاص نے معاویہ سے کہا اس ثراوی میں ایک بڑی شکل سخت بات ہوئی کہ عمار ہم لوگوں کے ہاتھ سے مارے گئے معاویہ کے کماثل کیا  
ہوئے کہا کہ میں نے نہای کہ حضرت مسلم نے عمار سے کہا تھا شکال الغیۃ الباغیۃ معاویہ نے کہا میں نے عمار کو نہیں مارا بلکہ علی نے مارا جو اس  
ثراوی میں لایا اور یہ بھی منقول ہے کہ معاویہ بھی حدیث میں تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے نحن فتنۃ باغیۃ یعنی طائفتہ اہل بدعت علی علیہ السلام باغی ہو  
باغیہ بغاوت سے نہیں ہو بلکہ یعنی طالب ہو اور بعض اخبار میں وارد ہے کہ معاویہ نے عمار سے کہا تو عجب مرد ہے کہ اپنے سے کم تر میں پھسلا جاتا ہوں  
یعنی ایک فی شخص کما رہے جانے سے ہماری ہر چیز تار ہو کر یہ دونوں باتیں محض افسوس ہیں ماعلی قاری نے دلائل اسکے مرقعات میں ذکر کیا ہیں اور تیسرے  
البشارۃ میں حضرت شیخ عبدالحی محمد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بسبب طرق کثیرہ مرثیہ شہرت و تواتر کو پہنچی ہے بالجملہ اس حدیث میں تین  
معجزے ہیں ایک یہ کہ عمار قتل کیا جائیگا دو سترایہ کہ وہ مظلوم ہو گا اور تیسرا یہ کہ قاتل اس کا باغی ہو گا باغیوں میں سے اور  
سبب صدق و حق ہو میں کہتا ہوں کہ اسی لفظ اس حدیث کو دیکھ کر کہیں زبان حق و لحن معاویہ کے حق میں نہ کھول دیو اس  
کہ معاویہ صحابی تھے انکے معاملہ میں سکوت ہو دلی ہو کہ من سکوت مسلم و من سکوت عمار اور پوشیدہ نہ ہو کہ علماء اہل سنت بجماعت یہاں  
کے حال میں مختلف ہیں علمائے ماوراء النہر محققین فقہاء جملہ حرکات و سکنات و جدال جو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ساتھ  
السنۃ ہوئی محمول خطائے اجتہادی پر کرتے ہیں چنانچہ کتب تحقیق میں مذکور ہے اور محققین اہل حدیث بعد تیسرے روایات میں جو فرماتے ہیں  
کہ یہ حرکات خالی ثانیہ نفسانیت و حیثیت و تعصب و قرابت کہ جناب ذی النورین رضی اللہ عنہ سے رکھتے تھے نہ حق  
پس نہایت کار کا راجح کیرہ و اختیار بغاوت ہو کہ منہج فاسق ہو تا ہو و انما سئل عن اہل اللعن و لعنہا سب و لعن کرنا انیسر  
جانزہ نہیں ہے معاود اللہ منہ اور اگر سب سے اس قدر مراد ہو کہ انکے ان فعلوں کو بد کہنا اور برا جاننا تو بلاشبہ اہل تحقیق کے  
تزوید و واقع ہو اور لعن و سب حرام خاصۃ معاویہ پر کہ صحابی تھے شفاعت رسول مقبول معصوم صاحب حق یعنی علی مرتضیٰ  
انکے واسطے بلکہ اور ناسقون کے لیے بھی مروج و متوقع ہے اور بالقطع معلوم ہے کہ بعض صحابہ زائد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تکیب  
کیرہ ہوئے تھے مثل باع المسلمی کہ مرکب زنا ہوئے اور مانند حستان ابن ثابت کہ ذوق عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں تکیب  
مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تکفیر نہیں فرمائی حالانکہ اس وقت تک قاذف عائشہ منصوص التحریم فی القرآن نہ ہوا تھا  
بر خلاف اس وقت کے کہ اب قاذف عائشہ بلاشبہ کافر ہے لہذا کہ انکار فعل القرآن ہذا ما صرح بہ اسناد و الاسناد قدس  
سرہ الغر فی السوالات العشرۃ من اراہ الاطلاع بہ فیہ جمیع الیہ معجزہ مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

بہاؤ الدین  
صاحب  
معارف





کے مائخون سے خراب ہو گا پھر اسے توار ہو گا دیکھو یہ پیشین گوئی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں شروع ہوئی اور  
 ترکون کے مائخون سے کامل ہو گئی اور شاہنشاہی فرنگستان ایسی خارت گئی کہ کئی سو برس سے اسکا نام و نشان بھی  
 اور دشنامے روم اور ارض مقدس جو سارے فرنگستان کے بادشاہوں کا عہد تھا چھلے رہے ہیں قیصر سے کب جہین  
 اور بعد اس کے تئیسہ و تیسہ ایسی ہی سارے اہل حکومت فرنگستان کے اور بادشاہ انگلستان کا بھی تین تین  
 چار چار لاکھ سپاہیوں سے جمع ہو ہو کر مسلمانوں کو فرنگستان اور ارض مقدس سے کٹانے کے لیے لڑے آخر کار ان  
 لڑائیوں سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور چالیس لاکھ فرنگی فلسطین میں دفن ہوا فائدہ یہ قاعدہ تھا عرب و ایران کا وہ  
 کوئی بادشاہ تسلط نہ تھا ان ولایتوں کو اسی بادشاہ کی دلایت کی طرف منسوب کیا کرتے تھے خصوصاً جبکہ ان  
 ولایتوں کے حدود آپس میں ملتی اور ارض خاں کے متشابہ و متقارب ہوں اس لیے سارے فرنگستان کو عرب کے  
 لوگ روم کہتے تھے معجزہ ۹۳۲ مسلم نے بند متصل ابہریرہ سے استخراج کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے  
 پھر آئیکے زمانہ میں قسطنطنیہ فرنگیوں کے پاس ہو گا فائدہ روایت ہو کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ پارس و اسے  
 ایک ٹکڑا دو ٹکڑے ہیں اور اہل فرنگ ذی قرون دسے میں ایک گروہ اگر خراب ہو گیا تو دوسرا استوار ہوتا ہے اور اہل فرنگ  
 تحمل دسے ہیں اور آخر زمانہ میں پھر عربوں پر پکڑے سو دیکھو خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ کے وقت سے خلیفہ سوم کے زمانہ تک  
 پارس دسے ٹکڑے مارتے رہے پھر بے نام و نشان ہو گئے اور عروج کرنا آخر زمانہ میں فرنگیوں کا اور ہونا قسطنطنیہ کا  
 اہلی حکومت میں ہو گا فائدہ آثار اس پیشین گوئی کے انگلیشوں اور روسیوں کے حکومت سے ظاہر ہیں شاید انھیں سے  
 غور پکڑے بافرنگستان کی اور دوسری قوم سے معجزہ ۹۳۲ احمد ابن حنبل نے آرزو طبرانی و ابوالنعمان و حاکم نے باسناد متصل  
 اسے خود ابوالی کبر و بربیدہ اسلمی سے روایت کی ہو کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ ترک غالب ہونگے چنانکہ پانچ سو برس کے بعد  
 ان کا غلبہ ہو معجزہ ۹۳۵ مسلم بن عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب تم پر فتح ہو گا ایران و روم کا ملک  
 تو کون قوم ہو گی نبی شکر گزار یا ناسکر گزار کہما عبد الرحمن ابن عوف نے ہم شکر گزار ہو گئے جیسا کہ خدا نے حکم کیا تو  
 حضرت نے فرمایا کہ! اس کے سوا اسے کوئی نبی شکر گزار ہی نہ کرو گے بلکہ بوس کرو گے پھر آپس میں حمد کرو گے پھر آپس میں  
 ایک دوسرے کی جڑ کاٹو گے برادر ہی کا حق نہ مانو گے پھر آپس میں بغض و عداوت رکھو گے راوی کو شک ہو کہ حضرت  
 نے یہ لفظ فرمایا یا اس کے مانند کوئی اور پھر حضرت نے فرمایا کہ پھر تم چلو گے محتاج مہاجرین میں و چوڑا گے بعضوں کو ان کے بعضوں کو ان کے  
 یعنی ایک کو دوسرے کے قابو میں کرو گے یا انکو تکلیف مالا یطاق دو گے اس حدیث میں حضرت صلعم نے روم و ایران  
 فتح ہونے کی آگے سے خبر دی اور زیادتی مال و دولت کی خرابیاں و فساد بیان کیے جو صدیق اکبر و فاروق اعظم کی  
 خلافت میں مسلمانوں میں فساد و شروع ہوا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں زیادہ ہوا یعنی وہ فساد جو معاویہ  
 ابن ابی سفیان نے ڈالا پھر قنیزہ بن عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہوا ان کے اولاد کی حکومت میں مہاجرین نے

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

جو زیاد تیان اور خرابیان ہوئیں تمام عالم پر روشن ہوئے جیسا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا دیسا ہی ہوا  
 معجزہ ۹۶ بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت مسلم نے فرمایا قیامت قائم ہونگی یہاں تک کہ تم گڑگڑستان  
 و کرمان سے جو دو گروہ عجم کے ہیں سرخ رونا کی جھپٹی آنکھیں چھوٹی منہ جسطرح ڈھال تہ بہ تہ پڑا ہوا ہو ایسی آنکھیں نہ گول  
 گول ہونے لگیں ہیں پس خوزستان و کرمان و شہرین بڑے بڑے ایران و توران میں دیان کے باشندے مراد میں یا تو تم پر  
 کہ انکی بھی صورتیں ایسی ہی ہوتی ہیں سو جو جبار شاہ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب حضرت انسہ کے و فتح یاب ہونے معجزہ  
 ابو داؤد نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ قرینہ اجل ایک شہر عظیم ہے جس کا باشند  
 اہل اسلام ہونگے آباد ہوگا اس کے ساحل پر رخت اقامت کھولیں گے اور وہ تین فرقہ ہونگے ایک تو مال اسباب انیالیہ  
 ملا کے جانب بحر اچیل جائیگے دوسرا فرقہ بادشاہ ترک سے پناہ پکڑے گا یہ دونوں ملاک ہونگے اور فرقہ ثالثہ اپنے گروہ  
 کو پیچھے چھوڑ کر ترکوں سے مقابلہ کر لیا اسکے لوگ درجہ شہادت پامنیگی پس اس ارشاد کے مطابق یہ عرصہ مستعمر بالبد  
 سال چھ سو چھتین میں واقع ہوا کہ اتراک ملک تار نے شہر بغداد پر جو دار الخلافہ اہل اسلام تھا کشتی کے اور اہل  
 اسلام کو محاصرہ میں کر لیا کہ بعض بھاگے اور مارے گئے اور بعض بلکہ اکثر مع مستعمر بالبد ان سلطان میں درلے وہ بھی  
 قتل ہوئے اور ایک گروہ نے مقابلہ کیا وہ لوگ شہید ہوئے یہ پیشین گوئی چار سو برس پیشتر وقوع سے ابو داؤد نے لکھی  
 معجزہ ۹۷ مسلم میں ابو ذر سے روایت ہے کہ حضرت مسلم نے فرمایا البتہ تم فتح کرو گے آگے چل کر ملک مصر وہ زمین جو چین قریط کا  
 نام مشہور ہے سو میری وصیت مانو دیان کے لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا البتہ انکے لیے امان ہے اور ان سے برادری ہے سو یہی  
 ہوا جیسا حضرت نے فرمایا تھا قائد قیراد نصف دانگ سونگی ہوتی ہے وزن پانچ جو ملک مصر میں اسکا بست و اجم ہے  
 اور جو ملک مصر کے بادشاہ نے حضرت ماریہ قطیبہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ میں بھیجا تھا انھیں سے حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ  
 پیدا ہوئے لہذا مصریوں کو امان و پناہ ہوئی اور حضرت اجروالدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام بھی مصر کی تھیں اور حضرت  
 اسمعیل عرب کے جد ہیں اس صورت میں عرب کو مصریوں سے نانہالی رشتہ ہوا اس واسطے انکے ساتھ نیکی و احسان کو فرمایا  
 معجزہ ۹۸ مسلم میں اسحاق بنت ابی کبیر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بلا شک ثقیف کے قوم ہیں ایک مرد عالم  
 خوزیر ہوگا اور ایک مرد بہت جھوٹا سو دیکھنا چاہیے کہ اس قوم سے ایک حجاج نابکار ستہ گار خوزیر نہ سفاک ہوگا  
 غلام عالم میں مشہور ہے اسنے سو لاکھ آدمی ناحق مارے دوسرا نختہ آری ثقیف ہوا جسے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام  
 محمد بن حنفیہ کی طرف سے اولاد چھوٹا دعویٰ امام کے خون کا کیا اور اسی بہانے سے سردار بنامیر دعویٰ پیغمبری کرنے  
 لگا آخر کار فضیحت و رسوا ہوا معجزہ ۹۹ مسلم میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ تم مصر کو  
 فتح کرو گے اور یہ بھی فرمایا کہ جب دیکھو دو شخصوں کو کہ باہم ایک انیٹ کی برابر زمین پر جھگڑا کرتے ہیں تو دیان سے  
 نکل آنا اور آبادی سو وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن ابن شریجیل ابن حسنہ دربعہ دو بھائیوں کو ایک موضع



یہ خصوصیت کہتے دیکھا تو مصر سے اٹھ آیا معجزہ سوا سب میں لکھا ہوا کہ بعد فتح خیر جب مال و اسباب جمع ہونے لگا تو  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غزوہ کوئی شخص مال غنیمت میں خیانت نہ کرے نہیں تو دوزخی ہوگا اسی عرصہ میں ایک  
 غلام جنتی حضرت کامر گیا حضرت نے فرمایا کہ وہ جنتی ہوا میں غنیمت میں خیانت کی ہوا صحابہ نے اسکا اسباب تلاش کیا  
 تو ایک نکل ملا جو پیش از منقسم غنائم اسنے چرایا تھا اسی عرصہ میں ایک شخص اور بھی مر گیا اسکے حق میں بھی حضرت نے  
 فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہوا صحابہ نے اسکا اسباب بھی دیکھا تو کوئی تہرین یہودیوں کی بلین جو تہمتی دوزخ میں بھی نہ تھیں  
 معجزہ ابوداؤد و بیہقی نے بسند متصل ثوبان زایل سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا  
 کہ ایک دن فرماتے تھے ایک روز آنے والا ہے کہ تمہارے خلاف مذہب واسلے تمہارے چایاں کرینگے اور غالب آونگے  
 اس اثنا میں کسی عرض کیا کہ یہ غلبہ مخالفون کا ہوگا مگر اس سبب سے کہ مسلمان کم رہ جائینگے حضرت نے فرمایا یہ سبب  
 نہیں ہوا اسلئے کہ ان دنوں تم ان روزوں سے کمین زیادہ ہوگے لیکن سبب یہ ہے کہ تم لوگ تمکے ناکارے ہو جاؤ گے  
 اور خدا سے تمہارے رعب کو تمہارے مخالفون کے قلوب سے خال لیگا اور تمہارے دونوں بین وں ڈال دیا  
 مگوں نے اتھاس کیا یا رسول اللہ میں کیسا فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے کراہت سو دیکھو کچھ اس خبر کا ظہور  
 بعض ملوک فرنگ و چنگیز کے عہد میں ہوا اور بعد ہزار برس کے پوری تکمیل تو نہیں مگر دنل درجون میں اٹھ  
 درجہ اسپین کے فرنگیوں سے شروع ہوئی اور انگلشیہ و روسید کے ماتحت نہایت ظہور میں آئی اور اب جہت  
 دنیا و نفرت از مرگ مسلمانوں میں بدرجہ کمال ہو رہی ہے غرضی عقی مالا مال اور غلبہ مخالفون کا بھی سبب دارج کو طو  
 کر کے ظاہر الازوال ہے معجزہ بخاری و مسلم نے ابورہرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ ضرور ہونیوالی ہے  
 یہ بات کہ سرزمین حجاز میں ایک آگ بلند ہو جس سے بصرے کی شرفاوت تک روشنی پہونچے چنانچہ آگ متصل مدینہ  
 علیہ السلام نہایت عظیم تلمہ و برون و کلرہ بھی تھے ظاہر ہوئی طول میں چار فرسنگ عرض میں چار میل ارتفاع آٹھ روز  
 قد آومد مانند دیامون زن تختی و ہجو سیلاب روان و مثل رعد غرش کمان روشنی ایسی کہ سینے کے لوگ اٹھیں سب  
 کام کرتے اور سکان مکہ و بصری بھی دیکھتے تھے قسطلانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ آگ تبارخ ستائیسویں جب  
 سکندراعظم سوچون میں فرد ہوئی سب چھپیں یوم اسکا قیام رہا اور توارخ عربستان سے واضح ہے کہ اوائل جادوی ملاحز  
 عسکرہ روز جمعہ سے شروع ہوئی اور آخر جب سنہ مذکور میں فرد ہوئی پیشین کوئی صدیابرس بیشتر وقوع سے لکھی  
 گئی تھی چنانچہ صحیح بخاری و مسلم ہذا کو برس قبل ظہور اس آتش سے تالیف ہوئی ہیں معجزہ مسلم ابوداؤد و ترمذی  
 نے ثوبان زایل سے استخوان کیا ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ کبھی کرکے دکھلائی گئی مجھکو زمین کی طرفین پورب  
 اور بھی کچھ کی اور پہونچیکی حکومت میری امت کی جہان تک وہ دکھلائی گئی یعنی پورب سے پچم تک اس مقام  
 پر کی باتوں کا غور درکار ہوا اول حضرت کا فقر اور مسلمانوں کی بے سامانی کہ سواے نان جوین اور گزنیہ چار کے کچھ نہ تھا

اور اس پر بڑا طریقہ تھا کہ سلاح جنگ بھی کثرت نہ تھے اور انکی عدم وقیفیت تو اعداء حرب اور ضوابط جنگی سے اور انکی قلت کہ صرف عرب کے کافروں کے مقابلے میں لاکھوں حصہ تھے دوسرے نئی لغوی کی کثرت اور انکی دولت اور اہل دم ایران کی جہت و علم و حکمت تو اعداء حرب جنگی کی تمہارے تھے اس بغض عداوت کو حیان کرنا چاہیے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برہنہ ہو جائے کہ ایک نذیل بھی جان دینے اور گھر بار لٹا دینے کو موجود ہو جائے جو جاکہ ملوک اور شہجواب یکجا جاسیے کہ باوصف ان لوگوں اس طرح کی بیشین گویاں کس مہوم و مہام سے غرض طور میں آئیں کہ تیس تیس برس کے اندر عرفین میں دس بارہ درجہ تک میں بتایا گیا جو ایسی درجے تک جیسے بابا لندب سے بلاد یونان اور حد و ملک نڈس تک اور کہیں پچاس درجہ تک جیسے ترکستان کی حدود شمالی تک اور طول میں نصف النہار لندن سے تیس درجے غربی لیکر کہیں شتر درجے تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور کہیں بیانی درجے تک جیسے حدود شرقیہ ترکستان تک حوزہ اقتدار خلفائے راشدین میں اس طرح آگیا کہ اگلی حکومتوں کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا اور باوجود الاکراہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پھیل گیا پھر لحاظ کرو اس بات کو کہ ملک فارس اور آندلس بلکہ جزائر حالات سے کہ ربع مسکون کی حد غربی بھی تاجزائر شرقیہ میں کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی ہو طولاً اور سواحل جنوبیہ فرقیہ اور جزائر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہیں بتایا گیا اور کہیں پچاس اور کہیں پچھن اور کہیں تھوڑے درجے تک بلکہ بعض جگہ کچھ اور تک جیسے دیار بلخار تک عرض شمالی میں کثرت ہے مسکون کے موافق وہ ملک جو خوب آباد تھے باقی رہا ہو گا جہاں ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانوں کی حکومت تھیں ہوئی اور ایسی نہیں جس طرح نادر شاہ کی بلکہ تھوڑی مقام ہو گا جہاں مسلمانوں نے سو برس سے کم حکومت کی ہو گی کہ کہیں شہر اسلامیہ جاری کیے ہوں اور کہیں صرف جزیرہ پر انکشاف کی ہو چکا کہ اکثر ولایات فرنگ میں اور یہ باتیں تو تواریخ بقاری اور جغرافیہ سے بھی بخوبی ثابت ہیں اور اسی کا اشارہ کلام مجید میں جو ہواذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہر علی الدین کلمہ و لو کہہ اکثر کون یعنی خداوند بکبریا نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین بنانے کو بھیجا تاکہ اوپر کردے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہو اور یہ تو بظاہر ہے کہ از روی برہان عقلی جس طرح لایا اللہ کا مضمون ہی اٹھرا جو اس طرح نہ ثنویت کا عقیدہ ہے نہ تثلیث کا اور نہ شگن اور پاشنی کا بلکہ یہ تینوں جھیکا بدلائل عقلیہ باطل ٹھہرتے ہیں اب دیکھو سیکڑوں ہزاروں برس سے ثنویت زردشتوں کے پاس اور شگن و پاشنی ہندوؤں کو چینیوں میں اور تثلیث عیسائیوں میں ضروریات التزمینیہ میں داخل ہے یہ لایا اللہ کا مضمون بنو فرادابی نوع انسانی سے اتیک کیسے محمد میں دنیا میں شرق سے مغرب تک اس کیفیت و کیفیت سے نہیں پھیلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پھیلا اور اگر کہیں پھیلا ہو تو کوئی تبار و سے معجزہ مجازی نے خیابان ابن الارستہا جلی سے استخراج کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے ایک دن پیغمبر خدا صلعم کے حضور میں ایذا دی ہاں بلکہ کی شکایت کی آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور مجھے ہر کی نصیحت کرنے لگے



اور اگلے مظلوموں اور انکی مبروں کی حکایتیں بیان فرماتے گئے اور فرمایا خدا کی قسم یہ امر غریب دین اسلام مقرر و مقرر  
 اچھی طرح جم جانے والا ہے میان تک کہ منہ سے خسرو تک مسلمان آدمی سفر کر گیا اور سوائے خدا کے کسی کا در  
 منہ کا لیکن تم جلدی کرتے ہو مطلب یہ کہ میرے اور میرے اصحاب کے سیکسی اور مظلومی اور سدھوں موزیوں کی کثرت  
 و شوکت پر خیال نہ کرو ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ کوہ و دشت میں تمہیں کسی کا خوف نہ ہو گا چہ جا کہ وطن میں چنانکہ  
 حضرت مسلم کے وقت ہی میں ایسا ہو گیا کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے غلبہ دیا اور کافریت پرستوں کو مغلوب کر دیا  
 اور اسلام کو ایسا شل کر دیا کہ مشرق سے مغرب تک پھیل گیا معجزہ بخاری نے عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت  
 کی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کے انھیں کی شکایت کی بسبب اسلام  
 کے اور ہجرا ایک اور آیا اسنے راہین بند ہو جانیکا گلہ کیا یعنی خرید و فروخت کرنا بازار میں اور سفر کرنا تجارت کے واسطے  
 ظلم کفار سے دشوار ہو گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری زندگی باقی ہو تو ایک دن تو دیکھے گا کہ عورت  
 محل نشین سے تنہا جو سے کوچ کیا اور کہیں میں باطمینان اگر طواف کیا یعنی گویم بالفعل کافروں کے ظلم میں گرفتار میں تو  
 کیا ہو ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے کہ اہل اسلام سے اگر ایک عورت بھی تنہا سفر منزلوں کا کرے گی تو اس کے حال سے  
 بھی کوئی تعرض نہ کرے گا عدی صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھی یہ بات کہ ایک عورت جبرہ سے تنہا کعبہ تک باطمینان آئی  
 اور کسی کافر موزی نے تعرض نہیں کیا فائدہ یہ دونوں معجزہ خیمہ میں ارشاد اُمی کے وعدہ اللہ الدین آمنوا انکم وعلما الصا  
 لیستخلفکم فی الارض کا استخلف الذین من قبلکم و لیکن لم یمکن الذی ارتضیٰ لم یمکن الذین من بعدکم انما یعنی اللہ تعالیٰ  
 نے وعدہ دے رکھا ہے ایمان والوں نیکو کاروں کو تم میں سے اسی مسلمان کو انکو خواہ خواہ بادشاہ کر دیا جائے طرح بعض  
 اکھن کو بادشاہ کیا اور جبار لگا اس میں کو جیسا انکے لیے مقبول کیا اور خواہ خواہ بد ان لگا انکو خوف کی جگہ امن و امان کو  
 فائدہ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہو  
 جب تک کہ نہ کرنے لگے میری امت اگلی زمانوں کے طریقوں کو باشت یا اشت بھرا اور پاتھ پاتھ بھرنی بے تفاوت جو اگلے  
 زمانے کے کافروں کے رسوم تھے وہ میری امت میں کرینگے اصحاب نے اتھاس کیا کہ یا رسول اللہ محسوس اور نصاریٰ کی  
 طرح ہو جائینگے فرمایا اور کون لوگ ہیں سوائے انکے یعنی انھیں کے قدم بقدم چلینگے سو دیکھو ریشمین کیڑا ہینا چاندا  
 سونے کی باسون میں کھانا پینا جو میوں سے پوچھ کر کام کرنا شراب پینا مر میر سے گانا سنانا آدمی منہ انا کہہ یوں  
 پیرا جانا تو بہ نہ کرنا احکام شرع کا خیال نہ کرنا گفتگو میں بلا وجہ جھوٹ بولنا و عدہ خلافی کرنا گناہ کو مسلسل جاننا  
 یہ سب رسوم مسلمانوں میں جاری ہیں خصوص بندوستان میں یہ باتیں فخر یہ جاری ہیں سبحان اللہ معبر صادق  
 جو فرمایا تھا وہ واقع ہو معجزہ صبح مسلم میں جابر بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے کہ مسلمان لوگ بد شکست دینے سے نہ بادشاہ فارس کے خزانہ اسکا جو کو شک سفید میں بند ہوئے بعض





حسن یوسف دم عیسیٰ بیضا داری	انچه خوبان ہمدارند تو تہا داری	
دلبری کا جو پرستان میں شہر ہو گیا	سنکے پر یون کو ہوئی آپہ انیتا	عشق میں سنانے آیا جو خیالی نشتا
حسن یوسف دم عیسیٰ بیضا داری	انچه خوبان ہمدارند تو تہا داری	
جمع میں تجھ کو جو انسا کسی میں نہ ہوگا	شتر کی صفت صد چند پر ہے اور	نہیں تشریف حقیقت میں کسی سے ہوگا
حسن یوسف دم عیسیٰ بیضا داری	انچه خوبان ہمدارند تو تہا داری	
کون کس نہم سے کہیں نہ تیری جوتی	صرف اپنے لیے تحصیل سعادت کی	دل دل ایک سخن یا کہ نہاعت کی
حسن یوسف دم عیسیٰ بیضا داری	انچه خوبان ہمدارند تو تہا داری	

تفصیل میں حال کی یہ ہو کہ جو فضائل اور کمالات ہمارے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عنایت کیے ہیں بعض انہیں ایسے ہیں کہ اور حضرات انبیاء علیہم السلام بھی شریک ہیں اور اکثر وہ ہیں کہ اور پیغمبروں کو انہیں شرکت نہیں بلکہ آنجناب انہیں مفرد ہیں سو فقیر اولہ نعمتین بیان کرتا ہوں جنہیں اور پیغمبر شریک ہیں وہ یہ ہیں اول نبی جلیل و حکومت مطلق اور خلافت اور ریاست انام اور رسالت اور پیغمبری عام کہ انہیں جناب ابوالبشر آدم اور نوح اور داؤد علیہم السلام شریک ہیں مگر پوشیدہ نہ ہے کہ یہ شرکت اور مناسبت من وجہ ہونے من کل الوجوہ کیونکہ رسالت ہمارے حضرت کی تمام اجزا و عالم کو شامل ہو جس طرح ربوبیت حضرت رب العزت جل شانہ اور نبوت آنجناب سوائے افراد انسانی جنات اور ملائکہ اور حیوانات اور نباتات اور جمادات پر بھی ہو کا قال اللہ تعالیٰ و ما ارسلناک الا کافۃ للناس اور تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور پر ظاہر ہو کہ عالمین میں تمام موجودات ارضی و سماوی داخل ہیں جس طرح رب العالمین کی تفسیر سے ہویدا ہو حضرت شیخ عبداللطیف محدث رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں کہ نبوت ہمارے حضرت مسلم کی تمامی اجزا و عالم پر اور جمیع موجودات پر ہو والا سلام اچھا اور سجدہ اشجار اور شہادت حیوانات رسالت حضرت پر کیا معنی ہیں اگر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ تہنیت کیا تو ہمارے حضرت صلیم کے واسطے ارشاد ہوا ان اللہ و ملائکہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور یہ صلوٰۃ و سلام اس سجدہ سے افضل ہو اس لیے کہ اس میں خداوند علیم بھی فرشتوں کا شریک ہو اور حضرت آدم کو صرف ملائکہ نے سجدہ تہنیت کیا تھا اور ایک ہی مرتبہ جو ہوتا تھا ہو گیا اور یہ صلوٰۃ اور سلام قیامت تک رہے گا اور ہر روز و شب نیا ہوتا رہے گا اور یہ بھی روایت ہو کہ سجدہ ملائکہ برکت نور محمدی سے جو پشانی آدم میں جلوہ افروز تھا واقع ہوا تھا اور پہلی نے مسند انفر دوس میں لکھا ہو کہ آدم علیہ السلام کو اگر تعلیم سما کی گئی اور ذریعہ دکھلائی گئی تو ہمارے حضرت کو بھی تعلیم سما سے امت واقع ہوئی اور حضرت دکھلائی گئی اور یہ تو ظاہر ہو کہ عموم رسالت خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو جناب نے تقسیم بدارک میں ہو و عموم الرسالۃ من خصائص علیہ السلام اور جو لقب جلالین والا سورہ فرقان کی تفسیر میں تحت کرم رب العالمین نذیرا لکھا ہوا والناس والجن

دون اللہ صوبہ کن اسکا مرد و دیو چنانچہ مصنف کمالین علامہ سبکی سے نقل فرماتے ہیں کہ قال السبکی العالم باسوی الصدق لفظ  
 وعلماہین اعم اللہ لکے نہیں آؤں جو ہم میں ہذا العموم خلیہ البیان و حکایتہ الاجماع عن مثل الیہ فیہ مسموع کذا فی المواعظ النقی  
 اور تحقیق اسکی تقریر تمام قصہ نوح حضرت علیہ السلام میں مندرج ہے باقی یہ حضرت نوح علیہ السلام سوانح کی رسالت خاص  
 قوم کی طرف تھی کہ انا ارسلنا نوحا االی قومہ سے ظاہر ہے اور اس حرم میں تمام عالم میں انھیں کی قوم تھی یعنی نشتان کی اہل عصر  
 یہ جمیع افراد نوع انسان پر جو کہ بعد از ان موجود ہوئے اور عمارے حضرت کی نسبت اہل عصر اور آئندہ پر تا قیام قیامت عام ہے  
 اور بعض وجود مناسبت کے قصہ حضرت نوح علیہ السلام میں لکے گئے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کو صرف نبوتہ اولیٰ کی  
 میں ایک نوع کی مناسبت ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خاص عنایت سے نعمت اپنی پوری فرمائی کہ وہ تم نعمت علیکم  
 و بعدیک صراط مستقیم سے ظاہر ہے اور حضرت داؤد کو بعد قبول توبہ انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فرمایا ہے اور اسے اسکے حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیواسطے ارشاد فرمایا یوسف یوسف انا ارسلناک فی الارض اور اگر حضرت داؤد علیہ السلام کیواسطے تو ہے کہ تو ہم کیا حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نیچے پیچھ کر موم کیا کہ نقش قدم ہو جاتا تھا اور درخت خشک کو آپ کی دعا سے سرسبز کر دیا  
 حضرت داؤد کے ساتھ پیار نسج کرتے تھے حضرت کے ماترین سنگریزہ نسج کرتے تھے دو ستری خلت تھی اور محبت مطلق  
 کو اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام شریک ہیں مگر حضرت حبیب بھی ہیں خلیل وہ ہے کہ جمین محبت غالب ہو اور حبیب وہ کہ  
 جمین محبوبیت غالب ہو خلیل وہ ہے جسکا فعل برضائے خدا ہوا فعل با تو م یعنی کو اوال جو تکو حکم ہوتا ہے حبیب وہ ہے کہ فعل خدا  
 موافق اسکی ضاکے ہو فاعلہ لیک قبلہ رضیانا سوا البتہ پھر نیلے تک جو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے خلیل علیہ السلام پر کش  
 نرود ایک مرتبہ سرد ہوئی حضرت صلح کے واسطے آتش حرب و قتال کی مرتبہ ٹھنڈی ہوئی کما اوقد و انار اللہ حباطا علیہ السلام  
 جب سگاتے ہیں آگ لڑائی کیواسطے بھیجتا ہے اسکو اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بذریعہ استدلال سموات وارض مقام  
 قرب میں پہنچایا اور حبیب علیہ السلام کو بلا واسطہ مرتبہ تاب تو سین اور ادنیٰ سے ممتاز کیا و رفتہ الاجاب میں ہے کہ قرب  
 قیامت آتش و فرخ کو خطاب ہو گا کہ فرمان بردار محمد صلعم ہو جسکو فرماوین اسے جلا اور جسکو نہی اسے نہ دیک  
 نہ جا اور اس کی ابن حاطب سے روایت کرتے ہیں کہ خاطب کہتے ہیں میں لڑکا تھا ایک مرتبہ دیگ گر پڑی پوست بدن  
 میرا جل گیا یہ ابابچھے رسول مقبول کے حضور میں لایا آنجناب نے آب دہن اپنا اس مقام پر لگایا اور فرمایا اذہب  
 اباس رب الناس تحت ہوگی اگر خلیل علیہ السلام نے بتوں کو تیر سے پوشیدہ تو لڑکا کہ جلم خداؤ حضرت حبیب علیہ السلام  
 نے بت پرستوں کے روبرو بتان کہہ کہ جو سیسے دیوار میں جڑے تھے ایک لکڑی کے اشارہ سے توڑا اور فرمایا جابر حق  
 و ربی الباطل حضرت خلیل علیہ السلام نے کعبہ بنایا حضرت حبیب علیہ السلام نے حجر اسود کو اسکے مقام پر رکھا خلیل نے  
 مغفرت کی طمع کی والدی طمع ان فیغفر لی حبیب کو خود بخود مغفرت ملی لیغفر لک اللہ خلیل نے بالتجاض کیا والدی طمع  
 یوم شہون حبیب کی شان میں ہے انجا ارشاد ہوا یوم لا یخزی اللہ انبی بلکہ کمال محبت سے یہ فرمایا و الذین آمنوا معہ

یہاں خلیل  
 عامہ تفسیر  
 خلیل



خلیل نے کہا اور اجنبی بنی ان انجید الاصلان حبیب کے حق میں ارشاد ہوا انما یرید اللہ لیزیب عنکم الرحمن الی البیت ویطہرکم تطہیر  
خلیل کو فرج اسمعیل غواب میں دکھلایا حبیب کو واقعہ شہادت حضرت حسین سے زبان جبریل مطلع فرمایا فائدہ لیفتہ کتے  
ہیں کہ خلیل یعنی فقیر و محتاج و منقطع ہر مشتق ارضت یعنی حاجت اور ابراہیم کو اسلئے خلیل کہتے ہیں کہ انھوں نے وقت حاجت  
غیر خدا سے اعانت نہیں چاہی کہ قصہ القادریں مذکور ہو اور افتخار حبیب علیہ السلام جانب حضرت حق نظر میں آئے  
کہ باوصف ارشاد الہی اور پیغام حضرت باری دنیا قبول نہ فرمائی اور بقولہ الفقر فخری سے خوش و خرم رہے اور انبی  
و دستور العمل قرار دیا اور بعض یاروں سے کہ محتاج تھے بروایت ابن ماجہ آنحضرت نے اس بات پر بیعت کی کہ غیر سے کسی  
چیز کا سوال نہ کریں سو آئین سے کسی کا یہ حال تھا کہ اگر اسکا کوڑا گر جاتا تھا تو خود گھوڑے سے اتر کر اٹھا لیتا تھا اگر دو سے  
سے سوال نہ کرتا تھا کذا فی التواریخ الخلیل اور شغائے قاضی عیاض میں روایت ہے کہ خدا سے تبارے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
سے فرمایا اتیٰ ذلک خلیلاً فمکتوب فی التورۃ و ان حبیب الرحمن اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو کنتم تنفذ  
خلیلاً لایرسل الی الخلیفۃ ابابکر خلیلاً لانی اللہ صاحب نے کہا اور محمد میں نے تجھے خلیل بنایا ہوسو یہ لکھا ہوا ہے تو ریت میں  
اور تو محبوب ہر جان کا اور حضرت نے کہا اگر ہوتا میں پکڑنیوالا خلیل اپنے رب کے سوا بیشک پکڑتا میں ابوبکر کو خلیل  
یہاں سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے آنحضرت خلیل ہیں اور حضرت کے خلیل اللہ صاحب میں پھر صفت خلعت کی بدو  
اتم ہوئی اور صفت محبت کی اس پر زیادہ ہوئی کہ ان دونوں صفوں کے ملائے سے انصافیت انجناب اجنوں نے  
کمالی ہو گئیں کاتب طروف کے نزدیک ازجبت خصوصیت محبت کچھ فضیلت نہیں ہو سکتی بلکہ سوائے ان دونوں صفوں  
کے دیگر مقابلیت علیہ احوال سینہ سے آنحضرت کو حضرت ابراہیم پر فضیلت ہو کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی خلعت  
اور محبت کے جامع تھے اور محبت خدا مخصوص انبیاء علیہم السلام سے نہیں خصوصاً و عموماً بلکہ ارشاد ہوتا ہے ان اللہ حبیب  
النواہین و حبب التضرین و حبب اصحابہ برین و حبب المحنین و فاستولیٰ علیکم اللہ ابن تمم کہتے ہیں کہ جو لوگ ان کر تہا میں  
کہ محبت خلعت سے افضل ہے اور محبوب حبیب اللہ ہے اور ابراہیم خلیل اللہ یہ نادانی ہوا اسلئے کہ محبت عام ہے اور خلعت  
خاص اور خلعت نہایت محبت کا نام ہے حق یہ کہ خلعت ایک قسم محبت سے ہے و فاضل تر جمیع انواع محبت سے کہ اللہ صاحب  
اس مرتبہ علیہ و منصب سینہ میں تمام پیغمبروں سے حضرت ابراہیم اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہما کو مخصوص فرمایا باوجود اسکے  
حضرت خاتم النبیین صلعم کو اور درجات اور مناصب سے بزرگی عطا کی کہ حضرت ابراہیم پر فضیلت حاصل ہوئی تیسری  
شکر گذار اسی کہ حضرت نوح علیہ السلام امین شریک ہیں فرق یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے انبی امت کے کافروں کو  
و معا سے ہلاک کر دیا کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین و یا یعنی اسے رب بچھوڑ زمین پر مگر دن کا ایک گھر بسنے والا  
اور ہمارے حضرت نے باوجود اسکے کہ غزوہ اعدین بڑی بڑی سختیاں اٹھائیں اور بدعا نہ فرمائی یہی کہا اللہم اہد قومی فام  
لا یلعون یعنی اے اللہ ہدایت کو میری قوم کو بیشک وہ نادان ہیں اور حضرت نوح کے وقت میں جو لوگ ایمان

بانی خلیفہ  
حضرت علیہ السلام  
حضرت ابراہیم علیہ السلام

لائے تھے وہ ہی غرق ہونے سے بچے کہیل یا نوح اسبطہ السلام منابر برکات علیک وعلیٰ ام من منک یعنی حکم ہوا ای نوح  
 اور سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ اور رکتے فرعون پر تیرے ساتھ والوں میں اور ہمارے  
 حضرت کے وقت کے کفار آب کی برکت سے عذاب دنیا میں گرفتار نہ ہوئے کہ ماکان اللہ یغفرہم انت فیہم یعنی  
 اللہ ہرگز عذاب نہ کرنا انکو جب تک تو انہیں تھا جو حق کلام حضرت حق کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی انہیں شہد کہیں  
 مگر حضرت موسیٰ سے بالاسے بطور احکام شہدیت میں کلام ہوا اور ہمارے حضرت صلعم کو قبہ نور پر کمال احتشام طلب کیا کہ  
 اسرار خفیہ سے مطلع کیا کہ فادحی الیٰ عجدہ مادحی سے ظاہر ہو اگر عہدہ موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اژدہ یا غیر نااطق بنایا  
 ہمارے حضرت کے فراق میں جو بستانوں کو رو لایا حضرت موسیٰ کے واسطے زمین پر دریا شوق ہو حضرت جیب کے لیے  
 آسمان پر شوق قمر ہوا اور زمین آسمان کا اتحاد ظاہر ہوا و بقیہ برنج ابرہین ہو کہ ابن جیب کہتے ہیں کہ ابین السماء  
 والارض ایک دریا ہو کہ اسکا نام مکفوف ہو اور اس عالم کے دریا اسکی نسبت ایک قطرہ ہیں سو وہ دریا وقت معراج  
 آنحضرت شوق ہوا اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی جاری کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر و کان  
 خشک کنواں پانی سے بھر گیا اور وقت ضرورت آپ کی انگلیوں سے نوارہ دار پانی جاری ہوا کہ ہزاروں نے پیا اور  
 صرف کیا اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بیضا بنوت کا نشان ملا تو ہمارے حضرت کو خاتم نبوت عطا ہوا اسکی نشانی  
 میں آنکھ جھپکتی تھی آنحضرت کے نور سے آنکھوں کو روشنی ہوتی تھی قضاہ کہ من اللہ نور آپ ہی کی شان میں ہو اگر یہ نور پر وہ  
 بشریت میں چھپا نہ تو کسی کی نظر آپ کے جلال یا کمال تک نہ پہنچتی حضرت موسیٰ نے حضرت سے کہا ان تعلیمی جماعت  
 یعنی سکھارے اور بچہ کو جو بچہ کو سکھایا گیا ہو اور ہمارے حضرت نے خدا سے درخواست کی رب زدنی علما یعنی اے رب  
 برہم امیر اعلم حضرت موسیٰ کی مناجات کا مقام طور سینا ہو حضرت خاتم النبیین کا عرش مطہ موسیٰ کی درخواست ویت ہوا  
 ان ترانی ارشاد ہوا حضرت کے واسطے حکم ہوا اللہ تعالیٰ ربک حضرت موسیٰ نے شرح صدر ناگوار با شرحی صدری حضرت کو  
 بے درخواست ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ شرح لک صد رک پانچویں ملک اور سلطنت کہ او صاف علیہ حضرت سلیمان سے ہو بھی  
 حضرت صلعم کو ملا ہو اور حضرت مختار کیے گئے تھے ملکیت اور عبودیت میں سو حضرت نے عبودیت اختیار فرمائی اگر حضرت  
 سلیمان کی جن اور ہو اسوقت تو ہمارے حضرت کے حضور میں جن بطوع و رغبت ایمان لاتے تھے اگر حضرت سلیمان جنات سے کام لیتے تھے تو ہمارے  
 حضرت آئے اسلام لیتے تھے اگر ہوا انکو ایک ماہ راہ یحیائی تھی اور پھر لاتی تھی کہ عذر داشتہ و روا داشتہ اسی سے عبارت ہے تو ہمارے حضرت  
 کیواسطے براق مخرم ہو کہ عرش سے فرشتے تک لیکیا اگر حضرت سلیمان کو جنوں کا شکر ملا تھا تو ہمارے حضرت کو فرشتوں کا شکر ملا یہ دم  
 بلکہ جملہ کائنات میں لایا کہ سے ظاہر ہو اگر اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو چربون کی بولی سکھائی تھی تو ہمارے حضرت کے رب و گوشت زہر تو دکا  
 بونا اور اونٹ کا شکوہ کرنا اور چربا کا فریاد کرنا معجزات باہر ہیں ہر چہ تمنا تناسب اعدا و لطافت تن غوبی شامل و لطافت بدن  
 کہ عبارت حسن و جمال ہے کہ انہیں حضرت یوسف علیہ السلام شہد یک تھے اور حسن کی دو تہیں ہیں ایک حسن سواری

ملک سلطنت  
 اوصاف عالیہ  
 حضرت سلیمان



یعنی ظاہری دوسرا حسن معنوی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا یوسف ماحسن معنوی میں اقصیٰ غایت پر تھے کہ اگر اعلیٰ  
خالق عظیم کی شان ہو اور ابوسعید خدری سے بہت فاضل روایت کی ہو کہ ناگاہ میں نے یوسف کو دیکھا کہ فضا میں بے گئے  
ہیں آدھوں پر اور حسن کے مانند لیاہ القہر اور انس سے ترمذی نے روایت کی ہو فرمایا کہ کوئی نبی نہیں مبعوث ہوا مگر حسین  
اور خوش گو از و نیکم احسن جہا و احسن صوتا اور قسطلانی فرماتے ہیں کہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ حدیث معراج میں  
آدھوں سے مراد غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مسلم کی روایت ہو کہ ناگاہ یوسف نظر آئے کہ آگاہ ملا تھا پارہ حسن سے  
اور ملا پارہ حسن سے پارہ حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اسے حسن یوسف سے ایک فتنہ عظیم برپا ہوا  
اور حسن نے حضرت سے سیکڑوں مار مارے اور اگر ملاحظہ حلیہ شریف حضرت اس جگہ نہ ہو تو درود پڑھ کر نظر امعان  
دیکھو اور اسکو پیش نظر رکھو یا الہی تیرے شوق کی چھنی ہو تصویر تیرے محبوب کی کرتا ہوں میں صورت تحریر پاک کر  
لوں دو عالم سے میری جان کا حریر جس پر تصویر تیرے دوست کی ہو شکل پذیر ہر ملک صنعت سے مرے جس گھڑی پیدا ہوا  
حریر ہو۔ حد اصل علی صل علی بنے تاخیر مسکین مصحف ناحق کی بھی ہو تفسیر مطلع میرزا خواجہ ابی بدر نسیر  
ہو ہی جسکو شہنشاہ اُمم کہتے ہیں ہر وہی جسکو شہ لوح قلم کہتے ہیں سو قد مبارک میا نہ تھا نہ بہت بلند دراز اور نہ  
تھوڑا کوتاہ با این ہمہ اُس قد کا یہ عجز تھا کہ جب لوگوں میں کھڑے ہوتے یا چلتے تو سب سے بلند نظر آتا اور جب سجد  
ہرایت اور دعوت پر جلوہ فرما ہوتے تو جماعت حاضرہ سے سر مبارک اونچا دیکھ کر یا یعنی غیرت حق نے کسی طرح آپکا  
ہمسیر پیدا نہیں کیا ہاں تاکہ کہ قد مبارک کے سایہ بھی نہ تھا کہ آسمین بھی سایہ ہمسری اور برابر ہی تھا عرش پر سایہ  
محبوب خدا چھایا ہو ہر وہی وجہ کہ اُس قد کے نہیں سایہ ہو اور سر مبارک بھی دیانہ نہ بہت بڑا نہ چھوٹا مجھکو ملتا نہیں  
اس سر کا کوئی بھی ہمسرہ کس تشبیہ سے دون کہ وہ ہوا لائق تر ہو سو یہ کہتا ہوں کہ وہ سر جو ہر سر حق ہو و نور حق کیسے  
سر اس سے یہ الیق ہو تو وبال سر اسراقبال اُس فرق فوری کے گھونگر والے نہ تو نرم و ہشہ اور نہ بہت پچھا اور سخت  
نہ بالکل کھلے اور نہ ازیں اوشے درازی انکی تا گوش و گاہے تا دوش اور کھون میان گوش و دوش اور دونوں طرف  
دو گیسو کھون چار اور نور سے چمکتے تھے خوشبو یوں کی لبتین آتی تھیں انکا اعجاز یہ تھا کہ جو کوئی بیمار دھو کر بتیا فوراً  
شفا پاتا یا رودہ بال ہر دوش جو آجاتے تھے شب معراج کی صورت کو دکھا جاتے تھے ہوشگاران جہان کو یہ سنا  
جاتے تھے ہم تھے جو طور پر موسیٰ کو گرا جاتے تھے ہیکو تیرا بھجنا کہ تجلی ہیں ہم دیکھ تو نور کے منہ پر تجلی ہیں ہم  
اور چہرہ نورانی غیرت جمال الہی اور آیت انوارنا متناہی ایسا روشن اور تابان کہ گویا آفتاب آسمین میر کرتا ہو نہ تو بہت  
گول اور پر گوشت اور نہ بہت لتبا اور بے گوشت بلکہ مائل بند ویر و رنگت اسکی سفید مائل مسرخ و چمکے مک ایسی کہ  
نظر نہ ٹھہرتی تھی اور شفاف بے جرم ایسا کہ ہر چیز کا عکس آسمین دیکھ پڑتا بلکہ صفائی اُس آئینہ خدا کی یہاں تک  
تھی کہ نور خدا کی صورت آسمین نظر پڑتی تھی اور عقدہ من رانی فقر اے الحق اُس سے کھل جاتا تھا اسی محمد تیری صورت

کیا ہی آسہل + ورنہ تھی ذات خدا عمدہ مالا یخل + اور جبیں نور لگین انوار حق سے مالا مال اور مانند حوصلہ دل عاشق واضح و کشادہ جب اسہل چہین پتی تو ایسا دکھلائی دیتا کہ نگر اچاند کا ہو اور خوشبو اسکی مشک اور عنبر اور زعفران اور عطر سے زیادہ کہ عورتیں اسکا پسینا لیکر بدن میں ملتی تھیں اور بالوں میں سجے خوشبو لگاتی تھیں وایت صحنہ آریا ہو کہ ایک عورت منسلک کو اسکی بیٹی کے نکاح میں خوشنودہ ملی اسنے پسینا جبیں مبارک کا لیکر اس عروس کے بدن میں ملا کہ بدن حطر ہو گیا اور کئی پشت تک اسکی اولاد کے بدن میں ویسی ہی خوشبو آتی رہی اور بھون اپکی تلی تلی نہ پیوستہ نہ جدا تھا ہر میں ملی ہوئیں دکھلا تین سے انکی ابرو کو کوئی کتاب ہوا طاق ایوان + کوئی کتاب ہو ہلال اور کوئی کتاب ہو گمان کوئی محراب عبادت ہی کا کہ تا ہو گمان + اور کوئی قوس خدا اور کوئی تیغ عریان + صفت ابرو سے رسول عربی شاہ جہان + قاب قوسین کہون میں تویہ ادنی ہو بیان + اور آنکھیں شکر لگین نہ بڑین نہ چھوٹیں انہیں دوڑے سرخ خوشنمائی سے نمودار چشم بدور نظر حق میں ہر دم سرشار سیما ہی اور سفیدی انکی کمال اعتدال حق بینی میں ہر لحظہ بالاستقلال بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہو اور بیہقی نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی میں ایسا دیکھتے جیسا روشنی میں اور پیش رو اور پس پشت برابر سے چشم کو جادو نہ کیوں کہیں اعجاز ہو + انکو آہو نہ سمجھو کہ فقط ناہ ہو نہ نہ تو نرگس ہی نہ یادام کا انداز ہو + جانو صیاد نہ اسکے تہن شہبانہ ہو + ہو حق میں تو صفت اسہل خدا ساز ہو + عین عیسیٰ ہو جو عجاز سے دما نہ ہو + کہ وہ میں علی نام ہو بہر تعبیر + غیر کے قتل پہ ابرو کی کھپنی ہو شمشیر + حقیقت یہ تھی کہ بطرح دل حضرت کا احاطہ اور وسعت اور اک معقولات میں رکھتا تھا اسی طرح حضرت کی آنکھ کو احاطہ اور وسعت احساس محسوسات میں حاصل تھا کہ شش جہت کو حضرت کی نظر میں ایک جہت کا حکم تھا اور قوت بصر ایسی کامل کہ شریاکے مارے گیارہ یا بارہ دیکھتے تھے اور قوت بنا مسجد مدینہ قبلہ چشم سر دیکھ کر سمت قبلہ درست فرمائی تھی اور حیا اور شرم انہیں ایسی کہ ہمیشہ گوشہ چشم سے دیکھتے اور اکثر نظر آبی زمین پر رہتی اور قوت انتظار جانب فلک اور لگین آپکی دراز مثل سائبان کمال آرائش سے نمایاں سے یاہیں زیر و زبر مطلق آیات و قوت + یاہیں محراب میں کعبے کے ملائک کے صفوف + ہیں زیارت میں جو قصویر نبی کے مصروف ہو یہی پڑھتے ہیں بصدر شوق و بمرات لوف + ہر گل عارض جان پرور احمد صلوات + ہر دو گیسوے فخر بخش محمد صلوات + ہر آد گوش مبارک نہایت خوبصورت نہ بڑے نہ چھوٹے دور اور نزدیک سے برابر شنیں اور خوابہ میداری میں یکساں سماعت کریں چنانچہ ایک دن آسمان کا دروازہ کھلا کہ وہ دروازہ کھول نہ کھلاتھا اور سنتر فرشتے واسطے متابعت نزول سورہ انعام کے اترے حضرت نے مجمع صحابہ میں فرمایا کہ اسوقت میں نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی اور نبی مبارک بلند سی شاع نور سے اُپچی نظر آئی کہ اُس پر نور کا ابھار تھا اور رخسارے

۱۷  
 شہادہ صحت  
 تفہیم الاذکیاء  
 جلد دوم  
 تصحیف حضرت  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 از قلم شیخ  
 محمد بن عبد  
 الوہاب  
 ابن تیمیہ  
 رحمہ اللہ  
 در باب  
 صفات  
 حضرت  
 محمد صلی  
 اللہ علیہ  
 وسلم



ازبس نرم و نازک رشک گلہا بہشت اور آب و تاب سے ایسے چمکتے کہ چاند کی روشنی پر غالب تھے اور بہن مبارک وسیع اور کشادہ خوشنما نہایت تنگ اور چھوٹا بد نما لگتے یہ ہر کہ دست دہنی عرب میں مردوں کے واسطے مدوح ہی اور تنگی بہن عورتوں کے واسطے اور جو شتر تنگ دہنی معشوقوں کی بیان کرتے ہیں تو گویا یہ مراد آنکے نزدیک عورتوں کے حکم میں ہوئے کیا کہوں وصف بہ عارض پر نور جناب بد کہ اُسے ماہ بھی کہنا ہی خلافت آداب بد آگے خورشید کے کیا مشعل مہتاب کو تاب بد ہو جو ایک جنبش انگشت میں شوق مثل سیما گن جی کیا کیسے کہ ہر اُسکے پسینے سے گلاب بد ہاں یہ کیسے کہ ملے کہنے سے قرآن کا ثواب بد یعنی ہر صورت شاہ عربی حق کی کتاب بد دونوں رخسار بہن نصیحتیں مساوی بحساب بد زیر رخسار مبارک وہ خطاریش لطیف بد رحل ہر جبہ کھلا رکھا ہر قرآن شریف بد مصحف اوسے محمد پر ذرا کیجیو نگاہ بد بینی اُسکی ہر الف لام وہ گیسو سے سیاہ بد ہر بہن میم محمد سخن صدق کی راہ بد لام اور میم بد بہن دو ابرو سے سیاہ بد یہ مقطع بہن حروف اُسکی رسالت کے گواہ بد معنی اُسکے ہیں انا اعلم اعلم ہر آگہ بد کوہ پر ہوتا یہ نازل نووہ ہو جا با کاہ بد ہو جو منظور تلاوت تو ابھی بسم اللہ بد ہیں لکھے احمد ختم رکے رخسارے دو بد ہر وہ قرآن اُسی کہ بہن پیارہ دو بد اور دندان نور افشان کشادہ اور روشن وقت کلام اُسے نور چمکتا تھا حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منہ سے دیوارین روشن ہو جاتیں اور نور دانتوں کا ایسا پڑتا ج طرح عکس آفتاب حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اکثر عادت حضرت کی ہنسنے کی تھی میں نے نہیں دیکھا حضرت کو اس طرح ہنسنے کہ لمبات دکھائی دے نہ کمانہ نصف دہن کر کے اُسکا ترقیم بد حرف زن ہووے نہ جنتاک کوئی مانند کلیم بد دم اعجاز مسیحا کی ہر اُسکی تہمید بد کیا ہر وہ خچہ ہوہوم کی تصویر شمیم بد بوسے گل لے کے جہاں جاند سکے باد نسیم بد بلکہ ہر میم بہن لفظ محمد کی میم ہاں یہ وہ منہ ہر کہ جس منہ سے خداوند علیم بد کام لیتا ہر ہدایت کا فیضان عمیم بد ہر یہ وہ منہ کہ زبان اسمین خدا کا ہر کلام بد یعنی ہر وحی مجسم ہر زبان اُسکا نام + اسمین دندان مبارک جو بہن رکھتے تھیں بد درج یاقوت میں جیون سلاک گہراے غمین بد نے غلط اُس گہر کے تین نسبت ہر کہیں بد لفظ اللہ کی دو سطریں حرفت سے قرین بد ایک بالا ہر اور ایک سطر ہر اُسکی زیرین بد دیکھ کر اُسکا تبسم ہی ہوتا ہر یقین بد ہم علم کی دو عالم کو کرین بہن ملقبین بد ایک دندان کی چمک اُسے دکھائی تھی کہیں بد عزت عشق آئی نے گوارا نہ کیا بد جب تلک سنگ قضا سے اُسے پارہ نہ کیا بد اور آواز حضرت نہایت شیرین اور خوش اور رست اور دست اور بے تکلف و ہاں ہو بیخ جہاں کسی کی آواز ہر گز نہ ہوئے خاصہ خطبہ پڑھنے میں اتنی بلند ہوتی کہ عورتیں اپنے گھروں میں مستنیں اور فضاحت اور بلاغت آپکی تو بیان سے باہر تھی حق تعالیٰ نے دفع اور ابلغ آپسایہ ہی نہیں کیا اور گردن مبارک رشک مینا سے بہشت حد اعتدال پر خشان اور درخشان کہ آئینہ اُسکی صفائی سے

شہر مندہ اور حیران گویا چاندی کا ٹکڑا تصویر کا عالم تھا اس کی جو رضوان نے محمد کے گلے کی تقریر میں ہوا  
طاؤس خبان دام تعجب میں اسیر ہو چھوڑ کر عاقبت الامر وہ جنت کا سریرہ خاک پر اتر آئندہ ان کی کا پتھر میں دیکھی جب گلہوں میں  
بنی کی تصویر میں آپر عشق کے ڈالا گریبان کو چیر دیا خواجہ حسن کو سمجھا کہ مری تھی تفسیر میں حلقہ چشم نہایت ہوا  
پامین زنجیر میں کھینچ گردن جو کبھوں رقص میں آپ آتا ہو یہ شرم سے پائون پر سر وہیں جھک جاتا ہو یہ اور  
وہ وزن شانے اوپے آنپریال اور سہنواں شانہ پر گوشت و مضبوط خوبصورتی سے مالامال اور پشت مبارک سفید  
وصاف گویا فقرہ گداختہ اور دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت اُسپر خندہ خال اور کئی بال گویا اختر بڑوال  
اور آسمین صورت حروف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نظر آتے تھے جابر ابن سمرہ سے علامہ ترمذی نے  
روایت کی ہو کہ میں نے دیکھا مابین دونوں دوش رسول اللہ میں ایک قدہ سرخ مانند بیضہ کبوتر اور حافظ  
ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ یہ جو وارد ہو کہ خاتم مانند اثر مجسمہ یا مانند خال سیاہ یا سبز تھے اور آسمین  
محمد رسول اللہ یا سر فنانک المنصور لکھا تھا ثبوت اسکا کمابین بنی نہیں ہوتا ہو فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ خاتم نبوت  
میں اختلاف ہو اول صورت میں تجاری اور ترمذی میں آیا ہو کہ مانند زرجانی یعنی تلمکہ حجلہ عروس و ہوا لہجہ  
یا مانند بیضہ کبک و ہوا تفسیر الترمذی اور روایت ترمذی میں ہو کہ اُسپر خال گئے گویا نایل سیاہ کہ نزدیک ستخوان  
و دونوں شانوں کے نمودار تھے اور نایل جمع ٹولول کی ہو یعنی پارہ گوشت مانند دانہ نخود اور روایت  
ابن نعیم اور مسلم میں مانند بیضہ کبوتر اور تاسخ ابن عساکر میں مانند بند قہ اور بقی کے نزدیک مانند تفاح  
اور حاکم اور ترمذی کے نزدیک اُسپر بال تھے اور حکیم ترمذی نے اپنی کتاب میں لکھا ہو کہ باطن خاتم میں ان اللہ  
وحدہ لا شریک لکھا تھا اور ظاہر خاتم پر توجہ حیث گنت فنانک منصور اور تاریخ نیشاپوری میں ہو کہ گوشت  
میں محمد رسول اللہ لکھا تھا کتاب الحروف کے نزدیک یہ اختلاف از قسم اختلاف نہیں ہو بلکہ ہر ایک نے بقدر معائنہ  
اور حفظ اور اندازہ تشبیہ اور تمثیل اپنی فہم کے مطابق بیان کیا ہو دوسرا یہ کہ مہر وقت تولد سے تھی یا نہیں  
بعضے قائل باول ہیں چنانکہ ابو نعیم نے دلیل میں حضرت ابن عباس سے روایت کی ہو کہ جب حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم پیدا ہوئے تو انکی والدہ نے ذکر کیا کہ فرشتہ خدا نے تین مرتبہ اپنے باسن کی پانی میں غوطہ دیا  
اور ایک ٹکڑا حریر کا نکالا آسمین مہر تھی اُسکو دوش مبارک پر جانی اور وہ مثل بیضہ مکنوتہ ہجوزہ و چمکتی تھی  
اور بعضے کہتے ہیں کہ جب اول مرتبہ قصہ عشق صدر مبارک واقع ہوا تب فرشتے نے مہر بھی کر دی تھی تیسرا یہ کہ  
مہر مخصوص آنحضرت کو تھی یا اور انبیاء بھی اُسکے حامل تھے سوط المعسرات میں لکھا ہو کہ خاتم نبوت مختص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھی بلکہ  
وہ انبیاء بھی اُسکے حامل تھے مگر یہ کہ خاتم نبوت حضرت زجلہ و من کمال اور علامات نبوت میں تھی اور حضرت اس خاتم سے  
کتب سابقہ میں وارد ہو چنانکہ کتاب شعبائے یونان اور انبیاء کے دہانے ہاتھ میں تھی اور حضرت کے

نقشہ اول  
لے بابل جنت  
بزمہ و در کس  
بازن سر ایل بنی  
از خا و انج قبول  
اسکے کہ نبوت  
گویندہ اخبارات

انکشاف دوم

نقشہ دوم



حضرت کی پشت پر مقابل مکان در آمد شیطان کے واقع ہوئی بسن خصائص حضرت میں ہو کر لڑائی الموارث الدراج اور حقیقت یہ ہو کر  
 پشت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حامل اعباء رسالت اور انتقال نبوت محی کا قال اَللّٰهُ خَلَقَ عَلَیْكَ قَوْلًا قَدِیْمًا اور وہ دواخت گرانمایہ  
 و امامت کرست پیرایہ بروجہ کمال تمام پشت مبارک میں رکھی گئی لہذا اسپر مہر کی گئی بخلاف اور انبیاء کے کہ انکو اپنی امامت پر کمال کے ساتھ  
 امین نہ کیا تھا اور ان پر وہ دویخت ختم نہ ہوئی تھی اس لئے مہر بھی نہ کی گئی کیونکہ وہ ان خزانہ تعاقبت مہر علامت حضرت کی معرفت تھے  
 کی تھی تاکہ معلوم ہو کہ وہی پیغمبر جو جسکی بشارت اگلی کتابوں میں تھی اس میں خلل و فساد کی گنجائش نہیں ہو یہ تو مہر کیا ہو اور افضل  
 مبارک کمال سفیدی سے ہرگز نام بدن کے تھی اور اس میں شک کی بولتی تھی اور سیدہ مبارک عرض دجور ادنیٰ اجملا و بھڑا  
 نظم کیا کہوں میں صفت سیدہ صدر عالم بہ عالم ذات صدور اسکا فقط ہو محرم بہ دیکھتے تھے اسے جسوقت حسیناں ارم  
 شرم سے سینے کے ہوتے تھے پسینے میں تم جدا و شکم مبارک نہایت ہموار اور صاف سینے کے برابر اور ایسا نرم کہ گویا نخل کے گڑھے  
 تھے کیے رکھے ہیں مسیح اہل باطن اسے کہتے تھے فقط نور ہو یہ بہ اور ایک خط باریک سینے سے تاناف و سنگاری نقاش ازل سے کھینچا  
 ہوا تھا سولہ اسکے چھاتی اور شکم پر کوئی بال نہ تھا گویا یہ نشان شوق صدر تھا نظم خط موسیٰ سے تاناف جو ہر شک سیاہ بہ  
 رشتہ جان سے ہر شیرازہ مکتوب آہ بد شاخ سنبل کا ہوا عکس ہر آئینہ ماہ بہ باصلے پر رکھا سمجھو سبحان اللہ کہ جسکے ہر دانے سے  
 دانے جہاں ہوا گاہ بہ ایثار میں ہر دای امین کی راہ بہ دیا رخ حور بہ ہر گیسو مشکین سیاہ بہ اور نزاکت یہ ہر اس موکی کہ اسکی گواہ  
 قلم موسیٰ میں اب لکھتا ہوں تعریف کہہ پر لکھوں کیا میں کہ وہ موسیٰ بھی ہوا اذ کہ بہ وہ کہ جس سے کہ نہ گیا صاف کل پہچنہ  
 خواہوں نہ جب پٹکے کا کھینچا نخل بہ جب پٹے عرب کرانندے وہ سلطان ازل بہ کھوے جبریل کہڑا ہو کہ کہ نہ کابل بہ منطقہ  
 کحل پڑے ہیبت سے فلک اول بہ اور شجاعان دو عالم کا بھی دل جائے دہل بہ بھگور کہ لہجے کر میں یکے تیغ اجل بہ دشمن  
 حق پہ میں بن کھینچے ہی پڑی ہوں اگل بہ کاشتی ماہ سے لے تا سراپا بھان میں بہ آپکی تیغ ہوں اور قہر آئیں بن میں بہ اگر چاہیہ  
 مبارک میں کہ کا ذکر نہیں آیا ہر گز ظاہر ہو کہ جس طرح تمام اعضا حضرت کے معتدل و الخلق والوضع تھے اسی طرح کہ شریف و نجی  
 اور نازک تھی اور دونوں ہاتھ آپکے دراز اور کلائیان چوڑی اور پتھیلیاں برگشت اور نرم و نازک پھیلی ہوئی خوشبودار اور  
 انگلیاں دراز اور باریک نہایت خوشنما انھیں انگلیوں سے چاند دو ٹکڑے ہوا انھیں ہاتھوں میں گنگریوں نے تسبیح پڑھی اور  
 انھیں کی گھائیوں سے پانی آبلایا ہاتھ جب کسی سپاہ پر پڑا اچھا ہو گیا اور جب کسی یتیم کے سر پر رکھتے خوشبودار ہوجانا نظم  
 پیغمبر اس نور خدا کا چہرہ ہر دست ظفر ہر اسکے ملاح کے ہاتھ آیا یہ مضمون و گروہ مہر و الطاف سے رکھو کہ جو کسی کے سر پر  
 اسپر بہن جنین پاک ہوں ساگستر بہ پانچ ارکان میں اسلام کے پانچ اختر بہ یا کہ میں پانچ نازون کے امام رہے بہ حافظ  
 ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ خوشبودار ہر کہ سبائہ دست مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراز تھا یہ غلط ہے ہر بار کہ گشت  
 سبائہ البتہ دراز تھا اور دونوں رانیں و ساقیں انیس لطیف اور باریک نہ دراز نہ عریض و کم گوشت نظم ایک سانچے کی  
 غرض دوہیں یہ خانوس بلورہ ہیں صفائی میں جمائے تھیں توہین نہاد میں چور بہ چادر رحمت و غفران میں ہیں دونوں ہتھوڑے

بجہ الہی تھیں نورانی کہ چشم ہر دور ہر صدف پر وہ نہ خط آپہر شمع کا نور ہر سائے آسے کوئی بیٹے کے کیا مقدور ہر بان پر سے  
 چھیکہ تشہد وہ امام دو جہان ہر بیٹھیں سب پیچھے زانو سے ادب غرور و کلان ہر اور قدم مبارک دراز و پرگوشٹ اور نگلیان  
 دراز اور باریک انہیں انگشت سب سے بڑا اور خضر پرگوشٹ اور پاؤں اوپر سے ڈھلکتے ہوئے کہ انہیں پانی نہ ٹھہرتا اور  
 اٹریان چھوٹی چھوٹی گمشدہ نظم اللہ الحرف ربوبی نبی ہاتھ لگا ہر شکر ہر سر مر افلاک برین ہر پہونچا ہر  
 اللہ الحمد ہوئی ختم صفات اعضا ہر یعنی میں آسے سر پایہ ہر اول سے فدا ہر قامت راست کی تعریف  
 جو باقی ہر دلا ہر راست بازی کی ہر پیشہ ملکہ کردہ بھی ادا ہر نسبت اس قدر سے ہر کن چیز کو خود ہر  
 بتا ہر اللہ اللہ اگر کہے اسے تو ہر بجا ہر عرش پر سایہ محبوب خدا چھایا ہر ہر وہی وجہ کہ اس قدر کے  
 نہیں سایہ ہر فائدہ ایک سترس نہایت بلغ بر خور وار مولوی محمد حسن لازال کا سمہ محبتا اطال اللہ عمرہ  
 اسی عرصے میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پایہ میں نصیف کیا اور درخواست کی کہ اگر  
 یہ نصیفہ داخل کتاب کیا جائے تو سامعین کتاب کو زیادہ تر موجب فرحت و مسرت ہو گا لہذا حقیر نے  
 اس کو داخل کتاب کیا

## قصیدہ

بشرا الحمد شب غم نے اٹھایا بستر	مرحبا طالع بیدار مبارک ہو جسے
مژدہ اے دل کہ ہوا نور خدا پیش نظر	بارک اللہ طبیعت کا ہر رنگ دیگر
اگر نہو پاس ادب تو مجھے کچھ دعویٰ ہر	سجدے کرتے ہیں ملائک مرا وہ رتبہ ہر
لا مکان تک لیے جاتی ہر مجھے طبع رسا	بڑھ گیا عرش کے پایہ سے سخن کا پایا
ہو رہا ہر صفت ارواح میں میرا چرچا	خیر مقدم کی چلی آئی ہر ہر سو سے صدا
بزم قدسی کا بلایا ہو امہان بن ہر	ملک آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں وہ انسان بن ہر
آج کس و معوم سے خدام سخن آتے ہیں	سندین فکر کی محفل میں بچھا جاتے ہیں
تنگی بزم جہان دیکھ کے گھبراتے ہیں	کاؤ تکیہ کرہ ارض کا اٹھوانے ہیں
جشن کاروز ہر معنی کے شہر اقدس کا	اور اونچا کر و خیمہ فلک طلسم کا



ہم دکھاتے ہیں طبیعت سے تاشے کتنے	عالم نور میں چھوڑ آئے ہیں شو شے کتنے
حل کپے غنچہ خورشید سے نکتے کتنے	عقد پروین سے لکھے ہمنے سمئے کتنے
سادہ کاغذ ورق ہر درخشان ہوا	دست پر نور عطار و مین و تلمدان ہوا
یون خراسانہ بشوخی قلم رعنا ہوا	سوج ہوا جس سے تجل غرق عسرن دریا ہوا
بال پرواز پر سی چٹکیوں پر اڑتا ہوا	آہو شوخ ہوا کب اکبک خرا مان کیا ہوا
کوئی شاخ آہوؤں کی جلوہ گری میں تو نہیں	کوئی سرخاب کا پرکب دری میں تو نہیں
زرنگ گلزار مسائی کا عجیب عالم ہوا	سچے کو دیکھے تو صبح کا بھرتا دم ہوا
برگ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہوا	سرور رعنا نہیں آئینہ دست آدم ہوا
ہر شجر شمع تجلی ہوا لگن تھا لے ہیں	نام ظلمت نہیں لالے کے یہاں لالے ہیں
سٹر سنبیل گل تر حرف ہوا غنچہ لفظا	کاغذ عشق ہوا یک سبز چین کا تختا
طوطی بولامے خامہ کامیان شعرا	اکیون نہو آج میں لکھتا ہوں سرا پاکشا
جسکو گلہ ستم باع ابدیت کیے	خندہ صبح بہار احدیت کیے
گیسو حور قلم ہو کے بنے خنامہ ہو	کہ ہوں آراستہ نقو پر سخن کے گیسو
کورضوان لے کے لائے مجھے شاخ شبو	کہ شب فکر میں ہو نہکت مشکین ہر سو
منشی دفتر اعلیٰ کا کرم کافی ہوا	مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہوا
روشنائی کی یہ ترکیب ہوا شمع بے دود	جسکی ترتیب کو جب سربل امین ہیں موجود
گو نہ ہو شجرہ طوبی کا بہ نہ مقصود	بانی بین چشمہ کوثر سے گر پڑے کے درود
صورت دین موی سے ہو پرا نوار کھل	شمع سے طور مٹے کے اڑائیں کا جمل
زرنگ شجر کا بھی اب کوئی سامان کیجے	لارزار اپنے سخن کا چمنستان کیجے

خضر کو سالک آب از پئے مرجان کیجیے	اے لعل کے واسطے شیر بخشان کیجیے
وقت ہو برہمی آجسمن گردون کا	کہ شفق پر بھی ارادہ ہو مرا شبنون کا
اور کاغذ کا تو تہنہ عجب انداز کیا	پر وہ چشم کو تر طاس خدا ساز کیا
کھینچی تصویر اسے جلن گہ ناز کیا	چوم لون ہاتھ میں اپنے عجب عجا ز کیا
شعلہ طور کا کاغذ پہ کھینچی نقشا ہو	خاکہ انگار کعب دست پر بنیا ہو
کیون نہ سو جان سے ہو گلزار بہار مینی	محو رنگینی تصویر سرا پاس مینی
یہ وہ صورت ہو کہ دیکھی نہ سنی ایسی کبھی	تھی یہی شکل مقدس کہ ازل میں جو کھینچی
ماز سے خامہ قدرت نے کہا واہ سے مین	بول آٹھا عارض پر نور کہ اللہ سے مین
کیسی تصویر کہ ہر صبح بہار امکان	کیسی تصویر کہ ہو آئینہ پرداز جان
کیسی تصویر کہ ہو لوح و قلم نور افشان	کیسی تصویر کہ ہو کلک مصور نازان
کیسی تصویر کہ سب صلے علی کہتے ہین	کیسی تصویر کہ سب جلے علی کہتے ہین
کبھی تصویر جسے کھینچے نقاش ازل	خود لگا کہنے کہ ہر وصف مین تو ہر فضل
نبری صورت سے کھلے معنی مائل و دل	انبیا شرح مفصل ہین تو متن مجمل
تو ہو خورشید ترے سامنے انجم ہین بنی	تو ہو شمسہ تصور مین تو ب ہین قطبی
تو ہو داؤد وشم تو ہو سلیمان خاتم	نکر کیجئے ہو تو ذکر زکریا ہر دم
خلت خاص خلیل و برکات آدم	شکر یعقوبی و صبر دل ایوب ہم
حسن یوسف دم عیسیٰ پر بینا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
ہے حیرت کہ خیر ہوئی ختم تکمیل	آدم و نوح کے بچے تھے اوصاف جمیل
خضر و الیاس کا رہہ شرف و اعجاز	اور سوار کے بھی ایسے روتہ باغ خلیل



حسن یوسف دم عینے پر بیضا داری انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
دین پکارا کہ مرے گھر میں آجا لا کر دے مثل مردے کے پڑا ہوں مجھے زندہ کرنے	طالع حضرت کو ہجرت زینا کر دے دستگیری مری نہ را بجھے بر بار کر دے
حسن یوسف دم عینے پر بیضا داری انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کنوین جہانم کروں کنسان کے تو سودا ہر مجھے خبط ہر گرسر عجز سبھا ہر مجھے	طور پر جاؤں تو ناحن کا بھٹکا ہر مجھے سچ تو یہ ہو کہ ترے گھر میں کمی کیا ہر مجھے
حسن یوسف دم عینے پر بیضا داری انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
واہ تصویر ہر بس عن کی قسم یہ تصویر بسکہ آئینے وحدت میں ہر قسم یہ تصویر	ہر دل و جان رسل محمد آرم یہ تصویر عالم نور ہر سترابہ قدم یہ تصویر
سایہ زیبا ہی نہ تھا آبلی قنات کے لیے روشنائی تھی یہی مہربوت کے لیے	
جسم محبوب خدا نور کا یک پرتلا ہر اسکی قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہر	سایہ حق وہ شہر منزلت طے ہر سچ ہر محبوب جولا ثانی ہو وہ بکثا ہر
لاکھ عاشق ہوں مگر لطف دو محبوب نہیں ظہل حق ہو تو ہو پر ظہل نبی خوب نہیں	
قد کے اوصاف رکھو یاد نہ بھولو بہ خدا آب آئینے باطن سے وضو کر کے ذرا	سجود سونہرین ایسی عبادت میں روا راتی و جنت کرویت صادق سے روا
اکٹھ کھڑے ہو پے نقطہ سیم دم طاعت ہر یہی یکیر میں عشاق کی خدمت است ہر	
عرش پر گری پچھائے ہر مرا ذہن رسا ایر فلک ذکر و انداز کھمت ہر بجبا	اب یہاں آمد مضمون ہر کہ وحی پو حنی وہ طوبی و من و غایت محبوب خدا
قد بے سایہ مری چشم مستان رہے	

سایہ طوبی کا ترے عالم بالا میں رہے	
راستی جو ہر آئینہ ایمان ہو ولا	کہ دے ایمان سے کہ وہ قدر ہے الف ایمان کا
دیکھے دونوں الف اُسکے تو کھلا یہ نکلتا	ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا
سراپان حدوث و قدم اول کو عبور	
دوسرا وادی امین میں ہی شمع سرطور	
سرافس ہے حباب لب دریا سے قدم	دُرّۃ الشراج ہو اس بحر کا یہ قطرہ غم
بیم احمد کا ہو دایمان احد سے منغم	یون حدوث اور قدم آگے ہوئے ہیں باہم
	قطرہ بگریست کہ از بحر جدا یم ہم
	بحر بر قطرہ بہ خندید کہ مائیم ہم
لیے امت کے گناہ اپنے اپنے سر پر	بخشش حق ہو نہ ہم پر متوجہ کیوں کر
دن گئے جاتے ہیں کب روز شمار آئے نظر	زلف شکنین کو دکھا کر جو کہیں پیوستہ
ہاں چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو	
نفت سرمایہ امت کا سیاہا دیکھو	
سایہ ہو شرق ہمایون پہ جناب حق کا	پر و بال افسر شہ پر نہیں کھولے ہی ہما
عالم غیب کا سردار ہو اجلو ہما	نہیں سرکار یہ سلطان جہش کی حاشا
	کشور کا کل پر ہیچ و خشم سرور ہو
	نہ خشن ہو نہ خطا ہو نہ یہ عنبر سر ہو
خوشنویس ازلی کا ہو وہ پر زور قلم	کہ ہر اک حرف ہو اسکا سند مستحکم
اہل ایمان کے لیے موسیٰ سر شاہ اعم	خط گلزار میں ہو سر خط گلزار ارم
	کوچہ خلد نظر آنے لگا دنیا میں
	خوب فردوس یہ لکھا ہے خط طفر میں
نرخ پر نور کا ہو کا کل شبگون سے ظہور	دیکھ لو دامن موسیٰ کے تلے شعلہ طور
تنبیلہ میں ہو عیان جلوہ ماہ پر نور	ابر رحمت میں ہو خورشید قیامت مستور
	شب معراج میں ہو شمع تجلی روشن
	لیلۃ القدر میں ہو نور الہی روشن



وصف پیشانی مین ہوتا ہر قسم سر بہ زمین	روح بسم اللہ ابرو جسے کہتے ہیں
صحف کل ہر رخ حنائت کشف دین	سورہ فاتحہ صحف کل ہر وہ حسین
گلشن عالم تتر یہ رخ زیبا ہو	
اس گلستان مقدس کا یہ دیر با جا ہو	
ہین دو ابرو سے سیم زلف حسین انور	طاق یا حنا زور شید کے آتے ہین نظر
نقشہ ابرو کا دکھائے جو عطر اور گلر	مہ فو تیغ سے مرغ کی ہو دو ویکر
خواب مین بھی جو وہ زہرہ سی حسین پیش آئے	
مشرقی طالع کنگان کی زحل ہو جائے	
دیکھو ہم پہلہ پیشانی انور ابرو	ہین اسی آئینہ صاف کے جو ہر ابرو
آبرو سے دم خنجر ہین مستر ابرو	موج دریا سے شجاعت ہین سراسر ابرو
سہ کامل مین سہ نو کی یہ تصویر ہین	
یا کھنچی عسکر کردر مین شمشیر ہین	
ایک رگ مخفی ہو ماہین دو ابرو سیاہ	کہ نظر آتی ہو وقت غضب شاہنشاہ
طرفہ شبیدہ پہونچی ہو سخت ران کی نگاہ	الف اسم چھپائے ہوئے ہر بسم اللہ
لفظ معنی مین عجب ابروؤں کے طاق ہوئے	
الف طاق چھپایا تو عدو طاق ہوئے	
رگ جو کانٹا ہو تو شاہین ترازو ابرو	مردمک سنگ ہو اور پلہ ہر چشم و بگو
آنکھ پڑ جائے اگر جانب است سر ہو	صاف رکھی رہے میزان قیاست یکسو
آپ پلے پہ ہمارے ہوں تو کب اکھٹکا ہو	
مردم چشم کہین ہمنے اسے نولا ہو	
طرفہ مضمون ہو مجھے پیش نظر ہو آگاہ	منظر چشم نبی پر بھی ذرا کیجے نگاہ
ایسی زگس کہین دیکھی ہو نہ بادام سیاہ	چشم بد دور عجب آنکھ ہو ماشا اللہ
لاکھ اگر اچھی سی اچھی کوئی شبیدہ کہے	
چشمکین مارے سخت گو نظر فربہ کہے	
اک نیا شہ نکالوں دل پر جو ہر سے	صفحہ پر بسم کے لکھیں جسے آب زر سے

لیکن اکبر کی بوٹی ہین سنا اکثر سے	بوہ چشم پہ ہر آنچ ترخ اور سے
میں نے راجہ دولت بیدار ترے سونے کے	وہ صلیے آنکھوں کے نہیں ڈھیلے ہین یہ سونے کے
کوشش پر نور تہ زلف شب آسا ستور	اکہین دھوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو کافور
رنگ کا اس کے صبا کے چمن میں مذکور	کے گل سے کہ ہوا ہونہ ٹھہر میرے حضور
گو ہر وصف سے گرد امن دریا پڑ ہو	یون صدق سے کہے ہوئی کہ بس اب چل ڈرو
سرفک گوش قلب گرچہ یہ تشبیہ ہو تیز	چشم کا ہر یہ اشارہ کہ کرو اس سے گریز
ہو زمین کوہ ابرو کی بڑی مردم خیز	ترخ کے میدان میں ہر اک ذرہ ہو شمس تبریز
گوش و بینی کو یہی دیکھ کے سب کہتے ہین	قطب و صاحب انفاس یہاں رہتے ہین
بینی اقدس شاہنشہ عالی منظر	آب آئینہ رخسار کی موج اور
خوبروئی کا بند ہی پہ ہمایون اختر	یوسف حسن کا معراج ہر پاپیش نظر
صفوہ خد مبارک پہ الف بینی ہو	دیکھنا عارض اور کا خد بینی ہو
صورت چشمہ کوثر ہو لب جان پرور	نخل بادام وہ بینی ہو لب کوثر پرور
شاخ آس نخل کی ابرو پہ جناب اطہر	اور آس شاخ میں عینین مبارک ہین تر
دل عارف اسی کے سایہ میں دم لیتا ہو	نور ایمان اسی سایہ کے قدم لیتا ہو
چشمہ مہر سے اس بحر میں اب رونق ہو	صفوہ ماہ تک انگشت قلم سے شوق ہو
وصف رخسار ادا کرنے کا مجھ حق ہو	رنگ رخسار سحر سامنے جسکے فق ہو
مطلع صبح بیاضی ہو کہ نورانی ہو	حسن مطلع یہ مگر نہ رہی لاناانی ہو
رو برو آئے جو آئینہ نواک سکتا ہو	شمع کے بھی دھوئیں اڑ جائیں جو کچھ دعا ہو
ناست آجائے جو خود شہید کو یہ سودا ہو	صبح ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو



خشر بر پا ہو جو کفائی صفا بل آئین	
چرخ بر سوئے یوسف کو ملک لیبائین	
روبر و جلوئے خورشید کے سایا کیا ہو	سانے شمع منور کے اندھیرا کیا ہو
عاقلاً غور سے دیکھو کہ یکت کیا ہو	آتی ہونے میں بھلا آپ کے شہا کیا ہو
کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ رہی	
نور رخسار سے حرفوں میں سیاہی نہ رہی	
لب جان بخش کی تشبیہ دم عیسے سے	دی نہ دم دیتے رہے لاکھ مسیحا بھی مجھے
آب حیوان نہ کہا حضرت نے گو چھینٹے دیے	اب فقط رہ گئے خورشید کے جھوٹے ٹوٹے
کہوں یا قوت تو وہ باتیں یہاں پائی نہیں	
لعل سمجھوں اسے آنکھیں مری پھرائی نہیں	
فکر و صف در وندان میں کٹا سارا دن	رات بھرتا رہے ہی گنتے رہے بیٹھے حسن
جسکی تشبیہ نہو اسکی صفت کب ممکن	یوں تو ثابت ہو کہ سیارے ہیں روشن لیکن
غور سے دیکھیے ویشیہ کے یہ چھالے ہیں	
یالب ساغر اخلاک کے بجناسے ہیں	
قطرہ جب سائل تشبیہ ہوا رو کر	آباد امن میں لیے گردِ دینیسی گو ہر
پانی پانی میں ہوا جوش موت سے گر	معنی تازہ طبیعت سے کھلے یوں دل پر
کہ در بن قطرہ سائل غم لاتنہر نیست	
وز پئے در میسیم آید لا تقہر نیست	
ایک قبسم ہی کلید در جنت ہو یہاں	ہوے عفار کے دمدائے تشدید عیان
نامہ بخشش امت ہو جو حضرت کی زبان	لفظ اللہ سرنامہ ہو سکب وندان
نامہ ملفوف لبون میں ہو بہ طرز دلخواہ	
ہو لفظانے پہ خطا پشت لب انشا واللہ	
انجمن خندان کیسے اسرار دہن کئے بیان	مل گیا خاک میں جو چہرہ آب حیوان
پہونچے ہیں حق کو ہر کے جگر تک ندان	درج با قوت میں ہو آتش حسرت کا دھوان
رنگ غنچے کا آٹرا گل کی تعلی جھوٹی	

منہ پہ پسنے کے ہوائی پہ ہوائی چھوٹی	
کوئی کہتا ہے کہ اُسکو شکرستان کیسے اور سلیمان نے کہا خاتم یزدان کیسے	کوئی کہتا ہے کہ اُسکو شکرستان کیسے خضر بولے کہ اُسے چشمہ حیوان کیسے
ہر جگہ مشترک کا لقب تان کیا حق تعالیٰ نے اُسے صاحب آفتاب کیا	
گفتگو اسمین ہر بولی مری طبع موزون جس سے ظاہر ہوا ستر خفی کن فیکون	عینچہ نے پیش کیے گر چہ ہزاروں مضمون مین شکافِ مسلم صانع اُسے کیوں نہ لکھون
شعر نے اُسے کیا جانے کیا کیا سمجھا اسمِ عظم کا مگر ہنہ ممت سمجھا	
شش خط شکستِ دل اعدا کیسے کلمہ تقدیر کا یا خطِ ثقیل کیسے	پیش مرسل کو نبوت کا رسالہ کیسے سرفرازانِ خدا کا خطِ طعن کیسے
اسکی روداری سے اللہ نے بخشا ہکو ہر شفاعت کی سند خطِ ثقیل اہم کو	
ہاتھ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا اس لیے حاشیہ لکھا ہے خط رنگین کا	ترخ پر نور ہو شرآن کا پہلا نسخہ مشکل از بسکہ تھا مضمون وہن کا کلتا
ترخ جو ایمان ہو تو اک جزو ہے یہ ایمان کا ہو نیا حاشیہ یہ منہ ہے شرآن کا	
لام کیوں ہن سر مومنین کچھ فسق صلا کہ وہ ہے اصل پے خلقت دین و دنیا	نگہ پاک الف صا د ہے چشمِ زیبا چہرے پر ہے خط گلزار سے یعنی لکھا
جمع خاطر ہو تو بجا یہ مضامین کیجیے دیکھیں تفسیرین بہت یک نئی تفسیر کیجیے	
اور محرابِ حرم کا ہے اس ابرو پہ گمان مردم چشم ہی بیٹھا ہوا اک ناظرہ خوان	پر دھکے ہو گیسو سے حبیب یزدان اسمین پاکیزہ مصلا ہے نگہ کا دامان
زیرِ رخسار مبارک وہ خطِ ریش لطیف رہل ہے جبہ کھلا رکھا ہے قرآن شریف	



تو لگائے ہو یہی روشنی طبع و لا	شمع کا فوری گردن کا دکھائے جلوا
نہین پر دانگی پانی ہو مگر فکر سا	پر یہاں جلتے ہیں جبریل کے اندیشہ کیا
	سرسرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہو
	آتش حسن گلو سوز کا یہ شعلا ہو
بارک اللہ وہ گردن ہو کہ فوارہ نور	جس سے ڈوبی عرف شرم میں ہو شمع طور
کسی بنا و صراحی کا یہاں کیا مذکور	بزم تزیہ کی کہیے اُسے میں سے طور
	جسکی کیفیت اگر دین باطن میں نہ آئے
	خلد میں شربت دیدار حق اچھو ہو جائے
بال گردن پہ جھک آئے تو ہوا یہ روشن	کہ شب فکر میں افروختہ ہو شمع سخن
ہو تجھے کس لیے ای حسانہ ایجا و الجھن	انتخابی ہیں ب اشعار بیاض گردن
	ہر شب در و زجب آشفٹ بزمی بردی
	تا کہ مسودہ گیسو بہ بیاض آوردی
صفت مہربوت کا بہان ہو کیونکر	خامشی مہر دہن اور سخن ہو ششدر
مہر کی پشت کے فکرون سے یہ حق نے کھ کر	کہ ہو انا نہ بینا مہر می ختم آہر
	ہوے پھر بھی جو سیہ دل متنبی گمراہ
	ختم اللہ علی قلوبہم انا للہ
مہر انور کے جو معلوم ہوے عرف تمام	کلمہ اُس سے نمایان تھانہیں اس میں کلام
راست ہو دعویٰ مقبولی دین اسلام	ایک ہی مہر شہادت میں لکھے ہیں دو نام
	نئے انداز کی یہ مہر ہوئی عالم گیر
	ایک سکتہ میں کھدا نام شہنشاہ و وزیر
دست رنگین کی صفت بار خدا ایک ہی	شاخیں نکلیں جو کہوں شاخ گل رعنا ہو
طوطی نا طقہ اس باغ میں چب رہتا ہو	لبل طبع کو غنچے کی طرح سکتا ہو
	ہاتھ باندھے ہوے جبریل کھڑے رہتے ہیں
	دست گلچین کو بہان دستہ گل کہتے ہیں
ہاتھ کھینچے ہوے ہو رنگ ہرانی کا فاق	تلم انگشت ششم ہر کف انوس ورق

گلک مداح نے جب صفحہ کو بخشی رونق	ہو گیا سینہ عطار د کا بھی حسرت سے شوق
رنگ و بو ظاہر و باطن کی سب اکجا ہو کر	مرے ہاتھوں پہ صدق ہوے گجرا ہو کر
بند دست آپکا ہو یا کوئی خمہ کا بند	طبع استاد ازل بھی ہو عجب نازک بند
آنگلی ہر ایک ہو وہ مصرع موزون و بلند	آنگلی رکھ سکتے نہیں جس پہ کہیں دانشمند
مجھ کو محض صفت تجبہ اقدس بس ہے	اس سڈس کے شرف کو محض بس ہے
گوگفت دست منور کو مین کتا ہوں ماہ	خور کیجے تو یہ تشبیہ نہیں خاطر خواہ
میر انور ہو ہتھیلی سے لونا خن شاہ	دونوں جو وقت مقابل ہوے اللہ اللہ
ہننے یہ معجزہ عفت رانا مل دیکھا	یک گھڑی مین مہ نو کو سہ کامل دیکھا
کون لکھے صفت سینہ صاف سرور	دست بر سینہ ہن حسرت سے یہاں جن و بشر
اور کہتے ہن فرشتے بھی یہ حیران ہو کر	روح محفوظ ہو یا عرش خدا پیش نظر
صدر ایوان رسالت کا عجب سینہ ہے	صورت علم لدنی کا یہ آئینہ ہے
صاف و بے سوہی بنی کار سیمین شفاف	جیسے نقطون سے حروف کد صدرک ہیں صاف
ان گریبنے سے ہر اک خط مشکین تاناف	جسکو کتا ہو غنور کشش مرکز کاف
صدر پر نور کے شوق ہونے کی مثال ہے	عقل کشتی ہے وہ آئینہ ہے اور بال ہے
مخزن گوہر اسرار شب اسرعی ہے	شرح صدر رشہ عالی کا یہ اک نکتہ ہے
جو کہ لبریز لطافت ہے وہ چشمہ ہے	جسمین مواج لطافت ہن یہ وہ دریا ہے
خط نہیں سینے مین شاہنشہ بھرور کے	عنبرین موج ہے یہ بحر مین گویا بر کے
گر چہ پرواز مین اندیشہ ہے بال جبریل	اور احباب صفا مین مین ہو کر اسرافیل
نہ ملی پر کوئی نازک سی کر کی تمثیل	ہو گیا ہم عدد لفظ عدم لفظ عدیل



قاف تک پہنچنے بہت کان کر ڈھونڈھا ہے	
کرین دیکھی ہیں پر ایسی کر عفتا ہے	
یہی اس باہر کسی تیغ و کر کا مذکور	اسکے اوصاف ہیں مشہور میان جمہور
تا کر عرق عرق ہو گئے سب اہل غور	ساتے اسکے کوئی باندھے کر کربا مقدور
سنگے اوصاف شجاعان جہان گھبراہیں	
چیتے سیران میں جو آئیں تو ہرن ہو جائیں	
لا خط نسخ میں لکھو تو کون اک نکتا	لام الف کا ہر قاطع وہ کر وصل علا
واہ کیا کروں پر یہ خط نسخ کھینچا	کر یا رکھو مسدوم ہی سمجھے شعرا
نہیں ثابت قدم اس نفی سے ہشنا بھی	
یہ وہ لاہو کہ نہیں جس سے بجا لا بھی	
سر عالم ہو فدا سے قدم پاک بنی	وصف میں جسکے سخندان کا لگا گھٹنے جی
ہاتھ آیا ہے جو کا غد تو یہ حسرت ہوئی	نہیں چلتا ہو لگی پائے سلم میں ہندی
سر بہ زانوے ادب آکے سخنگو بیٹھیں	
فکر عالی کے فرشتے بھی دوزانو بیٹھیں	
دیکھیے کیا اسے شمشاد و صنوبر سے مثال	چمنستان ارم اسکے قدم سے ہر نہال
سرو جنت سے نکل آئیں بے استقبال	کے سبزہ کہ مجھے شوق سے کچے پامال
مثل بلبل کے سر راہ بچائیں گل چشم	
فرش فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم	
شور ہو عالم بالا بہ قدر عمتا کا	سرافلاک ہو فدیہ تدوا لاکا
سان ہو نخل منتا ملا اعلیٰ لاکا	خاک پاعنان ہو حورون کے رخ زیباکا
رکھ دیا اپنے جس فرش پہ دو بار قدم	
بڑھ گیا پایہ بین وہ عرش سے بھی چار قدم	
بزم میں تذکرہ پائے بنی گرسن پائے	شمع گورنگ سے جلیبائے مگر سزا اٹھائے
تاخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پر آئے	گر وہاں دو خوبان کی حقیقت کھل جائے
واہ نوگر کمین ہچشمی کا خمبان کرے	

	ناخشہ چشم فلک میں غلش تان کرے	
لو مبارک ہو قد مبوسہ حضرت محسن اب نہیں باقی ہو کچھ خواہش ہمت محسن	لیکھو ہوتی ہو نصیب ایسی سعادت محسن آرزو اتنی ہو بس روز قیامت محسن	
	سر کے بل جاؤں جو نقش قدم سرور پر صاف معشر کی زمین رکھ لوں اٹھا کر سر پر	
ہو یہ امید کہ جب گرم ہو بازار تشویر لو سراپا ہمیں تم دو عووض حور و قصور	یوں کے بادشاہ بارگاہ عالم نور میں کون واہ مجھے یہ نہیں ہرگز منظور	
	مفت حاضر ہو کر اسکی یہ تدبیر نہیں کھوٹے داموں کے پوسف کی یہ تصویر نہیں	
علیہ شرف نسل آدم		صلی اللہ علیہ وسلم
<p>سابقین صبر کہ حضرت ابوب علیہ السلام اس میں شریک ہیں کہ اللہ صاحب مہمانی میں آنا و جانا صابر اور ہمارے حضرت کو فرمایا قاصبر کا صبر اولوالعزم من الرسل یعنی شہر ارہ جیسے شہر سہم ہیں ہمت دے رسول مگر صبر آنجناب صبر ابوب سے زیادہ تر تھا چنانچہ آنحضرت مسلم فرماتے ہیں اودوی نبی قط کا اودیت یعنی تکلیف نہیں دیا گیا کوئی نبی ہرگز جیسا کہ میں تکلیف دیا گیا اور پھر ظاہر ہو کہ تکلیف روحانی اور مادی جس طرح کی حضرت نے کافروں اور اپنے ہمسایوں اور یگانوں سے اٹھائی ہو ہرگز کسی پیغمبر نے نہیں اٹھائی با اینہما بددعا نہیں فرمائی اس مقام سے جان لینا چاہیے کہ ایذا میں لسانی تین قسم کی ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس کے معبود اور مرشد اور آستانہ اور پیر کے حق میں طعن کی زبان دراز کرے کہ یہ ایذا لسانی نہایت سخت ہے دوسرے یہ کہ خاص اسی شخص کے حق میں زبان طعن دراز کرے تیسرے کہ اسکے ذن اور فرزند اور دوست اور آشنا کے حق میں طعن کرے ان عطا فون کے سب سے اعلیٰ طعن بہت سخت و لال کا سبب پڑتی ہے اور چارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فون قسم کی ایذا میں اپنی امت کی بد مذہبون اور منافقون اور کافروں سے انتہا درجے کی پہنچیں جلال اور نبیوں کے کہ جملہ ان کے ایک قسم یا دو قسم کی ایذا میں مبتلا ہوئے تھے اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ اول قسم کی ایذا یہ تھی کہ آپ کی رنج دہی کے واسطے اللہ جل شانہ کے حق میں کافروں نے اس طرح کی بے ادبان کین کہ جسکے سننے سے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں چنانچہ بعضوں نے کہا کہ حق تعالیٰ جل شانہ جو رطل کے رکھتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ شیطان خدا جل شانہ یہ خلق گمراہ ہے اور بعض طعن کے طور پر کہتے تھے کہ محمد کا خدا کہتا ہے کہ میرے محتاج بندوں کو کھانا کھلاؤ اور</p>		

بیان ایذا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فون کا درجہ



ذکوۃ ادا کرو اس سے معلوم ہوا کہ وہ فقیر ہو اور ہم غنی ہیں اور سوائے اسکے اکثر کلمات کفر کے کہا کرتے تھے اور قرآن شریف کے حق میں عجب طرح کے احتمالات فاسدہ اور خیالات واہیہ باندھا کرتے تھے اور دین ملت میں طرح طرح کے شبہات بکالا کرتے تھے چنانچہ بعضے کہتے تھے کہ اگر یہ مشرک خدا کا کلام ہوتا تو ایک ہی مرتبہ نازل ہوتا یہ کیسا کہ شاعروں کے طور پر کسی دن کوئی غزل اور کسی دن رباعی کسی دن قطعہ کبھی قصیدہ کبھی مستزاد تیار ہو کے اُترتا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ اپنی طرف سے جھوٹا باندھ لیا ہو اور بعضے کہتے تھے کہ یہ شخص مجنون ہو بیقا مردہ ہڈیاں بکا کرتا ہو اور بعضے کہتے تھے کہ ہم ہرگز نہ مانینگے اس قرآن کو اور اگلی کتابوں کو اور بعض کہتے تھے کہ یہ سحر ہو اور بعض کہتے تھے کسی کا ہن کا کلام ہو اور اکثر مذہبوں کی حلت اور میتہ کی حرمت میں تکرار کیا کرتے تھے کہ اپنے ہاتھ کے مارے ہوئے کو حلال اور خدا کے مارے ہوئے کو حرام کہتے ہیں یہ بات لغو و بے معنی ہو اور اسی طرح کی اور واہیات بے سرو پا بکا کرتے تھے اور حضرت جبریل علیہ السلام جن میں کہ منصب استاد می کار کھینے تھے یہودی طرح طرح کی بے ادبیان کرتے تھے اور فرقہ و افق سے کہ غریبہ غافل تھے کہ وحی علی کے واسطے آئی تھی جبریل نے محمد صلعم کو پہنچائی اور دوسری قسم کی ایذا جو خاص حضرت کی ذات پاک سے متعلق تھی وہ یہ تھی کہ آپ کو سحر اور شاعر اور دروغ گو اور دیوانہ کہا کرتے تھے اور آپ کا نام ابن ابی کثیر رکھا تھا یعنی اپنے رضاعی دادا کا بیٹا ہو اسی کی خوب اختیار کی ہو اپنے باپ دادا کے طریقہ سے پھرا ہو اور نو گویا آنکی اولاد نہیں ہو آوریہ بھی کہتے تھے کہ اگر یہ پیغمبر ہو تو فقیر مفلس کیوں ہو اور اگر وحی آنے میں چند روز کا وقفہ ہوتا تو طعنہ دینا شروع کرتے اور کہتے کہ اللہ نے انکو رخصت کیا اور اللہ اسے بیزار ہوا اور شرین ہو میں بناتے اور غنیوں سے مجلسوں میں طلبہ سارنگی کے پرگوانے تھے اور تیسری قسم کی ایذا جو آنحضرت کے اہل و عیال سے متعلق تھی یہ تھی کہ مدینہ کے منافق اور فاسق اور خیبر اور خدک اور یثرب اور قریش کے یہودی حضرت کے خویش واقربا اور یاروں اور دوستوں کے حق میں طعن اور تشنیع کے مضمون بنایا کرتے تھے یہاں تک نوبت پہنچی کہ آپ کے حرم محترم کے حق میں بے ادبیان کہیں اور آپ کی زوجہ طاہرہ مطہرہ کو زنا کی تخت لگائی نفوذ باللہ من ذلک اور آپ کی وفات کے بعد اس امت کے گراہوں اور منافقوں نے حضرت کے اہل و عیال اور اصحاب کے حق میں کوئی بات اٹھائیں رکھی کہ اقوال ووافض اور خوارج سے بخوبی ظاہر ہو معاذ اللہ من ذلک پس آنحضرت صلعم کا فرما کہ ما اودی نبی مثل ما اودی با حسن وجہ صادق آیا با این ہمہ حضرت صلعم نے تحمل فرمایا اور اپنے سوزیوں کے حق میں بدو عانہ کی اور دعوت خلق الی الحق سے متغیر نہ ہو مگر اللہ علیہ اجزہ عننا افضل اجازت

نبی اکرم اور یہ جو مشہور ہے کہ الرسول خیر خواہ و دشمنان سوا ہے حضرت رسول مقبول کا حال ہو کہ مذکورہ  
استادالات فی تفسیرہ اثبوت عبادت کی کہ حضرت یونس علیہ السلام اس میں شریک ہیں بلکہ حضرت صلعم کا  
و ستور تھا کہ ہر دم ذکر میں مشغول رہتے تھے کوئی وقت حضرت کا راہ گاہ نہ جاتا تھا اور سورہ نزل کی  
تفسیر آنجناب کی عبادت جانتا چاہیے وہیں اور دوسرے وہ فضائل ہیں کہ ان میں کوئی شریک نہیں اول نوح  
ولایات یعنی قرب و منزلت رب العالمین و تصرف و حکومت از ارض تا اعلیٰ علیین و لہذا وار د ہوا ہو ولایت الہی  
فضل من نبوت یعنی بہت ولایت الہی کی کہ عبارت معاملہ راز و نیاز حضرت بے نیاز سے ہر طرف نبوت سے کہ مشغول  
احکام الک کار ساز سے مراد ہر فضل ہو دوسرے محبوبہ مطلقہ کہ عبارت مقصود اور مطلوب مالک مطلق سے ہو  
اور مقبول مطلق البتہ محبوب مطلق ہو کیونکہ محبوبہ لازم مقبولیہ ہو نیز شریکے رویت عن بچشم سرچو تھے قربانم  
کہ قاب قوسین او ادنیٰ اسی کی تفسیر ہوتی ہے شفاعت کبریٰ کہ مقدمہ اسکا نجات انبیا ہو علی جلالی حضرت کبریا  
اور خاتمہ اسکا اخراج عاصیان ہو و دوزخ یا سراسر جہنم صحیح بخاری وغیرہ کتب معتبرہ حدیث میں وارد ہو اور  
خلاصہ اسکا یہ ہو کہ قیامت کے دن بہ سبب درازی اس دن کے اور شدت گرمی کے اور انواع انواع تکلیف  
لوگ بہت گھبرائیں گے اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ کہیں گے چاہے دوزخ ہی کا حکم ہو جائے تا پرسانی سے تو نجات ملے  
اے میں مشورہ کریں گے کہ اب کوئی شفیع قائم کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حضور میں سفارش کر کے نجات دلوائے اور آدم  
صفی اللہ سے حضرت عیسیٰ روح اللہ رب کے پاس جائیں گے اور شفاعت کے واسطے عرض کریں گے وہ سب کہیں گے  
ست ہنام یعنی میرا یہ رتبہ نہیں ہو آخر یا اسے روح اللہ حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں آئیں گے  
اور درخواست شفاعت کی گذاریں گے آپ فرما دیں گے انی لہما میں اس کام کے لیے ہوں اور آپ اس وقت خدا کی  
حضور میں سجدہ کریں گے اور امین محمد الی بیان کریں گے اللہ صاحب فرما دیں گے! محمد ارفع را سکل تطو و شفیع  
یعنی ام محمد سر اٹھاؤ جو آگے لے گا اور جسکی شفاعت کرو گے قبول ہوگی آنجناب سر اٹھاؤں گے اور کہیں گے متی متی تو  
ایسے پیغمبروں رجیم کے کہ ایسے وقت میں کہ اللہ جل شانہ غضبناک ہو گا اور سب پیغمبروں اور العزم خوف سے خستہ تھرنے  
ہوں گے اور آپ بے تکلف کہ شفاعت کی باندھیں گے اور اپنی است کی درخواست مغفرت کریں گے پس ایشام میں قائم ہونا اور  
غنائق کو بھول قیامت سے چھڑانا اور پھر دوزخ سے نجات دلوانا اسی کا نام قائم ہونا مقام محمود میں ہو کہ ارشاد ہوتا ہے  
عسیٰ ان یثبک بک مقام محمود الغرض اللہ جل شانہ بندوں کا حساب کر کے بہشت اور دوزخ کا حکم جاری کرے گا اور  
جلو موطن اور مقامات محشر کے طرہ ہوں گے اور آنجناب صلعم اپنی است کی رفاہ پر چکے جائیں گے جو لوگ بہ سبب شامت اعمال کے  
دوزخ میں پڑیں گے ان کے واسطے حضرت حق فرما دیگا کہ جسکے دل میں جو برابر ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال لیجاؤ آنجناب  
موافق حدیث کو کہ دوزخ سے نکال کے بہشت میں داخل کریں گے پھر آپ سجدہ کریں گے اور محمد الی بیان کریں گے حکم ہو گا اور

بیان فضائل حضرت صلعم

بیان شفاعت کرنا



محمد سر آفتاب جو انگوٹھے لگا آپ سر آٹھا کر لینگے بارب اسنی اسنی پھر اللہ تعالیٰ حد مقرر کرے گا کہ جسکے دل میں رنجی برابر باہان ہو اگر کوئی دیکھ  
 نکالو پھر آپ انگوٹھا نکال کر بہشت میں داخل کرینگے پھر حضور میں خداوند تعالیٰ کی سجدہ کرینگے اور خدا آبی بجالو دینگے ارشاد ہوگا کہ اگر  
 جو کچھ انگوٹھے پاؤں کے اور جسکی سفارش کرو گے قبول ہوگی آپ سر آٹھا کر لینگے بارب اسنی اسنی پھر اللہ تعالیٰ یہ حد مقرر کرے گا کہ جسکے  
 دل میں بقدر ذرہ ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لجاؤ آپ دوزخ پر جا کے اس حد کے موافق نکال کے داخل بہشت فرما دینگے آخر کار کون  
 جہنم میں نہ رہے گا مگر وہ لوگ جسکا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا اور سختی خلود میں اللہ جل اعلیٰ کے کلامی اشدان لا ازالہ اللہ و اشدان محمد رسول اللہ  
 وارز قنی شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ نہ رہے کہ روز قیامت شفاعت آنحضرت بارہ طرح پر ہوگی اول شفاعت کبریٰ اگر اسکا  
 بیان ہوا دوسری شفاعت احوال فی الجہنہ بلا حساب یہ بھی خاصہ حضرت ہر تہ شفاعت منع دخول دوزخ سے بعد حیات  
 باوجود اتحقاق جو تعقی شفاعت اہل جنت رفع درجات میں پانچویں شفاعت بعض کفار تخفیف عذاب میں یہ وہ لوگ ہیں کہ  
 حامی اور محب حضرت نبوی میں جسطرح ابوطالب وغیرہ چھٹی نقل موازین میں کورن اعمال کے وقت شفاعت امت فرما دینگے  
 ساتویں سامعہ حساب ایک گروہ میں آٹھویں شفاعت تجا و ز فقیرات اور نقصان طاعات اور عبادات میں نویں شفاعت  
 اہل اعراف دسویں شفاعت اطفال مشرکین گیارہویں شفاعت اہل بیت بارہویں شفاعت اہل مکہ و مدینہ و طائف  
 اور ابن حجر نے شفاعت مذابین قبر شریف اور شفاعت مجہبین اذان اور سالکین وسیلہ اور فضیلہ اور مقام محمود و فی عظیمین  
 داخل کی ہے جدا نہیں لکھی اور اس قسم کی شفاعتوں میں بعضوں نے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور علماے دینی و حنفیہ  
 اور صلح عظام کو بھی شامل کیا ہے کہ یہ بھی طفیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ مند ہو گئے حضرت استالاست و جلالہ علیہ  
 تفسیر ہدیٰ للمتقین میں تحریر فرماتے ہیں کہ تیسرفہ معذبین کا ہے کہ بقدر روح گناہوں کے اجر عذاب ہوگا یہاں تک کہ انبیاء اور  
 اولیاء اور علما و رشد اور مالک کی شفاعت سے نجات پاؤ گئے اور حدیث شریف میں ہے کہ سور کا ہر آل عمران قیامت کے دن  
 دو بار دل خواہ دو سالان سیاہ کی صورت پر آؤنگی انہیں ایک نور و رخشان ہوگا مانند و غول پرند جانور و درون کے صف  
 باندھ کے آؤنگی اور اپنے قاریوں کی شفاعت میں ہر را کر لینگے یہاں تک کہ انکو بہشت میں پہنچاؤنگی اور ابن مردویہ اور  
 ابن ہشامی اور دہلی سے روایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما منقول ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ لا اکبریت اشرف  
 مانند و ملین میدان قیامت میں لاؤ گئے انہا راہ میری قبر پر گزریں گے تو بیت اللہ بزبان فصیح کہے گا السلام علیک یا محمد  
 میں جواب میں کہو گا و علیک السلام بیت اللہ تو بیان کر کہ میری امت نے تجھے کیا سلوک کیا اور تو اسے کس طرح رد و بروے خدا  
 پیش آؤ گے بیت اللہ شریف جواب دے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کوئی تمھاری امت سے میری زیارت کو آیا ہے اسکو میں  
 شفیع کافی ہوں آپ اسکی طرف سے مطمئن رہیں اور خاطر جمع رکھیں اور جو کوئی میرے پاس نہیں آسکا اسکی لیے آپ شفاعت  
 فرما دیں اور کفایت کریں قربان اپنی جان و مال و اولاد و احفاد سے ایسے پیغمبر عاشق است گنہگار برکہ جسکو ہر دم اور  
 محظوظ اسی کا خیال لگا رہتا ہے اللہم صلی علی الرسول لکرم بالموئین رؤف رحیم اور حضرت رئیس المتقین مولانا رفیع الدین محمد

بیان حال قیامت احوال

توضیح قول حال الدین

قدس سرور نے قیامت نامہ میں نہایت تفصیل سے حال شافعیں لکھا ہے اور فرماتے ہیں کہ حکیم حضرت رسول مقبول ولیا اور علما و صلحا اپنے جان پہچان کو گون کی شفاعت فرماویں گے اور دوزخ سے نکلوانے کے فائدہ اس مقام پر قیامت کا بیان کسی قدر ضروری ہوگا جس پر اول حقیقت قیامت سے آگاہ ہونا لازم ہے پھر آثار معجزی اور علامات کبریٰ سننا واجب ہے سو حقیقت قیامت کی یہ ہے کہ وہ دن یوم جزا ہے اس دن سارے شعبات نفع ہو جائیں گے مظلوم اپنی دوا پائیں گے ظالم کو سزا لیں گی بادشاہوں کا عجز ظاہر ہوگا انبیا علیہم السلام نفسی نفسی پھاریں گے اور اولیاء روحی روحی کسی کو کسی کی پروا نہ ہوگی کل نفس باکسبت ربینہ کا ظہور ہوگا کوئی کسی کے کام نہ آویگا لا ینفع مال ولا بنون کا نفاذ ہوگا اس دن سلطنت کا مالک خدا ہے اور شفاعت کی راہ پر سالک محمد مصطفیٰ اگر گئی تاریخ اور وقت مقرر نہیں ہے لوگ اپنے دنیا کے کام میں مصروف ہوں گے کہ دفعہ قیامت آجائیں گے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت قائم ہو جائیگی حالانکہ مردا و نسی دھتہ ہوگا اور نہ ہو چکا ہوگا برتن اس کے تختہ تک کہ قیامت آجائیں گے اور دو مرد و دو خریذ فروخت کرنے ہوں گے کپڑے کی سویر خریذ و فروخت نہ کر سکے ہوں گے کہ قیامت آجائیں گے اور مرد اپنا حوض درست کر رہا ہوگا سو اس کو درست کر کے پھر ہوگا کہ قیامت آجائیں گے اور احوال دین کے بلکہ قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ علم قیامت کا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو خلافت علوی و مغلیٰ میں سے حاصل نہیں چنانچہ فرمایا کہ یسئلونک عن الساعة ایان منہا قتل ما علمہا عند ربی لایحلیہا لوقہا الا ہو یعنی تجھ کو پوچھتے ہیں قیامت کس وقت ہوگا اس کا ٹھہراؤ تو کہہ اس کی خبر تو نہیں ہے رب ہی کے پاس وہی کھول دیکھا ویگا اس کو اپنے وقت پر اور جو علامہ جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر میں نقل کیا کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آفرمایا یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی اور میں انہیں سے پہلے ہزار میں ہوں سو اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے دلائل میں مخاک بن زیل جنی سے بائنا و وہی روایت کیا ہے اور منادی نے کہا کہ اس حدیث میں کچھ مسکد نہیں ہے اور الفاظ اس کے مصنوعہ اور ظنیق کیے ہیں اور ابن اثیر وغیرہ نے کہا ہے کہ الفاظ اس کے موضوع ہیں اور جو حدیثیں علامہ موصوف رسالہ الکشف عن مجازۃ ذہب الامۃ الافان میں نقل فرماتے ہیں وہ ضعف سے خالی نہیں ہے اور جو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت میں سے اُن لوگوں کے واسطے ہوگا گناہ کبیرہ کر کے بے توبہ رہے ہیں پس یہ لوگ جہنم کے باب اول میں ہوں گے کہ چہرے ان کے سیاہ ہوں گے اور انکھیں ان کی نیلی ہوں گی اور ان کو طوطی پہنچا جائیں گے اور دنیا میں کچھ ساغر زنجیروں میں باندھے جائیں گے اور نگار زون سے مارے جائیں گے اور نہ رک جہنم میں ان کے جائیں گے انہیں سے بعضے وہاں ایک ساعت رہ کر نکلیں گے اور بعضے ایک دن اور بعضے ایک ماہ اور بعضے ایک سال و اطول ہم یہاں مٹا سن یکٹت یہاں مثل الدنیا منہ یوم خلقت الی یوم فتنیت و ذلک سبعة الاف سنۃ و ذکر بقیۃ الحدیث یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہاں اس مدت میں شیخ جو کہ دنیا کے برابر وہاں ٹھہرے گا بتلے پیدا نشینیا سے انتہائے فنا تک و یہ سات ہزار برس ہیں ان سے حدیث حسن ہے و وہ اس صحیح ضعیف کے بیان ہے اور جلال الدین سیوطی نے اس کو جامع صغیر میں نقل کیا ہے اس کے معنی متان صاف بے غبار و کدورت ہے



حضرت مولانا اساتدنا محمد رفیع الدین محدث دہلوی نے اس طرح بیان فرمائے ہیں کہ اس کتاب دلیل اور توجیہ کی ضرورت نہیں رہی چنانچہ  
فرماتے ہیں کہ مضمون اس حدیث کا فہم فقیرین موافق محاورے کو گون کے ہر کمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گزشتہ کا بیان  
کیا کرتے ہیں پیدائش سے موت تک حساب نہیں کرتے ہیں اور ارجح اب میں دو احتمال ہوتے ہیں مثلاً ایک شخص کرچھٹے سال کو  
تمام کر کے ساتویں میں داخل ہوا کھجلی سکوش سال بولتے ہیں باعتبار تکمال کے اور کبھی ہفت سال کہتے ہیں باعتبار دخول کے پس  
حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہر حضرت آدم سے اسدم تک چھ ہزار برس پورے ہو کر ساتواں ہزار شروع ہو کر ہیں ساتویں ہزار میں  
ہوں پس موافق احتمال دوم کے دنیا ہفت ہزار سال ہو اور جو کوئی کہے کہ ہم لوگوں کو تمام عمر کا علم وقت موت تک نہیں ہوتا اگر  
وقت تکلم تک بولا کرتے ہیں اور شاید حضرت کو انتہائے دنیا وقت قیامت تک معلوم ہوئی اس لیے تمام عمر دنیا وقت انقطاع  
نوع انسانی تک بیان فرمائی تو رفع اس شبہہ کا یوں ہونا ہر اکا حدیث صحیحہ اور نص قطعی سے بخوبی ثابت ہوا ہر کمالیہ علوی  
اور غلی کو علم قیامت کا حاصل نہیں ہو پس اس مقدمہ میں حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہیں چنانچہ حضرت جبریل نے قیامت  
سوال کیا تو حضرت نے جوابے یا کما السؤل عنہا با علم من السائل اور اہل کتاب کو نصیب ایام ضعیفہ میں اختلاف ہو اہل  
بلاد سے صاحب تقویم التواریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہو کہ ولادت با سعادت آنحضرت کی  
ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار ایک سو ترستہ برس کے جواب سات ہزار برس متجاوز ہوے واللہ اعلم اور کہتے باقی ہیں  
اور قیامت تک ہو کہ عندہ علم الساعة لا یجلیہا الخ انتہی تقریرہ آب دریافت ہو کہ حدیث حکیم ترمذی میں لفظ منذ یوم خلقت  
الی یوم افیت کا مستخرج فی الحدیث ہے کہ کسی راوی نے اپنی فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کی تفسیر کے واسطے اضافہ کیا ہے اور  
کلام راوی اور کسی بیشی الفاظ کی اس حدیث میں کچھ عجیب نہیں ہے اس واسطے کہ الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط اور غیر متجانس  
چنانچہ سراج منیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ الدنیا سبعة ایام من ایام الاخرة اسکو دہلی نے مسند فردوس میں انضوی لکھا ہے  
روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم اب بخوبی ظاہر ہوا کہ وقت و تاریخ قیامت کسی معلوم نہیں مگر آثار و علامات اس کے  
البتہ کتب تفسیر احادیث میں مذکور ہیں چنانچہ آثار صغریٰ یہ ہیں کہ جن بات کا اللہ و رسول نے حکم دیا اسکو نہ ماننا اور علم دین کو  
گھٹنا اور علم دنیا کا بڑھنا مذہب باطلہ کا رواج پانا اور احادیث و اخبار کا ذہب کاشنا اور ارازل کا ذی سنوکت ہونا اور شراف کا  
غربت و افلاس میں مبتلا ہونا اور دشنام بجائے سلام و کلام بزرگوں پر تشنیع و اتہام والدین کی نافرمان برداری بیبیوں کی آماج  
اولاد بیبیوں کے تلباز ہونے سے اکثر مردوں کو مردوں کی التیام عورتوں کو عورتوں سے کام سوبہ سب آثار نمودار ہیں اہل عجب کے  
قیامت کے ہی آثار ہیں آئی صدقے اپنے حبیب کے خواب غفلت سے بیدار کر سدا سعادات میں ہے کہ سوائے علامات مذکورہ  
اور بھی آثار صغریٰ ہیں کہ ہنوز ظاہر نہیں آگے بڑھ کر ظاہر ہونگے چنانچہ وہ ان من قریۃ الانخن ہلکوا قبل یوم القیامۃ اور  
عذابا شدیدا کا کافی لکے کتاب مستور کی تفسیر میں وقت قرات حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لکھ شام کو اور  
تباہ کر گئے اور عراق کو جہنم لکھ لکھ سیاہ و بکے ہاتھوں سے کالک برباد ہو گا اور ترکون کا کونے میں ظلم سید اور بے پردہ ہونا

۴  
چنانچہ سراج منیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ الدنیا سبعة ایام من ایام الاخرة اسکو دہلی نے مسند فردوس میں انضوی لکھا ہے

مورخ ہجری ۱۱۰ھ کا شہر کوکندہ ہندوستان میں غاصب کی بہت ہو گئی اور بدخشان میں رزق کی تنگی بخارا سے قندھار  
 اہل چین غارت کر کے چند لڑکوں کو کفار سیدین بلا عمارت غلیوٹ کے سب سے قاریاب ویران محل بوم ہو گا غوریوں کے باعث  
 طوس ہجری ۱۱۰ھ کا شہر آذربائیجان اور اصفہان میں قحط پڑیگا فارس و کرمان میں موت کا جھنڈا اٹھ گیا اور مینہ اور روم میں کجلی  
 کوندے کی نیشاپور اور ہجستان کو بادِ موم و فندے کی بھرے میں باران کی کثرت ہو گئی اور مصر میں نیل دریا کے طوفان کی خشت  
 بغداد میں وجاہ کا طغیان ہو گا خراسان میں انواع امراض کا اعلان سعدین علی الاتصال دے پڑے ہرات میں مار زہر  
 سر بازار آٹھ گئے ہیں میں بلخ کا بڑا زور ہو گا سرخس میں آوازوں ہوں گے کا شور مارتا دیو کچن کو کڑے کھاٹے اہل عبرت  
 انھیں باتوں سے گھبراٹے گئے اللہم افظنا و سائر المسلمین رحمک یا رحم الراحمین اور آثار کبریٰ بارہ ہیں ایک حضرت امام مدنی  
 علیہ السلام کا ظہور اسم پاک انکا محمد اور مان کا نام آئے اور باب کا نام عبد اللہ ہو گا اور نامی صورت اور اکثر سیرت میں حضرت  
 رسول مقبول کے مشابہ ہونگے البتہ زبان میں کثرت کسی قدر ہو گی مولد آپ کا بعض قرآن میں ہو گا اور مخرج اشرف کو منہ  
 خروج کے وقت سن شریف چالیس برس کا ہو گا اور آپ سید بنی فاطمہ میں سلسلہ نسب جناب حسن مجتبیٰ سبط اکبر سے ملتا ہے  
 پھر علوم مولانا عبد علی قدس سرہ الہی نے فتح الرحمن میں افادہ فرمایا ہے کہ اسکا یہ سبب ہے کہ ہر گاہ جناب علی رضی اللہ عنہ  
 سبط اکبر حسن مجتبیٰ علیہ السلام خلیفہ برحق ہوئے بعد چھ مہینے کے اپنے حبیانہ لدا و المسلمین خلافت کو ترک کیا صلح کے بعد یہ  
 معاویہ کو دیا اس واسطے حکمت الہی مقضی ہوئی کہ خلافت کی ایتنا آپ ہی کی نسل میں ہوا حق بحق و اہل بیت دوسرے وصال  
 بدآل کا خروج ہوا اسکے باپ کا نام صالح یا صیاد ہوا اور مان کا نام کیا ہنہ یا قطانہ دہنی آگے کا کانٹاٹھ اٹھا ہوا جیسے لکھور کا  
 دانگھو گھروالے بال قوم کا یہودی بد فضال پیشانی پر قوم ک ف رسول آسکا مزرعہ شعب میں حارث مدینے سے دو فرنگ  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ علیہ السلام کے عہد میں پیدا ہوا فاروق اعظم نے مارنا چاہا حضرت نے منع فرمایا کہ یا عمر بن سبتیح ان ترو قضا و اللہ وہ لعین  
 مشرق میں یعنی خراسان سے آخر زمان میں نکلیگا دین کے کاموں میں خارج ہو گا پہلے شعبہ اور استدراج کے زور سے نبوت کا  
 دعویٰ کرے گا پھر اہل بیت کا دم بھرے گا بخاری اور مسلم میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جانتے  
 کہ میں نے کس واسطے مکر جمع کیا ہے صحابہ نے کہا کہ اللہ اور اسکا رسول دانائے ہر شے حضرت نے فرمایا البتہ قسم خدا کی نہیں میں نے  
 جمع کیا خوشی سنائے کو نہ ڈرنا نہ کو و لیکن میں نے جمع کیا انکو اس واسطے کہ تم داری ایک نصرانی مرد تھا سو آپا پھرتا  
 بیعت کی اور مسلمان ہوا اور پیچھے سے ایسی بات کہی جو موافق بڑی اس بات کے جو میں تھے کہا کرتا تھا یہ حال  
 خبر سے آئے مجھے یوں کہا کہ وہ شخص میرے شہید داری سوا ہوا اسمندر کے جہاز میں تیس دمیوں کے ساتھ جو غم اور  
 جذام کی قوم سے تھے سو آئے ایک سینے لہر کھیلانے سمندر میں یعنی طوفان رہا پھر دیکھ لوگ جاگے ایک ٹاپو سے  
 سو بج ڈوبتے پھر دیکھ جاز سے چوٹی کشتی میں بیٹھے اور ٹاپو میں داخل ہوئے سو ملا انکو ایک جانور پہاڑی  
 دم بہت بالوں والا کہ اسکا آگیا پھیا دریافت نہوتا تھا بالوں کے ہجوم سے لوگوں نے کہا اے کبخت تو کیا چیز ہے

بیان آثار کبریٰ

بیان وصال علیہ السلام



اسنے کہا میں جاسوس ہوں لوگوں نے کہا جاسوس کیا اسنے کہا اے قوم چلو اس مزدور میں ہو اس لیے کہ وہ  
 تمہاری خبر کا بہت مشتاق ہو تمہارے کہا جب اسنے مرد کا نام لیا تو ہم اس جانور سے ڈرے کہ شیطان ہو تمہارے کہا  
 پھر ہم چلے دوڑتے ہوئے یہاں تک کہ وہیر میں داخل ہوئے تو ہمنے دفعۃً ایک بڑا قد آدمی دیکھا کہ ہنسنے دیا غلو  
 اور ایسا سخت جکڑا ہوا نہ دیکھا تھا کبھی کہ جکڑے ہوئے ہیں اسنے دونوں ہاتھ گردن کے ساتھ درمیان دونوں زانوؤں کے  
 دونوں ٹخنوں تک لٹوئے سے ہمنے کہا اے کم بخت تو کیا چیز ہو اسنے کہا تم قابو پاگئے مہری خبر پر یعنی میرا حال معلوم  
 ہو جا بیگا اب تم کو کون ہو کہا ہم عرب ہیں سمندر میں سوار ہوئے تھے اور اس کیفیت سے تھک آئے ہیں پھر  
 اس مرد نے کہا خبر دینا ان کے نخلستان سے ہمنے کہا کونسا حال پوچھتا ہو اسنے کہا بھلتا ہو یا نہیں ہمنے کہا  
 بھلتا ہو اسنے کہا خبردار ہو کہ عنقریب وہ نہ بھلیگا پھر اسنے کہا طبرستان کے دریا کا حال کہو اسمین بانی ہوئے کہا  
 اسمین بہت بانی ہو اسنے کہا تھوڑے دنوں میں سوکھ جا بیگا اسنے کہا زعفران کے چشمے کا کیا حال ہو اسمین بانی ہو  
 اور اسنے بانی سے کہتی ہوئی ہو لوگوں نے کہا ہاں اسمین بہت بانی ہو اور وہاں کے لوگ اس سے کہتی کرتے ہیں  
 اسنے کہا خبر دو عرب کے پیغمبر سے کہ اسنے کیا کیا لوگوں نے کہا مقرر نکلا کے سے اور اتر آ رہے ہیں اسنے کہا کہ  
 اس سے عرب لڑے ہمنے کہا ہاں اسنے کہا کیونکر انکے ساتھ پیش آیا ہمنے کہا غالب آیا اپنے گرد پیش کے عرب پر  
 سوا انھوں نے اطاعت کی اسکی اسنے کہا یہ بات ہو چکی ہے ہمنے کہا ہاں اسنے کہا خبردار ہو کہ البتہ یہ بات انکے حق میں  
 بہتر ہو کہ اسنے تابعدار ہوں اور البتہ میں نکلو اپنی خبر بتلا تا ہوں کہ میں مسیح ہوں یعنی دجال تمام زمین کا پھر  
 عنقریب ہو کہ مجھ کو نکلنے کی اجازت ہو جب نکلونگا تو نہ چھوڑونگا کسی کا ٹوٹو مگر میں اسمین اترونگا چالیس رات کے اندر  
 سوائے کئے اور مدینے کے کوہان جانا مجھ پر ام ہو اور جب قصد کرونگا تو ایک فرشتہ ہمیشہ میرے روکیگا اور  
 ہر ایک ناکے پر فرشتے ہونگے جو چوکیداری کریں گے پھر حضرت علیہ السلام نے اپنے پشت خاص سے منبر پر مگورادیا  
 کہ یہی مدینہ ہے یہی مدینہ ہے خبردار ہو کہ بھلا نکلو میں اس حال سے خبر دے چکا ہوں صحاب نے کہا ہاں حضرت نے فرمایا  
 مجھ کو بھی لگی تمہارے بات کہ موافق پڑی اسنے جو میں کہا کرتا تھا خبردار ہو کہ البتہ دجال دریائے شام یا دریائے بین  
 النہین بلکہ وہ یورب کی طرف ہو اور اشارہ کیا یورب کی طرف یہ بات اسی وقت وحی سے معلوم ہوئی لہذا تاکید  
 فرمائی کہ جانب مشرق ہو حضرت مولانا رفیع الدین محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ دجال کی سواری کا گدھا عجائب  
 مخلوقات سے ہو گا کہ اسنے بلین دونوں کانوں کے فاصلہ شریع کا ہو گا جیسا کہ بیہی نے روایت کیا ہے اور براء  
 چار ہاتھ کو بولتے ہیں مرد اس سے طوالت و کثرت حساست ہو اور مسلم و ترمذی کی روایت میں ہے کہ صحاب نے کہا کہ  
 یا رسول اللہ دجال کی تیز رفتاری کیسی ہوگی فرمایا جسطرح ابراہان کہ اسنے پیچھے ہوا ہو کہ اسکو چلاوے کا تپ  
 اور ان کے نزدیک خلاصہ روایات یہ ہو کر زائد دولت دجال چودہ مہینے ہونگے چودہ دن اور پھر اسمین نکلے گا

اور انہار روٹیوں وغیرہ کا رخنہ لے کر تمام دنیا کو سولے حرمین شریفین کے رونمائی اور تمام لشکر کے ہمراہ ہو گا کیونکہ  
 ایک مہینہ دو گوش گدے پر سواری ملک مخالفین اگر جائیگا تو مع حرکت کے مارا پڑیگا اور روایات احادیث سے معلوم  
 ہوتا ہے کہ مع خدم و خشم و ساز و سامان پھر اگر پکا تو اب ضرور ہوا کہ تمام لشکر کو ایسی سواری باورفتار درکار ہوگی کہ اشیائی  
 دور کے برابر پہنچ سکے پھر یہاں تک دنیا میں نظربین آتا کہ اس سامان فرعون اور لشکر شیطانی کو ہر کاب پہنچا دے مگر  
 دجالی گاڑی کے قبل از مہر اس ملعون کے تمام دنیا میں شاید پھیل جاوے اور اسی کو ابر پر باد سے مشابہت صوری بدرجہ  
 کہ کچا ساٹھ گاڑی کا لان ایک جسم ہو کر مانند بادل کے دوڑتی ہیں اور چال اس گاڑی کی حسب شان رسول مقبول ہوا کی  
 چال ہو کہ واسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی بہت تیز چلائی نہیں جاتی بلکہ تیس میل صرف ایک ساعت میں جاتی ہے اور  
 ولایت میں حسب بیان اہل فرنگ ساٹھ میل جاتی ہے اور اب ایسی کلین ایجاد ہوئی ہیں کہ اس سے تیز تر ہو جاوے پس چال  
 ولایت سے صبح سے دوپہر تک چار ساعت میں تین سو ساٹھ میل چلے اور دوپہر سے شام تک بھی اسی قدر اور بحساب کل جدید  
 اس سے بھی زائد ہو جائیگی اور یہی ہو گا کہ ابھی حال ہے چنانچہ قرآن مجید سے واضح ہو کہ و سلیمان الریح غدو ما شئروا و اجا  
 شہر یعنی سحر کیا ہنسنے ہوا کو سلیمان کے واسطے صبح کی منزل اسکی کیا اور شام ایک ماہ کہ ہنسنے حضرت سلیمان کے حال میں بقرح  
 لکھا ہے مگر یہ بات جدا ہے کہ بہان حاجت کلین بنانے اور شرک شکنے اور لوہا بچانے اور آگ سلگانے کی اور دیگر مصائب کی  
 یہی حکم آئی تھا جن و انس و مرد و پرند ب دست بستہ فرمان بردار تھے اور ملائکہ از یاد آتشین لیے شیاطین پر مہوکل تھے  
 اور اگر سر مو تنجا و زکریا سخت سزا بدین با کچلہ یہ گاڑی ریلوی بھی گویا آثار قیامت سے ہوئی اور سب لالہ با نچ قبل ظهور دجال  
 عالم میں چھلانا شروع کیا ہے شاید سو برس میں تمام عالم میں پھیل جائے نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کہ جاوے  
 زعفرانی پہننے ہوے دو فرشتوں کے کندھوں پر منارہ مشرقی مسجد جامع دمشق پر عصر کے وقت آسمان سے آگے زبان  
 نکالے گا و گویا سپر ہونے کے تشریف فرما ہونے چوتھے یا چھٹے یا چھٹے کا خروج یہ قوم جو ہر بن یافت بن نوح کی اولاد ہو اسکی نسل  
 بہت ہوئی عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ نامی بنی آدم دس جزو ہیں از بخلہ نوزو یا جوج اور ایک جزو تمام عالم  
 انکے قاتل جالیس گز ایک بالشت تک ہیں کان تے بڑے کہ ایک کو بچھاتے ہیں اور ایک کو اوڑھتے ہیں زیادہ تفصیل انکی  
 احوال سکندر میں لکھی گئی ہے انہیں چار بادشاہ ہیں طولان الشجع طارون طا قمر بلاد شمال کے کنارے ہفت اقلیم سے باہر انکا  
 ملک ہے سکندر و ذوالقرنین نے دیوار آہنی قلعہ کوہ کی مقدار ساٹھ گز کے موٹی انکے گرد اگر دھڑادی ہے اس میں محصورین نکلنے  
 پیٹھ سے معذور قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹے گی یا پوچھیں خسوف ثلاثہ کا حدوث ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک  
 جزیرہ عرب میں چھٹے وہاں کا نشور کہ یوم ثانی السماء بدخان بین بغشی الناس اسی کا اشارہ ہے ساتویں رات کی درازی  
 اٹھویں مغرب سے آفتاب کا نکلنا دین دابۃ الارض کا ظاہر ہونا دسویں باجنوبی چلنا زور شور سے گیارہویں اہل حجاز  
 غلبہ بارہویں آتش عظیم کا حدوث شان اسور و زو زہ کا نہ علی الاصال بالا جمال کی تفصیل ہو کہ ہر گاہ قیامت کے آواز سننے

تشریف آوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 خروج اوجہ



واپس آئے گا کہ جو ہم لائینگ شہر و صومچائینگ سلطان روم کو نصاریٰ سے مقابلہ پیش آئیگا فتح نمایان کے بعد سلطان شہزادہ کا  
 نصاریٰ کا محل خیرنگ پہنچ جائیگا اہل اسلام تلاش امام مدینہ منورہ میں آئیگے آخر آپ کو مکہ معظمہ میں طواف کرتے پائیگے  
 بیت کی شرط بجالائیگے اس ہنگام میں ہر طرف سے ندا ہوگی ہذا خلیفۃ اللہ الہدیٰ فاستمعوا للوہی واطیعوا ابداً دین وادویا سے  
 رومے زمین حاضر ہونگے عرب اور عجم کے لوگ جمع ہونگے اور نصاریٰ شام باہر ان از دہام بڑھینگے اور امام عالی مقام  
 باحشام نام انبر بڑھینگے دشمن میں مقابلہ ہوگا ایک گروہ نامہ داسو فت آئیگے لشکر سے نکل کر جاکر جائیگا حدیث مسلم  
 معلوم ہوتا ہے کہ انکی تو بہ کبھی قبول نہوگی اور بقیہ جوان مرد و کس میدان نبرد خوب لڑینگے اور نصاریٰ پر جانینگے  
 تین دن تک اور شہر شہادت کی سبیل جاری رہیگی اور ہر احد کے سر پر زینت بجاری رہیگی چوتھے دن اہل اسلام  
 فتح پائیگے نصاریٰ برباد ہونگے اس قدر مارے جائینگے کہ ریاست کی انکے داغ سے نکلی جائیگی بقیۃ سیف فرار کی راہ پر پڑینگے امام عالی مقام  
 جانب قسطنطنیہ متوجہ ہونگے دریا سے روم پر پہنچ کر شہر زار بنی اسحاق کو ہتھنول پر روانہ کریگے اور یہ جامعہ تیار ہوگی  
 با عظمت و جلال جیگی کہ تیسری بزرگی سے دیوار شہر پناہ خود بخود گر جائیگی بے شقت و تکلیف قلعہ ہتھنول راہ آئیگا  
 اور بندوبست بقاعدہ اسلام ہو جائیگا جب چھ سات برس ظہور امام سے گزرینگے دجال بدال جانب مشرق سے  
 ایک آگ شعلہ زن بنام دوزخ اور ایک شہر گلشن بنام بہشت کہ نفس الامر میں دوزخ بہشت ہی اور بہشت دوزخ زشت  
 اور تودہ نان اور شیر مال اور آب شیرین کی کچھال ہمراہ ہوگی اور خوارق عادات بنا بر آرائش خلق اللہ اس کے  
 ہاتھ سے ظاہر ہونگے ابر سے پانی برسا ینگا زمین سے زراعت آگائیگا اس کے حکم سے اشجار پھل لائیگے مویشی  
 قرہ اور شہر دار ہو جائینگے کہ انہیں شہر زار یہودی اصفہانی ہونگے اور ایک لاکھ چالیس ہزار یہودی ہتھنول  
 اور ساقہ لشکر ہوگا اور قدریہ و جیریہ اور سائر اہل ہوا دہنہ بائیں ہتھنول ہونگے اور بہ نسبت اور فرق ضالہ کے  
 توابع ابن سبام دود زیادہ ہونگے اور کلیہ کل شئی مرجع الی اصلہ اسو فت بخوبی صادق آئیگا بالکل دجال  
 بیجا بگ گروہ اشقیاء اور طغیان ابن سبا ایک عالم کو تباہ اور برباد کرتا ہوا حرمین شریفین کی حدود میں پہنچے گا  
 مگر بسبب بندوبست ملائکہ آسمان و بان اسکا پاؤں نہ چھوئیگا اس اثنا میں ایک جوان شیرین کلام احمد بن عبد اللہ  
 نام مدینہ منورہ سے براہ ہوگا اور اس لعین بیدین کو دیکھ کر کہیگا کہ میں نے تجھے بچا نا کہ تود جال بدال ہیرو غضب میں  
 آکر بیچارے کو آرس سے دو پار کر دیا اور پھر تیرا براغوا سے مردم و دونوں پارے ملا کر جلائیگا وہ جوان زندہ ہوئی  
 غل مجائیگا کہ اے بیدین اب مجھ کو یقین کامل ہو کہ تود ہی دجال ہے جسکی جبر ہمارے پیغمبر نے دی بار و گھر غلہ کو  
 توج کرنا چاہیگا چھری نہ چلیگی شرمندہ ہو کر آتش دوزخ میں کہ در حقیقت برو و سلام ہو لائینگا من بعد کسی شہر کے  
 زندہ کرنے کی قدرت نہ پائیگا اور جانب دشمن جائیگا پھان حضرت امام شکر اسلام کے ساز و سامان میں مصروف  
 ہونگے ناز عصر کے وقت حضرت عیسیٰ آسمان سے نزول فرمائیگے اور امام کی اقتدار کریگے محمد حضرت امام شکر اسلام اور

تتو در احوال

تفریح الاولیاء

تتو در احوال جناب سالک اکبر علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہاتھ میں نیزہ گرہ دار لیکر میدان میں آئینگے کبارگی پورش فرمائینگے مقابلہ عظیم اور رخسار ہنس خیم ہوگا کفار نابکار ہتھیار مارے جائینگے و جبال مردود و باب لدین بھاگیگا جناب عیسوی کے زخم سنان سے واصل نہ ہوگا ابتدا سے فتنہ و جبال ملعون سے اس حال تک چالیس دن گذریں گے جمیع ایام ان ایام کے موافق عادت سترہ ہونگے مگر بن دن کہ ایک رس کے برابر اور ایک دن بیٹنے کے برابر اور ایک دن ہفتے کے بہ قدر ہونگے الغرض جبال و جبال اور قتال اہل ضلال کے انفصال کے بعد جناب امام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملکون کی سیر فرما دیں گے خنزیر اور چلیبہ کا نام جہان سے مٹائینگے اہل ایمان کے سوا کوئی بیدین رو سے زمین پر باقی نہ رہیگا ظلم اور فساد کا نام کوئی نہ لیکتا ہر فرد بشر خدا کی عبادت میں مصروف ہوگا ابتدا سے ظہور امام سے اب تک آٹھ یا نو برس کا زمانہ ہو اس حساب سے سن شریف انسجاس کا ہونا ہے پھر وفات ہوگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناز پڑھینگے و دفن کریں گے اور خود حکم رب العوالم و مخلصین عباد کوہ طور کے قلعے میں تحصن ہونگے کہ ناگاہ یا جوج یا جوج سد سکندری توڑ کر نکل پڑیں گے سوائے مردم قلعہ طور اور کوئی شخص پناہ نہ پائیگا بجز طبرہ کہ دش کو س کے مربع میں واقع ہو اور نہایت عمیق اس کا ب پانی نوش کر جائینگے اور مارنے کھاتے آدمیوں کا زور دن کو ستائے ملک شام میں آئینگے جبل خمر پر کہ ایک پہاڑ ہے بیت المقدس کا چڑھ کر تیر جائینگے وہ تیر خون آلودہ گر گیا بڑی خوشی کریں گے کہ اب ہمارے سوا کوئی زمین آسمان میں نہ رہا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر غلے کی تلگی ہوگی بہ عا و زاری مصروف حضرت باری ہونگے یا جوج یا جوج میں حق تعالیٰ نفث کی بیماری پیدا کرے گا نفث ایک دانہ ہوتا ہے کہ ناک اور گردن بڑا ورمیش پڑتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے خواہ کیرا ہو کہ ناک اور کان بڑا ورمیش میں پیدا ہو جاتا ہے کہ اس سے جلد ہلاکت کی ہوتی پیدا ہو جاتی ہے یا جملہ رات بھر میں اس بیماری سے تمامی یا جوج یا جوج فی النار ہونگے عتقا آئینگے لاشوں کو گھسیٹیں اور باہر لائینگے چالیس دن متواتر باران رحمت برسیگا نفین زمین دور ہوگی اور نباتات کی نشوونما بوفور قلعہ کے لوگ باہر نکلینگے عبادت میں بفرغ خاطر بسر کریں گے سات برس بعد بشریت کے لازم شروع ہونے لگیں گے اس اثنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح فرما دیں گے اولاد پیدا ہوگی بیٹا یسوع برس کے سن میں وفات پا کے روضہ اطہر انور میں مدفون ہونگے بنی قحطان سے جہا نہ آجکا خلیفہ عادل ہوگا بعد اسکے گیارہ خلیفہ اور ہونگے ان کے عہد میں کچھ کچھ ظلم اور جور کفر اور جہل شروع ہوگا اس شامت کے سبب مشرق اور مغرب اور عرب کے بعض جزائر میں خست واقع ہوگا منکرین تقدیر اسمن و صیغے احوال کے مقارن ایک ملعون پیدا ہوگا کہ اس کی کدورت سے مسلمانوں کا کام سے سر بھاری ہوگا اور منافقون پر غفلت اور بیوشی طاری ہوگی کسی کو

وفات امام صمدی علیہ السلام

ایمان حضرت عیسیٰ

حدیث و احادیث



خروج و الباطن طوع و انكباب بحرب سے و مسدود کی ذرا نہ ہو جائے

ایک دن میں کسی کو دو تین دن میں افاقہ ہو گا چالیس دن بعد آسمان صاف ہو جائیگا ماہ ذی الحجہ میں یوم النحر کے ایک رات تین چار راتوں کے برابر ہوگی کہ اُسکی درازی سے مسافر گھبرا جائینگے نیند سے بچے چونک پڑینگے موسیقی چرائی کے واسطے غل مجائینگے خدا خدا کر کے قرص آفتاب بشکل خسوف ماہتاب مغرب کی جانب سے نمایاں ہوگا اور دروازہ تو یہ بند ہو جائیگا دوسرے دن زلزلہ آئیگا صفا کا پہاڑ پھٹیکا دابتہ الارض ایک جانور نکلیگا کہ اُسکی شاخ گوزن کی سی ہوگی اور منہ آدمی کا سا اور گردن گھوڑے کی صورت اور دونوں ہاتھ بندر کی شکل اور دم گائے کے مانند اور کفل آہو کی طرح اور بانوں شتر کے مثال زبان کا نہایت صاف اور فصیح اُسکے دست میں عصاے موسوی ہوگا اُس سے اہل ایمان کی پیشانی پر ایک خط کریگا کہ نام چہرہ نورانی ہو جائیگا اور دست چپ میں خاتم سلیمان کہ اس سے بے ایمان کی ناک پر مگر کریگا کہ چہرہ بالکل ظلمانی ہو جائیگا پھر جب ہوگا تب ایک سو بیس برس کے بعد باد جنوب چلیگی اُسکی تاثیر سے اہل ایمان کی بغلون میں بھوڑا نکل آئیگا مرنے لگیں گے بے انتہا کہ کوئی دیندار زمین پر زندہ نہ رہیگا اس انتہا میں جشیون کا غلبہ ہوگا کعبہ شریفہ کو شہید کر ڈالینگے حج بیت اللہ موقوف ہو جائیگا قرآن مجید الواح قلوب اور صفحات قراطیس سے محو ہو جائیگا اللہ تعالیٰ کوئی زبان پر نہ لائیگا غوڑے دنوں کے بعد جنوب کی طرف سے ایک آتش سرکش نمودار ہوگی لوگوں کو گھیر کر صحراے شام میں پہنچائیگی یہ ہوتے آتار قیامت رہا احوال قیامت وہ بارہ ہین اول صور کہ جب آتار کبریٰ پر تین چار برس گزریں گے حرم کا عشرہ جمعہ کے دن پڑیگا کہ صور بھونکا جائیگا صور ایک زنگا ہونچاندی کا آسمین شتر دائرے ہین ہر دائرہ برابر دنیا کے کسی میں ارواح ہین کسی میں فرشتوں کی روح کسی میں جنات کی کسی میں شیاطین کی کسی میں انسان اور سائر اصناف حیوانات کی آوریہ بھی روایت دقائق الاخبار لکھی ہے کہ صور کی چار شاخیں ہین ایک پچم میں ایک پورب میں ایک ساتوین زمین کے نیچے ایک ساتوین آسمان کی اور جہنمی تمام عالم کی ارواح ہین اُستے ہی صور میں دروازے ہین اور اُسکے ایک طبقے میں نبیوں کی روحیں ہین اور ایک میں اور آدمیوں کی اور ایک میں پر یون کی اور ایک میں جانوروں کی اور باتفاق علما حامل ارواح حضرت اسرافیل ہین اُنکے چار بازو ہین ایک پورب میں ایک پچم میں ایک کو بچاتے ہین ایک سے ٹھہکتے ہین اور عرش کے پائے اپنے کندھے پر اٹھاتے ہین اور داہنی ران پر صور رکھے ہوتے ہین اور جسدن سے آسمان میں واپس ماہنامن الا کو ان پیدا ہوتے ہین صور کو منہ سے لگائے منتظر ہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں کیونکر خوشی کروں کہ اسرافیل تو منہ سے صور لگائے ہوتے ہین حکم کے منتظر یہ سنکر مہاب ڈرے فرمایا گھبراؤ نہیں حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھا کرواہ الطبرانی وغیرہ فرمایا حضرت نے کہ جسدن زنگا ہونکا جائیگا قیامت آجائیگی حالانکہ آدمی کے منہ میں لقمہ ہوگا نکل نہ سکیگا اور کپڑا پہننا ہوگا ہین نہ سکیگا اور بانی منہ میں لگائے ہوگا بی نہ سکیگا اور صور پڑے

چھوٹا جانیگا ایک کو نفخہ فزع کہتے ہیں ایک کو نفخہ صعق ایک کو نفخہ بعث اول نفخہ فزع ہوگا تا م خلقت میں  
ہول پڑ جائیگا اور پہاڑ اڑنے لگیں اور آسمان بندہ لگیں اور زمین کا پٹنے لگیں اور حاملہ عورتوں کے حمل  
گر جائیں گے اور لڑکے خوف سے بوڑھے ہو جائیں گے شیطان بھاگتے پھرینگے ستارے ٹوٹنے لگیں گے جاند سورج دھند  
ہو جائیں گے چالیس برس تک ابابہ ہی رہیگا پھر حضرت اسرافیلؑ کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا کہ آواز اولیٰ ایک  
ہوگی ہر ایک کے کان میں برابر آئیگی اور بتدریج تیز عورتی جائیگی لوگ جہان کے ننان رہ جائیں گے مگر میں آئیں گے  
نہ کچھ وصیت کی مہلت پائیں گے زلزلہ اٹھیکار زمین پھینگی دریا کا پانی پھیل پڑیگا حضرت اسرافیلؑ کہیں گے اے مردوں  
حق تعالیٰ کا حکم ہو کہ بدنوں سے نکلوتے آسمان وزمین کے سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور مر جائیں گے  
مگر جسے خدا چاہیگا وہ نہ مرے گا کہ قال ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من اراد  
یعنی اور چھوٹا جانیگا نرسنگا پھر بیہوش گرا جو کوئی ہو آسمانوں میں اور زمینوں میں مگر جسکو اللہ نے چاہا  
اور وہ بروایت صحیحہ زمین میں ابلیس ہو اور آسمان میں جبریلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ اور  
ایک روایت میں سوائے اٹھ حاملین عرش بھی اور دنیا بھی کہ تنہا بے آدمی بے پیرے بے شیطان بھی رہ جائیگی  
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بعد از ان حکم مالک یوم الدین ابلیس کی جان حضرت ملک الموت قبض کرینگے اور  
جان نکالینگے اور جسوقت بصورت ہیبت ابلیس کی جان نکالنے کو جائیں گے اسوقت شہر زار پیادے دوڑیں گے  
زنجیریں آتشیں لیے ہوسے ہمراہ ہونگے اور شیطان کو لٹکارینگے یہ مرد و دیوتا بیہوش ہو جائیں گے پھر بیہوش میں  
اگر چاروں طرف بھاگتا پھرے گا اور ملک الموت اُسکے پیچھے ہونگے آخر کار شک کر حضرت آدم علیہ السلام کی  
قبر کے پاس ٹھہریگا اور کہیگا اے آدم میں تیرے سب سے بھٹکار میں پڑا اور رچیم و ملعون ہوا ملک الموت  
اُسکو آگ کا پیالہ بلائینگے اور مار ڈالینگے پھر ارشاد آئی ہوگا اے ملک الموت اب میری خلقت میں کون باقی  
کہیں گے آئی حی لا موت تو ہی ہو اور باقی تو اب کوئی بھی نہیں رہا مگر جبریلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اور عزرائیلؑ  
آٹھانے والے اور میں ضعیف بندہ تیرا اب انکی روح قبض کرنے کا حکم ہوگا اور خود ملک الموت بھی تیرے جنت کے  
سیدان میں اپنی روح آپ قبض کرینگے جب تمام جہان فنا ہو جائیگا یہاں تک کہ حکم کل من علیہا فان عرش کرسی  
روح قلم و وزخ بہشت ارواح بھی دم بھر کی فنا میں گرفتار ہونگے اور پھولے و پتی و درخت و ارجل و اناکم  
فقط ذات پاک حضرت احدیت باقی رہیں گی تب اس عالم وحدت و بقا میں ہیبت و جلال ارشاد ہوگا لمن الملک  
الکبوم آج کسکا راج ہو کہان ہیں جبارین کہان گئے مدعیین اور کہان ہیں وہ جو میرا کھانے تھے اور وں کا کاتے تھے  
پھر اللہ تعالیٰ آپ ہی برسر جواب آئیں گے کہ لا الہ الا اللہ القہار آج راج ہو اسی اللہ کا جواز بردست ہو ایک مدت تک  
(یہی فنا کا عالم رہیگا چالیس برس بعد عالم کی آفرینش اور زمین و آسمان کی خلقت از سر نو قرار پائیگی دوسرے بعث

نفس روح ابلیس



یعنی قبر سے اٹھنا سوا کسی صورت پر ہو کہ اول حضرت اسرافیل زندہ ہو گئے پھر جبریل میکائیل عزرائیل علیہم السلام اور حضرت اسرافیل عرش سے صولیکر بہشت میں جائینگے اور کھینکے اور رضوان بہشت کو راستہ کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی امت کے یہاں تشریف لائے ہین پھر تراق کو زندہ کریں گے اور اسکو با ساز براق لیکر مع لوا اور حمدا و حلو ہائے بہشتی قبر رسول مقبولؐ آئیں گے اور انجناب کو اللہ سلام علیک کہرا اٹھائیں گے اور حضرت جبریلؑ حلو ہائے جنت پیش کریں گے اسرار الفاتحہ میں ہو کہ انجناب واسطے دو حلو ایک سبز یک زرد مع تاج ہونگے آپ حلو سبز کو ازار اور حلو زرد کو جا در کریں گے اور ہنوز تاج کراستہ سربارک پر نہ رکھیں گے پوچھیں گے ای جبریل اسی یوم ہذا یہ کون دن ہو جبریل التماس کریں گے ہذا یوم القیامتہ و یوم الحسرة والندامة فرمائیں گے محکو کوئی بشارت متاعرض کریں گے آپ کے واسطے لو اے حمد لایا ہوں فرمائیں گے میں یہ نہیں چاہتا عرض کریں گے میرے ساتھ آپ کے واسطے تحفے اور سوغات ہین فرمائیں گے یہ بھی درکار نہیں التماس کریں گے کہ دوزخ مجھ پر بھی ہو بہشت آراستہ ہو فرمائیں گے یہ بھی مقصود نہیں عرض کریں گے کہ فرشتے آپ کے انتظار میں ہین اور آپ اول شفیع ہونگے اور شفاعت قبول ہوگی فرمایا یہ سب سہی لیکن خبر دو میری امت کے حال کہ وہ کہاں ہو عرض کریں گے ہنوز وہ زیر زمین ہو فرمائیں گے محکو خوش نہیں آتا کہ میں زمین پر ہوں اور امت میری زیر زمین یہ فرما کر پھر کچھ دین لپٹ جائیں گے فرمان واجب الاداعان ہوگا ای میرے حبیب سالار ہوا و قیری آتہ سپاہ پہلے سالار نکلا کرتے ہین پھر سپاہ پس آپ اٹھ کھڑے ہو گئے کہ انا اول من تشق عن الارض اسی کا بیان ہو اور تاج کراستہ سرب رکھیں گے اور حضرت اسرافیل صور بھونکینگے تمام مخلوق اپنی قبروں سے اٹھیں گی جو ان بوڑھے لڑکے لوے لنگڑے کانے گونگے اندھے بہرے جو جیسے تھے ویسے ہی اپنی قبروں سے اٹھیں گے اٹھتے وقت ایمان دار کھینکے سبحان من احیانا بعد الماتہ یعنی پاک ہو وہ جسے ہکو جلایا جب ہم مرچکے تھے اور کفار کھینکے یا ولینا من بعثنا من مرقدا ای خرابی کسنے اٹھا دیا ہکو ہمارے خواب کے مقام سے اور سواے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب عریان اور غیر محتون اور بے ریش و بروت ہونگے کما بدنا اول من تشق عن الارض جیسارے سے بتایا پہلی بار پھر اسکو دو ہرا دیں گے ہم اسی کا اشارہ ہو حدیث شریف میں آیا ہو کہ آدمی قیامت کے دن برہنہ تن برہنہ پا اٹھیں گے جس طرح مان کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہین لیکن کوئی کسی طرف نہ دیکھیں گانگا میں ہول و ہیبت سے آسمان کی طرف ہونگی چالیس برس تک اسی طرح کھڑے رہیں گے نہ کھائیں گے نہ پینیں گے آفتاب کی گرمی سے کسی کے پاؤں پسینے میں تر ہونگے کسی کی پنڈلیوں تک پسینا آئیگا کسی کے پیٹ تک کسی کی جھاتی تک حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ آسدن کوئی سوار بھی اٹھیں گانفرمایا ہان انبیاء علیہم السلام اور انکے اہل بیت اور وہ لوگ جو جب اور شعبان اور رمضان میں متصل روزہ رکھتے تھے اور سب لوگ آسدن بھوکے ہونگے مگر دنیا اور انکے اہل بیت اور جب شعبان کے روزہ دار کو وہ آسو وہ ہونگے کذا فی وقائع الاخبار للخرائی اور بھی اسی میں ہو کہ لوگوں نے حضرت شہداء

کی قیامت کے دن آپ کے امتی کس نشان سے پہچان پڑینگے فرمایا وضو کے اثر سے غر مجھلین ہو گئے یعنی جو عضو وضو میں  
 دھوئے جاتے ہیں روشن و تابان ہونگے حدیث شریف میں ہے کہ حشر کے دن جب مخلوق قبروں سے اٹھیں گی فرشتے  
 موسون کے پاس آئیں گے اور ان کے بدنوں سے خاک جھاڑینگے سب جگہ پر کی خاک چھڑ جائیگی مگر اعضاے جوئی  
 گرد نہ چھڑے گی تب آواز آئیگی کہ یہ قبر کی مٹی نہیں ہے مسجدوں اور محرابوں کی مٹی ہے اسکو اسی طرح رہنے دو  
 یہاں تک کہ بل صراط سے اتر کر جنت میں داخل ہوں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ لوگ جب قبروں سے  
 اٹھیں گے تو فرشتے تین فرقوں سے مصافحہ کریں گے شہیدوں سے اور روزہ داران رمضان سے اور صائین  
 یوم عرفہ سے تیسرے حشر یعنی میدان قیامت میں چلنا وہ بیت المقدس کے صحرے پر ہوگا اہل تقاسیر نے یوم  
 تنفیخ فی الصور فتاتون افواجا کے سیاق میں لکھا ہے کہ کفار اشرار نابینا محسور ہونگے اور زنا و فحش و بصورت درندہ گانہ  
 یہ دونوں بلا حساب و وزخ میں جائیں گے اور انبیاء علیہم السلام مراکب پر سوار ہونگے ہمارے حضرت اپنے بزرگ  
 اور صالح و عزیز اپنے ناقے اور خیر و علی ہذا القیاس اور امت کے نیک بختوں میں حب اللہ اور بغض اللہ کے  
 نور کے منبر پر آؤں قاتل الاضبار میں ہے کہ کفار پاپیادہ اور ایمان دار سوار ہونگے کما قال اللہ تعالیٰ یوم تفرق  
 الی الرحمن و فدا یعنی جسد ہم اکٹھا کر لاؤینگے پر پیچہ گاروں کو رحمن کے پاس مہمان بلائے اور حضرت علی علیہ السلام  
 فرمایا کہ متقیوں کو گھوڑوں پر سوار محسور کریں گے فرشتوں سے ارشاد ہوگا کہ انکو پیادہ پانہ چلنے دو کیونکہ دنیا میں  
 انکو ہمیشہ سواری کی عادت رہی ہے ابتدا میں باپ کی پشت میں رہے پھر ان کے پیٹ میں بعد ازاں دائیوں کی  
 گود میں پھر باپ کے کاندھوں پر پھر اونٹ گھوڑے ناؤ وغیرہ پر جب مرے تو بجائیوں کے کاندھوں پر اب جو بچے  
 آئے ہیں تو انکی قربانیوں کو انکی سواری بناؤ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سموا صخایا کم و عظموا فانما یوم القیامت  
 مطاباکم اور اہل توکل مانند ماہ تابان اور فقر تارک الدنیا مثل کو اکب درخشان اور قائم الیل زرین کرسیوں پر  
 بلقب بسادات الناس اور اہل ذکر شک زعفران کے ٹیلوں پر مخاطب بہ اشرف الناس محسور ہونگے اور  
 شہیدوں کا حشر خون آلودہ ہوگا زخمیوں سے بوسہ مشک آئیگی یہ چھ فرقے باحساب داخل جنت ہونگے روایت ہے  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے یوم تنفیخ فی الصور فتاتون افواجا کے معنی پوچھے فرمایا رو کر کہ تین بڑی بات بوجھ  
 سنو قیامت کے دن یہی امت کے دس جھنڈ ہونگے ایک بصورت بندریہ وہ ہے کہ انھوں نے باہم دخل فصل سے  
 لڑا دیا ہے دوسرا خون کی صورت یہ وہ ہیں کہ جنھوں نے رشوت لی حرام کھایا ہے تیسرے اندر سے یہ قاضی اور مفتی ہیں  
 ان کا حکم دینے والے چوتھے فرقہ گونگے بہرے یہ لوگ عبادت اور طاعت پر غور کرنے والے ہونگے پانچواں فرقہ عالم اور  
 مشائخ کا ہوگا کہ آپ بزرگ کاموں میں مصروف رہے اور ان کو سمجھانے سے اور منع کرتے تھے یہ اپنی زبانیں کاٹتے ہونگے  
 اور ان کے منہ سے یہ خون ہیکا چھٹا فرقہ چھوٹے گواہوں کا آپ بزرگ کے کوڑے پڑنے ہونگے ساٹواں فرقہ شہوت پرستوں کا



ہوگا اُنکے پاؤں کھونٹے سے بندھے ہونگے اور بدن سے بدبو آتی ہوگی آٹھواں فرقہ دہنہ بائیں کرتا پڑتا ہوگا ایک جگہ  
کھڑا نہ سکیگا یہ وہ ہے کہ جنھوں نے اللہ کا حق مال سے نہیں دیا تو اُن فرقہ گندھاک کے پائے پائے ہوئے یہ وہ ہیں کہ  
لوگوں کی غیبت کرتے تھے دشواں وہ فرقہ جسکی زبانیں گدھی سے نکلی ہوئی یہ ناحیہ لڑنے والے ہیں تفسیر عمدہ میں بھی  
دس بیان کیے ہیں اور معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعمؓ نے کہ میری امت کی بائیں صفیں ہوئی تھیں  
قبروں سے اُٹھیں گے ہاتھ کٹے منادی ندا کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو پردیسوں کو ستاتے تھے اور بے توبہ مرے انکی جگہ  
دوزخ ہے اور تھیں جانوروں کی صورت ہونگے منادی ندا کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز میں سستی کرتے تھے اور توبہ  
مرے ہیں انکی جگہ دوزخ ہے اور تھیں اُٹھیں گے کہ اُنکے قد پہاڑ کے برابر ہونگے اور سانپ بچھو بدن میں چبٹے ہونگے  
منادی پکارے گا کہ یہ وہ ہیں جو زکوٰۃ نہ دیتے تھے اور بے توبہ مرے انکی جگہ دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے اُٹھیں گے  
کہ اُنکے منہ سے خون بہیگا اور آگ نکلیگی اور انکی آنتیں پیٹ سے نکلیں گے پکارے والا پکارے گا کہ یہ تجا خاں  
جو خرید فروخت میں جھوٹ بولتے تھے اور بلا توبہ مرے ہیں انکی یہ سزا ہے اور جگہ انکی دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے  
اُٹھیں گے کہ جبکہ جسم سے بدبو آئے گی منادی ندا کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلق سے چھپ کر گناہ کرتے تھے اور خدا سے خوف  
نہ رکھتے تھے اور بلا توبہ مرے انکی جگہ دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے اُٹھیں گے جنکی گردنیں سانپوں نے ڈسی ہوئی  
پکارنے والا پکارے گا کہ یہ جھوٹے گواہ ہیں اور بلا توبہ مرے ہیں انکی یہ سزا ہے اور جگہ انکی دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے  
اُٹھیں گے جنکے منہ میں زبان نہوگی اور ریم و خون بہیگا پکارنے والا پکارے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو گواہی چھپاتے تھے  
اور دیکھا ہوا معاملہ بتاتے تھے حق پوچھنے سے انکار کرتے تھے اور بے توبہ مرے یہ انکی سزا ہے اور جگہ انکی دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے اُٹھیں گے  
سرنچے پاؤں اور اُنکے شرم گاہوں سے پیپ بہے گا پکارنے والا پکارے گا کہ یہ زنا کرنے والے ہیں انکی یہ سزا ہے اور جگہ انکی دوزخ ہے  
اور تھیں قبروں سے اُٹھیں گے کالامتہ نبلی انھیں دوزخ کے انگاروں سے پیٹ بھر سو پکارنے والا پکارے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو  
یتامی کا مال کھالینے تھے اور بے توبہ مرے جگہ انکی دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے اُٹھیں گے منادی ندا کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں  
جو ماں باپ کی نافرمانی کرتے تھے اور بلا توبہ مرے جگہ انکی دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے اُٹھیں گے بڑے بڑے دانت  
نکلے ہوئے جسطرح بیلوں کے سینگر اور ہونٹھ پیٹ تک نکلتے ہوئے سو پکارنے والا پکارے گا کہ یہ شراب خوار لوگ ہیں اور بلا توبہ  
مرے ہیں جگہ انکی دوزخ ہے اور تھیں قبروں سے اُٹھیں گے کہ اُنکے چہرے جیسے جودھوں رات کا جاند اور بجلی کی طرح جل رہے  
ہیں جگہ انکے پکارنے والا پکارے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے کام کیے ہیں اور خلق کو وعظ و نصیحت کی ہے اور مصلوٰۃ خمسہ  
باجاعت ادا کی ہے اور توبہ کر کے مرے یہ انکی جزا ہے اور مکان انکا بہشت ہے حق تعالیٰ انسے راضی اور یہ حق تعالیٰ سے  
راضی نہ انکو غم ہے نہ اللہ جل جلالہ انکو حدیث شریف میں آیا ہے یوسف قرآنی سے ثابت ہے کہ سود خوار پیٹ بھولے  
ہیں یہی ہے صورت اُٹھیں گے الذین یاکفون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی تجبیط الشیطان من اس یعنی جو لوگ گناہ کرتے ہیں

نہ اٹھینگے قیامت کو مگر جسطرح اٹھنا ہو جسکے حواس کھودے جن نے لپٹ کر اور علمائے بے عمل زبان آویختہ آکروں لٹا  
 بالبر و تنسوں انفسکم یعنی کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولے ہو آکرو اور غلط فتوے دینے والے اندھے اور  
 قرآن کے بھلانے والے کوڑھی اور توجہ گرگند محک کے پیرا ہن پہنے اور رسائل بلا ضرورت شرعیہ مخدوش الحذین  
 اور عبادت پر غور کرنے والے کو گئے اور ہمسائے کے ستانے والے لوے لنگڑے اور حاکمون سے جھگی کھانے والے  
 آگ کی سوئی پر اور شہوت پرست بدبو اور گندہ اور اہل تکبر مورچہ انگندہ اور جبریہ بصورت بہائم اور تدریہ  
 بندر کی شکل میں آئینگے یہ لوگ حساب کے بعد بہشت یا دوزخ میں جائینگے بعض رسائل حشریہ میں لکھا ہو کہ خوارج کا  
 بصورت خاک حشر ہوگا اور روفض کا خرقہ کی صورت اور بعض علماء بالعکس فرماتے ہیں وہ صحیح حدیث میں ہے کہ  
 کہ پہلے ہمارے حضرت کا بعث ہوگا پھر اہل بقیع کا پھر اہل مکہ کا اور آپ کے والوں کی راہ دیکھینگے جب وہ  
 آئینگے تب آپ حشر کے میدان میں جلوہ فرمائینگے اسی طرح تمام عالم محشر کو روانہ ہوگا اچھوں کے اچھے عمل  
 بصورت خوش مرکوب ہونگے اور بُروں کے بُرے عمل راکب جب محشر میں سب جمع ہو جائینگے آفتاب ایک  
 میل پر آئیگا زہرۃ الریاض وغیرہ میں ہو کہ آتش سے ایک سایہ پیدا ہوگا اور حکم ہوگا کہ اُس طرف جاؤ خلق  
 تین فرقے ہو کر اُس طرف چلیگی ایک ایمان دار ایک منافق ایک کافر جب سب زیر سایہ پہنچینگے وہ ساتین چھا  
 ہو جائیگا قال اللہ تعالیٰ انطلقوا الی ظل ذی ثلث شعب یعنی چلو ایک سایہ میں جسکی تین چھاکیں ہیں ایک  
 نورانی وہ مومنوں کے سر پر ہوگا کیونکہ وہ دنیا میں ایمان کے نور سے نور بار تھے پھر جم من الظلمات الی النور  
 نکالتا ہے انکو اندھیروں سے آجائے میں دوسرا دخانی نیرانی منافقوں کے لیے کیونکہ وہ دنیا میں آگ کی گرمی سے  
 بچاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم رسول کے ساتھ جہاد کو گرمی کے سبب نہیں جائینگے اور لوگوں کو بھی ڈراتے تھے لا تقربوا  
 قُل نار جہنم اتدھا یعنی مت کچ کر دو گرمی میں تو کہہ دوزخ کی آگ اور سخت گرم ہے تیرا ظلمانی کافروں کے لیے کیونکہ وہ  
 دنیا میں کفر کے اندھیرے میں گرفتار تھے پھر جو ہم من النور الی الظلمات نکالتے ہیں انکو آجائے سے اندھیروں میں رہنا  
 رسول مقبول صلعم نے کسائے فرقیے سایہ عرض میں ہونگے آسدن کہ سوائے اُس سایے کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا ایک بادشاہ عادل  
 دوسرا جو ان عابد تیرے وہ دشمن کہ صرف اللہ کے واسطے اسی میں دوستی رکھتے ہیں جو خدا وہ مرد جسے خوبصورت عورت  
 پیار کیا اور اُسے بخوف خدا آکرو پچایا پچو اُن تہا رونے والا خوف خدا سے جھٹا وہ جسکا سجدہ ہی میں دل لگا ہوتا  
 سا تو اُن وہ جو داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں سے پوشیدہ رکھے حدیث میں وارد ہو کہ جب حق تعالیٰ خلق کو  
 جمع کرے گا پکارنے والا پکارے گا اسی صاحب فضل آؤ تو بہت لوگ اٹھینگے اور جلد جنت کو چلیں گے فرشتے انکو راہ میں لینگے  
 اور کہیں گے تم کون ہو کہیں گے ہم وہ ہیں کہ ہم نے ظلم پر صبر کیا اور جب کسی نے ہماری تقصیر کی ہم نے معاف کی  
 فرشتے کہیں گے اچھا سب سے جنت کو چلے جاؤ پھر پکارنے والا پکارے گا اہل مبرا کہ ان میں تب بھی بہت لوگ اٹھینگے اور جلد جنت

خدا ان کو کون کا جو پرورش ہوئے

بشت کی طرف چلے فرشتے راہ میں ملے اور کہیں کہ تم کون ہو جو بشت کو لے جاتے ہو کہیں کہ ہم صبر کرنے والے ہیں کہ خدا کی  
پندگی پر ثابت رہے فرشتے کہیں کہ اچھا بشت کو چلے جاؤ پھر نکالنے والا پکارے گا ابسمین اللہ دوستی رکھنے والے کہاں ہیں  
تب بھی بہت لوگ اٹھیں اور بشت کی طرف شادان و فرحان شتابان ہو گئے راہ کے فرشتے کہیں کہ تم کون ہو کہ بشت کو  
جھپٹے جاتے ہو کہیں کہ ہم آپس میں اللہ دوستی رکھتے تھے فرشتے کہیں کہ اچھا بشت کو چلے جاؤ اس مقام سے واضح ہوا کہ یہ لوگ احسا  
داخل بشت ہو گئے و اباحمد سیدان محشر میں آفتاب کی نماز بشت ہو گئی لوگ گرمی اور اس کی حدت اور بھوک بیل کی  
شدت سے آشفٹ اور بیتاب ہو جائیں گے لیکن نیکوں کی نیکیاں ان کے سر کی چھتریان ہو گئی اور خاک زمین کہ حلوے شیریں  
ہو کے کھانے کو ملیگی اور حوض کوثر کا پانی پینے کو اور بدوں کو نہ کھانا نہ پانی آفتاب کی تابش میں بیتاب ہو گئے اور  
ہزاروں تکلیف اور ایذا اور ہول اور آواز ہولناک کا سامنا ہو گا تب ناچار نبیوں کا وسیلہ ڈھونڈیں گے اول  
حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور گرا گڑا بیٹے اور ہزاروں طرح سے ثنا و ستائش کریں گے اور کہیں گے کہ ہجو اپنی سفارش میں  
حضرت آدم فرمائیں گے آج حق تعالیٰ غضب پر ہر محکوم اکل شجر کے مواخذے کا ڈر ہو حضرت نوح کہیں گے میں نے بے ادبیاں  
اپنے کافر بیٹے کی سفارش کی تھی محکوم ڈر ہو کہ اس کی باز پرس نہ ہو حضرت ابراہیم فرمائیں گے محکوم انی سفیم و بل فعلہ کیریم  
اور ہذا اختی کا ڈر ہو کہ تمھاری سفارش کو جاؤں جو اب یہی کذبات ٹٹھن میں گرفتار ہوں حضرت موسیٰ عذر کریں گے  
کہ میں نے قطعی کو مار ڈالا تھا اس اندیشے میں پریشان ہوں حضرت عیسیٰ کہیں گے کہ میری قوم نے مجھ کو خدا کا بیٹا اور  
میری ماں کو خدا کی جو رو قرار دیا ایسا نہ کہ اسمیں بکڑ جاؤں اس کام کے سزاوار محمد مصطفیٰ سوار انبیاء ہیں اگر تم نہ  
پاس جاؤ گے خدا چاہیگا تو اپنی مراد پاؤ گے اہل مشرک حضرت مسلم پاس آئیں گے اپنا درد سنائیں گے حضرت شفیع الامم  
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے خاطر جمع رکھو میں اپنے رب کے پاس جاتا ہوں تمھارے واسطے مزدہ لانا ہوں یہ تسلی نہ کر  
بڑا حق پر سوار ہوں گے اور مقام محمود میں آئیں گے نزول فرمائیں گے بعد انضوع بجالائیں گے سات دن کے بعد حکم ہو گا  
احمد صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاؤ پاؤ گے جو مانگو گے میں اتنے راضی ہوں آپ چلیں پیچھے میں بھی تجلی فرما ہوں حضرت  
تشریف لائیں گے اور جمیع ملائکہ سموات نزول فرمائیں گے صور بھیک کا حضرت موسیٰ کے سوا کہ آپ کو طور کی تجلی کے سبب شاہد  
ہوں کہ ہتھکڑی ہم پہنچتی تھی سب بیہوش ہو جائیں گے اور جن جل جلالہ باملاکہ عرش معلیٰ حکم و جاؤ ربک الملک صفاء صف  
بیت المقدس کے صخرے پر تجلی فرمائیں گے آفتاب مہتاب کی روشنی مگر رہو گی نورانی سے زمین منور ہو گی پھر صور بھونکا  
پہلے ہمارے حضرت پھر سارے انبیاء و رشتہ دار اور کفار و منافقین بیہوش میں آئیں گے غیر کا بردہ اٹھ جائیں گے ملائکہ جنات اور اعمال کی  
صور میں دکھائی پڑیں گی بشت کو کمال زیب و آرائش سے جلوہ دیں گے اور دروز کو نہایت ہیبت اور آرائش سے حاضر کریں گے  
پھر حساب کتاب شروع ہو جائیگا تو اب ہر کراول و دواب اور تمام کا حساب ہو گا پھر ان تک کہ جس جانور شاخ دار نے  
جانور شاخ کو مارا ہو یا جسے جس چیز کا جو شرعی منفعت کے ذریعہ کیا ہو اس کا قصاص ہو گا بعد قصاص جلد و اج بک



لنگ ہو جائینگے اور کسی طرح کی لذت اس کی مگر حضرت اسماعیل کا دنیا اور حضرت صالح کا آخر اور صحابہ کرام کا کتنا اور حضرت  
 عمر کا گدھا اور ہمارے حضرت کا براق خاک اور فنا ہونے سے بچینگے اور ایک روایت میں بھیڑا حضرت یعقوب کا بھی  
 باقی رہے گا اور بعض علما کے نزدیک فیل محمود بھی بچ جائیگا اور شیخ اکبر قدس سرہ نے فرمایا کہ جو جانور کفر کی راہ میں یا خدا  
 واسطے فربح ہوا اس کا بھی یہی حال ہو اور نباتات و جمادات کا حساب یہ ہے کہ نباتات میں سے عصاے موسیٰ اور بطون  
 خاندان اور جمادات میں کوہ طور اور منورائے بیت المقدس اور حضرت صلعم کا روضہ اطہر اور سجدہ اور منبر اور کعبہ  
 شریفہ اور سجدہ احرام اور حجر اسود اور کوہ احد اور مواضع شہرہ قبور انبیا و اولیا اور سیاقیضے اور مسجد قبا اور وہ مساجد  
 جنکی تعمیر خالصاً ہوئی انکو ابدالے ناب جنت میں نگاہ رکھینگے اور باقی سب فنا ہو جائینگے اور خاک جنت ہونگی  
 اسکو دیکھ کر کفار آرزو کرینگے یا یسینی کنت ترا پچھتے اسی میدان قیامت میں ہر ایک کا نامہ اعمال اڑ کر ہاتھ میں آئیگا  
 موسیٰ کو دابنہ ہاتھ میں آگے سے کافر کو بائیں میں پیچھے سے پھر کافروں سے شرک اور کفر کا سوال ہوگا صاف انکار  
 کر جائینگے تب جس زمانے میں کراں لوگوں نے کفر کیا تھا وہ گواہی دینگے اسکو بھی جھٹلائینگے حکم خدا کے ٹھہرے ہونگی  
 دست و پا کلام کرینگے تب اپنے اعضا کی طرف مخاطب ہونگے وہ جواب دینگے لازم ہو کر کہینگے البتہ ہم سے یہ کام واداشگی سے ہوا  
 تب کہا جائیگا کیا تمہارے پاس کوئی رسول ڈرانے والا نہیں آیا اب کیا تب بان ہو کر کہینگے کوئی نہیں آیا پس ہر امت کی نبی  
 اکٹھا ہونگے جن تعالیٰ فرمائے گا کیا جواب پائے تھے تمہیں حضرت نوح کہینگے خداوند مین ان لوگوں میں آیا اور خفیہ اور علانیہ بخوبی سمجھایا تھا  
 نہانا بکھو تکلیف دی بلدا امت محمدیہ کے علما اور شہداء گواہ ہیں کفار کہینگے اسوقت محمد کی امت کہاں تھی ہمارے حضرت فرمائینگے اگرچہ  
 یہ امت اسوقت نہ تھی پر انکو باخبر خدا معلوم ہوا تھا ولقد ارسلنا نوحاً االی قومہ فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عاماً فاخذ ہم  
 الطوفان وہم ظالمون یعنی ہم نے بھیجا نوح کو اسکی قوم پاس پھر ہا انہیں ہزار برس پچاس برس کم پھر کڑا انکو طوفان نے اور وہ  
 گنہگار تھے کفار جب رہینگے اسی طرح ہر امت کے کافر اپنے نبیوں کے روبرو انکار کرینگے الزام ٹھائینگے آخر کا وہ سب ملکر  
 کہنے لگیں کہ ہم نے یہ کفر اور شرک اور رن کے اغوا سے کیے اب دنیا میں ہلکے بھیجیے کہ ہم اچھے کام کریں حکم ہو گا یہ بخیر ہو کر  
 جسے جو کام جسکی خاطر سے کیا وہ اس سے اسکی جزا چاہیے اور انکے ساتھ جائے کہ وہی انکے معبود ہیں پس  
 بت پرست بتوں کے ساتھ اور آفتاب ماہتاب ستارہ پرست انکے ساتھ اور ملائکہ انبیا و اولیا کے پوجنے والے  
 ان شیاطین اور جنات کے ساتھ ہونگے جنکے اغوا سے پرستش کی غمی راہ میں نشنگی غالب ہوگی شراب کچھ پڑگی  
 پانی کے دھوکے اس طرف دوڑینگے وہ درحقیقت وادی دوزخ کا سراپو گا دھوکے میں وہیں مجتمع ہو جائینگے  
 اور انکے معبود شیاطین اور جنات ایک تودہ بلند آتشیں پرست نشین ہونگے انکو دیکھ کر بلائینگے کہ ادھر تو یہ سب امید  
 نہایت انکی طرف جائینگے وہ کہینگے آج ہم سے توقع نہ رکھو اپنے اعمال پر قبیل کا مزا چکھو یہاں میرا ان پر نشان ہونگے  
 حکم ہو گا خذوہ فخلوہ ثم اجیم صلوة ثم فی سلسلہ ذریعہ سبعون ذراعاً فاسلکوہ یعنی اسکو پکڑو پھر

پھر طوق ڈالو پھر اگر کچھ دھیر دھیر میں جب کا ناپ شتر گز ہی اسکو سپرد و سولہ لکھ انکے اعمال کے موافق انکو  
کشتان کشتان دوزخ میں پہنچائینگے اسکے بعد دوسرے اور منافق کہ بھی وہ ظاہر میں اہل ایمان کے شریک حال تھے تو پھر ہوگا علیہم  
اپنے نامہ اعمال کو دیکھیں گے کہ ہوگا کہ پڑھو اپنا لکھا سب اپنے اعمال نیک بد پر چھینکے پھر حکم ہوگا کہ ہرگز وہ اپنے معبود کے ساتھ گیا  
تم کیوں کھڑے ہو عرض کریں گے ہم اپنے معبود کے انتظار میں فی الفور ایک سچی نمودار ہوگی آسمان آواز ایسی کہ میں تمہارا معبود ہوں  
تم میرے ساتھ چلو آؤ یہ غور دیکھ کر کہیں گے معاذ اللہ یہ ہمارا معبود نہیں جب وہ آئیگا ہم پہچان لیں گے تب ایک ساق نورانی چلیگی یونین  
سجدے میں کریں گے منافقوں کی پشت تختہ ہو جائیگی کہ سجدہ نہ کر سکیں گے سجدہ بجلی آگے آگے چلیگی انکو حکم ہوگا کہ تم سچے سچے چلو آؤ  
ہر امت اپنے نبی کے ہمراہ ہوگی ایک نکل میں پہنچیں گے وہاں میزان نصب ہوگی یہ پانچواں حال قیامت کا ہے میں مسلمانوں  
عمل وزن کیے جائیں گے تاکہ معلوم ہو کہ عمل کس کا ثقیل ہے اور کس کا خفیف اور سبک و گرانی اعمال کی بہت چیزیں ہیں انہیں علم ہے  
کہ جب اسکو کھینکے تول بھاری ہو جائیگی انہیں کھینکے طیبہ ہے کہ اگر یہ ایک پتے ترازو میں ہوا درساتوں آسمان زمین دوسرے میں  
تو یہ پتہ لا الہ الا اللہ واللا بھاری ہوگا انہیں کھینکے طیبہ ہے کہ اگر یہ ایک پتے ترازو میں ہوا درساتوں آسمان زمین دوسرے میں  
اور الحمد للہ ساری میزان کو اور الحمد للہ ساری میزان کے درمیان کو باجمہ جس میں کے اعمال بھاری ہونگے موزنی غنیہ  
راضیہ یعنی اوستی گزراں میں ماتی ہوگی اور جس کے اعمال ہلکے ٹھہرے نہ ہادیہ اسکا ٹھکانا ہوگا اور کافروں کے اعمال کے وزن  
نہ ہونگے لکھا قال السفر لکم لکم یوم القیامت وزنا تم نہ کھڑے کریں گے انکے واسطے قیامت میں تول واسطے کہ نیک عمل انہیں کہاں ہوگا  
وہ خط ہوگا اور منافقوں کے اعمال تولے جائیں گے اگرچہ اعمال حسنہ انکے نہیں ہونگے لیکن ظاہر جب دنیا میں انہیں احکام سلام  
جاری ہوئے تھے وہی سب روز حشر مسلمانوں کے ساتھ وزن اعمال میں شریک ہونگے اور وزن کیے جائیں گے آخر کار انکا پتہ سب  
جنم کے حقہ زیرین میں پڑینگے جیسے صراط ہے یہ ایک پل ہے پڑا جنم کی پشت پر پڑا اسکے دائیں بائیں نیچے آگ ہے صرف پل نار سے  
خالی اور پل پانی سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز آسمان دو لکڑیاں لٹکتی ہوگی ایک لکڑی لوہے کی سرخ جیسے ان پڑیں  
پاس رولی تنوع سے نکالنے کی ہوتی ہے دوسری لکڑی آہنی ایک طرف سیدھی ایک طرف ٹیڑھی ایسی کہ اگر گردن میں کسی کے والے کہ  
کھینچیں تو کھینچ آوے اور خار خشک چٹکے پڑے ہونگے بعد حساب کتاب اور درستی کاغذ کے مومن اور منافق اس پل پر چلائے جائیں گے  
مومن بار ہو جائیں گے منافق نارین آئیں گے اول ہمارے حضرت مع انہی امت کے گزریں گے پھر اور انبیاء علیہم السلام مع انہی امتیوں کے  
اور جو کوئی رہ جائیگا وہ حضرت کی شفاعت سے پار ہوگا اس وقت اس پل پر گزریں ہوگا کہ مومنین اور مومنات کے ساتھ روشنی  
ایمان کی دانے اور آگ ہوگی یہ دیکھ کر منافق کہیں گے ذرا ٹھہر دیم بھی تمہارے ساتھ اس نور میں ہو جائیں اہل ایمان کہیں گے چھو دیکھو  
جہان سے ہم نور لائے تم بھی لاؤ چھو دیکھیں گے ایک دیوار حائل ہو جائیگی کہ اسکے اوپر نامہ اور حجت ہے سخت ظلمت میں گھس کر  
کتنے کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے جو ہم کو چھوڑے جاتے ہو مسلمان کہیں گے اللہ ظاہر میں تم ہمارے ساتھ تھے پر باطن میں غلبہ کفاری  
دیکھتے تھے اب تمہارا جہنم کا لہجہ کافروں میں جا ملو تم دونوں کا برا ٹھکانا ہے اس حالت میں ایک شعلہ شمس نمودار ہوگا کہ دوزخ

میں

میں

میں

میں

کے درجہ افضل میں پہنچ لیا گا کبھی کسی کی شفاعت انکے حق میں مقبول نہوگی اور اہل ایمان بل صراط پر چھینکے اسکی دوزخوں جناب  
 فرشتے کوئے ہوئے سلم سلم پر چین کے ہر امت کے نیکیات ایمان کی قوت سے اور عمل کی کثرت کے موافق کوئی برق و زخشان کوئی باد و زان  
 کوئی اسپ دوران کوئی پیادہ روان کی طرح صراط سکد زریگا اور کوئی آن لکڑیوں میں اور خشک میں پس رہیگا وہ بھی شفاعت شفیق اللہ سے  
 پار ہو جائے گا پھر یہ لوگ بل صراط کے اس کنارے ایک صحرا سے وسیع میں جمع ہونگے اور تنگی ہوگی آب کوثر پینے کو لیکھا یاس حوض کا پانی  
 ہوگا کہ ساتویں چیز قیامت کی آنا اعلیٰ الکوثر اسی کا اشارہ ہے حدیث شریف میں ہے کہ وہ آنا بڑا حوض ہے جس طرح ایک تھکے راہی  
 اسکا دودھ سے زیادہ سفید شدہ سے زیادہ شیرین خوشبودار جیسے مشک اسکے منجورے جیسے آسمان کے تارے جو کوئی ایک بار اسکا پانی  
 پی لے کبھی یہاں نہویں پانی برادران ایمانی کے سوا کسی کو نہ لیکھا جائے اسکے جنت کا قفل کھلے گا ابراہیم کو اس صحرا سے پیدا کیا میں جمع ہیں  
 اپنے نبیوں کے ہمراہ بہشت میں آئینگے اول ہمارے حضرت اور آپ کی امت پھر حضرت عیسیٰ اور انکی امت اسی ترتیب سے حضرت نوح اور  
 اور انکی امت تک سب جنت میں جگہ پائینگے پھر ہمارے حضرت صلعم کو معلوم ہوگا کہ بہشت میں امت کے بہت لوگ نہیں ہیں دوزخ میں  
 اگر قمار میں تب آپ عزراں اور عیسیٰ سات دن تک سجدے میں رہینگے حکم ہوگا کہ جبکہ دوزخ میں رانی برابر ایمان ہے انکی شفاعت کا  
 بھی فرمان ہے یہ آتھوں چیزیں قیامت کی شفاعت نام ہے سفارش کا اور ہر نبی اپنی امت کی سفارش کریگا لیکن ہمارے حضرت ہیں  
 شفاعت کریں گے ایک عشرین پیش از حساب دوسرے صراط پر سے چہ امت کے عامی دوزخ میں ہونگے یہی شفاعت کہہ رہی جسکا سب  
 اول ہو چکا ہے ہر ایک حضرت صلعم سجدے سے سر اٹھائینگے دوزخ کے کنارے تشریف لائینگے امت کے گنہگاروں کی شفاعت فرمائینگے اور سب  
 امت سے کہیں گے تم بھی اپنے دوستوں کی سفارش کرو سو شہیدوں کا گردہ ستر آدمی کی شفاعت کر گیا اور حافظ قرآن دہل کی اور اولیا  
 علما حسب مراتب اکثر کو بخشائینگے جان بچان تک کو دوزخ سے نکالینگے میں بعد اور انبیاء بھی اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کریں گے  
 اور سر امت کے بچا جو دوزخ میں ہونگے انکا حال یہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ بعضوں کے قدم تک پہنچگی اور بعضوں کے سابق اور کمر تک قریب  
 محفوظ رہیگا نہ انکے منہ سیاہ ہونگے نہ کافروں کی طرح جہنم سے پتھر صبر سکوت اور اکثر منشی اور مہجور ہونگے مالک خازن کہیں گے اپنے رفیق  
 میں نے نہیں دیکھے ہر ایک جب یہ لوگ دوزخ سے نکلنے اسی محل میں اکٹھا کیے جائینگے اور رفع قصاص اور مرد مظالم اور فیصل خصوصیات  
 کے بعد مارا جائے گی نہر میں نہلائے جائینگے پاک صاف ہوکر بہشت میں داخل ہونگے تمام امتوں کی نسبت ہمارے حضرت کی امت  
 بہشت میں وہ چند بلکہ زیادہ ہونگی فاتحہ مدائنی مچے عاصی ملوث کو بھی اپنے حبیب کے صدر سے اسی میں شامل کرنا اور وہ لوگ جنکی نیکیاں  
 میزان میں برابر ہوئی وہ بھی انسان خیران صراط سے عبور کریں گے پھر یہ لوگ اور وہ جو غیر دوزخ کے دعوت نہیں پہنچے اور نہر کے گار  
 سے بچے رہے اور نہر سفید کافر سب اعران میں ہوگا یہ نویں چیز قیامت کی یہ ایک دیوار ہے ابین جنت خدا کے کردار ان دنوں  
 طرف کی ہولاتی ہوئی اور جہر دوزخوں سے ابراہیم کو بہشت میں دیکھ کر اندر کا حمار دسکر کریں گے اور اشارہ کرنا میں دیکھ کر پناہ مانگیں گے اور  
 بہشت میں داخل ہونے کی متوجہ ہونگے آخر کار بفضل کردگار بہشت میں جائینگے اور کفار جن مثل کفار انس ہمیشہ تا رہیں گے  
 لیکن مسلمان جو کہ اب نہر بہشت میں رہیں نہ پاریں گے کیونکہ جنت اوم کی اولاد کا حق ہے بلکہ جنت کی دیواروں سے

منہ

منہ

منہ

منہ

منہ

منہ

منہ



الکثیر جیکے کبھی طرح آنکا بود و باش ہوگا اور بہت دور و باہمین اور ارازل جلب سناغ کے لیے جنت میں آمد و رفت رہیگی باوجود جب  
 بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہونگے تو ایک دن دوزخوں گزہ بہشت دوزخ کے کنارے طلب ہواٹینگے تو  
 کو پہنچلے گو غنڈا بلق حاضر کریں گے اور حضرت اسرافیل با شارت رب جلیل آسکوٹاٹینگے اور سچی پیغمبر اسکو سب کے روبرو پیش کریں گے  
 اور ندا ہوگی یا اہل آجنتہ خلود و لاموت دیا اہل النار خلود و لاموت یعنی اسی بہشت والو اب تم کو بیان ہمیشہ رہنا ہے اور زمین تم کو نشا  
 اور اسی دوزخ والو اب تم کو بیان ہمیشہ رہنا ہے اور زمین تم کو موت پھر جنت دار کا دروازہ بند ہو جائیگا ابدالابا بہشتی ناز و نعمت میں  
 اور دوزخی غم و حشت میں بسر کریں گے دسویں چتر دوزخ اور اسکے درجات ہیں کیا رھوین بہشت اور اسکے درجات کہ لای دوزخ کا  
 حال مقدمہ کتاب میں بیان ہو چکا ہے کچھ مختصر اس مقام میں بھی لکھتا ہوں بارھویں ماور یعنی کھانا بہشتیوں اور دوزخیوں کا سوال  
 ماور کہ بہشتیوں کو لیکھا مچھلی کی کلیجی ہوگی اور دوزخیوں کو گائے کے علی اس میں یہ حکمت ہے کہ مچھلی حیوان مائی ہے اور پانی کی طبیعت  
 رطب اور طوبت غصہ خیات ہے اور حیات کو نعم کے باعث سے جنت سے مناسبت تمام ہے اور کبدہ دم صلیح کا مصلیٰ ہے اور دم صلیح میں لای  
 صلیح گویا اس میں اشارہ ہے کہ اہل جنت کو حیات ابدی سچی ہے اور صحت بدنی ہے اور گائے حیوان ترابی ہے اور تراب کی طبیعت یا بس  
 اور بہشت غصہ صروت ہے اور موت کو سبب تالم نار سے مناسبت تمام ہے اور طحال دم فاسد کا مصلیٰ ہے اور دم فاسد میں بدن گناہ و گویا  
 اس میں اشارہ ہے کہ اہل ناکو نہ حیات ہے نہ موت لایوت فیہا ولا یحییٰ ابنا روضت کا حال سنو کہ حضرت صلعم نے فرمایا دوزخ دنیا مچھلی ہے  
 اور بہشت اسکے دپے ہے اسی سبب سے صراط کی راہ جنت سے لگی ہے اسی حدیث کے مطابق فتوحات میں ہے کہ جو چیز فلک ثوابت کے  
 جوت میں ہے دوزخ ہے اور جو چیز فلک ثوابت کے اوپر ہے تافلک طلسم بہشت ہے پس بہشت کا سطح فلک اطلس کا ہے اور بہشت کا عرض  
 جسطح بہشت فلک اوسیع اور زمین پس بہشت کی شست سونے اور چاندی کی خشت سے ہے اور اس میں شک کا گارا دیا ہے اسکی ٹھیکریاں  
 مصل اور دریا اور خاک اور خاشاک غیر از عقیران اور آتش درجے ہیں برابر برابر سطح پر کہ ہر ایک سقف عرش ہے گویا بائیں پنج  
 یا ہند پنج کہ ایک دوسرے کے وسط میں گردا گرد واقع ہے پہلا درجہ دارالقرار ہے جسکو دارالقام بولتے ہیں یہ درجہ رضا جویان الہی قرار گاہ  
 دوسرا دارالسلام اس میں ارباب سخاوت اور اصحاب مہمت اور صروت جگہ پائینگے خصوصاً وہ لوگ کہ علم اور عقل کی مجلس میں حاضر تھے ہیں  
 تیسرا دارالخلد اس میں وہ لوگ رہیں گے جو نہ کہ کفر و کبر سے بچے تھے جو تخاصہ الماویٰ یہ شہیدوں کا چراگاہ ہے کہ وہ دن بھر اس میں  
 چرتے پھرتے ہیں ان کو سبب خیروں کے شکم میں داخل ہو کر عرش کی مذہبوں میں بسر لیتے ہیں پانچواں جنتہ انعم بیان لوگوں کا گھر ہے  
 جنہوں نے دنیا میں ابد کے واسطے تکلیفیں اٹھائیں چھٹا جنتہ الفردوس بہترین جنات ہے اس میں ہر قسم کے لوگ رہیں گے جنکا ذکر  
 مومنوں میں ہے قد اطلع المؤمنون الی اہم فیما خالدون اول جو نماز میں جھکے رہتے ہیں دوم جو بری بات پر دھیان نہیں کرتے  
 سوم جو کوہ غیبیہ والے چہان شہوت کے تعاسنے والے مگر انہی عمر توں بربا اپنے اتھ کے مال پر نہم جو اپنے لائقوں اور اپنے اقارب  
 سے خبردار ہیں ہم وہ کہ اپنی ناز سے خبردار ہیں سناوان جنتہ اللہ ان میں وہ لوگ رہیں گے جو اپنے وعدوں کے پورے ہیں اور غصے کے  
 متحمل اور بلا پر صابر اور اللہ سے خائف ہیں آٹھویں جنت کرسی پر اس کے نام میں اختلاف ہے بعض کہ نزدیک دارالجلال

بہشتی بہشت میں

بہشتی بہشت میں

بہشتی بہشت میں

نہایت شہادت

عورت

نہایت شہادت

نہایت شہادت

اول بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا نام جنتہ المکثبہ ہے اور مولانا فیض الدین محدث فرماتے ہیں کہ یہ عقداوین اسکا نام  
 مقعدہ الصدق ہے اہل تقویٰ کے لیے موضوع ہے اسی بہشت میں خدا کا دیدار ہوگا حدیث میں ہے کہ جنت میں منازل اتنے ہیں جتنی قرائن  
 آیتیں اور درجات اتنے جتنے آسمانے حسی ان درجوں میں جو سب اسکا نام وسیلہ ہے حضرت صلعم کے واسطے مخصوص ہے تمام آیتیں  
 ہر ایک میں سید کو طلب کے لیے چنانچہ اذان کے بعد دعائیں کہتے ہیں ات محمد بن ابوسیدہ رضی اللہ عنہ صاحب اسکا وزیر کا حکم رکھتا ہے اور جنت کے  
 یا قوتی میں تبارون کی طرح رشون اور اس میں ابواب شمار ہیں کسی دروازے سے نمازی داخل ہونگے کسی سے روزہ رکھے گی سے جمادی  
 کسی سے اہل اتفاق صحیحین میں ہے کہ صدیق اکبر نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ہوگا کہ ہر دروازے سے بلایا جائے فرمایا ہاں مجھے میرے  
 کہ وہ شخص تو ہی ہو طبری میں روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جنت میں مقبورین اور انجملہ ایک قصر موتی کا چار سین شہر گھر ہیں یا قوت کے  
 ہر گھر میں شہریت زمرہ کے ہر بیت میں تخت زرنگار تخت پر شرف زرنگارنگ اور تاجدار ہر فرش پر سردار لے چہ میں ہر بادے پر  
 شہر قسم کے کھانے ایک بندہ مون کو اتنی قوت ملیگی کہ ان سب کو کھائے گا جس جنت میں نفاس ہیں بے شمار اور انجملہ جن صفا بے خاکہ کہ انہیں  
 درخت ہیں تقری اور طلالی انکی شاخیں بے خار اور بے ترخان اور ایک درخت ہے کہ سوسیس کی راہ تک اسکا سایہ دراز ہے اور ایک درخت ہے  
 طوبی نام اسکی شاخیں بہشت میں تمام سایہ کیے ہیں ان درختوں میں طرح طرح کے میوے ہیں صورت میں مشابہ خاصیت میں متفاوت  
 جس شاخ سے جو میوہ آئے اسے فی الفور آئینہ و سر لگے جب کسی کی غیبت ہو شاخیں جھکے پھر ان انجملہ چار نہر میں ہیں ایک ٹیٹھ بانی کی  
 دوسری ٹیٹھ خالص کی تیسری شرب خوشبودار کی چوتھی شہد کی حضرت انس سے روایت ہے کہ بہشت میں ایک نہر ہے بیان نام اس پر  
 ایک شہر تھا ہر حران کا آئینہ شہر اور دروازے ہیں رونقہ کے و علی ہذا القیاس اور نہر لون نہر میں ہیں انجملہ تین چشمے ہیں ایک  
 کا نور کا دوسرا زنجبیل کا جسکو سلسبیل کہتے ہیں وہ گرم ہے تیسرا تسنیم کہ ہوا پر حلق ہر تفصیل اسکے مقدمہ کتاب میں مذکور ہے اور انجملہ  
 فروغ طرح طرح کے انپر پیل بوٹے منقوش و درختوں کے مابین آسانا فاصلہ سطح زمین و آسمان اور انجملہ لباس بقعد قامت ہر لباس  
 جو نہایت باریک ہر وہ لاپی کی طرح ہے کہ اسکا نام سندس ہے اور جو نہایت صفت ہے وہ طلحہ محمودی کے مثل ہے اسکا نام تمیرق اور ایک کپڑا  
 حریر نہر شہم کا ہے اور انجملہ کھانا پانی جتنے رکھایا جائے سب ختم نہ کبھی ختم ہونے کا کام دنیا میں فصد بول و بار سے دفع ہوتا ہے وہاں بوق  
 مغربہ و ارفع معطر دفع ہوگا اور انجملہ شرب و کباب نہا سہلین ہر سحر تاہر اور نہ آہلین یک ہوتی ہے عبد اللہ ابن سعد سے روایت ہے کہ اہل جنت  
 پر ندون کو دیکھنے کیلئے اگر آجاتا ہے غریب کر نیکی فی الفور کباب ہو کر آجایا گا اور انجملہ ازواج حیف اور چکر و سایر عورتیں پاک ہونگی گریہ  
 و قسم میں ایک وہ جو بے شوہر یا ضعیف سر میں مرن یا عورت کو دنیا میں اسکو چند شوہر کرنے کا اتفاق ہو آیا وہ چند عورت کہ ایک شخص  
 کے نکاح میں آئیں پس انہیں جس سے محبت زیادہ تھی اور شہتی ہو تو ہشتی مرد کو ملے گی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت سے پوچھا  
 دنیا کی عورت افضل ہے یا جنت کی عورت یا دنیا کی عورت اسلئے کہ صوم صلوٰۃ کے باعث دنیا کی عورتوں کے منہ اور بدن چمکتے ہونگے اور  
 حور دن کے رنگ سفید دوسری عورت کی صفت قرآن شریف میں لکھی طرح پرند کو کہ ہر سقد رشون میں کہ انکے ساق کی سفیدی  
 شہرہ کپڑے کو چھوڑ رکھے اور ساق کی راہ استخوان کا منہ دیکھو پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر عورت کے زیور یا لباس دنیا میں ہے

پر تو پڑے سارا جہان روشن ہو جائے اور آفتاب کی روشنی مگر راور خشتی مرد کو بہشت کی عورت سے صحبت کا بھی اتفاق ہوگا  
ان اصحاب بخیرہ ایوم فی شغل فاکون یعنی بہشت کے لوگ آج ایک دھند میں ہیں باتیں کرتے ہیں عباس نے فرمایا امر اوشل  
انزالہ بکارت ہر جماع لیکن فراغت کے بعد پھر بارہ ہو جائیگی اور انزال بخرج سبج باماحت ہوگا از انجملہ خدام وہ تین قسم ہیں  
ایک ملائم کہ اٹیچون کی طرح اندر کا پیام ہشتیوں کو سناٹینگے اور ہشتیوں کا پیغام اندر کو پہونچائینگے دوسرے غلمان کہ وشل  
حور دن کے خلقت جہاں ہیں اور سب ایک عمر کے تیسرے مشرکون کی اولاد صغار کہ انکے حق میں حضرت نے دعا کی کہ خداوند  
یہ بگناہ مرے ہیں دنیا میں میری امت کے غلام تھے بہشت میں بھی اگر میری امت کا غلام بنا چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی از انجملہ  
نعمات طیبہ میں کہ تین قسم ہوں گے ایک یہ کہ طوبی کے پتے کے کھڑکڑائینگے اس کے بھونے سے اس میں الحان کی کیفیت چلیگی دوسرے  
بہشت کی حورین خوش ادائی سپنے مالک کی اوصاف بیان کرینگے لیکن یہ نذر شیطان نہیں بلکہ اندر کی تسبیح و تحمید  
ہوگی تیسرے ویدار آہی کے وقت بعض ملائم جس طرح اندر میں اور بعض انبیاء جیسے حضرت داؤد کو حکم ہوگا کہ اپنے رب کی تسبیح کریں  
اگر کسی تسبیح سے سانسین کو وجد پیدا ہوگا از انجملہ مراکب یعنی سواریاں کہ وہ دو اباباد رفتا تخت روان ہیں کہ صیون کی راہ  
طرقتہ امین میں طرکین از انجملہ ملاقات احباب کہ وقت ملاقات دنیا سے فانی کی حکایات اور واقعات فیما بین بیان کرینگے  
از انجملہ یہ کہ وہاں گرمی ہوگی نہ سردی نہ دن کی روشنی نہ رات کی تاریکی بلکہ ایک حالت ہو کہ قبل طلوع آفتاب ہوئی ہر شخص اپنے  
میں ہر کہ ختون کے قد ساٹھ گز کے حضرت آدم کے قد کے برابر ہوں گے اور تمام اعضا مناسب اس قد کے تاکہ بیہ دل نہ معلوم  
اور حضرت عیسیٰ کا سا کہ تیس برس کا تھا اور عورتوں کا سولہ برس کا اور نکاح حسن یعنی ہوگا اور نعمتہ داؤدی اور علم امربہی  
اور وقت ایولی اور خلق محمدی اور زبان عربی اور ہشتیوں کی دائرہ منہ ہونگی ہاں سر پر بال ہونگے مگر حضرت موسیٰ کی  
دھارہ جی نان تک دراز ہوگی اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ حضرت آدم اور حاتم انس کے بھی دائرہ منہ ہونگی اور زمان ہشتیوں  
کے عربی ہونگی اور وہاں کوئی شخص بہ کنیت پکارا نہ جائے مگر حضرت آدم کہ آپ کی کنیت ابو محمد ہوگی اور عام ہشتی کشاف یعنی  
بول و ہزارہاں حدیث لعاب دہنی آب مینی چرک گوش چرک بدنی سے پاک ہونگے اہل آباد و دیار یوں طاہری اور باطنی سے  
پاک اور محفوظ رہینگے بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ جب ہشتیوں کو انسانی برس بلام گزرینگے تو بڑا ہوگی کہ اسی بندہ وہم حور و تصور سے  
مشغول ہونے اور میرے ویدار کو بھول گئے یہ آواز سنتے ہی ہشتی وجد میں آینگے ارشاد ہوگا کہ کل علی الصبح جمعہ کے دن  
در اجمال میں حاضر ہوں سب حاضر ہونگے ایک میدان بنی ووق میں کہ خبت اعلیٰ کے اوپر چار اور عرش مطہ کے نیچے جڑاؤ  
کرسیوں اور شک و خیر کے ٹیوں پر علی قدر المراتب شعلہ لے جائینگے کھانے لایہ پانی خوشگوار لیاگا اور لباس نفیس پہنے ہوئے  
ملنے کو عنایت فرمائینگے اور شراب طور عطا کرینگے پس حجاب تھ جائے گا نام حاضرین حال بالکمال سے مسرور ہونگے اور بد کے مثال  
پیچون اور بچکون اور بے شبہ بے نون دیکھینگے خبت کے سارے نعمتیں جو لینگے اور خلعت رضاضی اللہ عنہم  
اور ضوا عنہ پینگے اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ یہ ویدار بعضوں کو انشون دن جمعہ کہ ہوگا اور بعضوں کو ہر روز ایک بار

بہشت

بہشت

بہشت

بہشت

بہشت

بہشت

بہشت

بہشت





بیشک کوئی بصورت بندہ اور پیچہ اور کوئی بصورت سب و گدگ اور کوئی بصورت مور و مار اور کوئی بصورت موش و غیرہ حدیث میں  
 وارد ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے نام کی صورت پر بنی آدم کو پیدا کیا ہے اسی واسطے کہ ان کو بصورت شیطان داخل و دفع کر سکے یہ اہل ایمان  
 کی نسبت بڑی بشارت ہے اس حدیث میں ان سے واضح ہوا کہ اہل ایمان بسبب عصیان داخل نیران ہو گئے لیکن نہ ان پر مسخ طاری  
 ہو گا نہ غلاب جاسی نہ ان کو چھٹکا رہے نہ خلو ذمار ان کا داخل اطمینان و رقت حال کے واسطے ہو گا نہ کہ قرب الہی کی استعداد پیدا کریں  
 جس طرح زرگز کو ٹھہرے میں ڈالتا ہے کہ اس کا سبب داخل ہونے لگے جو اور انسان داخل ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دور سے مار کو دیکھا جب  
 نزدیک آئے تو نور نظر آیا اسی طرح اہل عصیان نیران میں وہی دیکھینگے کہ اہل ایمان جنہاں میں حضرت یونس علیہ السلام بربطاب ہوا  
 چھلی کے پیٹ میں قید ہوئے طاعت سابقہ شفع ہوئی اہل کیا برکات مصل کے سبب و دفع میں شہینکے توحید الہی کی نذر غنہ و  
 نذر کی اہل تحقیق نے فرمایا کہ اگرچہ ظاہر میں ایمان داخل نہ ہو چھتیت میں یہ مار گھڑا ہے و کیونکہ زمان مصر کہ جمال یونی کے  
 مشاہدے میں کس قدر متوجہ ہوں کہ ان کے ہاتھ تک کئے مگر الم دلال سے بخیر میں اسی طرح اہل ایمان تجلیات الہی کے  
 انظار سے میں استعداد خود رفتہ اور بخود ہونگی کہ مار اور نکال سے بخیر ہو جائیگی لو کانت اجمتہ بدون جلال و صلاہ نوادیاہ و  
 لو کانت الناریع جلال و صلاہ فوا شوقاہ اسرار الفاتحہ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزار ہا جنتی  
 ہوئیں مگر ایک حاجت کہ آپ نے عرض کیا کہ خداوند اقیامت کے دن امت کا حساب میرے ہاتھ رہے ارشاد ہوا کہ مقصود  
 جیسے یہی کہ تیری امت کی برائیوں پر کوئی آگاہ نہ ہو تو میری حمد میں جو چاہتا ہوں وہ تجھ کو معلوم نہیں اگر تیرے دوسرے امت کا  
 حق مقرر ہے تو تجھ کو ادا کی قدرت نہیں اور اگر امت کے دے پر تیرا حق مقرر ہے تو ان کو ادا کی قدرت نہیں اس صورت میں  
 مناسب ہے کہ ان کا حساب میرے ہاتھ رہے دے کہ اگر میرے دے پر ان کا حق ثابت ہے تو بشت شیت میری آن ہے میں ان کو دے گا  
 اور اگر ان کے دے پر میرا حق ثابت ہے تو رحمت اور مغفرت میری شان ہے میں ان کو دے میں رحمت میں لو گناہی حسب صلی اللہ  
 علیہ وسلم مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تیری امت کو میں رحمت کا نقد نہ دیتا قیامت کے دن ان کا حساب لیتا تیری امت  
 کا حساب اس عنوان پر ہو گا کہ جیسے پدر مرہاں اپنے پسندوان سے بائیں کرتا ہے حالانکہ باپ خوب جانتا ہے کہ جو بچے کے ہاتھ  
 میں ہے سچ گستاخ کرنے کو دیکھتا ہے یہ کیا ہے تیرے ہاتھ میں اہل لطائف نے فرمایا کہ نبی اور امت میں نسبت واحدہ ہے کہ وہ نبی اس  
 امت کا نبی ہے اور یہ امت اس نبی کی امت ہے ہر گاہ کہ نسبت واحدہ اتنی رحمت کو تقضی ہوئی کہ اپنی اولاد و اخلا پر نبی نے  
 امت کو اختیار کیا ہے کیا کہنا چاہیے جہاں نسبت متعددہ ہوں کہ وہ بدون میں اور اند میں متحقق ہے جیسے خالقیت مخلوقیت  
 لا وقتیت نزدقت ربوئیت ربوئیت محبت مجبوت وغیرہ شہین تو بطریق اولیٰ تقضی رحمت پر مدد کا نسبت بامت گناہ متحقق نہیں  
 اب گویا اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو نے اپنی اولاد و اولیت کی شفاعت بمقتضائے شفاعتی لایل الکلیا  
 من المؤمنین اختیار کی میں نے تیری امت کو اپنی رحمت دے دی اگر تو ان کو دوست رکھتا ہے کہ وہ تیری امت میں ہیں کیونکہ ان کو  
 یہ بخشنے کا وہ میرے مطیع و اخلاص میں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر خداست سبحانہ و تعالیٰ تو باکیا بخیر و رحمت

اہل ایمان  
 نیران

شمارے اللہ اہل حق فی قاسم لا یعلیون پڑھتا ہے اور ہر چند تیری ہمت کجگو نیز اور خفا کرتی ہے تو میں با صبر و رحمت غیر متناہے اگر کلمہ تیرے  
 ورجح غفور فرماتے لوگوں تو کیا پسیدہ قصہ عمدہ شفاعت کہہ رہی ہمارے حضرت کو ملا ہے اور شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ کامل کا کامل  
 پھیل جاوے اور اپنے ناقص اتباع کو اپنے میں لے لے اور اس کا نقصان اسکے کمال میں پورا ہو جاوے اور مدار شفاعت کا دو چیز  
 پر ہے اول نفس کامل کا کمال پھیل جانا کہ برزخ قیامت محض اللہ تعالیٰ کی غنایت بیغایت سے وعدہ کیا گیا ہے اس بسط اور احاطہ  
 و تہنسی کو شریعت میں اذن اور حکم کہا ہے و در شریعت ناقص لوگوں کا اہل کمال کے تابع ہونا کہ بغیر ایمان اور صحت عقائد کے محال ہے اسکو  
 کہا ہے کہ کافر ضائق کو شفاعت نہیں ہے نہ بایا حقیقہ استاد الا تانی تفسیر الغزیری اب واضح ہو کہ مذہب اہل سنت جماعت میں  
 شفاعت پیغمبروں اور مقبولوں کی گنگاروں کے حق میں اگرچہ فاعل و متکلم کبیرہ ہوں اور بلا قیومہ مرے ہوں ثابت ہے  
 کہ بعضے جیسا کہ سبب شفاعت کے بہشت میں جائینگے اور بعضے باوجود ثابت ہوجانے اس بات کے کہ دوزخ کے مستحق ہیں بسبب عقائد  
 کے دوزخ میں نہ جائینگے اور بعضے دوزخ میں جائیں گے اور بعضے شفاعت کے محل کہ بہشت میں جائینگے اور بعضوں کے درجے بلند ہونگے انداز  
 اہل سنت فرماتے ہیں کہ الشفاعۃ حق یعنی یقیناً ہونے والی ہے موافق وعدہ خدا کے اور شفاعت شائعین کا انکار تو کیا تو قطعاً بھی نہیں  
 کفر ہے اور جو گفتگو اہل سنت اور معتزلہ اس مسئلہ میں ہوئی مع دلائل تفسیر کبیرہ وغیرہ میں مذکور ہے اس وقت میں فرقہ وہابیہ بھی مذکور  
 معتزلہ ہا ہے اسکو مولوی فضل رسول صاحب سیف اللہ اسلول نے تجویز رد فرمایا ہے جسکو منظور ہو فوراً النونین الشفاعۃ اشیائیں  
 رسالہ مختصرہ انکا ملاحظہ کرے تفسیر غزیری میں تفسیر کریمہ دسوت بیطیک بک قرطبی میں لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت  
 صلعم نے یاروں سے فرمایا کہ میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک کہ ایک ایک کو اپنی ہمت سے بہشت میں داخل نہ کروں اور اسی جگہ لکھا ہے  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ وسیلہ کو کہ نہایت بڑا مرتبہ ہے ہر چہ چینگے کہ ہر کسی مخلوق کو نصب نہیں ہوا کیونکہ حضرت بہر ذی قیامت  
 بنبر لوزیر کے ہونگے صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت آیات عذاب پڑھکر روئے اور فرمایا اللہم ابستی ابستی اللہ نے جبریل کو بھیجا اور سبب  
 گریہ سے پوچھا جبریل نے دریافت کر کے عرض کیا فرمایا اللہ نے یا جبریل تو جامعہ کے پاس اور کہ اس سے تم کجگو تیری امت کے  
 مقدمہ میں راضی اگر سینگے حسب قرآن مجید اور احادیث سے یہ بات ثابت ہے تو انکا لاسر کا بلاشبہ کفر ہے ولا تجوز الصلوۃ  
 خلف من بکسر الشفاعۃ کما فی البحر الرائق ساتویں جہا ونبس نفیس یہ بات دلیل شجاعت لانہا کی ہے کسی پیغمبر کو حاصل نہیں ہوتی  
 آخوان عالم وسیع کہ آتہ و ملک عالم کن لعلم اور کریمہ فادحی الی عبیدہ مادحی سے ظاہر ہے ہر جامعہ حلق حسنہ خرا و عقلا محمود تھے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں وجہ کمال تھے شلاعقل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مرتبہ تھا کہ تمام عالم کی عقل اسکے مقابلے میں ایک  
 ذرہ ہے چنانچہ وہب ابن نبیہ نے کہا ہے کہ میں نے اکثر کتابیں کتب شائقین سے دیکھیں سب میں لکھا ہے کہ اللہ صاحب نے  
 اہل اسے دنیا سے تاقیام قیامت سب آدمیوں کو اپنی عقل دی ہے کہ مقابلے عقل رسول مقبول ایک چوٹی لنگری سنگریوں  
 دنیا سے کما رواہ ابو نعیم فی احلیہ وابن عساکر تبار و حضرت شیخ شہا بلدین سہروردی نے عراون والمعارف میں ایک نمبر سے  
 روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے عقل کے سوا حصے فرمائے نہ تو حصے حضرت صلعم کو غنایت فرمائے اور ایک حصہ تمام مخلوقات تفسیر فرمایا اور

شفاعت کبیر  
 مخصوص حضرت  
 غلام الدین صاحب



جس کی ہر حرکت کی روانی کی باتیں دریافت کرنا ہودہ کتب سیر اور تواضع خوب خور و نامل سے مطالعہ کرے اور حلم و عفو مع القدر اور صبر پر کدہ کر یہ خدا غفور وافر المعروف و اعرض عن الجاہلین سے ظاہر ہو یعنی خوب کر معاف کرنا اور کہ نیک کام کو اور کثرت کر جاہلین سے اسی طرح و اصبر علی ما اصحابک ان وک من غم الامور کہ اس سے صبر کیا نکلتا ہے چنانچہ آنحضرت کا یہ حال کہ جو کوئی حضرت سے بدخولی کرتا تھا اور بے ادبی سے پیش آتا تھا اس سے درگزر فرماتے تھے کافر دن نے خاص مکہ شریف میں کیسی کیسی شر ترین کہیں لیکن ان کے لیے بدعا نہ فرمائی اس قدر فرمایا اللہم غفر لقوی فانہم العلمون اور جو دکر م و سخا کا یہ حال کہ ہرگز کسی سائل کو بے نیل مرام و پس نہ کرتے تھے اور گھر میں حضرت کے رات تک درہم و دینار نہ رہتا تھا اگر اگر ایسا نہ دے جاتا اور کوئی مستحق نہ آتا تو آنجناب دولت خانہ میں تشریف نہ لجاتے تھے جب تک کسی سختی کو عطا نہ کرتے اور عطا یا جو خیر و سہا زان ہو بہن و انما بغشت الا تم کلام الاخلاق شاید م اور حسن ادب یہ تھا کہ اپنے دوستوں کا نہایت اکرام فرماتے اور ان کی مجلس میں پیر نہ پھیلاتے اور وقت تنگی مجلس سٹ کر حکمہ فراخ فرماتے اور اپنا زانو ہشتین سے کھجوں آگے نہ بڑھاتے اور ان کے ساتھ ان کے باغون میں تشریف لے جاتے اور نسیافت کھاتے اور ہمیشہ سب کا حال پوچھتے رہتے جو کوئی بیمار ہوتا اس کی عیادت اور جو کوئی سفر میں ہوتا اس کے واسطے دعا کرتے اور جو دم جاتا اس کے حق میں انامہ وانا الیہ راجعون چہ کہ دعا فرماتے اور جس کو جاتے کہ آزرہ ہو گیا ہر اس کے گھر پر تشریف لے جاتے اور ان کی ملاقات کے واسطے جب چلتے تو تزیین و تہجیل لباس اور شانہ وغیرہ سے فرماتے اور سب لوگوں سے تازہ رو رہتے اور توانا و توان کو صدق قول میں برابر جانتے اور کسی کو اپنی پشت پر چلنے نہ دیتے اور سواری میں کسی کو پیادہ پانہ لے جاتے یا سوار کر لیتے یا ارشاد فرماتے کہ تو آگے جا ہم بھی آتے ہیں اور جو کوئی حضرت کے پاس جاتا تو اس کی تکریم کرتے اور اپنے کپڑے بچھا دیتے اور کبیرتے اور جب ناز میں ہوتے اور کوئی آجاتا تو ناز کو سب فرماتے اور اس کی حاجت دریافت کر لیتے اور اپنے خادم اور غلام اور لونڈی کو ماکول اور شرب میں اپنے برابر رکھتے اور خود خادم اپنے کی خدمت فرماتے اور جو کچھ اصحاب اور خادم آپ کے کام کرتے آئین شریک ہو جاتے اور ان سے زیادہ کرتے اور جیسا اور وقار کا یہ مرتبہ تھا کہ دختر ناکندہ سے بھی زیادہ شرماتے تھے عن ابی سعید اخدری قال کان رسول اللہ شاماً حیاً الرحمن فی حذر ہا و قال علیہ رضی اللہ عنہا ما ریت نرج رسول اللہ قط اور جب حضرت کو کوئی شخص یکن بیکہ دیکھتا ہیبت میں آ جاتا اور جو محبت میں رہتا عاشق ہو جاتا اور جس مجلس میں بیٹھتے تو سب اہل مجلس چکے بیٹھے رہتے اور جب خاموش بیٹھتے تو وقار تھا اور جب باتیں کرتے تو خوبی اور تازہ رونی اور زہد یہ تھا کہ اپنی خواہش سے فقر اختیار کیا اور بیت المال سے کچھ سواے قوت کیا اور اپنے عیال کی نہ لیتے تھے اور جو لیتے تھے تو ازراں چیز تلاش کر کے لیتے جس طرح خرے اور جو اس میں بھی انبار جاری تھا اہل بیت آپ کے قبل انقضاء سال محتاج ہو جاتے تھے اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جب وفات ہوئی تو زورہ آپ کی ایک یہودی کے پاس گروی تھی اور شفقت اور رافت اور رحمت تمام خلق پر یہ تھی کہ مارسلناک الارحۃ للعالمین اس پر گواہ ہے اور امانت اور صدق ایچہ کا یہ حال تھا کہ مخالفون اور دشمنون نے بھی حضرت کا نام امین رکھا چنانچہ حجر اسود کے رکھنے میں

جہاں حضرت

جہاں حضرت

حکم کیا اور ابوسفیان نے ہر قبل بادشاہ سے کہا کہ ہم نے کعبہ کو جو جنت سے تہمت نہیں کی اور ابوجہل باوصف اس عداوت کے کہتا تھا کہ ہم تم کو نہیں جھٹلاتے ہیں لیکن جو تم خدا کی طرف سے لائے ہو گا قال اللہ لا یذنبکم ولكن الظالمین بآیات اللہ محمد و آلہ اور یہ تو خوب روشن اور ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا جب تک اسکے مالک نہ ہوے یا نکاح میں نہ لائے یا ذمی حرم محرم کا اور عدل اور انصاف حضرت کا ایسا نہیں ہے کہ اسکے بیان کی حاجت ہو اس کتاب سے پیدا ہو اور سلاطین عادلین کا دستور العمل یہی طرح عادات ضروریہ باحاطات میں معتدل واقع تھے مثلاً کھانا بقدر ضرورت کھاتے اور وقت فاقہ شدت جمع سے پیٹ پر تھیں ہندو تھے اور ہمیشہ بزم اللہ کے سیدھے ہاتھ سے کھاتے اور ایک کنارے سے کھاتے نہ کہ بیچ سے اور فرماتے البرکۃ شریط الطعام فکلوا من حافیئہ ولا تاكلوا من وسطہ یعنی برکت اُترتی ہی میان طعام میں سے کھاؤ کنارے سے اور نہ کھاؤ درمیان سے اور قبل طعام اور بعد طعام ہاتھ دھوئے اور جب کھاتے تو سب کچھ چھو کھاتے اور کھانا اٹھایا جاتا تو فرماتے الحمد للہ الذی طعمنا وسقانا واروانا وجعلنا مسلمین اور ہم یہ کہوت بہت رکھتے اور دعوت کا کھانا کھاتے اور صدقے کا کھانا کھاتے اور جو کوئی بدیہی جیتا تو حضرت اسکے مقابل میں تبراس سے غایت فرماتے اور کھانے کو عیب کرتے اگر غیبت ہوتی کھاتے در نہ ترک کرتے اور تین انگلیوں سے کھا کھاتے اور بغیر انگلیاں چاٹتے تھے اور شیرینی و شہد سے آپ کو غیبت بھی پانی پیو کہ پیتے تین مرتبہ میں اور شیرین اور سرد پانی حضرت کو خوشگوار تھا اور جب سوتے تو دھڑکی کر دیتے تاکہ نیند نہ آئے اور انکھیں حضرت کی سوتین اور دل جاگتا رہتا اور جب سو جاتے تو آواز دم لینے کی سنی جاتی تھی مگر خراٹا کبھوں نہ ہوتا اور اکثر مستقبل قبل کہن دست تحت اخدر کہ آرام فرماتے اور فرماتے رب تنی غذا یک یوم تمبث عبادک اللهم باسمک اموت و احيی اور جب جاگتے تو کہتے الحمد للہ الذی احيانا بعد الاماتنا والیہ النشور اور بہترین جامہ آپ کے نزدیک قمیص تھا اور جامہ سیر سے مسرور ہوتے تھے اور عامہ بھی باندھتے تھے اور دونوں شانوں کے بیچ میں شلہ چھوڑتے تھے اور خوشبو سے بہت خوش ہوتے اور بدبو سے ناخوش اور سر نہ اٹھا کہ اعلیٰ قسم سر کی ہر بعد و طاق رات کو استعمال کرتے تھے اور کبھی حالت صوم میں بھی لگاتے تھے اور روضن زیت وغیرہ سر اور دھاری میں ملتے تھے اور آمینہ دیکھتے اور مسواک کرتے تھے اور حال وضع عبادات و دیگر احوال و انفعال سوا السعادت اور بجزہ المحافل وغیرہ کتب مسطورہ میں ملاحظہ کرنا چاہیے تو ان عرفان پلے سرے کا کہ قرب اتم سے ظاہر ہے کیونکہ جب قدر قرب زیادہ معرفت زیادہ اور صبر طریقت قرب کے کمنہ دیدہ عقل سے نہیں معلوم ہوتی اسی طرح عرفان اتم کی حقیقت دریافت نہیں ہوتی و سوان منصب قضا گیا جو ان منصب فتویٰ باجوہ<sup>۱۳</sup> منصب اجتماع تیرہ جو ان منصب احتساب کہ ان چاروں کے قواعد اور جزئیات کتب حدیث میں مصرح ہیں اور قاضیوں اور مفتیوں اور مجتہدین کے دستور العمل میں جو وہ جو ان عمدہ قرأت کہ قرأت قرآن سبعہ سے واضح ہے پندرہ جو ان عالم میں سب سے پہلے پیدا ہونا چاہئے کہ نفسی نظم اسرار و شرح و دریا تقرب میں معنی ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ الیہ یؤمنون علی ہر نفی علیہ السلام سے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں روایت ہے کہ جب الارادہ الہی ایجاد موجودات سے متعلق

ہوا تو اللہ نے صورت عالم قائم فرمائی اور اس وقت حضرت خالق عز و جل نے ملکوت اور وحدانیت جبروت میں مجھے بعد اس کے ایک نورانی ذات سے نکالا کہ وہ نور بصورت میانہ مجسم ہوا وہ صورت ہمارے حضرت کی تھی پھر اسے ارشاد کیا انت المختار

المختب وعذک مستودع نوری وکنوز ہدایتی من اجلک بسط البطحار وارتفع السمار واجعل الثواب والعقاب واجتہ والتمار پھر بعد ایک مدت کے عالم بنایا اور زمانہ پیدا کیا اور پانی نکالا اور کھٹ کو جوش دیا چنانچہ بیان اس کا مقدمہ کتاب میں لکھا گیا اس سے واضح ہوا کہ روح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل وجود جسمانی متصف بہ نبوت تھی اور بعد وجود و ظهور فی عالم اجساد میں موصوف بہ نبوت ہوئی اور بعد وفات بھی حلیہ نبوت سے آراستہ ہی اور درود و امتون کا بخوبی پہنچتا ہی اگرچہ جسم شریف بھی تصرفات زمین سے محفوظ ہی اگر کوئی ناہم کہے کہ جب سبہ کل کائنات کا نور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوا تو خاک اور سگ اور کافر بھی اسی سے ہوئے حالانکہ جس ہین اور اسین قباحت صریحہ لازم آتی ہے سو رفع اس تردد کا یون ہوتا ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اصل جمیع اشیا کا ہی مگر احکام اور آثار فرود کے اصل پر جاری ہونا واجب نہیں ہیں جس طرح خاک کے اس سے سبزہ و شجر و دانہ اور گوشت حیوانات وغیرہ پیدا ہوئے ہیں اور یسب انسان کی غذا ہیں اور وہی غذا پشت میں نطفہ ہوتی ہے اور مشائے میں بول اور عروق میں خون یعنی ہر مقام میں احکام جدید ظاہر ہیں اور خاک جلد آثار اور احکام سے پاک ہے اسی طرح نہ ہر ماہورتین نکلتی ہیں کہ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آثار فرود کی اصل پر جاری ہونا پابین جاتا ہے ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد کہ فرق مراتب نہ کنی زندیقی است حاصل ان پندہ مکالمون میں کوئی اور نبی علیہ السلام حضرت سرور کائنات علیہ التحیات والصلوۃ کا شریک نہیں ہے اسی طرح اور کمالات غیر مشترکہ بھی ہیں جس طرح تمام جماعتی کا تہ انا اور احکام کا ہونا اور عرق بدن سے مشک کی خوشبو آنا اور نفل شریف کا ہر رنگ بدن ہونا اور آگے پیچھے اندھیرے اُجالے میں برابر دیکھنا اور زمین کا وقت قضاے حاجت سمجھنا اور بول اور غایط کافی الفور غائب ہو جانا اور اس مکان سے مشک کی خوشبو ظاہر ہونا اور اثر فضلہ زمین پر نہ دیکھنا اور رختون پیدا ہونا اور ثبات برید بطن ہمارے نکلنا اور وقت تولد سجدہ کرنا اور انگشت سببہ جانب آسمان اٹھانا اور کلمہ بڑھنا اور فرشتوں کا مدد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملنا اور اسباب سے باتیں کرنا اور حرارت شمس میں ابر کا سایہ کرنا اور درختوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہونا اور بدن اور کپڑوں کا مکھی سے محفوظ رہنا اور تندرست رکوب مرکب کا بول اور باز نہ کرنا اور مرقہ شریف پر ایک فرشتہ مقرر ہونا کہ جو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے وہ حضور میں پہنچا دے اور اعمال کے ہر روزہ عرض کیے جانا اور اپنی امت کے واسطے اعمال پر پیکر تنقار فرمانا اور حضرت حق کا انجناب کی عمر کا قسم کھانا اور میراج میں باروح جسد آسمانوں پر تشریف لیجانا اور خدا سے پاک کو بخیم سر دیکھنا اور کافروں سے فرشتوں کا کرنا اور ہر فرد حشر اول قبر سے اٹھنا اور اول بیہوشی سے افاقہ پانا اور اول ہزانوے ادب شفاعت کے واسطے ردیروے حضرت مالک الملک کے بیٹھنا اور اول مافون شفاعت ہونا اور اول خاکسای کا سجدہ کرنا اور اول سر سجدے سے

۴  
یعنی تمہارا ربانی  
یعنی ایک ایک فرشتہ  
میرا دلانت ہوا کہ  
یعنی جس کے لئے ہر رنگ  
یعنی کوئی نہ ہو کہ  
اور اول درختوں  
یعنی اور فرشتوں کا



آسمان اور اول زبان شفاعت کھونا اور اول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مقبول ہونا اور اول سب اہل محشر سے  
 اپنی امت مرحومہ کے ساتھ صراط سے گزرنا اور اول دروازہ بہشت کو خلیش دینا اور کھٹ کھٹانا اور اول آپ کے واسطے دروازہ  
 بہشت کا کھولا جانا اور اول بانقرا است بہشت میں داخل ہونا اور لواحد کا ہاتھ میں لینا اور سب انبیاء کا پس رو ہونا اور اول  
 دیدار حق سے مشرف ہونا اور مرتبہ وسیلہ یعنی وزارت کا حاصل کرنا کہ ان کمالات میں بھی کوئی پیغمبر حضرت صلعم کا شریک نہیں ہو  
 صرف ایک مرتبہ شہادت کا باقی رہ گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود حاصل ہوا اور بلا واسطہ ممکن نہ تھا اس واسطے  
 حکمت الہی نے چاہا کہ یہ کمال کسی قریب کے واسطے سے حضرت کے کمالات میں لمبا سے سو سے دو سو ہو جو تھے اس شہ کے  
 منیر اور کبریا غیر انہیں بڑے چھوٹے تھے ان سے شبیر ہو ہو ان میں تھی تصویر نبی مکس پذیر ہو یعنی تھے صورت و تنی  
 میں محو کے نظیر بہر تکمیل کمالات نبی کام آئے ہو درونوں نے خلعت پر خون شہادت پائے ہو اور شہادت و قسم تھی ایک شہادت  
 تھی اور دوسری حلی اور ظاہر ہو کہ غیب کو شہادت پر اور خفیہ کو علانیہ پر تقدم ہو اور سر بطور اجمال ہو اور علانیہ شہادت تفصیل اس واسطے  
 حضرت امام حسن بطلان کبر علیہ السلام مخصوص لشہادت علانیہ تاکہ تقدم میں اس بطلان بھی ہاتھ سے بچاے اور طور شہادت  
 بعد مرتبہ غیب اور وقوع تفصیل بعد اجمال صورت پذیر ہو اور ہر گاہ کہ شہادت ستر عبارت پر تشید کی سے تھے اس سبب سے  
 وحی الہی اور حدیث حضرت مصطفوی اور اشرف جناب مرقضوی میں اس کا کچھ اثر نہ پایا گیا بلکہ بیان تک کفایت نمود ہوا کہ یہ حادثہ  
 حضرت امام حسن کی بی بی کے ہاتھ سے حادث ہوا کہ علاقہ محبت سے تھی نہ عداوت سے اور چونکہ شہادت جلے کی بنا شہرت  
 و اعلان پر تھی اس لیے قبل وقوع واقعہ وحی سماوی اور زبان نبوی میں بالحدین زمان اور مکان بھی وارد ہوا اور حضرت امیر  
 نے بھی خبر دی اور بعد وقوع واقعہ ایسے آثار راضی اور سماوی اور غیب و شہادت ظاہر ہوئے کہ جو کمال اشتہار اور عبادت  
 نہایت اظہار واقع ہوئے تاکہ جملہ حاضر و غائب اس واقعہ سے خبر دار اور ہر ایک قریب و بعید اس نعم سے واقف کار ہو جائیں  
 بلکہ مقصود حقیقی اور مطلوب اصلی یہ ہو کہ غم و الم اس کا پائدار رہے اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود شہادت نہ ہوئی  
 اس کا سر یہ تھا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرکز میں شہید ہوتے تو کہ شہادت اسلام لازم آتی اور بڑی خرابی واقع ہوتی  
 و کیونکہ جنگ احد میں شیطان مردود نے بصورت جمال ابن سرقہ متشکل ہو کر بالکل جھوٹو کہہ دیا تھا کہ لا ان محمد قد قتل  
 کیسی پریشانی پڑ گئی کہ تمام فوج متفرق ہو گئی پھر مطابق واقعہ میں معاذ اللہ کس طرح کی خرابیاں متصویر تھیں اور اگر حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ اور دفنہ شہید ہوتے جس طرح حضرت عمر اور عثمان اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تو اس طرح  
 کی شہادت میں شہرت اور اعلان نہ تھا بلکہ شہادت کا اثر ناتمام رہتا کیونکہ نامی شہادت کی یہ کہ مارا جائے حالت غربت  
 و کربت میں اور بڑے جائیں اسکے گھوڑے اور ڈالا جائے اس کا بدن زمین پر اور شہید ہوا اسکے ساتھ جماعت کثیرہ  
 وغیرہ اور اقربا سے اور مال اس کا لوٹا جائے اور عورتیں قید ہوں اور یتیم لوگ گرفتار ہوں اور یہ حد سے سب صرف  
 خدا ہی کے واسطے ہوں اور وہ شخص نبی سبیل الدریہ سب معیتیں گوارا کرے اور چونکہ قبل بیان شہادت میں اول بیان بیچ

میرزا حسن

۹

فضائل حسین علیہما السلام ضروری ہے اس لیے بیان کرتا ہوں کہ اول تو یہ دونوں صاحبزادے حضرت کے بیٹے تھے قطع نظر اس کے کہ بیٹی کا بیٹا فرزند کے حکم میں ہو چنانچہ حضرت فرماتے ہیں کہ حسن و حسین دونوں میرے بیٹے ہیں امام احمد اپنی سند میں علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب پیدا ہوئے امام حسن تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بولے دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہے تم نے میں نے عرض کیا حرب یعنی جنگی حضرت نے فرمایا بلکہ اسکا نام حسن ہے پھر جب پیدا ہوئے حسین فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہے تم نے میں نے عرض کیا حرب فرمایا بلکہ حسین اسکا نام ہے پھر جب پیدا ہوئے محسن فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہے میں نے کہا حرب فرمایا بلکہ محسن اسکا نام ہے پھر ارشاد کیا کہ میں نے دیکھے نام اولاد ہارون علیہ السلام کے ناموں پر رکھے ہیں کہ جبرانی بن شبر اور شبیر و شبیر بن خاندہ اول حضرت علی مرتضیٰ نے موافق عرف اور عادت عرب کے ایک رئیس عرب کے نام پر نام رکھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل دیے تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر بدین کے ناموں پر نام رکھنا چاہیے تو رئیس جاہلیت کے ناموں پر ولید اسچر ولایت آپ نے اپنے بیٹوں کے نام خلفا و ائدار اور صحابہ عالی مقدار کے ناموں پر یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان اور عباس وغیرہ رکھے اور اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حضرت محسن رد ہر دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح وسلم پیدا ہوئے تھے بالجملہ اس تقریر سے مبنا ہونا حضرت حسین علیہما السلام با حسن و جبر ثابت ہوا دوسرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن و حسین سردار ہیں بہشتی جو انوں کے اور فرمایا کہ جس نے حسین سے محبت رکھی اس نے مجھے رکھی جیسے اُسے عداوت رکھی مجھے رکھی اور چونکہ دوستی رسول بعینہ دوستی خدا ہے اور دشمنی بھی اسی طرح جس دشمن کی محبت محبت خدا ہے اور عداوت اُنکی عداوت خدا اور نتیجہ محبت جنت اور نتیجہ عداوت دوزخ اور بنجاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حسن و حسین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے اور جناب امیر المومنین سے مشابہ تھے کہ چھاتی سے سر تک حسن مشابہ رسول تھے اور حسین سینہ سے قدم تک اس سے معلوم ہوا کہ ایک جان و دو قالب تھے اور دونوں مل کر گویا حضرت کی تصویر تھے اور گویا صورت حمیہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم دو حصے ہو کر مادہ خلقت و دونوں فرشتہ نبوت میں جلوہ فرما تھے اور جملہ صورت میں یہ دونوں صاحبزادے اشبہ تھے اسی طرح اخلاق و عادات میں بھی مشابہ تھے صحیح مسلم میں وارد ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور آپ کے پاس ایک کلمی سیاہ تھی سو حسن ابن علی آئے حضرت نے اُنکو کلمی میں لیا پھر حسین ابن علی آئے اُنکو بھی داخل کیا پھر حضرت علیہما السلام آئیں اُنکو بھی داخل فرمایا پھر علی ابن ابی طالب کترم اللہ وجہ آئے اُنکو بھی اُٹھا لیا پھر حضرت نے فرمایا انما یرید اللہ لیدہب عنکم الرجس ویطہرکم تطہیراً اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا حسن و حسین میری دنیا کے بیٹے ہیں مگر دین میں کل مراد اور ثمرہ فواد میرے باغ دنیا سے غیر حسن و حسین کے دوسرے انہیں ہے اور بھی ترمذی نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ یہ دو شخص یعنی حسن و حسین میرے دونوں بیٹے ہیں

اور میرے بیٹے بنی خدا وند امین اسکو دوست رکھتا ہوں تو بھی دوست رکھو اور انکو جو ان سے محبت رکھے بنی کشتا ہوں کہ دعا و رسول مقبول بلاشبہ مقبول ہو پس دوست رکھنا اللہ کا دوستدار حسین علیہما السلام کو تعین ہے اور ابوہریرہ سے ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ابوہریرہ سے فرمایا کہ میں حسین کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اسکو دوست رکھو اور دشمن رکھو اسکو جو انکو دشمن رکھے اور بھی طہرانی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص حسین کو دوست رکھتے ہیں اسکو دوست رکھتا ہوں اور جسکو میں دوست رکھوں اسکو خدا بھی دوست رکھے اور جسکو خدا دوست رکھے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور جو شخص حسین سے دشمنی رکھتے ہیں اس سے دشمنی رکھتا ہوں اور جسکا میں دشمن ہوں خدا اسکا دشمن ہوا اور جب خدا دشمن ہوا تو دنیا و آخرت سے نصیب ہوگی اور ہمیشہ عذاب میں رہیگا اس حدیث سے صاف نکلا کہ نیرید اور اس کے انصار اور اعدا و دشمنوں نے حضرت حسین کو شہید کیا بیشک دوزخی ہیں ولہذا لا یتوقف فی شانہ ولا فی اعدائہ والفساد اور ہر عسکر نے سوا بیک کی ہے کہ حسین کو برائے کہو کہ یہ دونوں اولین و آخرین جو انسان بہشت کے سردار ہیں اور ضیاء کونین سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا خوش خبری دی جسریل نے کہ حسین عرش کے دو گوشوارے ہیں اور کسی چیز سے معلق نہیں ہیں اور ابن عساکر نے انس سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی شخص مجلس میں کسی کی تعظیم نہ کرے مگر حسین اور انکی اولاد کی شیعہ ابو سعید ماوردی نے مناقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ یہ حضرت توقیر اور احترام سادات میں نہایت مبالغہ فرماتے تھے چنانچہ ایک دن مجلس واحد میں چند مرتبہ تعظیم کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے اور سب غائب ہوئے اہل مجلس نے پوچھا کیا سبب تھا فرمایا کہ ان میں ایک ٹرکا علوی ہے ہر گاہ میں اسکو دیکھتا ہوں تعظیم کے واسطے اٹھتا ہوں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخبار میں لکھتے ہیں کہ شیخ الامان پانی پتی بنا برار شاہ طالبین و درس شعلیں بیٹھے تھے اور افعال سادات کبھی آتے تو یہ حضرت اٹھ کھڑے ہوتے اور اسدم تک کھڑے رہتے کہ وہ لڑکے کھیل کود کے چلے جاتے لوگوں نے پوچھا اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ ان کی کیا مجال جو بیچارے اور اولاد رسول کھڑی رہے اور طہرانی نے مجمع کبیر میں حضرت فاطمہ علیہا السلام سے روایت کی ہے کہ میں حسین کو لیکر مرض موت رسول اللہ میں آئی اور عرض کیا یا نبی اللہ یہ دونوں تمہارے بیٹے ہیں انکو کچھ درشہ دیجیے فرمایا کہ حسن کو بہت و سیادت اور حسین کو جرات و سخاوت میں نے اپنی پادشاهی اور ابن عساکر نے بہت و حلم و غرور و محمد سہی بیان کیا ہے اور احمد و ترمذی نے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غلیظ پڑھتے تھے کہ حسین تشریف لائے اور پاسے مبارک اسکا بھلا کہ اندیشہ کرنے کا ہوا حضرت نے دیکھا تو فرمود شفقت سے غلیظ چھوڑ دو ورنہ کو گور میں اٹھا لیا اور فرمایا صدق اللہ و رسوله انا امراکم و اولادکم فتنہ اس مقام سے شفقت حضرت دیکھا جاتا ہے



اور مصائب و بلا جو حضرت سید الشہداء پر واقع ہو کر بلا میں گزرے ہیں خیال کرنا چاہیے کہ جب موجب نزع عنصر  
لطیف اور معدنہ روح شریف نہ ہوا ہوگا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
گھر کو چلے گئے تھے ساتھ ہوا جب گھر میں آئے تو حسین کو گلے سے چٹایا اور فرشتے نے اپنے پروں سے  
سایہ کیا پھر آپ نے حضرت حسن کو گلے سے لگایا اور فرشتے نے حسین کو گود میں لے لیا اور سب لوگ  
یہ احوال دیکھتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ابولیوب انصاری نے التماس کیا کہ یا رسول  
حسن کو ہم لیون کہ آپ کو تکلیف نہ ہو فرمایا نہیں جانتے کہ حسین دنیا اور آخرت میں بزرگ ہیں اور باپ  
انکا ایسے بہتر ہے پھر فرمایا کہ آج میں بزرگی دیتا ہوں انکو جس چیز سے انکو خدا سے تعالیٰ نے بزرگی دی ہے  
پس خطبہ فرمایا اور کہا کہ اے لوگو خبر دوں تم کو کہ بہترین آدمی از روئے جد و جدہ کے کون ہے حاضرین نے  
عرض کیا یا رسول اللہ فرمائیے ارشاد ہوا کہ حسن و حسین ہیں کہ خدا انکا رسول خدا اور جدہ انکی خدیجہ الکبریٰ  
بنت خویلد پھر فرمایا خبر دوں تم کو کہ بہترین خلائق از روئے والدین کون ہے بولے بے یا رسول اللہ فرمایا کہ حسن  
و حسین کہ باپ انکا علی ابن ابی طالب اور ماں انکی فاطمہ بنت رسول اللہ پھر فرمایا کہ بہترین خلائق سے  
از روئے چچا و بھوپھی کے بولے نعم یا رسول اللہ فرمایا حسن و حسین کہ چچا انکا جعفر ابن ابی طالب اور  
عمہ انکی اممان بنت ابی طالب پھر فرمایا خبر دوں تم کو بہترین مردم سے جو از روئے خال اور خالہ کے ہے  
بولے آری یا رسول اللہ فرمایا کہ حسن و حسین ہیں کہ مامون انکا قاسم ابن رسول اللہ اور خالہ انکی  
زینب بنت رسول اللہ اب خبر دار ہو کہ باپ اور مامون اور خالہ انکی جنتی ہیں اور یہ بھی جنتی ہیں اور  
جو انکو دوست رکھے وہ بھی جنتی ہے اور جو شخص انکے دوست کا دوست ہو وہ بھی جنتی ہے اسی طرح طہرائی  
کبیر میں روایت کی ہے پوچھنا یہ نہ رہے کہ ان روایتوں سے واضح ہے کہ بلا شک حسین علیہما السلام  
بہترین خلائق اور افضل ترین مخلوقات ہیں اور جہاں حق کے نزدیک ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما  
افضل البشر بعد رسول اللہ شمار کیے گئے ہیں سو اسکے حیثیات اور جہات اور ہیں یعنی ایصال نفع  
اعمال کثیرہ متعددہ و کثرت ثواب افشاء اسلام و ترویج احکام اسلام و فتح ممالک کفار و جہاد فی سبیل  
و اتفاق مال و جان علی رسول اللہ کہ انھیں امور کے واسطے بعثت رسول اللہ ہوئی ہے اور آیات اور  
احادیث انکی فضیلت میں بے حد و حساب ہیں جسکو دیکھنا منظور ہو قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین  
ملاحظہ کرے اور جس طرح محبت اولاد رسول اللہ فرض ہے اسی طرح محبت اصحاب رسول اللہ بھی فرض ہے چنانچہ  
حدیث شریف میں آیا ہے میرے یاروں سے دشمنی مت کرو میرے بعد پس جس شخص نے دوست رکھا  
انکو سو میری محبت سے دوست رکھا اور جس نے انکو دشمن رکھا پس میری عداوت سے دشمن رکھا اور

جس نے انکو انفرادی مجبوری اور جس نے مجبوری خدا کو انفرادی اور جس نے خدا کو انفرادی قریب ہر کہ خدا اس سے مواخذہ کرے اسی طرح اور حدیث میں اور آئین میں صاحب آنحضرت کی شان میں اس قدر نازل ہیں کہ ان سے صراحت نکلتا ہے کہ عداوت انکی سبب نار پروردگار اسکے محبت حضرت اہل بیت کی بلا محبت صحابہ کام نہیں آتی اس لیے کہ اہل بیت کی شان میں آیا ہے کہ شال انکی تم مانند کشتی نوح علیہ السلام کے ہے کہ جو اس پر چڑھا نجات پا گیا اور جس نے خلافت کیا ڈوبا اور اصحاب کی شان میں ہے کہ میرے یاروں کی شال ستاروں کی ہے جس سے اقتدار و گے ہدایت پاؤ گے پس کشتی محبت اہل بیت بے رہنا ہے محبت صحابہ دریا سے ایمان میں چل نہیں سکتی کیونکہ کشتی شب تیرہ میں ہے جہاں انجسم دریا میں نہیں چلتی فصل الخطاب میں عبداللہ ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب شہر مدینہ خلافت حضرت عمر بن فتح ہوا تو حضرت عمر نے فرش چرمین مسجد میں بچھا یا اور جمیع غنائم وہاں جمع کیے اول امام حسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے یا امیر المومنین ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہے عطا کرو پس حضرت عمر نے کہا بالبرکۃ والکرامۃ اور ہزار درم نذر کیے جب انجناب دو تھانہ کو تشریف لگئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے انکو بھی ہزار درم دیے پھر عبداللہ ابن عمر آئے انکو پانسو درم دیے عبداللہ نے کہا یا امیر المومنین میں جان ہوں کہ رسول خدا کے حضور میں بھی جہاد کرتا تھا اور حسنین علیہما السلام صغیرا سن تھے اور کچھ ہمارے مدینہ میں کھیل کرتے تھے انکو آپ نے ہزار ہزار درم دیے اور مجھ کو پانسو امیر المومنین عمر نے فرمایا کہ ای بیٹے تو ایسی فضیلت تو حاصل کر جو حسنین کو ہے مجھ کو بھی ہزار درم عنایت کروں کیونکہ باپ انکے علی مرتضیٰ اور مان انکی فاطمہ زہرا اور جد تشریف انکے محمد مصطفیٰ اور جدہ انکے خدیجہ اکبری اور چچا انکے جعفر طیار اور چچو بھی انکی اممانی اور ماہون انکے ابراہیم ابن رسول اللہ اور خالہ انکی رقیہ دام کلثوم و ختران رسول اللہ میں عبداللہ ابن عمر ساکت ہو گئے اور یہ خبر علی مرتضیٰ کو پہنچی تو انھوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عمر چراغ اہل جنت ہے جنت میں بعد اسکے یہ خبر حضرت عمر کو پہنچی تو وہ ایک جامعہ مسلمانوں کے ساتھ دروازہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر گئے اسی وقت حضرت امیر مرتضیٰ باہر تشریف لائے حضرت عمر نے کہا کہ ای علی تم نے سنا ہے کہ رسول اللہ نے مجھ کو چراغ اہل بہشت فرمایا ہے حضرت امیر نے فرمایا ہاں میں نے یہ حدیث آنحضرت سے سنی ہے پس امیر المومنین عمر نے کہا یا علی یہ حدیث اپنے ہاتھ سے مجھے لکھ دیجیے حضرت نے دست مبارک سے لکھ دیا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا فمن علی ابن ابی طالب لعمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جبریل علیہ السلام عن اللہ تبارک و تعالیٰ ان عمر ابن الخطاب سراج اہل الختہ فی الختہ یعنی خدا صلیک علی ابن ابی طالب عمر کا ضامن ہوا اور لکھے دیتا ہے کہ رسول خدا نے عمر کے حق میں فرمایا تھا کہ جبریل نے خدا کی طرف سے مجھے خبر دی کہ عمر ابن الخطاب چراغ اہل جنت ہیں

پس حضرت عمرؓ نے وہ نوشتہ لے لیا اور اپنی اولاد کو سپرد کر کے وصیت کی کہ جب میری وفات ہو تو بعد غسل و تکفین یہ کاغذ کفن میں رکھ دینا تاکہ اسکے ذریعہ سے خدا کی ملاقات کروں سو جب حضرت عمرؓ شہید ہوئے تو وہ کاغذ کفن میں رکھ دیا گیا بعض علماء فرماتے ہیں کہ معنی سراج اہل جنت کے یہ ہیں کہ وہ چالیس اصحاب جنکی تمامی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوئی وہ سب بہشتی ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ ان میں جراح ہیں کیونکہ اسلام انکا آنجناب کے سبب سے قوی ہو گیا اور اسی طرح اظہار اسلام کیا جس طرح راہ روہوشی جراح سے ہدایت پاتا ہر کثافی النہایہ لائحہ درسی اس مقام سے سند رکھنے شجرہ کی حضرات صوفیہ کو کافی ہوتا ہے اب گنجائش انکار نہیں رہی واضح ہو کہ تفضیل حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر محض باعتبار قربت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم والہو حنین علیہما السلام کے ہر کسی اور محبت سے علاوہ اسکے ان دونوں بزرگواروں میں ایسی محبت باہم تھی کہ ایک دوسرے کو اپنی نفس پر تفضیل دیتے تھے کہ تصنیفات محققین کے اس سے مالا مال ہیں اگرچہ یہ مقام مقتضی بیان تفصیل صحابہ کا نہ تھا مگر اس لحاظ سے کہ محبت اہل بیت میں یہ تحریر ہو رہی ہے سو وہ محبت با محبت صحابہ نام تھی اسلئے بیان بعض مراتب کا ضرور ہو گیا اب سچو مقصد اول یہ آیا اور دل یہ چاہتا ہے کہ جس طرح شہادت خفی اور حبسکی علیحدہ علیحدہ بیان کیجا بیٹگی اسی طرح قبل شہادت کے کچھ فضائل سبیلین علیہما السلام بھی علیحدہ علیحدہ آنکے حال میں لکھے جائیں تو اس کتاب میں زیادہ تر برکت ہو جائے اور سننے والوں کو بھی سرور علی السور پیدا ہو اگرچہ اختصار اسکا مقتضی نہیں ہے مگر تطویل بھی خالی از فائدہ نہیں ہے

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ہو المسک ماکر رتی یفوق پس اول فضائل حضرت سبط اکبر رشک خورشید قمر امام الادارین سید التقیین امیر المؤمنین امام حسن علیہ السلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہیں سنا چاہیے علی ابن حسین سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسن کے تولد کا وقت پہنچا تو آنحضرت نے اساد نبث عیسیٰ اور ام امین کو حضرت فاطمہ زہرا علیہما السلام کی خدمت میں بھیجا کہ آیتہ الکرسی اور معوذتین پڑھو اور جب خیر تولد آنحضرت کو پہنچی تو آپ تشریف لائے اور یہ دعا پڑھی اللہم انی اعوذ بک ولدہ من الشیطان الرجیم اور اسامی سے روایت ہے کہ وقت تولد امام حسن علیہ السلام کے میں حضرت فاطمہ زہرا علیہما السلام کے پاس گئی تو کوئی علامت عورتوں کی از قسم حیض و نفاس فاطمہ میں نہ پائی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ میری بیٹی حیض اور نفاس سے پاک پیدا کی گئی ہے اور سچائی ابن زکریا سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن ابن فاطمہ نبث محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ ابن مریم چھ مہینے کے پیدا ہوئے اسی باعث سے اہل شریعت نے



افل مدت محل چہ مینے کی معتر کی ہو اور اسما سے روایت ہو کہ آنحضرت حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے بیٹے کو لاؤ سو میں زرد کپڑے میں لپیٹ کر لائی تو حضرت سے وہ کپڑا اور رکھا اور فرمایا کہ میں نے منع نہ کیا تھا کہ مولود کو پارچہ زرد میں لپیٹو تب میں نے منع کیا کہ میں لپیٹ کر دیا تو آنحضرت نے واسطے کان میں اذان اور بایں میں اقامت فرمائی اور حسن نام رکھا اور تاسیخ اٹھلے میں لکھا ہو کہ حسن و حسین دونوں نام اللہ نے پوشیدہ رکھے تھے کہ تا وقت ولادت انکے کسی کا نام نہیں ہوا یہاں تک کہ حضرت نے انکا نام رکھا اور فضول المہمہ میں لکھا ہو کہ ساتویں دن آنحضرت نے نام انکا حرب سے حسن کیا ہو پھر اپنے ہاتھ سے ایک دنبہ ذبح کر کے عقیقہ کیا اور ایک ران دایہ کو دی اور سوے مبارک ترشوا سے ہونہ زن اسکے چاندی صدقہ دی کثیت انکی ابو محمد اور القاب لقی و لقی و زکی و طیب و سبط و ولی گذشتہ سید ہر اور جمال و حسن انکا بیان کرنا دشوار ہر فائدہ تولد آپ کا متصل رمضان سال سوم ہجرت میں ہوا ہو اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت حسن ساڑھے سات برس کے تھے روایات آپکی نیز حدیثیں ہیں حضرت انس ابن مالک سے روایت ہو کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر شبیہ سوا سے حسن کے نہ تھا اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رسالہ حلیہ مبارک میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی آنحضرت کو خواب میں دیکھتا حالانکہ اسنے زندگی میں نہ دیکھا تھا اور صحابہ سے بیان کرتا تو صحابہ اسکی تشبیہ پوچھتے اگر ہندو خواب امام حسن کی شبیہ بیان کرتا تو صحابہ یقین لاتے والا اور بخاری میں ہو کہ ایک دن صدیق اکبر نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو حضرت علی ساتھ تھے اتنے میں امام حسن نظر پڑے حضرت صدیق نے انکو کندھے پر رکھ لیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا شاہ جلال مصطفوی ہو اور علی تم سے مشابہ نہیں ہو حضرت علی متبسم ہوئے صحیحین اور ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن کو کندھے پر چڑھائے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ میں اس لڑکے کو دوست رکھتا ہوں تو بھی دوست رکھو اسی طرح ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہو کہ ایک دن آپ انکو کندھے پر لیے تھے کہ ایک شخص نے کہا اے لڑکے تو اچھی سواری پر سوار ہو آنحضرت نے فرمایا کہ نیک سواری پر سوار ہو گا جانتا ہوں تو فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آنحضرت کے ساتھ ناز میں تھا جب آپ مجھ سے گئے تو حسن اگر بیچ پر سوار ہوے اور گردن مبارک پر گئے آنحضرت نے بہت آہستگی سے اتاراجب ناز سے مانع ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ کام ناز میں کھجوں نہیں کرنے تھے حضرت نے فرمایا کہ یہ لڑکا میرا یرمجان جنت اور بیٹا میرا ہو اور قریب ہو کہ اسکے سبب سے اللہ تعالیٰ دروغ تھے مسلمانوں میں صلح کرادے اور امام احمد و نسائی و بیہقی و طبرانی و حاکم و بیہقی نے عبد اللہ ابن شداد سے اور سے

باب سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب یا عشاء کے واسطے مسجد میں تشریف لائے حلقہ سنی ساتھ  
تھے انکو جبکہ حضرت نے نماز شروع کی تو آنحضرت نے سجدہ حرا کیا راوی کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو حسن پشت  
مبارک پر سوار تھے چھوٹے سجدہ میں جاتا رہا جب فراغت ہوئی تو مقتدیوں نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ اس موقع  
سے ہم کو گمان ہو کہ کوئی امر جدید پیدا ہوا یا وحی آگئی آنحضرت نے فرمایا کہ دونوں میں کوئی بات نہ تھی بلکہ یہ بٹیا میرا  
حسن سوار تھا سو میں نے اسے اتارنا کر وہ جانا تاؤ قیکہ اپنی خوشی سے نہ اترے اور ابو بلی نے جابر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سید جو ان ہشت کو دیکھنا چاہے تو حسن کو دیکھے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت  
فرماتے تھے کہ یا آلہی میں حسن کو دوست رکھتا ہوں تو اسکو دوست رکھو اور میں چاہتا ہوں اسکو جو اسکو چاہے اور  
اس کلمہ کو تین مرتبہ پکارتے ہو اور حاکم نے زبیر ابن الاحمر سے روایت کی ہے کہ ایک دن آنحضرت حسن کو ٹھہلائے تھے اور  
فرماتے تھے کہ جو کوئی مجھ کو دوست رکھے حسن کو دوست رکھے اور چاہیے کہ حاضر غائب کو خبر ہو چچا وے اور طبرانی نے کبیر  
میں انس سے روایت کی ہے کہ ہمارے گھر میں آنحضرت سوتے تھے کہ حسن آئے اور سیدہ مبارک پر چڑھے اور پیشاب کر دیا  
میں نے چاہا کہ حسن کو علاحدہ کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑو سے میرے بیٹے کو جس نے اسکو ایذا دی بیشک  
مجھ کو دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی خدا کو سچ دیا اسی طرح کی بہت حدیثیں انکے فضائل میں کتب تفسیر اور حدیث میں مذکور  
ہیں تفسیر حدادی میں لکھا ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اسوقت عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر اور حسن ابن علی و عطاء  
فرماتے تھے اُسے اول ابن عباس سے شاہد اور مشرود کے معنی پوچھے اُنھوں نے کہا شاہد یوم مجید اور مشرود روز عرفہ ہے  
پھر ابن عمر نے بھی ہی جواب دیا تب حضرت امام حسن علیہ السلام کے حضور میں گیا تو آپ نے فرمایا شاہد محمد مصطفیٰ میں اور  
اور مشرود قیامت اور یہ آیت پڑھی یا ایہا النبی زنا رسلناک شاہد اور مشرود نیز اولک یوم جمیعہ لاناں و اولک یوم  
ایک دن حضرت امام حسن باباس فخرہ گھر سے پر سوار تشریف لیے جاتے تھے اور مقتدیہ خواہ رکاب تھا بچے جاکر  
تھے راہ میں ایک یہودی مسکین محتاج ہزار ہا تکلیف میں گزرتا ملاسنے عرض کیا کہ تھوڑا توقف فرمائیے  
کہ میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کیا انصاف چاہتا ہوں اسنے کہا تمہارے جہنم پیر خدائے فرمایا ہے دنیا میں اللہ نہیں و  
جبکہ کافرین تو ہم مومن ہوں اور یہی نام نعمت میں بسر کرتے ہو اور میں کافر ہوں ایسے غلاب میں گرفتار ہو پیدا تھا ہی بہشت ہے  
اور میری دفع حضرت امام حسن نے فرمایا کہ اے یہودی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے جو کچھ ثواب آخرت میں رکھا ہے  
اگر تو دیکھے تو مجھ کو اسکی نسبت اب سجن میں جانے اور جو کچھ تیرے لیے با اور کافروں کے واسطے غلاب آخرت  
مقرر ہے اگر اسکو دیکھے تو آپ کو بہشت میں جانے اور عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت حسن نے  
نہرہ مرتبہ پیادہ پانچ فرمایا اور سواری آگے آگے کو تل بھیجی اور آپ کی سخاوت یہ تھی کہ ایک جوہر پانچوں میں  
اور دوسرا سائل کو دے آئے فضول المیہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن سے اپنا حال پریشان کا

بیان کیا تو حضرت امام نے فرمایا کہ مجھ کو مقدور است قدر زمینیں ہر کہ تیرے سوال کا حق ادا کروں مگر جو کچھ مجھے ممکن ہو  
 نہ کر تا ہوں اسنے عرض کیا کہ مجھ کو تھوڑا بھی بہت ہو اس پر شکر کر ونگا تب حضرت امام حسن نے پچپن  
 ہزار درم طلب فرما کر غایت کیے اور شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ایئہ اثنا عشر مین لکھا کہ  
 کہ ایک دن حضرت امام حسن علیہ السلام کھانا کھاتے تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا امام نے دو ہزار  
 درم غایت فرمائے اور اسنے اسی قدر چاہے تھے جب وہ چلا گیا تو کسی نے پوچھا یا ابن رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم دو ہزار درم بخشش کیے اور کھانے کی صلح نہ فرمائی حضرت امام نے کہا کہ مجھ کو یہ معلوم نہ تھا کہ آنے  
 والے سے صلح کھانے کی بھی کرتے ہیں اور ابو نعیم اور ابن سعد نے علی ابن خدیمان سے روایت کی ہے  
 کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنا تمام مال دس باب راہ خدا میں خیرات کیا اور تین بار نصف  
 اور اس نصف میں یہ احتیاط فرمائی کہ اگر دو جوڑی جوتے کی تھی آسمین سے ایک دیا اور ایک رکھا یہ غور  
 کا مقام ہے کہ بالکل دفعہ سب مال کا خیرات کر دینا سخت مشکل ہے اور اسی طرح کی تقسیم علی السوۃ نفس پر  
 کمال شاق ہے انھیں صاحبوں کا کام ہے اور اخلاق و حکم کا یہ مرتبہ تھا کہ چھ مرتبہ زہر دیا گیا اور زبان پر  
 نہ لائے جب ساتویں مرتبہ زہر نے اپنا کام تمام کیا تو امام حسین علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ امی  
 بھائی صاحب آپ زہر دینے والے کو جانتے ہو تو بیان کیجیے کہ میں اس سے عوض لوں حضرت امام  
 فرمایا امی عزیز علی مرتضیٰ شہ خدا میرے باپ غماز نہ تھے اور محمد مصطفیٰ محبوب خدا میرے جد ایسے نہ تھے  
 اور امیر می فاطمہ اور میری جدہ خدیجہ میں بھی یہ صفت نہ تھی اگر قیامت کے روز میری بخشش  
 ہوگی تو بلا بخشایش زہر دہندہ کے بہشت میں نہ جاؤنگا اور ابن سعد نے عمر ابن اسحاق سے روایت  
 کی ہے کہ مروان جب عامل مدینہ ہوا تو اسنے منبر پر چڑھ کر حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام  
 کو کہا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے سنا ہے جواب نہ دیا اتنا فرمایا کہ امی مروان میں کچھ نہیں  
 کہو لگا خدا پر چھوڑتا ہوں اور حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہا  
 فرماتی ہیں کہ ایک شخص شام سے مدینہ میں آیا تو اسنے دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار جاتا ہے  
 اسنے لوگوں سے پوچھا یہ مرد کون ہے معلوم ہوا کہ حسن ابن علی ہیں وہ غیظ میں آیا اور کہنے لگا  
 کہ امیر علی کا بیٹا اس لائق ہو اور امام حسن سے کہا تو علی کا بیٹا ہے امام نے فرمایا ہاں تب حضرت  
 علی کو یہ کہنے لگا امام حسن خاموش رہے آخر وہ خود شرمندہ ہو کر چپکا ہو رہا تب امام متبسم ہو کر  
 اور فرمانے لگے کہ میرا گمان ہے کہ تو شام سے آتا ہے اسنے کہا ہاں فرمایا کہ تو میرے گھوڑے کو چل تو میں  
 تیری ضیافت کروں اور جو تیری حاجت ہو اسے قضا کروں وہ اور بھی شرمندہ ہوا اور اگلی مرتبہ





الذی اذهب الغم والهم والحزن وطهر سمع تطہیر او اناس اهل البيت الذی انقض الضمیر وہم علی کل مسلم حاصل یہ کہ وفات پائی آج رات کو ایک شخص نے کوشل اسکے علم و عمل میں نہ اگلوں میں نہ اگلوں میں نہ اگلوں میں اور تھے رسول اللہ کہ جہاد میں علم بردار کرتے تھے انکو سو وہ ٹرتے تھے اور جانب میں جبریل اور یسار میں میکائیل رہتے تھے پھر منجھ نہ مورتے تھے جب تک اللہ تعالیٰ انکے ہاتھ پر فتح نہ دے پھر جو کوئی مجھ کو جانتا پہچانتا ہی اسکو آگاہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ تو چاہا اور جو نہیں پہچانتا ہی وہ خبردار ہو کہ میں حسن بیٹا علی کا ہوں اور میں بیٹا نبی کا ہوں اور میں پسر موسیٰ ہوں اور میں فرزند نبیارت و نبیہ والے اور خوشخبری سنانے والے کا ہوں اور میں نور البصر دروانے والے کا ہوں اور میں سخت جگر اسکا ہوں جو تم کو اللہ کی طرف بلانے والا ہے اور میں نور چشم چراغ روشن کا ہوں اور اس خاندان عالیشان سے ہوں جس میں جبریل امین خدا آمد و رفت رکھتے تھے اور اس گھرانے کا ہوں جسکے گناہوں کو اللہ لے گیا ہے اور پاک کو دیا ہے خوب پاک کرنا اور اس گھر کا لڑکا ہوں جنکی محبت اللہ نے سب مسلمانوں پر فرض کی ہے یعنی اللہ نے فرمایا ہم قتل اہل کلمہ علیہ اجر الا المودۃ فی القربی پھر خطبہ تمام فرما کر روئے اور بعض مؤرخین نے اسی خطبہ میں اس قدر عبارت اور زیادہ روایت کی ہے کہ اسی رات میں وفات پائی یوشع ابن نون نے اور آسمان پر گئے عیسیٰ ابن مریم اور سوائے سب سے درم جو آنھوں نے واسطے مول لینے کنیز کے رکھے تھے کچھ نہیں چھوڑا باجملہ بعد اختتام خطبہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے ہو کر فرمایا کہ امی حاضرین یہ حسن تمھارے پیغمبر کا بیٹا ہے اور تمھارے امام کا وصی ہے سو بیعت کرو انکے چنانکہ حاضرین نے بلا تامل بیعت خلافت کی اور چالیس ہزار کو فی اسی دن کہ تاریخ ہجرت دوم رمضان سال چہلم ہجری تھا بیعت میں در آئے اور عمر آنجناب اسوقت سینتیس برس کی تھی بعد ازاں آنجناب نے عبداللہ ابن عباس کو عامل بصرہ فرمایا یہ خبر معاویہ کو پہونچی انھنے دو آدمی روانہ کیے ایک بصرہ میں دوسرا کوفہ میں تاکہ اخبار لوسی کریں اور لوگوں کو تبلیغ قلب ہسکا وین یہ حال حضرت امام علیہ السلام پہ بھی کھلا تو آنجناب نے آن دونوں کو قتل کر لیا تاکہ عبرت ہو جائے اور معاویہ کو لکھا کہ اگر تو ارادہ لڑائی کا رکھتا ہے تو میں حاضر ہوں سو معاویہ بالشکر شام مقابل ہوا اور آنجناب بھی چالیس ہزار آدمی سے جانب معاویہ تشریف لے گئے اور مقابلہ فوجوں کا ہوا اسوقت اللہ نے نمود نمود حضرت امام حسن علیہ السلام کے دل میں ڈالا کہ دونوں فوجوں میں غلبہ کسی کو نہیں ہوگا مگر ایک فتنہ عظیم پیا ہو جائیگا اسلئے معاویہ کو لکھ بھیجا کہ ہم امارت دنیا تجھ کو سپرد کرتے ہیں بچہ مشروط یہ انشراح صدر بصل مغفرہ پیغمبر خدا تھا اور بخاری نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے لشکر عظیم الشان معاویہ ابن ابی سفیان پر بھیجا تو عمر ابن عاص نے کہا امی معاویہ یہ لشکر ایسا نہیں ہے کہ باجدال و قتال بھجوا ہزاروں کا خون ہوگا معاویہ نے کہا اگر لڑائی ہوئی تو ہزاروں مسلمان مارے جائینگے اور کوئی باقی نہ رہیگا جو غنا آبرو دے مسلمانوں کی کرے لہذا عبدالرحمن ابن عامر و عبدالرحمن ابن عمرو کو جناب امام علیہ السلام کی خدمت میں

بھیجا اور سمجھا دیا کہ تم دونوں حاضر ہو کر آنجناب کی حضور میں بحسن و بآئینہ عرض کیجیو اور مجھ کو طلب کر لیا اور جس طرح ہو سکے  
صلح کی تدبیر کیجیو چنانچہ آنھوں نے حاضر ہو کر ہر طرح سے التماس کیا مگر آنجناب نے جوابات اول عذر آمیز فرماتے پھر آنھوں نے  
کہا کہ معاویہ کی یہ عرض ہر طرح سے آپ ارشاد کرین مجھ کو قبول و منظور ہے حضرت نے فرمایا ان شرائط کا ضامن کون ہوا کہ  
اُن دونوں نے کہا ہم ضامن ہیں سب شرائط قبول کرتے ہیں سچا لادینگے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ صلح آنجناب کی طرف  
سے واقع ہوئی جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یعنی اپنی ہدایت و عمل الدان لصلح بین قبتین من المسلمین کما روی  
البخاری فی صحیحہ اس مقام سے معلوم ہو کہ صلح آنجناب کی طرف سے بسبب قلت و دولت کی نہ تھی بلکہ آنجناب از روئے فوج و خم  
غالب تھے اور حق بھی جانب امام تھا مگر جب چھ مہینے خلافت حق پر گذر گئے تو حضرت کے دل میں الہام ہوا کہ حضرت نبی خدا صلی  
نے فرمایا ہر اختلاف بعد ہی تفتون نہ تم نصیر ملکاً و خزانہ احمد و الشرفی و ابو داؤد و صحیحہ ابن حبان اور مؤنس برس گذر گئے  
تو اب وقت ملک و سلطان آگیا ایسا نہ کہ میں اُمین و مدد و ہرجاؤں لہذا از خود صلح فرمائی بالجملہ صلح امام کی طرف سے  
موافق ارشاد رسول خدا صلی ہو گئی تو آنجناب نے معاویہ کو خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم حسن ابن علی نے معاویہ ابن ابی سفیان  
سے صلح کی اس بات پر کہ ولایت مسلمانوں کی اسکی تفویض کی بائن شرط کہ مطابق قرآن و سنت رسول و سیرت  
راشدین حدیثین عمل کرے اور اسکو یہ اختیار نہیں کہ یہ امر بعد اپنے کسی کو تفویض کرے بلکہ مسلمانوں کی رائے پر چھوڑے  
اور سب لوگ اس میں رہیں جہاں کہیں ہوں اس ملک میں دانش و عراق و حجاز و یمن میں اور توابع علی رضی اپنے مال و اولاد  
و ازواج و نفوس سے جہاں کہیں رہیں محفوظ رہیں اور معاویہ ابن ابی سفیان پر ان امور میں عہد و پیمان خدا کا ہو اور مجھ کا اور میرے  
بھائی کو اور کسی اہل بیت کو علانیہ و پوشیدہ گزند نہ پہنچا دے اور یہ بھی معاویہ سے بعد عہدی نہ کریں شہد بائینہ فلان فلان  
ابن فلان و کفی بالشر سیدائہ و یقینہ صواعق و غیرہ کتب متعدد اہل سنت میں موجود ہے اور ابن ابی نعیم و قطب و ندوی و ابن کثیر و شوب زہری  
نے بھی ایسا ہی لکھا ہے بعد ازاں معاویہ کو فہم میں حاضر ہوا اور صلح عمر و ابن عباس التماس کیا کہ آنجناب اس صلح کا خطبہ فرماویں  
چنانچہ حضرت نے نمبر چہرے کر کے بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا اے لوگو آگاہ ہو کہ میں جابلقا و جابلقا کوئی آدمی جس کا بعد رسول خدا ہو سکا  
میرے و حبیب کے نہ پاؤ گے اور خدا نے تم کو میرے بعد کے ہاتھ سے ہدایت فرمائی اور اگر لڑی سے بچایا اور جہالت تم سے دور کی اور  
بعد دولت کے غریب اور بعد قلت کے کثیر کیا سو اب معاویہ ابن ابی سفیان نے مجھے نزاع کی خلافت میں کہ میرا حق تھا  
نہ اسکا سو میں نے برابر صلح حال است محمد صلی و رفع فتنہ کے صلح کی ہے اور تم لوگوں نے مجھے بیت کی تھی اس بات پر کہ جس سے  
میں صلح کروں تم صلح کرو اور جس سے لڑوں اس سے لڑوں پس میں نے مصلحت دیکھی کہ امر خلافت معاویہ کو تسلیم کروں اور میں نے  
بیت کر لی اور غور فرمایا سے دست بردار ہوا کیونکہ حفاظت خون کی غور فرمائی ہے بہتر ہے اور اس صلح سے سیر اور کچھ طلب  
نہیں ہے مگر اصلاح حال تم لوگوں کا اور میں نہیں جانتا ہوں شاید کہ یہ صلح آزمائش ہو تمھاری اور بغور داری تا اجل و حدود اسلام  
یہ خطبہ شکر معاویہ نے کہا کہ اے عمر و تو نے یہی ارادہ کیا تھا کہ سب کے رو بہ میری عدم حقیقت ظاہر ہو اور نزاع ناحق آشکارا ہو

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰



باجملہ یہ صلح ماہ ربیع الاول سنہ اکتالیس ہجری میں واقع ہوئی اور اکثر لوگ یاران علی مرفی اور تابعین امام حسن مجتبیٰ سے ناراض ہوئے اور بعض نے کہا یا عار المؤمنین ہودت وجد المؤمنین حضرت نے فرمایا انصار خیر من النار بعضے کہتے ہیں کہ صلح نامہ میں یہ بھی شرط تھی کہ محکمات اہل بیت مدینہ میں ہو چنانچہ اہل بیت المال کا کل مال میرے لیے چھوڑ دے اور جو کچھ عراق میں ہو اسکو تقسیم کرے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں اور باقی ہزار روپے ایسا نہ مقرر کرے اور اہل مدینہ عراق سے کچھ طلبہ ذکر کرے اور بعض روایات میں ایک لاکھ دو سو سالانہ ہر الفرض معاویہ نے جملہ شرط قبول کیے اور صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب نے کچھ بھی معاویہ سے طلب نہیں کیا کیونکہ مضمون صلح نامہ سے جو بخاری نے روایت کیا ہے کچھ ذکر اسکا نہیں ہے کہ مذکور اسباق تھا بعد از صلح آنجناب مع اہل وعیال و خدم و خشم مدینہ میں تشریف لائے اور معاویہ نے اپنے اسرار طوطا کو حاکم البصر قرار کیا اور عبداللہ بن عمر کو مصر کا عامل کیا اور مروان علیہ لعنہ کو مدینہ با سکنہ میں بھیجا مومنو جیکے فضائل کی ہوئی یہ تقریر اب نوائے شہادت کی محبت سے تفسیر کہ جبہ بنت اشعث بن قیس زوجہ جناب امام حسن علیہ السلام کے پاس نیرید پلید نے اسرار ابن قیس کو پوشیدہ بھیجا کہ اگر تو امام حسن کو نہ ہر دیوے تو میں تجھ سے نکاح کروں کہ آئسے نہر دیا چالیس روز آنجناب بیمار رہے اور وفات پائی اور بعض اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ عامل مدینہ مروان علیہ لعنہ نے بایاے نیرید سماء السویہ رویدہ کو جو ایک بڑی عمدہ ملائحتی طلب کر کے بوجھا تو امام حسن کے گھر جاتی ہے آئسے کہا اکثر جاتی ہوں یہ سنکر آئسے کہا ایک بات کہنا ہوں کسی سے نہ کہنا تجھ کو تین ہزار دینار وقت برآمد کا عطا کروں گا اور سو دینار احوال لے آئسے کہ میں نہ کہوں گی مروان نے کہا کہ توجہدہ کو کسی طرح وہاں سے نکال تو نیرید اس سے نکاح کرے آئسے قبول کیا اور حالت تنہائی میں جدہ کے پاس گئی اور چینی جیڑی باقیں کر کے کہنے لگی کہ نیرید تم پر عاشق ہے اگر اسکے پاس رہو تو ملک شام و عراق تمہارے تصرف میں آوے اور ملک کھلاؤ حسن ابن علی کے پاس سوائے محتاجی کے اور کیا ہے کفایتی لے سچ کہا ہے شیطان زندان عصیان ہر خطہ رو مروان اور مروان حیل اما شگرد زنان باشند پس جدہ سوداے ملک و دولت میں گرفتار ہو کر حق محبت دیر نہ حضرت حسن علیہ السلام یک قلم بھول گئی اور بولی جھک نیرید کے پاس رہنا بدل منظور ہے اس وقت تلامذہ ناجو نے یہ احوال مروان علیہ لعنہ سے کہتا تب مروان نے اسی مزار کے ذریعہ سے کھلا بھیجا کہ امام حسن کی زندگی میں ملاقات نیرید شکل ہے اگر کو دفع کر تو مطلب حاصل ہو جدہ نے کہا کہ میں کس طرح امام حسن کو دفع کروں سو مروان مودو نہ قدرے نہر بھیجا کہ اسے شہد بن گھول کر پلاوے چنانچہ اس کم نجب نے ویسا ہی کیا کہ حضرت حسن علیہ السلام کو رات بھر قیامت ہی مگر اس نے صحت بخشی پھر حضرت امام حسن نے اسی دن سے جدہ کے گھر کا کھانا پینا موقوف کیا مہ فام گھر کا کھانا کھانے لگے بعد چند روز کے ایک روز جدہ کے پاس تشریف لے گئے تو آئسے پھر خرمون میں ملا کر ایسا مروان مومن نہر کھلا یا اسی جھوٹے نہر کھلا یا مگر اس نے صحت بخشی اور مروان کو خبر پہنچتی ہے ہی آخر ایک دن مروان نے اسی دلالہ کو پھر طلب کر کے کہا کہ توجہدہ کے پاس جا کے کہہ دے کہ اب نیرید کا حال بہت پریشان ہے ہلاکت امام حسن کی تیرید چکرنا چاہیے ورنہ ملک و دولت جدہ کے ہاتھ سے جاتا ہے اور تھوڑا الماس بیا ہوا دیا کہ جدہ کو دنیا کہ نیرید کسی طرح امام حسن کو کھلا دے

لیکھنے والا  
پیرا بنانہ شہادت  
و جناب بفر کوفی  
مرد سال اور  
چون خوش و  
اور آواز نہ طلب  
یا نیکو دانا بن  
سیرا نہ شہادت

وہ دلالہ جہد کے پاس آئی اور امانت کا فریاد کیش بلا اختیار جہد کے پاس پہنچائی تو اس نے کسی تدبیر سے الماس پانی میں ملا دیا کہ حضرت حسن کو اسماء کبیدی عارض ہو گیا اور آتین کٹ کٹ کے گرنے لگیں آخر کار حال بہت تشویر ہوا کہ امید بچنے کی نہ رہی جب وفات امام حسن علیہ السلام کی قریب پہنچی تو امام حسین علیہ السلام تشریف لائے اور پوچھا کہ ای بھائی صاحب یہ حرکت کس نے کی؟ فرمایا کیا تم اس کو قتل کیا جاتے ہو امام حسین نے کہا ہاں بے شک فرمایا اگر وہی قاتل ہے جس کو میں گمان کرتا ہوں تو اللہ شتم ہو اس سے انتقام لیگا اور جو واقعہ میں وہ نہیں ہے جو میں میرا شبہ ہے تو میں نہیں چاہتا کہ یگیناہ کے قتل کا تم سے مواخذہ ہو اور میں تو کئی مرتبہ زہر کھلایا گیا مگر یہ بہت سخت ہے ایسا حال میرا کبھوں نہیں ہوا جو ابکی مرتبہ ہو گا پاشا کہ اب اسید زندگی منقطع ہے مخفی نہ رہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے کسی وجہ سے اپنے قاتل کو نہ بتلایا اولیٰ یہ کہ بنا اس شہادت کی اخفا پر تھی لہذا قاتل کو بے مشتبہ رکھا دوسری یہ کہ بموجب احکام شرعیہ کے قصاص کا حکم جاری نہ ہو سکتا تھا تیسری افشا اس راز کا آپ کے حلم و مروت و صبر و اخلاق کے خلاف تھا سو بقضائے کمال تحمل زبان پر نہ لائے ورنہ یہ بات ایسی نہ تھی اگر تحقیقات ہوتی تو بیشک زہر دینا جہد پر ثابت ہو جاتا مگر سچ یہ کہ ایسے مقام میں باوجود قدرت کے انتقام دشمن سے قطع نظر کرنا انھیں حضرات کا کام ہے کہتے ہیں کہ اس حال میں جہد کو غفلت میں بلا کر ارشاد کیا کہ امی باؤ! سازگار و امی بارہو فاجفا کا تیرے اس کردار سے میں نے اپنے غریبوں کو مطلع نہیں کیا محکمہ قیامت پر اسکا فیصلہ رکھا ہے افسوس کہ تو خدا سے نڈری اور اس محبت دیرینہ کو تو نے برباد کر دیا کیا دوستوں سے یہی امید ہوتی ہے جو تو نے کیا اور فرمایا کہ جو تیرا مطلب ہے کبھوں نہ ہو گا بھرا سکی طرف سے ستم اپنا بھیر لیا اور حلیہ ابو نعیم بن عمر ابن اسحاق سے روایت ہو کہ میں و ایک شخص اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے مرض موت میں عبادت کو گیا تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے کچھ دریافت کرینے کے آیا یا ابن رسول اللہ اس حالت میں کیا پوچھوں آپ کی طبیعت نادرست ہے بعد اسکے گھر میں تشریف لے گئے اور پھر باہر کر فرماتے لگے کہ کچھ پوچھنا منظور ہو پوچھ لے شاید جو فرصت سوال نہ ملے اور مجھ کو طاقت جواب دینے کی نہ رہے اور فرمایا کہ مجھ کو کئی مرتبہ زہر دیا گیا مگر ابکی بار حالت میری از بس تشویر ہے کہ میرے حکم کے کٹ کٹ گرنے ہیں بھر میں دوسرے دن جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حالت احتضار ہے اور حضرت امام حسن علیہ السلام سر ہانے بیٹھے ہوئے قاتل کا نام پوچھتے ہیں اور فصل الخطاب میں ہے کہ چھ مرتبہ آب کو زہر دیا پانچ مرتبہ افزہ کیا چھ مرتبہ اپنا کام کر گیا کہ شہید ہوئے روایت ہے کہ ایک دن قبل اس سے حضرت امام حسن علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ گویا دو نون آنکھوں کے بیچ میں قتل ہوا لکھا ہے سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے سنا کہ اگر خواب خواب حضرت حسن کا شہید ہو تو وفات قریب ہے حافظ ابو عمر و یوسف ابن عبد اللہ بن عبد البر اقرطبی نے روایت کی ہے کہ جب وقت رحلت بہت قریب پہنچا تو آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ وصیت فرمائی کہ کوئی نہ قتل

و فعل پر اصلاً اعتماد نہ کیجیو یہ لوگ اپنی سقاہت و حماقت سے تم کو خلافت کے واسطے قلم گریگے اور مدینہ سے بلا دینگے  
 سو تم ہرگز خلافت کا قصد نہ کرنا اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اہل بیت نبوت میں خلافت و نبوت جمع نہ فرمائیگا  
 اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھ لیا ہے کہ میں روضہ مبارک حیدر امجد کے قریب دفن ہوں اور انھوں نے  
 مجھے وعدہ کیا ہے سو تم کو چاہیے کہ بعد میری وفات کے میرا جنازہ روضہ مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچانا  
 اور حضرت عائشہ سے پھر یہ تجدید اجازت لینا اگر وہ کہیں تو دفن کرنا مگر میں جانتا ہوں کہ نبی امیہ منع کرینگے جو ایسا سہو تو  
 قصد نہ کر اضر و زمین خست البقیع میں میری مان کے پاس دفن کر دینا پھر جب وفات ہوئی تو حضرت امام حسین نے حضرت  
 عائشہ سے اجازت چاہی جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ لال لطیف خاطر اجازت دی یہ خبر مردان علیہ السلام متفقہ کو پہنچی  
 اسنے کہنا یہ ہوگا پھر حضرت امام حسین چند آدمیوں کو لیکر مستعد ہوئے مردان بھی مسلح ہوئے حضرت ابوہریرہ نے حاضر ہو کر  
 کہا کیا ہی ظالم لوگ ہیں کہ ابن رسول اللہ کو رسول اللہ کے پاس دفن نہیں ہونے دیتے اور امام حسین کے پاس گئے اور وہ  
 حضرت امام حسن کی یاد دلائی وہ جنازہ شریف اٹھا کر حنت البقیع میں لینگے و سید ابن عباس نے ناز جنازہ چرجی اور حضرت  
 خاتمہ کے پاس دفن کیا امام حسین علیہ السلام و محمد بن حنفیہ و عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم نے قبر میں آٹا رکھا اور حضرت  
 انبی امیہ سے کوئی شخص جنازہ سے پر نہ آیا مگر سید ابن عباس کہ اسوقت امیر مدینہ تھا وہ خالد بن ولید کے ایسا سے حاضر ہوا اور  
 اسنے اجازت امام حسین علیہ السلام ناز جنازہ چرجی تہذیب التہذیب میں تعلیم سے روایت ہے کہ میں وقت دفن حاضر  
 تھا اسقدر کثرت آدمیوں کی تھی کہ اگر سوئی بھی ڈالی جاتی تو آدمیوں پر پڑتی حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ہاشم  
 کی عورتوں نے ایک ماہ کامل غم و الم کیا عمر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کی بروایت بعض چھپالیس برس کی و بڑا  
 صحیحہ بیتا لیس برس چھ مہینے کمرے کم کی تھی دونوں کے حساب سے سات برس حضور رسالت پناہ میں پرورش پائی  
 اور تیس برس ظل حمایت پر رہا مگر اگر چہ راکر رہا اور آٹھ برس کئی مہینے نقطہ حفاظت جناب احدیت میں نہ ملے  
 کی اور پیدائش آپ کی ایک روایت میں نصف شعبان ستہ تین ہجری میں اور بعض کے نزدیک پندرہ حوین ماہ مبارک  
 رمضان ہے اور آنجناب کی اولاد میں پندرہ بیٹے آٹھ بیٹیاں ہوئیں اور نسل آپ کی پانچ بیٹوں سے باقی رہی پچھتر  
 نہ رہے کہ جسطرح حضرت کی ولادت میں اختلاف ہے ویسی ہی آپ کی شہادت میں روایات مختلفہ ہیں بعض کے نزدیک  
 غرہ ربیع الاول اور بعض کے نزدیک پانچویں مگر قبول مختار ماہ ربیع الاول ہے اور مشہور ماہ صفر سنہ انجاش ہجری ہجریہ  
 حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خیبر میں رہا دیکھا تھا چنانچہ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے  
 کہ حضرت نے فرمایا کہ امی عائشہ میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف پاتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا سو یہ وقت وہی  
 کہ مجھ کو معلوم ہوا اپنی جان کی رگ ٹوٹا اسی زہر سے علامہ سیوطی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام  
 شہید ہوئے تو جہدہ نے نیزہ پلید کو لکھا کہ ایفاء و عدہ مگر نیزہ دینے لکھ بھیجا کہ میں راضی نہ تھا کہ تو حسن ابن علی کے پاس



رہے حالانکہ میں انکو اپنا دشمن جانتا تھا پہرہ بچاؤ اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کر دینا مستغفر اللہ کی کارخانہ قضا و قدر کے ہیں کہ جہدہ بنے نصیب دونوں طرف سے لگی نہ اُدھر کی ہوئی نہ اُدھر کی ہوئی خسر الدنیا و الآخرة اسکو کہتے ہیں اور بعض محققین نے یوں لکھا ہے کہ جہدہ اس حرکت سے سخت پشیمان ہو کر بھاگی اور مروان علیہ اللغۃ کے گھر میں چھپی اور غلام اور تین لڑکے ان کے ساتھ کر کے جانبِ شام روانہ کیا اور امیر معاویہ کو لکھا کہ اسکو مخفی رکھنا چاہیے نہیں تو بی ہوشم کے ہاتھ سے نجات شکل ہے سو امیر معاویہ سخت رنجیدہ ہوئے یعنی جب جہدہ پہنچی تو اسکو طلب کر کے کہا تو نے نہایت بد حرکت کی لعنت خدا کی تجھ پر اور آپس جس نے امام حسن کی شہادت میں سہمی کی تخصیص آپس جس نے ہر بھیجا امیر جہدہ تجھ کو شرم نہ آئی کہ تو نے اپنے دوست کو اس طرح مارا اور خدا اور رسول کے غضب سے نہ ڈری دور ہو میرے پاس سے تو ہرگز لائقِ نبرد نہیں ہے تب جہدہ نے بڑبڑا کر کہا کہ اب میں نے اپنا کام کیا تو بھی دعا وعدہ کر آئے وہ جواب دیا جو علامہ سیوطی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے مخفی نہ رہے کہ یہ شہادت حضرت پیر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور یہی قسم اول تھی جسکو سیرہِ اصلیہ کہتے ہیں اب سنا چاہیے حالِ شہادت جہدہ کا جو سبطِ اصغر حضرت امام حسین علیہ السلام سے خاص ہوئی اور ہر گاہیکہ بنا اسکی اعلان پر تھی اسلئے اور گادھی میں فرشتوں کی زبان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور مکانِ وزمان آسکا معلوم ہوا اور یہ خیرینِ مبرزہ مشہور و مشہور کے پہنچیں تاکہ کسی طرح کا شبہ نہ رہے مگر قبلِ تحریر واقعہ بیان حالِ ولادت باسعادت اور فضائل و مناقب انکے جو یہ تخصیص بلا شرکتِ سبط اکبر علیہ السلام کے زبانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوئی ہیں ضرور ہر اور لکھنا اخبارِ موحشہ کا کہ دلالتِ شہادت پر کرتے ہیں واجب لہذا التماس ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی باوجودِ بنِ ثقیان سکتہ جبری میں ہوئی بعدِ پچاس روز کے تولدِ امام حسن سے ہم ملا میں آئے اور دس مہینے چند روز مان کے پٹ میں رہے اسی قدر بزرگی و جبروتی سبطین علیہما السلام میں تھی اور بعد پیدا ہونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و نسیہ و ختنہ وغیرہ امور جو کہ حضرت سبط اکبر کے ساتھ فرمائے وہ سب انکے ساتھ بھی کیے اور کثرتِ انکی ابو عبد اللہ و القاب سید و طیب و ولی و زکی و مبارک و تابع بمرضیات اللہ و سبط رسول اللہ مگر اشرار القاب زکی اور اعلیٰ سید پر اور حضرت امام حسین علیہ السلام سینہ سے قدم تک مشابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے او آپ کی انگوٹھی میں گندہ تھا لکل اجل کتاب فضائل شریف حدیث خارج ہیں علم و عمل زہد و تقویٰ جو دو سخا شجاعت و فتوت اخلاق و مروت صبر و شکر و حلم و حیا وغیرہ صفات کمال میں جو کمال طاق اور همان نوازی و غربا پروری و امانت مطلوب و تقابلہ ظالمین و ایصالِ رحم و انعام فقیر و مساکین میں شہ و آفاق تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی دستہ گل لائی حضرت امام نے سو گھما اور اسکو آواز کیا انس کہتے ہیں میں نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ آپ نے دستہ گل کے برے

آزاد کیا فرمایا اللہ صاحب فرماتے ہیں واذا تمتم بیعتہ فحیوا باحسن منہا اور شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام کھانا کھاتے تھے نوٹدی آپ کی پیالہ پانی کا لیے ہوئے کھڑی تھی و فوہ وہ پیالہ ہاتھ سے گرا ٹوٹ گیا حضرت امام غصہ ہوئے نوٹدی نے کہا الکاملین العیظ والعافین عن الناس حضرت نے فرمایا کہ میں نے غصہ کھایا اور تیرے گناہ گزرا نوٹدی نے کہا واللہ سبحانہ سبحان اسی وقت حضرت نے آزاد کیا اور عبادت کا یہ مرتبہ تھا کہ بچپن میں مرتبہ پیادہ پا حج کیا چنانچہ علی ابن حسین سے کسی نے بوجھا کہ تمہارے باپ کی اولاد کیونکر کم ہوئی منہ مایا کہ جس قدر ہوئی وہی تعجب ہو آنکو فرصت کہاں ہوتی تھی کہ عورتوں سے صحبت کریں دن اور رات میں تین ہزار کعبتیں پڑھتے اور بہت کا یہ حال تھا کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے کئے میں اگر بہت مال دے سبب نذر کیا حضرت نے پھیر دیا شواہد النبۃ میں لکھا ہے کہ جبہ شریف ایسا مانا تھا کہ لوگ اسکی روشنی میں راہ چلتے تھے اور فضائل آنجناب خاصہ یہ ہیں شواہد النبۃ میں ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکو روان راست پر بٹھلائے تھے اور ابراہیم اپنے صاحبزادے کو ران چپ پر کہ حضرت جبریل تشریف لائے اور کہا کہ اللہ صاحب ان دونوں کو آپ کے واسطے جمع نہیں کریں گے سو آپ ایک ہی کو اختیار کیجئے حضرت نے خیال کیا کہ حسین کے مرنے میں محکو اور علی اور فاطمہ کو غم ہوگا اور ابراہیم کے مرنے میں زیادہ محو ہوگا سو میں اپنا رنج گوارا کر سکتا ہوں چنانکہ تیسرے دن ابراہیم نے وفات پائی بعد ازاں جب حضرت امام حسین آنحضرت کے پاس آئے تو آپ نے دیکھ کر فرماتے کہ اسی پر میں نے اپنا بیٹا فدا کیا ہے اور قزندی نے یعلیٰ ابن مرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ حسین مجھے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ دوست رکھے اسکو جو حسین کو دوست رکھے اور حسین سبط ہر اسباط سے سبط یعنی نواسے اور گروہ کے ہے اور دونوں منی یہاں درست ہوتے ہیں اول ظاہر میں دوسرے یہ کہ امام حسین جنات و بہرات میں مثل گروہ تھے کہ اچھے کام ان سے برابر جماعت کے ہونگے اور ایک نفس شریف انکا برابر انفاس کثیرہ ہے اور یہ بھی اشارہ ہے کہ انکی نسل سے اکثر اولاد باقی رہیگی اور ابن اخضر نے فرمایا بن زیاد سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر سے فاطمہ علیہا السلام کے گھر میں تشریف لے گئے تو حسین کے رونے کی آواز آئی فرمایا اے فاطمہ تو نہیں جانتی کہ حسین کے رونے سے محکو ایذا ہوتی ہے اور برابر ابن عازب سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حسین کو اپنے کندھے پر چڑھائے اور فرماتے تھے اے خدا میں اسکو دوست رکھتا ہوں تو بھی دوست رکھ اور تہذیب التہذیب میں یسلی ابن مرہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص کے گھر دعوت کھانے کو گیا اور بھی لوگ ساتھ تھے پس آنحضرت جماعت سے علاحدہ ہوئے اور امام حسین لڑکوں میں کھیلے تھے حضرت نے چاہا کہ انکو کپڑے میں امام حسین بھاگے حضرت نے پکڑا اور ایک ہاتھ پیٹھ پر اور دوسرا زیر ذقن لگا کر بوسہ یا

اور فرمایا کہ حسین مجھے ہو اور میں حسین سے ہوں دوست رکھتا ہوں اللہ اسکو جو حسین کو دوست رکھتا ہو اور اسکی  
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خبر دی مجھکو  
جبریل نے کہ میرا بیٹا حسین مارا جائیگا میرے بعد زمین طعن میں اور میرے پاس یہ مٹی لائے فائدہ طعن کنایہ  
اور جانب دشت کو کتے ہیں اور کر بلا کو طعن اس سبب سے کہتے ہیں کہ کنارہ جنگل فرات واقع ہو اور  
ابو داؤد اور حاکم نے ام الفضل مادر عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اس  
میرے پاس جبریل اور مجھے خبر دی کہ میری امت قریب ہے کہ قتل کرے میرے اس بیٹے کو یعنی حسین کو اور  
مجھے دی تھوڑی مٹی سبچ اور بھی فرمایا رسول اللہ نے کہ بے شک میرے گھر آیا ایک فرشتہ کہ بھون  
میرے پاس نہ آیا تھا اس سے پہلے سوکھا مجھے کہ آپکا یہ بیٹا یعنی حسین مارا جائیگا اور آپ چاہیں تو دکھاؤں  
اُس میں کی مٹی جہاں یہ مارا جائیگا پھر نکالی تھوڑی مٹی سرخ از انجمہ ایک دن فرشتے موکل باران نے  
اجازت مانگی اپنے پروردگار سے کہ زیارت کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پس اجازت ہوئی اُسکو  
اور اسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین ام سلمہ کے گھر میں تشریف فرما تھے اور فرمایا رسول اللہ  
کہ امی ام سلمہ بند کرے دروازے اور خبر داری کہ کوئی آنے نہ پائے اسی اثنا میں کہ وہ دروازہ پرنگھباں تھیں  
امام حسین بزور اندر چلے گئے پھر کودنے لگے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رسول خدا نے انکو گود میں لیا  
اور چونے لگے اُس فرشتے نے کہا آپ انکو پیار کرتے ہیں فرمایا ہاں اُس نے کہا آپکی امت قریب آنکو قتل کریگی  
اور آپ چاہیں تو میں وہ مکان جہیں مارے جائینگے دکھلا دوں پھر دکھلا با وہ مکان اور لایا بابو یا مٹی سرخ  
پھر کس بابو کو ام سلمہ نے اپنے کپڑے میں لے لیا ثابت راوی اس حدیث کا کہتا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ وہ  
فرمیں کہ بلا ہے اور بھی ام الفضل بنت حارث والدہ عبد اللہ ابن عباس کتنی بہن میں ایک دن حسین کو بیکر حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور میں نے انکو گود میں دیا اور دوسرے کام میں مشغول ہو گئی پھر جو میری  
نظر پڑی تو آنحضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر حضرت نے فرمایا کہ مجھکو جبریل نے خبر دی ہے کہ میری  
امت شہید کریگی میرے اس بیٹے کو اور دی ہے مجھکو اُس کے قتل کی مٹی سرخ تمام حدیث جو بقی نے ام الفضل  
رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے یہ ہے کہ ام الفضل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا  
کہ یا رسول اللہ میں نے بہت بُری خواب دیکھی ہے آپ نے فرمایا کہ بیان کرو میں نے کہا کہ میں نے خواب میں  
دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپ کے جسم مبارک کا کٹ کے میری گود میں رکھا گیا آپ نے فرمایا کہ تم نے اچھی خواب دیکھی  
خاطمہ کے بیٹا پیدا ہو گا وہ تمہاری گود میں رہیگا سو حضرت امام حسین پیدا ہوئے اور میری گود میں رہے  
جیسا کہ جناب سول صلعم نے فرمایا تھا اور میں ایک دن آپکی خدمت میں حاضر ہوئی اور امام حسین کو



آپ کی گود میں دیا پھر اور طرف دیکھنے لگی ایک بارگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے کہا کہ یا نبی اللہ میرے ماں باپ کے قربان آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ جبریل نے اگر مجھے خبر دی کہ میری امت اس تیرے بیٹے کو قتل کرے گی میں نے اُس سے کہا ہاں اور مجھے ایک مٹی سرخ لادی اور حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو روٹ سے سوتے تھے یکا یک جاگ پڑے تو غمگین تھے اور آپ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی کہ اُس کو اٹھتے پٹتے تھے میں نے پوچھا یہ کیا مٹی ہے یا رسول اللہ فرمایا کہ خبر دی مجھ کو جبریل نے کہ حسین مارا جائیگا عراق کی زمین میں اور یہ مٹی وہیں کی ہو اور بھی انھیں سے روایت ہے کہ امام سلمہ نے حسن اور حسین میرے گھر میں کھیلتے تھے جبریل آئے سو کھنے لگے کہ اے محمد تیرے بیٹے کو میری امت قتل کرے گی تیرے بعد اور اشارہ کیا امام حسین کی طرف اور دی آپ کو تھوڑی سی خاک سو حضرت نے اُس کو سونگھا اور فرمایا اس میں بو آتی ہو سبج و بلا کی اور فرمایا کہ اے امام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو جانو کہ میرا بیٹا شہید ہوا پھر میں نے اُس مٹی کو شیشے میں رکھ چھوڑا اور انس ابن حارث سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے تھے یہ بیٹا میرا مارا جائیگا اُس زمین میں جس کو کر بلا کہتے ہیں چھب جو شخص وہاں موجود ہو اُس کی ہڈی کاڑھی کرے سو گئے ابن حارث کہ بلا کو اور شہید ہوے اور ابی سلمہ ابن عبد الرحمان سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اُس وقت جبریل علیہ السلام بھی موجود تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بالا خانے پر جلوہ فرما تھے سو حضرت جبریل علیہ السلام نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت قریب ہے کہ شہید کرے اُس کو اگر آپ چاہیں تو تباہی و آہ و زاری میں یہ شہید ہونگے اور زمین طعن کا اشارہ کیا اور مٹی سرخ لیکر دکھلائی اور ابو نعیم نے بھی ہضری سے روایت کی ہے کہ میں صفین کے سفر میں حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کے ساتھ تھا جب ینوی کے برابر پہنچے تو حضرت مرتضیٰ نے پکار کر فرمایا کہ اے ابو عبید اللہ کنارے فرات کے صبر کھینچو میں نے کہا آپ نے کیا کہا فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خبر دی ہے کہ جبریل کہتے تھے حسین میرا بیٹا مارا جائیگا کنارہ فرات کے اور مٹی وہاں کی دکھلائی تھی اور بھی حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو بتلایا تھا کہ یہ مقام شہیدوں کے اونٹ بندھنے کا ہے اور یہ جگہ کجاوے کھولنے کی ہے اور یہ موقع خون بیٹھنے کا ہے اور کئی جوان اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جگہ مارے جائیں گے کہ ان پر آسمان وزمین روئیں گے یہ کلام اُس وقت ارشاد کیا گیا۔

جب مقام شہادت امام حسین علیہ السلام پر پہنچے ہیں آب واقعہ شہادت کا مستحق چاہتے  
 سو اول سبب ظاہری واقعہ کا بیان ہے پھر تفصیل معرکہ پوشیدہ نہ رہے کہ منجملہ اسباب ظاہر کے  
 ایک یہ سبب ہے کہ سنہ پچاس ہجری میں بعد وفات حضرت امام حسن علیہ السلام کے معاویہ  
 ابن ابی سفیان نے بیعت یزید اہل شام سے کرائی اور مروان کو لکھ بھیجا کہ اہل مدینہ سے بھی بیعت  
 یزید لے سو مروان نے لوگوں کو جمع کر کے کہا امیر المومنین معاویہ نے یہ مصلحت دیکھی ہے کہ اپنے  
 بیٹے یزید کو تم پر خلیفہ کرے سو تم لوگ طریقہ ابوبکر و عمر پر اسکی بیعت کرو عبد الرحمن ابن ابی بکر نے  
 کہا بلکہ ہر طریقہ کس سے وقصر یعنی طریقہ ابوبکر و عمر نہیں ہے کیونکہ انھوں نے اپنی اولاد سے کسی کو  
 خلیفہ نہیں کیا یہ تو طریق کسریٰ اور قیصر کا البتہ ہر پھر سنہ اکاؤن ہجری میں خود معاویہ ابن ابی سفیان  
 واسطے حج بیت اللہ و اخذ بیعت یزید عند اللہ کے میں آئے اور اہل حجاز و حریم شریفین سے  
 جبراً بیعت یزید کرائی صرف حضرت امام حسین علیہ السلام و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ  
 ابن عمر و عبد اللہ ابن زبیر و عبد اللہ ابن عباس نے بیعت نہ کی گوکہ معاویہ نے انکو عطا و القام بھی دیا  
 اور سختی و ترمی سے بھی کہا تاہم ان لوگوں نے بیعت نہ فرمائی اور جب کلام اس باب میں بڑھا تو عبد اللہ  
 ابن عمر نے فرمایا کہ امی معاویہ تجھے پہلے خلیفہ گذرے ہیں اور انکی اولاد تیری اولاد سے بہتر تھی مگر انھوں نے  
 وہ بات انکے واسطے نہیں چاہی جو تو نے اپنے بیٹے کے لیے تجویز کی ہے بلکہ خلافت کو مسلمانوں پر چھوڑ دیا  
 کہ انھوں نے جسکو مناسب جانا خلیفہ کیا اور تو مجھکو تحریف کرتا ہے کہ میں مسلمانوں کی نافرمانی کروں  
 اور انکو مشقت میں ڈالوں سو یہ مجھے ہرگز نہ ہوگا میں ایک مرد مسلمان ہوں جس بات پر سب مسلمان  
 قرار پکڑینگے میں بھی اُنکا پس نہ رہوں گا معاویہ نے کہا خدا تجھکو خیر دے اور عبد الرحمن ابن ابی بکر نے  
 کلام معاویہ قطع کر کے فرمایا بخدا امی معاویہ میں تجھکو امر خلافت یزید میں دکیل بخدا کرتا ہوں اور  
 خدا کے سپرد کرتا ہوں تو ہرگز نہ یزید کو خلیفہ نہ کر بلکہ امر خلافت مسلمانوں میں چھوڑ دے اور  
 اُس مجلس سے اُٹھ کر چلے گئے پھر عبد اللہ ابن زبیر نے کہا کہ امی معاویہ اگر تو یزید کو اپنا خلیفہ  
 کرتا ہے تو خود اگاہ ہو اور یزید کو لاکہ ہم بیعت کریں اور جب تجھے بھی بیعت کی اور تیرے بیٹے سے بھی  
 بیعت کریں تو اطاعت کسی کریں واللہ بیعت تم دونوں کی قیامت تک کبھی درست نہوگی یہ فرما کر  
 چلے گئے معاویہ نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد خدا و نعت مصطفیٰ خطبہ پڑھا اور کہا کہ لوگوں کو گمان تھا  
 کہ ابن عمر اور ابن ابی بکر اور ابن زبیر یزید کی بیعت نہ کریں گے حالانکہ ان تینوں نے بیعت کی اہل شام  
 یوں کہ ہم ایسی خفیہ بیعت پر راضی نہیں ہیں جب تک غلامیہ بیعت نہ کریں والا ہم انکی گردن مارینگے

معاویہ نے کہا سبحان اللہ تم کون لوگ ہو اللہ پھر ایسا سخن زبان پر نہ لانا اور جب ابن ابی بکر و ابن عمر  
 و ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے لوگوں نے حال بیعت کا پوچھا تو وہ منکر ہوئے شیخ عبدالحق محدث نے  
 رسالہ ثابت بالنسۃ میں ذکر کیا ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دو شخصوں نے کا معاویہ اہل شام  
 و تبرک دیا ایک عمر و ابن عاص نے کہ اُسے مصحف مجید کے باندھنے کی شیریں صلح دی اور دوسرے مغیرہ  
 ابن شعبہ نے کہ عامل کو فوج تھا جب معاویہ نے اُسکو خط لکھا کہ بجز ملاحظہ خط آپکو معزول جان کر میرے  
 پاس حاضر ہو اُسے توقف کیا اور جب یا تو معاویہ نے سبب توقف دریافت کیا اُسے کہا کہ خلافت یزید کی  
 بیعت لوگوں سے بعد موت تیری کے چاہتا تھا معاویہ نے کہا تو نے یہ کام کر لیا مغیرہ نے کہا کر لیا معاویہ نے  
 اُسی کام پر رخصت کیا جب کو فیہ میں پہونچا تو کو فیون نے پوچھا تو نے معاویہ کو کس حال میں چھوڑا ہے  
 مغیرہ نے کہا کہ میں اُسکا قدم گمراہی میں ڈال آیا ہوں کہ قیامت تک رہیگا بالجملہ معاویہ نے حضرت  
 امام حسین کو اسبابا در مال بہت دیا اور کہا کہ یزید کی بیعت کرو حضرت نے جواب دیا کہ اگر عبد الرحمن  
 بن ابی بکر اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عباس بیعت نہ کریں گے میں بھی نہ کروں گا  
 اسی وجہ سے یزید پلید کو حضرت امام وغیرہ سے عداوت تھی اور دوسرا سبب عداوت کا یہ تھا کہ عبد اللہ  
 بن زبیر نے اپنی زوجہ کو طلاق دی تو یزید پلید نے ابو موسیٰ اشعری کو بھیجا تاکہ میرا خطبہ کرے اُنہارا راہ قسم  
 ابن عباس نے اور ابو موسیٰ سے احوال دریافت کیا اور کہا میرا پیغام بھی کہنا اتفاقاً حضرت امام علیہ السلام نے  
 خواہش فرمائی تھی جبکہ ابو موسیٰ وہاں پہونچے تو قسم اور یزید کا پیغام کہا اُس عورت نے کہا کہ حضرت حسین  
 بن علی نے بھی میری خواہش فرمائی ہو تمھاری صلاح کیا ہو ابو موسیٰ نے کہا اگر دنیا درکار ہو تو یزید کو  
 قبول کر اور اگر حسن صورت ظاہری مطلوب ہو تو قسم کو اختیار کر اور اگر حسن صورت و خوبی سیرت و نعمت  
 آخرت و کرامت نسبت مرغوب ہو تو امیر المؤمنین حسین علیہ السلام کو منظور کر سوا سننے بلاتامل انتخاب کو پسند کیا  
 اس بات سے یزید پلید کو کوفت خاطر پیدا ہوا کہ اکثر کہا کرتا تھا بخدا اگر مجھے حسین پر قدرت ملیگی تو قتل  
 کروں گا چنانچہ سعادت الکونین میں لکھا ہے کہ جب معاویہ نے شام میں یزید کو ولیعہد اپنا کیا اور وصیت کی  
 کہ حسین ابن علی کے مرثیہ کا لحاظ رکھنا کیونکہ سب لوگ اُسے محبت رکھتے ہیں تو بھی سلوک کرنا پھر تاریخ  
 یائیسون در جبے بروایت ہند زھون ماہ مذکور سہ شخصت ہجری میں معاویہ نے اُنہی برس کی عمر میں  
 وفات پائی اُسی دن یزید مرد و خلیفہ بد رہوا اور تخت سلطنت پر بجا سے پدر قائم ہوا اور شقاوت ازلیہ  
 اظہار میں سرگرم ہوا یہ معاویہ ابن ابی صفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف ہیں  
 اور مولفہ القلوب میں حسب تحقیق زبیل الدین محدث مصنف درج الدرد و دہن ولادت خفت نیکی



میں پائی والدہ انکی مسماۃ ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس بن مناف ہو کر کنیت ابو عبد الرحمن بعض نے  
کتابت حمی میں شمار کیا ہو اور بعض نے ناشی یا خطوط نویس لکھا ہو اور ایک سو تر اسی حدیث کی روایت بھی اُس نے  
کتب حدیث میں پائی جاتی ہو اور مدت سلطنت چالیس برس کیونکہ حضرت عمرؓ کے وقت سے عامل دمشق تھے  
کہ بنیس برس ہاں ہے اس مدت میں خلیفہ ثانی اور ثالث کا وقت گزر گیا اور حضرت امیر المؤمنین عیسیٰ بن  
علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ خلیفہ برحق ہوئے تو آنجناب نے معزول فرمایا نصرتاً علی امارۃ دمشق اور  
بعد تقویٰ امیر امام حق حضرت امام حسن علیہ السلام کے انیس برس اور حاکم رہے اخبار الدولہ میں ہر دفعہ احادیث  
قل باثبیت یعنی انکی فضائل میں حدیثیں ہیں کہ شہرت کو پہنچی اور بایں باب جاہیہ اور دروازہ دمشق کے  
مذہبون میں نماز جنازہ ابن قیس خواہ ضحاک فہری نے پڑھی تھی اور علمائے اہل سنت جماعت حال معاویہ بن ابی سفیان  
میں مختلف ہیں مادر النہر کے علماء و متفشیفین فقہائے اُنکے جنگ جہاد کو جو حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ سے  
واقع ہوئے محمول خطائے اجتہادی پر کرتی ہیں اور محققین اہل حدیث بعد تنبیح و ابایت صحیحہ فرماتے ہیں کہ حرکات  
معاویہ خالی شائبہ نفسانیت و حمیت و تعصب قرابت سے جو کہ حضرت عثمان سے رکھے تھے نہ تھے پس نہایت کاریہ ہو  
کہ قرمب کبیرہ و باغی ہوئے الفاسق لیس قابل اللعن و اگر مراد سب لعن سے اسی قدر ہو کہ انکی حرکات کو جبراً کہنا اور  
جبراً جاننا پس بلاشبہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ امر واقع ہو اور اگر سب لعن شتم مراد ہو تو معاذ اللہ کوئی اہل سنت سے  
اسکا قائل نہیں کیونکہ فاسق اور قرمب کبیرہ کے واسطے استغفار ہی نہیں لعن حرام ہے خاصہ وہ صحابی تھے شفاعت حضرت  
رسول مقبول عنہ حضرت امیر المؤمنین انکے حق میں اور فاسقوں سے یادہ متوقع و مرہو ہو کہ افعال استاد الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ  
فی الجواب الخامس من الاسوالۃ العشر نقضاً ہیں کہ مدت خلافت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیس برس ہا فوق حدیث  
صحیح الخلفاء بعدی ثلاثون سنۃ ثم یصیر لکما عضو ضما کے یعنی خلافت میرے بعد تیس برس ہو بعد ازاں ہونگے پادشاہت گزندہ  
ثابت ہوتی ہو و انقضائے خلافت کے دو طریق ہیں اول یہ کہ میں کمال اور اوج تمام میں ہا نہ اذجال اجرائیتہ قضی ہو  
دوسرے یہ کہ قوی بتدریج تساقط اور انحلال قبول کریں و ثل آجال طبعیہ منقضی ہو سو انقضائے مدت خلافت بطریق دوم  
واقع ہو اسیلئے کہ انتقال دفعی خیر محض سے جانب شر محض کہ ماک عضو ہر عادت انہی میں محال ہو چنانچہ حکم نے  
آعادۃ امکان شرف میں انتقال با امکان حسن عقول فعالہ ہیوالے غنام کے ساتھ قرار دیا ہو اور جب یہ قرار پایا تو تعین انسان  
اربعۃ کا خلافت میں لازم آیا پس سن اول سن صبا ہو کہ حرارت اور رطوبت اس عمر میں زیادہ ہوتی ہو اور بہل حاصل  
قدرا بتخلل سے افزون ہوتا ہو اور بخوبی نشوونما ہوتا ہو اور یہ حال خلافت خلیفہ اول کی کہ دو برس کمی جیسے میں تمام خیرہ  
عرب کا اہل راتنداد سے پاک ہو اور بنوا اسلام عراق و شام میں ہو یہ ابو العباس کے خلافت خلیفہ ثانی میں شہادت  
احکام اور قوت اسلام میں گذری کہ یہ حالت شباب تھی پھر خلافت ثالث میں انحطاط خفی شروع ہوا اور قیام



اُسی قدر باقی رہتا ہے اور اگر تیس کم سو کر کے گیارہ برس منہا کیے جائیں تو چھتیس برس ہوتے ہیں اور وہ منہا کی گئی  
یہ ہے کہ اس مدت میں افواج اسلام بلاد عرب سے متجاور نہیں ہوئی اور کسے عراق و عجم اور فارس اور کرمان اور حرسان میں  
مداخلت نہیں پائی پس گویا چکی اسلام کی غمخیزانہ ثانی سے شروع ہوئی اور وفات حضرت امام حسن علیہ السلام تک ہی بڑا تھا  
استاد الاستاد قدس سرہ فی شرح الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے واضح ہوا کہ شمار معاویہ بن ابی سفیان کا ملک  
میں ہے نہ خلفائے رسول اللہ میں اور جو بعض جمال امامیکہ فرط غنا سے کہتے ہیں کہ اہل سنت بعد حضرت عثمان کے معاویہ کو  
خليفة امام جانتے ہیں سو یہ بات انکی مبنی کمال شوق چشمی پر ہے و الا یہ جابل فارسی خوان بلکہ طفل دبستان جسے عقائد نامہ ملا جامی  
پڑھایا اُسٹا ہر قیاساً جانتا ہے کہ باجماع اہل سنت معاویہ بن ابی سفیان بدلے امت حضرت امیر سے تانفویض امام حسن منجلیہ  
بغات تھا کہ اطاعت امام وقت کی رکھتا تھا اور بعد تانفویض کے سلاطین میں ہوا باقی ہا یہ کہ تخطیب و رباعی ہوا پھر کون  
نہیں کہ قے سوال سنت کے نزدیک تکبیر مستوجب لعن نہیں ہوتا بالخصوص باغی بھی تکبیر ہر اسکو کیونکہ لعن کیرا ہر تکبیر  
ہمارا اس باب میں کتاب اللہ اور اقوال اہل سنت رسول اللہ ہر ایک کتاب اللہ و استغفر لہ ذکاء المؤمنین و المؤمنات کہ صریح نص قرآنی  
ولالت کرتی کہ مقصود و مطلوب شایع حق مومن میں استغفار ہے و الا امر بالشیء نہیں عن بعد پس امر بالاستغفار نہیں صریح ہوئی حق  
اور موافق قاعدہ اصولیہ مابین بھی ایسا ہے چنانچہ قدر اولی شرح فصول میں لکھا ہے الفاسق فاعل کبیرہ بل مبینی مومن و الحق  
انہ مومن لما قرناہ ان حقیقۃ الایمان ہوا تصدیق القلبی فاذا کان مومنًا کان مستحقًا للثواب لہ اتم لانہ عوض ایمانہ یعنی  
فاسق کرنے والا کنا کبیرہ کا آیا نام اسکا مومن ہوا نہیں سکتے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حقیقت ایمان کی تصدیق قلبی ہے  
پھر جب ہوا مومن تو مستحق ثواب بعینہ کے ہو گا کیونکہ یہ اسکے ایمان کے عوض ہے اسی طرح کہ میرہ بشر الذین آمنوا ثم قدم صدق  
عند ربہم یعنی خوشی سنا انکو جو ایمان دار ہیں کہ انکو ہوا یہ سچا اپنے رب کے ہمان نزدیک پروردگار کے اور باقی لوگ تکبیرہ بالالفاظ  
ایمان کہتے ہوں کہ قال اللہ تعالیٰ ان طائفان من المؤمنین اقاموا بینہما یعنی اگر دو فرقے مسلمانوں کے آپس میں لڑیں تو  
انہیں مل پکڑ کر دو پس لعن کہ نا باغی منع ہوا ایک لعن باوصف حق اہل کبار میں البتہ وارد ہو مثل اللعنة اللہ علی الظالمین  
مگر یہ لعن حقیقت لعن اس صفت کی ہے نہ لعن صاحب صفت کی اور اگر بالفرض لعن صاحب صفت کی ہو تو وجہ ایمان  
مانع لعن میں اور جو صفت مجوز لعن اور یہ بھی اصول امامیہ مقرر ہے کہ اذا جمیع المبیح و المحرم غلب المحرم اور بھی موجود مقتضی  
باوصف تحقق مانع اقتضاء حکم نہیں کرتا پس لعن صرف جو صفت پرترب نہیں ہوتی تا وقتیکہ رفع ایمان کہ مانع ہے  
صورت نہ پکڑے طرح کافر کے حق میں جسکی موت کفر پر متیقن ہو باوجود صفات حسنہ اسکے استغفار جائز نہیں ہو سکتا  
اقوال عزت سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو اثر ثابت ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اہل شام سے نہیں فرمائی کہ  
اور حضرت امیر کا بجا نہ لانا کام اہل سنت کا نہیں ہے اور نہ شراستباہ فرقہ امامیکہ یہ کہ امیر معاویہ اور مروانہ اور عباسیہ  
آپکو خلیفہ کہا اور کلاما یا بسبب شایعست صوری خلافت پیغمبر سے کہ اجرا سے جہاد اور فتح بلدان اور تعمیر عمارتوں اور



جیویش اور تقسیم غنائم اور صدقات اور حفاظت دار اسلام شرفا سے عبارت ہی علماء اہل سنت بھی  
یہ لقب بسبب مشابہت صومری اور نیز عدم پر خاشقہ انقلاب اور سامو صطلم کسی قوم بلا ضرورت طلاق کرتے تھے  
چنانچہ اب جو کوئی کہ بلا میں جا کر کتاب شریعت گزشتہ نزدیک مامیہ کے وہ مجتہد کہلاتا ہو اسی طرح اس نے میں لفظ  
خلیفہ نے امتدال پیدا کیا تھا اس کے وہ نے سمجھا کہ چونکہ خلیفہ مراد نام ہل سنت اس جماعہ کو خلیفہ اور امام حق جانتے ہیں  
حالانکہ یہ محض غلط فہمی فرقہ مامیہ کی ہو والی محققین اہل سنت طلاق لفظ خلیفہ سے تخاصی کرتے ہیں چنانچہ سعید ابن جہمان  
راوی حدیث الخلافۃ بعدی ثنوں سنتہ سے کسی نے کہا کہ مرادانیہ کو خلیفہ کہتے ہیں فرمایا کہ کذب بنو الزرقاء انما ہم ملوک  
من شر الملوک اور ابو بکر نے بزرگ نے بسط حسن ابو سعیدہ ابن الجراح سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اول  
دنیکم مذابوۃ ورحمۃ ثم یون خلافتہ ورحمۃ ثم یون ملکاً وجرۃ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب امیر معاویہ کو دیکھتے تھے فرماتے  
ہذا کسری العرب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ الخلافۃ فی المدینۃ والملوک بالقیام  
بالجمہ جب یزید پادشاہ ہوا اہل شام نے بیعت کی اور فرامین اور پروا نجات بنا بر خذ بیعت اطراف میں جاری ہوئے چنانکہ  
ایک قیمہ شقاوت پر ضلالت ولید ابن عقبہ عامل ریثہ منورہ کے نام بھی بھیجا کہ معاویہ ایک بندہ نگار خدا سے تمہارے کیا  
اور میں خلیفہ ہوا چاہتا ہوں کہ رعایا تمہارے میری بیعت کریں اس لیے لکھتا ہوں کہ حسین ابن علی وغیرہ امالی مدینہ سے میری  
بیعت کر اس میں تاخیر نہ کرنا ولید نے خط پڑھا اور کہا انا اللہ وانا الیہ ارجعون مجھ کو جگر گوشہ رسول اور نور چشم قول سے کیا کام ہو پھر  
مروان غیث الباطن سے مشورہ کیا اُس نے کہا کہ حسین بن علی اور عبد الرحمن بن ابی بکر اور عبد اللہ ابن عمر اور ابن زبیر سے بیعت لینا  
ضروری اگر کر لیں فہو المارد والقتل کرو ولید نے کہا استغفر اللہ ایسا ہرگز نہ کرو گا پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کو طلب کیا  
تو انجناب مع نیچا سن بعد اسلحہ شریف لے گئے الاولیاء میں عقبہ کے پاس پہنچے اُس نے نہایت تعظیم سے ٹھٹھایا اور خط کا مہفون  
عرض کیا انجناب نے ارشاد کیا کہ میں چار آدمیوں کا نام ہو گا کو سننا کہ ایک تہہ بیعت کریں گے کہ بہتر خوب اور بھٹے ہیں  
کہ انجناب نے فرمایا کہ میں یزید کی بیعت نہ کروں گا وہ فاسق ودارم الحرمین ولید نے کچھ جواب دیا انجناب خصت ہوئے مروان نے  
بشر ارجلیہ کہا تو نے عمت چھوڑ دیا اب ماتھ نہ آئے مناسب ہوگا انکو قید کر اور پھر بیعت یزید لے اگر نہ کریں گردن مارتا کہ  
یزید راضی ہو ولید نے کہا امجدان اگر مجھ کو بیسکون کوئی بخش دے تو بھی جگر گوشہ رسول کا خون اپنی گردن پر نہ لون  
امجدان ایسی باتوں سے ترانہ اعمال یہ ہو گا بعضوں نے لکھا ہے کہ مروان کا کلام حضرت امام حسین کے کان میں پہونچا  
تو حضرت نے فرمایا امجدان اسکو تاب طاقت ہو مجھ سے ایسی حرکت بے ادبانہ کر سکے او ولید بن ابن علی و بطینی ہوں  
یزید شارب خمر فاسق کی بیعت کس طرح کروں کل مجلس عام میں اسکا جواب دیا جائیگا اور دیکھا جائیگا کہ اولی وحق  
بالخلافۃ کون ہو بعد اس کے گھر کو روانہ ہوئے فائدہ میر و ان ابن الحکم ابن ابی العاص ابن لمیہ بن عبد شمس بن مناف ہی اسی کے  
حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو الملکون ابن الملکون چنانکہ حکم نے کتاب الملک والفتن میں متارک سے روایت

کی ہو کہ عبد الرحمن ابن عوف فرماتے تھے کہ جس کسی کے گھر کا پیدا ہوتا تھا اُس کے دیکھنے کو حضرت صلعم تشریف لیجاتے تھے اور دعا فرماتے تھے جب مروان ابن الحکم کے پاس تشریف لگے تو فرمایا ہذا النور ابن النور الملعون ابن الملعون اور بھی حاکم نے عمرو ابن مرہ جہنی سے روایت کی ہو کہ حکم ابن العاص نے اجازت حاضر ہونے کی حضرت صلعم سے چاہی فرمایا اذن دے دو اسکو لعنتہ اللہ علیہ علی من یخرج من صلبہ لالمومن منہم ولیل ماہم یشر فون فی الدنیا و یوضون فی الآخرة فی الآخرۃ من خلق اور مروان کو طرید بھی کہتے تھے اس سبب سے کہ حضرت صلعم نے اُسکو نکال دیا تھا طائف جبار با حضرت عثمان غنی نے اپنے عہد میں اُسکو طلب کر لیا اور نشی مقرر فرمایا اور جو کچھ واقعات کہ اُس ملعون کے سبب سے واقع ہوئے ظاہر ہیں اور اول فساد اسلام میں اُسی کی وجود سے پڑا ہے لعنتہ اللہ علیہ اور امارت معاویہ میں حکم مذہب ہو ایسی مردہ و قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ ہی اور بعد معاویہ ابن یزید اُسے شہر جابیہ کے لوگوں سے خلافت کی بیعت لی اور شام میں آیاد ہان کے لوگوں کو بھی اپنا مطیع کیا پھر مصر میں گیا ابالیان مصر نے بعد محاربہ کثیر بیعت کی عمر اس ملعون کی تراشیں برس کی ہوئی اور مدت سلطنت نو مہینے آٹھ دن نقش خاتم رجائی السد اور زخم برچھے سے فی النار و السقر ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ اُس نے اپنی عورت کو گالی دی تھی اُسے حالت خواب میں نبی کریم ﷺ کو ڈالا اور عبد ابن مروان نے نما بخنزاو پڑھی شہر دمشق میں بیرون دروازہ جابیہ مدفون ہو کر کذا فی اخبار الدول روایت ہو کہ ایک مرتبہ مروان نے خواب دیکھا کہ اُس نے چار مرتبہ محراب سول اللہ میں بول کیا ابن سیرین نے خواب سنکر فرمایا اگر تیرا خواب سچ ہو تو چار شخص تیری اولاد سے خلافت کریں گے بعد تیرے سوویسا ہی ہو کہ ولید و سلیمان و ہشام و یزید نے خلافت کی بالکلہ جبا مام حسین خضت ہو کر گھر آئے تو ولید نے عبد اللہ ابن زبیر کو طلب کیا وہ جب غروب ہو جانے آفتاب کے تشریف نہ لائے کھلا بھیجا کہ صبح کو انشاء اللہ علی رؤس الاشہاد بیعت کرونگا اور شب کو جانب بیت اللہ روانہ ہوے ولید نے یزید کو اطلاع کی اُس نے لکھا کہ ابن زبیر سے ہاتھ اٹھا امام کی تدبیر کر اور سر اٹکا بھیج دے ولید نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ مجھے یہ حرکت نہوگی اور وہ خط پوشیدہ حضرت کے پاس بھیجا تب آنجناب جانب بیت اللہ تشریف تاریخ چارم شعبان سال شصت ہجری بروز جمعہ باہل و عیال روانہ ہو گئے اور بعض کے نزدیک تاریخ روز گئی مبت و شتم شعبان المعظم ہر دو تقدیر شایع یہ تشریف لے چلے و سرگردانی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام یاد کرتے اور فرماتے فرج نہا خائفاتیر قب و قال رب نجنی من القوم الظالمین بعض من انزل عبد اللہ مطیع ملا اُسے کہا آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا ظالمون نے مدینہ طیبہ میں رہنے نہ دیا ناگزیر مقتضات میں دخلہ کان آمنتا کہے کو جا ماہوں اُسے التماس کیا یا امیر المومنین آپ سردار عالم و فخر اولاد آدم ہیں آپ دنوں افز و بیت اللہ تشریف ہوں وہاں کے رہنے والے آنجناب کس کو کسی کی اطاعت و فرمان برداری نہ کرینگے مگر قول فعل کو فنون پرا عماد نہ کیجیگی کہ تمہارے باپ کو انھیں لوگوں نے شہید کیا اور حضرت امام حسن کے ساتھ

اس سبب سے کہ حضرت صلعم نے اُسکو نکال دیا تھا طائف جبار با حضرت عثمان غنی نے اپنے عہد میں اُسکو طلب کر لیا اور نشی مقرر فرمایا اور جو کچھ واقعات کہ اُس ملعون کے سبب سے واقع ہوئے ظاہر ہیں اور اول فساد اسلام میں اُسی کی وجود سے پڑا ہے لعنتہ اللہ علیہ اور امارت معاویہ میں حکم مذہب ہو ایسی مردہ و قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ ہی اور بعد معاویہ ابن یزید اُسے شہر جابیہ کے لوگوں سے خلافت کی بیعت لی اور شام میں آیاد ہان کے لوگوں کو بھی اپنا مطیع کیا پھر مصر میں گیا ابالیان مصر نے بعد محاربہ کثیر بیعت کی عمر اس ملعون کی تراشیں برس کی ہوئی اور مدت سلطنت نو مہینے آٹھ دن نقش خاتم رجائی السد اور زخم برچھے سے فی النار و السقر ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ اُس نے اپنی عورت کو گالی دی تھی اُسے حالت خواب میں نبی کریم ﷺ کو ڈالا اور عبد ابن مروان نے نما بخنزاو پڑھی شہر دمشق میں بیرون دروازہ جابیہ مدفون ہو کر کذا فی اخبار الدول روایت ہو کہ ایک مرتبہ مروان نے خواب دیکھا کہ اُس نے چار مرتبہ محراب سول اللہ میں بول کیا ابن سیرین نے خواب سنکر فرمایا اگر تیرا خواب سچ ہو تو چار شخص تیری اولاد سے خلافت کریں گے بعد تیرے سوویسا ہی ہو کہ ولید و سلیمان و ہشام و یزید نے خلافت کی بالکلہ جبا مام حسین خضت ہو کر گھر آئے تو ولید نے عبد اللہ ابن زبیر کو طلب کیا وہ جب غروب ہو جانے آفتاب کے تشریف نہ لائے کھلا بھیجا کہ صبح کو انشاء اللہ علی رؤس الاشہاد بیعت کرونگا اور شب کو جانب بیت اللہ روانہ ہوے ولید نے یزید کو اطلاع کی اُس نے لکھا کہ ابن زبیر سے ہاتھ اٹھا امام کی تدبیر کر اور سر اٹکا بھیج دے ولید نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ مجھے یہ حرکت نہوگی اور وہ خط پوشیدہ حضرت کے پاس بھیجا تب آنجناب جانب بیت اللہ تشریف تاریخ چارم شعبان سال شصت ہجری بروز جمعہ باہل و عیال روانہ ہو گئے اور بعض کے نزدیک تاریخ روز گئی مبت و شتم شعبان المعظم ہر دو تقدیر شایع یہ تشریف لے چلے و سرگردانی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام یاد کرتے اور فرماتے فرج نہا خائفاتیر قب و قال رب نجنی من القوم الظالمین بعض من انزل عبد اللہ مطیع ملا اُسے کہا آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا ظالمون نے مدینہ طیبہ میں رہنے نہ دیا ناگزیر مقتضات میں دخلہ کان آمنتا کہے کو جا ماہوں اُسے التماس کیا یا امیر المومنین آپ سردار عالم و فخر اولاد آدم ہیں آپ دنوں افز و بیت اللہ تشریف ہوں وہاں کے رہنے والے آنجناب کس کو کسی کی اطاعت و فرمان برداری نہ کرینگے مگر قول فعل کو فنون پرا عماد نہ کیجیگی کہ تمہارے باپ کو انھیں لوگوں نے شہید کیا اور حضرت امام حسن کے ساتھ

جو مسند کیا : آپ کو خوب معلوم ہو اور میں بالیقین جانتا ہوں کہ اہل کوفہ آپ کو کمال اختصاص طلب کرینگے اگر آپ شریف بیجا بیٹے تباہ ہو جائیں گے کیونکہ وفادار و مروت انکی جبلت میں نہیں ہر حضرت نے انکے حق میں وعاسے خیر فرمائی اور روانہ ہوئے اور فرمایا عسیٰ ربی ان یہدنی سوا السبیل بعد بطر منازل داخل حرم شریف ہوئے وہاں کے باشندوں نے نہایت تعظیم سے استقبال کر کے اوتارایہ خبر یزید پلید علیہ مایستحقہ نے سنی آئے وہیں کو مدینہ باسکینہ سے معزول کیا اور ابن الاسدی کو حاکم مقرر کیا اور حاکم مکہ معظمہ یزید بن عیینہ بن حکم بن صفوان کو بھی مقرر کیا اور ابن سعد بن عاص کو حاکم مقرر کیا مگر وہ بسبب عمل و فعل عبداللہ بن زبیر کے بھاگ گیا کیونکہ عبداللہ نے مکہ معظمہ میں داخل ہوتے اتفاق اہل مکہ اپنی حکومت جمالی تھی ہر چند امام حسین علیہ السلام نے منع بھی فرمایا جب یزید پلید کو خبر ہوئی تو اسنے حاکم مدینہ کو پر دہ لکھا کہ بنا بر قلع و قمع ابن زبیر فوج کثیر جانب حرم محترم روانہ کر سنے عمر بن زبیر اور عیانی عبداللہ بن زبیر کو کہ باہم دونوں کے سو و فرجی تھی امیر کیا ہر چند لوگوں نے عمر سے کہا کہ وہ سبب سے اس مارت کا اقبال زیبا نہیں ہو اول حرم شریف میں جنگ و جدال منع ہو دوسرے ابن زبیر تمہارا بھائی حقیقی ہو لیکن اسنے بطمع مال نہ مانا اور جانب بیت اللہ شریف روانہ ہوا اور ایک طوق چاندی کا طیار کر کے ساتھ لیا اس خیال سے کہ جب ابن زبیر کو گرفتار کر دینا تو یہ طوق گلے میں ڈال کر یزید کے پاس بھیجوں گا الغرض قریب بیت اللہ پہنچ کر آدمی فوج ہمراہ انیس بن عمرو اسلمی کر کے ایک طرف کا نا کہ روکا اور دوسرا نا کہ اپنے متعلق رکھا اور ابن زبیر کو بلا بھیجا کہ حرم شریف سے باہر نکلو اور یہ طوق اپنے گلے میں ڈال کر یزید کے پاس حاضر ہو کہ تیرا قصور معاف ہو جائے عبداللہ نے بھی جواب دہشت کھلا بھیجا اور اول بمقابلہ انیس بن عمرو روانہ ہوئے اور اسکو شکست فاش دی کہ انیس مارا گیا پھر مصعب بن زبیر اپنے بھائی کو عمر بن زبیر کے مقابلہ کو بھیجا وہ غالب آئے اور عمر بھاگا اور اپنے بھائی عبید بن زبیر کے گھر پوشیدہ ہوا عبداللہ بن زبیر نے عبیدہ کو گرفتار کر کے اسقدر تازہ زانیہ لکھائے کہ وہ مر گیا پھر حکومت مکہ میں قائم ہوئی بعد ازاں اہل کوفہ نے طلب حضرت امام حسین علیہ السلام میں خطوط متواتر لکھے روایت ہے کہ ڈیڑھ سو خط کو فیون نے پود دیے بھیجے خلاصہ لکھا کہ ہم یزید کی حکومت پر راضی نہیں ہیں آپ شریف لائیں تو ہم اسے کوفہ سے نکال دیں اور پھلنا خط جو آیا اس میں تعلق اور چالوسی یاد تھی حضرت علیہ السلام نے لکھا کہ اب مجھکو آنے میں تاہل نہیں ہو انشاء اللہ جلد آتا ہوں قصہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے غم بالآخر جانب کوفہ فرمایا عبداللہ بن عباس وغیرہ اصحاب نے منع کیا اور کہا کہ بے وفائی اہل کوفہ ضرب المثل ہے انکے قول فعل لائق اعما و نہیں آپ ہرگز ہرگز شریف نہ لیجائیں آخر عبداللہ بن عباس نے کہا کہ میں ہرگز حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ قرار دیا کہ اگر میرا جانا مناسب نہیں ہو تو کوئی اور ہی شخص میرے متوسلین سے جانب کوفہ روانہ ہو اور انکی کیفیت اور چگونگی حالات سے مطلع کرے چنانچہ مسلم بن عقیل اپنے چچے بھائی کو نائب اپنا کر کے روانہ کیا اور اہل کوفہ کو ایک خط لکھا کہ عبداللہ بن عباس اس تجویز پر بھی راضی نہ ہوئے روایت ہے کہ جب حضرت امام علیہ السلام



حضرت مسلم کو نصرت فرمانے تھے روتے تھے اور مسلم بزبان حال گویا تھے دوست میگویم جانان و دوع آخرین لعل  
 زکویت میر دم و از خصہ دارم قصہ مشکل + نذر م طاقت دوری نذر اتم باب مجوری عجبے روی ست بے در مان عجب کجاست عجب  
 بود حاصل آمدن گرت بنیم و لے دیدن بچسان آید ز مجوری بخون آغشته پا در گل بدلتقصہ حضرت مسلم مع اپنے بیٹوں کے  
 کو فی من پہنچے اور مختار بن عبد قحقی کے گھر جاوہ فرما ہوے اور کو فیون نے جو ق جوق حاضر ہو کر بیعت کی بروایت باؤہزار روئے  
 بیش ہزار روئے چالیس ہزار چند روز میں داخل طاعت ہو گئے یہ خیر نعمان ابن بشیر حاکم کوفہ کو ہوئی تو ظاہر میں کہ فیون کو  
 ڈرایا اور باطن میں معانت حضرت مسلم میں سماخی رہے اور کس طرح کافر سے نہ کیا تب مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ  
 بن سعید بن عقیقہ وغیرہ اخبار نویسوں نے یہ حال یزید پلید کو لکھا اور تغافل نعمان کی شکایت کی اور حضرت مسلم نے اہانت  
 کو فیون کی کیفیت حضرت امام علیہ السلام کو لکھی وہ آمادہ روانگی جانب کوفہ ہوئے اور یزید نے خطوط اخبار نویسوں کے منکر  
 مشوہ کیا اہل شورا نے بالاتفاق کہا کہ ابھی تک خیر ہو جب کہ امام علیہ السلام داخل کوفہ ہو جائینگے تو حکومت عراق کی ظلم  
 جاتی رہیگی بلکہ بنائے سلطنت لوٹ جائیگی صلاح وقت یہ ہو کہ نعمان مہزول کیا جائے اور دوسرا شخص قسی القاب حاکم ہو کہ وہ  
 اول مسلم اور اسکے توالیہ کو قتل کرے چنانچہ عبداللہ بن یامہ فساد لائق ٹھہرا پھر یزید پلید نے نعمان بن بشیر کو مہزول کر کے  
 ابن یامہ کو بصرے سے امارت کوفہ پر روانہ کیا اور تاکید بھی کہ بہت جلد کوفہ میں جا کے مسلم بن عقیق کو قتل کرے اور جو  
 امام حسین آجائیں تو میری بیعت لے اور اگر بیعت کریں تو بہتر درجہ انکو بھی قتل کر جب یہ پروانہ ابن یامہ کو پہنچا تو اس نے اپنے بھائی کو  
 قائم مقام انکا کر کے روانہ جانب کوفہ ہوا یہاں تک کہ قاصد سبہ میں آیا اور لشکر اسی مقام میں چھوڑ کر خود بخون ہوئے حاجیوں کے لباس میں  
 عمامہ سیاہ باندھ کر اسٹ پر سوار ہوا اور کئی آدمی ہمراہ لیکر اس سے جدھر قافلہ نماز آتا ہے بین المغرب والعشاء کوفہ میں داخل ہوا  
 ایسا بیان کوفہ کہ مقررہ و منیت لزوم حضرت امام علیہ السلام تھے فایت شوق سے غلطی میں پڑے اور جناب امام علیہ السلام کو سمجھ کر استقبال کر  
 سکے اور سلام کیا اور مر جابک یا ابن سول اللہ کہتے ہوئے پیش پیش ہوئے ابن یامہ نے ازبد سے مخاطب دی جواب سلام بہتہ دیا اور  
 دانتوں کو پیستا دار الامارہ کوفہ میں داخل ہوا روایت ہے کہ نعمان نے دروازہ نہ کھولا بلکہ بالائے خانیہ چڑھ کر کس  
 یابن سول اللہ صلعم یہاں آپ تشریف لے لائیں کہیں اور جلوہ فرما ہوں کہ ہمیں تیرے بارگاہ کفر میں نہ آئے ہوئے کہ کما مادرا و زکھول ابن سول اللہ  
 کھڑے ہیں بسوقت عبید اللہ کا ربد ذات نے چادر چہرہ سیاہ سے اٹھا دی تباہل کوفہ نے پہچانا اور سب اپنے اپنے گھر آئے صبح کو ابن یامہ  
 مسجد جامع میں گیا اور اشرف کوفہ کو طلب کر کے سند حکومت دکھلائی گزبانہ دھکی سے جماعت کوفہ متفرق ہو گئی اور حضرت مسلم مختار کے  
 گھر سے مانی بن عروہ کے گھر آئے ابن یامہ نے محمد بن اشعث کی معرفت مانی کو باجدار دسا کوفہ گرفتار کر کے قید کیا حضرت مسلم نے اپنے  
 توالیہ کو آواز دی کہ چالیس ہزار آدمی نے قلعہ کو گھیر لیا اور ابن زیاد ایک کوشک میں چھپے ہا اور دوسرا کوفہ سے کہہ کہ اس جماعت کو  
 روکو نہیں تم سب کو گردن مار دینا چاہتا ہوں کثیر بن شہاب اور محمد بن اشعث اور شمرو ذی الجوشن اور شہید ربیع بن جابر چڑھ کر لوگوں کو  
 ڈانٹا کہ سب بھاگے حضرت پانچویں فرہ گئے جب حضرت مسلم نے نماز قربانکے ساتھ شروع کی دیکھی روانہ ہوئے سلام پھیرا تو کوئی

انجناب سرسیمہ ہو کر مسماۃ طوعہ کے گھر گئے اسنے ٹھہر لیا اب کا رخاۃ قضا اور قدر دیکھنا چاہیے کہ طوعہ کا بیٹا گھر میں آیا وہ یحییٰ بن محمد بن ثعلب کا چیلہ تھا اسنے حضرت مسلم کے حال سے ابن زیاد کو مطلع کر دیا اس یافہ فساد نے عمرو بن حرب کو بال شہر کوفہ اور محمد بن ثعلب کو مع ساٹھ نفر سپاہیوں کے بنا کر قناری حضرت مسلم روانہ کیا انھوں نے جا کر طوعہ کا گھر گھیرا اور یہ قصد کیا کہ حضرت مسلم کو گرفتار کر لیں اسوقت حمیت اور شجاعت ہاشمی نے یہ تقاضا نہ کیا کہ ایک عورت کے گھر میں بیٹھ کر بیٹھے سو حضرت مسلم کو ارمیاں سے لے کر شیرخان بکل پڑے اور ان نامردوں کو تہ تیغ کرنے لگے جب اکثر مارے گئے تو کسی نے مقابلہ نہ کیا تب محمد بن ثعلب اور کووال بد مال نے کہا کہ بنی ہاشم کی تلوار کا سامنا کون کر سکتا ہو اور کس کا مقابلہ کر سکتا ہے انکی تلوار کے مقابل ہو سکے اب کچھ فریب ہی بن آوے تو بہتر ہے چنانچہ دونوں مرد و دمکار بخرج اور فریب پیش آئے اور کہنے لگے کہ آپ کیون بے وجہ لڑتے ہیں ہم لوگ تو لڑنے کو نہیں آئے ہیں ہم لوگوں کو امان دیجیے اور ہمارے ساتھ شرف لے چلیے حضرت مسلم بقدر ازل فریب سے واقف نہ ہوئے اور بقضاء علم اور مرد و جنگی برسر رحم آئے اور لڑنا موقوف کر کے مع دونوں صاحبزادوں کے انکے ساتھ چلے دیاں ابن زیاد یافہ فساد نے پہلے ہی دربانوں سے کہہ دیا تھا کہ جب حضرت مسلم دروازہ قدم رکھیں تو انکا سر کاٹ لینا میرے پاس تہہ لانا ضرور نہیں ہر دفعہ حضرت مسلم معلوم کریمہ بگنا فتح بنیاد وین تو مننا بالحق و انت خیر الفاتحین پڑھتے ہوئے دارالامارہ کوفہ میں داخل ہوئے اور دربانوں نے شہادت اٹھوا اور محمد اور ابراہیم دونوں بیٹوں کو پلایا بعد ازاں ابن زیاد نے بانی بن عروہ کو سولی دی اور انکے سر کو تیر دن پر کوچہ بازار میں پھیرا یہ واقعہ بتایا جو سوم ذی الحجہ سنہ ہجری میں واقع ہوا آج ہی کے دن خواہ آٹھویں ذی الحجہ حضرت امام حسین علیہ السلام آماؤں روز اکی جانب کوفہ ہوئے اور اسباب سرفرمیا کرنے لگے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور جابر اور ابو سعید خدری اور ابو داؤد ثعلبی رضی اللہ عنہم مانع ہوئے حضرت ابن عباس نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ حرم شریف سے باہر نہ جائیے اور کو فیون کے قول فعلج اعتماد نہ کیجیے آپکو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپکے بھائی اور باپ سے کیا معاملہ کیا ہو اور جو آپکو یونہی منظور ہو تو انکیال کو ساتھ نہ لے جائیے میں دے تا میں کہ آپ شہید ہوں اور اہل عیال اسیر اور مجھ کو گمان ہو کہ مثل عثمان بن عفان آپکو بھائی شہید کرینگے یا ابن ہر التماس انکا قبول نہوا تب ابن عباس رنجیدہ ہوئے اور بہت روئے اور بہتقی نے شجعی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مدینے سے آئے اور خبر پائی کہ امام حسین علیہ السلام حرم محترم سے جانب عراق جاتے ہیں تب آپکو دوڑے اور اس جگہ ملے جہاں سے بدہ دو منزل تھا اور التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ خدا سے تعالے نے اپنے پیغمبر کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا تھا سو حضرت نے دنیا کو اختیار نہ کیا اور آپ جگر گوشہ رسول مقبول پر حق اللہ ملیگی تم میں سے دنیا کسی کو کبھی اور اسی میں تمھارے واسطے بہتری ہو کہ حکومت دنیا نہ آپ پٹ چلین حضرت نے نہ ماتا تب عبداللہ نے امام کو گلے لگایا اور کہا تمکو سپرد بخدا کرنا ہوں اے شہید ہونے والے روایت ہو کہ عبداللہ بن زبیر نے بھی منع کیا حضرت نے جواب دیا کہ تم لوگ راز پہناؤ واقف نہیں ہو بے سبب رنجیدہ ہوتے ہو میں نے اپنے باپ سے سنا ہو کہ حضرت صلح فرماتے تھے کہ ایک

کئے میں فرج کیجا بیگلی اسکے سبب سے خانہ خدا کی ہجرتی ہوگی میں نہیں چاہتا کہ وہ بکری میں ہوں اور میرے سبب سے  
 حرمت کعبہ میں فرق آوے ترجمہ طبری میں ہے کہ مصداق حدیث آخر کو عبد اللہ بن جبرہ سے سہان اللہ کیا جو طہر  
 اور کر امت صرح کہ عبد اللہ کو وہ حدیث سنائی چیکا مصداق مہونے والے تھے اور یہ اعتیاد کا مرتبہ تھا کہ ہجرتی کعبہ گوارا نہ کی  
 گو درجہ شہادت تھا ترجمہ صواعق بلیغ کہ جب محمد بن خنفیہ کو خبر توجہ حضرت امام حسینؑ جانب عراق معلوم ہوئی تو توتا  
 روئے کہ شہادت و ضلالتوں سے بھر گیا اور بعض روایات صحیحہ میں ہے کہ عبد اللہ بن جعفر اور محمد بن خنفیہ نے بھی خطوط  
 منع متواتر لکھے اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ مسور ابن مخرمہ نے لکھا کہ آپ کو فہون کے قریب میں نہ آئیے اور عراق  
 کی طرف قصد نہ فرمائیے اور بعض خواص اہل مکہ نے التماس کیا کہ یوم عید اضحیٰ قریب تر ہو اور مسلمان لوگ جمع ہونگے  
 چند سے توقف فرمائیے کہ آپ کے ساتھ بہت مسلمان ہوجائینگے مگر امام حسین علیہ السلام نے کہ سپاہم تقدیر کے پتے بگئے تھے  
 اور گردن تسلیم قضا اور ہڈی پر خم فرما چکے تھے راضی برضائے کسی کا کتنا نہ مانا اور جو لوگ منع کرتے تھے انکو  
 یہ حال معلوم نہ تھا کہ اس سفر پر خطروں کا اگر ازلان قضا و قدر احکام تقدیر جاری کرینگے والا عجب اللہ  
 ابن عباس اور عبد اللہ بن جعفر اور محمد بن خنفیہ وغیرہ صحابہ کبار اور اقربا و نامدار ضرور ہمراہ ہوتے اور  
 سعادت و فاقہ حاصل کرتے چنانچہ ابن عباس سے حاکم نے روایت کی کہ فرماتے تھے کہ ہم شک کرتے تھے  
 اور اہلبیت کثیر اس میں کہ تحقیق حسین شہید ہونگے کہ بلا میں اور یہ بھی ہے کہ اگر ابن عباس وغیرہ اہلبیت جانتے کہ  
 اسی سفر میں سابقہ اہل کام اپنا کر لگاتو بروقت غریمت کو ذرفاقت سے منہ نہ موڑتے اور وقت غم عراق ہرگز تنہا  
 نہ چھوڑتے اور جو حدیث ابن السکون اور یحییٰ نے کتاب الصحابہ میں اور ابو نعیم نے مستحکم سے روایت کی ہے کہ انس ابن حارث  
 کہ میں نے سنا جناب سال تہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ بیٹا میرا راجد بیگا اس زمین میں جسکا نام کربلا ہے  
 سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے وہاں موجود ہو اسکی مدد کرے سو گئے انس ابن حارث کہ بلا کو اوشیدہ ہو سو یہ حدیث  
 احادیث اس پر عمل ہر ایک کو واجب تھا گھر سے کہ اس بات کو زبان مخیر صادق سے سنا او سپر شریک ہونا جب ہو گیا  
 لہذا انس ابن حارث گئے اور عبد اللہ بن عمر کا کلمہ تاسع زبان بر لانا کئی وجہ سے تھا ایک شہرہ خبر شہادت  
 امام حسینؑ مدت سے تھا و شہرے بنظر یوفائی اور بے عہدی اہل کوفہ کے تیشہ سبب بے سامانی جناب امام کے اطمینان  
 حضرت استاد یوں لانا سلامت اللہ نے شرح شہادتین میں تحریر فرمایا ہے اجمال حضرت امام حسین علیہ السلام  
 مع اہلبیت اور دوست غلام کے کسب بیانیسی آدمی تھے جانتے کوفہ روانہ ہوئے کہتے ہیں کہ انار راہ میں فرزدق شاعر  
 با حاحہ جبہ پوش ملا اور وہ کوفہ کی طرف سے آتا تھا آپ نے اس سے کوفہ کا حال پوچھا اسے عرض کیا کہ حضرت  
 آتا تو میں جانتا ہوں کہ دل کو فہون کے آپ کے ساتھ ہیں اور بلوہ اٹکی تہی اللہ کے ساتھ اور قضا و قدر آسمان سے  
 نازل ہو رہی ہے اللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ہے قضا الہی کسی طرح نہیں ملتی



اور تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرزدوق سے ملاقات کی اور حال کو فیون کا پوچھا فرزدوق خود کہتا ہے کہ میں بسبب بیماری کے بات نہ کر سکتا تھا سو میں نے اشارے سے کہا کہ آپ کو فونے کو نہ جائیے مگر شریف کو لوٹ جائیے پھر آگے کو تشریف لے چلے تو خبر پائی کہ اہل کوفہ نے بدرغدی کی اور ابن زیاد شقی نے حضرت مسلم اور ان کے صاحبزادوں کو شہید کیا اور جماعت مسلم بالکل متفرق ہو گئی اور کسی نے ساتھ نہ دیا تب تو حضرت امام علیہ السلام نے مقتضائے رعایت اسباب ظاہری کہ عالم اسباب میں مستلزمات بشریت سے ہی مراجعت کا قصد فرمایا اور کہا کہ ہر گاہ اہل کوفہ کا یہ حال ہو تو وہاں جانا کیا ضرور ہے اور مصلحت بھی تقضی نہیں ہے حضرت مسلم کے بھائی جو آپ کے ساتھ تھے کہنے لگے کہ ہم تو ہرگز نہ پھر نیگے یہاں تک کہ اپنے بھائی کا بدلہ لینا پشید ہوں حضرت امام حسین نے برادران مسلم کا غم مصمم دیکھ کر فرمایا لاخیر فی الحیوۃ بعدکم یعنی جب تم سب مارے گئے تو پھر زندگی کا کیا مرہ اور جینے کا کیا لطف ہے بسم اللہ چلیے جو کچھ ہو سو ہو انرض حضرت امام حسین علیہ السلام و انہ ہوا اور لو اچی عراق میں کہ وہاں سے کوفہ دو منزل رہتا ہے ہوئے اُس مقام پر خربابن یزید ریاحی کہ ہر اسوار مسلح ابن زیاد کے اُسکے ساتھ تھے ملا اور عرض کی کہ یا امام کو نہیں مجھ کو ابن زیاد نے اس واسطے بھیجا ہے کہ جسطرح سے آپکو اُس شقی کے پاس لیچاؤں مگر واللہ میں اس کام کو مکروہ جانتا ہوں اب سخت مشکل ہے نہ تو آپکو لیجا سکتا ہوں اور نہ چھوڑ سکتا ہوں حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی سنو میں از خود تمھاری طرف نہیں آیا جب تم سب لوگوں نے مل کر خط لکھے اور قاصد بھیجے تب میں نے قصد کیا ورنہ کیا عرض تھی کہ میں یہاں آتا اور تم بھی کوفہ سے ہو اگر اپنے عہد پر قائم ہو تو میں تمھارے شہر کو چلتا ہوں نہیں پھر جاتا ہوں مجھ کو نہ تم سے کچھ مطلب ہے نہ تمھارے شہر سے کسی طرح کی غرض کرنے کا واللہ مجھ کو ہرگز خبر نہیں کہ کہنے آپکو خط لکھے اور کہنے قاصد بھیجے اور کیوں بلایا میں نے سنا بھی نہیں خدا جانے آپ کیا فرماتے ہیں اور میں بغیر آپ کے کوفہ کو پھر نہیں سکتا انرض اس بات میں بہت گفتگو ہوئی اور حرکی نادانستگی کی یہ وجہ تھی کہ وہ کوفہ میں نہ تھا نواح کوفہ میں کسی ملک کا عامل تھا سو سینہ اور پیغام اسکی غیبت میں آئے گئے تھے اس سبب حر نے انکار کی روایت ہے کہ حر نے بعد قبیل وقالی مسایہ بقضا سادات از لید التماس کیا کہ آپکا جہان دل چاہے تشریف لیجائیے میں آپسے متعرض نہیں ہوتا اور کوفہ پھر جاتا ہوں ابن زیاد کہہ لگا کہ امام حسین مجھ کو نہیں ملے چنانکہ امام حسین علیہ السلام تمام رات چلے صبح ہوئی تو وہیں تھے جہاں سے چلے تھے پھر خربابن یزید ریاحی حاضر ہوا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ رات کو ابن زیاد نے ایک خط بھیجا ہے اگر تو حسین ابن علی کی گرفتاری میں پہلو نہی کر لگا تو میں ایسی سزا دوں گا کہ اُسکا تحمل نہو سیکھا سو یا حضرت اب میں کیا کروں آپ کسی طرف چلے جائیں تو بہتر ہے مجھ کو کچھ گزیرگی دیکھ لوں گا انرض دوسری محرم کو کہ ملا میں پونچے تھے اسدن سے سات راتیں برابر چلے پھر صبح کو وہیں تھے جہاں سے کوچ کیا تھا تب کہ پندے پوچھا کہ کون جسگاہ ہے

کسی کی یہ مقام کر بلا جو فرمایا ۵۰ این زمین سے کہ آلودہ بخون خواہد شد مد علم سید ابراہیم زنگون خواہد شد  
 بے شک یہ مقام کرب بلا اور یہ مقام ہر آونٹون کے بندھے کا اور یہ جگہ ہر اسباب کھنے کی اور قیقل و کول  
 وانصار ہی پھر تو یہ احوال ہو گیا کہ آونٹون کو مارتے تھے وہ اپنی جگہ سے جنبش کرتے تھے اور جو بیخ زمین میں کاٹتے  
 یہ بیان مادہ موسیٰ سے خون نکلتا تھا اور جو کلمی درخت سے توڑتے تھے خون جاری ہوتا تھا آخر کار اسی مقام پر اتر کر  
 تو خاک کر بلا زرد ہو گئی اور ایک غیا عظیم اٹھا کہ چہرہ مبارک زرد آلودہ ہو گیا اسی وقت زینب باکلی بہن نے کہا اے بھائی  
 اس جگہ میرا جی گھبرا ہوا جو فرمایا یہ مقام شہیدان کا ہر صبر کرنا لازم ہر ترجمہ طبری میں لکھا ہے کہ اس اثنا میں  
 حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باجماعت ملائکہ شریفین لائے  
 اور مجھے گود میں لیکے فرماتے ہیں کہ اے نور العین بخت جگر میں خوب جانتا ہوں کہ دشمن دین تیرے مارنے پر مستعدین  
 یہ لوگ میری شفاعت سے محروم ہیں اور تجھ کو درجہ شہادت دینگا بہشت تیرے واسطے آراستہ ہو اور والدین تیرے  
 منتظر ہیں اور دست مبارک اپنا سینہ پر رکھا اور فرمایا اللہم عطا الحسین صبر و اجر اچانچہ یہ خواب حضرت امام حسین علیہ السلام  
 اپنے اہلبیت سے بیان کیا سب نے کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون اور رونے لگے الیٰ صل جب حضرت امام حسین علیہ السلام کہ تہا  
 فر و کش ہوئے تو حزن بنیدریا جی مع اپنے لشکر کے مقابل حضرت امام علیہ السلام کے اتر اور ابن زیاد مایہ فساد کو خبر ہوئی  
 اسے حضرت امام حسین کو خط لکھا کہ مجھ کو یزید بن معاویہ نے لکھا ہے کہ میری بیعت امام حسین سے طلب کر اگر بیعت کر لین  
 تو بہتر نہیں تو مگر نکاح کاٹ کے بھیج دے سو میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم بیعت کر لو نہیں تو لڑائی کے واسطے مستعد ہو حضرت  
 امام حسین علیہ السلام نے ماتمہ اعمال سیاہ ابن زیاد کا پڑھا اور ڈال دیا اور فرمایا کہ اسکا جواب بجز خدا میرے پاس  
 نہیں ہے میرا رہ ابن زیاد نے پلٹ کر تقریر حضرت کی ابن زیاد سے بیان کی تو آتش غضب اس ناری کی جھڑک اٹھی اور  
 کہنے لگا کون شخص تعالیٰ حسین علیہ السلام پر جاتا ہو کسی نے اقبال نہ کیا تب تجویز ہوئی کہ عمر و سعد حاکم ری بڑا قسی قلب  
 ہو کر ہر اسکو بھیجنا چاہیے سو اسکو پروانہ بھیجا اولاً اسے انکار کیا اور لکھ بھیجا کہ مجھے یہ کام نہ ہوگا کہ میں رسول اللہ  
 مقابلے میں جاؤں کسی اور کو تجویز کیجئے ابن زیاد ملعون ناراض ہوا اور دوسرا پروانہ بھیجا کہ اگر تجھ کو حکومت رسی کی  
 منگور ہو تو امام حسین کے مقابلے پر جانیں تو سند حکومت واپس کر اور اپنے گھر بیٹھ میں دوسرے کو حاکم رسی مقرر کرتا ہوں  
 اور یہ کام ضروری اس سے لیتا ہوں جب نوشتہ ابن زیاد حامی طریقہ عمرو و شداد علیہ اللعنة الی یوم التنا کا ابن سعد  
 بد کردار نابکار کے پاس پہونچا تو طمع و دنیا و کام نے کشان کشان مستحکم کر دیا کہ اسی دن جانب کو فر روانہ ہوا اور حضرت  
 ابن زیاد کے پاس پہونچا اسے بابیش بزر پیادے اور سوار پائنام کر کے کر بلا کی طرف بھیج دیا اور کہدیا کہ پیچھے سے  
 اور بھی فوج تیری ملک کو پہونچگی اطمینان کھنا اور بعض محققین نے اس مقام کے یوں تقریر کی ہے کہ جب نامہ اول  
 ابن زیاد ملعون عمرو ابن سعد و دود کے پاس پہونچا تو اسے جواب لکھا کہ اس مقدمے میں بعد شورے کے عرض کر دینا

۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

بعد اُسکے اپنے گھر میں آیا اور اپنے بیٹوں سے صلاح پوچھی بیٹوں نے کہا اے عمر دتیرا باپ سعد بن ابی وقاص جانشین رسول اللہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر عاشق اور خدا تھا تجھ کو ہرگز لائق نہیں ہو کہ تو اُسکے مقابلے کو جائے تجھ کو حیا نہیں آتی اُسنے انکار بھی جب دوسرا نامہ ابن زیاد کا لکھ دیا اور حکومت مدی کی جانے کا اندیشہ زیادہ ہوا تب مدین کو دنیا کے بدلے کھو بیٹھا اور چلنے پر مستعد ہوا حمزہ ابن مغیرہ اُسکے بھانجے نے کہا اے ابن سعد دنیا چند روزہ ہو حکومت اور سلطنت کچھ کام نہیں آئیگی آخرت میں اسکا محاسبہ سخت ہو اور مقابلہ امام حسین علیہ السلام سے سرداری و فوج کی البتہ حاصل ہوگی مگر ابن سعد نے کچھ خیال نہ کیا اور پانچ ہزار سوار یکسر سیدھا کر بلا میں آیا اور امام حسین علیہ السلام سے پیغام بھیجا کہ تم اس مقام میں کیونکر آئے آپ نے جواب دیا کہ تمہارے قاصد اور ہر کار کا یہاں لانا نہیں تو میں کیوں آتا مجھے کیا کام تھا مگر تم لوگوں نے اپنا عہد توڑ دیا اب بھی اگر کوئی مانع نہ ہو چلا جاؤں عہدہ ابن سعد خوش ہوا کہ شاید ابن زیاد سے صلح ہو جائے اس واسطے یہ معاملہ ابن زیاد کو لکھا اُس شقی نے لکھا کہ تو بیعت یزید کی طلب کر اگر قبول کرین تو مجھ کو اطلاع دے اور تا صدمہ و حکم ثانی انتظار کر اس تحریر سے ابن سعد نے جانا کہ ابن زیاد صلح پر راضی ہو سوائے نامہ سیاہ اُس و سیاہ بد مال کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا حضرت نے فرمایا کہ میں ابن زیاد کے قول پر عمل نہ کرونگا یہ خبر بھی ابن زیاد کو پہنچی اُسے حصین ابن نمیر اور شعیب ابن ربعی اور عمر ذی الجوشن وغیرہ ملا عنہ کو با فوج قاہرہ روانہ کیا کہ اب بائیس ہزار زیادے اور سوار بقابلہ اولاد حیدر کرار و طبیعت رسول مختار درشت کر بلا میں جمع ہوئے ساتویں محرم سنہ اکٹھ ہجری میں انھیں کافروں سے پانچ سو سوار نہر فرات پر مقرر کیے گئے اور پانی کی بندش ہوئی اور اہلبیت رسول اللہ پر عرصہ زندگی سخت تنگ ہوا یزید بھاری ایک شخص حضرت کے انصار و لائق تھے وہ حاضر ہوا و عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اور ابن جعد سے بہت ملاقات ہو اور وہ دو دیر اہل بیت کا یار ہر یقین ہو کہ میری عورت و پانی میں مضائقہ نہ کرے اگر ارشاد ہو تو اُس سے پانی کے واسطے استدعا کروں حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تمکو اختیار ہے چنانکہ یزید بھاری ابن سعد کے پاس تشریف لے گئے اور بغیر ادائے رسم سلام علیک بیٹھ گئے ابن سعد نے کہا اے یزید بھاری تو نے رسم سلام سنت اسلام کیوں ترک فرمائی کیا میں مسلمان نہیں ہوں اور خدا رسول خدا کو نہیں پہچانتا ہوں کیا کوئی اور سبب ہے یزید بھاری نے کہا وائے پر اسلام تو کہ دعویٰ مسلمان کی کرتا ہے اور جگر پارہ رسول اور نور ویدہ بتول کا دشمن جانی بن کے اُسکے خون کا پیاسا ہوا ہے پڑے افسوس کی جا ہے کہ گئے اور سور فرات سے پانی پین اور اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانی کو ترسین یہ کیا اسلام ہے اور کیا ایمان ابن سعد یہ کلام مٹکنے دل میں ایشیاں ہوا اور کہنے لگا کہ یہ تو سب سچ ہے لیکن حکومت مدی سے دست برداری نہیں ہو سکتی ناچار یزید بھاری بے نیل و مرام واپس ہے اور سارا حال خراب امام علیہ السلام سے نقل کیا تو امام علیہ السلام نے کنوین کھدوائے مگر شتر شتر ہاتھ تک بھی پانی کا نشان نظر نہ پڑا اور اہلبیت کا یہ حال تھا کہ نماز تیمم سے ادا فرماتے تھے اور کلام



اشاروں سے تب عباس ابن علی چند آدمی اپنے ساتھ کیک فرات پر گئے کہ اشقیانے عمر ایوں کو شہید کیا اور عباس علمدار  
 زخمی ہو کر پوٹے اور عرض کی کہ یا حضرت سو اسے آب ششیر آب فرات ہمارے نصیب میں نہیں ہو بعد اس کے  
 حضرت امام حسین علیہ السلام خیمہ مبارک سے نکلے اور مقابل لشکر شام کھڑے ہو کر حمد و ثناء سے خالق کبریا اور نعمت سرور انبیا  
 بیان فرمائی پھر لڑا دیا کہ اس لشکر میں یزید جو بے نال کر کے دیکھو کہ میں کون اور کسکی اولاد ہوں اور اپنے دل میں سوچو  
 کہ میرا خون کرنا اور میرے اہلیت کی تباہی مت چاہنا تمکو درست ہو آیا میں لڑتا تھا اسے پیغمبر کی لڑائی کا نہیں ہوں اور پھر  
 علی رضی اللہ عنہم ترا اور رسول خدا محمد مصطفیٰ صلعم کا نہیں ہوں اور رسول خدا نے میرے حق میں نہیں فرمایا سید شباب  
 اہل الجنة یعنی حسین و دونوں جو ان بہشت کے سردار ہیں اسی طرح بہت فضائل آپ نے بیان فرمائے اور  
 دشمنان وین پر محبت خدا ختم کی تھی نہ رہے کہ یہ کلام حضرت کا از رو سے عاجزی نہ تھا کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام  
 اپنی شہادت سے واقف کار تھے اور میدان کارزار کے شہسوار بلکہ یہ ارشاد بنا بر قطع محبت تھا کہ دشمنوں کو خدا کے درجہ  
 عذر کی جگہ نہ رہی اور ماکنا معذبین حتی نبعث رسولاً میں مزہ جاٹیں تہذیب التہذیب میں لکھا ہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام  
 بعد اس کلام کے ابن سعد کو لکھا کہ تین باتوں سے ایک بات اختیار کر یا تو مجھ کو بکائی شرفیت میں جانے دے کہ وہاں جا کر  
 بیٹھ رہوں اور اگر یہ منظور نہ ہو تو مجھکو ترکستان کی طرف جانے دے کہ وہاں کفار ترک سے جہاد کر کے شہید ہوں اور اگر  
 یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو مجھکو یزید کے پاس بھیج دے ہاں جو کچھ شہنشاہی ہو ہوگا ابن سعد نے جواب لکھا کہ میں ابن یزید کو  
 آپ کے سوال لکھتا ہوں جو کچھ جواب ملیگا عرض کر دو گنا مال کیسے چنانچہ اسے لکھا تو ابن یزید نے فساد نے کمال تہدید سے کھ بھجوا کہ  
 میں نے تمھکو لڑنے کے واسطے بھیجا ہے صلح کے واسطے اگر حسین ابن علی حیت کریں تو بہتر درہ قتل کر اور اگر تمھکو مائل ہو تو میں  
 معزول کر کے دوسرے کو تیری جگہ بھیجتا ہوں اور یہ کام اُس سے لیتا ہوں جب کہ نامہ ابن یزید لغتہ اللہ تعالیٰ یوم التناد  
 ابن سعد بآل کے پاس پہنچا وہ اسے صفت قتال آراستہ کر کے امام حسین علیہ السلام سے کھلا بھیجا کہ میں نے ہر خد چاہا کہ  
 تم یزید کی محبت کرو میں تمھارے خون میں گرفتار نہ ہوں پر تم نے قبول نہ کیا آپ نے فرستاد ہو جاؤ حضرت امام حسین  
 علیہ السلام نے فرمایا کہ آج مجھے مہلت سے ترجمہ صواعق محرقہ میں لکھا ہو کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ سختی ہو  
 تکلیف گذری تو آپ کو نصیحت اور وصیت حضرت امام حسن کی یاد آئی کہ انھوں نے آپ کو سمجھایا تھا کہ اس حسین کو خیانت بدعت  
 قول اور فعل پر ہرگز اعتماد نہ کرنا اور اس کے بلانے سے زہار کو فتنے کی طرف نہ جانا وہ لوگ سخت نالائق ہیں وہاں کلجانا  
 تمھارے حق میں ہرگز نہیں ہو اور باعث کمال خفت و پریشانی ہوگا ترجمہ طبری میں لکھا ہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام  
 خیمہ مبارک میں تشریف لائے اور اہل حرم کو نصیحت کی کہ صبر سبب خیر چیز ہو اور اللہ نے صبر کا بڑا اجر مقرر کیا ہے جو ہر دار  
 ایسا ہو کہ تم صبر استقلال کو ہاتھ سے دو اور کسی طرح سے ہماری ثابت قدمی میں فرق آئے اور رونے سے منع فرمایا  
 اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ خداوند اتو جاننا ہو کہ اہل کوفہ نے مجھے حیت کی اور پھر عہد شکنی کی اسکا انصاف

تیرے ہاتھ ہو اور خیمہ سے باہر اگر اپنے انصار سے فرمایا کہ میں تم سے بہت راضی ہوں جو کچھ حق خدمت اور رفاقت تھا وہ تم سے بخوبی ادا کیا اللہ تم کو جزا سے خیر دے حال یہ کہ تم لوگ کم ہو دشمنین بہت اس سے میرے نزدیک مناسب یہ ہو کہ میں تم کو اپنی بیعت سے علیحدہ کرتا ہوں جو طرف تمہارا جی چاہے وہاں جاؤ مجھ کو یہ منظور نہیں کہ میرے ساتھ تمہاری بھی جان جائے اور میں تو اپنی زندگی نامید ہوں خیر جو کچھ میرے باب میں منظور آئی ہو گا وہ قبول ہو اس سے چارہ نہیں انصار بہت وئے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ یہ کیا فرماتے ہیں ذرا خیال تو کیجئے کہ ہم ایسے وقت میں آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں اور حشر جناب رسول خدا علی مرتضیٰ وفا طمہ زہر علیہم السلام کو کیا منہ دکھائیں گے اور دولت شفاعت محمدی کیونکر پائیں گے ہم تو حضرت کو کعبہ کی لکڑی اور چھوڑینگے گروست دہ ہزار جام و دریا بکارت فشانم پھر یہ کہ کمر سامان لڑنے کا درست کیا اور ایک سنگ شنبہ بخت گرد اپنے لشکر کے کھو دی اور ایک اہل آمد و رفت کی رکھی جب ہم محرم ہوئی اور صبح عاشورہ مصیبت نے افق شہادت سے طلوع کیا تو لشکر ابن سعد صف آرا ہو کر تھا بل میں آیا جناب سید الشہداء نے نماز صبح ادا کی اور ناتے پر سوار ہو کر لشکر ابن سعد کے مقابل تشریف لائے اول خطبہ پڑھا بعد حمد جناب کبریا و نعمت سرور انبیا اُن لوگوں سے مخاطب ہوئے کہ اے لشکریان یزید غور کرو اور سمجھو کہ انصاری نشان ستم خرم عیسیٰ علیہ السلام کی اتناک تعظیم کرتے ہیں اور یہود اگر کوئی آثار موسیٰ علیہ السلام پاتے ہیں تو ان کو دل و جان سے عزیز رکھتے ہیں اور میں تمہارے نبی کے لئے کال کا ہوں اور مجھ کو بھی تمہارے پیغمبر نے بیٹا کیا ہو سو تم میرے قتل پر مستعد ہو آئیں نے تم میں سے کسی کا خون کیا ہو کہ اُس کے عوض میں مجھ کو قتل کرتے ہو کسی کا تم میں سے میں نے کچھ مال لے لیا ہو کہ اُس کے مطالبہ میں مجھ کو ایسا تنگ کرتے ہو یا اور کسی طرح کا مجھ پر دعویٰ ہو کہ تم اُس کے واسطے عاجز کر رہے ہو میں تو مدینے میں اپنے جد امجد کی فرار پڑھتا تھا وہاں تم نے نہ دیا ناچار حرم شریف آیا وہاں بھی تم نے خطوط لکھ کر بگوا یا اور سلم کے ہاتھ پر بخت کی پھر عہد اپنا توڑا خدا سے تعالے کو کیا جواب دو گے سو اس اتمام حجت کا جواب دشمنان دین نے کچھ بھی نہ دیا تب حضرت امام نے فرمایا کہ خدا کی محبت تم پر ہو مجھے نہیں یہ فرما کر ناتے سے اترے گھوڑے پر سوار ہوئے صف لشکر آ رہستہ فرمائی اور سب سے کہدیا کہ تم کوئی اپنی طرف سے لڑنے میں سبقت نہ کیجیو جانب اشد قیاس سے ابتدا ہونے دو یکا یک ایک آدمی لشکر اشد قیاس سے عبد اللہ نام کہ حقیقت عبد اللہ گھوڑے پر سوار میدان میں آیا اس نے دیکھا کہ خیمہ اہلبیت کے گرد آگ جلتی ہو اور یہ آگ حضرت امام حسین علیہ السلام نے نظر احتیاط کر دیکھ کر خیمہ کے روشن کرادی تھی تاکہ کوئی مخالف جانہ سکے اُس عبد الشیطان نے جسارت کر کے کہا اے حسین آتش دنیا کی تم کو بشارت ہو قبل آتش دوزخ حضرت فرمایا اللہم ارحم قتلنا یعنی اے اللہ اسکو آگ میں جلاؤ اسی دم گھوڑے نے آگ میں ڈال دیا کہ عبد الشیطان مخلصی النار ہوا تو حضرت امام علیہ السلام نے سجدہ شکر ادا کیا اور باوازاں فرمایا کہ یا اہی میں اہلبیت رسول میں ہوں تو میرا انصاف کہ ابن شعث نے پکار کر کہا کیا ایسی تھا تو پیغمبر خدا سے

قرابت ہو کہ جسپر اتنا لاف و کراف مارتے ہو تب تو امام حسین علیہ السلام کا دل گرہا ناچار دعا فرمائی کہ یا اے  
ابن شہت مجھکو فرزند رسول نہیں جانتا اور بے محابا قطع نسبت کرتا یا اسکو ذلیل فرما اسی وقت ابن شہت پیشاب کو  
بیٹھا تو جھجھو فیغیش مارا کہ اسکی تکلیف سے نکلتا تمام لشکر میں پھرتا تھا اور اسی حالت میں داخل نار ہوا اب  
شمر علیہ اللعنتہ نے ابن سعد سے کہا کہ وقت مہلت ہو چکا اور خود آگے بڑھا اور ایک تیر لشکر امام کی طرف چلا یا  
اور غریہ کہنے لگا کہ سب لگ گواہ رہیو کہ اول لشکر امام حسین پر میں نے تیر مارا ہی پھر زیاد و سالم دو غلام بن یاد کے  
نکلے اسطرف سے دو بہادر ایک حیدر ابن مہر دوسرے یزید ابن حسین کے مقابل ہوئے اور دونوں کو قتل کر آئے  
پھر مختل ابن یزید لشکر یزید سے نکلا اسکو بھی یزید ابن حسین نے مارا بعد اسکے دوسرے نکلا وہ بھی انھیں کے ہاتھ سے  
مارا گیا پھر مرحام ابن حرث نکلا اسکو نافع ابن ہلال نے تہ تیغ کیا اسی طرح جو کوئی فوج مخالف سے نکلا مارا گیا  
اور ہر مرتبہ امام عالیہ حسین علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ خود سبب شجاعت کے مقابلے کا قصد کرتے تھے انصار  
نہ جانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک ہم لوگوں سے ایک شخص بھی باقی رہیگا آپ جانے نہ پائینگے اور  
انصار کی یہ مردانگی تھی کہ مخالف کو اس طرح جھٹ پٹا رہتے تھے جیسے گتے کو مارتے ہیں جب لشکر یان شام نے  
دیکھا کہ اس طرح کا مقابلہ کہ ایک شخص کا مقابلہ ایک کرے سخت مشکل ہو بہرگز عمدہ برائی نہوگی ایک ہی  
انصار سارے لشکر کو کافی ہو تب یہ تجویز کی کہ دس دس ایک ایک انصار کے مقابل ہوں چنانچہ دس کافر  
ایک اہل اسلام کے مقابل ہونے لگے مگر ماہم یہ حال تھا کہ کوئی نامور و نزدیک نہ آتا دور ہی سے تیر اندازی کرتا  
اور جو بہادر صفت اسلام سے نکلتا کئی نامور دل کر شہید کر ڈالتے یہاں تک کہ پچاس انصار سے زیادہ  
شہید ہوئے صرف عزیز و قریب حضرت امام حسین علیہ السلام کے باقی رہے تب حضرت نے ایک نعرہ پرورد  
مارا کہ کوئی فریادیں بھی ہو جو اللہ کے واسطے ہماری مدد کرے اور کوئی بچانے والا ہو کہ حرم رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو اعدا سے بچا دے یہ استغاثہ صرف تمام محبت تھا تاکہ پھر کسی کو فوج اشتیاق سے مقام عذر باقی نہ رہے  
اور یہ بھی غرض تھی کہ اسوقت آتش غضب فوج مخالف میں شعلہ زن ہو ایسا نہو کہ اس اندھا دھندین  
کوئی شخص اہل ایمان سے جنمیںوں کے ساتھ ہو رہے اور مجھ تک نہ پہنچ سکے چنانچہ اسکا فائدہ یہ ہوا کہ  
حرا بن یزید ریاحی مع مصعب برادر دہلی ابن حریس اور عروہ غلام مقبر ساتھ لیکر فوج ابن سعد سے نکل کر  
حاضر ہوا اور التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ میں سب سے پہلے آپ کے مقابلے کو نکلتا تھا اب میں آپ کے گرد و میں  
داخل ہوں اجازت دیجئے کہ جان تیری سے پیش آؤں تاکہ شفاعت تمہارے جد کی مجھے نصیب ہو اور  
سیری تقصیر میں معاف فرمائے حضرت امام حسین علیہ السلام نے عفو تقصیر فرما کے اجازت قتال دی کہ حرا  
ابن یزید لشکر اشتیاق پر شیر کی طرح جھکا ان سعد نے دیکھا صفوان ابن خطلہ کو بھیجا کہ تو حرا کو سمجھا کے



یہاں لاؤ اگر نہ آوے ناچار قتل کر صفوان نے نزدیک آکر نصیحت کی اور کہا کہ تجھ کو پھر چلنا مناسب ہے نہ کہ یہاں  
 کہ تیری عقل سے بہت بعید ہو حالانکہ تو جانتا ہو کہ یزید فاسق و شارب خمر ہو اور حسین علیہ السلام پاک و صادق  
 و نور دیدہ رسول قبول آیا حسین کی رفاقت و تبعیت اولیٰ ہے یا یزید یا پاک کی صفوان نے کہا یہ تو بیچ ہو پس کن  
 مال و دولت یزید کے پاس ہو اور سپاہی مال کے محتاج ہوتے ہیں نہ تقویٰ و طہارت کے کرنے کہا اے  
 صفوان تو حق پوشی کرتا ہو تیرا کلام منافقانہ ہے تب صفوان نے نیزہ چلایا حرا بن یزید بچ گئے اور وہی نیزہ  
 چھین کے صفوان کو ہلاک کیا بعد اُس کے صفوان کے دو بھائی اور تھے وہ دوڑے اور صفوان پر آکر گرے کہ کرنے  
 ان دونوں کو بھی قتل کیا غرض جوشقی ہاتھ لگا کرنے بہ تیغ کیا یہاں تک کہ مخالفوں نے گھیر لیا اور تیرا اور  
 نیزے سے شہید کیا بعد اُس کے معصب اور علی اور عروہ بھی اسی طرح شہید ہوئے اور ترجمہ متعارف طبری میں لکھا ہے  
 کہ منور لڑائی شروع ہوئی تھی کہ حرا بن یزید فوج اعدا سے نکل کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر  
 ہوئے تھے مگر روایت اولے صحیح ہے اسی اصل جب نامرہ جنگ نے جدال نے اس قدر اشتعال پایا کہ انصار و اعدا ان  
 شہید ہو گئے تو حضرت امام حسین نے فرمایا کہ اب میری لوبت ہو آپ کے عزیزوں نے کہا جب تک ہم میں سے کوئی باقی  
 رہیگا آپ مقابلہ مخالف کو جانے نہ پائینگے اور سب سے پہلے علی اکبر بڑے صاحبزادے حضرت امام حسین کے مسلح ہوئے  
 روایت ہے کہ علی اکبر بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے چنانکہ جب کھون اہل مدینہ دیدار رسول خدا  
 شتاق ہوتے تھے علی اکبر کو دیکھ لیتے تھے جب علی اکبر علم آرا سے معرکہ ہوتا اور اشقیانے دیکھا تو ہیبت و جلالت  
 شان حضرت علی اکبر سے صورتیں سب کی زرد ہو گئیں اور دل آنکھ پانی پانی ہوئے اور ابن سعد نے اپنے لشکر سے  
 کہا کہ یہ فرزند اکبر امام حسین ہے کہ پیغمبر خدا سے شہید ہو اسکی شجاعت و بہادری دیکھنا چاہیے چنانچہ علی اکبر نے  
 مبارز طلب کیا کوئی شخص مقابلہ نہ آیا ناچار خود حضرت فوج میں در آئے تو لشکر تہ و بالا ہو گیا اور دشمن حملے حضرت نے  
 فرمائے ہر حملہ میں فوج اشقیاء کے دو تین آدمی مارے کہ تیس یا پچیس شقی آپ کے ہاتھ سے سیدھے دوزخ کو گئے  
 اور ریاضت شتاقہ سے پیاس نے غالبہ کیا کہ زبان مبارک خشک ہو گئی ناچار لشکر مخالف سے لوٹے اور امام حسین  
 علیہ السلام سے پیاس کی شکایت فرمائی حضرت نے فرمایا اسی جان پدر کیا کروں میری زبان منہ میں رکھ لے  
 تو تسکین ہو جائے کہ علی اکبر نے زبان مبارک چاٹی اور پھر لشکر اعدا پر حملہ کیا تو پچھپچھے سے مرہ ابن سعد نے ایک  
 تلوار ماری کہ علی اکبر زہین پر گرے ظالموں نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا انا اللہ وانا الیہ راجعون  
 بعد ان کے عبداللہ ابن مسلم ابن عقیل مسلح ہو کر نکلے تو ایک ظالم نے دوہری سے ایک تیر شپٹ شریف پر مارا شہید ہو گیا  
 پھر جعفر ابن عقیل نکلے وہ بھی تیر سے شہید ہوئے اب فقط آل عباس حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ اور  
 عباس اور جعفر اور عثمان اور محمد با بنچوں بھائی اور قاسم ابن حسن علیہ السلام بقیے اور علی زین العابدین اور علی ابن

دو نوان بیٹے امام حسین علیہ السلام کے باقی رہے اور محمد ابن حنفیہ اور عمر ابن علی دونوں بھائی آپ کے جو اسم کے سین  
 نہ آئے تھے سو بقیہ آل عباس سے اول قاسم بن حسن کہ عمر انکی انیس برس کی تھی مسلح ہو کر خیمے سے برآمد ہوئے ہر چند کہ  
 حضرت امام حسین علیہ السلام نے منع کیا مگر تقدیر انکی کشان کشان فوج اعدا میں لے گئی تو ایک کافر بے دین نے  
 تلوار سے شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور روایت ہے نکاح سکینہ دختر امام کی حضرت امام قاسم سے خرقین کے  
 نزدیک غلط روئے سرہ پایا سوقت اس کام کی فرصت کمان تھی اور یہ جو شہوہ ہو کہ سکینہ نے دیا رشام میں دفات پائی یہ بھی  
 سر غلط ہو وہ تو اہلبیت کے ساتھ مدینہ میں آئیں اور مصعب بن زبیر کے ساتھ نکاح ہوا پھر عبداللہ اور عباس اور  
 جعفر اور عثمان اور محمد پانچوں بھائی ایک ساتھ مسلح ہو کر مکہ ظالموں نے زبرد کر کے شہید کیا جب یہ سب شہید ہو چکے  
 تو کافروں نے جناب سید الشہداء علیہ السلام پر لوہ کیا اور ایک تیر چلا یا کہ حضرت کے گھوڑے کے گال کو آپ گھوڑے  
 آترے اور زمین پر پڑ گئے اس عرصہ میں علی اصغر کہ شیر خوار تھے شدت پیاس سے خیمے میں رونے لگے تو آپ نے انکو  
 گود میں لیا اور زبان مبارک لٹکے منہ میں ڈالی کہ فی الجملہ تسکین ہوئی یہ معجزہ جناب سالت مابلی اللہ علیہ وسلم کا  
 ایتکاب باقی تھا آئے میں ایک ظالم بے دین نے تیر مارا کہ علی اصغر کے حلق میں لگا اور کنارہ پر در میں شہید ہو گئے  
 تو حضرت نے انکو گود سے رکھ دیا اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور زبان حال نے کہا ۱۵ اے فلک پیرو جو انسان  
 ہر چیدی تو چہ طفل را ہم کینارم نہ پسندیدی توجہ اور فرمایا اے آسمانی مجھ کو ان مصائب میں صبر عطا کر اور خیمہ مبارک میں  
 تشریف لائے اور اہلبیت کو سپرد بخدا کیا آما زمین العابدین علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب مجھ کو اجازت دیجئے تو میں بھی  
 آپ کے سامنے ہی شہر شہادت یوں حضرت نے فرمایا ابھی تجھ سے بہت کام رہ پیش ہیں اور تیری نسل قیامت تک  
 قائم ہوگی تو میرا وحی ہو میرے بعد کسی سے لڑائی نہ کرنا اور صبر اور شکر میں بسر کرنا چار امامین العابدین اسی حالت سے  
 خیمے میں پڑے رہے اور حضرت امام حسین لشکر بزرگ کے مقابل ہو چکے اپنے فضائل بیان فرمائے پھر مبارک طلب کیا کسی کی  
 حرأت نہ پڑی آخر کئی نامزد ہوئے اور دست مبارک سے داخل ہوا رہے پھر کئی سردار نکلتے وہ بھی جہنم وصل ہو اب لشکر خلف  
 میں بڑا ترزل پڑ گیا کہتے ہیں کہ چار سوار اور دوش پیادے آنجناب کے ہاتھ سے داخل ہوا رہے یہ حال شہر بدیکار اور سجد  
 ملعون دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے حسین علیہ السلام کا نظیر شجاعت اور مردانگی میں نہیں دیکھا کہ سب اہلبیت انکے شہید  
 ہو گئے ہیں اور خود زخموں سے چور ہیں اور اتنی فوج گھیرے ہو اور پیاس کی شدت ہو مگر لڑنے سے باز نہیں آتے آخر جب لشکر کے  
 لوگ سخت تنگ آئے اور کسی کے ہوش و جواس باقی نہ رہے اور سب نامرد مقابلے سے جی چڑانے لگے تو سرداران لشکر نے دیکھا  
 کہ لڑائی بگڑی قریب ہو کہ سب لوگ بھاگین تب شرفی الجوشن نامرد نے یہ چیلہ کیا کہ چند آدمی مخصوص لیکر خیمہ کے قریب  
 پہنچا اور حضرت کے پیچ میں داخل ہو گیا تو حضرت نے یہ حال دیکھ کر بغرہ مارا کہ دیکھ یا شیعۃ الضیطان میں تھے  
 لڑنا ہوں یا جھوڑ میں تب شہر ملعون ڈرا اور لوگوں سے کہا کہ عورتوں سے متعرض نہ ہوا اور اوجھ سے فوج کو پھیر کر حضرت

امام حسینؑ پر چھکاوی کہ دونوں طرف سے حضرت علیہ السلام گھر گئے اور چاروں طرف سے تیر اور نیزہ برسے لگے جب  
جسم شریف زخموں سے چور ہو گیا اور لٹنے زخم لگے کہ شمار کا مکان نہیں ایک ایک زخم پر سو زخم تھے جب حضرت  
امام حسینؑ علیہ السلام گھوڑے سے جدا ہوئے اور زمین پر شہید ہو کر گریسے نصرا بن خرنشہ ملعون سر مبارک کا ٹٹنے لگا  
نہ کاٹ سکا تب خولیٰ ابن یزید اتر آئے اسنے سر کا حقیقت یہ کہ نصرا بن خرنشہ اس طرح کاٹ سکتا تھا تو ازل میں  
خولیٰ ابن یزید کی تقدیر میں لکھی تھی اسی سے صادر ہوئی اور بعض روایت میں لکھا ہے کہ شبل ابن یزید نے سر کاٹا اور اپنے  
بھائی خولیٰ کو دیا یہ ساتھ بھڑواں آفتاب نقطہ دائرہ نصف النہار سے کہ جزو اول اخروا و غار ظہر کا ہوا وقع ہوا اور  
گویا یہ حال اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ تکبیر افواج آپؑ نے گھوڑے کی پیٹھ پر شروع کی اور جب کثرت جراحات سے جھک  
اور کوع ہوا اور جبے میں پڑے تو وہ سجدہ تھا غرض اس نہایت مجموعہ سے نماظر ادا کر کے خلد برین کے منتظرین کا فرح تھا کہ  
روایت ہے کہ جب تک حضرت امام حسینؑ پشت زمین پر تھے کسی کا فر کی جرأت نہ تھی کہ آپ کے پاس آکر تلواریں سے مقابلہ کرے  
بلکہ نیزے کی رو پر بھی آسکا فقط تیروں سے مارے تھے اور جب تن مبارک کثرت جراحات سے مضمل ہوا تب بھی کسی نامرد کی  
یہ جرأت نہ پڑی کہ آپؑ کا حربہ کرے اس حالت میں شعر شقی نے اپنے سواروں سے کہا کہ زوف تمھاری بہادری پر کہ  
شیخن خمن سے چور ہو اور کوئی مقابلہ پر نہیں جاتا اسنہی کوئی نہ گیا مگر تیروں اور نیزوں کا نار با زہ دیا یہاں تک کہ  
ایک شقی نامی کا تیر حلق مبارک پر لگا کہ حضرت شہید ہو کر گھوڑے سے گرے اور اسی حال میں شعر نامرد نے چہرہ مبارک پر  
تلوار ماری پھر سپر سان ابن انس نخعی نے نیزہ مارا اور خولیٰ ابن یزید سر کاٹنے کو اتر آسوا سکے ہاتھ کاٹنے پھر اتر آسکا بھائی  
شبل ابن یزید نے سر کاٹا اور اپنے بھائی کو دیا اور قیس ابن شعث ملعون نے پیراہن شریف تن بے سر سے اُتار لیا اور خیب  
ابن بویل نے تلوار حضرت کی اپنے قبضے میں کی ابن عساکر نے امام حسن علیہ السلام کے پوتے محمد ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ  
حرماتے ہیں کہ ہم امام حسینؑ علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ بلا کی دوزخوں پر یعنی دونوں ہوتوں فرات پر کہ گر کر بلا واقع ہونے لگا  
تاکہ امامؑ نے شعر ذی البوشن کو اور فرمایا سچا رسول اللہ اور اسکا رسول فرمایا تھا جناب رسول مقبولؐ نے کہ گویا میں دیکھتا ہوں کہ گناہ  
منہ دلتا ہے میرے ابا بیت کے خون میں اور تھا شعر کو رضی یعنی حضرت نے جو فرمایا تھا کہ قاتل اہلبیت کا سفید دغ والا ہو گا سو  
شخص ہی ہو اور فی الواقع یہ یونین نسبت ورون کے زیادہ تر جریس بنون اہلبیت رسول اللہ تھا اور اگرچہ امام کو عین قتل میں  
اکثر بلا غنہ شریک تھے الا پر داز روح مبارک کا ملا را علی کو شعر بد پیکر کی تلوار سے اور سان ابن انس کے نیزے لگنے کے  
ساتھ ہی واقع ہوا اسی جہت سے یہ دونوں قاتل مشہور ہیں یہ واقعہ دسویں محرم بروز جمعہ بعد زوال آفتاب خط نصف النہار  
سنہ ۶۰ شمہ ہجری میں واقع ہوا اسدن عمر شریف چھپٹن برس پانچ مہینے پانچ روز کی تھی اور صبح یہ کہ ولادت آنجناب  
مدینہ میں پانچویں شعبان سال چارم ہجری میں ہوئی اور شہادت و زجہ دسویں محرم بمقام کہ بلا اور چھ اولاد ذکر اور تین نا  
اور نسل آنجناب حضرت امام بن العابدین سے باقی رہی القصہ جب شجرہ رسالت و دوحہ نبوت تیشہ ظلم کا ٹا گیا تو شعر



اور ابن سعد ملعونوں نے خیمہ اہلیت لوٹ لیا اور بارہ آدمی کہ اہلیت نبوت مع زنانہ اطفال باقی رہے تھے قید کر لیے اور کچھ بچے باقی  
 لوٹ لیا جب انظر انکی علی ابن حسین یعنی امام بن العباس بن علیہ السلام پر پڑی تو شمر شقی نے چاہا کہ انکو بھی تہید کرے ایک شخص نے  
 ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کافروں کے لڑکوں کو بھی نہیں مارتے ہیں یہ تو مسلمان کا لڑکا ہے اور بیچارہ شمر پر پیکر نے کہا ابن زیاد کا یہ  
 حکم ہے کہ کوئی لڑکا آل عبا کا باقی نہ رہے کہ انکو ان سب کو ابن زیاد کے پاس روانہ کر جیسا چاہے وہ کرے یہاں مار  
 تب شمر بارہ شمر اور ابن سعد ملعونوں نے صلاح کر کے تن مبارک سید الشہداء علیہ السلام پر گھوڑے دوڑائے اور بھی نہیں کافروں نے  
 گھوڑے دوڑا کر لاش کو روند کر ڈیا تن مبارک کی چوڑی چوڑی گھنٹیں اسی دن اہلیت نبوت کو بے پردہ اونٹوں پر سوار کر کر  
 مع سر مبارک سید الشہداء اور کئی سر شہداء اور کربلا کے غیرے پر رکھ کر شمر بن مالک اور خولی بن یزید کے ساتھ ابن زیاد و فساد  
 لعنۃ اللہ علیہ لے یوم القنہ کے پاس روانہ کیا اور خود ابن سعد علیہ لعن نے ایک کنکریاں مٹھامی مقام کیا اور اپنے مقتولوں  
 و درخون کو گور کفن کیا اور لاش بے سر حضرت امام حسین علیہ السلام نور دیدہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اولاد شون کے  
 وہیں پڑی ہوئے دی تیسرے دن قریہ عاصریہ کے لوگ کہ ایک موضع کنارے فرات کے واقع ہوئے آئے اور تن مبارک سید الکونین  
 امام حسین علیہ السلام ایک جگہ دفن کیا و عباس و قلی و محمد و عبد اللہ و جعفر و زنادان حیدر کرار و قاسم ابن حسن و عبد اللہ ابن  
 داؤد بکر ابن حسن و عمر ابن حسن و علی اکبر و عبد اللہ کہ جنکو بعض علی اصغر کہتے ہیں و محمد و عثمان سپران زینب بنت فاطمہ علیہا السلام نبی  
 عبد اللہ ابن جعفر طیار کے بیٹے و عبد اللہ و عبد الرحمن و جعفر بنون بیٹے عقیل ابن ابیطالب کے پہلو سے امام حسین علیہ السلام نبی میں سے  
 صرف عباس ابن علی کہ علم دار تھے انکا روضہ ایک تیر مرتبہ کفایت سے واقع ہو اور اولاد مہاجرین و انصار اور جو لوگ اسند  
 شہید ہوئے تھے کجا ہون ہوئے ہیں تنبیہ امام احمد و بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہا ابن عباس نے  
 میں نے صلا اللہ علیہ وسلم کو ایک دن اوپر کے وقت خواب میں دیکھا بال کھڑے ہوئے گردا گرد وہ ہاتھ میں شیشہ خون کا بھر رہا  
 میں نے کہا یہ کیا ہو فرمایا کہ حسین اور اسکے ساتھیوں کا خون ہو میں اسے اٹھا تا ہوں آج صبح سے ابن عباس کہتے ہیں  
 کہ میں نے وہ وقت دن یاد رکھا یہاں تک کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ حسین شہید ہوئے اسی دن یعنی جس دن یہ خواب  
 دیکھا تھا اور حاکم و بیہقی نے حضرت ام المومنین ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ کہا انھوں نے میں نے دیکھا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کہ آپ کا سر و درمیں خاک آلود ہو میں نے کہا یہ کیا حال ہے یا رسول اللہ فرمایا کہ میں قتل  
 حسین پر اچھی گیا تھا اور صواعق حرقہ میں ہو کہ حضرت ام سلمہ فرماتی تھیں کہ شب شہادت میں نے ایک آواز غیب  
 سنی کوئی کہتا تھا ایسا القائلون جلا حدیثا البشر و اما بعد ان التکلیف قد لغت علی لسان اود و مرسے و حامل  
 الانجیل یعنی ایو کشند و ابن حسین کے نادانی سے مرثوہ ہو و تمکو عذاب کا بیشک تم ملعون ہو و داؤد موسیٰ  
 و عیسیٰ کی زبانوں پر یعنی قاتلین حسین کو موسیٰ و عیسیٰ و داؤد علیہم السلام نے بھی لعنت کی ہے اور ابو نعیم نے  
 حبیب بن ثابت سے روایت کی ہے کہ اسنے کہا میں نے سنا جنوں کو کہ روتے تھے حسین پر پڑھ کر مسیح الہی

یہ روایت امام احمد و بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہا ابن عباس نے  
 میں نے صلا اللہ علیہ وسلم کو ایک دن اوپر کے وقت خواب میں دیکھا بال کھڑے ہوئے گردا گرد وہ ہاتھ میں شیشہ خون کا بھر رہا  
 میں نے کہا یہ کیا ہو فرمایا کہ حسین اور اسکے ساتھیوں کا خون ہو میں اسے اٹھا تا ہوں آج صبح سے ابن عباس کہتے ہیں  
 کہ میں نے وہ وقت دن یاد رکھا یہاں تک کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ حسین شہید ہوئے اسی دن یعنی جس دن یہ خواب  
 دیکھا تھا اور حاکم و بیہقی نے حضرت ام المومنین ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ کہا انھوں نے میں نے دیکھا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کہ آپ کا سر و درمیں خاک آلود ہو میں نے کہا یہ کیا حال ہے یا رسول اللہ فرمایا کہ میں قتل  
 حسین پر اچھی گیا تھا اور صواعق حرقہ میں ہو کہ حضرت ام سلمہ فرماتی تھیں کہ شب شہادت میں نے ایک آواز غیب  
 سنی کوئی کہتا تھا ایسا القائلون جلا حدیثا البشر و اما بعد ان التکلیف قد لغت علی لسان اود و مرسے و حامل  
 الانجیل یعنی ایو کشند و ابن حسین کے نادانی سے مرثوہ ہو و تمکو عذاب کا بیشک تم ملعون ہو و داؤد موسیٰ  
 و عیسیٰ کی زبانوں پر یعنی قاتلین حسین کو موسیٰ و عیسیٰ و داؤد علیہم السلام نے بھی لعنت کی ہے اور ابو نعیم نے  
 حبیب بن ثابت سے روایت کی ہے کہ اسنے کہا میں نے سنا جنوں کو کہ روتے تھے حسین پر پڑھ کر مسیح الہی

جبینہ نہ دیکھ بریق فی الحدود بہ ایواہ فی علیا قریش بہ وجہ خیر الجہود بہ یعنی ۵ اس جہین کو  
 میں نے چوما تھا ۶ تھی چمک کیا ہی اُسکے چہرہ پر ۷ اُسکے ماباب تھے قریش کی جان ۸ اُسکا نا بھانکا  
 بہتر ۹ اور بھی ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا میں نے نہیں سنا  
 روزا جنوں کا جیسے رسول صلا اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اگر آج کی رات تو میں نے جانا کہ میرا بیٹا حسین  
 شہید ہوا پھر کہا ام سلمہؓ نے اپنی لونڈی سے کہ تو گھر سے نکل کر پوچھ اُسے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حسین  
 شہید ہوئے اور جن یہ کہہ کر رونے لگے ۱۰ الا یا میں نا بہتلی جہد بہد من یہی طے الشہداء بعدی  
 علی ربط لثود ہم المنا یا ۱۱ الی معجری ملک عہدی ۱۲ یعنی ۱۳ ہو سکے جتنا روئے تو ای چشم ۱۴  
 کون روو گیا پھر شہید رون کو بہد پاس ظالم کے کھینچنے لائی ۱۵ موت ای داسے ان عزیزوں کو ۱۶  
 پوسیدہ نہ رہے کہ نوحہ عبارت ہو اُس سے کہ میت پر گریہ کرے اور اوصاف پسندیدہ اُسکے ذکر کرے  
 مگر داویلا و اوصیبتا کرنا و بے صبری و سنیہ کو بی و طمانچہ زنی خرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے  
 کہ النبیاحہ من عمل الجاہلیۃ یعنی نوحہ کرنا رسوم کفر و شرک سے ہے اور آنکھوں سے روناد دل سے غم کرنا  
 پسندیدہ ہے اور بیہقی و ابو نعیم نے زہری سے روایت کی ہے کہ جسد شہید ہوئے امام حسین علیہ السلام  
 تو اُس دن جو پتھر بیت المقدس میں اٹھایا گیا اُسکے نیچے خون تانہ نہایت سرخ نکلا اور کہتے ہیں کہ  
 تمام دنیا میں جس جگہ کا پتھر اٹھایا اُسکے نیچے سے خون سرخ نکلا یہی تھی نے ام حبان سے روایت کی ہے  
 کہ وہ کہتے ہیں جسد شہید ہوئے امام حسین علیہ السلام اندھیرا رہا ہم سب تین دن اور جسے منہ پر عفران ملی  
 اُسکا منہ جل گیا بروایت صحیح ثابت ہے کہ زیدیوں نے کئی اونٹ لشکر حسین کے کپڑے تھے جب انکو ذبح کیا او پکایا  
 تو ایسے کڑوے تھے جیسے اندرائین کا پھل کوئی اُنکو گھٹ نہ سکا اور ترجمہ صواعق میں لکھا ہے کہ ایک قافلہ  
 درس بھر کے من سے عراق کو جاتا تھا راہ میں زید کے لشکریوں کا ساتھ ہو گیا تو اُنکی شامت سے  
 اُنکی درس راکھ ہو گئی اور جس اونٹ کو ذبح کیا اُس سے آگ نکلی اور بیہقی نے علی ابن مسہر روایت کی ہے  
 کہ اُسے کہا میں نے سنا اپنی دادی سے وہ کہتی تھی کہ میں لڑکی نو جوان تھی جب امام حسین شہید ہوئے تھے  
 تو میں نے دیکھا کہ چند روز آسمان اُنپر رویا کیا اور ابن جوزی و ابن سیرین سے روایت ہے کہ تین دن  
 عالم میں تاریکی رہی بعد اُسکے آسمان سرخ ہو گیا اور ثعلبی سے منقول ہے کہ آسمان حضرت امام حسین پر  
 رویا اور چہرے میں تک اُسکی نشانی رہی یعنی سرخی اور ابن سیرین و ابن سعد کہتے ہیں کہ شفق کی  
 سرخی بعد قتل امام حسین علیہ السلام کے ظاہر ہوئی ہے پہلے اسکا وجود نہ تھا اور اسکا سر  
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی غضبناک ہوتا ہے تو خون جوش کٹاؤ اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہے ۱۷

اور حق تعالیٰ شانہ عوارض حیوانی سے مانند غضب اور غصہ وغیرہ پاک ہو سوائے بنا برابطہ غضب تمام آسمان کو شمع کر دیا اور اس کا نشان تاقیاست قائم رکھا روایت ہے کہ سات دن آسمان رویا اور اس کی سرخی سے دیوار بن گویا محاف گلزار ہو گئیں اور جب پھر اس شمع ہو گیا پھر وہ سرخی ہرگز نہ گئی یہاں تک کہ پارہ ہو گیا اور تار تار کاوشواہب آسمان بکثرت گرے اور اسی دن کسوف کامل واقع ہوا کہ دوپہر کو تارے نظر آئے گویا قیاست قائم ہوئی اصل یہ کہ ایسا سانحہ پوش ربا اور اسطرح کا معرکہ عبرت افزا حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اس وقت تک کسی نبی کے اہلبیت پر نہیں گذرا یہ پھر خون ہونا آسمان موزین کا اوتیرہ و تارکینے عالم کا اوپٹکن خون کا فجا و جبر سے اور دیوار و در سے کیا تعجب ہے بلکہ اگر اسی دم قیاست قائم ہو جاتی اور ہر ایک کا فرقہ نبی سے لڑا کو پہنچتا تو عجبت تھا مگر زمانہ موجود قریب ہوا و خداوند کبریا نے ہر چیز کا ایک وقت مقرر کیا ہے فائدہ ہمارے استاد مولانا مفتاح حضرت شاہ عبدالغفر قدس سرہ ایک سائل کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام کربلا میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو ان کے ہمراہ تین فرزند خاص تھے یعنی اول علی اوسطا امام زین العابدین بعد ائیں برس کہ بیا خیرہ مبارک میں تشریف رکھتے تھے اور شہید نہیں ہوئے دوسرے حضرت علی اکبر علیہ السلام تھارہ برس کہ شہید ہوئے تیسرے علی اصغر تھارہ کہ شہید ہوئے اور ان کے نام میں اختلاف ہے بعض عبد اللہ کہتے ہیں اور بعض جعفر اور بعض علی اصغر اور ایک بی بی سکینہ نام بے بیعت سالہ کہ حضرت امام قاسم ابن حضرت امام حسن علیہ السلام سے منسوب تعین کربلا میں ہمراہ تعین روایت ان کے نکاح کی سراپا غلطی اور وفات سکینہ راہ شام میں بھی غلط محض ہے کیونکہ وہ بعد مکرر کربلا مدت تک زندہ رہی ہیں اور مصعب بن زبیر سے منکوحہ ہوئی ہیں یہ زبیر براہ چوچ زاد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جناب رسول خدا تھے اور دختر کلان حضرت امام حسین علیہ السلام فاطمہ صغریٰ نام چنے شوہر کے پاس یعنی حضرت حسن ثنی بن امام حسن علیہ السلام کہ منورہ میں رہ گئی تعین کربلا میں نہیں آئیں تعین اور نام والدہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ شہر بانو لقب بشاہ زنان بنت میزدجن شہر یار بن خسرو ہر وزیر ہر وزیر نوشیروان تھا اور نام مادر علی اکبر یعنی دختر ابی مرہ بن عروہ بن مسعود سردار بنی ثقیف تھا اور نام والدہ پسر سوم یازدہمین ہر گز بے تعین نسل بنی قضاہ سے اور نام والدہ سکینہ باب دختر ام القیس بن عدی کہ بنی کلب سے تھا اور حضرت امام علیہ السلام باب سے محبت زیادہ رکھتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں **ہم** عمری انہی لاحب ارضا بختل بہا سکینہ والربا یعنی اپنی جان کی قسم کہ میں اس میں کو دوست رکھتا ہوں کہ جسید سکینہ اور باب قلیم کرین اور منزل بڑا بی نام والدہ فاطمہ صغریٰ کا امام سہمی بنت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام دونوں چار برس کے تھے کیونکہ مکرر کربلا سے چار برس پیشتر یعنی سیدنا و شہداء ہجری میں پیدا ہوئے اور یہ مکرر حکم اٹھو میں ہوا اور ازواج مطہرات امام سے صرف شہر بانو والدہ علی اصغر ہوا تعین اور حال اور دن کا معلوم نہیں کہ زندہ تعین یا مردہ اور فرزند ان حضرت امام حسن علیہ السلام سے چار شخص شہید ہوئے حضرت قاسم اور عبد اللہ اور عمرو ابو بکر یہ سب نوجوان تھے اور حضرت حسن ثنی کربلا میں نہیں آئے وہ مع اپنی زوجہ فاطمہ صغریٰ بنت امام حسین علیہ السلام کے مدینہ یا سکینہ میں رہ گئے تھے اور فرزند ان علی رضی اللہ عنہ دہرہ سے پلٹے نگر کربلا میں تھے حضرت عباس اور عثمان اور محمد اور



جنگ خدا اور جعفر کہ یہ سب شہید ہوئے روضہ حضرت عباس کا ایک تیر کے فاصلے پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ مبارک سے اور سب اسی روضہ میں مدفون ہیں اور فرزندان حضرت عقیل سے حضرت سلم و مختار ابیہم و بیٹوں کے حسب ارشاد حضرت امام کو فی من بنابر استحکام قول و قرار تشریف لیکے تھے وہیں شہید ہوئے بتایح دوم بیچ سلسلہ ہجری میں اور تین شخص یعنی عبداللہ و عبدالرحمن و جعفر ہمدانیہ امام کر بلا میں شہید ہوئے اور فرزندان حضرت جعفر طیار سے محمد اور عون اسیران حضرت زینب خواجہ حقیقی حضرت امام کے کہ پوتے جعفر طیار کے تھے ہمدانیہ امام کر بلا میں شہید ہوئے اور نجباء صاحبزادہ ہاے اہلبیت شہر آدمی کر بلا میں شہید ہوئے اور حضرت امام زین العابدین اور عمر بن الحسن اور محمد بن عمر بن علی وغیرہ صاحبزادگان و غیرہ بنیوں میں تشریف لیکے تھے اور حضرت زینب خواجہ حقیقی حضرت امام علیہ السلام اور شہر بانو زبہ امام اور حضرت سکینہ دختر امام وغیرہ زنان اہلبیت ہمدانیہ کر بلا میں تھیں اور قیدیوں کے ساتھ روانہ شام ہوئیں انتہی القصد جب اہلبیت رسالت مع سر مبارک سید الشہداء علیہ التحیہ والثناء با دیگر سر ہاے آل عبا ہمدانیہ اشقیاء کو فی من مدفون و مدفون ہوئے تو ابن زیاد نے مطلع ہو کے مجلس کو آ کر استکبار اور باہمیست و وقار مجلس بنکریٹھا اور اہل کوئے کو جمع کر کے قیدیوں کو طلب کیا پھر کہا الحمد للہ الذی اکرب و اکرب یعنی شکر خدا ہے کہ اسنے دشمنوں پر سختی ڈالی اور سختی دی حضرت زینب نے فرمایا الحمد للہ الذی کرنا محمد و طہراتہ علیہ السلام یعنی سب تعریف ہو خدا کو جسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ہرگز کیا اور بخوبی پاک کیا ابن مرجانہ نے کہا کیف راہم قدرہ اللہ حضرت زینب نے فرمایا یجمع اللہ بیتا و بنیکم و یصقہ بنینا و بنیکم یعنی قریب ہو کر اللہ تعالیٰ ہرگز اور کچھ کے انصاف فرمائے ابن زیاد اس کلمے سے سخت براشتہ ہوا اور کہنے لگا کہ ظاہر اب تک تم میں دلیری باقی ہے اور چاہا کہ بے ادبانی پیش آئے خصما مجلس نے کہا عورتوں کے کلام پر اعتناء چاہیے نا چاہا تھا علی جبرجین علیہ السلام متوجہ ہوا اور کہا کہ یوں اور کہا لڑکا ہر کسی نے کہا حسین بن علی علیہما السلام کا بیٹا ہو گا اسکو بھی قتل کرنا لازم ہے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ آل عبا میں سے کوئی مرد زندہ رہے کہ تو اہل کوئی نے چاہا کہ امام علی زین العابدین علیہ السلام کو لکھا اور بیرون قلعہ شہید کرے اسوقت حضرت زینب نے اپنی گود میں لیا اور کہا کہ اول مجھ کو قتل کر لو تب ہر ہمتہ ڈالو یہی ایک لڑکا نسل فاطمہ علیہا السلام سے ہمارا محرم باقی ہے اگر اسکو بھی مارتے ہو تو ہم سب بلا محرم رہے جاتے ہیں اس کلام سے ابن زیاد گونہ خوف لاحق ہوا کہ خون ناحق حضرت امام سے درگزر اچھ نظر اس ملعون کی سید الشہداء کے سر مبارک پر پڑی تو وہ مردود ہنس پڑا اور ایک چٹھری سے جواسکے ہاتھ میں تھی لپٹا کر کوس کیا اور دندان نشین کو توڑنے لگا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابن زیاد یہ لکڑی لبندان شریف سے علمیہ کھنجر ہے کہہ میں نے بارہا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر تیرے دیکھا ہے اور بہت روئے اس مرد نے نہ مانا اور کہا قسم ہر اس خدا کی جو آگہ تیری پر آب رکھا اگر تو ضعیف نہوتا تو میں گردن مارتا زید نے کہا کہ ایک کلام اور زیادہ غصہ دلانے والا اس نے کہ میں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے حال میں کہ کھنجر سیدھی ران پر اور حسین کو بائیں پر بٹھلائے اور ہاتھ سروں پر پھیرتے دھرتے تھے کہ یا اکی میں انکو تیرے اور یونین صالحین کے پاس یہ امانت سچکر تا ہوں سوا میں ابن زیاد تو نے امانت رسول خدا سے کیا سلوک کیا اور کو حق بنجا دے خوش نمود کہ تھے

ابن قحطہ کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنا سر وار بنایا بعد اسکے ابن زیاد نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا کہ شک خدا کا جو جس نے اٹھا کر کیا اور  
ایسے لوگوں میں زیادہ اور اسکے لشکر کو فتح دی اور کاذب ابن کاذب کو قتل کیا عبداللہ بن جحیف نے فرمایا کہ تو جو ٹھٹھا اور تیرا باب اور  
جسے بھٹکا امیر کیا افسوس ہو کہ تمام صدیقین پر کھڑے ہو کر کلمات قبیحہ زبان پر لاتا ہو اور شرمانا نہیں ہوا بن زیاد نے حکم قتل  
صادر کیا مگر اسوقت آنکی قوم نے بجا یا رات کو مارے گئے القصہ ابن زیاد نے اہلبیت کو قید کیا اور سر مبارک کو تشہیر کیا یا زید بن  
فرمانے ہیں کہ جب رسید الشہداء میرے پر قریب میرے در پہچ کے آیا تو میں نے کانوں سے سنایا اور آتی تھی ام حسب ان صحابہ  
اکلف والرقیم کا نواسن آیا ناعجا یعنی تو نے جانا ام محمد کہ اصحاب کف اور قیم نشانیاں اعجوبہ ہماری قدرت کی ہیں کہ تین سو نو  
ایک غار میں سوتے رہے اور جب جاگے تو ایک دن یا کم اس سے پہنے گمان میں سوئے تھے زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں  
کہ جب یہ آیت زبان سر مبارک سے میرے کان میں پہنچی تو بخدا میرے بدن کے بال کھڑے ہو گئے اور میں نے کہا  
یا ابن رسول اللہ صلعم حقیقت حال تمھاری اس سے عجیب تر ہو خلاصہ یہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک نے  
فرمایا کہ قصہ اصحاب کف جو مشتمل بر عجائبات و خوارق عادت ہو اگر عجیب تر ہو لیکن میرا قصہ اس سے زیادہ تر عجیب یعنی  
امام کو نافع و بگناہ مالا اور اہل و عیال کو اسطرح بے پردہ و ذلیل کیا اور سر مبارک کو چھو و بازو میں میرے پر لٹکا کچھ پایا  
اور اصحاب کف جنکے خوف سے غار میں پوشیدہ ہو رہے تھے وہ لوگ بت پرست کافر تھے اور قاتل اور آدم قاتل  
حسین علیہ السلام دعویٰ اسلام کرتے ہیں و خوب جانتے ہیں کہ یہ نور دیدہ حضرت بتول و راحت جان رسول مقبول  
ہیں اور اصحاب کف جو سو کوبہ سالہا سال کے پوئے تھے تو آخر وہ زندہ تھے اور روح آنکی بدن میں موجود تھی اور امام  
کے سر مبارک نے بدن سے جدا ہونے کے بعد کلام کیا تو در حقیقت جس قدر تعجب امام کے  
قصے میں ہوتا اصحاب کف کے قصے میں نہیں ہوتا اعتبار دیا اولی الالباب ان ہذا لشی عجاب سبحان اللہ و مجدہ کیا  
کا خانے آئی ہیں کہ اسکی درگاہ لا ابالی میں کسی کی پروا نہیں کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا آسمین پر حکمت یہ تھی کہ  
قاتلون اور آدموں کا گھر و فرخ بنایا اور شہیدوں کو بہشت کا سردار کر دیا فتاویٰ قطبی میں لکھا ہو کہ جب علی ابن حسین علیہ السلام  
ہاتھ گردن میں بندھا تھا اور اہلبیت نبوت کو ظالم لوگ محبس میں لیے جاتے تھے تب کوفے کے لوگ انکے ساتھ تھے اور  
مطلق شہیدہ تھے مین کہتا ہوں کہ کیا و شرم لازم ایمان ہو کیا قال رسول اللہ صلعم احیاء بن الایمان ہر گاہ کہ اسوقت اہل کوفہ  
نے ایمان محض تھے پھر شرم کمان سے آتی آبن الاخر نے لکھا ہو کہ اول اول اسلام میں سر مبارک امام حسین علیہ السلام  
میرے پر چڑھایا گیا اس سے پہلے یہ حرکت نہ ہوئی تھی یا جملہ بعد اس ظلم و بدعت کے ابن زیاد بانی فساد نے فرق مبارک  
سید الشہداء اور دیگر شہداء کے بلا مع جملہ سیران اہلبیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء شہر ذی الجوشن ملعون بہنما کے ساتھ  
جانب دمشق زید بلیہ علیہ السلام کے پاس روانہ کیا اور تعقید بلینج کر دیا کہ جو قریہ یا شہر راہ میں پڑے فرق مبارک  
امام حسین علیہ السلام کو نیزہ پر لٹکا کر تشہیر کیجیو کہ اس جگہ کے لوگ بھی آگاہ ہو جائیں کذا فی تذکرہ القریبیین مین کہتا ہوں

کہ غرض ابن زبیر اور مردود کی یہ بھی کہ حضرت سید الشہداء اور اہلبیت مصطفیٰ کی ذلت قرار واقعی ہوا اور جو لوگ کہ یہ گمان کھتے تھے  
 کہ زبیر اور ابن زبیر اور مسلمان ہر سب مطلع ہو جاویں کہ اگر کھوا سلام سے کچھ کام نہیں ہوا یہ بھی منظور نظر تھا کہ سب جاہل کے  
 لوگ واسطہ بلاد واسطہ آگاہ ہوں کہ پیغمبر خدا کی وفات سے تھوڑے عرصے کے بعد عرض اپنے اغرہ واقارب کا جو بیگ  
 کفر مارے گئے تھے پیغمبر کی اولاد سے کیا خوب لیا اقصہ جب شمر بکر وغیرہ ملائے کونے سے چلا اور ایک منزل  
 چلکر اترے وہاں ایک درویش نبی اسرائیل کا عبادت خانہ تھا اسکی دیوار پر یہ بیت لکھی تھی ۵ اتر جوقبلیت  
 حسینا شفاعت جہد یوم الحساب یعنی ۵ شہیر کے قاتل کیا فردا سے قیامت میں ۵ امید بھی رکھتے ہیں نانا کی عمت  
 کی ۵ سو یہ بیت اُن ملائے کی نظر پڑی درویش سے پوچھا کہ یہ بیت کس نے لکھی ہوا اسنے کہا اتنا تو میں جانتا ہوں  
 کہ بائیسویں برس قبل بعثت تمہارے نبی سے یہ بیت لکھی گئی ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ اس دیر کی دیوار چٹنی اور ایک ہاتھ  
 رکھا اسنے قلم سے یہ بیت لکھی اور ابو نعیم نے طریق ابن اسحق سے اور اسنے قبیل سے روایت کی ہو کہ جب دربارک  
 شام کی طرف پہلے تو اشقیاء پہلی منزل پر پہنچے کر خرے کا شیرہ پیئے لگے اس حالت میں ایک قلم آہنی غیب سے  
 نمودار ہوا اور اسنے خون سے یہ بیت لکھی بہر تقدیر اس بیت کے لکھے ہونے میں شک نہیں روایت ہو کہ اس  
 درویش نے سر مبارک کو دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ نہایت بد ہیں کہ اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کر کے اسکے اہلبیت کو  
 اس ذلت و خواری سے لیے جاتے ہیں پھر اسنے جماعت اشقیاء سے متوجہ ہو کر کہا کہ اگر ایک رات سزا تہم میں  
 علیہ السلام میرے پاس رہنے دو تو میں تمکو دل نہراں درہم دیتا ہوں انھوں نے قبول کیا درویش نے  
 فرق مبارک دونوں ہاتھوں سے لیا اور خلوت میں خوشبو دئے سطر کر کے اپنے زانو پر رکھا اور دیکھ کر نہ لگا  
 رات بھر انوار خدا جمال حق نما سے مشاہدہ کرتا رہا اور دیکھتا تھا کہ تمام رات آسمان سے طبقات  
 نور اترتے تھے صبح کو مسلمان ہوا اور تمام عمر انبی محبت اہلبیت میں گذرانی اور دل نہراں درہم  
 مطابق وعدہ کے اُن ظالموں کو عنایت کیے تھوڑی دور چلکر اُن کبجھتوں نے تقسیم کرنے کے واسطے  
 تمیلیوں کے منہ کھولے تو سب درم ٹھکریان ہو گئیں تھیں ایک طرف لکھا تھا ولا تحبن  
 اللہ غافل عما یعمل الظالمون یعنی نہ جانو تم اللہ کو غافل اس سے جو کرتے ہیں ظالم لوگ اور دوسری جانب  
 لکھا تھا یسعیلم الذین ظلموا انی منقلب ینقلبون یعنی اب معلوم کریں گے ظلم کرنے والے کس کروٹ اٹھتے ہیں اقصہ  
 بعد طے منازل ایران کر بلا مع فرق مبارک سید الشہداء و شق میں پہنچے یا ابن عباس کہ سنال ابن عمر سے روایت  
 کرتے ہیں کہ جب دربارک نیزہ بر دشق میں نکلا تو میں نے واللہ یہ دیکھا کہ ایک شخص آگے آگے سورہ کھنٹ پر چلا  
 چلا آیا تھا یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچا ان اصحاب الکف والرقیم کا لوازمین آیا تا عجبا دفعۃ اللہ نے فرق مبارک  
 کو گویا کیا کہ آسنے بزبان فصیح فرمایا اعجب من ذلک قلی وحلی یعنی عجب تر اس سے ہو میرا قتل ہونا اور سر کا نیزہ پر



لیے ہوئے پھر انہیں بلایا گیا اور علیہ السلام نے خبر آمد الہییت نبوت منکر قہر امارت ارستہ کیا اور غطار شام کو جمع کر کے سب کو مجلس عام میں طلب کیا اور کل انبساط سے ایک ایک سر نہ نظر ڈالی اور سب کے کلام پر چھ شمر فی الجوشن ملعون نے نام بتلائے یہاں تک کہ اسے سر مبارک سے بدالہ شد بھی پیش کیا اور ماجلے لڑائی پر مباحات واقعات اس طرح بیان کیے کہ کھلو عبد اللہ ابن زیاد نے حسین ابن علی کے مقابلے میں بھیجا سو میں لک کر جارا لیا کہ نہ پٹوٹ پڑا اور ہر طرف سے ان کے ساتھیوں کو گھیرا اور ایک ایک کو بیچ کر چلا یہاں تک کہ میں نے سب کو کوشش سے مارا کہ ان سب کے سر حاضر ہیں اور یہ حسین کا یزید پر پلید یہ کلام منکر بہت خوش ہوا اور بقل شراب ہاتھ میں لیکر پیئے لگا اور انوع امانت سے پیش آیا اور ایک لکڑی جھوٹی درخت خیران کی کہ اس ملعون کے ہاتھ میں تھی اب دندان پرارتھا اور اشعار ابن زبیری پڑھتا اور ان میں دو شعر اور دلالت مرید کفر کرتے تھے یا وہ کہتا تھا اور کتنا تھا اور ابویہ جھگڑا گمان تھا کہ تیری عمر عقد ہوگی اور خضاب حبش کی حاجت نہوگی یہ خبر بعض اصحاب انصار سے منکر حضرت سول بقول صلا اللہ علیہ وسلم کہ وہ بوجہ وہ روئے بیٹنے اس مجلس نامستول میں آئے اور فرمانے لگے کہ امیر یزید کیا ہے ادبی سر مبارک سے کہنا ہر وہ سر جو حکو سول اللہ جو متے تھے یزید سے سات نفر صحابیوں کو اسی وقت قتل کر دیا فائدہ نہ لیا خضاب کا لیش مبارک پر جمع نہیں ہوا سیکے کہ صحیح بخاری میں ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے ہیں تو لیش مبارک منسوب ہوئے تھی اور کتابت الحروف نے اپنے استاد مولانا میر حسن علی محدث حشر علیہ سے سنا ہے کہ خضاب باہ سواے وسمہ کے مکروہ اور وسمہ کا ممنوع نہیں ہے روایت ہے کہ عمرہ ابن حنبلہ صاحب نقیبت حاضر تھے انھوں نے جرارت کر کے فرمایا ابویہ قطع اللہ بدک یعنی کاٹے اللہ تیرا نام تو لکڑی ان پر پڑ گیا تاہو جو بولگہ سول اللہ یزید نے کہا اس عمرہ اگر شرف صحبت رسول اللہ مانع نہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کرنا عمرہ صنی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ میرے حق میں ملاحظہ صحبت رسول خدا میں مرتبہ اور جگر کو شکان رسول و فرزند ان بقول سے یہ معاملہ ہو کہ کوئی کافر بھی کسی مسلمان سے نہ کرے گا یہ کہ اگر مجلس سے اٹھ آئے روایت ہے کہ ایک سوداگر یہودی بھی اس مجلس میں حاضر تھا اسنے پوچھا یہ کس کا سر یزید نے کہا کہ یہ سراسر شخص کا ہے جو دعویٰ مقابلہ خلیفہ وقت سے لکھتا تھا سوداگر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب اس سر کا شرافت و بزرگی رکھتا ہے جو اسکو داعیہ خلافت تھا یزید نے کہا کہ شرافت نبی ہاشم میں تھا تا جرنے کہا انعام کیا ہے اور ان کے باب کون تھے یزید نے کہا حسین اسکا نام اور باپ کا نام علی ابن ابیطالب اور کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلعم یہودی نے کہا معلوم ہوا کہ تمھارے نبی کا فرزند یزید نے کہا ان تب یہودی نے دولت کے شے اٹھلی دابی اور کہا امیر یزید افسوس صد افسوس میرے اور داؤد وغیرہ کے چچ میں شرف تین گز میں اور یزید فر فر یہودی میری تعظیم اور توقیر کرتے ہیں اور محمد رسول عربی تمھارے پیغمبر کہ ابھی کل کے دن اس عالم سے تشریف لے گئے ہیں تمھیں یہ معاملہ انکی الہییت سے کیا کہ نہ ایسا معاملہ کا دن سے سنا اور نہ انکھوں سے دیکھا واسے بر شمسما تم لوگ تو سخت شہر راہ اور بہا اور اسی جگہ قیصر روم کا سفیر بھی حاضر تھا اسنے کہا امیر یزید بعض خبرائے زمین عیسیٰ علیہ السلام

کے گھر کے تمام کاشان ہر سو ہر لوگ ہر سال جو اہل رت اور تکلف لیکے جاتے ہیں اور اسکی زیارت کرتے ہیں اور مراتب فقہیم  
 جس طرح مسلمان بیت اللہ سے ادا کرتے ہیں ہم اس سے کرتے ہیں حیث کہ تنہ اپنی نبی کے لڑکوں کو قتل کر کے عورتوں اور یتیموں کو  
 ایسی دولت سے قید کیا ہو کہ لوگ بڑے شہر پر ہو نیز یرنے کا اگر تو سفیر قیصر کا نہوتا تو میں تیری گردن مارتا آسنے کہا امیر نیز ہجگو  
 شرم نہیں آتی کہ قیصر کی تو نے یہ پاسداری کی اور اپنے پیغمبر کی کچھ قدر بخانی اس حال میں مقبول غلام نیز بڑا معقول کا  
 اس جگہ حاضر تھا آسنے کہا امیر نیز بد خدا سے ڈر کہ حسین علیہ السلام سہارا والا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں میرے روبرو  
 آنکے لب و دندان سے بے ادبی نہ کر کہ پیغمبر خدا نے ان لبوں پر کئی مرتبہ بوسہ دیا امیر نیز مردود نے کہا کہ میں تجھ کو بھی  
 انھیں دشمنوں میں شمار کرتا ہوں جب غلام نے یہ کلام سنا تو آسنے تین بار تلوار ماری خالی پڑی اور مجلس  
 میں ایک شور برپا ہوا آسنے چالیس آدمی داخل بنا کر کیے آخر شہید ہو کر داخل بہشت ہوا یعنی امام زین العابدین  
 اور زینب بنت فاطمہ علیہم السلام نے وعدہ جنت فرمایا بعد اسکے نیز پلچ حضرت امام زین العابدین کی طرف متوجہ ہوا اور چھا  
 یہ کہ کمال کا ہو کسی نے کہا حضرت حسین بن علی کا کما میں نے سنا تھا کہ علی بن حسین قتل ہو گئے لوگوں نے کہا حضرت امام حسین  
 تین بیٹے تھے علی اکبر علی اوسط علی اصغر و شہید ہوئے نیز علی اوسط بیار تھے وہ مقید بن حاضر نیز نے کہا امیر لڑکے جانتا ہو کہ تیرا  
 باپ سند خلافت پر بیٹھنا چاہتا تھا اور اسکو یہ دعویٰ تھا کہ اس کے نام خطبہ پڑھا جائے الحمد للہ کہ اپنی مراد نہ پہنچا امام زین العابدین  
 نے فرمایا امیر نیز بیچ بنا کہ یہ منبر ہمارے باپ دادا سے کے رکھے ہوئے ہیں یا تیرے اور خلافت و امامت ہمارے خاندانی ہو  
 یا تیرے آبا و اجداد کی جو شکر تھے قیامت کے دن ہمارا تیرا فیصلہ ہو گا اور کہ یہ علم الذین ظلموا انہی نقلت ثقلیوں پر  
 ختم کلام فرمایا پھر نیز نے کہا کہ ان سب کو اس مقام پر لیجاؤ جہاں فروکش ہیں اور سب بارگ امام حسین علیہ السلام  
 دروازے و مشق پر لگاؤ چنانچہ تین شبانہ روز برابر برسر پر نور دروازے و مشق پر آؤ زبان را پھر سب اہلبیت رسالت مع  
 سرسبارک ہمراہی بخان بن بشیر صحابی اور تیشل انفرجاء سواران نیز بدی روانہ مدینہ ہوئے نعمان بن بشیر نے راہ میں بہت  
 خدمت اور اطاعت کی کہ تقریر اور تحریر سے خارج ہو بعض کے نزدیک حضرت امام زین العابدین نے کہ بلابین ہونچکر مبارک  
 امام اور سہارے دیگر شہداء ہر لون سے ملا کہ میں یوں صفر کو پھر دفن کیا و اللہ علم جب قریب مدینہ منورہ پہنچے تو اولاد و مہاجرین  
 اور انصار اور تابعین سیدار بار نے استقبال کر کے لیا اور اہلبیت کو بتلائے صیبت و یکہ کروا دیا و امصبتا پچارتے ہوئے  
 لائے اس دن مدینہ یا سکینہ میں اتنا غم اور الم تھا گویا آج حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی ہر ام المؤمنین  
 ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک ایک کو گلے لگا کر روتی تھیں اسی حال سے سب کو روضہ مبارک پر لیگئیں اور روتی روتی  
 بیتاب ہو گئیں اور گویا زبان حال فرماتی تھیں ۵ یا رسول اللہ ہزار روضہ سے تا بنگری ۶ اہلبیت خوش راز و  
 غمناک فرمیں ۷ در بلائے دشمنان دین گرفتار آمد ۸ کس سہارا و جہان یارب گرفتار آئندین فائدہ حضرت شہداء و اولاد  
 امام زین العابدین کا حال بعد واقعہ کہ بلا کسی تاریخ اسلام سے صحیح لائق اعتماد دریافت نہیں ہوتا کہ جناب عفت

ملک شام بن رہیں یا مدینہ میں تشریف لائیں الا نعمت اللہ خزائری شیبی نے شرح منہذیب میں دو قول لکھے ہیں ایک یہ کہ جناب موصوفہ کربلا میں ہمراہ امام نہ تھے بن دو سترہ کہ حضرت امام نے فرمادیا تھا کہ جب اس پ ذوالجناح کی پشت سے جدا ہو گا تو وہ درخیمہ پر حاضر ہو گا تم اسی پر سوار ہو کر باگ چھوڑ دینا جس طرف کو مامور ہو جاؤ گے اس کے لکھا ہو کہ قد ورد فی الانار اتحاد فوفتہ فی الزمری و فرار ہا مشہور معروف اور بعض اسیہ نے لکھا ہو کہ حوالی کوہ طہران میں ایک درہم دہان اثر قبر اور صندوق کا پایا جاتا ہو بلکہ ضریح بھی ہو اور اکثر درخت وہاں لگے ہیں اور ایک مجاور بھی رہتا ہو وہاں مگر صحیح یہ معلوم ہوتا ہو کہ حضرت شہر بانو اہلبیت میں رہیں کہیں جد انہیں ہو میں جو بعضوں نے لکھا ہو کہ ایک شخص ان کے وطن کا ہمراہ اپنے لیکیا اور ملک نو شیردان میں ان کے گھر پہنچا یا غلط ہو انہیں عرض سہ مبارک امام علیہ السلام کو کھنا کر جنت البقیع میں دفن کیا علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ پہلوے حضرت فاطمہ قریب حضرت امام حسن علیہ السلام دفن کیا اور خلاصۃ الوفا میں بھی ایسا ہی ہو یعنی جنت البقیع پہلوے امام حسن علیہ السلام اور جو بعض کہتے ہیں کہ مبارک بھی کربلا ہی میں مدفون ہو یا یہ کہ سلیمان بن عبد الملک کے وقت تک خزانہ میں تھا صحیح نہیں ہو نہ سیدہ بخاری اور سلم میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روحوں کے لشکر میں محمد کے جہنم جو انہیں سے ازل میں آشتنا اور واقف تھا وہ اس عالم میں ملائی اور الفت والاربا اور جو انہیں سے وہاں نا آشتنا اور بے سچا تھا وہ یہاں بھی جد اور ٹھکانا یعنی ازل میں خدا نے روحوں کی زمین طرہ طرہ کی پیدا کی ہیں اور انہیں استعداد میں مختلف اور گوناگون رکھی ہو جو زمین مناسبت تھی وہ اس عالم میں شیر و شکر ہو گئے جس طرح سعد بن وقاص والد عمر و ملعون کہ عاشق زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جان نثار امام حسین کہ ان کے ہشتی ہونے کی بشارت قطعی ہو اور جو وہاں بے مثل تھے بیان بھی ہو چکے ہیں کہ جس طرح عمرو بن سعد اور زید وغیرہ ملاعنہ کہ خاندان نبوت کے دشمن جانی تھے اور ظاہر میں ایماندار سی سبب سے کہتے ہیں کہ ولی سے شیطان شیطان سے ولی پیدا کرتا ہو خلائی قدرت عجیبہ سے حسن ربیعہ بلال از حبش صیب اندم مذخاک ابو جہل ابن چہ بولمعی ست و سبحان اللہ سعد بن ابی وقاص کی فیضیت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد میں فرما دیں کہ اے سعد تیرا میرے ماں باپ تجھے فدا کر دے کہ یہ حدیث صحیحین میں حضرت امیر المومنین علی رضی سے مروی ہو اور تصابیح میں حضرت موصوف سے روایت ہو کہ میں نے کسی کے حق میں یہ کہ حضرت صلح سے سوائے سعد بن ابی وقاص کے نہیں سنا اور عمرو بن سعد اس طرح کا لفظ بے وقت کہ جگر گوشہ رسول مقبول کے خون کا پیاسا ہو گیا قدرت حق پر پوشیدہ نہ رہے کہ جو شخص سیدم اور شریک اور راضی اور خورسند شہادت شاہ شہیدان حضرت امام حسین علیہ السلام تھا قطع نظر از عذاب آخرت اس عالم میں بھی اپنے خجلے اعمال کو پہنچا کر داخل دوزخ ہوا تھری سے روایت ہو کہ جو کوئی حرکت کر بلا میں مقابلاً سید الشہداء امام حسین علیہ السلام تھا بلا معائنہ عذاب اور نکال دنیا سے نہیں کیا لے تھے ہزار دولت اور خوار و متواضع ہونے اور بعض انھوں سے اندھے ہو گئے اور ٹھوکرین کھاتے پھرے پھر نہایت تکلیف اور فاقہ کشی سے ہو کر مر جاتے



اور بعضوں کا منہ کالا ہو گیا کہ دیکھنے والے اسکی صورت سے خوف کرتے تھے اور بعضے شدتِ پیاس سے کھالین پانی کی ہضم کر کے طبعِ جنم ہوئے اور بعضے برص اور جذام میں مبتلا ہو کر داخلِ سفر ہوئے اور بعضے اور عذابوں میں گرفتار ہو کر سختِ اشتری کو گئے اور بعضے تھوڑے دنوں کے بعد بیکہ مانگنے لگے اور تمام مالِ دولت موروثی اور ذاتی جو زیرِ پایی علیہ السلام کے خزانہ سے پایا تھا جاتا رہا اور اسی حالتِ در یوزہ گری میں مر گئے سید الدنیا والاخرۃ ہوئے سچے ہر ع کلون اندازِ پادشاہ سنگ بہت بڑے اور بعضے اسطرح مارے گئے کہ پھر انکا نشان قیامت تک نہ رہا روایت ہو کہ ایک مجلس میں چند آدمی باہم گفتگو کر رہے تھے کہ دشمنانِ حضرت امام حسین علیہ السلام سے کوئی شخص نظر نہیں پڑتا کہ بلا مصیبت اور بلا اس عالم فانی سے عالم باقی کو گیا ہو جو دیکھا اسکو بلا ہی میں مبتلا ہو کر فنا ہوتے دیکھا ایک بوڑھا آدمی اس مجمعِ کابلول اٹھا کہ ہم معرکہ کر بلا میں شریک تھے ہو کہ اسوقت تک کوئی مصیبت اور بلا نہیں پہنچی دفعۃً چراغ اس مجلس کا بجھنے لگا یہ مردود اس کے اشتعال کے واسطے گیا ہاتھ بڑھاتے ہی شعلہ چراغ نے پکڑا کہ ساری مجلس میں لوٹتا تھا اور کشتا تھا میں جلا میں جلا یہاں تک کہ اقدان و خیزان دریا میں جا کر اچھوڑ کر یہ آتش غضب الہی کی تھی دریا کا پانی اس کے حق میں روغنِ چراغ ہو گیا اور ایسا جلا یا کہ خاکِ ستر نہ رہا اور سدی سے روایت ہو کہ میں ایک جگہ ضیافت کھانے گیا تھا بہت لوگ شریک تھے تذکرہ معرکہ کر بلا ہونے لگا اہل مجلس نے کہا بھائیو جو کوئی اس معرکہ میں تھا لاریب مصیبت اور بلا میں گرفتار ہوا نہیں ہوا کہ میری مجلس تھا بول اٹھا کہ ہم بھی اس معرکہ میں تھے سو کوئی آفت ابتک ہو کہو نہیں پہنچی ہنوز کلام اسکا تمام نہ ہوا تھا کہ ایک شعلہ چراغ سے اٹھا اور اس کے بدن پر گرا تمام بدن اسکا جگہ جگہ ہو گیا راوی کہتا ہے مجھ سے ختم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ گویا کوہِ جلا ہوا اور نہ صورتِ ابنِ عمار نے روایت کی ہو کہ جسے سربارک سید الشہداء امام حسین علیہ وعلی آباء الصلوٰۃ والاسلام کا نیز سے میں باندھا تھا وہ شخص اول بہت حسین و خوبصورت شہرہ آفاق تھا اسی روز سے ایسا سیاہ قبیح منظر یہ دیکھ کر تیرہ دنار یک ہو گیا کہ لوگوں نے از روئے تعجب اس سے پوچھا کہ ایمرِ مرد تو تو خوبصورت اور حسین تھا یہ حال تیرا کیا ہوا ہوا ہے اسنے کہا وہاں جس دن سے میں نے سربارک سید الشہداء علیہ السلام نیز سے میں لٹکایا ہوا اس دن سے وہ شخص مسیب صورت ہر روز میرے پاس آتے ہیں اور وہ دنوں بازو پکڑ کے کہینچے ہوئے آگ میں لیجاتے ہیں آٹا لٹکاتے ہیں پھر واپس لاتے ہیں اسی سبب سے تمام منہ میرا سیاہ ہو گیا ہر کہ میں خود محفوظ ہوں راوی کہتا ہو کہ وہ شخص اسی بلا میں رہا اور اسی کیفیت میں مرکز داخلِ دو زخ ہوا وہ یہ بھی روایت ہو کہ ایک بوڑھے آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ایک ٹشت خون سے بھرا ہوا حضرت کے روبرو رکھا ہوا لوگ آتے ہیں اور حضرت آنگو اسی خون سے آلودہ فرماتے ہیں یہاں تک کہ نوبت اس پر مرد تک پہنچی اسنے کہا یا رسول اللہ میں قتل امام حسین علیہ السلام میں شریک نہ تھا فرمایا تو شریک نہ تھا لیکن تیری خواہش تھی اور تو اس بات پر راضی تھا پھر گشتِ شہادت سے اسکو اشارہ کیا جب وہ

صبح کو سو کر اٹھا تو اندھا تھا اور نام احمد نے روایت کی کہ ایک شخص نے کہا کہ اللہ نے فاسق ابن فاسق کو قتل کیا  
 اسی وقت دو ستارے آسمان سے اُسکی دونوں آنکھوں پر گرے کہ وہ نابینا ہو گیا اور ابو نعیم نے طریق سفیان سے اور اسے  
 اپنے دادا سے روایت کی کہ سفیان نے اپنے دادا سے کہا کہ وہ آدمی معرکہ کر بلا میں بقاء لے سید الشہداء امام حسین  
 علیہ وعلیٰ آباءہ النجیۃ والنجیۃ کے تھے سو ایک کا عضو تناسل استدر بڑھ گیا تھا کہ زمین یا گردن میں لپٹتا تھا اور دوسرا  
 آدمی کا یہ حال تھا کہ پیاس اُسکی اس مرتبہ تھی کہ کچھ لکین بانی کی پی جاتا تھا اور پیاس بخاتی تھی آخر کار قدرت الہی  
 یہ ہوئی کہ اسی حالت میں داخل جنیم ہوا اور وہاں کے بانی سے سیراب ہوا و آدمی سے منقول ہو کر ایک پرورد  
 حاضرین معرکہ کر بلا سے نابینا ہو گیا اُس سے لوگوں نے پوچھا کہ سبب سے تو اندھا ہو گیا اُسے کہا میں نے رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آستین باز و تک چڑھائے ہوئے تلواریں لگی ہاتھ میں لیے بیٹھے ہیں اور ایک  
 فرش چرمین رو بر و بچھا ہوا سپردس آدمی قائلین امام حسین علیہ السلام سے بیچ کیے پڑے ہیں وہی نابینا کہتا ہوں  
 حال میں مجھ پر ٹپری تو حضرت صلعم نے لعنت کر کے ایک سلاخی خون سے ترکی اور میری آنکھ میں پھیر دی کہ میں  
 ہو گیا اور ایک شخص قاتل حسین علیہ السلام سے شام میں تھا ننہ اسکا سورا کا ہو گیا تھا کہ آدمی اسکو دیکھ کر فتنے تھے  
 اور جسے حضرت علی اصغر کے حلقوم میں تیرا تھا وہ اس بلا میں تھا کہ آگے کے بدن میں گرمی اور پس پشت سردی  
 تھی ہر چند لوگ سامنے سے نکھے مچلتے تھے اور پیچھے سے لگ جلاتے تھے پر کچھ اتر نہ تھا اور شدت پیاس سے  
 گھڑے کے گھڑے بانی کے پی جاتا تھا آخر اسکا پیٹ پھٹ گیا اور اُسی عقوبت میں مرا استدر جو بیان ہوا سو ایک  
 شیعہ و احوال عوام الناس سے جو معرکہ کر بلا میں حاضر تھے اجل خواص یعنی زید پلید و ابن زیاد مائے فساد و ابن سعد  
 شمر بن ذی الجوشن وغیرہ ملا عنہ کا مجمل بیان کرتا ہوں کہ سر آمد اشقیاء زید علیہ السلام سے متعلق جب قتل امام حسین سے خوش ہوا تو  
 حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے قطع نظر امراض جہانیکہ شاق تر ہوں لیکن بلحاظ سزا اعمال احوال اکھا سہل ہو جائے  
 احوال اور احوال شیعہ میں مبتلا فرمایا کہ صورت عذاب الہی بے تکلف اُسکی پیشانی سیاہ سے نمودار تھی آرا بخمار  
 ایک شیعہ واقعہ حرہ ہو جو حرہ واقم اور حرہ زہرہ کہتے ہیں یہ موضع ایک سیل مدینہ منورہ سے واقع ہوا اور اس واقعہ  
 کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی سو اسکے ہاتھ سے وقوع میں آیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحیح بخاری  
 روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دن اہل مدینہ کو پیش آویگا حسین اہل مدینہ کو دینے سے  
 باہر نکالینگے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کون ایسا ہو گا کہ امراء السورہ اور حدیث صحیح بخاری اور  
 صحیح مسلم میں ہو کہ ہلاکت میری ایک قبیلہ قریش کے ہاتھ سے ہوگی اصحاب نے عرض کیا کیا فرمانے ہیں آپ  
 یا رسول اللہ ہلوگوں کو اس زمانے میں فرمایا عزلت اور گوشہ نشینی خلق سے اور دوسری حدیث ابو ہریرہ سے مروی ہے  
 کہ فرمایا حضرت نے قسم خدا کی کہ جان میری اسکے قبضہ قدرت میں ہو کہ دینے میں مقابلہ واقع ہو گا کہ دین اس طرح

جانا رہیگا جس طرح سر کے بال منڈ جاتے ہیں جاتے رہو اس دن مہینے سے اگرچہ مقدار ایک منزل کی بھی ہو اور حضرت ابوہریرہ خود فرمایا کرتے تھے کہ خداوند احداث سال ساٹھ ہجری اور امارت چھو کروں سے محفوظ رکھ اور قبل اسکے مجھ کو اس عالم سے اٹھالے یہ اشارہ زمان دولت زید بے دولت پہ فرماتے تھے کہ سنہ ساٹھ ہجری میں سخت فتوات پر بیٹھا تھا اور واقعہ حرہ اسی زمانہ میں واقع ہوا اور واقعہ فدی نے کتاب الحرقہ میں ایوب ابن سہ سے روایت ہو کہ حضرت سید ابراہیم ایک سفر میں تشریف لیکے جب حرہ زہرہ پر پہونچے تو آیہ مصیبت ان اللہ وانا لہ راجعون فرمائی صحابہ نے جانا کہ مگر کوئی امر کردہ جو اس سفر کے خلاف مدعا حضرت کے معلوم ہوا ہوگا اسپر ارشاد کیا ہو حضرت عمر ابن خطابؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا بات نظر آئی کہ آپ نے یہ آیت فرمائی ارشاد کیا کہ کوئی امر تمہارے اس سفر سے متعلق نہیں ہو عرض کیا یا رسول اللہ کچھ کون بات ہو بتلائیے فرمایا اس سنگستان میں حیار اُست جو بعد اصحاب کے ہیں مارے جائینگے بلکہ جب آنحضرتؐ اس موضع پر پہونچے تو دوست مبارک سے اشارہ کر فرماتے یہاں لپٹے لپٹے لوگ میری اُست کے مارے جائینگے اور کیفیت اس حادثہ شنیعی ابن جریج اور قطبی اور طبرانی وغیرہ محدثین نے یوں بیان کی ہو کہ جب زید علیہ السلام نے قتل امام حسین علیہ السلام اور تہلیل اہلبیت نبوت سے فراغت پائی تو سال باسٹھ ہجری میں عثمان بن محمد بن ابی سفیان اپنے چچ سے بھائی کو مدینہ میں بھیجا کہ اہل مدینہ سے میری بیعت لے سو اُس نے مدینے میں جا کر ایک جماعت کو زید کے پاس روانہ کیا انھوں نے بیعت کی جب یلوگ مدینے میں پلٹ کر آئے تو زید کی بیعتی اور شہر انجوا رمی اور ارتکاب کیا منامی اور ملاہی اور ترک نماز و رواج زنا اور لعب کلاب وغیرہ امور ذمیرہ اسکے یاد کر کر نیرا ہوئے اور قطع بیعت فرمائی اور باقی اہل مدینہ بھی قصد اطاعت اور بیعت سے نیرا ہوئے منذر کہ ایک شخص اس جماعت میں تھا کہنے لگا و اللہ زید اگر مجھ کو لاکھ درہم انعام دے لیکن راستی کو ہاتھ سے نہ دوں گا زید بلا شک شراب خوار اور تمارک نماز ہو بھراہل مدینہ نے عبد اللہ بن خطلہ سے بیعت کی اور عثمان بن محمد کو معامل مدینہ تعانکال دیا کہ مدینہ وغیرہ سے پاک ہو گیا عبد اللہ بن خطلہ کہتے تھے کہ وہاں بیعت زید سے ہم نہیں نکالے مگر اس خوف سے کہ پتھر آسمان سے بر سین گے یعنی خوف عذاب الہی غرض اہل مدینہ نے بعد از طوفان و فوج زید نہر پر چڑھ کر قطع بیعت عبد اللہ بن ابی عمر بن حفص مخزومی نے عامہ اپنے سر سے اتارا اور فرمایا کہ اگرچہ زید نے مجھ کو انعام دیا اور میرا مشہور زیادہ کر دیا ہو لیکن وہ دشمن خدا دائم الخمر و مین اسکو اپنی بیعت سے نکالے دتا ہوں جس طرح عامہ سر سے اتارا ہو دوسرا آدمی اٹھا اُس نے پاپوشین اُتارین اور کہا اس طرح اسکو بیعت سے نکال ڈالا ہو جس طرح پاپوشین اُتاری ہیں یہاں تک کہ مجلس عایم اور نعال سے بھر گئی بعد اسکے عبد اللہ بن خطلہ کو فرشتہ اور عبد اللہ بن خطلہ کو انصار پر والی کیا اور جو کوئی مدینے میں فرقی امیہ سے تھا اسکو مروان کے گھر میں



کھیلایا تب مروان نے یرید کے پاس استغاثہ کیا تو یرید مردود مسلم بن عقبہ کے پاس آیا یہ مردود سرف علت قلیح  
میں مبتلا تھا اور قریب ہلاکت یرید کے پاس اگر کچھ کو ضعف مرض نہ ہوتا تو میں تجھ کو اہل مدینے کے قلع اور قمع پرورد  
کرنا کہ تجھے زیادہ کوئی مخلص اور محب نظر نہیں آتا سو سرف اٹھ بیٹھا اور بولا قسم جو خدا کی ادا میرا نہیں  
میں طیار ہوں اور میرے سوا کسی سے سرانجام اس کام کا نہ ہو گا میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک  
درخت سینٹھ کا اپنی شاخوں سے انتقام عثمان ابن عفان میں قریب ذکر رہا سو میں نزدیک گیا تو ستا ہوں  
کہ وہ درخت مجھے کہتا ہے کہ برا مرد اس کام کا مسلم بن عقبہ کے ہاتھ پر ہو گا اس دن سے میں نے یہ حال  
قتال اہل مدینہ پر دیکھ لیا ہے یہ یرید نے کہا پھر جلدی کر اور مدینے میں پہنچ کر بیعت اور اطاعت میری اہل مدینہ  
سے طلب کر اگر نائیں تو بلاتال بیعت قتل کر کہ نام و نشان کسی کا نہ رہے اور تین دن تک مدینے کو  
لوٹ کر کسی کے گھر میں کوئی چیز باقی نہ رہے اور بعد اُس کے عبداللہ بن زبیر سے متوجہ ہو کہ وہ  
مکے میں پہنچا نیکہ یرید نے بیش ہزار سوار اور پیادے سرف کے ساتھ کر کے جانب حجاز روانہ کیے اور ابن مرہان کو حکم  
کہ تو عبداللہ بن زبیر پر جائے توقف کیا اور کہا میں ہرگز بیت اقدس شریف میں فرزند پیغمبر سے نہ ملو گا اور سرف  
سے بھی نصیحت کر دی تھی کہ اگر کچھ کوئی حادثہ پیش آوے تو حصین ابن نمیر سکونی کو خلیفہ کر دینا اور علی ابن جریج بن یحییٰ بن  
سے کچھ متعرض نہو کہ وہ ان لوگوں میں شریک نہیں ہو رہے رفتہ رفتہ خبر مدینے میں فاش ہوئی تو شب اہل مدینہ  
مراعت اہل فساد پر متوجہ ہوئے اور جامعہ منی امیہ سے جو مخصوص تھی قرار دے دیا کہ امداد و اعانت اہل فساد کی نہ کریں  
اور مدینے سے باہر اڑے مروان بن الحکم نے اپنے بیٹے عبدالملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا اور کہہ دیا کہنا حیر  
حرم سے اکثرین روز لڑائی اور جدال موقوف رکھنا چاہیے انھوں نے ویسا ہی کیا بعد تین دن کے اہل مدینہ سے  
کہنے لگا کہ اب تدبیر کیا ہے اہل مدینہ بولے کہ سواے محاربہ اور مقابلہ کے کوئی تدبیر نہیں ہو تاکہ فتنہ اور فساد حرم مدینہ  
سے رفع ہو جائے تو مروان نے کہا یہ بہتر نہیں ہے اطاعت کرنا اولیٰ ہے اہل مدینہ نے نہ مانا آخر عبداللہ بن خبیل سوا  
اڑے اور شہید ہوئے اور عبداللہ بن مطیع بھی مع اپنے ساتوں بیٹوں کے شہید ہوئے مسلم نے سرانگہا کاٹ کر یرید کے  
پاس بھیجا آخر کار قہر و غلبہ یرید یوں کے نصیب ہوا اور تین دن تک موافق حکم یرید کے مدینہ متورہ خوب لڑا گیا  
اور زنا کاری کی بازار گرم ہوئی اور چھوٹے بڑے قتل ہوئے کہ ایک ہزار سات سو صحابی بقایا سے مہاجر و انصار  
و علمائے تابعین اخبار سے شہید ہوئے اور سات سو آدمی حافظ قرآن اور ستانوے آدمی سردار قریش  
تیغ ظلم سے مارے گئے کہ سب عورت و لڑکے قریب دہل ہزار آدمی کے از قسم عموم الناس تیغ ہوئے اور فسق و فساد  
وزنا مباح ہو گیا حتیٰ کہ ہزار عورت بعد اس واقعہ کے اولاد زنا بھی اور گھوڑے مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم  
میں باندھے گئے اور روضہ مبارک میں جو ایک موضع میان قبر و منبر شریف ہوا جسکی نشان میں تھوڑے

وار دہ کر یہ مقام ایک روضہ پر یاض جنت سے گھوڑوں نے لید اور پیشاب کیا اور آدمیوں کو نیزہ کی ہجیت پر  
 عند عبودیت کہ اگر چاہے سچ ڈالے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے طاعت خدا پر حکم دے خواہ معصیت پر مجبور و اگر  
 دعوت شرف کی بیان تک کہ خیر بن عبد اللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جب کہا کہ ہم ہجیت پر حکم قرآن و سنت  
 رسول کریمؐ کے انکی گردن ماری گئی اور سعید بن اسیب کہ اکبر البعین میں تھے گرفتار آئے تو ان سے بیعت نیزہ کی  
 طلب کی گئی انھوں نے کہا میں ہجیت سیرت ابو بکر اور عمرؓ پر کرونگا مسرف نے کہا انکی ہجی گردن مارو سو ایک  
 شخص نے کہا سعید بن سبب مجنون ہو تب انکو چھوڑا غرض مدینہ منورہ آدمیوں سے خالی ہو گیا اور فواکم و  
 ثمرات اس کے نصیب و خوش و بہائم ہوئے اور کتے وغیرہ حیوانات مسجد شریف نبوی میں رہنے لگے سعید  
 بن مسیب سے محدث ابن جوزی روایت متصل کرتے ہیں کہ اندون مسجد نبوی میں سواے میرے رات کو  
 کوئی نہوتا تھا اور اہل شام مسجد میں آتے تھے اور کہتے تھے یہ بڑھا دیوانہ بیان کیا کرتا ہوا اور نماز کے وقت  
 حجرہ شریف سے آواز اذان و اقامت آتی تھی اسی سے میں نماز بھی پڑھتا تھا اور کوئی آدمی میرے ساتھ نماز  
 میں نہوتا تھا روایت ہو کہ اسی واقعہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی داڑھی کے سب بال اہل شام نے  
 اکھاڑ ڈالے تھے چنانچہ ابو سعید خدری کو جب لوگوں نے اس حال میں دیکھا تو پوچھا کیا تم اپنی داڑھی سے لو کہتے ہو  
 اور بالوں کو کھا لیتے ہو حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ یہ اتنا ظلم اہل شام سے ہو کہ واقعہ حجرہ میں مجھ پر ہونچا تھا کہ اول  
 کچھ لوگ میرے گھر میں آئے اور جو کچھ مال و متاع تھا ایگئے پھرا در لوگ آئے تو کچھ بھی اسباب اور مال نہ تھا  
 تب مجھ کو بچھاڑ کے بال داڑھی کے اکھاڑ ڈالے اور مال غنیمت سمجھ کر لیگئے روایت ہو کہ مسرف انھوں اور مردان  
 علیہ اللعن کشتگان حرم کو بطور سیر و تفریح دیکھتے پھرتے تھے تو عبد اللہ بن غصیل کہ شہید ہو گئے تھے اپنی گشت و  
 جانب آسمان اٹھائے ہوئے پڑے تھے مروان نے کہا واللہ تو نے بعد موت کے انکی آسمان کی جانب اٹھائی ہو  
 سمجھنے تمھارے ہاتھ سے اکثر انگلیاں آسمان کی طرف اٹھائی ہیں اور درگاہ انہی میں نضرع اور نزاری کرتے ہیں  
 اسوقت ایک مرد شامی نے کہا اگر حال ان لوگوں کا ایسا ہو تو ہماری دعا قتل اہل بہشت میں نمی تب مروان نے کہا  
 کہ ان لوگوں نے مخالفت دین کی کی تھی اور عند سلمان فی توڑ ڈالا تھا انقل پر کہ جب مروان بعد اس واقعہ کے  
 نیزہ بلیڈ کے پاس گیا تو نیزہ سے احوال کہا نیزہ بہت شکر گزار ہوا اور مروان کو اپنے مقربین میں داخل کیا  
 اور مسرف ملعون کشتگان حرم کو دیکھ کر کہتا تھا کہ باوجود قتل ان لوگوں کے اگر میں دوزخ میں جاؤں تو  
 مجھے زیادہ کوئی بے نصیب نہیں ہوگا تو ان سے کہ مروان میں تمھارا وایت ہو کہ سلم ابن عقبہ نے اپنی  
 بیماری کی دوا استعمال کی اور بلا توقف کھانا مانگا تو طبیب نے کہا چندے صبر کیجئے کہ دوا کا اثر ہوئے مسرف  
 نے کہا کباب مجھ کو تمھارے حیات نہیں ہو میں زندگی اسی واسطے چاہتا تھا کہ سوزش سینہ قاتلین عثمان سے

باب شمشیر نفع کروں سواب میری مراد حاصل ہوئی اب کوئی چیز محبوب تر موت سے نہیں ہے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ناپاکوں کے قتل کرنے سے تمام گناہوں سے مجھے پاک کر دیا ہو شیخان اللہیہ تو کچھ میان نیر سے بھی نیا ہو  
میکھ کر روایت ہے کہ اس مردود کو اس باعث سے مسرت کہتے تھے کہ اسے ہتک حرمت مدینہ میں افراط کی اور داد اسراف دی حالانکہ اسکی شان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے من اخاف اہل الذمۃ فلما لا اخافہ اللہ وکما  
علیہ لغتہ اللہ والملائکۃ والناس جمعین رواہ النسائی لیکن یہ کو مسلمان البتہ نہ تھا ہونکہ کافر عدو رسول اللہ ہے اور یہ کہ  
کہ جب مسرت نے بیعت ینیرہ با اختیار عبودیت و اطاعت و معصیت و طاعت بجا کر اہل لی تو اکثر لوگوں نے  
باضطرار قبول کی انہیں سے ایک مرد قزاق نے کہا کہ ہم جیت کرتے ہیں لیکن اطاعت میں نہ معصیت میں مسرت نے  
قبول نہ کی اور اسکو قتل کیا تب اسکی ان نے قسم کھائی کہ اگر مجھکو خدا قدرت دیگا تو میں مسرت کو زندہ یا مردہ جلا دوں گا  
انقصہ مسلم ابن عقبہ بعد غارت مدینہ و قتل اصحاب رسول و خواص و عوام مدینہ بنابر قلع وقع عبد اللہ ابن زبیر جب  
مکہ معظمہ روانہ ہوا قزاقی روایت کرتے ہیں کہ جب مسرت موافق آیا سے ینیرہ پلید جانب مکہ معظمہ روانہ ہوا تو تیس دن  
بعد واقعہ حرہ سے پٹ اسکا زرد آب اور یم سے پر ہو گیا اور نہایت فضیحتی سے ہلاک ہوا اور غایت قساوت  
اور حماقت سے مرتے وقت کہتا تھا خدا و خداؤں مجھے بعد از شہادت کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی عمل محبوب تر اور قابل  
قبول تیری درگاہ کے نہیں ہوا مگر قتل اہل مدینہ اگر با وجود اس عمل کے بھی مجھکو دوزخ میں ڈالے تو مجھے برنجت  
زیادہ کوئی نہ ہوگا اور اس حالت میں با یاس سے ینیرہ پلید حصین ابن نمیر سگولی کو طلب کر کے کہا کہ تجھکو امیر المومنین  
یزید نے میرے بعد امیر کیا ہوا اب میں مرتا ہوں تو جلد توجہ مکہ ہو اور قلع وقع بن زبیر میں تاخیرت کر اور قتال  
بیت اللہ میں نقصیر روانہ کر اور جو عبد اللہ بن زبیر خانہ کعبہ سے پناہ پکڑے تو کچھ پاک نہ کر غرض یہ سب مراتب یا  
ینیرہ پلید مسرت ملعون نے حصین بن نمیر کے گوش گذار کر دیے چنانکہ یہ فردوجان بیت اللہ شریف روانہ ہوا اور اسے  
جا کر چوٹ لے روز برابر کہ منظمہ کو گھیرا اور ہتک حرمت بیت اللہ میں سرگرم ہوا اور سنگ منجیق سے صحن  
کعبہ بھردیا اور ستون سجد شریف کے گرد اویسے اور لباس کعبہ جلو ادیا اور پردہ بیت اللہ جو دروازہ پر  
کھنچا رہتا تھا ہیمہ تنور کیا گیا یہاں تک کہ کسی دن خانہ کعبہ بے لباس رہا اور اتفاقات قضا و قدر سے آج  
ہی کے دن ینیرہ باطوق لعنت ابدی داخل دوزخ ہوا یا کہ اسکی موت کی خبر اسی دہن پہنچی کہ مرض فالت حبس  
میں مبتلا ہو کر کمال ذلت اور خواری سے قعر دوزخ میں گیا اور آج صبح یہ کہ غار ضہ سل اور دق سے مرا  
حدیث شریف میں وارد ہے کہ فرمایا حضرت نے کوئی برسگالی نہ کرے اور ایذا نہ دے اہل مدینہ کو مگر یہ کہ فانی  
ہو جائے قریب تر جسطرح کہ گھل جاتا ہو نمک پانی میں سو دیکھو بعد واقعہ حرہ کے اندک فرصت میں ینیرہ پلید  
عارضہ سل و دق سے گداختہ اور فانی ہوا جسطرح نمک پانی میں گھلتا ہے بالجملا اسکے مرنے سے اہل شام

علاؤ الدین بنیر دورد  
علیه السلام جلیلی  
جلیل جمیل  
محبوب من ابوی  
محبوب من کرم  
یوسف خان  
نسی بن علی بن علی  
کلیتی از عشق  
خاتم و سکا نیا شد

۱۲



اور نبی اسیر پریشانی پر گئی اور سب کے سب رسوا اور ذلیل ہو کر بھاگے اور عبداللہ بن زبیر محفوظ رہے بعض محققین نے تاریخ فوت زبیر پر چوبیس بیس الاول ۳۱ھ مقام حصہ میں لکھی ہے اور عمر ثانی ۳۲ برس یا سینس برس کی بیان کی ہے اور لکھا ہے کہ بعد قتل امام حسین کے ہنگام تین برس اور سات مہینے اس ملعون نے کفر اور کافری کو رونق دی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں فرماتے ہیں کہ وقوع واقعہ ترہ روز چار شنبہ تائیسویں یا اٹھائیسویں درجہ سال ترستھم ہجری میں ہوا اور سلم بن عقبہ غرہ محرم سال چوتھم میں داخل جنم ہوا اور بتک حرم بیت اللہ اور قنہ مہ بیت اللہ لنگہائے نجیق بروز شنبہ تیسری بیس الاول اور واقعہ حرہ سے تین مہینے کے بعد تاریخ یکم بیس الثانی کو زید بادہ دوزخ میں پہنچا تو ضیح اگر صرف قتل امام حسین علیہ السلام اور آمر اور راضی ہونا تو یہ مستحک حرمت اہلبیت نبوی پر موجب لعن اور کفر زید اور اسکے اعوان و انصار کا ہے اور اسپر تخریب مدینہ منورہ اور قتل صحابہ رسول اللہ اور کوٹا جانا گھم ام المومنین ام سلمہ کا اور ہانڈھا جانا گھمڑوں کا مسجد نبوی میں اور قیام کرنا کتوں اور بیویوں کا نہر شریف پر کہ مورد وجود ملائکہ ہے اور ہنگام حرمت بیت اللہ شریف اور آبا حلت و نسیات شرعیہ مثل قتل و زنا و لواط و شرب خمر اور تزویج برادر با خواہر وغیرہ جو زید کے اور اسکے اعوان و انصار کے ہاتھوں سے صادر ہوئے اور باخبر متواتر ثابت ہیں گویا سلاسل و طوق زینت بخش کفر ہیں پھر ایمان ہمہ جو کوئی زید کے حق میں خیال اسلام رکھتا ہو خالی حماقت اور جہالت سے نہیں ہے عرض را تم کو کہ ملاحظہ کتب عمدہ اور اسفار معتبرہ سے کسی طرح کا شبہ نہیں رہا ہے کہ زید پلید آمر اور راضی اور مستشر قتل امام حسین علیہ السلام ہے تھا و لہذا لعن اس ملعون پر بدلائل واضحہ جائزہ اور درست ہے بلکہ مجرب لعن بھی قصور ہے اور اگر اب بھی کسی کو شبہ ہو تو مفتاح البحار من احمد بدیشی اور مناقب السادات قاضی شہاب الدین علی بن ابی اور شرح عقائد سنن ملا سعد الدین لصالانی اور تکمیل الایمان شیخ عبدالحق دہلوی و سیف السلول قاضی تاج الدین بابی جی وغیرہ کتب معتبرہ باسماں نظر دیکھے اور شبہات و اہیہ کو دفع کرے اور ہمارے استاد الاستاذ حضرت شاہ عبدالغفر دہلوی بیس ۱۰۰ھ حسن العقیدہ کے حاشیہ میں جو کلمہ مایستحقہ پر تعلیق فرمایا ہے کہتے ہیں کہ یہ کلمہ لعنت کا نایہ ہے و لکن تباہ الملعون من التفریح کیا معنی کہ جوابات اس لفظ میں پائی جاتی ہے وہ لفظ لعنت میں نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ اس پلید کے حق میں فقط لعنت پر لکھا کرنا زیادہ نہیں ہے اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت تو اس شخص پر فرمائی ہے جو ایک مسلمان کو قتل کرے اور اس شقی نے تو ایسا امیر المؤمنین ابن امیر المؤمنین کو قتل کیا ہے کہ اسکی اللہ ہی خواہ جانتا ہے کہ کس قدر ہر نہ ناپاک تو مستحق اس بات کا ہے جو لعنت سے کڑوڑ رہے زیادہ ہوا اور اسکا علم سوائے عالم ہویہ کے بشر کو نہیں ہو سکتا واللہ اعلم بحقیقہ الحال فائدہ روایاتی نے اپنے سند میں ابو داؤد سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت مسلم نے کہ اول وہ شخص کہ میری سنت کو تغیر دے ایک شخص نبی امیہ سے ہو گا جسکو زید کہینگا اللہ جہنم

اور شیخ زبیر  
اور شیخ زبیر  
اور شیخ زبیر

انصار اللہ بن زبیر  
انصار اللہ بن زبیر  
انصار اللہ بن زبیر

انصار اللہ بن زبیر  
انصار اللہ بن زبیر  
انصار اللہ بن زبیر

انصار اللہ بن زبیر  
انصار اللہ بن زبیر  
انصار اللہ بن زبیر

انصار اللہ بن زبیر  
انصار اللہ بن زبیر  
انصار اللہ بن زبیر

انصار اللہ بن زبیر  
انصار اللہ بن زبیر  
انصار اللہ بن زبیر



وحی نبی اللہ جل شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ میں نے ماریجی بن زکریا کے عوض ستر ہزار اور جنگجو مارنے میں تیرے نواسے کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار سوار کا ظہور مختار ابن عبیدقی اور سفاح عباسی کے ہاتھوں سے ہوا حال جالی اسکا یہ ہو کہ جب مختار ابن عبیدقی عیسیٰ بن عبد الملک کے عہد سلطنت میں کوفہ پر غالب ہوا تو اسنے اول بلاتامل اپنے ایک خواص کو عمر بن سعد کے بلاتے کو بھیجا سو ابن سعد کا بیٹا حفص نام حاضر ہوا مختار نے پوچھا کہ تیرا باپ کمان پر اسنے کمان خانہ نشین ہو مختار نے کہا کہ اب کیونکر حکومت رکھو دست بردار ہو گئے گھر میں بیٹھا امام حسین علیہ السلام کے قتل کے دن کیون خانہ نشینی اختیار نہ کی بعد اسکے حکم دیا کہ جو کوئی کر بلا میں شریک عمر بن سعد تھا اسکو جہان پاؤ مار ڈالو یہ سنکر سب کوفے والے بصرے کو بھاگے وہاں پہنچے ابن زبیر کا عمل تھا اور مختار کا حکم جاری نہ تھا مگر مختار کے لشکر نے تعاقب کیا تو جنگجو پایا مار ڈالا اور اسکی لاش جلا دی اور گھر لوٹ لیا اور جب غولی ابن یزید کو قید کر کے مختار پاس لائے تو اسنے پہلے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے پھر اسکو سولی چڑھایا بعد اسکے بدن کو لگ میں جلا دیا اسی طرح ہر ایک آدمی لشکر ابن سعد کا طرح طرح کے عذاب سے مارا گیا اتنا عاقبت محرقہ میں لکھا ہو کہ مختار نے چھ ہزار کوفے والوں کو جو شریک معزہ امام حسین علیہ السلام میں تھے طرح طرح سے عذاب کر کے مارا ہر پھر عبد اللہ ابن زیاد کی فکر میں ہوا یہ مردود آن دنوں موصل میں جا رہا تھا اور اسکے ساتھ بیس ہزار سوار اور پیادے تھے چنانچہ ابراہیم ابن مالک اشتر کو فوج ہمراہ کر کے ابن زیاد کے مقابلہ کو بھیجا جب ابراہیم سرحد موصل میں پہنچا تو ابن زیاد نے دریائے کنارے پندرہ کوس پر موصل سے ٹھکڑا مقابلہ کیا صبح سے شام تک خوب لڑائی ہوتی قریب شام کے ابراہیم کی فوج نے ابن زیاد کو شکست دینی جب ابن زیاد کے ہمراہی بھاگے ابراہیم نے حکم کیا کہ جس کسی کو فوج مخالف سے پاؤں زندہ نہ چھوڑیں چنانچہ بہت لوگ مع ابن زیاد کے مارے گئے اور ابن زیاد اور اسکے سرداروں کے سر کاٹ کر ابراہیم کے پاس حاضر کیا ابراہیم نے مختار کے پاس بھیج دیے جب سرانگے کوفے میں آئے تو مختار نے دلا لائے کوفے میں مغل آکر کوفے والوں کو جمع کیا اسوقت نذر مبارک اس ایہ فساد کا سنگوا کے کما ای اہل کوفہ دیکھو کہ خون ناحق حضرت امام حسین علیہ السلام نے ابن زیاد کو زندہ نہ چھوڑا ملاحظہ تو اسنے سچ سے واضح ہوتا ہو کہ مختار کی لڑائی میں ستر ہزار اہل شام مارے گئے اور یہ واقعہ سال سرٹھ ہجری میں چھ برس واقعہ کربلا کے بعد عاشورے کے دن واقع ہوا اور بعضوں نے سنہ شصت و نہ میں اسی دن بیان کیا ہر تقدیر کمال ولت سے ابن زیاد مارا گیا اور اسے ملعون کا اسی جگہ لٹکایا گیا جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر کو زبان تھا اسکے بعد جنگ سے دوسرے مقام پر لٹکایا ترمذی کی صحیح روایت میں وارد ہے کہ جب ابن زیاد اور اسکے یاروں کے سر مختار کے پاس رکھے گئے تو یکایک ایک سانپ بہت بڑا اٹھا ہوا کہ لوگ آسے دیکھ کے ہٹ گئے سانپ



سب سردن میں سے عبداللہ ابن زیاد کے سر کے پاس آکر اس کے تختے میں گھسا اور تھوڑی دیر بٹھکے اس کے ہاتھ سے نکالا پھر اس کے ہاتھ میں گھسا اور تختے سے نکالا اسی طرح سات برس پائے اور وقت کی پھر غائب ہو گیا یہ عبداللہ ابن زیاد ولد الزبائح تھا ماں اس کی سہ ماہیہ کنیزک حارث ثقفی کی تھی اور حارث کے غلام کے نکاح میں سو سواۃ مذکورہ سے ابوسفیان پید ہوا یہ نے نذاری اور گرفتار ہوا اس نے یاد یہ ہوا کہ لکھن میں اس کو عبداللہ حارث کہتے تھے حتیٰ کہ ہوشیار ہوا اور آنا رجعت اور بلاغت اور خوش بیانی اور طلاق مسا فی زبان زود خالق تھے ایک روز عمر بن عباس نے کہا کہ لو کان ہذا النبی من قریش لسان العرب بعصا یعنی یہ اگر غلام قریش کا ہوتا تو اس کو لوگ لکھی سے کہتے ابوسفیان نے سنکر کہا انی لا عرفہ واللہ فی اہل اہل میں وضع یعنی میں اس کو جانتا تھا ماں کے پیٹ میں قم خدا کی اس کی وضع سے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ وجہ موجود تھے وہ بوسے میں ہوا یا ابوسفیان کون ہو وہ امی ابوسفیان وہ بولا میں فرمایا سچ بول اس نے کہا تو اگر خوف ایک شخص کا نہ ہوتا جو دیکھ رہا ہو مجھ کو تو اس سر کو طوا ہر کرتا صحرا میں حرب وقال لم یکن المقالات میں یاد و فطالت مجاہد علی ایضا و تزی فیم ترقی الفوا و جانیچہ زیاد بھی اس قصہ سے واقف ہوا اور فرط حیا کی سے لوگوں میں بیان کیا کہ میں اہل میں نطفہ ابوسفیان کا ہوں نسل قریش سے جب امیر المومنین نے اس کو والی فارس فرمایا تو اسے کار نمایا کیے معاویہ نے اس سے خط و کتابت پوشیدہ شروع کی اور انواع خوش آمد سے پیش آیا کہ اگر میرے پاس حاضر ہو تو میں تجھے اپنا بھائی قرار دوں آخر تو نطفہ ابوسفیان کا ہو جب حضرت امیر کو اس حال سے اطلاع ہوئی تو کجاً نے ناپاکھا اور سب حال اس میں مندرج فرمایا اس نے کہا واللہ ابوالحسن نے گواہی دی کہ میں بیٹا ابوسفیان کا ہوں یہ حرکت بھی اس کی کمال بیجائی سے تھی لیکن تا وقت شہادت جناب امیر ظاہر داری کرتا رہا ترک رفاقت سے باز رہا تھا جب امیر المومنین امام حسن نے تفویض ملک اور سلطنت معاویہ کو کر دیا اور اس کو ملک مخصوص قرار دیا تو اسے یہاں سے استعالت شروع کی اور اپنا بھائی قرار دیا بلکہ سادی کرائی کہ سال جو ایسے میں لوگ ابن ابی سفیان کہنے لگے اول فعل کہ زیاد مردود سے سرزد ہوا عداوت اولاد حضرت امیر کی تھی جب تک بطلان کبر نہ ہو جسے فی الجملہ ملاحظہ کرتا تھا بعد وفات والی عراق ہوا اور کوفہ میں متصرف ہوا تو اس نے سعید ابن جبہ سے معاویہ چاہا وہ مدینہ میں بھاگ آئے اس مردود نے اسباب نقد اور خبس ضبط کیا اور گھر جلادیا امام حسین علیہ السلام نے خط سفارش لکھا اسے نہایت سخت جواب بے ادبانہ لکھا اور گالی دی انجناب نے شکایت معاویہ کو لکھی معاویہ نے ایک خط نہایت سزناش کا لکھا اور سعید کی سفارش کی اسی مردود کا بیٹا عبداللہ بن زیاد کہ باپ زنا زہ سے زیادہ شہر پر و ہذات دشمن ابلیس تھا حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے قبل شہادت اس بیان سے عبداللہ کو اطلاع کر دیا تھا جیسا جامع التواریخ قاضی فقیر محمد راجپوری میں موجود ہے اس قدر زیاد کہ یہ کہتے تھے کہ قاضی حارث کی دوا سے اچھی ہوئی اس کے مالک نے حارث کو جبہ کی اسے اپنا تصرف جاری کیا دو مرد ابوبکر اور

حارث عبداللہ  
ابن زیاد

نافع پیدا ہوئے پھر حارث نے ترک کیا ابوسفیان نے حالت سستی شراب میں زنا کی کہ اس سے زیادہ پیدا ہوا تھا اصل  
ابن زیاد نازا دار ابن سعد اور شمر بن الجوشن اور قیس ابن اشعث کنزی اور خولی ابن زید اور سنان ابن انس نخعی  
اور عبداللہ ابن قیس اور زید ابن مالک وغیرہ اشقیاء طرح طرح کے قتل ہوئے اور لاشوں کو انکی  
اسطح گھوڑوں کے تھون سے روندنا کہ ہڈیاں چور چور ہو کر خاک برابر ہوئیں مگر اہل سیر کو اختلاف ہے کہ ابن سعد  
شمر وغیرہ ملاعنہ قبل ابن زیاد کے مارے گئے ہیں یا بعد اُنکے بعضے قاتل بادل ہیں اور بعضے قاتل بھائی انورض بن  
نعمان کا قبضہ کرنے اور حوالی کو فرمیں بخوبی ہو گیا تو اس کو دعویٰ الہامی کا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوا اور  
یہ خط دل میں سما یا کہ مجھ پر وحی آئی ہے اور محمد ابن خفصہ مدنی مودود ہیں یہ خبر عبداللہ ابن زبیر کو معلوم ہوئی۔  
تب مصعب ابن زبیر اپنے بھائی کو جو حاکم بصرہ تھے بنا بر مقابلہ معین فرمایا کہ وہ وقت مقابلہ فتیاب ہوئے اور  
نعمان مارا گیا اور مصعب کا قبضہ کرنے پر ہو گیا آخر کو عبداللہ مصعب پر چڑھا اس الہامی میں مصعب و مالک شمر  
کا بیٹا ابراہیم دونوں مارے گئے یہ معرکہ سنہ ہفتاد و یک ہجری میں ہوا عبداللہ ابن عمر ولایتی سے ترقا  
کہ عجیب اتفاق ہے کہ میں نے دارالامارت کو نے میں اول امام حسین علیہ السلام کا سر دیکھا کہ ابن زیاد کے روبرو  
رکھا تھا پھر ابن زیاد کا سر دیکھا کہ مختار کے سامنے رکھا تھا پھر مختار کا سر دیکھا کہ مصعب کے آگے رکھا تھا پھر  
مصعب کا سر عبداللہ کے روبرو رکھا تھا عبداللہ نے یہ کلام شکر کہا خدا تجھ کو باخچان سرزد کھلائے اور  
اسی وقت عبداللہ نے اس مکان کو گردا دیا القصد جب عبداللہ نے مصعب ابن زبیر پر فتح پائی تو  
چاہا کہ فوج ابن زبیر عبداللہ پر بھیجے سرداروں نے غصہ کیا کہ حرم محترم میں جدال و قتال حرام ہے وہاں جا کر کیونکر  
لڑیں آخر ایک دن حجاج ابن یوسف نے عبداللہ کے روبرو بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ  
عبداللہ کا سر میں نے کاٹ لیا عبداللہ نے جانا کہ حجاج کے جانے کو طیار ہو سوائے بہت جلد ایک لشکر  
حجاج کے پاس نام کر کے مکہ منظم کی طرف روانہ کیا حجاج طایف کا رہنے والا تھا اسنے وہاں سے اور  
فوج لی اور جانب حرم محترم روانہ ہوا اور وہاں جا کر سرگرم جدال و قتال ہوا یہاں تک کہ تمام حرم کو شہلا  
کے خون سے رنگ دیا اور عبداللہ ابن زبیر کو بھی شہید کیا اور سر کاٹ کر بھیج دیا بعد اُنکے سولی چڑھایا پھر  
سے انار کر قبور یہود میں ڈلوادیا یہ معرکہ سنہ ہشتاد و تیر ہجری میں ہوا اسوقت سے حکومت مروانیوں کی  
شام و عراق و حجاز میں جم گئی کہ تراستی برس انھوں نے حکومت کی فائدہ عبداللہ ابن مروان سے چھین  
ہجری میں چھ مہینے کا پیدا ہوا اسکی سماء عائشہ بنت معاویہ ابن النضر و خنی بسبب غل کے اسکو شیخ الحج کہتے  
اور کنیت ابو ذباب تھی اس سبب سے کہ جب کبھی اسے تھوڑے بڑھے جانی تو بسبب گندہ دہنی کے مرجاتی تھی  
یہ نابکار بزرگ پر نہا ہوا یعنی مروان علیہ السلام کے خلیفہ بنا اور بڑا ظالم و سفاک ہوا اور مال بھی فقیر اور ظالم

یہ صحیح

یہ صحیح

یہ صحیح







اٹھارہ روایت ہو کہ وقت موت حجاج نے کہا تھا اللھم اغفر لی فان الناس پر عمون انک لا تعفر کی کتاب سیرت میں  
 کہ عبد الملک کے پاس نو برس بائیس دن رہا تھا چونکہ احوال حضرت سبطین علیہما السلام اس کتاب میں تفصیل  
 لکھا گیا ہو غالباً کسی اور کتاب میں اس ترتیب و تفریق کے ساتھ نہ ہو لیکن اور ائمہ اطہار کا حال فقیر نے اجمالاً تفصیلاً  
 کسی جگہ نہیں لکھا ہو منظر یہ ہے کہ ایک سالہ حضرت علیہ و فضائل اہلبیت میں وقت فرصت لکھو گا مگر کتاب  
 بلانہ ذکر احوال ائمہ اطہار کے مکمل نہ تھی اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ احوال ان بزرگواروں کا بھی بالاجمال جس سے  
 حالات ولادت وفات اور بعض بعض صفات کمالات ان حضرات کے مسلمانوں پر واضح ہوں کتب مقبرہ سیر  
 لغا سیر سے نکال کر لکھوں کہ مشتبہ نمونہ از خردارے باشند لہذا بطریق کمالہ بیان کرتا ہوں کمالہ پوشیدہ نہ رہے کہ عبد  
 سبطین علیہما السلام کے نو شخص اور ائمہ اطہار میں معدود ہیں اول علی ابن حسین مشہور بزرین العابدین ولادت  
 باسعادت انکی دو برس پیش از وفات امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے اور دو شنبہ نهم شعبان سال  
 شش و شست ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی تھی گندم رنگ لاغر بدن کوتاہ قد تھے اور بڑے عابد و متقی و خاشع و خائف  
 من اللہ القہار تھے یہاں تک کہ جب ضو کرنے کو بیٹھتے تو رنگ بشرف مبارک کا زور ہو جاتا تھا خوف خدا سے وہ بھارت  
 روز و شب میں پڑھتے تھے اور صدقہ پوشیدہ دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے صدقہ السرطانی غضب اللہ علی محمد بن سحاق  
 کہتے ہیں کہ مدینہ میں کسی شخص بلا معاش ظاہری خوش و خرم بصورت امراء ہا کرتے تھے اور کوئی انکی بسر و وفات سے  
 واقف نہ تھا جبکہ علی ابن حسین نے وفات پائی تو وہ لوگ محتاج و بے مایہ ہو گئے آخر کار دریافت ہوا کہ آنجناب  
 وقت شب خفیہ آنکو خرچ پہنچاتے تھے اُس سے بسر و وفات بخوشی و خرمی کرتے تھے اور نقش خاتم آنجناب و توفیق  
 الا بافتہ اور استقامت و صبر کا یہ مرتبہ تھا کہ ایک مہینہ نماز پڑھتے تھے اُسی حال میں ایک بیٹا آپکا کنوین میں گر پڑا  
 تو اہل مدینہ نے بڑا شور کیا اور ہر شکل تمام آنسو نکالا لیکن آنجناب خبر بھی نہ ہو جھٹھ نماز میں مشغول تھے اسی طرح پڑھتے رہے  
 اور اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تمکو دنیا کی مصیبت پہنچے یا فاقہ ہو یا کوئی امر اور کمزوری پیش آوے تو لازماً ہی  
 کہ وضو کرے واسطے نماز کے اور پڑھے چاہا و دجوت اور بعد سلام کے یا موضع کل شکوی یا سامع کل نحوی او یا شافی کل  
 بلوی یا عالم کل خفیہ و یا کاشف ماساء کل بلیۃ او عوکل عاوی من شتہ فاقۃ و منعت قوتہ و قلت حیلہ دعا و الغریب  
 اللہمی لا یجکشف ما ہو فیہ لا دانہ رحم الرحمن لا الہ الا انت سبحانک الی گیت من انطالمین میں اللہ اسکو بلائے نجات  
 اور حضرت امام علیہ السلام اکثر دعائیں فرماتے تھے اللہم اساکوت فاحسن فان عدت تعد علی اور آنجناب کے سوا  
 کوئی اولاد کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی باقی نہیں رہی تھی عمر آنجناب ستاون برس یا اٹھاون برس کی ہوئی  
 پچھلے کہتے ہیں کہ ولید ابن عبد الملک نے زہر دیا تھا اور جنبہ البقیع میں مدفون ہیں کہ زنی یا ریحہ الخلفاء و  
 آنجناب راہ اولی فی احوال الاول اور صحیح تاریخ وفات یہ ہجری میں ہوئی اور ترجمہ صدوق میں ہے

وہاں آنجناب  
 کے وقت میں  
 کوئی اور شخص  
 نہ تھا جس کا  
 حال معلوم ہو  
 سکے





اسی طرح سے قسم کھائی کہ اسی وقت مر گیا منصور نے کہا اے جعفر تو پاک ہو اُس سے جو تیری نسبت اسے کرتا تھا روایت ہے کہ ایک روز آنجناب مجلس منصور عباس میں جلوہ فرما تھے اور کھدیان بار بار اُسکے منہ پر پڑھتی تھیں منصور نے کہا یا ابا عبد اللہ مگر کو اللہ نے کیوں پیدا کیا ہے فرمایا کہ ذلیل کریں جباروں اور متکبروں کو منصور نے سکوت کیا روایت ہے کہ مسمیٰ ناقہ غلام آزاد اپنے سے فرمایا کہ جب کسی کو رقعہ یا خط بنا کر حاجت لکھنا منظور ہو تو قلم غیر مرداد سے اُسکے سر پر لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم وعدہ اللہ الصابرين المخرج مما لکم من و الرزق حیث لا یحسبون اللہ و اباکم من الذین لا خوف علیہم لایسخر لہن پس تیری حاجت روا ہوگی ناقہ کہتے ہیں کہ میں اسی طرح کرتا ہوں میری حاجت رد ہوتی رہی انقضیٰ کہ مات آنجناب بیٹھ حصر سے خارج ہیں اگر زمانہ فرصت دیکھا تو بطور نمونہ رسالہ علیحدہ میں لکھو نگا عمر شریف اڑتھ برس کی ہوئی و زوفا یک چہل و شہت ہجری تھی اور روز دوشنبہ ماہ رجب خواہ سوال تھا جنتہ البقیع میں اپنے اب وجد کے پاس مدفون ہوئے بعض کہتے ہیں کہ زمانہ منصور میں زیر دیے گئے اور عقباً یک بیٹی اور چھ نفر اولاد کو چھوڑی چٹارم المتصدق الصائم الامام موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہما ولادت انکی موضع ابوالین کہ میان مکہ و مدینہ واقع ہے بروز یکشنبہ ہوئی اور وقت تولد سال ہجری ایک سو اٹھائیس تھے والدہ شریفہ انکی ام ولد حمیدہ بریہ تھیں اور کنیت آنجناب ابوالحسین و ابو ابراہیم معتدل القامہ اسم اللون تھے اور نقش خاتم الملک اللہ و حدیہ حضرت ولی کامل صاحب مناقب فخرہ اور قائم اللیل صائم النہارتھے اور حلیم ایسے تھے کہ نام مبارک کاظم ہو گیا تھا اہل عراق آپکو باب الحوائج کہتے تھے اس سبب سے کہ جس کسی نے آنجناب سے توسل چاہا اپنے مقصود کو پہونچا اور بعد وفات بھی فرار مبارک باب الحوائج ہے چنانچہ امام شافعی سے منقول ہے کہ قبر امام موسیٰ کاظم پر اسے اجابت دعا تریا ق مجرب کا حکم رکھتی ہے روایت کہ ایک مرتبہ ہارون رشید نے کہا کہ تم کس طرح کہتے ہو کہ ہم اولاد و ذریعہ رسول اللہ ہیں حالانکہ تم اولاد علی ابن ابیطالب ہو اُسوقت امام نے فرمایا قال اللہ تعالیٰ و من ذریعہ داؤد و سلیمان الی قولہ و علیہ السلام حالانکہ عیسیٰ کے باپ تھا اور ذریعہ ابراہیم میں خدا نے شمار کیا پھر یہ آیت پڑھی فمن جاک فیہ من بعد ما جاک من العلم فقل یقینا نذرع ابناؤنا و ابنائکم و نساؤنا و نساؤکم الی آخرہ اور فرمایا اے ہارون تو جانتا ہے کہ وقت میا بلد سوا سے علی حسن حسین و فاطمہ کے اور کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ نے نہیں بلایا پس اسی آیت سے حسین علیہما السلام ولادہ لول اللہ ہو اویں اولاد امام حسین سے ہوں آخر ہارون نساکت ہو گیا اور ابن جوزی نے شقیق بنی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں سال کیسٹ چل و نہ ہجری میں نابرج بیت اللہ شریف جاتا تھا جب قیام میں پہونچا تو ایک درگوشہ گزین یعنی آدمیوں سے جدا بیٹھا ہوا نظر پڑا میرے دل میں خطرہ آیا کہ یہ شخص صوفیہ سے ہو گا چاہتا ہے کہ لوگوں کو اپنے دام فریب میں بھانسون سو میں جا کر اسکو سرزنش کروں کہ یہاں سے چلا جائے جب اسکو قریب گیا تو ہنوز میں نہ بولا تھا کہ اُسے مجھے فرمایا اے شقیق تو نے یہ آیت سنی ہے اجتنبوا کثیرا من انظر ان بعض انظر انتم

اُسی وقت میں نے پہچان لیا کہ امام ہیں اور چاہا کہ عذر کروں وہ حضرت غائب ہو گئے اور پھر مجھ کو نہ ملے مگر موضع قفس  
دوسری منزل میں نماز پڑھتے ہوئے نظر آئے اور حال یہ تھا کہ تمام اعضا و جوارح انکے مضطرب و مضطرب تھے اور گھول  
آنسو جاری تھے مجھ کا عذر خواہ سمجھ کر نماز سبک فرمائی اور یہ آیت پڑھی: وَأَنزِلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ لَمَن بَابَ الٰہِ آخر بعد اُسکے موضع  
بر بالہ میں ایک چاہ پر کھڑے تھے اور سبب یہ تھا کہ چھگل جسکو ابرق و رکوہ کہتے ہیں گر گیا تھا اُسکو مکان نما منظر تھا  
آخر دعا فرمائی تو آب چاہ لب چاہ اُگیا آنجناب نے رکوہ لیا اور وضو فرما کر چار رکعت نماز ادا فرمائی بعد اُسکے اُسی  
مقام میں قریب تر ایک تودہ ریگ تھا وہاں تشریف لے گئے اور قدرے رُک لیکر اُسی چھگل میں ڈالی اور نوش  
فرمائے یعنی کما کہ حضرت اس میں سے مجھ کو بھی غنایت فرماؤ مجھ کو بھی عطا کیا میں نے کھایا تو مستولفتح سین مملہ  
و تشدید فوانیہ شکر میں ملے ہوئے تھے اور میں اُس سے سیر ہو گیا ایسا کہ چند روز مجھ کو میل جانب طعام و شراب نہوا  
بعد اُسکے پھر ملاقات نہوئی مگر بیت اللہ میں کہ وہاں ہمراہ انکے خادمون و غلامون کی فوج تھی نقل ہو کہ جب  
ہارون رشید بیت اللہ میں آیا تو بعض کو تہ اندیشون نے حضرت امام کی غمانی و بدگوئی کی اور کہا کہ اُنکے واسطے  
ہر جگہ سے تحفے و ہدایا از قسم لباس نقد پیش کیا کرتے ہیں اور بیت لوگ انکے معتقد ہیں اور اسی سبب یہ متول  
حاصل ہوا کہ تیس ہزار دینار طلا کافی الحال اسباب خرید ہوا ہارون رشید نے حضرت کو گرفتار کیا اور علی بن جعفر  
بن منظور والی بصرہ کے پاس بھیجا اُس نے ایک برس قید رکھا بعد ازاں ہارون رشید نے والی بصرہ کو ایک خط  
در باب قتل امام علیہ السلام کے بھیجا اُس نے جواب میں انکار لکھا اور لکھ دیا کہ اور کسی کو بیان روانہ کرنا کہ میں امام کو  
اُنکے سپرد کروں ورنہ میں چھوڑے دیتا ہوں چنانچہ ہارون نے سدی بن ہاشم کو بھیجا کہ والی بصرہ نے امام کو  
اُس ملعون کے سپرد کر دیا اُس ناپاک نے آنجناب کو زہر کھلایا کہ تیسرے دن وفات ہوئی کذا فی اخبار الدول اور  
مسعودی نے روایت کی ہے کہ حالت جسد امام میں ہارون نے خواب دیکھا کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ایک حربہ ہستیا  
میں بے ہوئے تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اگر کاظم کو نہ چھوڑیگا تو اسی حربہ سے قتل کرونگا ہارون خوفناک جاگا  
اور اُسی وقت اہل کلمہ لکھا اور تینس ہزار درہم نذر بھیجے اور عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے چاہیے یہاں تشریف رکھیے اور  
چاہیے مدینہ میں جب حضرت امام اُسکی مجلس میں تشریف لائے تو اُس نے التماس کیا کہ یا امام تمہاری نسبت میں نے  
شب کو ایک معاویہ عیب دیکھا اُسکے شر سے مجھے آکا و فرماؤ آنجناب نے فرمایا کہ میں نے شب کو جناب سول خد صلعم کو  
خواب میں دیکھا اور حضرت نے چند کلمے مجھ کو تعلیم کیے ہنوز انکے پڑھنے سے فایز ہوا تھا کہ تو نے خلاصی کا حکم دیا  
اور بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰ ابن مہدی نے جسکا لقب ہادی تھا حضرت امام موسیٰ کاظم کو ابتدا سے حال میں قید کیا  
تو اُس نے جناب میر المؤمنین علی مرتضیٰ شیر خدا کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں بل مستم ان تولیم ان تقصد وافی الارض  
و تقطعوا الارحام کلم یعنی آیا تو قہر سے کہ جب حاکم ہو تو خدا کو روز میں میں اور قطع رحم کرو چنانچہ ہادی نے بعد

بیداری فی القبر رکھا پھر زمانہ بارون رشید میں یہ معاملہ ہوا کہ اُسے حضرت امام کو کعبہ کے نزدیک جلوہ فرما  
دیکھا اور کہا تم پوشیدہ لوگوں سے بیعت لیتے ہو فرمایا میں امام قلوب ہوں اور تو امام اجسام بعد اُسکے اُنکو  
لیکھ دینے منورہ میں آیا جب وضہ مبارک حضرت سر در کائنات صلعم پر گیا تو بارون نے کہا السلام علیک  
یا ابن عمی اور امام علیہ السلام نے کہا السلام علیک یا ابی اس کلام سے وہ برہم ہوا اور بغداد میں لجا کر قید کیا  
بیان تک کہ وفات ہوئی گذشتہ فی البراہین القاطعہ میں کہتا ہوں کہ طاہر اس حکایت کا باہم منافات رکھتا ہے  
انہم الا ان یحل علی تعدد الجہس بالجہ عمیر شریف پچپن برس کی ویرایتے پینستھ برس کی ہوئی اور سال پہری  
ایک سو ترشہ تھی اور تاریخ وفات پانچویں رجب روز جمعہ ہوا اخبار اللہ میں ہے کہ جس دن آنجناب کی وفات ہوئی تو  
بارون رشید نے حکم دیا کہ غش مبارک کو بغداد کے پل پر لجا کر رکھو اور منادی کر اؤ کہ یہ موسیٰ ابن جعفر جو جسکو  
روفض گمان کرتے ہیں کہ وہ نہیں مر اب دیکھ رکھو کہ وہ مر گیا ہے بعد اُسکے جانب غربی بغداد منقار قریش میں  
دفن کر دیا چنانچہ ویسا ہی ہوا اور آنجناب نے سینتیس نفر اولاد و کور اور بائیس اثاث عقب چھوڑے اور چودہ نفر  
کو برے نسل باقی رہی فرار شریف مدینہ السلام بغداد میں فی الحال مرجع خاص و عام ہے اور وہ اس مقام پر  
نہایت جلد قبول ہوتی ہے پچیس امام ابو الحسن علی رضا ابن موسیٰ کاظم ولادت انکی مدینہ منورہ میں ہوئی  
گیا رخصون ربیع الاول روز پینستھ نزدیک بعضے اور حضرت امام باقی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ولادت حضرت امام  
علی رضا علیہ السلام بروز جمعہ بعض شہور سال ایک سو ترشہ مدینہ میں ہوئی اور بعضے کہتے ہیں ساتویں شوال بعضے  
آٹھویں اور بعضے ششم سال ایک سو کاؤل اور وفات پنجم و سچو وغنہ بعض تیرھویں ذیقعدہ اور بعضے آخر یوم باہ صفر  
سال دوسو و مدینہ طوس میں ہوئی اور مامون رشید نے نماز جنازہ پڑھی اور قبر بارون رشید سے ملحق دفن کیا  
انتہی اور شواہد النبوة میں لکھا ہے کہ وفات ولایت طوس قریہ سنایا دار سناقی قوتقان اور قبہ بارون رشید میں  
مدفون ہوئے کہ سر اسے حمید بن محببہ الطائی ہر عمر شریف پچپن برس کی ہوئی والدہ انکی ام ولد کنیم حبشیہ  
تھیں اسی سبب سے آنجناب با سود اللون تھے اور بڑے عالم زاہد متقی ولی کامل قلیل النوم کثیر الصوم ایام زیستان  
میں فرش خواب بویا اور تابستان میں بستر استراحت کھال حیوان بے سمعہ دریا تھا کنیت آنجناب ابو الحسن  
اور لقب ضی و زکی و صابر در رنج و محن نقش خاتم لاول و لا قوۃ الا باللہ چونکہ آنجناب جامع صفات کمال تھے  
لہذا مامون رشید عباسی نہایت تعظیم کرتا تھا حتیٰ کہ اُسے اپنا دارا دینا یا اور مملکت میں سہیتم شریک گردانا  
بلکہ امور خلافت آنجناب کے تفویض کیے اور دوسو ایک ہجری میں اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھا کہ امام علی رضا  
ولی عہد میرے ہیں اور اسپر گواہ بیان کرائیں مگر حضرت امام علیہ السلام نے قبل مامون رشید کے وفات پائی  
اور مامون رشید کو کمال تا سب و افسوس ہوا نقل ہے کہ حضرت امام نے قبل از موت خبر دی تھی کہ انکو روانہ



زہر مفلووسہ وفات میری ہوگی ویسا ہی واقع ہوا حضرت معرفت کرنی استاد خواجہ سری سطلی انھیں کے ہاتھ پر اسلام لائے ہیں اور تاریخ نیشاپوری میں لکھا ہے کہ جب حضرت علی رضا علیہ السلام نیشاپور سے تشریف لے چلے تو ایک خلق کثیر بنا برزیا رت نکلی اور آنجناب بسبب گرمی آفتاب کے ایک مقنعہ سر پر ڈالے روئے مبارک چھپائے دست پر سوار جاتے تھے کوئی شخص چہرہ پر نور انکا دیکھ نہ پاتا تھا اس عرصہ میں اکابر شہر ہمجو بودرہ رازی و محمد بن اسلم طوسی ایک جماعہ طلب کو لیکر دوڑے اور تمس ہوئے کہ روئے مبارک اپنا ہکمو دکھلائے اور کوئی حدیث روایت کی کہ بعد تکرار وجد کہ بسیار قبول فرمایا اور شتر سواری کو روکا اور غلاموں سے پردہ چہرہ مبارک سے اٹھو اگر ارشاد کیا کہ خبر دی مجھ کو میرے باپ موسیٰ کاظم نے اپنے باپ جعفر صادق سے انھوں نے محمد باقر اپنے باپ سے انھوں نے اپنے باپ زین العابدین سے انھوں نے اپنے باپ حسین سے اور حسین نے علی مرتضیٰ بن ابیطالب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبر دی مجھ کو جبریل علیہ السلام نے کہ فرمایا رب العزت نے لا الہ الا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل حوضی و من داخل حوضی اس من عبد الی پس لزلان حضرت امام علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ پردہ ڈالو اور روئے ہو روایت ہو کہ جو لوگ قلم و دوات لاکر مستعد کتابت ہوئے اور لکھ لیا بیس ہزار مرد تھے اور حضرت نے پانچ نفر اولاد اور ایک خضر حقیق چھوڑی بخدا کے اجل اکرم اولاد محمد جو اد تھے ششم امام محمد بن علی الجواد ولادت انکی نو رمضان یا دسویں ربیع الثانی ایک ستونوے ہجری میں مدینہ باسکینہ میں واقع ہوئی والدہ انکی ام ولد تھیں سماتہ ریحانہ کنیت انکی ابو جعفر و لقب جواد و لقبی معتدل القامتہ و بیض اللون تھے اور نقش خاتم القدرۃ لکھ اللہ نے صغیر سن سے ذی علم و صاحب کرامات فرمایا تھا جب عمر شریف نو برس کی ہوئی تو ایک ورنکسی کوچہ میں کوچہ سے بچہ او سے کھڑے تھے اور لڑکے کھیل رہے تھے کہ مامون رشید خلیفہ بقصد شکار سوار ہو کر اُس کوچہ میں گذر اطفال بھاگے مگر امام جواد اسی مقام پر کھڑے رہے مامون نے نزدیک اگر بہت محبت سے پوچھا کہ ای میرے تو کس سبب سے لڑکوں کے ساتھ نہ بھاگا آنجناب نے بلاتال فرمایا کہ ای امیر المؤمنین راہ تنگ نہ تھی کہ میں وسیع کر دیتا اور ان گندگار نہ تھا کہ خوف کرتا اور میرا گمان تیرے ساتھ بخیر تھا مامون رشید فصاحت لسان و حسن بیان سے متعجب ہوا اور پوچھا تیرا نام کیا ہو اور تیرے باپ کا نام کیا فرمایا میرا نام محمد اور باپ کا علی رضا مامون نے کہا رحمت خدا کی تیرے باپ پر ہو بعد اُسکے بیرون شہر چلا گیا اور باز کو درگاہ پر چھوڑا وہ اُسکے ہاتھ نہ آیا مگر باز غایب ہو گیا بعد ایک ساعت کے اپنی منقار میں مچھلی خرد نیم جان دبائے ہوئے پھر آیا مامون کو سخت تعجب ہوا اور شکار گاہ سے مستعملانہ مرحمت فرما ہوا اور اُسی موقع پر آیا جہاں اطفال بازی کر رہے تھے دیکھا کہ اطفال محلہ لعب میں ہیں اور امام محمد جو اد علیہ السلام کھڑے ہیں مامون رشید قریب حاضر ہو کر کہنے لگا ای محمد میرے ہاتھ میں کیا ہے حضرت باہام غیب فرمایا کہ ای امیر المؤمنین خالق کبریا نے بحر قدرت میں مچھلیاں چھوٹی چھوٹی پیدا فرمائیں ہیں تاکہ باز آج

ملوک و خلفاء انکو شکار کر گزین اور اہل بیت پیغمبر کا امتحان لین مامون نے کہا بالیقین وبالحق امام علی رضی کا بیٹا ہوا اور اسی وقت اپنے ساتھ سوار کر کے لایا اور کمال تعلیم و توقیر سے رکھنے لگا اور حضرت امام کو زبردست علم و فہم میں ترقی ہوتی تھی اور مامون کا اعتقاد روز افزون ہوتا تھا آخر کار مامون نے چاہا کہ اپنی بیٹی ام الفضل سے انکا نکاح کر دن فرقہ عباسیہ نے منع کیا اس خیال سے کہ شاید انکو بھی مثل بیرونی عہد اپنا کرے اور اصل مانع و معارضہ بھی ابن اکثم تھا تب مامون خلیفہ نے کہا اگر تمکو انکے علم و فضل میں کچھ کلام ہو تو امتحان کر لو اور جس طرح چاہو بحث کرو عباسیوں نے اپنی طرف سے بھی ابن اکثم کو بنا بر منظرہ تجویز کیا اور اکثر عباسیہ جمع ہو کر مجلس خلیفہ میں حاضر ہوئے اور خلیفہ نے ایک فرس مکلف پر حضرت امام کو بٹھلایا آغاز بحث میں بھی ابن اکثم نے چند سوال کیے کہ انتخاب نے جواب معقول صحیح و درست دیے کہ مامون شید نہایت سرور ہو کر بولا حسنت حسنت پھر کہا اے اباجعفر تم بھی اگر یہی سے سوال کرو گو ایک ہی مسئلہ ہو تو میرے نزدیک بہتر ہو امام نے فرمایا اگر یہی کیا جواب ہو اس مسئلہ کا کہ ایک مرد نے ایک زن نامحرم کو وقت صبح بشتوت دیکھا اور جب آفتاب مریض ہو اتو وہ عورت اس پر حلال ہوئی اور ظہر کے وقت پھر حرام ہوئی اور عصر کے وقت حلال اور جب آفتاب غروب ہوا تو حلال تھی حرام ہوئی اور عشاء کے وقت حلال ہوئی اور نصف شب میں پھر حرام ہوئی اور جب صبح ہوئی حلال بھی نے بغور و تامل کہا میں نہیں جانتا ہوں امام نے فرمایا اگر یہی عورت شخص غیری کو بٹھاتی تھی کہ دیکھا اسکو بشتوت ایک اجنبی نے وقت صبح کہ بلاشبہ وہ نظر اس پر حرام تھی جب آفتاب بلند ہوا تو اسی شخص نے خریدار حلال ہوئی اور جب ظہر کا وقت آیا تو اُس نے آزاد کیا حرام ہوئی اور وقت عصر اُس سے نکاح کیا حلال ہو گئی اور وقت مغرب ظہر کیا حرام ہوئی اور وقت عشاء کفارہ ظہر ادا کیا حلال ہوئی پھر نصف شب کو طلاق رجعی دی حرام ہوئی اور صبح کو رجوع کی حلال ہوئی اسی وقت مامون رشید نے عباسیوں سے فرمایا تم نے علم و فضل انکا دیکھا اور اسی مجلس میں ام الفضل سے عقد کر دیا اور دونوں کو باعزاز و اکرام تمام روانہ مدینہ با سکیہ فرمایا کہ انتخاب مدت مدید وہاں رہے بعد اسکے عہد مستقیم مابعد میں کہ دو سو بیس ہجری تھی بغداد میں تشریف لائے اور آخر تین ہجری سال مذکور میں وفات پائی مقابر قریش میں خزانہ امام موسی کاظم کے قریب مدفون ہوئے عمر شریف اٹھاون برس کی ہوئی اور صحیح چھپن برس ہیں اور انکی اولاد میں چار فرزند دو پسر دو دختر بعضے کہتے ہیں کہ انکو بھی زہر دیا گیا تھا کہ زانی البرہین القاطعہ اور اخبار الدولہ میں ہے کہ عمر شریف نہایت کم ہوئی بایں ہمہ کرامات و خوارق عادات و معجزات ظاہر ہوئے ہفتم امام علی عسکری ابن محمد جواد ولادت با سعادت تیرہویں ربیعہ بردستہ نوین فی ہجری سال دوسم چار ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی والدہ شریفہ آنجناب ام ولد سمانہ تھیں اور کنیت ابو الحسن و لقب ہادی و متوکل اور نقش خاتم النبیین و جوہر منی من خلقتہ اور وجہ تسمیہ عسکری یہ ہوئی کہ موافق حکم متوکل باللہ عباسی کے مدینہ سے

دار سرمن رے قشرف لے گئے اور وہیں رہنے اور وہ شہر مشہور و معروف بمسکرتھا لہذا عسکری نام ہو گیا مناقب و  
 اوصاف آنجناب حد حصہ سے افزون ہیں آراجملہ سخاوت کا یہ مرتبہ تھا کہ ایک گنوار ساکن کو فہ آیا اور کہنے لگا کہ میں  
 محبان علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ہوں سو مجھ پر دین کثیر ہو کہ اُسکے آدھا جز ہوں سو اسے ذات پاک تمھاری کوئی ایسی  
 کہ اُس سے عرض حال کروں فرمایا دین کس قدر ہوئے کما دین ہزار درہم ہیں فرمایا کچھ اندیشہ نہ کرو ایک تک بہر خط خاص  
 اُسکو لکھ دیا اور کہدیا کہ مجلس عام میں اس تسک کو پیش کر کے مجھ پر دعویٰ کر گزرتھا شہداء غلطت و سختی کرنا چنانچہ اعرابی  
 اسی طرح دعویٰ رہا ہو آنجناب نے تین دن کی حملت چاہی اُسے قبول کیا آخر یہ خبر متوکل خلیفہ کو پہونچی اُسے تیس ہزار درہم  
 فی الفو بھیج دیے آنجناب نے مجمع درہم اُسی کو عنایت فرمائے سو وہ درہم لیے ہوئے پکارتا جاتا تھا اللہ اعلم حقیقت  
 یہ سب رسالت اور ترجمہ صواغ محرقہ میں بعض حفاظ سے روایت کی ہو کہ ایام حکومت متوکل عباس میں ایک عورت نے  
 کہا میں سیدانی ہوں متوکل نے کہا اس بات کی ہم تحقیق کرتے ہیں پھر اُسے باستصلاح بعض غلام و مجلس حضرت امام حسن  
 عسکری کو طلب کیا اور تخت پر اپنے پہلو میں بٹھا کر التماس کیا کہ آنجناب اس عورت سے کہ انکو سیدہ قرار دینی ہو سوال کیا  
 حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اولاد حسین علیہ السلام کا دوزخ دن پر حرام کیا ہو اگر عورت سچی ہو تو دوزخ دن کے پاس جائے  
 اُسے شکر کہا کہ میں اپنے دعویٰ میں جھوٹی ہوں پھر امام رخصت ہوئے بعد چند روز کے کئی عباسیوں نے خلیفہ سے کہا اسکا  
 امتحان کرنا چاہیے سو خلیفہ نے تین جانور دوزخ سے اپنے محل اقامت میں رہا کر اُسے اور امام حسن عسکری کو طلب کیا جب امام  
 داخل قصر امارت ہوئے تو دوزخ سے قدموس ہونے لگے اور حضرت اپنی آستین سے انکو مسح فرماتے تھے بعد اُسکے خلیفہ کے پاس  
 قشرف فرما ہوئے اور ایک ساعت و بان اجلاس فرما کر رخصت ہوئے تو پھر دوزخ سے اسی طرح پیش آئے حاضرین محاسنہ  
 متعجب ہوئے اور بعضوں نے متوکل خلیفہ سے التماس کیا کہ جس طرح تیرے بھائی عم زاد نے کیا ہو تو بھی تو کر اُسے کما تم لوگ  
 جھک کر قتل کر لیا چاہتے ہو ورنہ شاک کیا کہ اس راز کو کسی سے ظاہر کرنا نہ چاہیے اور بعضے اس قصہ کو امام علی رضی اللہ عنہ سے نسبت  
 کرتے ہیں لیکن یہ امر خلاف صواب ہو کیونکہ جناب موصوف عہد مامون رشید میں وفات پانچکے تھے چنانچہ مسعودی نے  
 لکھا ہو نسبت اس کربت کے حسن عسکری سے صواب صحیح ہو عمر شریف چالیس برس کی ہوئی سال ہجری وقت وفات  
 بروایت دوسو چھپن و بروایت دوسو چھون تھے اور روز و شنبہ ماہ جمادی الثانی تھا دار سرمن رے میں مدفون ہیں  
 اور چار ہسپارہ ایک خضر عقب چھوڑی بیستم امام ابو محمد حسن خالص ابن علی العسکری رضی اللہ عنہ ولادت باسعادت  
 انکی ماہ ربیع الثانی سال دوسو بتیس ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی والدہ انکی ام ولد سوسن تھیں اور کنیت ابو محمد و بعض  
 و نقش خاتم سبحان من لدن تعالید السموات والارض اور معتدل القامۃ واللون تھے روایت ہو کہ ایام ترکین آنجناب  
 گریہ فرماتے تھے اور اطفال محلہ لعبے لہو میں مشغول تھے اُس حال میں بہلول دانا آگے انکو گمان ہوا کہ حسن خالص  
 اُس خیر کے واسطے روتے ہیں جو کہ اور لوگوں کے ہاتھ میں ہو سو عرض کیا کہ اگر انکو اس چیز کی خواہش تو میں بخیر دیکھوں

۴۰۰  
 فی الفو بھیج دیے  
 آنجناب نے مجمع درہم  
 اُسی کو عنایت فرمائے  
 سو وہ درہم لیے ہوئے  
 پکارتا جاتا تھا  
 اللہ اعلم حقیقت



تاکہ اس سے آنجناب کھیلین فرمایا یا قلیل العقل للالعجب خلقنا بملول نے کہا بچہ کیلئے یہ کیا ہے فرمایا للعلم والعبادۃ اس  
 کہ اس قول پر دلیل کیا ہے کہ اس بچہ تم ناما خلقنا کم عبثا و انکم الیئنا لاترجون بملول نے التماس کیا کہ مجھ کو نصیحت فرما تو جواباً  
 نے بیات چند تفسیر معطفت ففصل سطح پڑھے اور خود ہی بیہوش ہو گئے جب بیہوش میں آئے تو بملول نے کہا ابھی تو آپ  
 معصوم ہیں و جب بیہوشی کی کیا ہوئی فرمایا کہ اسے بملول میں نے دیکھا کہ والدہ میری آگ جلاتی تھیں اور وہ افروختہ  
 نہوتی تھی مگر چھوٹی چھوٹی لکڑیوں سے اس سے مجھ کو خوف و ترس لاحق ہوا کہ مبادا میری کوچک و دوزخ کا مجھے بنا و میں  
 کذا فی البرہین القاطعہ اور اخبار الدول میں یہ کہ سرزن اسے میں قحط کا غلبہ ہوا عقیدہ بالندہ اس پر توکل باللہ نے لوگوں سے  
 دعاے استسقا کرائی تین دن متواتر دعا کی گئی پھر پانی نہ برس ساجد از اجماعت نصاریٰ کہ وہاں یہی تھی استسقا کو نکالیں  
 ایک درویش تھا جس وقت وہ اپنا ہاتھ بنا بر دعا دراز کرتا تھا پانی برسنے لگتا تھا دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا تو بعض  
 ضعیف الایمان شک میں پڑے اور بعض دین اسلام سے مرتد ہو گئے مستعد باللہ کو سخت تر دہوا آخر کار اسے جنا  
 حسن خالص کو طلب کئے کہ کمال اپنے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم کی ائمت کو سنبھالو کہ مرتد ہوئی جاتی ہو حضرت امام  
 علیہ السلام نے فرمایا اطمینان رکھ علی الصباح انشاء اللہ رفع شک کیا جاوے گا اور کمال بھیجا کہ میرے یاروں کو قید سے  
 چھوڑ دے خلیفہ نے اسی دم سب کو رہا کیا اور صبح کو امام حسن خالص مع اپنے توابع کے میدان استسقا میں رونق  
 ہوئے اور نصاریٰ مع اپنے راہب کے آئے اور راہب نے بطریق معهود اپنا ہاتھ جانب آسمان دراز کیا اور آیا  
 امام نے فرمایا کہ اس راہب کا ہاتھ بڑا اور جو کچھ اسکے ہاتھ میں ہے لگے میرے رو برو لاؤ جب اس طرح کیا تو اسکے ہاتھ  
 میں ایک استخوان انسان اٹھکھین میں بی ہوئی مٹھی بعد اسکے اس درویش سے فرمایا کہ اب اسے جیٹتے ہو دعا لاٹھکے ابرقائب ہو گیا قاضی  
 و شاہدین حاضرین خلیفہ سخت متعجب ہوئے اور پوچھنے لگے یہ کیا معاملہ تھا فرمایا کہ یہ بڑی کسی پیمبری ہوا اس شخص کے ہاتھ لگائی  
 دستور یہ ہے کہ جب استخوان جلیل انسان کسی نبی علیہ السلام کے زیر آسمان کھلتی ہو تو پانی برتا ہو استخوان کو کو چنانچہ خلیفہ نے استخوان  
 اور شک و شبہ جو کہ قلوب مردم میں پڑ گیا تھا رفع ہو گیا اور وہ درویش انبیان ہوا اور حضرت نے اس بڑی کو کفنا کر دفن کر لیا اور  
 خلیفہ نے حضرت امام کو باعزاز و اکرام و مائدہ دولت خاندان کیا اور تازان حیات عطا یا و انعام بطور یدایا و مذبح تیار را عترت تبارک  
 کی ہوئی اور وقت وفات سال ہجری دو سو اٹھ یا ساٹھ تھے اور ماہ ربیع الاول تھا دار سرزمین نبی و الذکر گوار کیا میں فوج  
 اور اولاد جناب سوا سے ابوالقاسم محمد حجت کے کوئی اور نہ تھی اور چونکہ عمر شریف بہت قلیل ہوئی اس سبب سے  
 مناقب و آثار آنجناب خلق میں کم ظاہر ہوئے تھے امام القاسم محمد الممدی ابن حسن الخالص رضی اللہ عنہما یہ حضرت  
 امام دوازدهم امیر الہدیت سے ہیں والدہ انکی سماء حرم سال ولد تھیں ولادت انکی شب جمعہ پندرہ حورین  
 سال دو سو پچپن ہجری میں ہوئی اور شواہر النبوة میں یہ کہ نسبت سوم رمضان سال دو صد و پنجاہ و ہشت ہجری  
 سردار سرزمین پیدا ہوئے اور القاب انکے مشہور نزاد امیہ ممدی حجت قائم و منتظر و صاحب الزمان

و خاتم امتیاعش برین وقت موت پر عالمہ مقدار پانچ برس کے تھے کہ خدا نے تعالیٰ نے اسی عمر میں آپ کو حکمت عطا فرمائی تھی بعضہ کہتے ہیں کہ سرور ہر سن راسخ میں غائب ہو گئے و بقول ردائض ممدی آخر الزمان ہرین چنانچہ جہورانیہ و کبانیہ قائل ہیں کہ ممدی صاحب الزمان زندہ و موجود ہیں لیکن دشمنوں کے خوف سے مخفی ہیں بلکہ بغداد شریف کے شیعوں کی یہ عادت تھی کہ ہر جمعہ کو ایک گھوڑا طیار کر کے سرور پر چلتے تھے اور پکار پکار کر کہتے تھے ممدی ممدی جب سلطان سلیمان ابن عثمان بغداد شریف پرستولی ہوا تو اس نے اس فعل کو بند کر دیا لکن فی اخبار الدولہ اور سبب اس عقیدہ باطلہ کا امامیہ و کبانیہ کے نزدیک یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ پر نصب امام ہر عصر میں واجب و لازم ہے اور امام معصوم ہونا چاہیے مگر یہ دونوں مقدمہ باطل ہیں لکما صرح بذلک علماء زمانہ فی محکمہ اور عجیب تماشہ ہے کہ بعد اذعان و اقرار اس امر کے کہ ممدی صاحب الزمان پوشیدہ ہیں تاہم کمال اختلاف رکھتے ہیں چنانچہ ثنائیہ کہتے ہیں کہ ممدی محمد ابن حسن عسکری ہیں کہ غائب ہو گئے بحالت طفلی مگر اور لوگ اس قول سے منکر ہیں بعضہ کہتے ہیں کہ عسکری لادولہ تھے کیونکہ جعفر ان کے بھائی نے میراث لی اور بعضہ کہتے ہیں کہ عسکری کے ایک بیٹا محمد ہوا تھا وہ مکیا اور شبکی نے جہور روضہ سے روایت کی ہے کہ بعضہ براہ نقشب حسن عسکری کی اولاد ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہایت جعفر نے میراث لی اور ایسی بات ہے جعفر کو کذاب کہتے ہیں حاصل کلام یہ کہ امامیہ اس بات میں تین فرقے متفرق ہو گئے ہیں اور کبانیہ کہتے ہیں کہ ممدی موجود محمد ابن خفیعہ ہیں اور اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ اسماعیل ابن جعفر ہیں اور بعضہ کہتے ہیں کہ محمد ابن اسماعیل ابن جعفر ہیں اور بعضہ امامیہ کہتے ہیں کہ ممدی محمد ابن علی الباقری ہیں اور بعضہ جعفر صادق کو کہتے ہیں اور بعضہ موسیٰ کاظم کو اور بعضہ محمد ابن حسن بنی ابن حسن مجتبیٰ کو ممدی کہتے ہیں اور ایک فرقہ شیعہ قائل ہے کہ ممدی بابو القاسم محمد ابن علی بن حسین ہیں کہ معتمد باللہ نے ایک برس ان کو قید کر رکھا پڑ دیا تھا خواہ شیعہ دیوار کو دور کمال لائے تھے پھر وہ غائب ہو گئے اور ایک فرقہ کہتا ہے کہ محمد ابن عبد اللہ ابن حسین ہیں اور ایک فرقہ قائل ہے کہ جلی ابن عمر ممدی آخر الزمان ہیں کہ ابن علی ابن حسین کے پوتوں میں تھے لکن فی اسیف السلول او حقیقت حال ممدی آخر الزمان علیہ و علی آباء القہنہ والسلام کی واقعہ علم بحقیقۃ الحال کتب حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ سلم ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و تہذیب و غیرہ ائمہ حدیث روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلا اللہ علیہ وسلم نے ممدی میری عمرت سے ہوگا اولاد فاطمہ سے اور محمد ابن عبد اللہ نام ہوگا اور مال کو رات پر قسم کہ مجھ کو اور قلوب آدمیوں کو مستفی کر دیا اور روایت حاکم میں ہے کہ تھو برس یا سات برس یا آٹھ برس یا نو برس آدمیوں میں رہے گا اور طبرانی کی ایک روایت میں بیس برس ہیں اور ابو نعیم نے تروا کی ہے کہ ممدی پوسنہ دندان کشادہ پیشانی ہوگا و روایت ربانی چہرہ او سکمانند کوب درخندہ ہوگا اور حاکم نے بیجو مردم عرب اور ہر دو چشم چم چشم اسرہلیان اور کیم حدیث نے خبر کیا ہے اس بات پر کہ احادیث جو تصریح دلالت کرتی ہیں کہ ممدی اولاد فاطمہ سے ہونگے صحیح الاسناد ہیں اور احادیث سے اور طبرانی کہ ممدی قبل نبی علیہ السلام کہ ہو

اور ابو حسین آمدی کہتے ہیں کہ بتواتر ثابت ہو کہ مہدی خروج کرینگے اور اہلبیت حضرت صلعم سے ہونگے اور سات برس خلافت کرینگے اور روئے زمین کو عدل و انصاف سے بھرینگے اور قتل و جہال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اعانت و مدد کرینگے اور اس ائمت کی امامت فرماوینگے اور حضرت عیسیٰ مقتدی ہونگے انتہی قول اور ابو داؤد نے اپنے سنن میں روایت کیا ہے کہ مہدی اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام سے ہونگے اسلئے کہ آنجناب نے براہ شفقت و رحمت ائمت مرحومہ پر ترک خلافت فرمائی تھی فائدہ حضرت امام مہدی خاتم الخلفاء الراشدین اولاد حضرت سبط اکبر امام حسن علیہ السلام سے ہونگے اس میں دوسرے میں ایک یہ کہ حضرت ابراہیم کے دو بیٹے ایک اسمعیل فرزند کبر اور دوسرے حضرت اسحق خلف انصاری اولاد حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ہونگے اور اولاد اکبر سے حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سبط انصاری کی اولاد میں اور آئمہ اطہر ہونے خاتم الانبیاء امام مہدی سبط اکبر کی اولاد میں ہونے دوسرے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے حسبہ بنت نبار خاتمت ائمت جدا بعد خوزیری و مقتول سے خلافت چھوڑ دیا تھا اسکے صلہ میں خاتم الخلفاء کو پیکار کیا کہ تمام روئے زمین کے بادشاہ ہونگے اور رفاہ ائمت محمدیہ علی جہا السلام آنکے عہد میں علی وجہ الکمال ظہور میں آوے گی اور یہ روایت کہ اولاد حسین علیہ السلام سے ہونگے وہی اور خودی کہ ان فی البیروین القاطنہ فی ترجمۃ اصواعق الحرقة اور اخبار الدولہ بن البوصیر عبد اللہ سے روایت ہو کہ خروج نہ کرینگے یہی مگر طاق سال میں یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات یا نوین اور ظہور کجاہ و شنبہ عاشقہ محرم ماہین تکریم و مقام کے ہوگا ایک شخص سانسے کھڑے ہو کر پکارے گا البیتہ البیتہ کثر لوگ بیعت کرینگے اور اللہ تعالیٰ زمین کو عدل سے پر کرے گا پھر مکہ معظمہ سے کوفہ میں تشریف لادینگے و ہذا القول ضعیف جدا اس واسطے کہ تاریخ ظہور میں کوئی حدیث پائی نہیں جاتی ہے اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے قول سے بھی خلاف ہو کہ چونکہ آنجناب فرماتے ہیں کہ مولد مہدی مرثیہ ہوگا لہذا رواہ ابو داؤد و فی السنن و شیخ الکبریٰ الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات میں فرماتے ہیں کہ مہدی آخر الزمان عسرت رسول اولاد فاطمہ سے ہونگے اور تین سو ساٹھ رجال اللہ کامل آنکے ہمراہ ہونگے فائدہ امام شافعی رحمۃ اللہ فرضیت محبت الہیت کی ایک بیت میں تصریح فرمائی ہے یا الہیت رسول اللہ حکمہ فرض من اللہ فی القرآن اور علامہ بیہقی اور بغوی نے ازوم محبت الہیت پر تصریح کی ہے اور طبرانی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بعد واقعہ کربلا آنجناب کو اسیر کر کے جانب شام پہنچے تو ایک شخص نے اخلاص شام سے حوالی شہر میں ملاقات کی کہ کہہا اللہ خدا سے تعالیٰ نے تم لوگوں کے قتل ہو جانے سے دفع فتنہ کر دیا امام زین العابدین نے فرمایا تو نہیں جانتے تھے قل لا اسئلكم علیہ اجر الا اللہودہ فی القربی آئسے کہ اس آیت میں قرنی سے مراد تم لوگ ہو فرمایا نعم اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ محبت الہیت کی مومنوں پر فرض عین ہے اور احادیث میں سے وجوب محبت و تحریک بغض و عداوت الہیت نبوت با حسن وجہ ثابت ہے اور ہمارے اسلاف یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین تعظیم و توقیر و محبت و لغت جی طرح





مسلمان دین کی باتوں سے واقف ہوں یا کہ پیغمبروں کے قصے و حکایتیں صحیح صحیح جس سے خلق اللہ شکر و غیرت پر کھڑے  
تیسرا نیک بلیا کہ اسکے باعث سے بہت کو ثواب ملتا ہے سو فقیر بے بضاعت نے مطلب حدیث شریف پہنچا کہ  
موت ہر دم سر پر کھڑی ہو یا نہ ہو کہین کی راہ سے آدمی بے نام و نشان مرجاں میں نہ لے جائے جو ہر دم کے اسکی فکر جلدی  
کرے اگر دنیا کا کچھ مقدور ہو تو اسکے موافق صدقات جاریہ کی تدبیر کرے اور اگر علم ہو تو اسکے باقی رہنے کی سبیل کرے  
اور اگر اولاد ہو تو انکو علم دین تعلیم کرے اور بری صحبت اور برے کاموں سے بچا دے تاکہ بعد موت انکی دعا سے فائدہ  
اٹھائے اور یہ بھی معلوم ہو کہ مردہ حقیقت میں وہ ہی ہے جس کا نشان پیک بعد موت کے نہ رہے سو اللہ تعالیٰ نے  
اپنی عنایت و فضل سے دو نکتہ جگر نور العین سعادتمند انبی سولوی محمد حسن و سولوی محمد حسن علی علیہما السلام لایزال سچا  
محند احسن عین شباب میں عطا کیے کہ انشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ بدو شعور سے طبل گزیرہ انکی تحصیل علوم و فیہ پر  
وا ذہان صافیہ انکے اکتساب اخلاق حسنہ برائے مل و ملز خود بہدایت ازلیہ بری محبت اور برکات میں سے متصف ہو کر کمال میں  
اور کوئی رفیقہ و قائل متابعت والدین بفضل ازیدی انکے فروگزاشت نہیں ہوتا و ذلک بفضل اللہ تعالیٰ لیس لیس اللہ تعالیٰ علیہم السلام  
فی عمرہ و جملہ جمہور میں فی قلوب المؤمنین و اکثر مالک و اولاد ہوا و بارک فیما احلیتہما و اجلیتہما و ارشالی و لابی و جدی بالنبی و آلہ  
یا اکی میں اس نعمت غیر مترقبہ کا شکر نہ زبان سے بھی ادا نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ میں مالائق و گنہگار تھا تو نے مجھے  
برکار کو ایسی اولاد و صالح و برتریز کار با علم و ہنر و ہنلاق حسنہ عینیت فانی تو کے شکر کرنے کو زبان کمان پاؤں پس ایک بات یہ  
ہوئی کہ اس سے انشاء اللہ تعالیٰ بعد موت مجھکو امید ثواب ہوا و دوسری بیات علمی تھی سو کہ کتاب ہو کہ محض نیا فائدہ خلق اللہ  
تالیف کی ہوا و ابستہ تالیف کی بروز جمعہ بیست ششم ذی حجہ سنہ بارہ سو اٹھ سو چھی میں کی گئی اور بروز جمعہ  
تاریخ پچیسویں رمضان المبارک سنہ بارہ سو اٹھ سو تین سوید سے تمام ہوئی اور بروز شنبہ تاریخ پچیسویں محرم احرام سنہ  
بارہ سو اٹھ سو چھی میں صاف ہوئی پس باقی رہی تیسری بات یعنی صدقہ جاریہ کہ موقوف مال دیا ہے سو اب تک خداوند  
نے اسقدر استطاعت عطا نہیں فرمائی کہ موافق حدیث خیر الانام علیہ التحدید و السلام بسرچشم و طبیب خاطر عمل کرتا  
مگر ارادہ و نیت خالص انشاء اللہ تعالیٰ رکھتا ہوں اگر دنیا کا مال ایک وصات اللہ نے دیا اور ارادہ کو دل میں قائم کیا  
تو اسکے اجرا میں بھی خالصاً و مخلصاً قصور نہ ہوگا الہی بحق ذات پاک سلطان سربر لاک سرور اضیاء خاتم الانبیاء علیہ السلام  
احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بحر جمعہ پچیسویں ان علیہ السلام میرے گناہوں سے درگزر فرما اور اس کتاب کو مقبول قلم  
بندگان کردی اور نظر عیب بینوں کو نہ بین فرما شہان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علیہم علیہم السلام و الحمد للہ رب العالمین  
وصلی اللہ علی خلیفہ محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہم جمعین برکتک یا رحمہم الرحمن الرحمن جلال آخر کلامی اشہد ان لا الہ الا اللہ  
و اشہد ان محمد رسول اللہ آمین یا رب العالمین آمین فقط

استفتا از مرد اہل اسلام قصہ میں اپنی بخت مولوی ابو الحسن عاویٰ کمال میں پوری سلمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال اگر کوئی شخص سنانوں پر یہ بات کہ ترتیب قرآن شریف کی جو اصحاب مولیٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہو ناقص ہو کیونکہ نزول آیات متفرق ہوتا تھا صحابہ نے اس کے مفہوم کو نہیں سمجھا اور غلط ترتیب دیا یا یہ کہ اگر اس ترتیب میں عین ہوتا کہ جو اس وقت سے عمارت کھتی ہو وہ سب ایک جگہ پر موقوف نہ ہوتیں تو صحیح درست جاتا اور پس یہ بھی کہ کچھ خداوند تعالیٰ نے حکم دیا کہ تو اس ترتیب کو قرآن کے مشورہ کرنا کہ جسطرح قرآن لوح محفوظ میں ہر مرتبہ جلے سو میں اس کی ترتیب میں کو شمشیر کے تار میں چنانچہ اکثر معتمدین اہل اسلام کی رائے سن کر گھبرا گیا کہ شیخ صاحب نے یہ نسخہ دیکھا ہے کچھ آیتیں اور سورتوں میں ملائی ہیں اور سات سات بن کی سورت بنائی اور ہر ایک آیت میں پانچ پانچ آیتیں قرار دی ہیں بعد اسکے دو تین سو لکھ لکھ گویا معاذ اللہ بلاشبہ وہ پانچ مصرعہ ہیں اور وہ دو تین شعر ترکیب ہیں اور عورتیں داخل قرآن نہیں جاتا ہر ملک کہتا ہو کہ یہ دونوں فن ہیں واسطے دفع سحر کے نازل ہوئی تھیں پس ایسے شخص کو از روئے شریعت مجربہ علماء کے نزدیک کیا کہنا چاہیے بنوا اور جو ۱۰

جواب از بندہ خادم العلماء ابو الحسن حسن عاویٰ خفایہ

ہو المصوب

جواب اس مسئلے کا چند امور کے بیان پر موقوف ہوا اسی کے بیان حکم ایسے شخص کا صاف صاف اختلاف کمال و عیا اول یہ کہ قرآن شریف جو سلیک کے پاس ہے مجملہ سمیات ہر اور صوت توفیق اموسمیعہ کی بلا اہل عقلیہ اہل دانش کے نزدیک ہے و اسناد ہونی ہو کیونکہ اگر بغیر کچھ چیزوں کے بات میں کوئی صوت توفیق و عذاب کی ہونی تو عالم کا کا خانہ تہرہ جاتا بلکہ وجود آدم و خاد و سہی عیسیٰ ثابت ہوتا اور ان تورات و انجیل و فلور و ضحیٰ الہیہ و غیرہ انبیاء پیشین الی تحقیق پوشیدہ رہی حتیٰ کہ ثبوت ولایت و ولایت محال ہو جاتا اور عقل کے نزدیک ثابت ہو کہ ہنشتیہ کی حال صحبت کھلتا ہو یعنی یہ معلوم ہوتا ہو کہ شخص سچہ بکار اور صاحب تکلیف و قار و باغرت و مجید و سنگو و وضو دار و باخام طبع تنیک طوطی فلاح بیورہ بہرہ فصول سبک سر برقع ہر اگر نشین پہلی قسم کی صفات سے تصف ہوا تو اسکو وثاقت ہوئے جسے غلط احوال میں ثقاہت کہا کرتے ہیں اور جنہیں دوسرے قسم کی صفات سے تصف ہوتا ہو تو اسکو عدم وثاقت سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی شکوہ کی صفات طے نشین کی ہر سوجب اسکے وثاقت نہ بن نشین ہو گئی تو جس کسی کی حرات کو وہ کچھ یاسنی ہوئی کہ تہرہ بالکھتا ہو تو وہ بندہ الہی دیکھی ہوئی یا بلا واسطہ سنی ہوئی ہو جاتی ہو اور جب ہی طرح کے کئی شخص صاحب وثاقت بیان کریں تو کچھ بھی شک و تردید نہیں رہتا بلکہ نصیر کامل ہو جاتی ہر اسی جگہ سے یہ بات نکلی کہ اگر انبار یون کوئی خبر و بات شاہی کی سنی چاہے اور ایسے چھوٹے کسان سنی تو وہ کہتا ہوا و این پر چاہتا تھا میں نہیں جانتا کہ یہ خبر کدھر سے نکلی ہو تو اس خبر کو خیر خندی ہوئے میں نے جو کوئی بات شگاشی یا دیوان یا بیان کرے اور وقت انتشار کے کہ مجھے ذریعہ فہم ملے ختم کر بات مجھے سامنے بادشاہ نے و بار میں فرمائی تھی تو ایسی خبر کو سنی کہتے ہیں اور اس طرح کی خبر بطابق واقع ہوتی ہو خصوصاً جب کہ کئی جلیل القدر صدا و ثاقت آیات کو بیان کریں اس میں کسی طرح کا قضا و نہایت متعجبہ و متعجبہ ۱



سے نقل کرے تو اس میں احتمال بھول ہو گا بھی نہیں رہتا ہر جہاں احتمال خلاف واقع ہوئے گا بلکہ وہ خبر اور مطابق واقعہ کے حکمتی ہر اسی کو خبر متواتر ہوتے ہیں اگر مشی یا دیوان کے کہ جسے کسی سے سنایا کہ بادشاہ یون فرماتے تھے تو وہ بھی خبر غیر صحیح ہو کیونکہ یہ میں سلسلہ ٹوٹ گیا اور سطح زبان سے خبر دینے میں احتمال صدق و کذب ہوتا ہر ویسی لکھنے میں بھی ہوتا ہر اسکے واسطے بھی وہی ضابطہ عقیدہ کا ہر تھلا کوئی دستاویز ہاتھ آوے اور آپ کی حال کی بنا ٹھہرانی طور ہووے تو پہلے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ کس نے اس دستاویز کو لکھا ہے اور جس کی طرف دستاویز منسوب ہو وہ نسبت صحیح ہے یا ہم فرضی اسکے نام سے ہو کر پھر اگر کتاب قرار پایا تو دریافت کرنا ضروری کہ اس نے اپنی دیکھی یا بلا واسطہ سنی لکھی ہے یا بلا واسطہ اگر بلا واسطہ ہو تو وہ واسطہ صاحب کتاب تھا یا نہ تھا اور یہ لکھنے والا بھی اہل وثاقت تھا یا نہیں اگر اس توثیق میں وہ وقت صحیح نہ نکلا تو محض ردی ہو اور جو ان شرائط کے ساتھ ثابت ہوا تو فیصلہ غالب صحیح ہوتا ہر اور جب بہت لوگ اہل وثاقت اس دستاویز کے گواہ ہوتے ہیں تو ہرگز آہستہ شک و شبہ نہیں رہتا خصوصاً جب کہ کوئی ایسا ہی شخص معارض نہ ہو اور اگر کوئی معارض ہو اور ویسا نہ ہو تو ہونا ہونا اس کا برابر ہوتا ہر اور اسی واسطے اسلام میں ایک فن عظیم انسان مقرر ہوا اور اس فن کے سیکر و علم گذرے کہ انکی وثاقت و جلال و اس فن کی عمارت سب اہل علم جانتے ہیں اور انھوں نے سیکر و کتابیں اس فن میں تصنیف و تالیف فرمائی ہیں اور اس فن میں یہ بحث ہر خلافی بات جو فلاں شخص کی طرف منسوب ہو اسکا نقل کون ہو اور مولد و منشا اسکا کمان تھا اور وہ کیسا آدمی تھا اور جسکی یہ بات ہو اس سے بلا واسطہ سنکر لکھی ہے یا بلا واسطہ اگر بلا واسطہ ہو تو وہ واسطہ کون شخص تھا کمان رہتا تھا کب پیدا ہوا کب مر گیا تھا فضول گویا راستگو غلو بالانسان یا حافظے والا صاحب تحقیق تھا یا علمی محض اور اپنے میان میں نقل تھا یا غفلت اگر یہ ثابت ہوا کہ جسکی بات جتنے لکھی ہے اس سے بلا واسطہ سنکر لکھی ہے اور اس سے تنہا آپ نہیں لکھی بلکہ متعدد ثقہ لوگوں نے جنھوں نے خود بھی بلا واسطہ اس بات کو سنیا بلکہ لکھی ہے اور اہل عصر نے اسکی تصدیق نہیں لکھا بلکہ اسی کی تعلیم دیتے سہل و آگے بعد کسی نفاذ کے مقلدین سے دوسری بات کو اسکے ہم وزن و ہم رتبہ نہیں سمجھا بلکہ برابر کہتے کہ کوئی چیز ترہ ثبوت میں اسکے ہم رتبہ نہیں ہو سکتی اور اول طبقے سے لگا کر چنان تک چلے آئے کسی درجہ میں ایسا نہیں ہو کہ وہی ایک اسکے راوی ہوں بلکہ سیکر و ہر راوی میں سو ایسے مکتوب و دستاویز کو اہل علم و علم قطعی میں شمار کرتے ہیں ان کے منکر کو جابل بدین کا فرستے ہیں اور اسکی اصل مثال ہے یا قرآن شریف جو باہل لدینین فی الحال ہمارے پاس موجود ہے کہ بالفاظہ ہمیں ترتیب کلمات فی السور و ہمیں وصل و فصل حضرت سو کائنات معلوم ہے بلا واسطہ صحابہ اہل نشان ہم تک پہنچا ہر اور جو کچھ ہمیں ہر اس کے اصل و وضع و ترتیب محل متواتر ہو اور میں تعلیم و حکمت تعلیمی ناہی اور اس طرح کے ثبوت عقلی قطعی کے ساتھ کوئی دستاویز دینی و کتاب آسمانی کسی غیر کی بہود و نصارے کے پاس نہیں ہے اور اسی وجہ سے لوگ انکو الزام فاش دیا کرتے ہیں اور انکے پاس کی کتابوں کو نامعجز جاننے میں اہل صاحب القرآن جلال الدین علیہ السلام لایحالی ان کا بیان کیونکہ متواتر فی اصلہ و اجزائہ و کذا فی محاذ و وضع و ترتیب و حد و تحقیق و تحقیق و تحقیق کی بیان سے ظاہر ہے کہ ترتیب کلمات کی سورتوں میں تو فی ہر اور موافق دینی الہی ہوتی ہے ہر جہاں جہاں علیہ السلام جب کوئی کثرت کلمات لگاتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں مقام پر کہو



تو لانا جلال الدین سیوطی اتقان میں حارث نجاشی سے نقل کرتے ہیں کہ کتابت قرآن کی مستحدث نہیں تھی  
 کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے تھے اسکی کتابت کو اور شیخ عبدالحق محدث شرح مشکوٰۃ  
 میں لکھتے ہیں کہ کتابت قرآن مستحدث نیست بود آنحضرت کہ امر میکرد بکتابت آن لیکن متفرق بود در قلاع  
 و خبر آن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امر کرد بانساخ آن از جای متفرق بجای مجتمع و این بمنزلہ آن بود کہ گویا اور  
 متفرق در خانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یافتند کہ در آن قرآن نوشته بود لیکن منتشر بود مجتمع ساختند و  
 در رشتہ التیام و انتظام کشیدند تا جزوے الزان کم نشود اور اتقان میں خطائی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیلے قرآن کو مصحف واحد میں جمع نہ فرمایا کہ آپ کو انتظار نسخ بعض احکام  
 و تلاوت رہا کرتا تھا اور جبے مانہ نزول قرآن رحلت رسول مقبول سے منتفی ہو گیا تو حق تعالیٰ نے  
 خافہ و راشدین کو الہام کیا کہ متفرق کو جمع کرو اور صحیح بخاری و مشکوٰۃ میں یہ ابن ثابت سے حدیث طویل  
 جمع تالیف کی جو حضرت صدیق اکبر نے بمشاوَرَت حضرت عمر فرمائی موجود ہے اور جو کچھ حضرت عثمان نے کیا ہے  
 وہ بھی مشکوٰۃ شریف میں ہے اور حاصل اُن حدیثوں کا یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بمشورہ حضرت عمر رضی  
 اللہ عنہ ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مکہ و خوف ہے کہ بسبب قتل ہونے قرآن کے قرآن سے کوئی چیز جاتی نہ رہے  
 اسکو جمع کرنا بہتر ہو سو تم جو ان و عاقل و قوی الحافظہ اور امین اور کاتب محی ہو قرآن کو صحیفہ میں  
 جمع کرو تاکہ خوف فوت جانا رہے چنانکہ زید ابن ثابت نے باتفاق صحابہ صحیفہ متعددہ میں لکھا یعنی  
 جو کچھ خرمون کے بتوں پر یا سفید پتھروں یا کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھا  
 اُسے طلب کر کے صحیفہ میں نقل کیا کہ وہ صحیفہ حضرت صدیق اکبر کے پاس رہے جب انکی وفات ہوئی  
 تو حضرت عمر کے پاس رہے جب انکی وفات ہوئی تو حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے پھر  
 سہ پہنچیں بہری میں خلیفہ ابن ایمان صحابی نے جنکی شان میں پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ گواہی اسکی  
 دو شخصوں کے برابر ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ امیر المومنین اس امت کی دستگیری  
 فرمائیے قبل اسکے کہ کتاب خدا میں اختلاف کریں جیسا یہود و نصاریٰ نے توریت و انجیل میں کیا کیونکہ میں نے  
 اس امت کے لوگوں کو بلغات مختلفہ پڑھتے ہوئے قرآن سنا ہے تب امیر المومنین عثمان نے حضرت ام المومنین  
 حفصہ کے پاس سے وہ صحیفہ طلب کیے اور زید ابن ثابت اور عبد اللہ ابن زبیر اور سعد ابن عاص اور  
 عبد اللہ ابن حارث ابن ہشام رضی اللہ عنہم سے ارشاد کیا کہ ان صحیفوں کو مصحف واحد میں بلغت قریش  
 جیسے اصل نزول قرآن ہے لکھو تاکہ اختلاف جاتا رہے چنانکہ اصحاب رسول اللہ نے اُسی طرح لکھا اور حضرت  
 عثمان نے سات مصحف لکھو کر دیا اسلام میں منتشر کرانے یعنی ایک مدینہ میں رکھا اور باقی مکہ اور شام و یمن



و بحر بین و بصیرہ و کوثر میں بھیجے اور حکم ناطق دیا کہ جو اور کوئی قرآن صحیفہ یا صحف میں ہو جلا دیا جاوے  
 و پارہ پارہ کیا جائے چنانچہ سب صحیفے و صحف جلائے گئے یعنی جو کچھ تیون پر اور پتھرون پر یا کاغذ کے رقون پر  
 لکھا ہوا تھا اور جو کچھ حضرت ام المؤمنین حفصہ کے پاس صحائف شریفہ کے لکھوائے ہوئے تھے سب جلائے گئے  
 حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے بسند صحیح مروی ہے کہ اگر یہ کام عثمان نہ کرتے تو میں اسی طرح کرتا شیخ الحدیث  
 دہلوی فرماتے ہیں کہ فرق جمع ابی بکر اور عثمان رضی اللہ عنہما یہ ہے کہ جمع ابی بکر اس خوف سے تھی کہ مبادا  
 قرآن شریف سے کچھ کم ہو جائے اور جمع عثمان اس واسطے تھی کہ اختلاف نہ واقع ہو اور جو لوگوں میں مشہور ہو  
 کہ جامع قرآن حضرت عثمان بن سواہ انہیں ہی حضرت عثمان نے صرف یہ کیا ہے کہ لوگوں کو لغت قریش پر جمع کیا  
 تاکہ فتنہ و فساد جو مابین اہل عراق و اہل شام کے حروف قرات میں واقع تھا بند ہو جائے اور اصحاب رسول اللہ  
 اسی بات پر جماع کی اور قبل اسکے واسطے آسانی کے قرآن شریف حروف سبعہ پر پڑھا جاتا تھا اب کہ سب پر  
 آسان ہو گیا تو حضرت عثمان نے سب لوگوں کو لغت قریش پر کہ اصل نزول اسی پر تھا جمع کر دیا کیونکہ یہ لغت  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور لغت حضرت پر قرآن نازل ہوا تھا اور یہ جو حدیث شریف میں ہے کہ انزل القرآن  
 علی سبعة حروف سو حال اسکایہ ہے کہ اول نزول قرآن بلغت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوا تو او عرب پر تکلم اسکا  
 شاق ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عذرت جل جلالہ میں التماس کیا کہ اس بات میں توسع و رکارہ  
 ارشاد ہو کہ ہر شخص اپنی لغت میں پڑھے اور مشہور بفساحت عرب میں سات قبیلہ تھی قریش و طی و ہوازن  
 و اہل یمن و ثقیف و ندیل و بنی تمیم سو قرآن تا زمان حضرت عثمان ان لغات میں پڑھا جاتا تھا جب حضرت  
 عثمان نے دیکھا کہ اس طرح کا اختلاف ہے اور سنا کہ ایک دوسرے کو تکفیر کرتا ہے اور اسمین دین کا فساد  
 لازم آتا ہے اسلئے آپ نے قرآن کو قرات قریش پر لکھوایا اور ان لغات کو باقی نہ رکھا مگر قلیل اور اسی پر سب اصحاب  
 مشفق ہوئے کہ وہی قرات باقی رہے اور ہوازن وغیرہ اسی قرات پر پڑھنے لگے تاکہ قراء سبعہ کو باسناد متصلہ  
 پہنچا اور باقی با ادنی اختلاف جو کہ اس لغت میں بقدر تھا مثل او غام و مالہ و وقف وغیرہ کذا فی الاتقان  
 و ترجمۃ مشکوٰۃ اور مولانا محمد رفیع الدین محدث بکاب دال شیخ محمد ابن محمد محفوظ مکنیوی تحریر فرماتے ہیں کہ ترتیب  
 آیات قرآنیہ ہمہ توقیفیست حضرت جبریل بعد تعلیم آیات منزلہ میگفتند کہ این آیات را در سورہ کہ بعد آیات  
 باید نہا و چنانچہ آخر آیات کہ نازل شد یعنی والفقوا لیسوا ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت وہم  
 لا یظلمون گفتند اندضیہ بعد مائتین و ستین من البقرۃ و ہمچنین شواہد دیگر برین مدعا در کتب احادیث  
 موجود است آما ترتیب سور پس چاکس از صفا بہر چہا ترتیب مرتب ساخته بودند حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 نزول او اہل سورہ نزول تمام سور کہ نزول آیات سور بقا و ست سالہ ایشہ و مع ذکر کہ ترتیب آیات چنانکہ

گفتہ شد تو فیقی سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما برتر تہیں ملاقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تہجد کہ بعضے آنرا  
مطابہر میگفتند و ابی ابن کعب برتر تہیں خواندن خود آنرا آنحضرت و حضرت شیخین رضی اللہ عنہما برتر تہیں  
کہ اکنون موجود است و بین سنت ترتیبی یا ابن ثابت رضی اللہ عنہ چنانچہ مسطور شدہ کہ زید ابن ثابت  
در ماہ رمضان المبارک در معارفہ آنجناب با حضرت جبریل پس پروردگار استماع نمودند و بعد از ہمان ترتیب مرتب  
ساختند و اجماع صحابہ برین ترتیب مقرر شد پس اگر اہدے در ترتیب آیات کہ ثبوت آن بتواتر اسناد  
از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم است یا در ترتیب سور کہ باجماع صحابہ و خلفائے راشدین است نوعی گفتگو کنند  
یا آیتے را از جائے بجائے دیگر مطلق سازد یا سورتے را نوعی تغیر و تبدیل کند بسبب مخالفت رسول اجماع قطعی  
کافر گردد و اورا قتل باید ساخت لہذا افسد نظم القرآن من افسد نظم القرآن فیقد کفر بالانفساق اور مولانا  
استاذ الاسلام حضرت شاہ عبدالغفر رحمہ اللہ قدس سرہ العزیز بعض تقریرات میں فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ سے  
ثابت ہو کہ ترتیب آیات میں خلفائے راشدین نے مطلق و نقل و اجتہاد نہیں فرمایا یہ ترتیب ہی ہر جبریل  
صلی اللہ علیہ وسلم نے یا یا جبریل علیہ السلام فرمائی تھی مگر متفرق تھی صحابہ نے اسکو یکجا کر دیا اور قرآن شریف  
اسی ترتیب سے لوح محفوظ میں ہو پس اگر کوئی شخص اس ترتیب میں دخل و تصرف کا قصد کرے  
یا یہ کہے کہ ترتیب اسکی اور طرح سے ہوتی تو بہتر تھا وہ شخص کافر ہو مسلمانوں کو اسکی صحبت سے ہٹ کر گناہ  
الازم ہو مگر ترتیب سورتوں میں البتہ اختلاف ہو اکثر محققین کہتے ہیں کہ ترتیب سور بھی تو فیقی ہی اور جمہور  
قائل ہیں کہ اجتہاد صحابہ سے ہر قال السیوطی فی الاتقان قال ابن الفارس جمع القرآن علی ضربین احدهما  
تالیف السور کتدیم السبع الطوال و تعقبها بالمتین فہذا ہو الذی تولیہ الصحابہ و اما الجمع الآخر فہو جمع اللآیات  
فی سورۃ فہو توفیقی تولیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما اجرہ جبریل عن امر ربہ و قال الکرمانی فی البرہان ترتیب  
بکذا ہو عند الشافعی اللوح محفوظ علی ہذا الترتیب قال البہیقی ان جمع السور ترتیبھا توفیقی الاسورۃ البرزۃ و الاتقان  
اکثر محققین متاخرین قائل ہیں کہ ترتیب سور موضوع آیات سبب بوحی ہو اور اجتہاد صحابہ کے مطابقت واقع ہو اور  
انتمی قولہ الصحیح بالجماع اس بیان سے ظاہر ہو کہ ترتیب کلام اللہ سورۃ و آیت بوحی الہی ہر اب با این ہمہ اگر  
کوئی شخص اپنی رائے سے اس ترتیب میں ستر یا علانیہ کسی طرح کی گفتگو کرے یا اسکا ناقص کہے خواہ اسکو  
ترتیب احسن نہ سمجھے وہ شخص اس وعید میں داخل ہو من قال فی القرآن براۃ غلیبۃ و مقعدہ فی النار رواہ الترمذی  
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مروفا متصل یعنی ترمذی نے روایت کی ابن عباس سے کہ کہا ابن عباس نے  
فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی کہے اور کلام کہے قرآن میں برائے و نقل و قیاس بے اس کے کہ کوئی شبہ  
از روئے نقل صاحب قرآن سے ہو اسطرح یا با باد اسطرح رکھتا ہو پس چاہیے کہ کپڑے جائے نشست اپنی آفتاب

اور ظاہر ہے کہ جب کسی جاہل نے یہ بات کہی کہ ترتیب قرآن میں آیتوں کو آگے پیچھے کر دیا ہے اگر ترتیب سلسل ہوئی تو اچھا تھا پس اُسے لاریب شکسا و تشکیک سے قرآن کی نسبت بے ادبی کی اور شک و تشکیک قرآن میں کفر ہے کما روی احمد و ابو داؤد عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأی القرآن کفر یعنی فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ شک و تشکیک قرآن میں کفر ہے اور بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی شخص قرآن میں از روئے عقل و قیاس اپنے کے گفتگو کرے اور اسے اُسکی صواب پر بھی ہو تو بھی اُسے خطا کی کما روی الترمذی ابو داؤد عن جنید قال قال رسول اللہ صلعم من قال فی القرآن برأۃ فاصاب نقداً اخطا شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اگرچہ در واقع حق و ثواب اتفاق افتاد اما چون در قصد و طریق آن خطا کر و حکم خطا دار و این بر عکس حال مجتہد است کہ اگرچہ خطا کند بر صواب است بمعنی نل اجر و ثواب کلام پر مقام تفصیل دارد و اور مولانا استاذ الاستاذ حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز بجواب سوال مولوی عبدالحی صاحب میفرماید کہ فہم قرآن و حدیث را اولاً علم لغت و صرف و نحو و اشتقاق و معانی و بیان و فقہ و اصول فقہ و علم عقائد یعنی کلام و علم حدیث و آثار و تالیفات و علم نسخ و منسوخ و وقع و تعارض و طرق تاویل و توجیہات و شان فی کتاب ضروری است و بدون معرفت این علوم در آمدن در معانی قرآن و حدیث جائز نیست میزان در معرفت حق و باطل ہم صحابہ و تابعین است انچہ این جماعہ از تعلیم انجمناب بانضمام قرآن حالی و مقالی فہمیدہ اند و دوران لحظہ ظاہر نگردیدہ واجب القبول است پس اگر کسی برخلاف فہم قرآن اول حمل میکند در بحث او ملاحظہ باید کرد اگر مخالف اولہ قطعاً نیست یعنی خصوص متواترہ و اجماع قطعی اور اگر باقیہ شمر دو اگر مخالف اولہ ظنیہ قریبہ الیقین است مانند اخبار مشہورہ و اجماع عرفی گمراہ تو ان فہمیدہ دون الکفر و الا از باب اختلاف امتی رحمۃ باید دانست لیکن تمیز این مراتب بجامع او متعلق وارد انتہی قولہ بالجمہ سوال مستفتی سے پیدا ہے کہ یہ شخص ترتیب آن میں دخل تصرف کرتا ہے پس مخالف خصوص متواترہ و اجماع قطعی ہوا و فی التوضیح جاحد الخیر المتواتر کا فر بالاتفاق اور لمحضات کے تیرہویں رکوع میں من ریشا حق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی و متبع غیر سبیل المومنین لولہ ما قولی و نصلیہ جہنم و ساتر مصیر یعنی جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی اُسپر راہ کی بات اور چلے بس مسلمانوں کی راہ سے سوائے ہم اُسکو جو الہ کریم و ہی طرف جو اُس نے پکڑی اور ڈالیں اُسکو دوزخ میں اور بیت نبوی جگہ پہنچا اور ترمذی نے بسند مرفوع متصل عبد اللہ ابن عمر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ میں اور امام احمد و ابو داؤد نے حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس نے جدائی کی جماعت سے مقدار ایک لکھت کے بیشک اُسے کھینچ ڈالا حلقہ اسلام کو اپنی گردن سے اور تلب اصول فقہ میں ہر الاجماع اتفاق



مجتہدین صالحین من ائمتہ محمد صالحہ فی عصر واحد علی امر قوی فاعلی کفر حادہ و الاقوی اجماع الصحابہ رضی اللہ عنہم  
ان نقولوا اجماعنا علی کذا فانہ شل الائمۃ حتی یکفر حادہ و دوسرا امر یہ ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
از روئے علم و فہم و دانش افضل الائمۃ ہیں خصوصاً خافہ راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین مشکوٰۃ شریف  
میں حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے عبارتہ بکذا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل الائمۃ  
ابرہہ با قلوبا و اعلمہا علما و اقلمہا تکلفا اختارہم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لا قاتمہ دینہ فاخرجوا  
فضلہم و اتبعوہم علی اثرہم و تمسکوا ما استطعتم من اخلاصہم و سیرتہم فانہم کانوا علی المدی المستقیم یعنی اراں  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت سے فضل ہیں اور از روئے صفائی قلوب سب سے بزرگ تر اور از روئے  
علم و فہم سب سے دور اندیش تر اور تصنع و ریاء و تکلف میں قلیل تر و کم تر انکو اللہ نے اپنے رسول کی صحبت  
کے لیے اختیار کیا اور اپنے دین کی قامت کے واسطے تجویز فرمایا سو تم لوگ چلو انکے پیروں کے نشان پر  
اور اختیار کرو انکی روشنی و روشن خوکہ وہ لوگ تھے راہ رست پر اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص بعد صحابہ کے  
علما و فہما آئنے یاد نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ جل شانہ نے جب انکے قلوب بمصطفیٰ بصفات حسنہ پائے  
تب انکو اپنے پیغمبر کی مصاحبت کے واسطے منظور کیا اور انکی شان میں ارشاد کیا و انہم کلمۃ التقوی  
و کانوا احق بہا و اہلبا یعنی تھے سزاوار و لائق کلمۃ تقویٰ کے اور زیادہ مستحق اسکے اور انکو اہلیت  
بوجہ کمال تھی آثار میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب پر کھینچے تو قلب حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کو روشن تر اور پاک تر پایا کہ نور نبوت اس میں کھدیا پھر قلوب صحابہ کو صاف تر و لائق تر پائے  
پس انکو اپنے پیغمبر کی مصاحبت میں قبول کیا شیخ عبدالحق دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں و این خود  
نما ہرست و ہیج عاقل نہ پسندد کہ آنہا یاران پیغمبر خدا باشند و مریدان محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم و عمر ما در سایہ تربیت او بودند و خدمت کردہ باشند و ہنوز پاک و صائم نشدہ و بدرجہ کمال علم  
و عرفان نرسید باشند آخرین نقصان بچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائد میشود و نحو ذلک من سور الاعتقاد و کمال  
علمہم و فہمہم اور میں کہتا ہوں کہ آخر کار یہ نقصان اللہ جل شانہ کی کرمت عالمہ ہوتا ہے کیونکہ قطع نظر از فضائل کے  
جو اللہ نے انکے حق میں ارشاد کیے ہیں حکم مشورہ میں کہ اپنے پیغمبر سے فرماتے ہیں شاوہم فی الامر ربی  
قباحۃ لازم آتی ہے اور دین کی بنا ہی یکسر گری جاتی ہے اور پر نظر آہر ہے کہ مشور سے عقلا و اہل دانش  
و ذوی علم سے لیا جاتا ہے نہ کہ بے علم و نا فہم سے پس جو کوئی شخص خیمہ اصحاب پر طعن کرے اسنے حقیقت  
رسول خدا پر طعن کی اور جسے رسول پر طعن کی وہ مسلمان نہیں ہے اور بالاتفاق ثابت ہے کہ جامع قرآن  
باین ہیئت مجموعیہ جو فی الحال موجود ہے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما ہیں اور بحر الرائق میں صاف موجود ہے

کہ من سب الشیخین اوطعن فیہما فقد کفر لا قبل توبۃ وہ ابو الیست وہ المختار للفتویٰ  
 قیسر امر یہ ہے کہ معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بلاشبہ و شک باجماع  
 امت محمدیہ قرآن میں داخل ہیں جو کوئی انہیں سے کسی لفظ کی انکار کرے کافر ہو اور نقل اس مذہب  
 کی عبد اللہ ابن مسعود سے کہ وہ معوذتین کو قرآن سے نہ جانتے تھے نقل باطل اور موضوع ہے قال البراز  
 قد صح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرا بہما فی الصلوۃ بکر ابن قتیبہ نے مشکل القرآن میں لکھا ہے کہ عبد اللہ  
 ابن مسعود کو یہ گمان ہوا تھا کہ معوذتین قرآن سے نہیں ہیں اس سب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 حضرت حسنین علیہما السلام کو ان دونوں سے تعوذ فرماتے تھے مگر یہ ظن اسکا صواب پر نہ تھا کیونکہ صلی  
 مہاجر و انصار معوذتین کو قرآن سے کہتے تھے قتیبہ میں موجود ہے کہ جب عبد اللہ ابن مسعود نے قرآن کو  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پڑھا تو اس قول سے انھوں نے رجوع کیا اور کہا کہ میں نے انکو معوذتین گمان کیا تھا  
 اور امام رازی و نووی و ابن خرم نقل اس مذہب کی عبد اللہ ابن مسعود سے بالکل باطل کذب جانتے ہیں  
 اور متحد بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا اس امر پر اجماع ہے  
 کہ قرأت قرآن سب سے صحیح و درست ہے کسی طرح کا کلام اُس میں نہیں ہے اور قرأت امام عام کمالی  
 و حمزہ عبد اللہ ابن مسعود سے منسوب ہے سو انکی قرأت میں اور بھی قرأت ابن کثیر و نافع وغیرہ میں جو کہ  
 منسوب الی ابن کعب کی طرف ہے معوذتین موجود و قال صاحب القیۃ من زعم ان المعوذتین لیستا  
 من القرآن فادناک علیہم لعنۃ اللہ و الملائکہ و الناس اجمعین اور جو کوئی شخص کہتا ہے کہ مجھ کو  
 اللہ تعالیٰ نے ترتیب کا حکم دیا ہے تو جاننا چاہیے کہ یہ کلام اسکا از قسم جنون و فساد تخیل ہے حکم اسکا  
 از روئے شریعت ظاہر ہے اور قرآن شریف کو شعر جاننا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر خیال کرنا ایسا ہے جیسا  
 حضرت صلعم کے عہد والے کافر تجویز کرتے تھے مگر بعد تجربہ و مشورہ ان کافروں نے بھی شاعر  
 کہنے میں تامل کیا اور آپس میں شاعر نہ ہونے کے وجہ بیان کیے ہیں کہ ہیجۃ المحافل وغیرہ کتب سیر میں  
 بتصریح موجود ہے اور محققین مفسرین نے بھی اس امر کی تفصیل تفسیر کر دی ہے ما علمناہ الشعر و ما ینفی لہ من  
 و ذان شکن بیان فرمائی ہے جسکو ضرورت ہو ملاحظہ کرے واللہ اعلم بالصواب فقط

## بیان مختصر از حالات مصنف مرحوم

مصنف اس کتاب کے مولوی حسن بخش مرحوم متوطن قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ کے تھے انکے والد بزرگوار مولوی حسین بخش مرحوم جو میل ۱۲۸۴ء کے نصف بمقام ماورہ رہے اور ۲۹ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ ہجری میں ایک ظالم کے ہاتھ سے بمقام سول آباد ضلع شہید ہوئے اور بمقام ماورہ اس مکان کے بیچ میں جہاں اُس نے مابین عدالت منصفی تھی مدفون ہوئے ایک خطرہ خوبصورت انکے فرار شریف کا بنا ہوا ہے اور اُن کے حضرت شاہ میر محمد فائدہ تھے رحمۃ اللہ علیہ جو اطراف لکھنؤ میں بڑے نامی اولیاء اللہ مشہور و معروف ہیں ۸ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ کو اُنکی وفات ہوئی اور کاکوری میں بمقام کبیر شریف وضع منورہ میں مدفون ہیں مصنف مرحوم نے آغاز میں تعلیم عربیہ پانچ بنی عمال مولانا شاہ حید علی اور مولانا شاہ تقی علی رضی اللہ عنہما سے کاکوری میں کیا پھر لکھنؤ میں مولانا حسن علی محدث اور دیگر اساتذہ سے علوم ظاہری کی تکمیل کی اور علم باطن کو پُر جبر بزرگوار سے حاصل کیا کسب حاش کے لیے مدت تک عدالتہما سے انگریزی کے تعلق سے میں پوری میں قیام پذیر رہے اور ۱۳۰۴ھ سے وہ تعلق چھوڑا تب بھی قیام میں پوری نہیں چھوڑا تھا غلہ و زوئہ یہ تھے کہ دن کو علوم دینی کی کتابیں دیکھتے تھے اور رات کو اذکار اشغال میں بسر کرتے تھے یہ برکت توجہ خاص و التفات تام رشد عالی صفات کی تھی جو ہمیشہ بقید حیات و بعد ممات ہندول رہی یہ کتاب تفریح الاذکار انکے علم ظاہر و باطن کے ثبوت کے لیے دلیل ہیں جو اور علاوہ اسکے تفریح العاشقین فی مولد سید المرسلین جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال میلاد میں اور تذکیر العارفین فی احوال سید الکاملین حضرت پیر دستگیر غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے بیان ہیں اور ذرۃ الکلام فی عقائد الاسلام علم کلام میں تکمیل مالا بدینہ ضروریات فقہ میں اُنکی تصنیفات سے ہیں ۱۹ جمادی الاول ۱۳۰۵ھ ہجری کو بمقام میں پوری انتقال فرمایا اور عید گاہ کے قریب اپنی وصیت کے موافق مدفون ہوئے خطرہ کی شمالی دیوار میں ایک بڑے پتھر پر شعرا و فاضل کندہ ہیں دو خلف الصدق یا دو گارچھوڑے خلف اکبر مولوی محمد حسن کوئیل ہائی گورٹ عمالک مغربی و شمالی اور خلف اصغر مولوی محمد حسن سب حج ضلع بارہ بنکی کے جو لوح جلد کتاب ہذا میں خلف اکبر سو کاتب سے لکھے گئے خد مصنف کو غریق رحمت کرے اور اس کتاب کو مقبول خاص عام فرمائے

## تتمہ

فتح علی سلم و محل فخر زمن	قبائہ احسن بود احسن حسن	از سعیدی و از شہیدی و از بن	ابن ابن سینا و ابن حسین علیہ
روز میلادش عزیزی محترم	ریخت بخورد از باد از قلم	طاعتش سازد و لذت یار ماند	از نصیب و نجات بخورد از ماند
علم ظاہر خاندان با صحت جو	از بزرگان خود و در لکھنؤ	و در طریقت جد عالی جاہ او	بادی او مرشد او شاہ او
مولد کاش کاکوری از شہت سال	میں پوری بود از ذوالکمال	بود مہری و خبری ستر	ماخذش خدا صفا و پاکد
بینوایان را کریمی چار بہار	مفتی و مفتیان را اول و از	در پناہ مصطفیٰ دین را پناہ	عید اسلام و امام یک گاہ

ابن انار دیکھ  
شاہ بہار  
عن ابن سینا  
صہب  
اشارہ بہ  
مولوی بخش



ابست و پنجم از برج آخرین	بود گشتہ بر بیماری حنین	خواب چون آب غدا افشانید	اشک غم خوار افشانید
از دود کردن مضمنا می فرود	روغن بادام شکلی می نمود	داد از ما دمن عالم نبات	بی جوشی قبل سپهر از اوقات
نی بغیر دنی بخود بر دختن	بپس کس از پیچک نشناختن	لیک می جست با عجز دنیا ز	مثل ابل جوش وقت ہر نماز
قبلہ و بعد از تیمم می نشست	صحت ارکان نمی رفتی ز دست	باز گر میرسیدی تا سلام	بہمان بہوشیش بالا تر از
نود و نہ ز اول جمادی چون سید	صبح شنبہ سر از بستر کشید	گشت پیدا دفعۃ آثار ہیں	راضی بابر بشیرہ و مضن جوس
لب او بار بار آمد بود	بر زبان دلقکاران آہ بود	قبل وقت ظہران مہربین	چند از بہر تیمم استین
چون بیک کہ در کان دیر و دور	ز کرم سر کرد با ذوق خضو	ضر بہا بردن دن بتیاب کرد	گر می جوش طیشہا آب کرد
بہر پوشیدن طلب کرد آن مان	جہ و عمامہ میرن میان	طاقی مرشد پسر بر سر نهاد	از زبان الحمد لک گفت شاد
چون بہنگام دال آمد ہمار	برزبالش شد روان یار یار	برد ادائیگی پیش خشت خام	ز دوست تا توان با ذوق تام
رفت بالایی خواہد دست	چپ بچانی از انجا بر نہ سخت	باز از دست ہمین چپ کشید	تا کہ آنہم تاریخ انور رسید
بہمچنان شد و تیمم چارہ گر	ہر دو دست زار او با ہمدگر	از اشارت کرد فرض نظر ادا	باسلام شوق پیش آمد رضا
رفت سوی عرش اعلی روح او	کل شی ٹاکٹ لا وجہ	باقی از بہر تارخش نوشت	جای پاکش با دای بہشت

یعنی لب و پنجم  
برج انسانی بیماری  
سند روح شاد  
یعنی از بہر تیمم استین  
یعنی بیک کہ در کان دیر و دور  
یعنی بہر پوشیدن طلب کرد آن مان  
یعنی چون بہنگام دال آمد ہمار  
یعنی رفت بالایی خواہد دست  
یعنی بہمچنان شد و تیمم چارہ گر  
یعنی رفت سوی عرش اعلی روح او  
یعنی یہ کتاب بسواری کے مضامین پر نام اسکا اطلاق دیتا ہے  
یعنی یہ کتاب کے مضامین پر نام اسکا اطلاق دیتا ہے  
یعنی یہ کتاب کے مضامین پر نام اسکا اطلاق دیتا ہے  
یعنی یہ کتاب کے مضامین پر نام اسکا اطلاق دیتا ہے  
یعنی یہ کتاب کے مضامین پر نام اسکا اطلاق دیتا ہے  
یعنی یہ کتاب کے مضامین پر نام اسکا اطلاق دیتا ہے  
یعنی یہ کتاب کے مضامین پر نام اسکا اطلاق دیتا ہے  
یعنی یہ کتاب کے مضامین پر نام اسکا اطلاق دیتا ہے  
یعنی یہ کتاب کے مضامین پر نام اسکا اطلاق دیتا ہے  
یعنی یہ کتاب کے مضامین پر نام اسکا اطلاق دیتا ہے

### خاتم الشہادۃ

یہ کتاب بسواری کے مضامین پر نام اسکا اطلاق دیتا ہے علم سیرین جامع اور مفصل ہر زبان سلیس اور بے تکلف ہر اسمین چند ناموں پر ایسے پائے گئے کہ اور کتب سیر سے اسکا امتیاز ہو اول یہ کہ کتب تفسیر اور حدیث اور سیر و ماخذ اس کتاب کے معمول سے زیادہ تعداد میں ہیں سب معتبر و مستند زمین دوم یہ کہ جو مقام مختلف فنیہ کسی واقعہ یا مسئلہ اہم کے بابت تھا اسکی تحریر میں مصنف نے تفصیل نہیں کی بلکہ حقیقت روایات متعلقہ کتب مدونہ ماخوذ عنہ میں پائیں سبکو شرح اور ربط کے ساتھ لکھا تاکہ ناظرین کو سب روایات پر عبور ہو جائے سوم یہ کہ واقعات و روایات مختلف فنیہ میں اصول علماء دین کا برتاؤ کیا یعنی تطبیق روایات اور رفع اختلافات کا حسب قاعدہ کیا اور جو مقام ادا کیا اور یہ امر لائق قدر کے ہے۔ چہارم مصنف نے تمام کتاب میں اقصاب مذہبی کو دخل نہیں دیا بلکہ جہاں کہیں اختلافات مذہبی کا موقع آیا وہاں سہولت کے ساتھ مہذبانہ بحث کی اور ترجیح مذہب خاص کی جو لازم اہل مذہب ہو فرمائی کوئی فریق جانب مقابل کو موقع شکایت کا نہیں دیا نہ چشم جیسی کہ یہ کتاب اپنے مضامین میں اپنی اور مقاصد پاکیزہ سے ملو جو ویسی ہی مصنف نے عبارت کتاب کو پاکیزہ اور نضرہ الفاظ محض اور نا ملائم سے رکھا اور اس لحاظ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتاب کبھی قابل ہو کہ عورات اہل اسلام کی

مطالعہ کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اہل اسلام کو مصنف کا ممتون ہونا چاہیے کہ ایسی کتاب اپنی قوم کے فائدہ کے لیے جمع کی اور دعا کرنی چاہیے کہ مصنف کو اسکا اجر بارگاہِ آسمی سے عطا ہو

قطبہ تاریخ طبع از تنبیح افکار سرفروزی و علی	سید تصدق حسین رضوی مخلص عاشق ملام مطبع
---	--

شکر خدا کہ چھپ گئی تفریح الاذکیا	عاشق نے سال طبع کیا عیسوی قم
----------------------------------	------------------------------

پغیب روں کے حال میں جو بے عیلاج	تاریخ انبیاء میں کتاب جلتیل ہر
---------------------------------	--------------------------------

تفسیر الاذکیا بھی عجیب خوشنما چھپی

عاشق نے سال طبع یہ ہجری میں لکھ دیا	ہر خسرو ہر گلان کی مقبول ہو گئی
-------------------------------------	---------------------------------

حالات انبیاء میں یہ مقبول ہو کتاب

قطبہ تاریخ طبع نتیجہ فکر جہنم نشی اشرف علی صاحب خوشنویس مطبع

چھپا دی کیا ہی پاکیزہ نسخہ	ایس خاطر اہل زمن ہے
----------------------------	---------------------

قسم کر مصرع تاریخ اشرف	کلام شاہ اقلیم سخن ہے
------------------------	-----------------------

ایضاً عیسوی

فضل خدا سے یہ چھپی کیا کتاب	ہو گا ہر اک اہل زبان بہر مند
-----------------------------	------------------------------

مکر و تاریخ مسیحی کی گرا	لکھ جو ریاض سخن دل پسند
--------------------------	-------------------------

## خاتمہ الطبع

خدا تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ کتاب مطابقی بہ تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء تصنیف قدوۃ العلماء زبدۃ الفضل حضرت مولوی ابوالحسن حسن بخش کا کوروی طالب اساتذہ و جلیل التبحر مشواہ تہائے ایزدی و لطف سرمدی ساعت محمود و زمان سہو و ماہ مارچ ۱۳۲۴ء مطابق شہ جادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ میں مطبع عالیہ جناب غلشی نول کشور صاحب طبع ہوئی۔ اسکے لیے اٹالیاں مطبع نے اہتمام بیع کی قطع اسکی موزون اور مناسب اور کا بیان باتمیز اسکے خوشنویس کاغذ نہایت عمدہ و انتہائی صحت و صحت اسکی خیاب مولوی محمد الیاس نے فرمائی ہے مولوی میاں بھان صاحب نے اسکی مدد دی حتیٰ الوسع اس کتاب کے عمدہ چھپنے میں و فیقہ

فروگذاشت نہیں ہوا اور اگر کہیں غلطی باقی رہی تو قابل درگزر ہو سوا سطرے کہ کتاب بڑی مجسم و ضخیم ہونے کی  
 نظر جو کہ ہی جاتی ہو مشکل ہو کہ ایسی بھاری کتاب پاک مان لیں ہو کہ غلطی کا نام نہ ہو۔ صاحب فرمایش  
 جناب مولوی محمد احسن صاحب سپارڈنٹس حج نے جو توجہ اس کتاب مستطاب کی طبع اور رواج میں کی  
 کچھ شک نہیں ہو کہ وہ موجب خوشنودی روح مقدر حضرت مصنف مرحوم والہ صاحب فرمایش ہوگی اور کیا اس سے  
 بڑھ کر سعادت اور ارجمندی فرزند ان سعید کے لیے ہو سکتی ہو کہ بعد از انتقال بزرگان نامدار کے ایسی کتاب  
 یا و کار کو رواج دے جس کے سبب مدتھما سے دراز تک نام اس کا قائم اور برقرار رہے اور جو کہ یہ کتاب سیرت  
 مستثنیٰ اور لا جواب ہو اور اس بنیان میں جو ہند کی ملکی زبان ہوا و زماناں قیام مہندس کا بقا ہی اور وزیر  
 اسی زبان میں کتاب بنائی جانی ہیں لہذا امید ہو کہ مدتھما سے دراز تک اس کتاب کے کشتہ ہمارے سبب  
 نام مصنف صفحہ روزگار پر باقی رہے گا اور حقیقت صاحب فرمایش نے حیا نام مصنف کیا جس طرح حیا  
 اس کا ان سے ہوا اور یہ ایک نعم البدل ہو اور حق اپنا پورا پورا ادا کر دیا۔ اور یہ چند تصنیف جدید کار سنج او  
 فروخت کرنا اس وجہ سے کہ باشندگان ملک کو اطلاع اس کے رطب یا پس سے نہیں ہوتی و شوار ہوتا ہو  
 لیکن مالک مطبع منشی نو لکشو صاحب کی ہمت اور عالی حوصلگی تعریف کے قابل ہو اور قدر شناسی  
 کتب کی انھیں کا حصہ ہو کہ ایک کثیر التعداد نسخے اس کتاب کے بیدار بن چھپوا دے اسے از انجا کہ یہ کتاب  
 مشتمل بر احوال خیر آل حضرت انبیاء مرسلین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہو اور بہ نیت خیر اور ہمیں  
 فیض و برکات تصنیف اور طبع ہوئی اس واسطے امید ہو کہ بہت جلد یہ کتاب تمام ہند میں رواج پائے  
 اور فائدہ نام مطبع کو اس سے پہونچے اور دوبارہ سے بارہ چھپنے کی قوت آئے جیسی عمدہ یہ کتاب  
 چھپی ہو اور اعلیٰ درجہ کا اتمام اس کی طبع میں ہو اس کا تقاضا یہ تھا کہ ابا لیان مطبع سب تاریخ اور قطعات  
 اس کے طبع کے فرمائے لیکن بہ کثرت مشاغل ان کو اس قدر تہہ ہین کہ اپنے اپنے خاص کام سے مشغول  
 سر اٹھانے کی نہیں ملتی اور کارخانہ ان کی کارگزاری اور عزیزی کا شکر گزار ہو لہذا خاتمہ کتاب پر صرف  
 مولوی سید تصدق حسین صاحب صحیح اور منشی شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس وقت کی چہند  
 مانجین نیت بخش خاتمہ باخیر ہو مین اللہ تعالیٰ مصنف مرحوم اور مالک مطبع اور کارگران مطبع کو اس کتاب  
 بابرکات کے وسیلہ سے اجر عظیم اور کامیابی نعم عطا کرے اور کارخانہ منشی نو لکشو صاحب کو مدت دراز تک قائم  
 رکھے کہ اس کے باعث ہزاروں بلکہ لاکھوں کتب علوم دینی و دنیوی کے طبع ہو کر موجب ترقی علوم  
 و فنون ہونی ہیں اور قدیم و جدید کتابیں جو کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آتی تھیں ہر ایک شخص کو  
 ہسانی و اندانی میر آتی ہیں فقط۔



سیر الاقطاب - ذکر کرامت و خسر قیام است  
اولیاء اللہ مصنفہ شاہ الہادیہ -

النجیدہ سرور می - معروف بہ گنج تاریخ تاریخ ولادت  
و وفات اولیاء اللہ اور سلاطین ہند اسلامی کا ذکر  
از غنی غلام سرور لاہوری -

دہستان مذاہب - اعتقادات مذاہب کا بیان  
مصنفہ باسم نامہ نگار -

رب القلوب فارسی مصنفہ شاہ عبدالحق دہلوی -  
بیات القلوب - نوادر کتب معتبرہ مذہب امامیہ  
ہیبت شدی مصنفہ قدوۃ المسلمان محمد باقر  
مجلسی تین جلد -

۱ جلد میں احوال انبیاء کا شاندار واداد آدم  
علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت شرح و  
بسط کے ساتھ -

۲ جلد خاص احوال باہرات پیر آخر الزمان  
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں  
و بیان ہجرات و غزوات -

۳ جلد - بیان امامت و اثبات امامت بائمہ  
۱۰۰ صلوات اللہ علیہم بہ برائین نص قرآنی  
احادیث سرور دو جہانی -

اسرار الاولیاء - اسمین بابیں فصل بہن اور ہر  
فصل میں انواع و اقسام رموزات اہل اللہ کا ذکر  
از حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج -

۱۰۰۰۰ مختصری - خصائص علوم و فہم کا ذکر ہر جالیس  
۳۰ مصنفہ مولوی محمد علی نیرودی -

مصباح الہدایت - ترجمہ عوارف شتبلہ و کرمبانی  
اصول طریقت اہل تصوف متبرکہ حضرت محمود اکاشانی -  
مصباح التہذیب - باسم تاریخی حکایات نصائح  
مصنفہ شیخ کمال الدین -

صدر پند و دہندہ - نعمان حکیم چار سرائے علی قائم مقام  
۱ رسالہ سعادت نامہ -

۲ رسالہ خواجہ عبید اللہ - انصاری -

۳ رسالہ تحفہ الملوک -

۴ رسالہ سہاج العارفین -

مطالب ریشیدی - رموزات فقر و تصوف از  
شاہ تراب علی کاکوروی -

سرور العباد - شرح قصیدہ بانٹ ساد مصنفہ مولوی  
حاجی عبدالحافظ محمد زبیر -

پند نامہ عطار - نصائح رموزات تصوف مصنفہ  
حضرت شیخ فرید الدین عطار -

کیمیائے سعادت - جو جامع شریعت و حقیقت ہے  
مصنفہ امام محمد غزالی رحمہ اللہ -

اخلاق جلالی - محشی مصنفہ ملا جلال الدین دوانی -

اخلاق ناصری مصنفہ محقق نصیر الدین طوسی -

اخلاق محسنی - درسی متداول از علامہ اعظم کاشفی -

گلشن اسرار - رموز تصوف کا بیان مصنفہ مولوی  
نور علی صاحب -

می باید شنید - لب لباب انداز و نصائح حکیمانہ  
مصنفہ مولوی رفعت علی رفعت -

حدائق حکیم سانی مدرس کتاب مذاق تصوف میں -

مکتوبات امام ربانی - تین جلد میں مع رسالہ  
رور و افض و رسالہ مصطلحات حضرات صوفیہ اسمین  
سکاتیب و ارشادات حضرت مجدد الف ثانی بہین -

۱۔ جلد میں ایک سو تیرہ مکتوب بہین جمع کردہ  
شاہ ماجھ محبوب ارشاد حضرت امام ربانی -

۲۔ جلد - تالیف شاہ محمد عبدالحق -

۳۔ جلد - تالیف شاہ محمد نعمان -

مع جلد - رسالہ رور و افض -

۴۔ جلد - رسالہ مصطلحات صوفیہ -

گنجینہ عرفان - بعنوان مذاق اہل تصوف مصنفہ  
حضرت شیخ فرید الدین عطار و غیرہ عرفا -

رسالہ خوشیہ - سبھی بہ نشاط العشق - از ارشادات  
حضرت غوث اعظم -

بوستان محشی - جلی قلم مانند اوسط قلم کمال خوشخط  
مصنفہ حضرت شیخ سعدی -

ایضاً - دو مصرعہ جلی خوشخط -

ایضاً - بوستان قلم اوسط -

ایضاً - مصرعی تین و چار شیدہ میں -

ایضاً - مترجم ترجمہ نظم نظم اردو ہمزون شعر بہتر جزلیہ  
بہترہ طبع منشی گوہر پرشاد رضا جملہ -

انفاس الماکبر و الوار الضمائر - دو رسالہ موقوف  
عرفان میں مصنفہ مولوی محمد نعیم اللہ -

مثنوی شاہ ابوعلی قلندر - عارفانہ مضمون از شاہ  
ابوعلی قلندر -

مثنوی مولوی روم - نہایت خوشخط چار مصرعی

ہر شش و ہفتہ شہور از پنج مکتوب عرفانی حضرت  
جلال الدین رومی بالحق و ہفتہ ہفتم  
شرح مثنوی روم - حامل المتن بسیط شہ  
مولانا عبدالحق علی لقب بہ بحر العلوم تلمین  
ایضاً - سبھی بہ لطائف مثنوی تصنیف مولانا  
ایضاً - سبھی بہ کاشفات رضوی مصنفہ مولانا  
مجموعہ کلیات مثنویات - مشمولہ  
حضرت شیخ فرید الدین عطار -

۱۔ رسالہ جواہر الزادات - ۲۔ رسالہ

۳۔ رسالہ الہی نامہ - ۴۔ رسالہ

۵۔ رسالہ منطق الطیر - ۶۔ رسالہ بقیہ

۷۔ رسالہ نزهۃ الاجاب - ۸۔ رسالہ

۹۔ رسالہ مبسوطہ - ۱۰۔ رسالہ

مثنوی سبیل - در وصف امریکہ

محاسن العشاق - بالصور از میر سلطان

شہنشاہ امیر تیمور -

نظم الطیر - نادر مثنوی مخاطبات طرہ

اور جوابات آنکے مصنفہ حضرت شیخ فرید الدین

نظم اللالی - شرح قصیدہ بدایہ الامالی شعر

جکی اشعار نظم فارسی حلقہ محمد شمس رفیقی نے

مثنوی بزم محال - موقوف کے مذاق

مثنوی شیخ بہلول حکایات اندر ز آئینہ

معین الجواہر محاسن اخلاق کا بیان

الوار الرحمن لکنویہ الخیران لغویات حضرت سلطان